رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

دیانندی اخبارات کو چیلنج

دیانندی پرچہ دھرم پرچارک جالندھر۔ دیانندی گزٹ لاہور۔ اخبار مباحثہ بدایونی وغیرہ وغیرہ کے ایڈیٹروں مہاشوں نے جناب پنڈت بشنداس صاحب نومسلم کے ایمان لانے پر پوری دیانندی شکتی سے پبلک بالخصوص مہاشہ صاحبان کی آنکھوں میں گرم گرم ریت ڈالکر ثابت کرنا چاہا تھا کہ پنڈت بشنداس ہرگز مسلمان نہیں ہوئے۔ اور خصوصاً معزز اسلامی اخبارات وطن۔ وکیل وغیرہ پر نیز بات کرکے ایک عجیب وغریب صورت میں اپنا دلی بغض و عناد کئے ہوئے ابتک یہی کہا گیا تھا اور نہایت زوردار لفظوں میں بیان کیا تھا کہ دیانندی دھرم کو قبول کرنے کے بعد ممکن نہیں کہ کوئی ویدک پنجرے سے نکلکر اسلام کو قبول کرسکے۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ دیانندی مہاشہ صاحبان اسلامی اخبارات کی لاف گزاف پر اعتماد نہ کرکے آیندہ کبھی بھی اُنکے ہذیانات پر دل نہ دھریں مہاشے ایڈیٹر ستیہ دھرم و دیانندی گزٹ کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے جو بچارے

اس دیانندی امت کے سخت ترین تنزل و بربادی کے وقت میں لاف گزاف اور بے انتہا
بڑ ہانک کر پورا پورا حق نمک ادا کر رہے ہیں اور نا عاقبت اندیش زور لگا کر اسلام اور اہل اسلام
پر شہید دیانندی تعصب کا زہریلا مادہ جو اس کی تعلیمات تالیفات و لیاقت کا بدیہی
نتیجہ تھا پھینکنے میں کوتاہی نہیں کر رہے ہیں۔ واقعی ستیہ دھرم پرچارک وغیرہ کا محنتانہ حلال داد
ہے۔ مگر ہم ان حضرات مہاشے صاحبان سے جنہوں نے ایسے سفید [illegible] زبان
کی اشاعت کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے صرف اسقدر باادب التماس کرنے کی اجازت [illegible] ہیں
کہ پنڈت بشن داس صاحب نومسلم کے ساتھ جنہوں نے نگینہ میں [illegible] کر کے
میرٹھ و امرتسر میں ویدک دیانندی تعلیم کا پیٹ نکالا تھا۔ جناب فاضل [illegible] چند
ثروت شیخ عبد الرحمان صاحب نومسلم و جناب پنڈت دیوا چند عرف [illegible] جل
صاحب نومسلم اور علاوہ ازیں اور بے شمار مہاشوں کا دیانندی منتھ سے تائب ہو کر اسلام میں
آنے کا نوٹس کبھی کیوں نہیں لیا۔ جو لگاتار گھنونی نیوگ بازی کی بدتعلیم سے بیزار ہو کر قرآن
والا شان اور روحانی سچے مذہب اسلام کے حلقہ بگوش ہوتے چلے جا رہے ہیں جنکی
خبریں وقتاً فوقتاً تمہارے دلوں کو پامال کرتی ہوئی اور اس تمہاری قفس عنصری کو متزلزل
دیواروں کو مجروح کرتی ہوئی شہنشاہ محمود غزنوی اور شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر مرحوم کی قابل
شکریہ کارگذاریوں کو ایک نمک حرام باغی کی طرح احسان فراموشی و محسن کشی کا سبق یاد کراتے ہوئے
نیم خطی و مجسم تعصب بنا کر جھوٹے اتہامات و الزامات پر مجبور کرتی ہیں۔ کب تک کام کر
سکتی ہیں۔

اب سنئے دیگر تعصب کی ساڑی (نار کر) مورخہ ۱۰ ستمبر بمقام لاہور انارکلی بازار میں جناب
بابو وزیر چند صاحب نومسلم اسلامی نام عبد الرحمٰن کا مقدس مذہب اسلام سے
مشرف پانا بھی یاد نہ رہا۔ جناب مہاشے لالہ موہن لال صاحب پریزیڈنٹ آریہ سماج سکھو و
ضلع جہلم جو دل اللہ کے حقیقی بھائی اور ایک معزز سماجی تھے جو اسوقت جناب محمد العتیق
مبارک نام سے موسوم اور شکر گذار کمشنری میں ہیڈ کلرک ہیں انکی طرف سے کیوں آنکھیں بند کر لیں
جناب مہاشہ فقیر چند صاحب ولد کرم چند اب کپور سند یافتہ دیانند کالج آریہ سکول

...اسلام شہر سیالکوٹ

چھپے۔ شہر ملتان کے سماج کے ممبر تھے ویدک تعلیم پر ہڑتال پھیر کر ۱۰ شعبان
۱۳۲۲ھ بروز جمعہ عالی جناب مولوی غلام قادر صاحب مشنری اسلام سکنہ پنڈیاں
چک نمبر ۱۲۲ ملک بار مسجد دروازہ شہر سیالکوٹ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ...
ہوئے۔ اسی طرح مہاشہ تنواری لال سیکرٹری آریہ سماج آرہ ماہ جولائی ۱۹۰۴ء کو داخل اسلام ہوکر
انکی سماجی خدمت کو بھی ہضم کر گئے۔

اہل اسلام کو یہ فخر آج ہی نہیں ہمیشہ سے مقدس اسلام نمایاں فتحیاب اور اپنی حقانیت
غالب رہا ہے اگر کسی ایک آدھ دُھنے جاتا ہے کی پونر نیوگ (۱۶ نئے نیوگ) پر رال
ٹپک گئی تو کوئی تعجب کا مقام نہیں جہاں لا[illegible]ں کی تعداد میں مرد و زن دائرہ اسلام میں داخل
ہوتے چلے جا رہے ہیں آپ کے تثلیث پرست اور آپکے رہبر جنہیں دیانند سوامی
نے تثلیث کا گول مول سبق سکھایا ہے۔ شب و روز داخل اسلام ہوتے جاتے ہیں
اس کے لئے لیورپول کی زبردست پوشیلی جماعت کی اشاعت مذہبی میں حیرت
انگیز کارگذاری گواہ ہے اور امریکن مسلمانوں کے حالات اسپر شاہد ہیں۔ افریقہ میں بھی
وہ اشاعت اسلام ہو رہی ہے جس کی نظیر نہیں اسی طرح چین۔ جاپان۔ آسٹریلیا
وغیرہ وغیرہ ممالک پر نظر ڈالئے۔ اور آپ کی یہ بے نام و نشان حقیر سی جماعت وہ بھی
ہندوستان جیسے وسیع ملک میں انگلیوں پر شمار کرنے کے لائق۔ اور اسپر بھی گھاس پارٹی
اور اس پارٹی کی مخالفت اور شب و روز انجمن بلکہ تمام دنیا سے چھیڑ چھاڑ اور ساتھ ہی آپکی
نیوگی مجبوبوں اور لنگوٹی کی تعلیمات کا نوٹو یہ ہے بہار دا لعجب العجب سمجھدار انسان کو بڑی ساخت
ہنساتی ہے۔ سو بت بھی کریں آرزو خدائی کی + شان ہے تیری کبریائی کی۔ آپ اور اسلام
سے مقابلہ چمگادڑوں کی آنکھیں اور آفتاب عالمتاب سے مجادلہ۔ لاحول ولا قوۃ
الا باللہ کہیں دماغ تو نہیں چکر کھا گیا۔ خیر ہم آپکو چیلنج دیتے ہیں اور اسپر انعام بھی دیتے
ہیں اور آپکو [illegible] مژدہ سناتے ہیں امید کہ آپ مرد میدان بنکر ہمارے اس چیلنج کو
شرف قبولیت بخشیں گے۔

(۱) جناب مسٹر دھرم دت صاحب سماجی ایڈیٹر رسالہ ادھرم ادھینہ لائل پور جو چند روز

نیوگی ہوا سو نگھ کر آپ کے ہاں پوتر مسئلہ نیوگ رائج ہے نیوگ کی مجسم درگت بنوا رہے
رہے ہیں) بمقام امرت سر ہزار ہا آدمیوں کے سامنے اوس دیانندی جاوید ویدک تعلیم
سے بیزار ہو کر پھر مسلمان ہو گئے ہیں۔

(۲) جناب پنڈت جگدیسا پرشاد صاحب اوپدیشک اعلے آریہ سماج سابقی (بقول
دیانندیاں) جو افریقہ و یورپ میں سماج کی خدمت کرنے کے لئے جان توڑ کر کوشش
کر چکے ہیں۔ بمقام دہلی لال کنوآں کر زینت محل چودہ روز کے مناظرہ اہل اسلام
کے بعد اپنی صریح غلطی اور ویدک کی حیا سوز اور غلط تعلیم سے تائب ہو کر اسلامی وحدت
کا چمکتا ہوا تاج سر پر رکھا ہوا ہے۔

(۳) بابو نانک چند صاحب لکن لاہور آریہ سماجی نے مقام فیض آباد میں ویدک تعلیم
کا جھول اتار کر سینکڑوں آدمیوں کے سامنے مشرف باسلام ہو کر میدان صداقت میں
قدم دہرا ہے۔

(۴) لاڑکانہ علاقہ سندھ میں ۲۵۹ ویدی اسلام میں داخل ہو چکے ہیں ہم سنیدہ دھرم
پرچارک اور اس کے حلقہ بگوش دیانندی ایڈیٹروں کو پرزور لفظوں میں چیلنج دیتے
ہیں کہ اگر ہمارا مذکورۃ الصدر تمام بیان صحیح نہ ہو تو ہم بخوشی مناسب تاوان ادا کرنے کو طیار
ہیں اور آئندہ متنبہ کرتے ہیں کہ آپکی یہ رویہ بازی حیلہ سازی آپکو ہی زیادہ نقصان کی
موجب ہوگی۔ اگر آپ مرد میدان ہیں تو مردانہ وار میدان تحقیق میں قدم رکھیے۔ آیئے
پھر ہم آپکو کس طرح میدان صداقت کی طرف لے چلتے ہیں اور آپکی چشم دید شہادت سے
آپکا ناطقہ بند کر لے کو تیار ہوتے ہیں۔ اب ہم لاڑکانہ کے متعلق بھی چیلنج دیتے ہوئے
بیدار کرتے ہیں کہ اگر کسی دیانندی مہاشے کو سوائے بڑ ہانکنے اور جھوٹی خبر شائع
کرنے کے لئے بھی کچھ سکت باقی ہو تو ہم اسکو اچھی طرح ساتھ لیجا کر اسکا اطمینان کرنیکو
طیار ہیں ولصورت نہ ہونے ۲۵۹ ویدی نومسلموں کے ہم مستحق تاوان ہونگے صاحب
بھی اگر کوئی دیانندی حسب عادات شریفہ اپنی ہٹ دھرمی اور ناقابل معافی پردہ
پوشیوں کے بے سود کوشش میں اسی طرح مبتلا پایا گیا جس طرح دیانندیوں سے توقع

تھوڑیں اسکے رتبے بہت کو غیر جہان سمجھنہ اعلیٰ سے خالی نہیں -

(نوٹ) ۵۶ مسلمان جو دیانندیوں نے اپنے دماغ میں شدہ کئے ہوئے اور دیانند کی چار دیواری کی طرح اپنے میں کچھ عرصے سے بند کئے ہیں انکو نکالکر پبلک کے سامنے پیش کریں وغیرہ انکی فہرست ہی نام بنام دکھلائیں - ورنہ جھوٹے پر ایک دفعہ نہیں بلکہ ہزار بار لعنت - اب ہم منتظر ہیں کہ دیانندی کب ۵۶ مسلمانان لڑکانکی ہمارے سامنے تصدیق کرکے دکھلاتے ہیں -

انجیل کی مختصر تردید

اور عیسائیوں کی نجات کا مختصر بیان

انجیل یسعیاہ ۴۲ باب آیت اول - دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اسپر رکھی وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کریگا ہمارے نبی کی دنیا پر آنے کی پیشگوئی انجیل سے ثابت ہے - عیسائی لوگ کیوں نہیں ہمارے نبی پر ایمان لاتے - ایک روٹی کھانے والے اور بول براز کرنے والے اور پورے نو مہینے خون سے پرورش پلنے والے لٹکے ہوئے خدا پر ایمان لاتے ہیں - ایسے ایک سلطنت کا خدا جس کی ایک جزو کبوتر جانور بھی اسپر ایمان لانے والے کو ہرگز نجات نہیں جناب محمد رسول اللہ صلعم جو خاتم المرسلین اور سید الاولین والآخرین ہیں وہ ان تمام لاریب نجات کے مالک ہونگے اور خدا کو واحد کہیں گے نجات ہے -

انجیل متی باب ۴ آیت اور ۲ و ۳ - مرقس ا باب ۱۳ - لوقا ۴ باب ۱ - ۱۳ - تب یسوع روح کے وسیلہ بیابان میں لایا گیا تاکہ شیطان اسے آزمائے - جب چالیس دن اور چالیس رات

روزہ رکھ چکا آخر کو بھوکا ہوا تب آزمائش کرنے والے نے اُس پاس آ کے کہا اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو کہہ کہ یہ پتھر روٹیاں بن جاویں۔

محقق۔ اگر وہ خدا ہوتا تو اُس کے پاس شیطان کیونکر آتا۔ اور کیوں آزمائش ہوتی۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا ہمہ دان نہیں بلکہ ہمہ دانی سے پہلے درجہ کا بے نصیب ہے اور قربان جایئے مسلمانوں کے وحدہٗ لاشریک پر جس نے اپنے مقدس نبی حضرت صلعم کی معرفت یہ تعلیم کی کہ واعلم ماتبدون وما کنتم تکتمون یعنی ظاہر کی اور سینوں کی چھپی ہوئی باتیں سب اُسے معلوم ہیں۔

انجیل متی باب آیت ۲۱ و ۲۲۔ اُس دن بہتیرے مجھے کہینگے اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ تیرے نام سے دیووں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہیں کی اور اُس وقت میں اُن سے صاف کہوں گا کہ کبھی تم سے واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو۔

محقق۔ عیسائیوں کا بڑا دعوی یہ ہے کہ ہماری نجات ہے۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کی نجات نہ ہوگی۔ کیونکہ یسوع خود فرماتا ہے کہ میں آپ سے کبھی واقف نہیں۔ جب وہ تمکو جانتا ہی نہیں تو پھر نجات کیسے۔ آپکا یہ دعوی سراسر لغو اور جھوٹا ہے۔ اگر آپکی نجات ہونی ہوتی تو یہ آپکے خدا کے منہ سے ہرگز الفاظ نہ نکلتے کہ اے بدکردارو میرے سامنے سے دور ہو جاؤ۔

انجیل متی باب ۱۷۔ ۲۰۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اُس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جاویگا اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی۔

محقق۔ کسی عیسائی کو اگر کہا جاوے کہ بھلا چنے کے دانے کے برابر ایمان کا تو کچھ ٹھکانا نہیں بھلا اگر رائی کے دانے کے برابر تجھ میں ایمان ہے تو اس جوتی کو جو اُلٹی پڑی ہوئی ہے فقط زبان کے کہنے سے سیدھی کر دے تو ہم کو اُسکے ایمان میں ہرگز یہ طاقت محسوس نہ ہوگی کہ وہ سیدھی کر دکھا

جہاں تک دیکھا گیا ہے اور عیسائیوں کے ایمان کو پرکھا گیا ہے تو اُن میں بجز زمین کالنے کے

نظر نہیں آتا کیونکہ بڑے بڑے پادری خود بازار میں جا کر سودا سلف خریدتے ہیں اور
ہی وہ اشیا کو دیکھ پاتی آپکے کہنے سے ان کے پاس نہیں آتیں اس سے معلوم ہوا کہ پولوسی صاحبان
. . . ان کا ایمان نور روشنی
دوسرے دنیا کے بندے ہیں اور ایمان کی آڑ میں کیا کچھ نہیں . . .
ہے اور اعلیٰ درجہ کے پیشوا ہیں

انجیل متی باب ۱۶ ۔ ۲۷ ۔ کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے
ساتھ آویگا تب ہر ایک کو اسکے اعمال کے موافق بدلہ دیگا ۔

محقق ۔ اگر ہر ایک کو اعمال کے موافق بدلہ ملنا ہے تو کفارہ کا گورکھ دھندا ٹوٹ گیا ۔ اگر
نہیں تو ثابت ہوا کہ پولوسی صاحبان روٹی کے لئے عیسائی بنتے ہیں ۔ آؤ اگر نجات کا
رستہ ڈھونڈنا ہے تو قرآن شریف پر ایمان لاؤ اور خدا کی سچی توحید کا رستہ دیکھو ۔ کفارے
کی ٹٹی کے شکار کھیلنے سے نجات کا رستہ کبھی بھی نہیں ملیگا ۔ اگرچہ مرتے دم تک ناک رگڑتے
رہو ۔ آپکی خود تراشیدہ انجیل اور کفارہ اور کبوتر پر افسوس ۔

انجیل متی باب ۱۲ ۔ ۳۱ ۔ ۳۲ اس لئے میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ لوگوں کا ہر طرح کا گناہ اور کفر
معاف کیا جائیگا مگر وہ کفر جو روح کے حق میں ہوگا لوگوں کو معاف نہ ہوگا ۔ جو کوئی ابن آدم کے
حق میں برا کہے اُسے معاف ہو سکیگا ۔ پر جو روح القدس کے حق میں برا کہے اُسے ہرگز معاف نہ ہوگا

محقق ۔ واہ صاحب واہ ! انجیل کی تعلیم ہے یا لڑکوں کے کھیلنے کی ایک فحش اور سڑی
گلی تعلیم ہے ۔ عیسائی صاحبو ! اس آپکی انجیلی آیت سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اگر یسوع
کو گالیوں کی بوچھاڑ کا آیا جگاوہ بنایا جاوے تو کچھ پکڑ نہیں ہوگی ۔ یہ کس قسم کی بودی اور بیہودی
تعلیم ہے کہ خدا کو گالیاں دیں تو کچھ پکڑ نہ ہو مگر جانور کبوتر (روح القدس) کے گالیاں دینے
سے ضرور پکڑ ہو گی ۔ ایسی مشرک تعلیم یسوع صاحب آپکے حق میں نصیب کرے ۔ اور اُس پر
ایمان لانا بھی آپکو مبارک ہو ۔

انجیل مرقس باب ۶ ۔ ۳ ۔ کیا یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں ۔ ؟

محقق ۔ عیسائیوں کے خدا کے کیا کہنے ۔ بھلا کوئی پولوسیوں سے پوچھے تو سہی کہ ترکھان
بھی خدا ہو سکتا ہے ۔ اگر ترکھان یعنی بڑھئی خدا ہو سکتے ہیں تو عیسائیوں کو مبارک ہو کہ

پوجا پاٹھ کرنے کے لئے کسی ترکھان کو پیش نظر رکھ لیا کریں۔ توبہ کرو اور ایسی انجیل سے باز آؤ جو تمہارے خدا کو ترکھان کا بیٹا بناتی ہے۔ قرآن شریف جو مقدس کتاب ہے اُسکی تعلیم کی طرف دھیان لگا کر سُن لو۔ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ بڑھئی یا بڑھئی کا کام کرنے والا خدا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

انجیل یوحنا باب ۶۔ ۴۲۔ کیا یہ یسوع یوسف کا بیٹا نہیں ہے؟۔

محقق۔ یک نہ شد دو شد۔ کیا عیسائیوں کی عقل چکر کھا گئی یا انجیل کی تعلیم کا ہی یہ فتور ہے یعنی کہیں یہ بتایا گیا ہے کہ کبوتر (روح القدس) کو برا بھلا کہنے سے بگڑ ہو گی اگر ابن آدم یعنی یسوع کو گالیاں دی جاویں تو کچھ حرج نہیں۔ کہیں خدا کو بڑھئی تراشا گیا ہے۔ کہیں مریم کا بیٹا۔ اب باپ بھی ثابت ہو گیا یعنی یوسف نجار۔ ہم تو ایسے خدا کو دور سے ہی سات سلام کرتے ہیں جو والدین رکھتا ہو۔ اگر وہ شخص جو ماں اور باپ رکھتا ہو خدا ہو سکتا ہے تو پھر آپ اپنے خدا اور مذہب کی کیا فضیلت اور صداقت بیان کر سکتے ہیں اور دوسروں کو چیلنج کرتے ہیں اور عیسائی بناتے ہیں۔ اگر آجکل چوہڑا پارٹی کو عیسائی بنایا جاتا ہے تو کونسی صداقت اُنکے آگے رکھتے ہو۔ اگر ایسے خدا پر اور ایسی تعلیم پر تم انکو فریفتہ کرتے ہو تو یہ کوئی صداقت کا سبق نہیں بلکہ یہ وہ بات ہوئی کہ گوبر سے نکالا (تعوذ) پر پھینکا۔ کیا اُن کا پہلا خدا مسمی بالاشاہ والدین نہیں رکھتا تھا جو تم انکو اپنی طرف بلاتے ہو۔ کیا یہاں پر والدہ کا نام مریم اور والد صاحب کا نام مسمی یوسف نجار نہیں ہے؟ خیر اتنی بات ہم بھی مانتے ہیں کہ وہ بساکھی کے میلہ پر شراب پی کر گاتے بجاتے اور بدمستیاں کرتے پھرتے اب یہاں پر وہ بات نہیں یہاں تو اوقات معینہ عشاء ربانی وغیرہ میں دل کا ارمان نکال لیتے ہیں اور رکھا کیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کرشمے ہیں۔ اگر یہی صداقت اپنے پاس رکھتے ہو اور خیمہ بر سر اور انجیل در بر کوچہ بکوچہ لئے پھرتے ہو اور عوام کالانعام کو بہکاتے ہو تو بس یاد رکھو کہ آپکے گورکھ دھندے میں وہی پھنسے گا جو عقل کا ادھورا اور دنیا پرستی میں پورا ہو گا۔ ہم ڈنکے کی چوٹ کہے دیتے ہیں کہ آپکے مذہب کی پہلی اینٹ دنیا طلبی اور کفا (؟) کی آڑ میں شکار کھیلنا ہے۔ ہمکو مولا کریم ایسے مذہب سے بچاوے اور صراط مستقیم عطا فرما وے اور ہم قرآن مجید اور فرقان حمید پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔ باقی آئندہ۔

9867

نیوگی نطفہ کی تصدیق

ناظرین ابھی آپ نے بھی اپنی پیاری ہمسایہ نئی قوم آریہ پارٹی پر بھی توجہ مبذول فرمائی ہے کہ آریہ لوگ اپنے مقدس وید کے مفید و مرغوب احکام پر عامل بھی ہیں یا محض نام ہی کے آریہ ہیں۔ حضرات جہانتک ہمنے اس امر میں تصدیق کی ہے اس قوم کو وید کے مطہر احکام پر پورا پورا عامل اور معتقد پایا جس کے ثبوت کے لئے مشتے از نمونہ خروارے کی مصداق مفصلہ ذیل الفاظ سے تصدیق کرتے ہیں۔

سوامی دیانند بحوالہ منوسمرتی پرمیشور کا حکم (ستیارتھ پرکاش سملاس ۴ صفحہ ۱۴۰) اس طور سے تحریر فرماتے ہیں۔ اگر بیاہا خاوند دھرم کی غرض سے غیر ملک میں گیا ہو تو بیاہی عورت آٹھ برس اور اگر علم اور نیک نامی کے لئے گیا ہو تو چھ برس۔ اور اگر دولت وغیرہ بھوگ کے لئے گیا ہو تو تین برس تک انتظار کر کے پھر نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ جب شادی شدہ خاوند آوے تب نیوگ شدہ خاوند سے قطع تعلق ہو جاتے ۱ ایسے ہی بیاہا مرد اگر عورت بانجھ ہو تو آٹھویں برس۔ اگر اولاد ہو کر مرجاے تو دسویں برس۔ جب اولاد ہو تب لڑکیاں ہی ہوں لڑکے نہ ہوں تو گیارہویں برس تک۔ اور جو بدکلام بولنے والی عورت ہو تو جلدی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔

(۲) ویسے ہی اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہئے کہ اسکو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کر کے اسی بیاہے خاوند کی وارث اولاد پیدا کرلے۔ سوامی جی اس حکم کی تعمیل کے لئے تاکید بھی فرما کر ارشاد فرماتے ہیں اس قسم کے سوئمبر بیاہ اور نیوگ سے اپنے اپنے خاندان کی ترقی کرنی چاہئے۔

صاحبان! یہ ہے وید پاک کی مقدس تعلیم اور یہ ہے حکم آریوں کے مہنت مطلق مقتدائے مطلق راحت مطلق یا پیشوا کا بغرض ہر حالت میں عورت اور مرد دونوں کو

بنے کہ ذرا سی بدکلامی اور ایذا رسانی میں نیوگ کرنے کی اجازت حاصل ہے۔ اور اپنے بیاہتا خاوند یا عورت کو چھوڑ دینا واجب اور لازم ہے۔ اس چھوڑنے چھوڑانے پر بھی نیوگ سے جو اولاد پیدا ہو گی وہ پہلے بیاہتا جیتے خاوند کی وارث ہو گی۔ شرم شرم شرم۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

جس حالت میں عورت اور مرد ایک دوسرے سے بوجہ کاوش دلی علیحدہ ہو جاتے ہیں تو وہ نیوگی اولاد کو کس صورت سے اپنے مال و اسباب اور اثاثہ کا جو اسکو نسلاً بعد نسلٍ پہونچا ہو یا اپنے جس ناخنوں کی کمائی سے حاصل کر کے جمع کیا ہو۔ کس طرح ورثہ میں دیو سکتا ہے اور کس وجہ سے نیوگ سے پیدا شدہ اولاد بیاہے خاوند کی اولاد کہلا سکتی ہے جس حالت میں بحکم (ستیارتھ سملاس ۴ دفعہ ۱۴۴) نیوگی اولاد نیوگ کنندہ کے عضو سے دل سے اور دیریہ سے پیدا ہوئی ہو اور اسکی آتما یعنی روح ہے جس کے لئے وہ دعا کرتا ہے کہ تجھ سے پہلے فوت مت ہو بلکہ سو برس تک زندہ رہیے۔ اب ہمکو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ یہ نیوگ کے موجد اور اسپر عامل اپنے ورثہ تک پہونچ چکے ہیں یا نہیں اور آیا انکو ورثہ میں انکی جایداد موروثی پوری مل چکی ہے یا نہیں۔ ناظرین تعجب فرماتے ہونگے۔ کہ

نیوگ زادوں کا حق وراثت کیا ہے۔؟

اول آپ یہ فرمایئے۔ کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کو جو خود سے تکلیف دہندہ ہے یا چھوڑ کر دوسرے مرد سے (ستیارتھ سملاس ۴ دفعہ ۱۴۰) یا دیور یا جیٹھ یا اپنے ورن کے کسی دور و نزدیک کے رشتہ دار سے (ستیارتھ سملاس ۴ دفعہ ۱۴۲) یا کسی دوسرے مرد سے (ستیارتھ سملاس ۴ دفعہ ۱۴۳) یا کسی موٹے جوان ہمسایہ یا کسی جیرچہوٹ صفت مہنت سادہو سے نیوگ کر کے اولاد حاصل کر لے۔ تو کیا عیسائی۔ موسائی۔ مسلمان۔ پارسی وغیرہ وغیرہ دیگر مذاہب والے ایسے فعل کو زنا سے تشبیہ نہ دینگے۔ کیوں نہیں بلکہ صاف زنا کہینگے۔ اور ایسے ناجائز فعل کے نطفہ کی اولاد کو الیجیٹیمیٹ (حرام کی اولاد) نہ کہینگے۔ ضرور بالضرور۔ پس آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسے فعل کی اولاد کے افعال سوائے

ملک اور حکومت میں فساد برپا کرنے ۔ دوسرے کے مقابل پر بیجا حملہ کرنے ۔ اتہام لگانے اور اسکو نقصان پہونچانے کی غرض سے کسی بے جا طریقہ پر لغویات کے ذریعہ اشتعال دلانے یا کسی نادار [illegible] کے لئے اڑنے وغیرہ وغیرہ کے سوا کچھ اور بھی ہو سکتے ہیں اور کیا ان سے کبھی نیکی کی بھی امید کی جا سکتی ہے ۔ چنانچہ آریہ صاحبان کی فطرت ہی کو یہ باتیں روشنی کی مانند ظاہر ہو کر تصدیق ہو چکی ہیں ۔ کیا ناظرین نے واقعہ مردان کو فراموش کر دیا ۔ کیا واقعہ لڑکانہ کو بھول گئے جس کی نسبت تمام اخبارات میں مذکور ہے ایک تمام ہندو پنجاب میں شور و غوغا مچا ہوا ہے کہ چند گھرانے شیخوں کے جن میں ۵۶ عورت و مرد شامل تھے آریہ بنائے گئے ۔

صاحبان اول الذکر ایک بدکردار اور بدافعال عورت کو پردہ نشین ۔ رئیس زادی وغیرہ و فضل وغیرہ وغیرہ خطابات سے مخاطب کر کے تمام مسلمانوں کو اشتعال دلایا اور خود بھی بے عزت ہوئے ۔ اب رہا معاملہ لڑکانہ اسکی نسبت بھی ناظرین کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ یہ امر بھی محض مسلمانوں کو اشتعال دلانے کے واسطے مشتہر کیا گیا ہے جس کا وجود بالکل ہی نہیں ۔ ہمنے اس امر میں بہت عمدہ طور سے تصدیق کی ہے یعنی اپنے سفیر مولانا مولوی ابوالفرح **حافظ عبد الحمید** صاحب پانی پتی مناظر آریہ سماج کو معہ [illegible] اسی لئے علاقہ لڑکانہ میں بھیجا ۔ اور اس طرف رہنے والے احباب کے ذریعہ بخوبی تصدیق کی جس کا ماحصل یہ ہوا کہ یہ معاملہ از سر تا پا غلط ہے بلکہ اغلط ہے اور ان آریہ صاحبان نے اس امر کے مشتہر کرنے سے اپنا حق وراثت ادا کیا ہے ۔ چنانچہ اس معاملہ کو غلط ثابت کرنے کے لئے خلاصہ چند خطوط آمدہ از لڑکانہ ۔ روہڑی ۔ کوٹری وغیرہ ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ جملہ شکوک رفع ہو جاویں اور آئندہ کوئی مسلمان ان حضرات کے قول و فعل کا کبھی اعتبار نہ کرے بلکہ ان کی فطرت کا قصہ خیال کر کے ناحق اشتعال میں نہ آجاوے ۔

خلاصہ خط بابو زوار حسین صاحب گارڈ روہڑی متعلق جن لوگوں کا آپنے ذکر کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہیں ۔ وہ دراصل ہندو ہی تھے اور انکو اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جو طریق انکا ہے سب ہندو کا ۔ بالفرض اگر وہ آریہ بھی ہو جاویں تو ایسے لوگوں سے اسلام کو کیا نقص

ے اگرچہ چاہ نصرانی ناپاک است ۔ یہودی مردہ مے شوی چہ باک است ۔

خلاصہ خط عبد الرحیم بن حاجی کریم بخش از کوٹری بندر

جناب من ۔ جن لوگوں کی نسبت آپ دریافت فرماتے ہیں وہ لوگ اصل سے ہندو ہیں گرو نانک کا فرقہ پیر پرست ہونے کی وجہ سے شیخ کہلاتا ہے ۔ سو مسلام کرنا برادر مسلمینوں پر بیوند کا کسی طرح دخل نہیں

خلاصہ خط مولوی ابو الفرح از لاڑکانہ ۳۱ - اگست ۱۹۰۵ء

یہاں آ کر معلوم ہوا کہ جو لوگ شیخ منجوگی و بوان انکی تاء ۔ ۔ کے طرف داد آریہ ہوئے ہیں قدیم سے ہندو تھے وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہ تھے ۔ نہ اُن میں کوئی بات اسلام کی پائی جاتی ہے نہ ان کے رسم و رواج سے اُن کا مسلمان ہونا معلوم ہوتا ہے ۔ مُردے اُن کے پاؤں میں داغ دیکر پانی میں بہائے جاتے ہیں ۔ ضلع لاڑکانہ کے بہت سے گاؤں میں یہ لوگ کثرت سے آباد ہیں ۔ ان لوگوں کے آریہ ہونے سے پہلے کے پیدائشی نام یہ ہیں (۱) بلدیو داس ولد ٹھاکر داس (۲) موٹا رام ولد ٹھاکر داس (۳) بہار سنگھ ولد موٹا رام (۴) بھون داس ولد موٹا رام (۵) پھنول ولد روچی رام (۶) موتی رام ولد اٹل رائے (۷) تخت رائے ولد اٹل داس (۸) بھیرول لعل ولد لعل چند وغیرہ وغیرہ ۔ اس سے آپ قیاس کر سکتے ہیں آیا یہ ہندو تھے یا مسلمان ۔ آپ انجمن اشتہار اخبارات میں چھپوا دیئے ۔ کیونکہ جو بات واقعہ میں صحیح نہیں ہے اُسکی شہرت دینی بھی عبث ہے ۔ اس علاقہ سندھ میں عام مسلمان پیر پرست ہیں ۔ ان مسلمانوں کی دیکھا دیکھی ہندو بھی کثرت سے ان پیروں کے مرید ہو گئے اور اب چونکہ ان لوگوں کو اس پیر پرستی میں کئی پشتیں گذر چکی ہیں اور اُنکی تعداد ہزاروں تک پہونچ چکی ہے ۔ اس لئے وہ یہاں کے مسلمانوں کے نزدیک شیخ کہلاتے ہیں جب آریوں نے یہاں ذرہ سی کوشش کی ۔ تو ان کی ایک جماعت نے آریہ بننا تو منظور نہ کیا ۔ مگر آریوں نے اُنکو کہا کہ ہم تمکو دھرم سبھا میں بھی ملا سکتے ہیں جس طرح سبھا والے لوگ ہم سے ملتے برتتے ہیں ۔ اگر تم اُن سے مل جاؤ گے تو ہم تم سے بھی ایسا ہی ملا کرینگے ۔ لہٰذا اس فریب سے وہ لوگ اپنی طرف سے دھرم سبھا

والوں میں مل گئے جس کی خبر آریہ اخبارات نے بڑی خوشی کے ساتھ مشتہر کی ہے جس سے
ہندوستان و پنجاب کے مسلمانوں میں تو تعجب ہوا ۔ مگر بوجہ اردو میں چھپنے کے ایسے اخبارات
چونکہ اس ملک سندھ میں کم آتے ہیں یہاں کے مسلمانوں کو خبر تک نہ ہوئی ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

ناظرین یہ ہے ان لڑکوں کا حال جنکو آریہ صاحبان نے اپنا چیلہ بنا کر اپنی وراثت (نیوگ)
کا حصہ دار بنا لیا ہے اور یہ ہیں آپ کے خاندان انجمن اشاعت اسلام حیدرآباد کی خدمات جنہو
بذریعہ سفیران کس جانفشانی سے اس غلط اشاعت اور آریہ اخبارات کی چالاکی کی تردید
کر کے نیوگی نطفہ کی تصدیق کا سین ناظرین کے سامنے پیش کر دکھایا اور عنقریب بہت جلد
انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی بذریعہ رسالہ اسکو مفصل طور سے واضح کر کے دکھائے گی وما علینا
الا البلاغ ۔ الراقم خادم قوم محمد احمد الدین حبیب عفی عنہ بٹالوی ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء ۔

(نوٹ) دیگر مذہبی و ملکی اخبارات بھی اقتباس فرماویں ۔

ترک اسلام مولوی ثناء اللہ

اور ریویو

آریہ مسافر نمبر ۶ جلد ۶

ہمیشہ ٹھنی ہے اصلاح یاں رنگیں خیالوں کی
کھٹے کپڑے گل و لالہ کے ہم پیوند کرتے ہیں

خدا جانے ہمارے آریہ دوستوں کی کیا عادت ہو گئی ہے کہ وہ غیر مذاہب کی
مخالفت میں ہمیشہ جھوٹ و فریب و غلط بیانی و بد زبانی سے کام لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جہاں تک
اُن کی تحریر دیکھی کتاب ہو یا اخبار ان میں عجب سے مزین پایا ۔ اُن کے اہل علم ہمیشہ کم علم
مسلمانوں کو جو اپنے مذہبی علوم و اصول و مسائل سے واقف نہیں ہیں تو جیسے دھرم پال ہی آریہ
آریہ بنانے یا اپنے بھولے بھالے آریہ بھائیوں کو خوش کرنے کی غرض سے اسلام کی دشمنی میں

جس کا کوئی اصول خلاف عقل و قانون قدرت نہیں نہایت کجروی اور نفرت انگیز اور
اشتعال طبع دلانے والے الفاظ میں دفتر قلم دکھلاتے ہیں شہادت کے لئے ستیارتھ پرکاش
و تصانیف آریہ سماج و رسائل بی جین مت سیکشا مصنفہ شبھودت آریہ اپدیشک
پنجاب ساکن لاہور کافی ہے جس پر جینیوں کا مقدمہ دہلی میں جولائی ۱۹۰۴ء میں چل رہا تھا۔ باوجودیکہ
یہ اپنے کو اصول عشرہ اور وید کا پابند ظاہر کرتے ہیں جس کا چوتھا اصول یہ ہے راستی کو گرہن
کرنے اور راستی کے چھوڑنے میں ہمیشہ سروَدا اُدّت رہنا چاہئے۔ پس دو حال سے خالی نہیں
یا یہ اپنے اصول اور وید کے پابند نہیں یا اصول محض فریب ہیں۔ اور وید کی یہی تعلیم ہے
اسوقت آریہ مسافر جلد ۶ نمبر ۶ بابت ماہ مارچ ۱۹۰۴ء میرے سامنے ہے اس کے
صفحہ ۵۲ سے ۵۸ تک ترک اسلام پر سرسری نظر کے عنوان سے ایک پرجوش
مضمون لکھا ہے جس میں ناظر صاحب رام لال جیپوری نے ہمارے مندرجہ بالا خیالات
کی تصدیق کی ہے۔ ہمیں کل مضمون کے لفظ بلفظ درج کرنے سے غرض نہیں۔ کیونکہ اس میں نصف
سے زیادہ خارج از بحث لن ترانیاں ہیں۔ اس لئے ہم خاص خاص فقرے جو ہمارے خیال
کے مؤید ہیں انتخاب کرینگے۔

رام لال آریہ سماج کے درود اناپ شناپ کوئی کتاب طبع کرا کے ایک آنہ کی کتاب کی عوض
قیمت قرار دیکر مطلب سدھ کیا جاتا ہے آریہ سماج کے زبردست اعتراض و دلائل کے جواب
میں کوئی کتاب تصنیف کرا کے اپنے مذہب کے دریدہ و بوسیدہ گدڑیوں کو جا بجا تاویلوں اور
لاطائل دلیلوں کے پیوند لگا کر ویدک لسان کے مطابق کرنے کی کوشش کرکے شکم پوری
کی جاتی ہے۔ الخ۔

حال میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اسی دینی جوش و خروش میں نیز دیدہ
شنودنے کو یہ شیوہ اختیار کیا ہے کہ مہاشے دھرم پال جی نے جو اپنے وجوہات ترک اسلام
میں لکھے۔ اس پر ایک کتاب طبع کرائی ہے اسکے جواب میں آپنے ترک اسلام کتاب لکھی ہے
جو ۱۱۸ ورق یا ۷ جزو سے کچھ زاید کی ہے جس کی قیمت عام دستور فی جزو آدھ آنہ کے حساب
سے ۶ یا ۷ پیسہ بنتی ہے مگر مصنف صاحب نے روپیہ کمانے کو ایک روپیہ رکھا اہل قرآن

مخاطب کرکے پرجوش اپیل اس مضمون سے کی ہے الخ۔

موحد غور فرمائیے۔ کہ اس تحریر میں راستی سے کہاں تک کام لیا گیا ہے۔ ماشاء اللہ ماسوا اور علوم کے ہمارے دوست کو علم حساب میں بھی بڑا ملکہ ہے۔ ۸/۱ ورق یا ۸ جزو سے کچھ زاید جس کی قیمت عام دستور کی جزو آدھ آنہ کے حساب سے ۲ ہے یا ۸ سے ہوتی ہے

اے دہانت زلب و لب دہان شیریں تر
خندہ شیریں و سخن گفتن ازاں شیریں تر

شاید آپکو یہ بھی نہیں معلوم کہ کئی ورق کا جزو ہوتا ہے اور عموماً کس حیثیت کی کتاب آدھ آنہ جز بکتی ہے اور کئی ادھنوں کا آنہ سمجھا جاتا ہے مگر اعتراض کرنے کو طیار مضمون نگاری کا شوق نہیں جیسے غلطی کی کیا آپ ایسی موٹی بات بھی نہ جانتے ہونگے ہم سنتے ہیں لالہ عالی حساب میں بڑے مشاق ہوتے ہیں مگر آپ نے تو یہاں لٹیا ہی ڈبو دی۔ یہ آپکا قوی اثر ہے۔ اگر فی الواقعہ آپ حساب میں کورے ہیں تو کسی اسکول کے لڑکے سے دریافت کر لیا ہوتا۔ آئیے ہم آپکو سمجھا دیں آٹھ ورق کا ایک جز اور دو ادھنوں کا آنہ شمار ہوتا ہے نہایت معمولی کاغذ چھپائی کی کتاب آدہ آنہ جز کتب فروش دیتے ہیں۔ خیر آپ ترک اسلام کو معمولی ہی کتاب مان کر حساب تو لگائیں ۱۱۸ ÷ ۸ = ۱۵ جز مع ٹائٹل پیج کے ہوئے جس کی قیمت ۷ یا ۸ سے ہوتی ہے سچ بتلائیے گا اس غلطی کا سبب لاعلمی ہے یا آریہ ہونے کا اثر ہے اس سادگی پہ کون نہ مرے جان اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اب اسکے آگے کا فقرہ۔ مگر مصنف صاحب نے روپیہ کمانے کو ایک دو پیسے کا اہل قرآن کو مخاطب کرکے پرجوش اپیل اس مضمون سے کی ہے۔ کیسا صریح جھوٹ ہے۔ ترک اسلام کی قیمت ۲ ہے جس کو آپنے بڑھا کر سہ گنا کے قریب کر دیا۔ اس جھوٹ کی بھی کچھ انتہا ہے جس قدر آپ ترقی مذہب میں ساعی ہیں اسی قدر ترقی جھوٹ میں بھی واقعی انسان جھوٹ ہی بولے تو تھوڑا کیوں بولے جس پرجوش اپیل پر آپ ڈگری لیا چاہتے ہیں اسی کے اس آخری فقرہ نے دیکھیے میرے مالک (مصنف) کی حوصلہ مندی کہ باوجود اتنی لاگت اور عرق ریزی کے قیمت صرف ۲ رکھی ہے اس میں بھی رعایت یہ کہ یکمشت

نسخے کے خریدار کو ایک روپیہ کی تین ۳ آپ کے دعوی کو ڈسمس کر دیا۔ اگر آپ نے پوری ہی ہیں نہیں پہونچی تو اس میں مولانا کی کیا خطا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

شاید آپکو پیسہ اخبار ۱۳ سے دھوکا ہوا مگر اس میں بھی یہ الفاظ ہیں اصلی قیمت عہ رعایتی ۶ ر یہ اختلاف قیمت بسبب اختلاف لاگت وغیرہ ہے جیسے راماین للعہ کو بھی اور ۱۲ کو بھی ملتی ہے۔ ترک اسلام کے جواب میں جس قدر کتابیں شایع ہوئی ہیں وہ اسی طرح کم قیمت پر فروخت ہو رہی ہیں۔ پس بھی اگر آریہ اپنی ناداری کا عذر کریں تو ہم انکو چالیسواں حصہ اپنی کتابوں سے بلا قیمت دیدینگے۔ ابتک ترک اسلام کے چار جواب تو شایع ہو چکے ہیں اور جہانتک مجھے علم ہے پانچ عنقریب شایع ہونیوالے ہیں ان چاروں کی قیمت میں میں ایک نقشہ دکھلاتا ہوں اور آپکے صدق وکذب کی داد منصف مزاج ناظرین سے چاہتا ہوں ؎

تمہیں تقصیر اس بت کی ہے یا میری خطا نکلی
مسلمانو! ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

نام کتاب	صفحات	اوراق	اجزا	فی کتاب فی جز	اصل قیمت	کیفیت
ترک اسلام	۲۴۰	۱۲۰	۱۵	۰۷/	۶/	[illegible]
نور الدین	۳۲۶	۱۶۳	۲۰-۳	۱۰/	۸/	
بنق اسلام	۳۰۴	۱۵۲	۱۹	۰۹/	۴/	
ترک اسلام	۲۰۸	۱۰۴	۱۳	۰۶/	۸/	

اب ذرا آپ اپنے گھر کی خبر لیجئے اسکے مقابلہ میں اپنی کتابوں کی قیمت پر غور فرمایئے۔ ستیارتھ پرکاش کے ۳۵۲ صفحہ یعنی ۱۷۶ ورق جس کی ۲۲ جز ہوئے آپکے مسلمہ نرخ کے ۱۱ قیمت ہوتی ہے مگر یہ کتاب چھپی ہے اور اسی قیمت پر مجھے ملی ہے۔ نیز اسی آریہ مسافر کو دیکھو جو آپکا ریویو ہے سالانہ قیمت ہے اور فی کاپی ۴ ر ہے اس میں ۱۰۰ صفحہ یعنی ۵۰ ورق

نہیں بخشے گا۔

موحد ؎ وہ ظلم کرتے ہیں ہم پر تو لوگ کہتے ہیں × خدا بروں سے نہ ڈرا دل کا۔ اہل قرآن کا یہ مسئلہ آپ نے کہاں دیکھا ہے کہ اپنے متعلق گناہ خدا معاف ہی کر دیتا ہے۔ اول تو اسلام میں توبہ کی شرط ہے اور توبہ کی نسبت قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ توبہ انہی لوگوں کی قبول ہوتی ہے جو بُرے کام غفلت سے کر گذرتے ہیں پھر فوراً توبہ کرتے ہیں نہ اُن لوگوں کی جو مرتے دم تک (جب اُن کو موت اور آخری سفر کے آثار معلوم ہونے لگتے ہیں) تو بُرے کاموں میں مشغول ہیں اور اُسوقت توبہ کرتے ہیں۔ اور نہ اُن کی جو کفر کی حالت میں مرجائیں۔ اگر قریب مرنے کے توبہ کریں تو قبول نہ ہوگی۔ تب آپکی صورت مفروضہ کا جواب اس آیت سے نکل آیا۔ کیوں اب کیا اعتراض۔ اگر تفصیل کی ضرورت ہے تو جوابات ترک اسلام و حق پرکاش بغور دیکھئے اور یہ پرارتھنا کو سمجھئے اسے پرمیشور مجھے نیک چلن اور دھرم پر عمل کرنے کی توفیق ہو آپ مجھکو ہمت دیجئے کہ میرا یہ سچے دہرم کا عمل آپکی عنایت سے پورا ہو۔ میں آج سے سچے دہرم کی پابندی اور جھوٹ کھوٹی چلن سے اور ادہرم سے دوری اختیار کرتا ہوں۔ ذرا دہوتی سنبھال کر کہئے گا۔ کہ اس دعا سے کیا فایدہ اسکو اسلامی اصطلاح میں توبہ کہتے ہیں ؎ ہنوز طفلے تو از نوش نیش بیخبرے × تو عشق ما چہ کہ از حسن خویش بے خبرے۔ ہاں یہ آپ نے کس سے سنا کہ دہریہ اپنے کو اور تمام جہان کو خدا کہتے ہیں۔ کسی دہریہ سے ملکر پوچھا ہوتا کہ جناب خدا کی نسبت آپ کے خیالات کیا ہیں پھر سنئے کیسا صاف جواب ملتا ہے ؎

نہ خدا ہی کچھ نہ جزا سزا یہ لغو ہیں دین کے مخمصے
عبث اہل مذہب نا سمجھ خود ہی دام مکر میں آ پھنسے
نہ خرد نہ علم نہ تجربہ اسی غم میں سینکڑوں مل بسے
گیا جو عدم کو وہ پھر نہ پھر آ ہے جزا سزا کی خبر کسے

اگر دہرپالوں کی جستجو میں دقت ہو تو ایسے آریہ مسافر میں نسخہ اگیان ناشک منو ۵۹ سے ۹۰ تک دیکھ جائیے

رام لال مثلاً دہرم پال جی کا یہ پر یہ اعتراض تھا کہ قرآن میں خدا کو مکار بتایا ہے جس کے جواب میں مکر کے من مانے معنے خفیہ تدبیر یا داؤ چلانے کے لئے ہیں۔ الا افسوس کسی لغت کا حوالہ درج نہیں کیا کرتے ہیں کہاں سے کسی لغت میں ایسا ہونا کرتے نہ کسی دیگر صاحب کی معتبر شہادت بہم پہونچائی ہے کہ فلاں صاحب نے فلاں جگہ مکر کے یہ معنی استعمال کئے ہیں۔ پھر بلا ثبوت کوئی عقلمند کب تسلیم کر سکتا ہے کہ یہ معنے صحیح ہیں۔ غیاث اللغات جو معتبر لغات ہے اور اہل قرآن کی تصنیف ہے اس میں معنے ہیں جو دہرم پال جی نے سمجھ کر اعتراض کیا ہے۔

موحد۔ دہرم پال جی کے یہ طبعزاد اعتراض نہیں ہیں بلکہ ستیارتھ پرکاش کا دوسرا جنم ہے ؎

کیا ہوا اگر ذوق قندیل سخن کو مڑہ لیا
ڈاپچ کی ہیں رہی اگلی برس کی تیلیاں

مکر کے معنے خفیہ تدبیر کے تمام کتب لغت عربیہ میں موجود ہیں۔ مولانا ثناء اللہ کی اصلی عبارت نقل نہیں کی کیونکہ آریہ پارٹی عموماً اور آپکے دہرم پال جی خصوصاً زبان ہی سے نا آشنا ہیں۔ آریوں میں بعض اردو دان ہیں اور جو نامی مباحث ہیں وہ کچھ شد بد فارسی بھی رکھتے ہیں ان کے لئے عربی لغات کا ماحصل اردو میں لکھ دینا کافی معلوم ہوا۔ لیکن آپکے نامی دوست مولوی نورالدین صاحب کو غالباً آپ کی مشکوک طبیعت سے یہ امید نہ تھی کہ بلا اصل دیکھے ہوئے مانینگے۔ اس لئے انہوں نے دو چار عبارتیں بھی نقل کر دیں...... تا بخانہ باید رسانید۔ گوش ہوش سے سنئے :-

المکر صرف الغیر عما یقصدہ بحیلۃ مخالف کے مقاصد کو تدبیر سے روک دینا مکر ہے (مفردات راغب) مکر اللہ ایقاع بلائہ باعدائہ دون اولیائہ مکر الٰہی کے معنے ہیں مخالفان الٰہی پر عذاب کا ڈالنا اور مقربوں کو ان عذابوں سے بچا

(ابن الاثیر) المکر احتیال فی خفیۃ مخفی تدابیر کو مکر کہتے ہیں (لسان العرب) وذلک
ضربان مکر محمود وھو ان یتحرے بذلک فعل جمیل و علی ذالک
قال اللہ تعالیٰ واللہ خیر الماکرین ومذموم وھو ان یتحرے بہ فعل
قبیح قال اللہ تعالیٰ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ اور یہ مکر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک
محمود ہے جس سے نیک اور عمدہ کام کا قصد کرنا مقصود ہے چنانچہ ان ہی معنوں سے
خدا تعالیٰ نے اپنی نسبت فرمایا ہے واللہ خیر الماکرین اور دوسرے مکر مذموم ہے یعنی
برے فعل کا ارادہ کرنا یہی معنے ہیں اس آیت میں ولا یحیق المکر السیئ الخ (مفردات
راغب)

اگر اب بھی اطمینان نہ ہو تو آئیے میں کتاب کھولکر دکھلا دوں۔ رہی غیاث اللغات اُسے آپ سراہی
معتبر سمجھتے ہونگے ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ ذرا مرزا غالب سے تو اُس کی تعریف سنئے
ہاں آپکے جیسے دھرم پال جی کے نزدیک تو واقعی یہ بڑے پایہ کی کتاب ہوگی کیونکہ چیونٹی
کے نزدیک قطرہ ہی سمندر ہے۔ بیچارے عربی لغات کی کیا خبر ؎

گو ہی بے خبری حضرت والا ہوگی
تار و پود ابھی سب تہ و بالا ہوگی

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے لفظ شریر کی مثال دیکر یہی سمجھایا ہے کہ اس کے معنے
سنسکرت میں جسم کے ہیں مگر ہمارے محاورہ میں بدکار کو کہتے ہیں جس کا مادہ شر سمجھتے ہیں پس
اگر ہم آپکی زبان میں کہیں کہ دیانند صاحب شریر تھے یعنے جسم والے تھے تو آپ ناخوش ہونے
والے کی غلطی ہے۔ ہاں اردو فارسی عربی محاورہ کے مطابق اسکا استعمال دیانندی ضرور
پسند نہ کرینگے بعینہ یہی مثال انکی ہے ؎

تو کہے غنچہ کہ اس لب پہ دھڑی خوب نہیں
بیکہ یہ چھوٹا ہے منہ بات بڑی خوب نہیں

رام لال ۳۵ پر یہ اعتراض تھا کہ خدا نے [illegible] کی بیماریوں کو پیدا کرتا ہے اور پھر
اوپر سے عذاب بھی دیتا ہے۔ بیشک یہ پرلے درجہ کی بے رحمی و ظلم ہے۔ اسکا جواب

بھی کہ اصل میں بیماری تو اپنے ہی سبب سے بڑھتی ہے مگر علت العلل خدا کی طرف منسوب
کیا جاتا چونکہ جانتے ہے اس لئے خدا کی گورنمنٹ و جبروت بتانے کو ایسا کہا گیا ہے مولوی
صاحب نے معلوم اس جواب میں اعتراض کی تردید کی ہے یا تائید اگر بنظر غور دیکھا جاوے
تو بالکل تائید پائی جاتی ہے کیونکہ انہوں نے اصول موضوعہ ۲ میں صداقت لکھا ہے۔ الخ
جس پر اعتراض تھا کہ قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا بدی کو ناپسند کرتا ہے مگر کتنے شرم کی بات ہو
کہ اسکو بدی کا پیدا کرنے والا بھی مانا گیا ہے۔ لہٰذا دوسرے اگر بقول آپکے نعوذ باللہ بدی
کا پیدا کرنا خدا کی طرف منسوب بھی کیا جاوے تو یہ سوال ہوتا ہے کہ خدا نے جتنی چیزیں
پیدا کی ہے وہ کسی نہ کسی مفاد پر ضرور مبنی ہیں فرمایئے یہ بدی کونسے فایدہ کے لئے ہے
یا کونسے نیک کاموں میں کارآمد ہو سکتی ہے۔ میرے خیال میں اسکا جواب وہی دو گے
جو ایک مولوی صاحب نے اسی مسئلہ پر گفتگو ہونے پر دیا تھا وہ یہ ہے کہ زہر ایک مہلک شے
ہے اسکو بھی خدا نے پیدا کیا ہے اگر بطریق ڈاکٹری استعمال کیا جاوے تو وہ فایدہ مند ہے
جو اس کے خلاف عمل کیا جاوے تو ہلاکت کا باعث ہے اس میں استعمال کرنے والے کی
غلطی ہے خدا پیدا کرنے والے کا قصور نہیں اسی طرح بدی کے پیدا کرنے کا مسئلہ ہے
اسپر راقم نے عرض کیا آپ اپنی دلیل کو مدنظر رکھکر فرمایئے کہ چوری بھی ایک فعل بد ہے اسکو
بتلایئے خدا نے کس فایدہ کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ کون فعل حسنہ میں کارآمد ہے۔ اگر
ایسا نہیں تو چوری فعل بد کا پیدا کرنا خدا کی نسبت عبث ٹھیرتا ہے جو فریقین کے مسلمات
کے سراسر خلاف ہے۔ چونکہ مولوی صاحب حق پسند تھے فرمایا بھائی اصل بات تو یہ ہی ہے
قرآن کے اس مسئلہ پر آپ جس قدر اعتراض کریں وہ تھوڑے ہیں الخ بدی کے پیدا کرنیکا
مسئلہ سراسر بودا ہے الخ۔

موحد۔ مہرم پال جی کے اصل اعتراض ۳۷ میں بڑھانے کا لفظ ہے آپنے پیدا کرنیکا
لفظ بجائے اسکے لکھا ہے جس ۷ و ۸ و ۹ ملکر ایک ہی اعتراض ہوا اس سے ثابت ہوتا
ہے کہ اس بنا پر آپ نے اسکے جواب کو تسلیم کرلیا ورنہ دوسرا پہلو اختیار کرنے کی کیا ضرورت
اب بدی کے پیدا کرنے یا منسوب کرنے کی نسبت میں اسی نمبر ۲ ہیہ مسافر کا ایک مضمون

کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ دیکھئے ص۳ جس میں یہ عبارت ہے:-

اس ممتاز حالت میں وہ اس باطنی آواز کو بخوبی سننے سمجھنے اور اس کی ہدایت پر چلنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ جس کو کہ کانشنس کی آواز یا مہرشی دیانند کے الفاظ میں میں پرماتما کی ہدایت کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں ؎

کیا لطف کہ غیر پردہ کھولے
جادو یہ کہ سر پہ چڑھ کے بولے

باقی مفصل بحث ترک اسلام میں بغور دیکھئے۔ اگر کچھ بھی شکوک پیدا ہوں تو اسکے سمجھانے کو ہم طیار ہیں۔ جناب پرماتما آپکو ہدایت دے انصاف کیجئے کہ دیانند کے الفاظ میں پرماتما کی ہدایت کہہ سکتے ہیں مگر اسلامی اصطلاح میں خدا کی ہدایت یا اسکے برعکس کہنا معیوب ہے ؎

رقیبوں کے لئے قند و شکر ہیں وہ لب شیریں
جو میں لیتا ہوں بوسہ زہر کی تاثیر ہوتی ہے

آپکے خیالی مولوی صاحب کوئی مکتب کے بھولے سے میاں جی ہونگے جو اپنی لاعلمی و کم فہمی سے چونکہ ثبوت آپکے حسب پسند سے مانگتے مگر جواب تو انہوں نے ہی نہیں دیا۔ اگر اسی پر آپ غور کرتے تو یہ اعتراض پیدا نہ ہوتا۔ چوری دراصل اشتغال شے کا نام ہے اور قوت مستقلہ انسان میں منجانب خدا ہے پس اگر بدنیتی سے بلا اذن مالک اس قوت کا استعمال کیا جاتا ہے تو اسی کو ہم لوگ چوری کہتے ہیں جو سیئات سے ہے۔ اور اگر نیک نیتی سے باذن مالک ہی تو موجب حسنات۔ مولانا ثناء اللہ نے تلوار کی مثال دیکر سمجھانا چاہا تھا مگر ؎

حضرت ناصح اگر کل آئیں گے
ہم نہ گر سمجھے تو کیا سمجھائیں گے

رام لال - مولوی عبد الغفور بی۔اے۔ قرآن کی بانی کارک پیروی چھوڑ کر ویدادرش کے شرن لیکر دہرم پال برہمچاری کہلاتے ہیں۔ گو ان کے ایسا عمل کرنے سے آریہ کو کوئی

تو نہیں۔

موحد - خیر آریہ بننے سے مولوی تو بن گئے۔ اب کچھ دنوں میں محدث اور مفسر مسلمانوں کے سمجھے جائیں گے ؎

اے ذوق بس نہ آپکو صوفی جناب سے
معلوم ہے جو حق ہے حقیقت جناب کی
نکلے ہیں میکدہ سے ابھی منہ چھپائے آپ
دابے ہوئے بغل میں صراحی شراب کی

اگر آریوں کو فخر نہیں تو **مسلمانوں کو کب خیال ہو** اگر یہ کیونکر مانا جائے۔ آریہ پترکی ایسے الفاظ میں عبد الغفور کے دھرم پال بننے کو ظاہر کرتے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ضرورت سے زیادہ فخر و ناز ہے نمونہ کے واسطے ترک اسلام جوابی نمبر کے آریہ مسافر میں ہے اسکے صفحہ ۱۵ کا یہ فقرہ کافی ہے۔ جبتک دنیا قایم رہے گی وہ اور بھی لہلہاتا ہوا ہرا بھرا اور بار آور ہوتا رہے گا جس کے مہاشے دھرم پال جی ہیں۔ اگر ایک زمانہ پھل ہی کیوں نہو قدرت کا اٹل نیم یہی ہے کہ سچی پرچار کا بیج کبھی نشپھل نہیں جاتا۔ ایک شاعر کا کیا اچھا کلام اس موقعہ پر یاد آیا ؎

یہانتک باغباں نے گل کو سینچا خون بلبل سے
کہ آخر تنگ ہو کر پھوٹ نکلا عارضِ گل سے

نوحہ خوان کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ باغبان کو سینچتا ہے یا درخت کو۔ جانے استاد غالب یہ اصل شعر یوں ہے ؎

چمن سینچا یہاں تک باغباں نے خون بلبل سے الخ

شاید اعتراض ۳۰، ۸ و ۹ کا خیال آگیا۔

رام لال ۴۹ سے ۵۱ تک کے اعتراض کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ لاٹھی کا سانپ بن جانا اور پھر اسی طرح لاٹھی کی لاٹھی ہو جانا بالکل قانون قدرت ہے الخ

موحد چونکہ معجزات انبیا کی بحث مطول ہے لہذا جوابات ترک اسلام پر غور کرکے پیش

حضرت نورالدین کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں۔ پہلے ان دلائل کی تردید
کیجئے پھر نبوت طلب کرنے کا حق پیدا ہوگا۔ سوانح عمری رسول عربی
کی نسبت لیکھرام سے متعصب مصنف کی تحریر آپ ہی کے نزدیک باوقعت ہوگی
آپنے اسکے دندان شکن جواب نہیں دیئے۔

رام لعل۔ اخبار وکیل امرتسر کے پرچہ ۵۶ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۳ء میں آ کے ایڈیٹر
ایڈیٹر صاحب نے سرتاپا یہ دروغ درج کیا تھا۔ کہ منشی اجودھیا پرشاد صاحب بی ایس
نے جو مہاراجہ صاحب جے پور کے رشتہ دار ہونے کے علاوہ تین سو روپیہ کے ان کے
ملازم بھی ہیں بطیب خاطر دین اسلام قبول کیا اور انجمن اسلام جاورہ نے ان کا نام
عبدالکریم رکھا۔ بقول پیسہ اخبار عبدالغفور سے درزنا ولایتی ورزنگ میں۔ الخ

موحد۔ اس خبر کی صحت کا اڈیٹر ذمہ وار ہے (کیوں منشی صاحب آخر اس کی
اصلیت کیا ہے) لیکن وکیل امرتسر کی یہ خبر تو غلط نہیں ذرا تحقیق کرکے مطلع فرمایئے
کہ مسجد حیدرآباد دکن میں ۲۷ مئی کو ڈاکٹر کاشی کانت چٹوپادھیا صاحب پی ایچ ڈی
سابق پروفیسر مہاراج کالج میسور نے بعد نماز جمعہ اس امر کا اعلان کیا کہ میں ہندو مذہب
کو ترک کرکے بطیب خاطر مسلمان ہوتا ہوں ڈاکٹر صاحب کلکتہ کے رہنے والے
ہندوستان میں تکمیل تعلیم کرکے ولایت تشریف لیگئے کچھ عرصہ تک لندن میں رہکر اعلیٰ
جدید کی تعلیم حاصل کرکے جرمنی گئے وہاں پی۔ ایچ۔ ڈی (ڈاکٹر آف فلاسفی) کی ڈگری حاصل
کی جوان سے پہلے ہندوستان میں کسی کو نہ ملی تھی وہاں سے روس تشریف لے گئے
اور پایہ تخت روس کی یونیورسٹی کالج میں دو سال تک پروفیسر رہے آپ کو سنسکرت اور
انگریزی کے علاوہ جرمن اور فرنچ لاطینی یونانی زبانوں پر بھی عبور حاصل ہے تعلیم فلسفہ کے بعد
چونکہ آپ کو ہندو مذہب سے تشفی نہ ہوئی اس لئے تحقیقات مذاہب شروع کی اور سالہا سال
تک دنیا بھر کے ہر مذہب کی چھان بین کرتے رہے اور بالآخر اس نتیجہ پر پہنچے کہ سچا مذہب
اسلام ہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب اپنی قوم میں خاص **عزت اور وقعت** رکھتے ہیں
(وکیل پیسہ اخبار اہلحدیث وغیرہ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۴ء) ایسا ہی محقق و فاضل صاحب کا

اسلام لانا مسلمانوں کے لیے لائق مسرت ہے۔

رام لال۔ چونکہ ہمیں امید واثق ہے کہ مہاشے دھرم پال جی یا اسکوئی آریہ صاحب اس کا معقول جواب لکھ رہے ہونگے یا لکھیں گے اس سے ہم مشتے نمونہ از خروارے دکھلا کر سنید قلم کو رو کتے ہیں۔

مواحد سے یہ نرگس جوخالی میرے تیر انداز نے مجھ پہ وہاں زخم چلائے کہ اوسکا کبھ چلا ہے۔ دھرم پال جی تو کسی بڑھتی پر قلم اٹھائیں گے۔ ہاں اگر آپ میں یا کسی آریہ میں جرات ہو تو بسم اللہ ہم بھی جو گاں ہمیں میدان ہیں گو۔ ہم تو جواب کا انتظار کر رہے ہیں۔ پر کیس نکلے تو ہمی پھر دیکھنے کیسے دھجیاں اڑتی ہیں ؎

ہم بھی ہیں سینہ سپر قاتل لگا جو ہو سو ہو
تو بھی دیکھیں کاٹ تیرے ابروئے خمدار کا

عبدالخالق خاں مو حدراستے بریلوے۔

اثبات توحید ورد تثلیث کے بیان میں

لا تجادلوا اهل الکتب الا بالتی هی احسن الا الذین ظلموا منهم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی رحمت کا دل میں آئے جس کا جی چاہے | نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے
خدائے وحدہ سے دل لگائے جس کا جی چاہے | طریقہ احدیت احمد سے پائے جس کا جی چاہے
ملے کی کوچہ بطحا سے سیدھی راہ جنت کی | لے ہمراہ توشہ توحید جائے جس کا جی چاہے
خدائے وحدہ برحق محمد ہیں رسول حق | کلام پاک قرآں دل میں لائے جس کا جی چاہے
ہے حبیب رحمت العالمین کا بج گیا ڈنکا | در رحمت کھلا رہتا ہے آئے جس کا جی چاہے

شفاعت اور وکالت کا محمدؐ ہی کو منصب ہے
بچو غرض نہیں مسیحا پر جائے جس کا جی چاہے

بشارت ہے گنہگاروں کو حضرت کی شفاعت سے
در رحمت کھلا رہتا ہے آئے جس کا جی چاہے

سراسر دین احمد کا جہاں میں ہو گیا غالب
یہ پیشین گوئی قرآں دل میں لائے جس کا جی چاہے

کہاں ہیں صاحبانِ دعوئے تثلیث بر معنے
کہاں ہیں دہریہ ملحد بھی آئے جس کا جی چاہے

بیکہتا کوئی خالق اور مالک اس جہاں کا ہے
دلیل خام بے معنے پہ جائے جس کا جی چاہے

خدا واحد کو کہنا تین کیسی بے وقوفی ہے
خدا انسان کا بیٹا بنائے جس کا جی چاہے

الوہیت مسیح ناصری حق سے ہوئی باطل
خدا ہو جو اب اس کا بنائے جس کا جی چاہے

مسیح جب سا لحد جا فرما دیں ہیں تو ابن آدم ہوں
تو پھر بیڑا الوہیت اٹھائے جس کا جی چاہے

مسیحائے حقیقی کی نہیں ثابت ہے مصلوبی
اگر سچ ہے تو ثابت کر دکھائے جس کا جی چاہے

ہوئی مومن کو حاصل دولتِ ایماں ای لوگو
تلاش زر میں عمر اپنی گنوائے جس کا جی چاہے

نومسلموں کی فہرست

عریضہ نیاز سید قطب الدین شاہ احمدی جیلانی واعظ۔ رد نصاریٰ و رد آریہ از مقام اندور ملک مالوہ متصل بنگلہ موتی لین پولیس اسپیشل۔ السلام علیکم۔ میں نے دو خریدار آپکے پرچہ مبارک انوار الاسلام کے لئے مہیا کئے ہیں اگر اللہ نے چاہا تو ایک ہفتہ کے بعد اُن سے سالانہ قیمت اس اسلام کے سچے غازی کی وصول کر کے روانہ خدمت کروں گا۔ آج بتاریخ ۶ اکتوبر ۱۹۰۵ء مقام اندور بروز جمعہ جامع مسجد میں مسمی مہراج کرشن قوم برہمن عمر ۲۸ سال ساکنہ جبلپور میرے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا اسلامی نام فضل الرحمان رکھا گیا یہ شخص مذہب آریہ رکھتے تھے۔ ہندی اور انگریزی سے حسب ضرورت واقفیت رکھتے ہیں۔ انکے مسلمان ہونے کے بعد ایک مدینہ کے سید صاحب نے نہایت فصاحت و بلاغت سے خطبہ پڑھکر سنایا تمام مسلمان نہایت محظوظ ہوئے۔

عریضہ نیاز محمد شفیع چندوسی ضلع مراد آباد۔

جناب من السلام علیکم۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ بروز جمعہ ۳۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء جامع مسجد چندوسی میں پنڈت ھربن رام آریہ ساکن علاقہ ملتان مشرف باسلام ہونے اور پختہ دلائل سے اسلام کی صداقت اور مذاہب باطلہ کی تردید میں لکچر دیا۔ خدا تعالیٰ استقامت عطا فرماوے۔ یہ شخص انگریزی سنسکرت اور فارسی میں اعلیٰ مہارت رکھتے ہیں۔

عریضہ نیاز صدر الدین از کوٹلہ سلطان سنگھ ڈاک خانہ تحصیل ضلع امرتسر۔

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم۔ التماس ہے کہ بروز جمعہ اخیری ماہ رجب سنہ حال کو مسمی ھزنام سنگھ مذہبی نام دھاریہ مشرف باسلام ہوا۔

عاجز سید ابو عبد الرحمن مقیم بر مکان جناب صدر تحصیلدار صاحب فتحپور۔

اخویم مکرم السلام علیکم۔ آپکو تکلیف دیتا ہوں کہ آپ اپنے غازی اسلام ہفتہ روزہ رسالہ انوار الاسلام میں میرے اس خط کو جگہ دیکر ثواب دارین حاصل کریں۔ ایک عورت بتاریخ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۸ء قوم چمار مذہب ہندو عمر ۴۰ سال وقت ۱۰ بجے جمعہ کی نماز کے بعد مذہب باطلہ سے خود بخود بیزار ہوکر ملکہ بے در پے خوشامد کرکے اسلام لائی۔ کفری نام بتیشا اور اسلامی نام رحیمن کہا گیا اور اس کا اسلام لانا میرے ہاتھ پر ہوا۔

از مقام پتواڑہ ضلع امراوتی صوبہ برار دفتر مجلس انجمن مشورہ اسلام۔

محبی و مکرمی کریم بخش صاحب ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام

زاد لطفہٗ

بعد از سلام مسنون واضح ہو کہ مندرجہ ذیل اصحاب انجمن مشورہ اسلام پتواڑہ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئی ہیں آپ اپنے رسالہ میں درج فرما کر انجمن کو مشکور و ممنون فرما دیں۔ اور حصہ اول و دوم برق اسلام کی اشد ضرورت ہے بصیغہ وی پی بہت جلد ارسال کر دیں۔

نمبر شمار	قوم	کفری نام	اسلامی نام	عمر
۱	مرہٹہ	اگری عورت	گوہربی	۲۰
۲	راجپوت	گنگا۔ رر	فاطمہ	۲۵
۳	تلنگن	پوچو۔ رر	کلثوم	۱۰
۴	گونڈ	داؤد۔ مرد	عبداللہ	۳۰
۵	رر	تلا رر	حسن	۱۱
۶	آریہ	بشن کول رر	معین الدین	۲۴
۷	برہمن	ناگوراؤ رر	دین محمدؐ	۴۰

صاحب سیکرٹری انجمن ضیاء الاسلام بمبئی سے تحریر فرماتے ہیں کہ اشخاص ذیل مشرف بہ اسلام ہوئے:۔

(۱) انتوجاجی ۔ اسلامی نام محمد یوسف ۔ قوم مرہٹہ (۲) مسٹر ڈیوڈ ۔ اسلامی نام عبداللطیف رکھا لیا۔ مسٹر ڈیوڈ پہلے مسیحی تھا۔ پھر تحقیقات ہونے سے مذہب اسلام قبول کیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

سردار دیال سنگھ صاحب مان ساکن بوتالہ ایک نہایت معزز و سرگروہ جاگیردار رئیس کی پوتی نے جس کی عمر ۲۳ سال کی ہے گوجرانوالہ کی صدر عدالت میں حاضر ہو کر برضا و رغبت خود اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا۔ رائے امیر چند صاحب افسر مال نے اپنی عدالت میں اُس کا بیان قلمبند کیا۔ اُس نے بیان کیا کہ میں عرصہ ڈیڑھ سال سے بصدق دل مسلمان ہو چکی ہوں۔ اب اس کا اظہار کرتی ہوں۔

بعض آریہ سماجیوں کی شرارت

میں پبلک کو علی العموم اور اہل اسلام کو علی الخصوص اس بات سے مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے دین اسلام قبول کر لیا ہے اور رسالہ "ترک ویدیزم" کے ذریعہ اس امر کی ایک معمولی رپورٹ بھی مشتہر کر دی تھی جس پر اخبار ست دھرم پرچارک جالندھر مورخہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

کے صفحہ ۱۱ و ۱۲ پر بعنوان **مبلغ اسی روپیہ کا ایک اور دھرم** ایک مضمون شائع ہوا ہے
جس کا لب لباب یہ ہے کہ میں نے ایک رقعہ دیکر اسی روپیہ دہلی سماج والوں سے مانگا تھا
اور روپیہ نہ ملنے میں مسلمان ہو گیا۔ پس چونکہ بالکل یہ بات بناوٹی ہے اس لئے عوام کو
مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ ایسی بے بنیاد باتوں پر اعتبار نہ کریں میرے پاس اس کی نسبت مختلف
مقامات سے خطوط آرہے ہیں اس واسطے اس تحریر کو شائع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے مفصل
کیفیت کہ یہ تیار شدہ کیا گیا یا واقعات گذرنے کے بعد پر عرض کی جاوے گی۔ پنشر صاحب ایڈیٹر
صاحب میرے حالات درج اخبار کرنیکا وعدہ فرماویں۔ ہاں ایسی ہی شریر لوگوں کو سزا دینے
کے لئے عدالتیں بنائی گئی ہیں۔ پس ناظرین کو معلوم ہو کہ اس بات کا مناسب انتظام کیا جاوے گا
لیکن مجھکو افسوس اس بات کا ہے کہ ان آریوں کو ابھی تک ایسی ...... باتوں کی تحقیق سے شانتی
حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ مجھے ثابت ہو رہے ہیں۔ مبلغ مذکورہ بالا اسی روپیہ کا انعام دینے
والوں میں ابھی اسقدر عقل کی کمی ہے کہ وہ یہ نہ سوچ سکے کہ جو شخص للعہ اور ... روپیہ ماہوار کی
ملازمت بر بہار اسمال افریقہ میں کر چکا ہو اور جس کو ایک ساتھ ہی کئی کئی ملازمتوں کی افسران بالا کرتی
ہوں ایسے شخص کے للعہ روپیہ دھرم نیلام کرنے کو سننے والے ہرگز یقین نہ کریں گے۔ البتہ کوئی
ہماری رقم کا رقعہ بنا ہوا ہوتا تو شاید کوئی اعتبار بھی کر سکتا۔ جن لوگوں نے اس مضمون کو ست دھرم
پرچارک میں پڑھا ہے وہ ضرور سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کوئی میری طرف سے پرچہ دفعہ سنت ۸ روپیہ کی
ہوتا تو اس میں ایسے اندراج نہ ہوتے کہ ایک شخص کا دینا ہے عدم ...... ایک شخص کا ۸۰ روپیہ
ہے عدم۔ واہ کیا وہ دینے والوں کے نام نہ لکھ سکتا تھا۔ شاباش۔

اب میں اپنے آریہ سماجی بھائیوں سے اسقدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میرے بخیال انکے
اسی روپیہ پر اپنا دھرم نیلام کر دیا تو اس سے انکا چنداں نقصان نہیں ہوا۔ (اگر ہوا ہوگا تو میرا ہوا
ہوگا) لیکن وہ ان لوگوں سے ہوشیار رہیں جو چودہ ۱۴ سنہ سے انکا غبن کر رہے ہیں یا کھلی کھولکر عوام کا
اٹھائیس ہزار روپیہ لوٹ رہے ہیں مفصل دیکھو آریوں کا ہنگامہ اخبار الترتیب اس کے علاوہ
دوسری بات یہ ہے کہ رسالہ ترک مذہب سنہ ہیں جس میں مذکورہ بالا انعام اسی روپیہ کا دلایا ہے
جو دس اعتراضات اور آریہ سماج کے اصولوں کی رد میں انکے نقلی حوالہ جات کے ذریعہ کئے گئے

ہیں انکی تردید کا کسی نے آجتک نام بھی نہ لیا۔
میں پوچھتا ہوں کیوں جی آریہ سماجیوں کا صرف یہی کام ہے کہ وہ ایسی ایسی ..... ہاتوں سے اپنا دل ٹھنڈا کر لیا کریں میں نے اُن کو چیلنج دیا ہے کہ جو صاحب چاہیں اُردو ۔ ہندی خواہ انگریزی میں بھی اُن اعتراضات کے متعلق تحریری بحث کر سکتے ہیں (جو کہ ہر ایک شخص دور و دراز فاصلہ سے بھی کر سکتا ہے) لیکن آجتک کسی نے سانس تک نہیں لیا۔ اور اگر کچھ الجھن لیا تو یہ کہ ایک طرف سے انتی روپیہ دھرم سلام ہونے کی عدالت میں آ رہی ہے اور دوسری طرف سے (کالج پارٹی کا آرگن آریہ گزٹ) سے یہ کہ اس شخص نے چونکہ ہمارے پاس ایک دفعہ ملازمت کی درخواست بھیجی تھی اس لئے وہ ضرور ملازمت کے باعث مسلمان ہوا ہوگا واہ خوب یہ عجب طرح کا دل سمجھاتا ہے کیا ایڈیٹری کی درخواست یا کسی ہی محکمہ کی نوکری کی تلاش کرنا کوئی گناہ ہوا ہے ۔؟
یہاں کو معلوم ہو کہ رسالہ ترک وید زم میں دس ایسے اعتراضات پیش کر دیئے گئے ہیں جنکو اگر خود شری سوامی دیانند سرسوتی مہاراج بھی واپس آ جاویں تو رد نہیں کر سکتے تا وقتیکہ وہ اپنی تصنیفات کو منسوخ نہ کر دیں۔

مسلمان صاحبان کو خاصکر معلوم ہو کہ میں نے دوسری کتاب **آریہ سماج کی پول** تیار کر لی ہے یہ (۲۰ × ۲۶ ۸) کے ۴۰۰ صفحوں سے کم نہ ہوگی اور اس میں آریہ سماج کی تسلیم کردہ کتابوں کے ہی اقوال سے اُن کے اُصولوں کو رد کیا گیا ہے۔ اور اکثر مضامین انعامی ہوں گے یعنے یہ کہ اگر میرے دعوی کی کوئی آریہ پنڈت خود اپنی تصنیفات کے لفظی حوالجات سے رد کر سکے تو وہ انعام حاصل کر لیوے اس طرح پر جملہ نیز ان انعامات کی غالباً دس ہزار روپیہ تعداد ہوگی اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ اگر کوئی مسلمان یا عیسائی اس کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھ لیگا وہ ہرگز ہرگز بھی کبھی آریہ سماج کے دھوکے میں نہ آئیگا۔ اس کتاب کی چھپائی کا انتظام ہو رہا ہے اگرچہ قیمت ابھی مقرر نہیں کی جا سکتی۔ لیکن جو صاحب ابھی سے اپنا نام اس کی خریداری میں لکھا دیں گے اُنکے ساتھ ڈاک محصول کی رعایت کی جاوے گی۔ راقم خاکسار عبدالعزیز المعروف جگدنبا پرشاد دوستا سابق آریہ اوپدیشک ملک برہما مقام زینت محل شہر دہلی۔

(از جناب ڈاکٹر رانا صاحب جگادھری ضلع انبالہ)

میں آج اس سُرخی کو یاد دلاتا ہوں کہ جو ایک ڈاکٹر صاحب کی طرف سے ختنہ کے بارے میں چھپی تھی واضح ہو کہ خداوند کریم نے خلقت میں کوئی ایسی چیز نہیں بنائی ہے۔ کہ جس کی بناوٹ میں انسان کو ترمیم و تنسیخ کرنے کی ضرورت پڑے۔ دل و دماغ۔ انتڑی۔ جگر۔ گردہ وغیرہ وغیرہ جیسے کہ یہ سب اعضاء ضروریہ ہیں ویسے عضو تناسل بھی ایک عضو ضروریہ ہے۔ چونکہ سب کی بناوٹ مکمل ہے اس لئے آلہ تناسل کی بناوٹ بھی مکمل ہے۔ ان بعض بیمار ایسے دیکھنے میں آتے ہیں کہ جن کے حشفہ کا اوپر کا پردہ اگر ایام طفلی میں نہ کھلنے لگے۔ تو ایام جوانی میں اُن کو اس پردے کے نہ کھلنے سے ازحد تکلیف ہوتی ہے۔ جس کو زیادہ بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اس لحاظ سے ہم یہ رائے تو نہیں دے سکتے۔ کہ اس پردہ کو کاٹ ڈالنا چاہئے۔ لیکن یہ رائے قائم ہو سکتی ہے کہ ایام طفلی میں اُسکے کھولتے رہنا چاہئے۔ جیسے کہ خداوند کریم نے آنکھ کے اوپر کا پردہ آنکھ کی حفاظت کے لئے بنایا ہوا ہے۔ ایسے حشفہ ایک نہایت ہی نرم جگہ ہے پس اس کی حفاظت کے لئے بھی بالضرور پردہ ہونا چاہئے تھا۔ اگر معترض کہے کہ ختنہ کرانے سے اہل اسلام کو کچھ نقصان کیوں نہیں ہوتا۔ ہمارا جواب ہے کہ اگر ایک انسان کی انگلی کاٹ دی جائے اور وہ پھر مندمل ہو جائے۔ پھر جب اُس میں درد یا زخم نہ رہے تو کیا انسان کی صحت میں فرق پڑ جائیگا۔ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہوگا۔ کہ ایک قدرتی چیز قطع ہو جائے گی۔ لیکن اگر یہ سوال اُٹھایا جاوے کہ ختنہ کرانا مذہباً گناہ یا ثواب میں داخل ہے تو ہم ضرور کہینگے۔ کہ نہ تو کوئی گناہ ہے نہ ثواب ہے۔ یہ مسئلہ علم طب سے تعلق رکھتا ہے۔ مذہبی اصول سے تعلق نہیں رکھتا۔ ہاں فروعات سے ہے پس علم طب میں تو کسی حکیم یا ڈاکٹر یا وید نے اس مسئلہ کی تصدیق نہیں کی ہے۔ مذہبی فروعات کو جو لوگ ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ کس طرح منع ہو سکتے ہیں؟ ◆ از اہل حدیث

صراط مستقیم

صراط مستقیم ایسا لفظ ہے کہ جس میں حقیقی نیکی اور اخلاص با خدا اور تزکیہ نفس تینوں شامل ہیں۔

اب اس جگہ یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ صراط مستقیم جو حق اور حکمت پر مبنی ہے تین قسم پر ہے۔ علمی اور عملی اور حالی اور پھر یہ تینوں تین قسم پر ہیں۔ علمی میں حق اللہ اور حق العباد اور حق النفس کا شناخت کرنا ہے اور عملی میں ان حقوق کو بجا لانا۔

مثلاً حق علمی یہ ہے کہ اُسکو ایک سمجھنا اور اُسکو مبدء تمام فیوض کا اور جامع تمام خوبیوں کا مرجع اور مآب ہر ایک چیز کا اور منزہ ہر ایک عیب اور نقصان سے جاننا اور جامع تمام صفات کاملہ ہونا اور قابل عبودیت ہونا اسی میں محصور رکھنا۔ یہ تو حق اللہ میں علمی صراط مستقیم ہے۔ اور عملی صراط مستقیم یہ ہے جو اُس کی طاعت اخلاص سے بجا لانا اور طاعت میں اُس کا کوئی شریک نہ کرنا اور اپنی بہبودی کے لئے اُسی سے دعا مانگنا اور اُسی پر نظر رکھنا۔ اور اُسی کی محبت میں کھوئے جانا یہ عملی صراط مستقیم ہے۔

اور حق العباد میں علمی صراط مستقیم یہ ہے جو انکو اپنا بنی نوع خیال کرنا اور اُن کو بندگان خدا سمجھنا اور بالکل ہیچ اور ناچیز خیال کرنا کیونکہ معرفت حقہ مخلوق کی نسبت یہی ہے جو اُن کا وجود ہیچ اور ناچیز ہے اور سب فانی ہیں۔ یہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک کی ذات کی نکلتی ہے کہ جس میں کوئی نقصان نہیں۔ اور اپنی ذات میں کامل ہے۔

اور عملی صراط مستقیم یہ ہے کہ حقیقی نیکی بجا لانا یعنے وہ امر جو حقیقت میں اُن کے حق میں اصلح اور راست ہے بجا لانا۔ یہ توحید عملی ہے کیونکہ موحد کی اس میں یہ غرض ہوتی ہے کہ اُس کے اخلاق سراسر خدا کے اخلاق میں فانی ہوں +

اللہ اللہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دھرم پال کی مباحثہ سے گریز

جناب ایڈیٹر صاحب۔ دھرم پال کی علم و فضل کا پورا پتہ تو انکی تہذیب الاسلام
کے دیکھنے سے مل گیا تھا۔ مگر اب اتفاق سے دھرم پال جی آریہ سماج شملہ کی اس پارٹی کے سالانہ
جلسہ پر جو ستمبر کے اخیر میں ہوا تشریف لے آئے اور پروگرام میں بھی آنجناب کا نام شائع ہو گیا اور
چونکہ ہمیں پہلے سے آپکے دیکھنے کا کچھ کچھ شوق تھا ہم نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ اور ادھر جو
سماجی دوست بغلیں بجاتے پھرتے تھے انہیں بار بار کہتے تھے کہ دھرم پال جی آئے ہوئے
ہیں انکے لیکچر میں ضرور آنا ضرور آنا اور جس دن آپکا شام کو لیکچر تھا اسی دن دھرم پال جی کا بھی
۔۔۔ بجے تک وقت تھا ہم نے خیال کیا کہ اس سے بڑھکر دھرم کی بات کرنے کے لئے کیا وقت
ہے پہلا آج دھرم پال جی سے ملاقات شدہ کرا لو۔ ہم وقت پر مکان ہال میں پہونچ گیا سماج کے سیکرٹری

صاحب نے اجازت دی کہ جو چاہے سوال کرے۔ میں نے تناسخ پر پہلا ہی سوال کیا۔ کہ آیا یہ تناسخ کا یہ اصول ہے کہ کرموں سے جنم ہوتا ہے ورنہ خدا بے منصف ٹھیرتا ہے کہ کسی کو ہاتھی گھوڑا گدھا وغیرہ پیدا کر دیوے۔ اور کسی کو انسان۔ بالفاظ دیگر اسکے یہ معنے ہیں کہ انسان کے کرم اسکے پیدا ہونے سے پہلے ہوتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے کہ وجود سے پہلے ہو۔ گو اسکے افعال ہوں۔ جیسے یہ غلط ہے کہ دھوپ ہو۔ اور سورج نہ ہو۔ کیا کوئی سماجی دوست اس بات کو ثابت کر سکتا ہے۔ کہ بغیر جنم کے ہی کبھی کرم ہو سکتے ہیں۔ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ علت معلول سے ہمیشہ پہلے ہو گی خواہ سلسلہ کتنا ہی دراز کیوں نہ ہو۔ انسان کا وجود آلہ فعل ہے اور جبتک وہ نہ ہوگا فعل ایک بھی نہ ہوگا اور وہ ہر حالت میں افعال سے پہلے ہوا ہوگا۔ پس سماج کا یہ دعوی کہ کرم جنم کے لئے بطور علت ہیں اور جسم معلول ہے غلط ہے بلکہ کرموں کے لئے جنم علت ہے اور وہ ضرور ضرور پہلے خدائی مرضی سے ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ کرموں سے جنم نہیں ہے بلکہ جنم سے کرم ہوتے ہیں۔ اگر میں غلطی پر ہوں۔ تو سماج ثابت کرے کہ علت سے معلول پہلے ہوتا ہے۔ میرے خیال میں ایسا کہنے والا عقل سے عاری ہے وہ دنیا میں ایسی باتیں پھیلا رہا ہے جو غلط بلکہ اغلط ہیں۔ بھلا یہ کیا بات ہے کہ جب تک کرم نہ ہوں کوئی پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیا یہ حکم صحیح ہے کہ جس قدر لوگ اس جگہ موجود ہیں ہرگز باہر نہ جاویں جبتک انہیں سے کوئی باہر نہ نکل لیوے۔ بھلا کون باہر جاویگا۔ ہر شخص یہی سوچتا رہیگا کہ وہ نکلے تو میں نکلوں اور اس طرح سب کے سب بیٹھے رہجاوینگے اسی طرح پر کوئی بھی پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ پیدا ہونے کے لئے کرم چاہئیں اور کرموں کے لئے جنم چاہیئے۔ اور جنم ہو نہیں سکتا تا وقتیکہ کرم نہ ہوں۔ تو اب کرم کہاں سے آئیں جبکہ کرم کرنیوالا ہی موجود نہیں پس پیدا ہونا کرموں سے نہیں بلکہ خدائی مرضی سے ہے اور تناسخ غلط ہے بلکہ سرے سے ابتدا ہی ناممکن ہے۔

اس سوال کو جب میں اچھی طرح سے بیان کر چکا تو میں نے کہا کہ مسٹر دھرم پال پر یہ ایک بڑا سخت دھبہ لگایا گیا ہے کہ وہ پلا ہے تناسخ اور نیوگ وغیرہ کے سماج میں داخل ہو گئے ہیں اور یہ الزام نور افشاں میں بھی شائع ہوا تھا اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی کتاب ترک اسلام میں بھی نقل کیا گیا ہے چونکہ اب یہ موقع ہے کہ دھرم کی خاطر دھرم پال جی انہیں اور اسکی پالنا کریں

اور اس طرح ان کے چہرے سے یہ بدنما داغ بھی دور ہو جائیگا۔ جو اوپر مذکور ہوا بشرطیکہ وہ معقول جواب دیں۔ فقط۔

مہرم پال جی تو دل میں بہت شرم کے متحمل رہے تھے اُٹھتے ہی فوراً فرمایا میں تو بیمار ہوں اور شام کو میرا لیکچر ہے اس لئے جواب دینے سے معذور ہوں اسپر پریذیڈنٹ صاحب نے کہا کہ مہرم پال جو بھاگنے لگے ہیں اس سے خاص کر ظاہر کرتا ہے کہ میری نیت میں فساد ہے[1]۔ اس لئے کوئی دوسرے صاحب جواب کے لئے آئیں۔ اسپر ایک ڈاکٹر صاحب اُٹھے اور دس منٹ تک جواب دینے کی کوشش کرتے رہے مگر یونہی وقت ٹالنے کی کرتے رہے اور ڈیڑھ گھنٹہ تک اسی سوال کے مختلف پہلوؤں پر بحث ہوتی رہی۔ آخر کار وقت گذر جانے پر ہم چلے آئے لیکن اثنا بحث میں دو تین عجیب باتیں ہوئیں وہ میں ناظرین انوار الاسلام کی دلچسپی کے لئے لکھ دیتا ہوں۔ تمام بحث لکھنے کے لئے بہت طاقت چاہئے۔ اس لئے بڑی بڑی باتوں کو لکھ دیتا ہوں اور آخر میں مہرم پال نے جو لیکچر میں گلفشانی کی۔ اُس کی قلعی کھولوں گا۔

میرے سوال کے جواب میں مفصلہ ذیل بڑی بڑی باتیں تھیں :-

(۱) کرم اور جنم کے سلسلہ کا کوئی آغاز نہیں یہ دور تسلسل ہے۔

(۲) اگر کرموں کے بغیر ہی جنم ہے تو خدا بے منصف ہے کیونکہ بلا وجہ کسی کو حیوان کسی کو نباتات اور کسی کو کچھ کسی کو کچھ بنا دیا۔

(۳) روح اور مادہ قدیم ہیں۔

میں نے تمام باتوں کا مفصل جواب دیا جنکا خلاصہ یہ ہے :-

(۱) دور تسلسل باطل ہے کیونکہ علت کبھی معلول نہیں ہو سکتی۔ مگر تسلسل کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ معلول علت ہو جاوے اور علت معلول ہو جاوے۔ مثال ہم کہتے ہیں کرم جنم کی علت ہے

[1] کیسی کج فہمی ہے کہ فوراً نیت میں فساد بتا دیا یہ نہ سمجھے کہ ایک شخص جس کے ساتھ کوئی نہیں کیا فساد کر سکتا ہے سب کے سب ہندو مگر میں فساد کا ارادہ رکھتا تھا کیا عجب بات ہے کیا یہ مہرم پال کی طرفداری نہیں اور ان کے چہرے کے داغ کو بھی الزام لگا کر چھپانا نہیں۔ کیا۔ یہی سماج کی تعلیم کا اثر ہے۔ منہ

مگر تسلسل میں آکر تمام کرموں کی علت ہو جاتا ہے اور یہ محال ہے اگر محال نہیں تو پھر خدا جو علت فاعلی ہے وہ بھی کبھی معلول ہو کر مخلوق ہو جاویگا۔

(ب) یہ تسلسل خدا چلا رہا ہے یا خود ہی ہے اگر خود ہی ہے تو خدا کی ضرورت ہی نہ رہی۔ اور اگر خدا چلا رہا ہے تو چونکہ وہ اپنے علم اور ارادے سے کر رہا ہے اور اسکا علم اور ارادہ ازلی ہے لہذا فعل اس ازلی علم اور ارادہ کے بعد وقوع ہوا اور وہ حادث ہوا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ فاعل فعل مفعول شغول ایک ہی وقت سے نہیں ہو سکتے جو چیزیں ایک ہی وقت سے ہوں انہیں فاعل مفعول کا تعلق نہیں ہو سکتا۔ اور ستیارتھ پرکاش میں سوامی دیانند میرے دعوی کی تصدیق کرتے ہیں دیکھو آٹھواں سمولاس کا مباحثہ۔

اگر تسلسل سے یہ مراد ہے کہ پہلے خدا نے اس سلسلہ کو شروع کیا اب وہ جاری ہے تو یہ اور بات ہے جو تناسخ کے خلاف ہے اور ایسا تسلسل باطل نہیں ہاں تناسخ کو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

(ج) اس تسلسل کا ہر حصہ بذات خود فانی ہے۔ پس تمام حصے بھی فانی اور حادث ہونگے۔ اور انکا مجموعہ حادث ہوا۔ جیسے صفر + صفر + صفر ...... جہاں تک چاہو کہتے جاؤ نتیجہ صفر ہی ہے محدود کی مجموعی تعداد بھی محدود ہوتی ہے۔ پس پرواہ سے اناوی یا تسلسل کیا ہوا؟

یہ جواب تو ابطال تسلسل پر اسوقت پیش کئے گئے جنکے جواب میں دائرے کی مثال پیش کی گئی جسپر میں نے کہا۔ کہ یہ مثال تمہاری غلط ہے کہ اسکا ابتدا کوئی نہیں ہر سرکل کا شروع اسکا نشر یا مرکز ہے اور وہم تقاصدہ پرکشد پر ثابت کر سکتے ہیں اور دوم عقل چاہتی ہے کہ اسکی ابتدا ہو سوم سرکل یا دائرہ ایک فعل ہے جس کا فاعل انسان ہے اور فاعل سرکل سے پہلے ہے۔ ورنہ وہ دائرہ کس طرح کھینچ گیا پس اسی طرح کرم تو ایک فعل انسانی ہے وہ انسان سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر ازلی ہوں تو ناش ہی کیسے ہو سکے؟ پس ثابت ہوا۔ کہ کرم ازلی نہیں ہیں اور جب وہ ازلی نہیں تو ان سے پیدا ہونے والا سلسلہ کیسے پرواہ سے اناوی ہو سکتا ہے۔

(د) اتفاق سے میں بھی ساتھ وید بھاشیہ کو پڑھ رہا تھا اُسکے ادھیائے اول میں ہی یہ بیکت سوال درج ہے کہ کیا کرم کے سبب دُکھ بندھن پیدا ہوتا ہے جواب میں لکھا ہے کہ نہیں

کیونکہ ایسا کہنے سے تو انتہا یا دور تسلسل ماننا پڑتا ہے اور اسکے علاوہ دو اور وجہیں بھی
ہیں چونکہ اس وقت میں دور تسلسل کے متعلق لکھ رہا ہوں اس لئے میں نے یہ اندرونی گواہ
بھی پیش کر دیا ہے اور یہ ترجمہ خود آریہ سماج کا ہی کیا ہوا ہے جسے کئی آریہ صاحبوں کو میں نے
دکھایا مگر بھی نہ شرمندہ ہو کر رہ گئے آخر ایک جینی کو دکھایا وہ بھی کہنے لگا کہ یہ جو کچھ لکھا ہے
یہ تو بالکل سماج کے خلاف ہے۔ اب بھی اگر کوئی سماجی چوں چوں کرتا رہے تو سانکھ درشن
کو ملاحظہ کرے اور اب دہرم پال جی ہی ہمت کریں میں انکو متواتر جواب دینے کو طیار رہوں
گا اس وقت تو وہ چپکے رہ گئے تھے۔ مگر گھر میں بیٹھے تو لکھنا آسان ہے اور اپنے دوستوں
سے مدد مل سکتی ہے پھر بھی اگر نہ نکلیں تو شرم!

دوسرا سوال جو مجھپر کر دیا ہے کہ پھر خدا نے منصف ہوکر کسی کو کتا اور کسی کو بلا بنا دیا کیوں سبکو
یکساں نہ پیدا کیا اسکا جواب میں نے یہ دیا کہ سب کو یکساں کر کیا یہ سوال علیحدہ ہے۔ میرا
سوال تو یہ ہے کہ کرموں سے جنم کیسے ہوسکتا وہ آپ ثابت نہیں کر سکتے۔ اور یہ آپ مجھپر
اعتراض کرکے وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں سو معلوم ہوا کہ کرموں سے تو جنم نہیں ہو سکتا۔ مگر چونکہ
خدا پر الزام آتا ہے اس لئے کرموں سے ہی جنم ماننا چاہئے۔ مگر جب یہ ثابت ہوگیا۔ کہ کرموں سے
جنم نہیں تو لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جنم سے کرم ہیں۔ اب یہ کہنا کہ یہ بے انصافی ہے۔ اول درجے
کی گستاخی ہے کیونکہ خداوند کریم جو سب کا رب ہے وہ تو سواری کو گھوڑا دے اور بار برداری
کو مختلف حیوان پیدا کرے اور آپ ایسے ناشکرے ہیں کہ خواہ مخواہ اسے بے انصاف بنا دیا
کہا یہ انصاف ہے کہ وہ سب بندوں کو پیدا کرے اور پھر پرورش نہ کرے یعنی وہ ضروری سامان
جسپر زندگی کا مدار ہے انہیں پیدا نہ کرے۔ سنو انصاف یہ ہے کہ وہ تمام ضروریات
انسانی و حیوانی کو پیدا کرے اور ایسا ہی اسنے کیا ہے اور دوسری طرز پر یوں ہے سمجھو کہ انسان
چونکہ بلا معاوضہ پیدا کیا گیا ہے اس لئے جیسی جیسی حالت میں کوئی پیدا کیا گیا ٹھیک ہی کیونکہ
خدا حکیم ہے اور ہمارا کوئی حق تو اسپر واجب نہ تھا کہ وہ ہمیں پیدا ہی کرے اور اگر پیدا کرے تو انسان
ہی پیدا کرے۔

سب کا یکساں ہونا تو محال ہے مگر تناسخ سے ایسا ہو سکتا ہے۔ لہذا تناسخ ہی باطل ہے۔

کیونکہ یہ تو تجربہ ہے اور ہر شخص مانتا ہے کہ [illegible] ہم روزانہ ہی دیکھتے ہیں
تو یہ عجیب تناسخ ہے جو اس مانی ہوئی بات کے بھی خلاف ہی نتیجہ پیدا کرتا ہے۔

(ز) پھر مہاشے جی ذرا تھوڑی دیر سوچو کہ ہم لوگ اس جنم سے پہلے کچھ نہ تھے اور نہ کوئی ہمارے کرم تھے اب خالق نے ہمیں پیدا کیا اور ہمارے تمام سامان ضروری مہیا کئے۔ سواری کو گھوڑے ہل جوتنے کو بیل دودھ کو گائے وغیرہ وغیرہ کسی کو امیر کے گھر کسی کو غریب کے گھر کسی کو افریقہ میں کسی کو امریکہ میں مگر کیا یہ فعل ظلم ہے۔ ہرگز نہیں ظلم کیا ہے ظلم تو یہ ہے کہ آپکا کوئی حق تلف ہو جاوے مگر حق کو تم ثابت ہی نہیں کر سکتے ہو یہ جس قدر بھی آپکو دیا گیا ہے وہ بھی عنایت و مہربانی ہے پھر ظلم کیا ہوا خاک۔ کیا منعم مختار نہیں کہ جس طرح چاہے انعام دیوے کیا یہ ظلم ہے کہ میں بلا معاوضہ کسی پر رحم کروں۔

(ب) تیسرا سوال یہ ہے کہ روح مادہ چونکہ قدیم ہے اسلئے اُن کے کرم بھی قدیم ہیں اور انہیں کے عوض میں انسان پیدا کیا جاتا ہے۔ میں نے اس سوال کو بھی وضاحت سے حل کیا مگر خبیث طبیعتیں چمگادڑ کی طرح اندھیرا ہی پسند کرتی ہیں۔ میں اپنے مہاجنوں کی خاطر پھر کچھ لکھتا ہوں اور اُمید ہے کہ دھرم پال صاحب یا جواب لکھیں گے یا ایسے گندے عقیدے کو سلام کہیں گے۔

سُن اے دھرم پال

تمہارا مذہب یہ ہے کہ روح مادہ قدیم ہے گویا یہ بھی خدا کی صفت قدامت میں شریک ہیں اور خدا لاشریک نہیں بلکہ بعض صفات میں ایسا ہے مگر اس سے میرے سوال کو تو کوئی بھی جنبش نہیں پہونچتی۔ اور اس سے مجھے اس بات پر چنداں زد و کد کی ضرورت نہیں کہ روح مادہ حادث ہے بلکہ اس لئے کہ مباحثہ طویل نہ ہو اور بامر زیر بحث سے ہم دور

---

[1] ڈاکٹر صاحب نے بھی اس بات کو مان لیا تھا کہ یہاں تک یہ خوراک وغیرہ انسان کے ساتھ لازم ملزوم کا تعلق رکھتی ہیں مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ لازم و ملزوم کی علت بھی لازمی ہوتی ہے نہ یہ کہ دن کا ہونا تو لازمی ہو مگر سورج کا ہونا ضروری نہ ہو جبکہ ہم ضروری نہیں ہیں پھر ان سے پیدا ہونے والی خوراک کیونکر ضروری ہوگی۔ منہ

نہ جاؤ تو میں اسے فرضاً مان بھی لیتا ہوں اور اب کہتا ہوں کہ تمہارے مذہب میں روح اکیلی کوئی کام نہیں کر سکتی اور نہ ہی مادہ کوئی کام کر سکتا ہے تو پھر اب بتاؤ کہ یہ دونوں خواہ قدیم ہیں جبتک علیحدہ علیحدہ ہیں کیونکر کرم کرتے ہیں۔ جنہیں قدیم مانتے ہو سوامی دیانند تو بیرے زور سے کہتے ہیں کہ مرکب حادث ہے تو کیا انسان جو کرم جونی ہے اور روح مادہ کے ملاپ کا نام ہے حادث نہیں ضرور ہے تو کرم خود حادث ہوئے۔

مثال جیسے کہ قدیم مان لو اور اور مٹی پانی کو بھی قدیم مان لو مگر ان دونوں سے مگر پیدا ہو وہ الا شربت حادث ہوگا اور شربت سے جو کچھ پیدا ہوگا وہ بھی حادث ہوگا۔

اور یہ بھی جانتے ہو کہ جو چیزیں ایک ہی وقت سے ہوں ان میں کانون کار یعنی علت و معلول کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مگر انسان کو تو بنانے والا خدا ہے پس وہ خدا کے بعد ہے اور اسی لئے حادث ہے جب حادث ہے تو افعال خود حادث ہوئے۔ کیا اب بھی قدیم ہی کہو گے۔ اگر قدیم ہے تو ہمارے دلایل کو توڑ دو۔

اس وقت میں حدوث روح مادہ پر بھی ایک دلیل قرآن مجید سے لکھتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ سماجی کہاں تک سچ کو قبول کرتے ہیں اور اس دلیل سے قرآنی فلاسفی اور ویدک فلاسفی کا بھی موازنہ ہو جاویگا۔

سن اے دھرم پال! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اللّٰہ خالق کل شئی وھو الواحد القہار یعنی اللہ پاک تمام اشیا (ارواح ہوں یا پرمانو) سب کا خالق ہے اور اس دعوے پر دلیل یہ ہے کہ تم کیا سب مانتے ہیں کہ اللہ واحد ہے اور سب پر غالب ہے ہر شے اسکے ماتحت ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ جو واحد اور قہار ہو وہ ضرور سب کا خالق ہوگا۔

وحدانیت خدا کے کیا معنے ہیں سوائے اسکے اور کوئی معنے نہیں ہیں۔ کہ اپنی ذات میں صفات میں واحد ہے اکیلا ہے یکتا ہے بے مثل ہے۔ اگر یہ معنے ٹھیک نہیں تو پھر ہر ایک شخص ہر ایک مرکب اور مفرد واحد ہی ہے کیونکہ ہر چیز علیحدہ علیحدہ شکل و صورت رکھتی ہے اور وہ اس لئے واحد ہوئی۔ جیسے کہ آریہ سماج کا ہی قول ہے

کہ خدا واحد ہے مگر روح بھی اسی طرح قدیم واحد و واجب الوجود ہے۔ لیکن اس سے خدا کی وحدت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیونکہ خدا اور ہے اور روح اور۔ جیسے لکڑی بھی سخت ہے لوہا بھی مگر لوہا علیحدہ ہے اور لکڑی علیحدہ پس اس کے بموجب تو ہر شئے واحد ہے مگر یہ وحدت خاک ہے اور خدا کی اس میں کیا بڑائی اور خوبی ہے۔ ہم تم سب واحد ہیں مگر یاد رکھو خدا کی وحدت اس قسم کی نہیں ہے اسکی صفات ایسی ہیں کہ وہ دوسرے میں پائی ہی نہیں جاتی اس لئے تو واحد کہلاتا ہے واحد بھی ایسا کہ احد ہے۔ قہار کے یہ معنے ہیں کہ وہ سب پر غالب اور حکمران ہے کوئی شئے بھی اسکی طاقت سے باہر نہیں جاسکتی۔

اب جبکہ واحد اور قہار کا مطلب سمجھ میں آگیا۔ تو اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا روح مادہ مخلوق ملے بغیر وحدت اور قہاریت باقی رہتی ہے ہرگز نہیں۔ اگر روح مخلوق نہیں تو قدیم ہے جب قدیم ہے تو خدا کی صفت قدامت میں روح شریک ہوئی اور یہ شرک فی الصفات باری ہے جس سے شریک باری پیدا ہوتا ہے۔ جو بقول دیانند اور ہر عقلمند ممتنع اور محال ہے کیونکہ جس خدا کی ایک صفت میں ہم شراکت حاصل کر سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس کی باقی صفات کو ہم اس قسم کی مانیں کہ ان میں کوئی شریک نہ ہو سکے جس کے صفات اس قسم کے ہیں کہ ان میں ہم شریک ہو سکیں وہ خدا کیا ہے۔ آریوں کا خدا ہوگا اہل اسلام کا خدا تو وہ خدا ہے کہ جس کی ایک صفت میں بھی کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور ہو کیونکر جس کی ایک صفت قدیمہ میں کوئی شریک ہو سکتا ہے تو اس کی دوسری قدیم صفات پر بھی یہی حکم لگے گا کیونکہ اسکی سب صفتیں ایک جیسی ہیں۔ اگر قدامت کی صفت روح میں ہے تو ممکن ہے کہ ہماری پہونچ سے باہر کہیں کوئی ایسی ارواح یا اجسام ہوں جو صفت خالقیت میں شریک باری ہوں پھر کہیں کوئی ایسی ہستی ہو جو مدبر ہو۔ علی ہذا القیاس اسکی ہر صفت مختلف ہستیوں میں ہو سکتی ہے اور سب کو اکٹھا کر کے ایک دوسرا خدا پیدا ہوا۔ جو بالکل غلط ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ روح مخلوق ہے۔

مثال۔ ایک جماعت میں گیا رہ طالب علم ہیں اور ایک معلم ہے معلم گیارہ علوم سے

سے باہر ہے اور انہیں سے ہر ایک کو ایک ایک علم سکھاتا ہے۔ اب اُن میں سے ہر ایک
طالب علم بعد حصول علم اس معلم کی ہر ایک صفت میں اسکا ہمسر ہے۔ مگر اکیلا اُستاد
اُن میں سے ہر ایک سے بڑھکر ہے لیکن اگر وہ تمام لڑکے ملکر اُستاد کا مقابلہ کریں۔ تو
اُستاد کے برابر ہیں اور اُس کے شریک ہیں پس اسی طرح پر آریہ مت کے مطابق خدا ایک
معلم ہے اور باقی تمام بمنزل طلبا ہیچ اور ان میں سے روح مادہ کو تو خود آریوں نے ہی احدیت
اور واجب الوجود ہونے میں برابر ٹھیرایا اور یہ ظاہر ہی ہے کہ جس کی ایک صفت دوسری
چیز میں ہو سکتی ہے تو دوسری صفات کا بھی یہی حال ہے وہ کسی اور میں ہونگی اور اس سے
شریک الباری لازم ہوا۔ اور یہ محال ہے پس روح اور مادہ مخلوق ہے نہ ازلی ابدی واجب الوجود
اس جگہ پر اس بات کا بھی حل کرنا بھی ضروری ہے کہ جس قدر میں نے لکھا ہے اس سے یہ ضرور ظاہر
ہوتا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ خدا کی دوسری صفات کسی دوسری شے میں ہوں یا یہ کہ یہ جائز ہے
کہ کوئی اور ایسی چیزیں بھی یونیورس میں ہوں جنمیں خدا کی باقی صفات ہوں۔ مگر اس سے
یہ ثابت نہ ہوا کہ ضرور ہی ایسا ہے کہ ارواح اور مادہ کے سوائے کوئی اور شئے بھی ہے جن میں
خدا کی باقی صفات مشترک ہیں جیسے روح میں اور خدا میں قدامت ہی۔ سو مجھے اس بات کی
کوئی ضرورت نہیں کہ میں فی الواقع ایسی چیزوں کے وجود کا ثبوت دوں میں نے بموجب
آریہ مت امکانی طور پر ایسی اشیا کا ہونا اور صفات خدا میں مشترک ہونا ثابت کیا ہے اور جو
بات ممکن ثابت ہو وہ ماننی پڑتی ہے۔ لیکن فی الحقیقت یہ ناممکن ہے کہ خدا کا شریک بھی
کوئی ہو لہذا یہ غلط ہے کہ خدا خالق ارواح نہیں ہے۔ بلکہ یہ ثابت ہے اور ماننا پڑتا ہے۔ کہ
خدا ضرور خالق ہے۔

یہ قرآن شریف کی خوبی ہے اب وید سے بھی کوئی دلیل پیش کرو۔ کہ خدا ارواح کا خالق
نہ ہونے کے واحد ہے اور ہماری مذکورہ بالا دلیل کو توڑ دو اور میں دعوے سے کہتا ہوں
کہ تم اگر تمام عمر بھی تحریں مارتے ہوئے مرجاؤ تو بھی یہ خدا کی پیش کردہ دلیل نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر
کوئی انعام لینا مقصود ہو تو پانچسو روپیہ نقد ہے لیلو اور وہ بھی آسانی سے۔ جناب مرزا صاحب
قادیانی کی پرانی تحریروں کی ایک کاپی دو آنے میں قادیاں سے منگوالو۔ اور اس میں مندرجہ

دیانند نے ذی شعور ہونا بھی روح کی صفت میں لکھا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قدیم کے صفات
قدیم ہوتے ہیں۔ پس اگر ذی شعوری ازلی صفت ہے تو روح کو اپنا ہی علم نہیں۔ اسے تو اتنی
بھی خبر نہیں کہ وہ کیا بلا ہے۔ ہاں مجھے خیال آیا۔ کہ دیانند تو روح کو پرمیشر کی طرح ہی علیم مانتا ہے
پھر کیا پرمیشر کا بھی یہی حال ہے کہ اسے بھی اپنی صفات کا ہی پتہ نہیں۔

روح کا مخلوق ہونا بطرح ثابت ہے عقل اسبات کو مانتی ہی نہیں کہ روح جو اسقدر کمزور
اور محتاج ہے قدیم ہو سکے۔ ہاں اگر کوئی سماجی دوست اسقدر عقلی دلایل کو بھی نہ مانتے ہوئے
یہ کہدے کہ میں روح کو اس لئے مخلوق نہیں مانتا کہ مجھے یہ نہیں سمجھ میں آتا۔ کہ خدا نے کہاں سے
کس طرح اور کب روح کو پیدا کیا۔ سو وہ بے وقوف ہے ذرا سوچے تو وہ کیونکر پیٹ میں پیدا ہوا
اور ایک بوند پانی سے کیونکر اتنا بڑا ہو گیا۔ خدا کی قدرت اس کی سمجھ سے باہر ہے۔ ایسے ہی
خدائی ہے۔ اور کیا خدا کی قدرت انسانی فہم سے بالاتر نہیں ہے؟

اب جبکہ تسلسل بھی باطل ہوا اسقدر امت روح مادہ بھی غلط ہوئی ذریعہ اعمال پیدا ہوا
بھی کوئی ظلم نہ نکلا تو تناسخ کا سب تانا بانا ہی ادھڑ گیا اگر دھرم پال میں طاقت ہے تو اس
تانی کو پھر جوڑے مگر یاد رکھے کہ تاقیامت جڑ نہ سکیگا یہاں تو تانی ہی ٹوٹی ہوئی ہے۔ اور پھر اس کی
چالاکیوں کو ہم طشت از بام کرنے کو تیار ہیں۔ ذرا اندر[1] کو باہر تو نکالے۔ اور پہلے میرے ہی
سوال کو حل کرے کہ کرموں سے بھی جنم ہو سکتا ہے اور اس کے خلاف جس قدر میں نے دلایل
لکھے ہیں حل کردے اور کسی بات سے رنجیدہ نہ ہو اور یہ کہکر کہ سخت زبانی کرتا ہوں جواب سے
ہی نجواب دیں جیسے کہ **برق اسلام کا جواب نہ بن سکنے کی حالت**
میں کیا ہے۔ کیا تم ہمارے خدا اور اس کے برگزیدوں سے بھی بڑھ کر ہو۔ دیکھو تم نے
خدا کی شان میں لکھا کہ وہ مکار ہے اور مفسد ہے اور انبیاء کو بے وقوف بنایا مگر ہم نے
تمہیں معقول جواب دیئے۔ مگر تم نے پھر بھی اپنی جبلی عادت دکھائی کہ باوجود مکار وغیرہ کا

---

[1] **اندر** ایک ماہواری رسالہ دھرم پال کی طرف سے نکلا کریگا اور جنوری سے شروع ہوگا۔ اور ادھر غازی اسلام
المعروف بہ **انوار الاسلام** یعنی بعض کا سر توڑنے کو تیار رہے بہت عرصہ سے اس غازی کو کوئی
مخالف نظر نہیں آتا تھا۔ سو اندر کا انتظار ہے۔ منہ

مطلب سمجھنے کے لیئے بہت کی۔ اور پھر اب تجھے جواب دیا گیا۔ مگر تعصب نے اندھا
کر رکھا ہے جس کا علاج محال ہے۔ غرض میں تجھے ترکی بترکی جواب دوں گا اگر تو اس سوال پر
طبع آزمائی کرے مگر یاد رکھ کہ یہ سوال بڑے بڑے آریوں کا منہ بند کر دیتا ہے۔ اور تو ہرگز اسکا
جواب نہ دے سکے گا۔ جس قدر جواب جلسہ میں دیا تھا اُس سے بڑھکر کبھی کسی سماجی نے
ایک لفظ بھی نہیں لکھا مگر یہاں تمہارے دوست ہی کہتے ہیں کہ آریوں نے مسلمانوں
کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ علاوہ ازیں تم نے عشام کو ہی اپنے لیکچر میں مخنثوں کی طرح
اناپ شناپ شروع کر دی مگر سوائے بے وقوفوں کے اس سے کون حظ اٹھاتا تھا
دیکھو تو نے حضرت یوسف م پر یہ الزام لگایا کہ اُن کا چلن اچھا نہ تھا کہ اپنے بھائیوں کو چور
کہا اور خود ہی اپنے بھائی کی بوری میں اپنا برتن چھپایا اور پھر کہا فلمے والو تم چور ہو اور اسی
الزام میں بن یامین کو قید کر لیا۔ اور تو نے کہا کہ حضرت عیسی م بلا باپ کیسے پیدا ہوئے۔ اور
حشر اجساد کیونکر ہوگا یہ قرآن مجید کی غلط تعلیم ہے کیا تجھے پہلے حکیم نورالدین صاحب نے
جواب نہ دیا تھا جو پھر منہ میں کف بھر آئی۔

ناظرین دھرم پال نے مذکورہ بالا اعتراض پیش کر کے لیکچر کو اس بات پر ختم کیا کہ جن مسلمانوں
کی یہ عقل ہو کہ برسوں کے بعد مُردوں کا زندہ ہونا اور عیسیٰ م کا بلا باپ پیدا ہونا مان لیا ہے وہ
کیسے تناسخ کو سمجھ سکتے ہیں سو جو کچھ ہم تناسخ کو سمجھتے ہیں اسکا نمونہ تو مضمون ہذا کے پڑھنے
والے دیکھ لینگے۔ باقی اعتراضوں میں سے ایک اعتراض ہے جس کا اس وقت جواب دینا
مجھے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مجھے ہرگز اسوقت جواب دینے کی ضرورت نہ ہوتی اگر دوسری
دن دھرم پال شملہ میں ٹھیرتا اور ہمارے نوٹس کے بموجب آ کر شریک جلسہ ہو کر جواب سن لیتا
مولوی صدرالدین صاحب بی۔ اے نے دوسرے دن عشام کو چار بجے پہلی سوال
کا جواب مکمل طور پر دیا اور دوسرے اتوار کو باقی سوالوں کا بھی جواب دیا اور آخر میں کچھ آریہ سماج
کا بھی نقشہ کھینچا۔

اب میں دھرم پال کے حضرت یوسف م کے متعلق اعتراضوں کا مختصر سا جواب دیتا
ہوں۔ کیونکہ مجھے اسوقت زیادہ لکھنے کی فرصت نہیں ہے۔ ہاں اگر دھرم پال جی کی خواہش

ہوگی تو پھر مشغل لگنے والی گا۔

یہ ایک امر مسلم ہے اور علم روح کے جاننے والے مانتے ہیں کہ اگر کوئی جرائم کار جرائم کاری میں حد سے بڑھ جاوے تو اسکا علاج سوائے اسکے کوئی نہیں کہ اسپر دفعتہً کوئی مصیبت نازل کی جاوے ۔ اسکی تصدیق قانون قدرت سے اس طرح ہوتی ہے کہ اگر کسی شخص کو ہچکی آتی ہو تو اسکو تشویش میں ڈالنے سے فوراً ہچکی بند ہو جاتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر کسی شخص کو ایسی حالت میں کہ اسے ہچکی آتی ہو اور اسے کوئی شخص تشویش میں ڈالدے تو وہ شخص مجرم نہیں بلکہ اسکا محسن ہے

اب حضرت یوسف ؑ کے قصے کو سوچو تو معلوم ہوگا کہ اس میں بھی یہی بھید موجود ہے یہ تو اس قصے میں ہی ہے کہ حضرت یوسف ؑ کے بھائی کیسے خراب ہو چکے تھے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت یوسف ؑ نے اپنے چھوٹے بھائی بن یامین کو پہلے ہی بتلا دیا تھا کہ میں تیرا بھائی ہوں۔ اور تجھے یہاں رکھ لونگا۔ اب دیکھو بن یامین کو حضرت یوسف ؑ نے اپنے دوسرے بھائیوں سے لیکر رکھ لیا۔ لیکن اسے کوئی تکلیف نہیں ہوئی ہاں اب دوسرے بھائیوں کی حالت کو دیکھو کہ وہ یوسف ؑ کے سامنے کہتے ہیں کہ اگر اس نے چوری کی تو کیا ہوا اسکا بھائی یعنی یوسف ؑ بھی چور تھا۔ گویا واقعی وہ بہت گری ہوئی حالت میں تھے۔ اب بن یامین کے ان سے جدا کر لئے جانے سے انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی کیونکہ وہ اس سے عداوت رکھتے تھے۔ لیکن جب باپ کے پاس آئے تو باپ نے کہا کہ اگر تم اسے یہاں نہیں لاتے ہو تو نکل جاؤ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں پہلے تم نے یوسف ؑ کو جدا کیا۔ اب اس کے بھائی کو بھی ... تم چلے جاؤ۔ اب انہیں صدمہ ہوا اور یوسف ؑ کے پاس آئے اور پھر اسوقت ... انہوں نے اس معاملہ کا انکشاف کیا اور وہ مارے شرم کے اور رعب کے کانپنے لگ گئے۔ کیونکہ یوسف ؑ ہی کے سامنے جسے انہوں نے کنوئیں میں پھینکا تھا یہ بھی کہا کہ وہ چور بھی تھا۔ مگر اس وقت اس نوری ڈر نے ان پر وہ اثر کیا کہ وہ تائب ہوئے اور خدا والے ہوگئے۔ کیونکہ جب وہ باپ کے پاس آئے تو کہا کہ اے باپ ہمارے لئے خدا سے دعا مانگ کہ ہمیں وہ معاف کرے

ایسا نہیں یہ تعلیق ہو گیا۔ کہ وہ انتی ضد سے ہے اور وہ دعاؤں کو سننے والا ہے۔ اور حضرت یوسف جو اعلیٰ درجہ کے علم نجوم میں ماہر تھے چاہتے کہ ان کی اصلاح کریں تو وہ گئی اب بتاؤ گیا یہ جرم اور غلط نسل تھا اور حضرت یوسف پر کوئی اعتراض کی بات ہے نہیں بلکہ حکمت اور دانائی کی بات ہے۔ مگر محرم پال کی آنکھوں میں تعصب ہی تعصب ہے۔ نقط الراقم عمرالدین از شملہ ٭

رسالہ انوار الاسلام جلد ۶ نمبر ۱۲ بابت یکم مارچ ۱۹۰۵ء

صفحہ ۱۱ دوسرا اعتراض

اگرچہ جواب اصل دلچسپ چھپا ہے۔ لیکن بمصداق کلم الناس علیٰ قدر عقولہم بندہ سے تشریحاً جو آپ فی سبیل اللہ مزید برآں محض مختصر تحریر کرتا ہوں اگر مطبوعہ ہو تو بعد ترمیم ضروری چھاپ دیویں۔ عین مہربانی ہوگی۔

حج

ہر نماز خالص لوجہ اللہ۔ عبادت واحد لاشریک کے لئے مخصوص ہے اور نماز کے اقسام ہیں (۱) نماز پنجگانہ ہر جگہ پڑھنے سے ادا ہو سکتی ہے مگر بمقابلہ اپنی جگہ کے مسجد میں اور مسجد میں باجماعت ادا کرنے سے درجہ بدرجہ فوقیت ثواب ہے۔ چنانچہ آیت وارکعوا مع الراکعین اور دیگر احادیث بہت سی وارد ہیں۔ (۲) نماز جمعہ بہرکیف مسجد مصر میں باجماعت نماز جمعہ ادا کرنا لازم ہے۔ فرداً اپنی جگہ پر ادا نہیں ہو سکتی آیت شریف اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع۔ پس کیا مسجد کو بت کدہ کنایتاً یا صراحتاً کوئی ذی شعور انصاف پسند کہہ سکتا ہے جو ہرگز نہیں۔ (۳) نماز عرفات جس کو حج کہا جاتا ہے اور اس کا ثواب بکرجمیع حالات معقولی و منقولی۔ جمیع دیگر عبادات سے اکبر ہے۔ اور جس کے لئے صاف حکم ہے کہ اتموا الحج

والحسنۃ الی اللہ۔ جب کہ نیند کا حکم صریح ہے۔ پس معترض صاحب شاید کہ فہم ادراک و انصاف سے صریح بے بہرہ ہیں۔

اور چونکہ یہ حکم واسطے تمام اہل اسلام روئے زمین کے واسطے ہے۔ خداوند کریم بہ صفت علیم و حکیم ہونے ذات اپنی کے یہ ارشاد بھی صادر فرمایا۔ کہ من استطاع الیہ سبیلا۔ کہ یعنے یہ حج ادا کرنا اُس شخص اہل اسلام پر فرض ہے کہ جو شخص کہ بعد انشست جمیع امور متعلقہ مسافت بسبیل خرچ لازم و حج ہونے وغیرہ کے استطاعت رکھتا ہو۔ ماسوا اُس کے باقیوں پر فرض نہیں۔ جبکہ عرفات و کعبہ تمام دیگر مقامات اپنی سے بدلائل قاطع متبرک ہیں پس بعد برداشت چندیں رنج و تکلیف و فرو گذاشت تعلقات دنیاوی ادائے عبادت الٰہی متبرک مکان میں متثال لامر احکم الحاکمین کس قدر ثواب و زہد و اشغال ذکر الٰہی مابین اس زمانہ آمد و رفت میں ہوگا۔ پس کون شخص اسکو بجائے عبادت و ادائی امر وحدہ لاشریک کے بت پرستی کہہ سکتا ہے۔ دیکھو مفصل احکام مناسک حج۔

کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا

اگر عقل و انصاف ہے تو دیکھو پہلے ہماری نیت نماز کو نویت ان اصلی للہ تعالیٰ اربع رکعات فرض الی جہۃ کعبۃ الشریفۃ۔ یعنے نماز پڑھتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے چار رکعت نماز فرض متوجہ طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔ کوئی عبادت نماز کسی قسم کی ایسی ہوگی جس میں پہلی نیت میں واسطے اللہ تعالیٰ کے کا عہد نہ ہو۔ اور تکبیر اللہ اکبر نہ کہی جاوے۔ انصاف کرو کوئی گنجائش شرک وغیرہ کی ہے۔

اب باقی رہا عزت نیت کعبہ شریفہ کا۔ اگرچہ بموجب کلام مجید اینما تولوا فثم وجہ اللہ ہر طرف ہر جگہ ذات خداوند کریم بہ صفات سمیع و بصیر و علیم۔ حاضر و ناظر ہے لیکن جہت کعبہ شریفہ کے لئے عقلی دلیل صاف ہے۔ اگر جہت کعبہ شریف کی مقرر نہ ہوتی تو واسطے ادائے نماز کے جہت میں کس قدر بھاری اختلاف اور تنازعہ و جھگڑے کے تمسخر و استہزا پیدا ہوتے۔ کہ روئے زمین کے اہل اسلام کوئی شرق کوئی غرب کوئی

کوئی چھچم کو منہ کرتا۔ اور نہ مسجدوں کا مختلف جہات میں بنا ہوتا اور اسی مسجد میں حسب رائے خود کسی کی پیٹھ اور کسی کا منہ مختلف صورتوں میں ہوتا۔ خداوند علیم و حکیم نے واسطے دفعیہ جمیع اختلافات وغیرہ کے ایک جہت مقرر فرمادی۔ اب ذرا انصاف کرو کہ جہت مقررہ میں کس قدر اختلافات ہیں۔ شرک و بت پرستی سے اس قدر گریز ہے کہ جس مکان میں اور جس کپڑہ میں تصویر کسی ذی روح کی ہو نماز فاسد ہے۔ اب بھی کچھ گنجائش اعتراض کی ہے اگر اور کوئی اعتراض ہے تو ہم ہی سے ہے۔ جواب کافی دینے کے لئے تیار +

بت پرستی

تعجب ہے کہ ہمارے معترض آریہ دھرم عقل و فکر سے کوسوں دور پرواز کرکے اعتراض کرتے ہیں۔ کیوں نہ ہو جو نقص اپنے میں دیکھا پہلے اسی عیب کو دوسروں پر وارد کر دیا تاکہ اس پیشہ بت پرستی سے آپکو اعتراض وغیرہ سے محفوظ سمجھیں یہ ان کی صریح زبردستی ہے۔ بھلا ذرا میزان عقل میں اس امر کو وزن کریں کہ کیونکر جہت کعبہ ہی کو نماز خداوند لاشریک کی ادا کرنے سے بت پرستی میں داخل ہو سکتی ہے پشت کو زرشد مہتر معنے خز زاند السنتی۔

صاحبو! بت پرستی وہ ہے کہ محل عبادت میں کسی ذی جاندار یا ذی روح کی تصویر یا بت کو معبود یا شفیع یا حاجی عند اللہ وغیرہ جانکر انسان شامل ہوتے یہ صریح بت پرستی ہے۔ اب ذرا ایمان سے فرماویں کہ کعبہ شریف میں کسی ذی روح یا جاندار کا بت ہے جو اسکی طفیل سمت کعبہ کو نماز ادا ہوتی ہے۔ نماز محض خداوند لاشریک کی ہے کسی دوسرے کو کیا دخل نعوذ باللہ من ہذا بت یا تصویر تو بجائے خود نماز میں کسی ذی روح کا خیال کر لینا بھی ناجائز ہے اور نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ آریہ ان لغو اور جلدی بد عقل اعتراضات سے کچھ نہیں ہوتا۔ حق حق ہے۔ باطل باطل۔ آفتاب صداقت درخشاں ہے کور باطنی کو چھوڑو۔ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ کرمک شب تاب نے کسی بھٹکتے ہوئے کی رہبری نہیں کی اور نہ کر سکتا ہے۔

باقی حج وغیرہ کا جواب قبل درج ہو چکا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ کسی بزرگ ولی یا نیک رسیدہ

...سے کرامات کے واقعہ یا قدم وغیرہ استنجا کو متبرک جان کر بوسہ دینا یا چومنا بدعتی
ہر گز نہیں ہے الفاظ بت پرستی بخوبی غور فرما کر خود فیصلہ فرماویں کہ کس موقعہ پر اس کا وقوع جائز
ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ راقم منشی عابد علی قریشی۔ امیدوار ڈیرہ غازیخان

دیانندیوں کو چیلنج

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

بعد حمد رب العالمین اور درود لا معدود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ہو کہ اس وقت مذہبی دنیا ایسی گو مگو حالت میں ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں کیا جاتا۔ ہر ایک اپنے کو راستی پر سمجھتا اور دوسرے پر طعنہ زن ہے۔ باوجود اس کے سب نے توحید کا سبق اُسی نبی امی عربی (فداہ ابی و امی) سے سیکھا ہے۔ مگر ہٹ کو نہیں چھوڑتے۔ بلکہ طرہ تو یہ ہے کہ اپنے معتقدات اور عناصر قرآنیہ کو طمع کر کے توحید اپنی کتابوں سے گھڑتے ہیں۔ مگر کاٹھ کی ہنڈیا کب تک چڑھے گی۔ یا یوں کہو بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی۔ آخر ایک نہ ایک دن اسلامی تعلیم کے آگے سب کو سربسجود ہونا پڑیگا اور ضرور ہونا پڑے گا۔ ان سب سے زیادہ جوشیلا گروہ دیانندی فرقہ ہے۔ جو اور سب باتوں کے علاوہ اپنی بدزبانی میں سب سے فوقیت لے گیا ہے۔ مگر ہم اپنے بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ ہر گز ترکی بہ ترکی بدتہذیبی کے ساتھ جواب نہ تحریر کریں۔ بلکہ اس آیہ قرآنی کو ہر وقت خیال میں رکھیں ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ پکارو لوگوں کو اپنے رب کی طرف نصیحت اور حکمت کے ساتھ۔ ہاں اگر وہ دشنام دہی یا بدتہذیبی کو روا رکھیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ یہ اُن کا مایہ فخر ہے۔ اُن کی مثال تو ایسی ہے ؎ صحبت
نا جنس جفا جوئے را، بہ پیکار گردن کشد روئے را۔ مگر مسلمانوں کو ایسا ہر گز جائز نہیں۔ بلکہ وجادلھم بالتی ھی احسن یعنے نیک روش سے اُن کے ساتھ بحث کرو۔ غرض

اس سبب سے میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ کہ پنڈت دیانند نے الہام کے واسطے آٹھ شرطیں لگائی ہیں۔ جن میں سے ہم دو ان کی لکھتے ہیں اور دیانندیوں کو نوٹس دیتے ہیں کہ آپ ان آٹھ شرائط کے مطابق وید کو ثابت کر دیجئے۔ دیگر زبانی شرح کو کام میں لائیے شرط اول جو مکتی میں یہ ہے (۱) الہام کا ابتدائی عالم میں ہونا لازم ہے اور شرط (۵) الہام میں کسی کی رو رعایت نہ ہونی چاہئے۔

اب ہم ان دونوں شرطوں کے متعلق وید کو پیش کرتے ہیں۔ رگوید پاک کرنے والے اعمال کو ظاہر کرنے والا جس میں قابل تعریف گیان (علم) کا وصف ہے ایسے ... جملہ علوم و فنون کو دینے والا جو وید کا کلام ہے وہ جملہ فنون کی ماہیت سے ہمکو باخبر کرتا ہے۔ رگوید منڈل ۹ آیہ ۱۸ سوکت ۱۵ بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۹۔

اور سنئے غلطی ست منتر جملہ علوم کا مخزن جو وید شاستر ہے غیر متناہی طاقت سے پرمیشور نے ظاہر کیا۔ ماحصل مطلب یہ کہ وید جملہ علوم و فنون کی ماہیت سے باخبر کرنے والا اور اعمال کو پاک کرنے والا ہے۔ مگر ساتھ ہی خیال رہے کہ وید الہام اُس پرمیشور کا ہے جو اپنے پچھلے اعمالوں کے ذریعے الہام کا مستحق ہو۔ اسی واسطے دیانند صاحب نے شرط نمبر ۵ اختراع کی ہے کہ الہام میں کسی کی رو رعایت نہ ہونی چاہئے اور اس بات کے بیان کرنے میں دیانندی سرشتیوں کا ذکر کرکے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اس لئے ہم اس بحث کو اور طرح سے اٹھاتے ہیں۔ سماجی دوست دیکھئے اسکا کیا جواب دیتے ہیں۔

(۱) یہ تو دیانندیوں کا مسلمہ امر ہے کہ وید ایشور کا گیان یعنی انادی ہے۔

(۲) یہ بات ان کو ماننی پڑیگی۔ مخلوق کا فعل جیسی کہ مخلوق کا نیک و بد عمل حادث ہی اگر حادث نہ مانیں گے تو انادی ہوگا۔ جب انادی ہوگا تو پھر الہام کی کیا ضرورت۔ پس وید کی ضرورت نہیں۔ فہو المراد۔

(۳) وید کا گیان (علم) اعمال کو پاک کرنے والا ہے۔ جو ہم کا منتر ملاحظہ ہو۔

اب ہم دریافت کرتے ہیں۔ نیک و بد اعمال جو کہ حادث ہیں اگر بغیر تعلیم وید کے ظہور ہوئے تو بعد الاعمال بھی وید کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ وید الہامی کتاب ہو سکتی ہے۔ اور برعکس اگر حادث اعمال کے ظاہر ہونے سے اول وید الہام کئے گئے۔ تو جس کو الہام ہوئے اُس کا کوئی حق نہ تھا۔ پس اُس کی خاص رعایت کی گئی۔ جس نے شرط ۵ کو ناکرا سناش میں پھینک دیا۔ کیونکہ شرط ۵ کا مدعا ہے۔ کہ الہام میں کسی کی رو رعایت نہ ہو۔ فافہم پس بنا فاسد علے الفاسد۔ اور وید مطابق ... شرائط دیانند جی کے الہامی ثابت نہ ہوا۔

ناظرین اور خاصکر سماجی دوستوں کی خدمت میں نومید آنجناب کہ اس جگہ رشیوں سے ہماری کوئی بحث نہیں ہے۔ صرف وید کے اناد ی اور اعمال کے حدوث ہونے پر ہماری بحث ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ وید بقول دیانندیان خدا کی طرف سے ہدایت نامہ ہو کر انادی ہے۔ پس اول ہدایت نامہ ہونا ضروری ہے۔ جس کے مطابق نیک اعمال کئے جاویں۔ مگر مصنف وید کی عجیب حالت ہے کہ میں ہدایت نامہ ہی اُسکو دونگا۔ جو اول نیک اعمال کر کے دکھاوے۔ بھلا کوئی پوچھے۔ کہ اے عقل کے دشمن جب اُس کا ہمیں علم ہی نہیں کہ اعمال کیا ہوتے ہیں۔ تو عمل کیا خاک کریگا۔ مگر مصنف وید کی حالت اُس حکیم کی ہے کہ جو کہے کہ میں تو دوا کی پڑیہ دونگا ہی اُسکو۔ جو اول شفایاب ہووے۔ جب وہ شفایاب ہے تو اُسکو حکیم کی دوا کی ضرورت ہی کیا ہے۔ فتدبر۔

پُر افلاک کو ابھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کردیں تو داغ نام نہیں

پس اگر اعمال اول اور وید بعد میں الہام ہوا تو وید کی ضرورت نہیں۔ اگر وید اول اور اعمال بعد میں ظہور ہوئے۔ تو جس کو الہام ہوا اُس کی خاص رعایت ہے۔ آٹھو شرائط الہام دیانندی کی تردید دیکھنی ہو۔ تو ۲ کے ٹکٹ بھیجکر ہم سے رسالہ تردید شرائط الہام مطالعہ کرے ؎

الراقم محمد فضل الدین اول مدرس مراڑہ۔ ضلع گورداسپور خریدار رسالہ نمبر ۵۰۲۱

مسئلہ توبہ

ہمارے آریہ دوست اکثر ناسمجھی سے اعتراض کرتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ نے توبہ سے گناہ معاف کر دیئے تو اس کے عدل کے خلاف ہے۔ اور علاوہ بریں توبہ سے گناہ معاف ہو جانا باعث ازدیاد معاصی ہے۔

واضح ہو کہ آسمانی یا الہامی بلکہ خدا کے مقررہ کردہ مذہب کل ہیں توبہ کا وجود ہے اور ہر گروہ اس کا قائل ہے البتہ خود تراشیدہ مذاہب خصوصاً آریہ سماج والے جو کہ خدا کو محدود القدرت مانتے ہیں (نعوذ باللہ) وہ توبہ کے قائل نہیں۔ اصل وجہ ان کے نہ قائل ہونے کی توبہ و عدل کے مفہوم و مصداق کا نہ سمجھنا ہے۔ اگر وہ عقل سے کام لیں۔ تو جلد سمجھ جائیں لہٰذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قبل از جواب توبہ۔ عدل۔ رحم وغیرہ کے معنی مشرح بیان کر دیئے جاویں۔

عدل کے معنے ہیں وضع الشئ فی محلہٖ کسی چیز کو اس کے محل مناسب پر رکھ دینا۔

رحم کے معنے ہیں ارادہ خیر (یہ صفت سوامی دیانند جی بھی خدا کی نسبت مانتے ہیں ص ۲۲۲ ستیارتھ [illegible])۔

توبہ۔ اگر کوئی بندہ خدا تعالیٰ کی حضرت میں دلی اخلاص سے بصد عجز و نیاز اپنے معاصی سے پشیمان اور رنجیدہ ہو کر اسکی مغفرت اور معافی کی درخواست بلکہ التجا کرے۔ اور آئندہ کے لئے پورے طور پر گناہوں سے حتی الامکان پرہیز کرنے کا اقرار ہو۔

سنئے قرآن شریف اپنے معنے توبہ کے خود بتلاتا ہے:۔

والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علیٰ ما فعلوا وہم یعلمون (ترجمہ) معافی انہیں لوگوں کے واسطے ہے جنکو گناہ کر کے خدا یاد آجاتا ہے

خدا کا خوف آیا شرمندہ ہوئے) اور اپنے کئے پر بخشش مانگتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی گناہ کو بخش نہیں سکتا۔ اور اپنے کئے پر دانستہ اڑے نہیں رہتے ہیں۔

اب ذرا غور سے کام لیجئے کہ اگر کوئی بندہ اپنے گناہوں پر پشیمان ہو کر بارگاہ حضرت جل وعلا میں سر نیاز آستانہ عبودیت پر رکھدے اور توبہ کرے تو خداوند کریم کا عدل اُس کی توبہ کے واسطے کون ٹھکانا تجویز کریگا۔ کیونکہ عدل کے معنے ہم وضع الشیء فی محلہٖ اوپر بیان کر چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ توبہ کا محل عفو خطا ہے اگر عفو خطا نہ ہوئی۔ تو تائب کے ساتھ عدل نہ کیا گیا۔ اب عدل کے معنے بھی نہیں سمجھتے ورنہ توبہ کے واسطے کوئی نتیجہ ضرور نکالتے۔

بڑے افسوس کا مقام ہے کہ خطا کاری پر سزا دینے کا اختیار تو خدا کو ہے۔ اور عفو کا اختیار نہیں ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ پرمیشور انہیں ضوابط کا پابند ہو جنکو آپ مقرر کردیں یا یوں کہا جاوے کہ آپ کا پرمیشور جو آپ پر حکومت کر رہا ہے اور جس شکل کا چاہتا ہے آپکو بنا دیتا ہے وہ آپ کا محکوم ہو جاوے۔ مگر پرمیشور کے لئے اسکا قانون تو بتایا ہے نہیں۔ جرموں پر ابدی سزا جونوں کا بدلنا تو آپنے مقرر کردیا۔ پرمیشور کے لئے قانون بنانا تو آپ بھول گئے۔ کہ کس جرم پر وہ کیا سزا دے اور کس صورت کا بنا دے ہاں یہ تسلیم اس کی مرضی اور ارادہ پر چھوڑ دیا ہے۔ پھر عفو اور سزا اس کے اختیار پر چھوڑتے ہوئے آپ کیوں جھجکتے ہیں۔ اگر آپ پرمیشور کو حاکم مطلق جانتے ہیں۔

پنڈت دیانند جی بھی ستیارتھ پرکاش باب ہفتم میں لکھتے ہیں۔ کہ عدل و رحم خداوندی باہم متضاد ہیں۔ اور سنئے پنڈت جی بھومکا میں فرماتے ہیں:۔

ایشور سے ہدایت کرتے ہوئے دھرم کو ماننا ہر ایک پر فرض ہے چونکہ اس کی مدد کے بغیر سچے دھرم کا علم اور پابندی تکمیل ورنہ کامیابی نہیں ہوسکتی اس لئے اس طرح ایشور سے مدد مانگنی چاہئے:۔

"اے اگنی پرمیشور عہد وعدہ انت کے مالک و محافظ میں سچے دہرم پر چلوں گا۔

اے پرمیشر مجھے سچے نیک چلن اور دھرم پر عمل کرنے کی طاقت ہو۔ آپ مجھکو ہمت دیجیے کہ میرا یہ دھرم کا عہد آپکی عنایت سے پورا ہو (عہد یہ ہے) کہ میں آج سے سچے دھرم کی پابندی کروں گا اور جھوٹ کھوٹے چال چلن اور ادھرم سے دوری اختیار کرونگا (یجروید ادھیائے منتر ۵۰)"۔

اب کہئے حضرات یہ عہد جس کو اسلامی محاورہ میں توبہ کہتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی یہ عہد پرمیشور سے کرے تو کیا فائدہ۔ پرمیشور سے جواب ملا۔ کہ نہیں تمہارے سابق کے گناہ بدستور باقی ہیں جس کی پاداش میں کرم پاخانہ وغیرہ ضرور بنائے جاؤگے۔ کیونکہ اس کے بغیر میرا عدل بگڑتا ہے۔ کیونکہ یہ بھیڑیں جو کہ میں نے اواگون کے چکر میں ڈالی ہیں اگر مکتی خانے میں سب چلی جاوینگی۔ تو پھر حکومت کس پر کروں گا (مصیبت ہے)۔

دوسرے واضح الفاظ میں کون سمجھے۔ کہ اگر کوئی شخص آریہ مت میں داخل ہو تو بے سود ہی کیونکہ پچھلے گناہوں کی وجہ سے ضرور سزا ہوگی۔ آئندہ کی اُمید موہوم۔ ہاں تعجب معلوم ہوتا ہے جب لوگ کہتے ہیں کہ توبہ موجب ازدیاد گناہ ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ تو عین مقتضائے عدل اور آئندہ گناہوں کی روک ہے۔ ہم روز دیکھتے ہیں کہ ساہوکار بنئے وغیرہ اپنی نوکروں کے ایک دو خطاؤں سے درگذر کرتے ہیں حالانکہ وہ دلی خلوص سے ناواقف ہیں مگر پرمیشور حالانکہ دلی اخلاص بندہ کا جانتا ہے مگر خطا کو معاف نہیں کر سکتا۔ کیا پرمیشور کو اتنا بھی اختیار نہیں وہ معمولی دوکانداروں سے بھی گیا گذرا ہوا۔ سنئے توبہ بھی قبول ہوتی ہے جو خلوص نیت سے ہو اور مصمم ارادہ ترک خطا کاری کا ہو اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی حالت اسوقت پیدا ہوتی ہے جب اچھی طرح دلی ندامت پیدا ہو جاوے پھر ایسی حالت میں گناہ کم ہونگے۔ یا نہیں سنئے کلام پاک یعنی قرآن مجید اسکو خود بیان کرتا ہے:-

انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجہالۃ ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب اللہ علیہم وکان اللہ علیما حکیما۔ ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدہم الموت۔ قال انی تبت الاٰن ولا الذین یموتون وہم کفار اولئک اعتدنا لہم عذابا الیما۔

ترجمہ: اللہ تو صرف انہی لوگوں کی قبول کرتا ہے جو جہالت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ۔ پھر جلدی سے توبہ کر لیتے ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اللہ سب کا حال جانتا ہے (یعنی صدق دل سے توبہ ہے یا بناوٹی از رہ...ت) واللہ ۔ اُن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو عمر بھر برے افعال کے مرتکب ہے اور جب کوئی مرنے لگے تو کہنے لگے اب میری توبہ ہے ۔ اسی طرح وہ لوگ ہیں جو حالت کفر میں مر گئے ۔ ان لوگوں کے واسطے ہم نے سخت عذاب تیار کیا ہے "

ذرا غور کا مقام ہے کہ توبہ کی قبولیت کا وعدہ کن اشخاص سے کیا گیا ہے کیا یہی حالت باعث ارتداد گناہ ہے ۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں ۔ نہیں ہرگز نہیں آپکا کانشنس کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ سمجھکر مرتکب گناہ ہونگے ۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ ہمارے آریہ دوستوں کو حق العباد اور حق اللہ میں دھوکہ ہوگیا ہے حق العباد میں ہم لوگ بھی توبہ کے قبول کے قایل نہیں جبتک جس شخص کا نقصان ہوا ہے وہ معاف نہ کرے مگر صورت اول میں قایل ہیں ۔

ہاں یہ بھی ہم سمجھے جاتے ہیں آپکو یہ بھی بتلا دیں کہ جو لوگ گناہ کرتے ہیں اور دل میں ارادہ رکھتے ہیں کہ توبہ سے گناہ معاف کرا لیوینگے اور دیدہ دانستہ ہر گناہ کرنے پر آمادہ رہتے ہیں وہ قابل قبول توبہ نہیں ہیں

فی الجملہ بیان مندرجہ بالا سے عیاں ہے کہ توبہ کا قبول کرنا مقتضی عین عدل ہے اور عدم صورت خلاف عدل ۔ الراقم آیاجان کا ہیر انور از سیتاپور ۔

شیطان کے سیکرٹری کو دوستانہ صلاح

ناظرین عنوان بالا دیکھکر آپ متعجب ہونگے کہ عیسائی اور مسلمان تو شیطان کو ایک جسمانی سیرت المکرمت مانتے ہیں جس کو نہ دفتر کی ضرورت اور نہ سیکرٹری کی حاجت محرک کی خواہش ہے ۔ جو انسان کے دل پر ایک تحریک پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ نفسانی میلان طبع کی وجہ سے اسکا مطیع ہو جاتا ہے ۔ مگر خدا کے نیک بندے اس کی

تحریک کا اثر نہیں لیتے۔ یہ سیکرٹری کیسا؟

سنئے کل اینجانب ایک نئے پوسٹ مین سے ملاقات ہوئی۔ آپکی ٹوپی کی گرد آلودگی اور چہرہ کی پریشانی دیکھکر دریافت کیا کون ہو؟ جواب ملا پوسٹ مین مزید استفسار پر بیان کیا میں شیطانی دفتر کا خاص پوسٹ مین ہوں۔ میرے پاس ایک خط ہے جس کا سرنامہ **شیطان کا پہلا خط بنام انجیلی خدا** ہے میں نے تمام احاطہ بمبئی مدراس۔ بنگال و پنجاب اور ممالک متحدہ۔ اودھ و آگرہ چھان مارا۔ مگر انجیلی خدا کا پتہ نہیں ملتا جس سے دریافت کرتا ہوں وہ کہتا ہے کہ خواہ خدا کہلو یا اللہ یا گاڈ یا ایشور یا پرمیشور سب کا ماحصل ایک ہی ہے۔ جو اس کائنات کے بنانے والے کے قائل ہیں وہ سب ایک ہی فاعل کو مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔ رہے دہریہ وہ نہ بنانے والا مانتے ہیں اور نہ کسی فاعل کا نام رکھتے ہیں اس لئے وہ خدا نہیں رکھتے۔ اب میں اس خط کو کس کے پاس لیجاؤں۔؟

اینجانب نے کہا خط دکھاؤ شاید مضمون سے پتہ چلے۔ خط دیکھکر حیرت ہوئی۔ کہ ایک قصور پر تو شیطان مردود بارگاہ ایزدی ہوا۔ اسکو یہ جرأت کہاں۔ کہ خدا کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کر سکے اور تمسخر اڑا کر توہین موحدین کر سکے۔ یہ خط ضرور جعلی ہے۔ تعجب سے پوچھا لکھا کس نے ہے جواب دیا کہ میں اسکو شیطانی آفس خاص آگرہ سے لایا ہوں۔ غالباً سیکرٹری صاحب نے خود لکھا ہو یا کسی محرر کی تحریر ہو۔

جب میں نے ملٹ (ریمی) پر نظر کی کندہ دیکھا ۸۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ سیکرٹری صاحب سے دوستانہ عرض کرتا ہوں کہ آئندہ بھی انہیں الفاظ کو تحریر کریں جنکو شیطان استعمال کرے اور جو اُس کی اور اُس کے متبعین کی شان کے شایاں ہے جعلی تحریر از صداقت و دل آزاری کرکے پبلک کی دل آزاری کیلئے تمسخر بھیکر اور توہین مذہبی سے نام نہ لیں تو کیا عجب ہے کہ کسی مدبر کی نظر سے یہ تحریر بگذرے اور وہ مکتوب الیہ کی جانب سے آپ پر لائبل کیس قائم کرکے دشمن عالمیں کو ٹھکرا دے لعنت شیطان بھی آپکو اس عہدہ جلیلہ سے معطل کردیگا اور آپ دوسری کشمکش میں پھنس جاوینگے آئندہ آپکو اختیار ہے۔ انعم لام۔
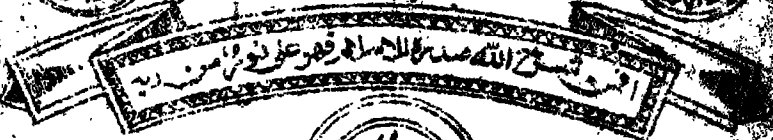
قطع رحم کی برائی اور عفو و احسان کی خوبی

اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ جو لوگ قطع رحم کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سخت قہر و غضب کے نیچے آجاتے ہیں۔ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک ہم الخسرون جس بات کی نسبت اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے قطع کرتے ہیں۔ اور زمین میں فساد مچاتے ہیں یہی لوگ نقصان پانے والے ہیں۔

حضرت صلعم نے فرمایا ہے لا تنزل الرحمۃ علی قوم فیہم قاطع رحم۔ اُس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں ناطہ کاٹنے والا ہو۔ اور ایک حدیث میں آپ نے فرمایا ناطے کا رشتہ عرش میں لٹکا ہے۔ کہتا ہے جس نے مجھے جوڑا اُسے اللہ جوڑے جس نے مجھے کاٹا اُسے خدا کاٹے۔ ایک حدیث میں فرمایا۔ کہ جو شخص چاہے کہ اس کے رزق

میں وسعت اور عمر بڑھائی جائے۔ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے ؎

ان حدیثوں سے ظاہر ہے۔ کہ رشتہ داری کو توڑنا کبیرہ گناہ ہے۔ جو ناطہ کا رشتہ توڑتا ہے۔ گویا خدا سے توڑتا ہے +

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم رشتہ داروں سے تعلق قطع کرنا نہیں چاہتے۔ وہ لوگ خود ہم سے بدسلوکی کرتے اور رشتہ توڑتے ہیں۔ ہم کیا کریں +

لیکن یہ بات کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ مومن کا یہ کام ہے کہ خواہ دوسرا لاکھ رشتہ داری توڑے اور بدسلوکی کرے۔ یہ ہرگز قطع تعلق اور بدسلوکی نہ کرے۔ بلکہ آپ جاکر اس سے جوڑے اور طبیعت پر جبر اور صبر کر کے اس سے موافقت کرے۔ کہ صابر کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے صبر کا اجر بے حساب ملتا ہے۔ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب ؎

اگر دوسرا آدمی خوش سلوکی کرے اور یہ بھی بالعوض ویسی ہی خوش سلوکی کرے تو اس میں شرف اور فضیلت کی کیا بات ہے؟ ایسا تو معمولی اور عام انسان بھی کر سکتے ہیں۔ خوش سلوکی کے بدلے خوش سلوکی بدلے کا بدلا ہے۔ اس میں اجر اور خوبی کی کوئی بات نہیں۔ فضیلت اسی بات میں ہے۔ کہ جو شخص بدسلوکی کرے اس کے ساتھ سلوک کیا جائے جو توڑے اس کے ساتھ جوڑا جائے۔ جو محروم رکھے اس کو دیا جائے۔ جو شخص خوش سلوکی کے بدلے میں خوش سلوکی کرنے پر فخر کرتا ہے اس کا فخر بالکل بیجا ہے۔ کیا اگر وہ خوش سلوکی کے بدلے میں خوش سلوکی نہ کریگا۔ تو بدسلوکی کریگا۔ ایسی حالت میں پھر اُسے انسان ہی کون کہے گا؟ وہ تو انسان سے گیا گذرا ہوگا۔ ہاں بدسلوکی کے بدلے میں خوش سلوکی کرے تو اعلیٰ خوبی اور فضیلت کی بات ہے۔ اور ایسی حالت میں اُسے نیک اخلاق اور باخدا انسان کہہ سکتے ہیں۔

جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ یا ابن آدم قد جاءکم الحق من ربکم لا ینزل نعمائکم لم تحسنوا الا لمن احسن الیکم ولم تصلوا الا من وصلکم ولم تتکلموا الا من اطعمکم ولم تکرموا الا من اکرمکم فلیس لاحد علی احد فضل ان المومنون

الذین امنوا باللہ ورسولہ الذین یحسنون الی من اساء الیھم ویصلون علی
من قطعھم ویطعمون علی من حرمھم ویامنون من خانھم ویکلمون من
ھاجرھم ویکرمون من اھانھم +

اے آدم کی اولاد تمہارے پاس تمہارے رب کیطرف سے حق آچکا ہے لیکن تم
نے اس کی قدر نہ کی نہ شریعت کے مغز اصلی تک پہنچے۔ تم نے کسی سے سلوک نہ کیا۔ مگر
اسی کے ساتھ جس سے تم سے سلوک کیا۔ اور تم کسی سے نہ ملے۔ مگر جو تمہارے ساتھ آکر
ملا اور تم کسی سے نہ بولے۔ مگر جو تم سے آکر بولا۔ اور تم نے کسی کو کھانا نہ دیا مگر جس نے تمکو
آکر کھلایا۔ پس کسی کو کسی پر فضیلت نہیں (بلکہ یہ سب بدلے کا بدلا ہے) حقیقی مومن
جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہ لوگ ہیں جو اس شخص سے نیکی کریں جو
ان سے برائی کرے۔ اس شخص سے جاکر ملیں۔ جو ان سے توڑے۔ اور اس شخص کو
کھلائیں۔ جو ان کو محروم رکھے۔ اور اس شخص سے امانت داری برتیں۔ جو ان سے
خیانت کرے۔ اس شخص سے بولیں جو ان سے بولنا چھوڑ دے۔ اور اس شخص کی
عزت کریں۔ جو انکو ذلیل کرے ؛

سبحان اللہ یہ ہے اخلاق اعلیٰ جو شریعت کا مغز اور خدا کی منشا ہے برحق کہ
لب لباب ہے۔ انہیں میں بھلائی اور انہی کی پیروی کرنے سے انسان سچا مومن بنتا
ہے۔ ورنہ بدلے کا بدلا تو ایک معمولی اور عام بات ہے ؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لیس الواصل بالمکافی ولکن
الواصل الذی اذا قطعت رحمہ وصلہا۔ جو بدلے سے ملتا ہے وہ ملنے والا نہیں ہے
یعنی اس کی کوئی فضیلت نہیں ہے ملنے والا وہ ہے کہ جب کوئی اس سے قطع رحم
کرے۔ آپ جاکر اس سے ملے

اور ایک حدیث میں آنحضرت نے شریعت کا مغز اس طرح بیان کیا ہے
امرنی ربی بتسع خشیۃ اللہ فی السر والعلانیۃ وکلمۃ العدل فی الغضب والرضا

والقصد فی الفقر والغناء وان اصل من قطعنی واعطی من حرمنی واعفو عمن ظلمنی وان یکون صمتی فکراً ونطقی ذکراً ونظری عبرۃ مجھے میرے رب نے نو باتوں کا حکم دیا ہے (۱) ظاہر و باطن میں اسی سے ڈرتا رہوں (۲) غصہ اور خوشی کے وقت انصاف ہی کی بات کہوں (۳) فقر اور غنا دونوں حالتوں میں میانہ روی اختیار کرتا رہوں (۴) جو مجھ سے توڑے اُس سے جا کر جوڑوں (۵) جو مجھے محروم رکھے اس کو عطا کر دوں (۶) جو مجھ پر ظلم کرے۔ اُس سے معاف کروں (۷) خاموش رہوں تو ہمیشہ قدرت الٰہی میں غور کرتا رہوں۔ (۸) بات کروں تو ہمیشہ ذکر (یاد الٰہی میں) مصروف رہوں (۹) نظر ڈالوں تو خدا کے کاموں میں عبرت سے نظر ڈالوں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صبر عفو اور بُرائی کے بدلے نیکی کرنے کو افضل اور ہمت کا اعلیٰ کام بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ ان ذلک لمن عزم الامور۔ قانون فطرت کے رو سے تو بیشک بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے لیکن جو شخص معاف کر دے اور معافی سے اُس کی غرض اصلاح ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اُسے بے نہایت اجر عنایت فرمائیگا۔ یقیناً یہ بات بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ اور پھر بدسلوکی اور بُرائی کے بدلے نیکی اور بھلائی کی تعلیم یوں فرمائی۔

ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقٰہا الا الذین صبروا وما یلقٰہا الا ذو حظ عظیم۔ برائی اور نیکی برابر نہیں ہے۔ تو بُرائی کے بدلے ہمیشہ نیکی کیا کر۔ اگر تو ایسا کیا کریگا۔ تو جس شخص اور تجھ میں بیر ہے۔ گویا وہ غمخوار دوست بن جائیگا۔ مگر یہ عادت انہی کو نصیب ہوتی ہے جنکی طبیعت میں سہار ہے۔ اور یہ فضیلت انہی کو حاصل ہوتی ہے جو بڑی خوش نصیب ہیں۔ بیجا غصہ کو پی جانے لوگوں کو معاف کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے محسنین میں شمار فرمایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لگانے اور وصول کرنے کی اجازت لکھی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ "سمندر میں چلنے والی سواریاں زمانہ گذشتہ میں ہمارے لوگ بناتے تھے۔ شلوک" "۸ حسب ذیل ہے"

(ترجمہ از منوسمرتی۔ ترجمہ کرپارام جگرانوی دیانندی صفحہ ۴۰۸) سمندر کے رستہ میں خیروعافیت ملک وقت مطلب ان چار دن کے دیکھنے والے جو سود قرار دیں۔ اس مقام پر وہی سود لینا۔ مطلب یہ کہ

سمندر کے رستہ کا مجمل بیان منوسمرتی میں ذکر آجانے سے یہ ظاہر ہوا۔ کہ منو کے وقت سمندر میں (دیانندیوں کے باپ دادوں کے) جہاز چلا کرتے تھے۔ یعنی۔

منوسمرتی میں جب سب معاملہ وغیرہ کا مجمل یا مفصل بیان آچکا ہے۔ وہ معاملہ منو کے وقت ہو گذرا ہے۔ جسے کئی کروڑ سال گذر چکے ہیں۔

اب ہم اس اصول کے مطابق منوسمرتی سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ منو کے وقت یا یوں کہو۔ کہ ویدک تہذیب کے زمانہ کے عروج کے وقت ویدیوں میں مندرجہ ذیل تہذیب پھیلی ہوئی تھی۔ ہمارے دعاوی کرپارام عرف درشنانند دیانندی کی ترجمہ منوسمرتی پر مبنی ہیں۔ جس کو کچھ شک ہو وہ اس دیانندی کی اصل ترجمہ منوسمرتی سے ہمارے دعاوی کا مقابلہ کرے۔ جہاں جہاں ستیارتھ پرکاش کا حوالہ ہوگا اس سے مراد اردو مستند ترجمہ اڈیشن دوم منجانب پرتھی ندھی سبھا پنجاب ہے۔ اپدیش منجری سے مراد دیانند کے ۱۵ لکچر ۱۸۷۵ء جن کو منشی رام جالندھری دیانندی نے ست دھرم پرچارک پریس میں چھاپا۔

ویدک تہذیب و عقائد

منوسمرتی ادھیائے ۱۔ شلوک ۷۔ جو مکت جیو اندریوں سے الگ و باریک و پوشیدہ و ہمیشہ بے فکر و سب مخلوقات کی جان

ہے۔ آپ سے آپ سانکلپک (یعنی ماں باپ سے بغیر پیدا ہونے
والے آدمیوں اشریوں میں داخل ہو گئے۔

اس کے خلاف موجودہ دیانندی عقیدہ ہے کہ جیو ایشور کی تحریک سے جسم میں داخل
ہوتا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۷)

منوسمرتی ۱-۸- اور اس کے دل میں یہ خواہش ہوئی۔ کہ اپنے بدن سے ایک
قسم کی خلقت پیدا کرنا چاہئے۔ تو اس نے پہلے پانی یعنی سج کو
پیدا کیا۔ پھر اس پانی میں بیج ڈالا۔

دیانند۔ ایدیش منجری صفحہ ۸۵۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۹ - اور مکت پرکرتی۔
یعنی شونیہ سے وایو پیدا ہوا۔ وایو سے اگنی۔ اگنی سے جل۔ جل سے پرتھوی۔ دیانند
کا عقیدہ منو سے بالکل مختلف ہے۔

منوسمرتی ۱-۹- تب وہ بیج مثل طلاو آفتاب کے بصورت براٹ کی گولائی کو انڈا
بنگیا۔ پھر اس نے برہما جی یعنی ویدوں کے جاننے والے پیوغ رشی
جو تمام مخلوقات کے پیدا کرنیوالے ہیں۔ اپنے آپ پیدا ہوئے۔

دیانند کا عقیدہ آپ سے آپ پیدا ہونے کا نہیں۔ اور نہ وہ برہما کو تمام مخلوقات
کا خالق مانتا ہے۔

منوسمرتی ۱-۱۱- جو پرماتما سب کا باعث و پوشیدہ و ہمیشہ قایم و فاعل مطلق ہے اس نے
جس شخص کو دنیا میں سب سے پہلے چاروں ویدوں کا جاننے والا
پیدا کیا۔ اسی کو سب لوگ برہما کہتے ہیں۔

دیانند نے ایدیش منجری صفحہ ۸۵ م وستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۳ پر اس سے بالکل مختلف
خیال ظاہر کیا ہے۔ اور برہما کو دوسروں کا شاگرد قرار دیا ہے۔

منو ۱-۲۳- پھر یگیہ کے پورا کرنے کے واسطے اگنی بایو آدی ماک دیوتاؤں کے
دل میں وید کا پرکاش کیا۔

منو ۴-۱۲۴- رگوید کے دیوتا دیو ہیں۔ یجروید کے دیوتا منشیہ ہیں۔ شام وید کے دیوتا پتر ہیں۔ اس سے سام وید کا شبد پوتر نہیں ہے۔

منو ۴-۱۲۳- سام وید کو سنکر رگوید اور یجروید کو نہ پڑھے۔ وید کا انت اور اپنیک پرکرن ان دونوں میں سے کسی کو پڑھکر اندھیائے کرے۔

منو ۷-۳۷- راجہ صبح کے وقت اُٹھکر ایسے برہمنوں کا جو رگوید یجروید سام وید کو انگ سہت ٹھیک طور پر جانتے ہوں۔ ان کا درشن اور پوجن کرے اور حکم کے تابع کرے۔

منو ۱۱-۲۶۲- بیفکر ہوکر رگوید یجروید۔ سام وید کی سنگھتا میں سے ایک ایک سنگھتا کو تین دفعہ مزاولت کرکے سب پاپوں سے چھوٹتا ہے۔

منو ۱۱-۲۶۴- رگ یجر سام ان تینوں ویدوں کی شرع برہمن بھی تین قسم کا وید جاننا چاہئے جو اس کو جانتا ہے وہی وید کا جاننے والا ہے۔

منو ۱۲-۱۱۲- رگ یجر سام ان تینوں ویدوں کی سنگھتاؤں کو معہ ارتھوں کے پڑھنے والے اور ان کا مطلب و معنی جاننے والے تین برہمن دھرم شک کو دور کریں

دیانند منو کے ان صریح حوالجات کے خلاف چار ویدوں کا قایل ہے گو اس نے اپنی کتاب ایڈیشن منجری صفحہ ۲ [illegible] ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۲ پر منوسمرتی کو بہت بڑا درجہ دیا ہے یہانتک کہ ویدوں کے بعد پہلی کتاب دھرم کی منوسمرتی شمار کی گئی ہے جسمیں سے ۱/۴ حصہ ستیارتھ کا بھرا پڑا ہے مگر منوسمرتی کا مصنف تین ویدوں کا قایل معلوم ہوتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اتھروید کا اس وقت نام ونشان تک نہ تھا۔ ورنہ ایکدفعہ تو منو کسی جگہ اس کا حوالہ یا نام نہ دیتا۔ دیانند نے اپنی کتاب وید بھاش بھومکا صفحہ ۳۱ پر منوسمرتی کا حوالہ دیا ہے کہ منو بھی چار وید کہتا ہے مگر ہمیں ایسا کوئی حوالہ منوسمرتی سے نہیں مل سکا۔ کہ ہم دیانند کا سچا خیال کریں۔ لیکن دیانندی مضامین کے لحاظ سے ویدوں کی تقسیم تین طرح پر بنائے ہیں۔ مگر منو کے مندرجہ بالا حوالجات پر وہ بات صادق نہیں آتی۔

کیونکہ اگر منو تینوں وید نام بنام نہ شمار کرتا۔ اور صرف وید کا لفظ ان شلوکوں میں لکھتا
تو ان کے مضامین مراد ہوتے۔ مگر تینوں کو نام بنام شمار کرنا اور چوتھے کا ذکر تک نہ کرنا
ہماری تائید کرتا ہے۔ عام فہم کے لئے اس طرح سے کہہ سکتے ہیں کہ آدمی موجود ہیں۔
اور یا عمرو۔ بکر۔ زید موجود ہیں۔ ظاہر ہے کہ آدمی کی نوعیت میں سب داخل ہیں جیسے
وید کی نوعیت میں سب وید داخل ہیں۔ مگر زید۔ عمرو۔ بکر کہنے سے تخصیص مراد ہے
یعنی ان کے سوائے اور کوئی نہیں۔ اسیطرح رگ یجر سام کہنے سے انکی تخصیص ہو گئی
نہ کہ چوتھا وید ان میں شامل ہے اگر دیانندی کہیں کہ چوتھا وید ان ہر سہ سے منتخب
ہے۔ تو اس کی ضرورت کا عدم ثابت ہوئی۔ کیا ویدک ایشور چبے ہوئے بار بار چبایا
کرتا ہے۔ بہرحال دیانندی منہ کا چوتھا وید منوسمرتی سے ثابت نہیں ہوتا۔ جو ویدک
بعد سب سے پہلی کتاب دیانندیوں کے پاس ہے صرف چار کا اعتقاد رکھنا فائدہ نہیں
دیتا۔ جبتک تواتر اور قدیم کتب سے ثابت نہ ہو۔ دیانندیوں کے دوسرے بھائی ویدی بت
پرستی پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ تو صرف اعتقاد رکھنا یا کہنا کہ یہ ہمارا مسلمہ ہے۔ فائدہ
ندارد۔ پہلے مسلمہ کا پرکھنا ضروری ہے۔

کیا لالہ دیانند تہذیب کا حامی تھا

ناظرین میں سے جن احباب نے لالہ دیانند کی کتب حمایت نیوگ میں دیکھی ہیں
ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ لالہ صاحب اصلی اور حقیقی تہذیب سے بالکل بے بہرہ
اور نیوگ جیسی بدکاری کے پرچارک تھے۔ ان کے چیلے چانٹے بجائے اس کے کہ
اس بری رسم اور احکام کو دیانندی وید سے خارج کر کے سچی تہذیب کے حامی بنتے
اُلٹے نیوگ کے دلدادہ بن رہے ہیں۔ اخبار پرکاش کے ایڈیٹر صاحب نے اپنے
اخبار۔ مئی ۱۹۲۸ء میں لالہ دیانند کی بریت ثابت کرنے کے لئے بہت زور لگایا

ہے۔ اور ناواقف دیانندیوں کو بجائے ایسی تعلیم کو خیر باد کہنے کے اسے اچھا سمجھنے کی از حد تاکید کی ہے۔ مگر عاقل خوب جانتے ہیں۔ کہ نیوگ کا مسئلہ کس لئے اور کن وجوہ کی بنا پر گھڑا ہے۔ ہم سب سے پہلے ایڈیٹر صاحب کی دُر افشانی کی حقیقت ہدیہ ناظرین کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ لالہ دیانند اور ان کے چیلوں کی سچائی عوام پر ظاہر ہو۔

دیانندی۔ آریہ سماج کی دلیلوں سے تنگ آکر اور اپنے تئیں مباحثہ کے لائق نہ دیکھکر مخالف مذاہب نے اب یہ وطیرہ اختیار کیا ہے۔ کہ موقعہ ہو یا نہ ہو آریہ سماج کو نیوگ کے مضمون پر کوسا جاتا ہے۔

مسلمان۔ لالہ جی! فرماتے ہیں ہے۔ یہ منہہ اور مسور کی دال۔ آپ سچی بات کیوں نہیں کہتے جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ۔ لوگ دیانندیوں کی دلیلوں سے تنگ ہرگز نہیں آتے بلکہ ان کی تمرد بہت۔ ضدیت۔ تعصب اور بیجا نکتہ چینی اور بزرگوں کو کوسنے سے ان سے نفرت کرتے ہیں۔ جو ہر شریف ایسے موقعہ پر کرتا ہے۔ دیانندی کہتے کچھ ہیں۔ اور کرتے کچھ ہیں۔ پرچار کچھ کرتے ہیں۔ اور ان کی کتب کچھ اور ہی راگ گا رہی ہیں۔ پھر بتائیے۔ کہ ایسے آدمی کے ساتھ جو پھسلنے گرنے کیلئے ہر وقت پھسلتا ہے۔ کوئی کیسے بسر آ سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دیانندی اتنے اخبار رسالے کتب کے ترجمہ شائع کرتے ہیں۔ مگر جب ان پر اعتراض کیا جاوے۔ تو جواب دیا جاتا ہے۔ کہ یہ فلاں آدمی کی شخصی رائے ہے۔ یہ ترجمہ غلط ہے۔ وغیرہ وغیرہ اس پر فرمائیے۔ مباحثہ کیا ہو اور مخالف کس بات پر اعتراض کرے اور دیانندیوں سے سوائے گالی کے کیا جواب ہے۔ اگر آپ ایسے ہی حامئے دیانند ہیں تو میں آپ سے نقلی بحث کرنے پر حاضر ہوں۔ آپ اپنی کتب سے باہر نہ جاویں۔ اور میں اپنی کتب سے باہر نہ جاؤنگا۔ جو اعتقاد آپ پیش کریں ثابت میں کروں۔ اس اعتقاد کے دلائل بھی ہم اپنی اپنی کتب الہامی سے دیں۔ پھر آپ کو حقیقت معلوم ہو جائیگی۔ کہ ہمارے پاس کیسے لوہے کے ہتھیار ہیں۔ چونکہ آپکی

سماج نے وید کا کوئی ترجمہ نہیں کیا۔ اس لئے ہم دیانندیوں کی مختلف کتب و رسالہ جات سے وید کے منتروں کے ترجمہ و عقائد بیان کر کے جرح کریں گے۔ اور سماجی تصانیف کے مستند ترجمے سے باہر نہ جاویں گے۔ ہمت ہے تو ہماری دلیلوں کو بھی دیکھ لیجئے۔ اور مباحثہ کا مزہ بھی چکھ لیجئے۔

رہا نیوگ پر سماج کو کوسنا۔ سو لالہ جی یہ کوسنا نہیں۔ یہ سچی نصائح ہیں۔ تا کہ آپ لوگ ایسی خلاف تہذیب تعلیم کی اشاعت کو بند کر دیں اور دنیا میں حرامکاری نہ پھیلائیں۔ کیونکہ ہم ابھی ثابت کرینگے۔ کہ نیوگ فی الحقیقت حرامکاری ہے۔

دیانندی۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ انہوں نے نیوگ کی جگہ حرامکاری کا لفظ لکھکر آریوں کے دلوں کو دکھانے کا نرالا ڈھنگ اختیار کیا ہے۔

مسلمان۔ لالہ جی نیوگ فی الحقیقت حرامکاری ہے۔ اگر نہیں تو آپ کسی وید منتر کے رو سے حرامکاری کی تعریف کریں۔ ہم آپ کو مقابلہ کر کے ثابت کر دیں گے۔ کہ نیوگ حرامکاری کا مترادف ہے۔

دیانندی۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے مریدان پارسا کا تو کہنا ہی کیا ہے کیونکہ انہوں نے تو سب کو مات کر رکھا ہے۔

مسلمان۔ سچ ہے۔ جو آدمی دیانندی مضر اور زہریلی تعلیم کی ہوا سے لوگوں کو بچنے کی سب سے زیادہ کوشش کرے۔ وہ سماج کے نزدیک بُرا ہے۔ فرمایئے مرزا صاحب یا ان کے کسی مرید نے کونسی تحریر بلا حوالہ سماج کے خلاف شایع کی ہے۔

دیانندی۔ یہ اخلاق کے حامی آریہ سماج کو ایسی بے نکت سنا رہے ہیں گویا کہ آریہ سماجیوں میں اخلاق کا مادہ ہی نہیں رہا۔

مسلمان۔ حرامکاری کی اشاعت کرنے والی سوسائٹی اگر اپنے آپ کو اخلاق سنوارنے والی ہونے کا دعوےٰ کرے تو نہایت تعجب خیز امر ہے۔

دیانندی۔ آریہ سماج ہے کہ سب کچھ بُرا بھلا سن کر بھی ان کے درمیان

پرچار کرنے کو تیار ہے ۔

مسلمان۔ اصل میں دیانندی بالکل ہی بے زبان ہے۔ لالہ دیانند مقتول و مختون دیانندی وغیرہ اخلاق مجسم کے پتلے اور نہایت درجہ کے نرم گفتار ہیں۔ پھر لوگوں کا خواہ مخواہ انہیں کوستا ناز یبا معلوم ہوتا ہے۔ ستیارتھ پرکاش لالہ دیانند نے بھنگ کے نشہ میں مقتول نے اپنی کتب بقول منشی رام دیانندی تعصب کے جنون میں اور مختون نے تمام کتب دیانندیوں کی کوشش سے لکھی ہیں۔ ان بیچاروں کا اسمیں ذاتی قصور کوئی نہیں ۔

دیانندی۔ ناظرین دریافت کرینگے۔ کہ اس قدر مخالفت کی وجہ کیا ہے۔

مسلمان۔ صرف دیانندیوں کی بدزبانی اور سخت کلامی۔ سچ سے نفرت۔ تعصب اور رعونت و نخوت ۔

دیانندی۔ دیگر مذاہب کو اگر کوئی ایک ماتر جیتی جاگتی شکتی نظر آتی ہے۔ تو وہ آریہ سماج ہے ۔

مسلمان۔ بیشک بدزبانی اور سخت کلامی کی شکتی دیانندیوں میں سب سے بڑھ کر نظر آرہی ہے۔ اس لئے غیر مذاہب بھی مجبور و معذور ہیں۔

دیانندی۔ تمام طاقتیں اس کو دبانے کے لئے لگائی گئی ہیں۔

مسلمان۔ یہ ضروری اور لابدی تھا۔ کہ با اخلاق سوسائٹیاں ہند سے نیوگ جیسی حرامکاری روا رکھنے والی سوسائٹی کی بیخ و بن اکھاڑ پھینکیں۔ اس لئے ہر طرح اس نیوگ کی رسم کو بند کرنے کیلئے سب نے زور لگایا۔

دیانندی۔ آریہ سماج تو سچائی کے اٹل چٹان پر کھڑا ہے۔

مسلمان۔ مگر یہی چٹان اندر سے کھوکھلی ہو رہی ہے۔ اور صرف غلاف ہی غلاف نظر آرہا ہے۔ آج نگری کل گری سا اس کا کھڑا رہنا دشوار ہے۔

دیانندی۔ آریہ سماج کو ویدوں کا آسرا ہے۔

مسلمان۔ مگر وید بیچارے خود ہی باعث عدم ثبوت گر رہے ہیں۔ ان کے آسرا لینے والے بھی چاروں میں منہ کے بل گرینگے +

دیانندی۔ آریہ سماج کو رشی دیانند کی یکتی پر بھروسہ ہے۔

مسلمان۔ مگر لالہ دیانند خود ہی بھنگ کیحالت میں سرمست ہے۔ اور اسکے پاؤں خود ہی ڈگمگا رہے ہیں۔ اس پر بھروسہ کرنیوالا شرمساری اُٹھائیگا۔

دیانندی۔ ان تین چیزوں کی موجودگی میں آریہ سماج کسی سے خوف نہیں کھاتا۔

مسلمان۔ بیشک ایسی بداعتقادی کے ہوتے ہوئے سماج کو خدا سے بھی کیوں خوف لگا تھا۔ یہ تینوں چیزیں قایم رہیں۔ تو سماج کو خدا کی بھی ضرورت نہیں۔ مگر تجربہ نے بتادیا ہے۔ کہ تینوں ہی بودی و کمزور ثابت ہوچکی ہیں۔ پھر سماج کی خیر نظر نہیں آتی۔ خدا کو چھوڑ کر ان چیزوں کا سہارا لینا پرلے درجہ کی نالایقی اور شرک پن ہے۔

دیانندی۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ آریہ سماجی جھگڑالو ہوتے ہیں۔

مسلمان۔ لوگ سچے ہیں۔ کیونکہ لالہ دیانندی بھی ایسی بات کو سچا ماننے کی تاکید کرتا ہے جسے ہزاروں کروڑوں لوگ سچا سمجھیں۔ (ستیارتھ صفحہ ۹۶)

دیانندی۔ جھگڑالو کیسے نہ ہوں۔ جبکہ وہ پاپ اور پاکھنڈ کے ساتھ راضی نامہ نہیں کرسکتے۔

مسلمان۔ آپنے اس بات کو مان لیا۔ کہ وہ ضرور جھگڑالو ہیں۔ اور کہ لوگوں کا خیال ان کی بدزبانی کی نسبت بالکل سچ ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ وہ پاپ سے راضی نامہ نہیں کرسکتے۔ تو یہ ایسا دعوے ہے جس کے لئے دلیل اور مثال کی ضرورت ہے۔ ہم بخوبی طور پر ثابت کرسکتے ہیں کہ دیانندی خود پاپ کے بھاگی ہیں۔ مگر خود رانصیت و دیگراں رانصیحت پر ہمیشہ کاربند رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ وہ خود پاپی اور پاکھنڈی ثابت ہوں۔ ان کا جھگڑالو اور بدزبان ہونا ان کے لیڈروں کے اخلاق فاضلہ کا نتیجہ ہوگا۔

دیانندی۔ ان کا پورن وشواش ہے۔ کہ تمام سچائیوں کا بھنڈار وید بھگوان ہے۔

مسلمان۔ سچائیوں کی بجائے گپوں کا لکھنا بہت زیبا تھا۔ بھلا آپ دو چار دیانندیوں

کے نام تو بتائیں جنہوں نے وید کو پڑھ کر سمجھ کر حق الیقین کے درجہ تک اس و شوش کو پہنچایا ہو۔

دیانندی۔ جس قدر سچائی دیگر کتب مذہبی میں پائی جاتی ہے۔ وہ ویدوں سے لیگئی ہے

مسلمان۔ یہ ایسا دعوےٰ ہے جو دلیل کا محتاج ہے میں دعویٰ کرتا ہوں۔ کہ وید گنواروں اور پہاڑیوں کی معاشرت کے واقعات سے مملو ہے۔ جب آپ اپنے دعوے کی دلیل دیں گے۔ اس وقت میں بھی پوری پوری دلایل سے وید کی حقیقت ظاہر کرونگا

دیانندی۔ اس کے بانی رشی دیانند کی لوگوں سے سر توڑ مخالفت کی اینٹیں اور پتھر برسائے ؟

مسلمان۔ یہ صرف اس کی بدزبانی کا نتیجہ تھا۔ لوگوں کا قصور نہیں۔

دیانندی۔ لیکن دیانند بال برہمچاری تھا۔

مسلمان۔ یہ دعویٰ بھی بے دلیل ہے۔ دعویٰ کرتا ہوں۔ کہ دیانند بھرو پیہ بدلنے سے پہلے عورت رکھتا تھا۔ اگر نہ رکھتا ہوتا تو کم از کم اپنے والدین و گاؤں کا پتہ تو بتا دیتا۔ جبکہ ملک میں بچپن کی شادی کا عام رواج ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ لالہ دیانند کی شادی ہو چکی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ عورت کی بدسلوکی سے گھبرا کر ایسا رفوچکر ہوا کہ مرتے دم تک کسی کو اپنے حال کی اصلی خبر نہ کی۔ مرنے کے بعد اس کے چیلوں نے گپتیں ہانک ہانک ایک نامعلوم الاسم کو اس کا باپ بنا لیا۔ اور خود ہی اُسے برہمن اور کیا اور کچھ بتا دیا۔ جس کا ثبوت بعد دریافت ذرا بھر نہ مل سکا۔ پھر بغیر معلوم ہونے اصل حال کے دیانند کو بال برہمچاری کہنا سخت نادانی ہے۔

دیانندی۔ اس نے سب کچھ سر ماتھے پر لیا۔ لیکن اپنے اپدیش سے نہیں ٹلا۔

مسلمان۔ لوگ تو لالہ دیانند کی جڑوں تک سے واقف ہو چکے ہیں۔ ہاں سماج کیطرح گپتیں ہانک کر دیانند کو کوہ ہمالہ کی چوٹی پر چڑھانا۔ اور غبارہ کی طرح پھلانا وہ نہیں جانتے ✤

دیانندی۔ دیانند نے تو نیوگ کا پرچار بھچار روکنے کے لئے کیا تھا۔

مسلمان۔ مگر اپنی اُلٹی سمجھ سے بھچار کا ایک نیا طریق ایجاد کر دیا۔ اور نام اس کا نیوگ رکھدیا۔

دیانندی۔ اُس کو نیوگ کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر ضرورت تھی تو اور لوگوں کے لئے

مسلمان۔ اس دعوے بلا دلیل کا ثبوت درکار ہے۔ ورنہ راما بائی کے کلکتہ سے میرٹھ کرایہ اپنی گرہ سے ادا کر کے بلانے سے بہت لوگوں نے عجیب عجیب چہ میگوئیاں کی تھیں۔ اور پھر پان چبانا مرغن کھانے کھانا۔ نواڑی پلنگ پر سونا۔ برہمچاری کے کام نہیں بلکہ اول درجہ کے دنیاداری والے انسان کے ہیں۔ بہرحال ناظرین ہماری کتاب تفسیر نیوگ کے منتظر رہیں۔ جو انشاء اللہ جلد طبع ہو کر ساجی نیوگ کی حقیقت ظاہر کرے گی۔ فی الحال اتنا لکھنا ہی ہم کافی سمجھتے ہیں۔ (محمد منظور الٰہی)

تنقیہ دماغ دیانندی نمبر (۲)

بجواب

آریہ مسافر ماہ ۱۹۰۵ء عنت

گرچہ پیمانہ را چوں موت مے آید فراز ہوے قند بر شمع سوزاں ہا بصد شوخی و ناز

پیارے ناظرین۔ آیئے اور ہماری لائق آریہ مسافر کے مضمون نگار کو جس لیاقت کا ڈپلومہ عطا فرمایئے۔ ہم انوار الاسلام ۲۲ جلد ۶ میں واضح طور پر لکھ چکے ہیں۔ کہ لالہ پانی پتی کو عارضہ دماغی ہے جس کے باعث اُسے نسیان کا مرض ہو رہا ہے۔ اور بیچارہ بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔ ہماری مضامین کا جواب تو اُس نے کیا دینا ہے۔ خود اپنے گذشتہ مضامین پر ہاتھ صاف کر رہا ہے۔ بے بنیاد چیز کی حمایت میں اپنی تحریر کی بنیاد بھی کھوکھلی کر رہا ہے۔ شاید بیچارے نے سمجھ لیا ہوگا کہ اس کی فضول تحریر کا کون نوٹس لے گا۔

مگر لالہ جی گوش ہوش سے سنئے۔ کہ یہاں مسافر میگزین کی دال نہیں گلنے کی۔ خواہ آپ اسے ۲۰۰ صفحہ کا کر دیں۔ اور اس کا سارا چہرہ بے بنیاد اعتراضوں سے سیاہ کر دیں۔ مگر اپنی ہر تحریر کا جواب جلد یا بدیر ضرور لیں اور ضرور لیں۔ اب اپنی تازہ تحریر کی حقیقت بھی سُنیں ۔

(۱) ناظرین ہم نے انوار الاسلام جلد ۶ نمبر ۵ میں لالہ پانی پتی کی کتاب ملہان وید و قرآن کی سوانحمری و تعلیم کی مختصر تردید کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ سب سے اول کس نے دیانندی نیتہ سے چھیڑ خوانی شروع کی۔ اس کا جواب دیانندی خود ہی دیں۔ ہمارے اس فقرہ کو لالہ پانی پتی نے آریہ مسافر ماہ نومبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۲ میں لکھکر اس کا جواب دیا تھا۔ کہ جہاں تک یاد ہے۔ پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اور سندھ میں مولوی عبد اللہ نے۔ اس کے جواب میں ہم نے انوار الاسلام جلد ۶ نمبر ۲ صفحہ ۴۱ میں واقعات کے رو سے ثابت کر دیا تھا۔ کہ مولوی عبد اللہ صاحب نے ہندوؤں کی تردید کی تھی۔ جنکی تردید میں خود ستیارتھ پرکاش بھری پڑی ہے۔ اور جناب مرزا صاحب نے بعد طبع ستیارتھ پرکاش جسمیں لالہ دیانند نے اسلام پر دریدہ دہنی کی تھی۔ دیانندیوں کی تردید شروع کی۔ اب آریہ مسافر ماہ مئی ۱۹۱۳ء صفحہ ۷ میں لالہ صاحب کے ہوش و حواس گم ہو گئے۔ ہیں اور آپ ہیتہ کی تردید کو چھوڑ کر طرز تحریر پر آ گئے ہیں۔ شکر ہے۔ کہ صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آ جائے۔ تو بھولا ہوا نہیں کہتے۔ کیا ہوا۔ لالہ جی آریہ مسافر نومبر ۱۹۱۲ میں غلطی سے نیتہ سمجھ بیٹھے تھے۔ مگر اب تو آپ کو ہوش آ گیا ہے۔ خیر لالہ جی اب طرز تحریر ہی پر بحث کر لیجئے۔ ہم تو ہر طرح تیار ہیں۔ مگر آپکے عارضہ دماغی کا ہمیں سخت افسوس ہے اور آپ سے ایک قسم کی ہمدردی پیدا ہو گئی ہے۔ طرز تحریر کی سختی یا نرمی کے لئے انوار الاسلام جلد ۶ نمبر ۵ ملاحظہ کر کے جواب لائے اور اپنی سابقہ تحریر مندرجہ آریہ مسافر نومبر ۱۹۱۲ء پر اپنے قلم سے لکیر مار دیں۔

(۲) مجھے لالہ جی پر سخت افسوس ہے۔ کہ وہ اصل مدعا سے چشم پوشی کر کے ادھر ادھر

... کو منوفل کرنا چاہتے ہیں آپ کی صاف باطنی اسی سے ظاہر ہے کہ آپ
... اصل منشاء چھپا کر آئیں بائیں کر کے ٹالنا چاہتے ہیں۔ ہم نے انوار الاسلام جلد ۲ صفحہ ۳۲
... تھا۔ کہ قرآن مجید کا دلیل کی کسوٹی پر کسا جانا اس جاہل مطلق کو نہیں پہنچتا۔
شخص اس پر بیچ ہی محض لاعلم ہو جیسیں وہ کتاب ہو۔ یعنی لالہ دیانند جو عربی سے محض جاہل
مطلق تھا۔ قرآن پر اعتراض کرنے کا اُسے کوئی حق حاصل نہ تھا۔ مگر لالہ جی ہماری اعتراض
سے پہلو بچاتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جو لوگ ایمان میں عقل کا دخل گناہ سمجھتے ہیں۔ وہ ایسا
ہی کہا کرتے ہیں۔ لالہ جی کہتے ہونگے۔ مگر وید ہی جنہیں یہ لکھا ہو (منو ۱۲-۱۴ ترجمہ تہذیب...)
کہ وید و شاستر دلیل کرنے کے لائق نہیں۔ اور نہ شک کرنے کے لائق ہیں۔ اور جو دھرم
چھوڑ... دھرم اختیار کرے۔ یعنی وید کا مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرے۔ اُس
... قتل مار ڈالنا چاہئے۔ یعنی پہلے مار کر بعد کو سوچنا چاہئے۔ (ستیارتھ صفحہ ۱۹۵ اسملاس چھٹا
وغیرہ ہو) لالہ جی آپکی سچائی معلوم ہو جاوے۔ اگر آپ قرآن مجید سے کوئی ایسی آیت
پیش کریں جسمیں یہ لکھا ہو کہ ایمان میں عقل کا دخل گناہ ہے۔ ورنہ جھوٹے کے منہہ
میں خاک اور اس پر ہزار لعنت۔

(۴۴) لالہ جی کہتے ہیں۔ کہ ایک ایک لفظ پر لکھنے سے ان کا مطلب ایک ایک اصول
اور سدھانت پر لکھنے کا تھا۔ جس کے لئے عربی زبان کی واقفیت پر حصر نہیں ہو سکتا
بشرطیکہ موجودہ تراجم تمام تر غلط نہ ہوں۔ لالہ جی ہم آپکی خاطر یہی ماننے کو تیار ہیں۔ اور
یہی جواب آپکے وید کے ایک ایک لفظ پر لکھنے کا دیں گے۔ جس کے لئے سنسکرت کی
واقفیت پر حصر نہیں ہو سکتا۔ بشرطیکہ موجودہ تراجم جو ودوانوں اور سماج کے لیڈروں
نے کئے ہیں۔ تمام تر غلط نہ ہوں۔ اگر آپ کا یہی خیال ہے۔ تو پھر اپنا ترجمہ شائع کیجئے
اور پہاڑی گونڈوں کی بولی کی درگت دیکھئے کیا بنتی ہے۔ ورنہ وید کو بغل میں دبا کر
کوہ ہمالہ کی سب سے اونچی چوٹی مونٹ ایورسٹ پر چڑھ کر ایشور کے ہاتھ میں دیکر
آئیے۔ اور اُسے کہہ دیجئے کہ مہاراج اس جنگلی اور پہاڑی بولی کو ہند میں کوئی سمجھ ہی

سکتا۔ دہرا اور اوبٹ نے اسے کوک شاستروں کا باوا قرار دیا ہے۔ سچ سچ کر ایک مطلب سال کے بعد لالہ دیانند کا اپنے بھیجا۔ اس نے ہمارے ذمہ نیوگ لگا دیا۔ جو کوک شاستر کا مطلب ہے سو اب آپ اس وید کو واپس لے لیں۔ اور اپنی بیویوں شری دکشی کو نیوگ کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہاں ہند میں مسلمان لوگ علم قرآن لئے اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور نیوگیوں کو دم نہیں لینے دیتے۔ اس پر امید ہے۔ نیوگ کا دلدادہ ویدک مصنف اپنی اس فضول کتاب کو واپس لے لیگا۔ اگر آپ میں ہمت نہ ہو۔ تو ہم کو دیجیے۔ ہم اس اگنی دیوتا کے ذریعہ سے بذریعہ ہون کنڈ ویدک ایشور کو پہنچا دیں گے۔ اور آپ کی طرف سے نیوگ منتے نہیں نہیں منتے جو نیوگ منتے کا مصنف ہے۔ اس کی خدمت میں عرض کر دیں گے۔

خبط دیانندی

یا

پانی پتی دیانندی کی اغلاط

بجواب آریہ مسافر ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۷

ناظرین ہم حیران ہیں۔ کہ ہمارے مخاطب لالہ پانی پتی صاحب سچ کیطرف سے کیسے متنفر ہو رہے ہیں۔ ہم نے انکی ایک بیہودہ تحریر مندرجہ آریہ مسافر اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کا جواب مدلل انوار الاسلام جلد نمبر ۲ میں شائع کیا تھا۔ اور ہر جواب عقلی اور نقلی ہر دو طرح پر دیا تھا۔ مگر دیانندی اصول کے مطابق پانی پتی صاحب اصل بحث سے گریز کر کے ادھر ادھر کونوں میں چھپنا چاہتے ہیں۔ اور ہماری عبارت سے نامکمل فقرات چن چن کر ان پر اعتراض کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں۔ جو انکی ایمانداری اور دیانندی شرافت ظاہر کر رہا ہے۔ چونکہ ہمارا ارادہ وعدہ ہم رواداری نہ بایدر پابند کا ہے۔ اس لئے ہم دیانندی صاحب کی خاطر کچھ اور لکھنا چاہتے ہیں اور اس کی تحریرات مندرجہ آریہ مسافر اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء و اپریل سنہ ۱۹۰۵ء کے تناقض دکھاتا۔ اور

ہم کی دیانتداری کا پردہ فاش کرنا چاہتے ہیں۔ ناظرین خوب غور سے ان کے مضامین اور ہماری تحریر کا مقابلہ کرکے حق و ناحق کو پرکھ لیں۔

لالہ صاحب نے آریہ مسافر اکتوبر صفحہ پر لکھا تھا۔ کہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ سوبدر وی یعنی راقم سب اعتراضوں کو ترتیب دیکر ایک ایک مضمون کے متعلق مسلسل طور پر پھر سے دہرانا شروع کر دیں۔ تاکہ یادداشت تازہ ہو جانے سے پبلک کو بھی لطف آ جاوے۔

اس کے جواب میں راقم نے لکھا تھا۔ کہ اگر کسی بات کا جواب دینا ہے تو بسم اللہ کیجئے۔ ادھر اُدھر کی فضول باتوں سے کیا فائدہ اور یہ کہ کیا لالہ جی پہلے خواب خرگوش میں پڑے تھے اب خیال آتا ہے۔ بسم اللہ کیجئے اور انوار الاسلام کے پچھلے سال کے فائل دیکھکر ہیں شروع سے جواب دینا شروع کیجئے۔ انعامی مضامین کا جواب لیجئے۔ اور باقیوں کا جواب الجواب یعنی ہلدی اس جواب پر آپ اپریل کے نمبر میں لکھتے ہیں۔ کہ راقم اصل امر سے قطعی انکار کرتا ہے اب ناظرین غور کریں۔ کہ کیا یہ مناسب ہوگا۔ کہ اگر میں آریہ مسافر یا پانی پتی سے یہ درخواست کروں۔ کہ اپنی رطب و یابس تحریرات میں جو اعتراض انہوں نے اسلام پر کئے ہیں۔ اور اچھلادے کی طرح ادہر سے۔ اُدھر پھُدکتے رہے ہیں۔ پھر انہیں از سر نو ترتیب دیکر چھپوا دیں۔ اور ان کے جواب لیں۔ اور پھر اس صورت میں کہ میں ان اعتراضات کو باقاعدہ دیکھتا رہا ہوں۔ میری دانست میں کوئی اخبار یا رسالہ اپنے مضامین کو دہرا کر دوبارہ شائع کرنا منظور نہ کریگا۔ ہاں اگر مجھ میں ہمت ہے۔ تو میں ترتیب وار ہر رسالہ کو دیکھکر اعتراضات کا جواب دیتا جاؤنگا۔ خواہ وہ کیسی بے ترتیبی سے کئے گئے ہوں جیسا کہ اکثر آریہ مسافر میں ہوتے ہیں۔ ہم سے ایک ایسی درخواست میں نے آجتک آریہ مسافر کو جواب دینے میں اس بات کا خیال تک نہیں۔ کیا کہ کیسے فضول لایعنی اعتراضات ہیں۔ یا کیسے بے ترتیبی سے کئے گئے ہیں۔ یا ان میں کس ایمانداری سے کام لیا گیا ہے بلکہ میں نے ایک سرے سے خدا کا نام لے کر اس کے دانت کھٹے کئے ہیں۔ ایسی فضول درخواستیں کرنا جہالت اور نادانی ہے۔ لالہ صاحب تعلی تو بہت لیتے ہیں۔ مگر اصل اعتراض

سے ہمیشہ بچا جاتے ہیں۔ کبھی اُردو کتب کی پناہ لیتے ہیں۔ کبھی ناگری میں لکھتے ہیں
اور پھر کبھی منتوا منتو یہ کا جھگڑا کھڑا کر دیتے ہیں۔ مگر بہر حال کچھ ہی کیوں نہ کریں۔ ہم
ہر طرح انکی خاطر کرنے کو حاضر ہیں۔

پھر آریہ مسافر اکتوبر ۱۹۱۰ء میں لالہ صاحب نے پالیسی کے تحت میں لکھا تھا۔ کہ مقابلہ
میں ہمارا سامنا غصیلے اور جوشیلے نوجوان سے ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کا جواب
ہم نے یہ دیا تھا۔ کہ انوار الاسلام کی پالیسی جیسا آپکے دل میں چھبتی ہے۔ وہی ہے جسے
آپنے خود بیان کیا ہے۔ اور جس نے آپ جیسے کئی مخالفوں کو نیچا دکھایا ہے۔ اور کہ یہ پالیسی
آغاز اجرا رسالہ سے ہی ہے نہ کہ آج سے۔

آپکے دل پر ہمارے مقولہ کلوخ انداز را پاداش سنگ ہست نے بہت چوٹ لگائی
ہے۔ جس سے آپ سنبھل نہیں سکے۔ اور پتھر اور روڑوں کے نیچے سر دبا کر ہماری اعتراضات
سے بچنا چاہتے ہیں۔ لالہ جی ذرا ایک دفعہ سکول میں جا کر تعلیم پاآؤ۔ پھر تمہیں اس مقولہ
کا مطلب آئیگا۔ گو پتھر ڈھیلے سے سخت ہوتا ہے۔ مگر وہ شروع کرنیوالے یعنی ڈھیلا مارنے
والے کی پاداش میں چلایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے مضامین ہمیشہ تردیدی ہوا کرتے ہیں
اور ان کا سخت ہونا بددیانتیوں کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ وہ انکی کتب کی بابل کی
کمال ہوا کرتے ہیں۔ افسوس کہ لالہ صاحب آئیں بائیں شائیں کر کے وقت ٹالنا چاہتے
ہیں۔ اور اعتراضات کو چھونے تک نہیں رہا۔ کسی کی ناحق جان لینا اور پھر بلا تحقیق تو
وہ اس مذہب میں جائز ہو سکتا ہے۔ جو یہ حکم دے کہ جو انسان وید کی پیروی چھوڑ دے
اُسے بلا تامل مار دیں۔ یعنے پہلے مار کر بعد ازاں سوچیں (ستیارتھ صفحہ ۱۹۵ منو ۸-۲۵)
افسوس ہے لالہ جی کی عقل پر۔ میرے مہربان ہمارے مقولہ کی اور تشریح سنئے اور عقل
کیلئے ناوان سنئے۔

جو کرد ی با کلوخ انداز پیکار
سر خود را بنا دانی بشکستی

امید ہے آپ اب فضول یاوہ گوئی کو چھوڑ کر اصل اعتراضات پر غور کر کے جواب دیں گے۔ اور جواب دیتے وقت انصاف اور شرافت و سچائی کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔ اور اپنی قابلیت کے خلاف کوئی جواب نہ دیں گے۔

شکریہ ہے کہ دیانندی مسلمہ کتب کی فہرست آپنے دے دی ہے۔ انشاءاللہ آپکے مسلمات پر اعتراضات کرتے وقت یا جواب دینے وقت میں ان ساجی مصنفوں کی کتب سے باہر قدم نہ رکھونگا۔ پھر میں دکھاؤنگا۔ کہ یہ تصانیف خود سماج کے رونے کا باعث ہیں۔ یا ہندو سروں کو رلا رہی ہیں۔ مگر لالہ جی بات تو سنتے جائیے۔ آپنے میگزین صفحہ ۲۷ پر ہمارے وغیرہ کا لفظ اڑا کر تشریح کرنے کے لئے لکھا تھا۔ اور آپ ایکہ دفعہ چھوڑ دو۔ دو دفعہ وغیرہ کی ہانک توڑ رہے ہیں۔ مہربانی کر کے وغیرہ کا لفظ اڑا کر آپ بھی تشریح کر دیں۔ بہرحال آپکی یہ تحریر ہمارے آئندہ مضامین میں کام آئے گی۔ جہاں آپکے مضامین کو بھی ہم بطور یادگار پیش کریں گے۔

آگے چل کر آپ حجم پر اڑ بیٹھے ہیں۔ لالہ جی بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال۔ اور ہر چیز کی قیمت بہتر قیمت والی مثال آپنے نہیں سنی۔ آریہ مسافر خواہ اس سے بھی دگنا ہو جاوے۔ ہمیں اس سے کیا جب اس میں ایک بھی محققانہ یا سچی بات نہ ہو۔ اور اناپ شناپ کر کے آپ جیسے لائق نامہ نگاروں کی فضول اور بیہودہ تحریرات سے پر کر دیا گیا ہو۔ میں نے صرف آپ کو آزمانے کے لئے کہ آپ کہاں تک میری تحریرات کے جواب معقول دے سکتے ہیں اپنے مضمون کے آخر میں ایک معمولی اعتراض زیر ہیڈنگ "پانی پتی دیانندی سے آخری التماس دیا تھا۔ جس کو آپ شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے ہیں۔ اور ہماری معقول تحریر پر آمین یا ئیں کر کے رہ گئے ہیں۔ اس اعتراض کے جواب کے نزدیک تک نہیں پھٹکے۔ کیا اسی برتنے پر آپ کہتے ہیں۔ کہ آریہ مسافر ۱۰۰ صفحہ کا ہے۔ اور اس میں سچے مضمون ہوتے ہیں۔ سچائی ہوتی تو آپ کو تب آتا۔ جب آپ اس اعتراض کا جواب بھی اسی تحریر میں دیدیتے مگر کیوں لالہ دیانند کو چولہ بدل چکے ہیں۔ جبتک ان کا پتہ نہ مل سکے۔ اعتراض اٹھائے

کون۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔ ایسے جواب پر۔ آپ تو ہم سے بھی اپنی مسلمہ کتب کی فہرست مانگتے ہیں جس کا جواب میں اسے آپکے الفاظ میں ہی ادا کرتا ہوں۔ کہ سورج کی اصل روشنی وہی ہوگی جو سورج سے براہ راست حاصل ہو۔ نہ کہ وہ جو مصنوعی ہو۔ ہمیں ان کتب سے اتفاق ہے جو اسلامی سدھانت کے مطابق ہوں۔ اور قرآن پاک کی تعلیم کے خلاف نہ ہوں۔ قرآن مجید کے تراجم صحیح ہیں۔ مگر میری ترجموں کیطرف کم رغبت ہے۔ قرآن مجید کا صحیح مفہوم معلوم کرنے کے لئے اہل زبان کے محاورات و گفتگو و استعمال الفاظ کا مدنظر رکھنا ضروری ہے تفاسیر کی بابت عرض ہے کہ ہمارے پیغمبر کے زمانہ میں کوئی مستقل بسیط تفسیر نہیں لکھی گئی۔ اور نہ تابعین کے زمانہ میں ایسی تفسیر کا ظہور ہوا۔ جو تفاسیر لکھی گئیں۔ وہ بہت عرصہ کے بعد لکھی گئیں ہیں اس لئے ایسی تفاسیر پر من کل الوجوہ اعتقاد کر لینا اور ان کو غیر متنزلزل اور غیر متبدل ٹھہرا کر اپنا ملجا و ماوا قرار دینا عاقلوں کا کام نہیں۔ ہاں جو باب نص قرآنی کے عین مطابق اور احادیث صحیحہ کے موافق ہو۔ اس کو ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے لیکن اُن کی طرح ویاسیں کو مان لینا شایان عقل نہیں۔ ہمارے نزدیک قرآن مجید منزّہ من الخطاء ستتہ پرمان (مستند بالذات) ہے اسکو کسی دوسری کتاب کی احتیاج نہیں۔ احادیث تفاسیر وغیرہ بطور قرآن کی شرح کے اور مستند بالغیر ہیں۔ یعنے ان میں جتنی باتیں نص قرآنی کے مطابق ہوں۔ وہ قابل تسلیم اور جو قرآن کے خلاف ہوں وہ صحیح نہیں۔

لالہ صاحب دیوانہ بکار خود ہوشیار کیطرح بنکر فرماتے ہیں۔ کہ دیانندیوں کا طرز تحریر جوابی ہے۔ اس پر ہم نے لالہ دیانند کی ستیارتھ کا حوالہ دیا تھا کہ وہ ہماری کس تحریر کا جواب ہے۔ اور کہ ورشنانند کے ٹریکٹ ہماری کس تحریر کا جواب ہیں۔ اس پر لالہ جی ابھی تک فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ جب ہم نے ایک خاص کتاب کے کئی سالم ابواب کا حوالہ دیدیا ہے۔ تو پھر لالہ جی کا یہ کہنا عجیب نادانی ہے۔ ہماری تشریح کو لالہ جی وجوہات بنا بیٹھے ہیں۔ حالانکہ اس کا وجوہات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ لالہ جی فرماتے ہیں۔ کہ لالہ دیانند نے اسلام کے خلاف فدا بھی نامناسب تشریح

سا مگر یہ وہ کہہ سکتا ہے کہ جو عقل کا اندھا ہو۔ اور جس کی آنکھیں تعصب کے باعث
پھوٹ بھی ہوں۔ لالہ جی سنئے۔ بطور نمونہ از خروارے۔
ستیارتھ پرکاش سنت ۱۹۷۰ء سملاس چودہواں اعتراض ۔۔۔ لالہ دیانند لکھتا ہے کہ
کہیں تو قرآن میں لکھا ہے۔ کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکارو۔ اور کہیں لکھا
کہ دھیمی آواز سے خدا کی یاد کرو۔ اب کہئے کونسی بات سچی اور کونسی جھوٹی ہے؟ ایک
دوسرے کی متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں۔ اگر کوئی بات سہواً
خلاف نکل جائے۔ تو چنداں مضائقہ نہیں۔"

اب پانی پتی سے التماس ہے کہ کوئی قرآنی آیت پیش کرو جس میں لکھا ہو۔ کہ اونچی
آواز سے اپنے پروردگار کو پکارو۔" اگر ثابت نہ کر سکے تو یہ اعتراض کرنیوالا کس طرح
کی بکواس کر رہا ہے اور ایسے فضول اور بے بنیاد اعتراضوں کی اشاعت کرنیوالے
دیانندی کس ڈپلومے کے مستحق ہیں۔ سچ ہے آگے پیچھے کی نہ سمجھنے والے جاہلوں کو
اتنی علم نہیں ہوتا۔ (دیکھو ہمکا صد ۵۲)

ہم نے نیوگ کی تردید میں ہندؤں کا اس لئے ذکر کیا تھا۔ کہ لالہ دیانند نے ان
کے سب عیب خود ہی ستیارتھ میں ثابت کئے ہیں۔ اور ان کو بہت ذلیل بیان کیا ہے
ہمارا اس سے مدعا یہ تھا کہ ایسی سوسائٹی بھی نیوگ جیسی بے غیرتی کی تعلیم کو اپنی
مسلمہ کتاب پر چسپاں کرانا نہیں چاہتی مگر لالہ جی اسے دوسرے پیرائے میں لے گئے ہیں
خیر ایں ہم غنیمت است۔

لالہ جی فرماتے ہیں۔ کہ جو سنیاسی مباحثے کر کے پھیلاوے۔ اس کے لئے پلنگ
بچھانا۔ دوشالے اوڑھنا۔ مرغن کھانے کھانا۔ نواڑ کے پلنگوں پر سونا کوئی عیب نہیں
مگر لالہ جی نے ستیارتھ کو آجتک دیکھا تک نہیں ص ۱۹۷ پر لکھا ہے کہ دنیا میں شہرت
فائدہ دولت سے عیش یا عزت اور اولاد وغیرہ کی محبت سے الگ ہو کر سنیاسی
لوگ بیشک ہو کر بات دن نجات کی تدابیر میں مشغول رہیں۔ پھر ص ۱۹۹ اپدیش کا

دھرم لکھا ہے۔ کہ وہ کوسمبہ کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے۔ اور صفحہ ۵۰ [illegible]
کسی کی خدمت نہ کرے اور منشی اشیاء استعمال نہ کرے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ لالہ دیانند
نے سنیاسیوں کے کس قاعدے کی پابندی کی۔ کہ ہم اسے سنیاسی مانیں۔
(۱) دولت اور عیش کی محبت میں وہ سرگرداں رہا۔ (۲) کوسمبہ کے رنگے ہوئے
کپڑوں کی بجائے وہ دوشالے اوڑھتا رہا۔ (۳) دیگر مذاہب کی وہ حد درجہ بالکل
غلط مذمت کرتا رہا۔ جیسا کہ قرآن کے ایک اعتراض کا حوالہ دیا جا چکا ہے۔ (۴) بھنگ
پینے استعمال کی۔ جو منشی چیز ہے (۵) ستیارتھ پرکاش ص۱۵۴ پر منوسمرتی کے نصف
شلوک (یہی دھانی چہ رنشانی پی تبیشو پ یادیت) کو درج کرکے روپیہ بٹورتا رہا۔ حالانکہ
یہ شلوک منوسمرتی میں کہیں درج نہیں۔ اگر وہ ایسی دروغ بیانی نہ کرتا۔ تو کس طرح
اتنی دولت جمع ہو جاتی۔ اور امیروں کی طرح عیش و عشرت کرتا (محمد نظام الہی)

لالہ دیانندی کی حرص دولت

لالہ دیانند کو دھن کی خواہش یہاں تک بڑھی ہوئی تھی۔ کہ راجہ جیکرشن داس صاحب
بہادر سی۔ ایس۔ آئی رئیس مراد آباد کی طرف سے ۵۰ روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر تھی۔ اور
اکثر لوگ وقتاً فوقتاً دھرمارتھ روپیہ دیتے تھے۔ منجملہ اس کے کسی قدر وید بھاشیہ
پر چھپا ہوا ہے۔ پھر کل سماجوں کو نوٹس دیا گیا۔ کہ بیاکرن کی پستکیں چھاپنے کے لئے
روپے کی ضرورت ہے۔ سب صاحب چندہ کرکے روپیہ روانہ کریں۔ ان کو بعد چھپ
جانے کے اسی قدر روپیہ کی کتب دی جائیں گی۔ غرض اس نوٹس کے ذریعہ سے
۵ ہزار روپیہ جمع کیا۔ اور پستک چھپ کر چہار گنا قیمت پر فروخت ہوئیں۔ مگر چندہ
دہندگان کو ایک ایک جلد بھی نہ دی۔ پھر عرصہ کے بعد سماجوں کو لکھا کہ جن جن
لوگوں نے بیاکرن کی پستکیں چھاپنے کے لئے روپیہ بطور قرضہ دیا تھا اگر وہ اس
کو دھرمارتھ چھوڑ دیں۔ تو وید بھاشیہ کے کام میں آ جاوے گا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

[illegible] الرحیم

أفمن شرح الله صدره للإسلام فهو على نور من ربه

رسالہ
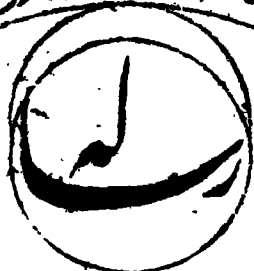
انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

تاویل القرآن

پر

ریویو

[illegible] کرم فرمائے جناب مولنا مولوی محمد ابراہیم صاحب نے تاویل القرآن پر ریویو [illegible] لکھا ہے۔ ہم اس کو بڑی خوشی کے ساتھ کسی قدر اصلاح کے بعد شائع کرتے ہیں۔

اڈیٹر

رسالہ میں مصنف صاحب نے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ قرآن شریف کتب سابقہ

توریت و انجیل کا ضمیمہ اور جزو متعلقہ ہے اور چونکہ ہر جزو اپنے کل کا محتاج ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن شریف اپنی تفسیر آپ نہیں کر سکتا۔ اور نہ اُس کی تفسیر احادیث نبویہ سے کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے متعلق بہت مختلف رائیں ہیں۔ پس قرآن شریف کی صحیح تفسیر وہ سمجھی جائیگی جو کتب سابقہ توریت انجیل وغیرہ کے مطابق ہو۔ کیونکہ قرآن شریف ان کا ملحق بھی ہے اور ان کی ایک جزو متعلقہ بھی ہے۔

دوسرا امر جس پر اس رسالے کے لائق مصنف نے بہت زور مارا ہے۔ یہ ہے کہ جس ترتیب و ہیئت میں اس وقت موجود ہے۔ وہ اس قرآن شریف کا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ کچھ حصہ ہے۔ جسے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالٰے عنہ خلیفہ ثالث نے مرتب کیا۔

اس امر کی بحث میں لائق مصنف نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰے عنہ کے وقت سے آجتک پھر کبھی قرآن شریف میں تغیر و تبدل نہیں ہوا اور یہ وہی ہے جو حضرت عثمان رضی نے مرتب کرایا تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مصنف صاحب نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ حضرت عثمان رضہ نے قرآن شریف میں اپنی طرف سے اضافہ کچھ نہیں کیا۔ اور نہ کوئی آیت یا کلمہ زیادہ کیا گو وہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن نبوی سے کچھ حصہ کم کر دیا۔

بہرحال ان کو یہ مسلم ہے کہ قرآن شریف موجودہ الوقت میں وہی کلمات ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی پاک زندگی میں صحابہ رض کو لکھوائے اور یاد کروا دیئے تھے اور ان میں کچھ زیادتی نہیں ہوئی۔

ان دو مقصود بالذات امروں کے ضمن میں دیگر کئی امور پر بحث کیگئی ہے۔ جن سے اس ریویو میں فروگذاشت مناسب نہیں۔ سو ہم بھی اسی ترتیب اور انہی عنوانوں سے اس ریویو کو لکھتے ہیں۔

مناظرہ کے متعلق قرآن شریف کی ایک قابل قدر تعلیم	میں اس امر کے اظہار سے بھی نہیں رک سکتا کہ اس رسالے میں لائق مصنف نے بہت

اور تہذیب سے کام لیا ہے۔ اگرچہ بعض مقامات پر کچھ لغزش ہو گئی ہے مگر
مجموعی طور پر اس کتاب کے طریق بیان کی قدر کرتا ہوں۔ اس میں الگ طریق سے
مخالفوں کو اہل اسلام سے مناظرہ کرنے کا ڈھنگ سکھایا گیا ہے۔ جن کی تقریریں
تحریریں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و قرآن شریف کے شان میں ناقابل ذکر و سماعت
کے ذکر کرنے سے تعصب کے بڑے دماغ سے نہایت ہی مکروہ تقریر کی جاتی ہیں۔ اور
ملک کی تقریریں بالخصوص نیو ایجوکیٹڈ پارٹی New Educated party
نو تعلیم یافتہ جماعت اور سیولائزڈ سوسائٹی Civilized society
یا مہذب انجمن کے نزدیک نظر و نفرت سے نہیں دیکھی جاتیں۔ الحمد للہ کہ مسلمان تو
اس تہذیب و شائستگی کے قابل قدر اصول مناظرہ کے بالکل پابند ہیں۔ کیونکہ قرآن
مجید اہل کتاب سے مناظرہ کرنے کے متعلق ہدایت فرماتا ہے کہ وَلَا تُجَادِلُوا
أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ یعنے اہل کتاب سے سوائے بہتر طریق
کے مناظرہ نہ کرو۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عام طور پر حکم ہوتا ہے
ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي
هِيَ أَحْسَنُ (یعنے اے پیغمبر لوگوں کو محکم دلایل (کے بیان کرنے) اور اچھی
اچھی نصیحتوں (کے سنانے) سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور اگر
ان میں سے کوئی جھگڑا کرے تو اُن سے احسن طریق سے مناظرہ کرو۔ (جس میں مغالطہ
و سب و شتم اور فضول گوئی نہ ہو)" دوسری وجہ جس سے مسلمانوں کے لئے اس
اصول کی پابندی نہایت ضروری ہے یہ ہے۔ کہ مسلمان سب پیغمبروں کی ویسی
ہی عزت کرتے۔ اور سب کو ویسا ہی معصوم جانتے ہیں جیسا کہ ان کا اعتقاد اپنے
ہادی اور مقتدا رہنما محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علی اخوانہ من النبیین کی نسبت
ہے۔ اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو (معاذ اللہ) عیسائی خدا اور خدا کا
بیٹا مانتے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک جماعت انبیاء میں سے ایک بزرگ نبی
ہیں۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم صدیقہ اللہ علیہا السلام بہت معظم اور

برگزیدہ ہیں۔ جیسا کہ واقعی امر ہے۔ اس لئے مسلمان عیسائیوں کے خلاف سخت
زبانی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مذہبی طور پر سخت زبانی اسی کا نام ہے کہ کسی فرقہ کے بزرگوں
بزرگوں اور اُن کی مقدس کتابوں کی ہجو و توہین کی جائے۔ اور اگر (خدانخواستہ) ہم میں سے
کسی سے ایسا سرزد بھی ہو گیا۔ تو دین اسلام اور تہذیب و ادب کی کتاب قرآن شریف
اس سے بری ہے ہمیں خدا تعالے کے فضل و توفیق سے ہم بھی ہدایت قرآنی کے
مطابق اس ریویو میں جو کچھ تحقیق و تدقیق سے لکھیں گے اُسے تہذیب و متانت سے
مزین کریں گے۔ تاکہ ہماری رائے تعصب کے الزام سے پاک رہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ
اگر ہمارے ملک میں آپس کے مذہبی مباحثات و مناظرات مہذب طریق پر ہوں اور ان میں
کسی فریق کی دل آزاری نہ کی جائے۔ اور تعصب سے کنارہ کشی کی جائے تو علاوہ مذہب
اور مذہبی تحقیق پر مفید اثر پڑنے کے ملک کی سب قوموں میں اتفاق و اتحاد قایم ہو جائے گا اور
اس ملک کے باشندے جو آجکل آپس کے تنازعات کے سبب ترقی میں سب سے پیچھے
ہیں کسی دن پھر اپنے اقبال کا مشاہدہ کر لیں۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا
بالحق وانت خیر الفاتحین ۔ اے ہمارے پروردگار ہم میں اور ہماری قوم
میں حق کا فیصلہ کر۔ کیونکہ تو ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

ریویو اس رسالہ **تاویل القرآن** کے دیباچہ میں ان عنوانوں
پر بحث کی گئی ہے۔

عنوان اول۔ قرآن فہمی و مسلمان۔

اس عنوان کے ذیل میں مصنف نے یہ ذکر کیا ہے۔ کہ تمام جہان میں جن لوگوں
نے سب سے زیادہ قرآن شریف کو سمجھنا چاہا اور سب سے کم سمجھا وہ مسلمان ہیں۔
تاویل القرآن کے اس مضمون سے ہم اتفاق نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ کس طرح ہو
سکتا ہے کہ کوئی فرقہ اپنی مذہبی کتاب کے سمجھنے میں جس پر ان کی عبادات روزی عبادت کا بھی
مدار ہو اور جو اُن کے دیگر دینی امور و دنیوی معاملات کا مرجع ہو۔ نا سمجھا ہی رہے
از حد کوشش کرکے اور ان علوم میں مہارت کامل رکھنے کے جو اس کتاب

کے سمجھنا مذاق ہو قاصر رہیں۔ اور دوسرے لوگ جو اس کتاب کے معتقد بھی نہ ہوں۔
الا تحسبہ دینی و دنیوی امور میں ان کا اس کی طرف رجوع بھی نہ ہو ان سے زیادہ اور
بڑھ کر عجیب بات یہ ہے اس کی مثل تو یہ ہے کہ گھر سے کوئی آ گئے اور پیغام کوئی دے"
اس کے بعد قرآن شریف کی کثیر التعداد تفسیروں کا ذکر نہایت حیرانی سے
کیا ہے اور ان کے متعلق لکھا ہے کہ علم تفسیر پر جو کتابیں انہوں نے لکھ ڈالیں وہ
حد بیان سے سوا ہوں۔ مگر قرآن فہمی میں جو دور روز اول رہا تھا ہم دیکھتے ہیں کہ لائق
مصنف نے قرآن شریف کی تفاسیر کی قدر پر غور نہیں کی۔ اور نہ ان کی اغراض پر
نظر کی ہے۔ اور نہ قرآن شریف کے اس کمال کو دیکھا ہے۔ جس کے سبب اس کی
تفاسیر اس کثرت تک پہنچیں کہ روئے زمین پر کسی دینی یا دنیوی کتاب کو یہ مرتبہ
[illegible]

خالق حکیم نے انسان کے دماغ میں ایسی قوتیں پیدا کی ہیں کہ اسے ان قوتوں کے لحاظ سے
ہر علم و صنعت سے مناسبت ہے۔ جس فن کی طرف توجہ کرے۔ اس کا حصول
اس کے لئے آسان کیا گیا ہے۔ اور جس علم کی طرف طبیعت لگائے۔ اس میں کمال حاصل
کر سکتا ہے۔ خواہ وہ علم دین کے متعلق ہو۔ خواہ دنیا کے۔ خواہ زمین کے متعلق ہو۔
خواہ آسمان کے۔ خواہ زمین کے اندر کے حالات معلوم کرنے کے متعلق ہو۔ خواہ پہاڑوں
اور دریاؤں اور سمندروں کی تہ کے۔ خواہ طبیعات کے متعلق ہو۔ خواہ حیوانات و
نباتات و معدنیات کے۔ غرض انسان کو ہر علم کے سیکھنے اور سمجھنے اور حاصل کرنے کے اسباب
عطا کئے گئے ہیں۔ اور اس بات کو زیادہ وضاحت سے ثابت کرنے کی ضرورت
بھی نہیں۔ کیونکہ ہم اپنی نوع میں ہر قسم کا علم اور ہر طرح کا فن مشاہدہ کرتے ہیں۔ خواہ بنی
نوع میں سے کوئی خاص شخص کسی خاص علم یا خاص فن میں کامل استاد ہے۔ اور دوسرا کسی
دیگر میں مگر تاہم وہ سارے کے سارے علوم و فنون نوع انسانی میں ضرور پائے جاتے
ہیں۔ خاص خاص علوم اور صنائع میں خاص خاص شخصوں کا ماہر اور کامل ہونا اس
سبب سے ہے۔ کہ خالق حکیم نے ہر شخص کے دماغ اور طبیعت پر ایک خاص

قسم کا مذاق غالب کیا ہے۔ اور طبعی جب کوئی چیز اپنے مذاق کے موافق پاتا ہے۔ تو اُس کی طرف میلان کرتا ہے۔ اور اس کے حاصل کرنے کے درپے ہوتا ہے۔ اس عالم اسباب میں خالق خیر و شر اس کے اس ارادے کے مطابق اس کے لئے اسباب مہیا کرتا ہے اور انسان ان اسباب کے ذریعے اس امر مقصود میں ایک حد تک کمال حاصل کرتا ہے۔ انہی معنوں میں کیا خوب کہا گیا ہے + شعر

قسمت کیا قسام ازل نے جو کچھ کسی کے قابل نظر آیا * گل کو دیا خندہ بلبل کو دیا نالۂ غم ہم کو دیا جو سب سے مشکل نظر آیا

کسی کے دماغ میں توحید الٰہی اور قدرت کے کرشمے سما رہے ہیں۔ اور وہ اپنی اسی دُھن میں لگا ہے۔ اور اُسے ہر طرف سے توحید الٰہی کے ثبوت اور اس کی قدرت کے نظارے نظر آ رہے ہیں اور زبان حال و قال سے یہی ورد زبان ہو رہا ہے شعر

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے * تجلی تیرے نور کی سو بسو ہے

اسی طرح کسی کو اسباب پرستی اور طلب علت میں ایسا انہماک ہے کہ وہ مسبب حقیقی ہی سے غافل پڑا ہے۔ مگر وہ دیوانہ بکار خود ہوشیار" اپنے موافق مذاق علم کے متعلق ایسے اصول و قواعد وضع کرتا ہے۔ کہ دوسرے جو اس مذاق میں اسکے ہم پلہ نہیں ہیں۔ دیکھ کر حیران رہجاتے ہیں۔ غرض اسی طرح ہر کس بخیال خویش خبطے دارد" کے مطابق ہر کوئی کسی خاص مذاق میں ہے۔ اور یہ امر بھی چنداں محتاج تفصیل نہیں۔ مگر مزید تحقیق کے لئے ہم اتنا جتا دیتے ہیں کہ ہر علم و فن و صنعت کے متعلق شروع سے اب تک اپنے اپنے زمانے میں خاص خاص شخص کامل و مسلم استاد مانے گئے ہیں۔ پس اس سے بیان بالا کی پوری پوری تصدیق پائی جاتی ہے +

اوپر کے بیان سے واضح ہو گیا۔ کہ خالق حکیم نے دماغ انسانی میں جسقدر قوتیں اجمالاً رکھی ہیں۔ اُن کے استعمال کے لئے اس کارخانہ دنیا میں اتنے ہی اسباب و چیزیں بھی بالتفصیل پیدا کی ہیں۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہیے کہ خالق حکیم نے اپنی قدرت کے کارخانہ میں جسقدر چیزیں پیدا کی ہیں۔ اُن کے سمجھنے اور اُن کے فوائد متعلقہ کے جاننے کے لئے دماغ انسانی میں اتنی قوتیں بھی پیدا کی ہیں جب

بیان کیا ہے کہ انسان اور دیگر اشیا سب کا خالق ایک ہی ہے۔ جیسا کہ
اس نے قرآن شریف میں فرمایا۔ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ
شَیْءٍ وَّکِیْلٌ۔ یعنی خدا ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہی ہر چیز کا کارساز و آسرا ہے۔
پس نہایت ضروری ہے کہ خدا کا کلام جو انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل ہو
وہ بھی اس کارخانہ دنیا کی طرح انسانی دماغ کی قوتوں کے لحاظ سے اُسکے مناسب علوم
فنون کا مجمع ہو۔ گویا اس کلام الٰہی اور اس کارخانہ قدرت کو آپس میں قول و فعل کی نسبت
ہو۔ وہ کلام اللہ کالج الٰہی کا علمی کورس ہوا اور یہ دنیا اس کی مشق کے لئے
Practical School پریکٹیکل سکول

آمدم بر سر مطلب

بیان بالا سے انصاف پسند حق طلب طبیعتوں کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا
مقصود ہے کہ قرآن شریف کی تفسیروں کی کثرت اس سبب سے ہے کہ وہ اُن سب علوم
کے اصول کا مجمع ہے۔ جو دنیا کے شروع سے اب تک رائج ہوئے اور انسانی دماغ
میں آئے یا آئندہ کو ظاہر ہوں گے پس کسی عالم نے جس کو مادۂ تفقہ میں بہت کمال
تھا اپنے مذاق طبعی کے موافق قرآن شریف کو اصول و مسائل فقہیہ میں امام پایا
تو اس نے اس میں سے استخراج مسائل اور استنباط احکام کی غرض سے
تفسیر لکھی اور کسی کو جس کو علم فصاحت و بلاغت سے طبعی مناسبت تھی۔ اس
نے حُسنِ بیان اور تناسب کلمات اور حسنِ استعارات و تشبیہات اور مجازات کا مثال
بے نظیر پا کر اس لٹریچر literature یعنی علم ادب کے متعلق عجیب
غریب نکات و لطائف بیان کئے اور کسی نے جس کو تحقیق لغت اور تصحیح اعراب کی لَو
لگی تھی اس کے مفردات کی فصاحت اور اس کے مرکبات کی بلاغت و جزالت پر لٹو ہو کر علم
لغت و علم نحو کے متعلق نہایت بیش قیمت خزانے جمع کئے اور کسی نے جس کو مخارج
حروف اور ان کی ہیئت ترکیبی کی مناسبت کا مذاق تھا۔ اس کے کلمات کے حروف
پر جان قربان کرکے علم قرأت کے متعلق عجیب تحقیق کی اور مفید اصول دریافت کئے

اور کسی نے جس کو حفظ کلام و کلمات کی دُھن تھی۔ اپنے مذاق کے مطابق اپنا حق ادا کیا اس کی سورتوں اور آیتوں اور کلمات اور حروف کو گنا۔ حرکات نقطے شد و مد اور سکنات اور تشدیدات و مدات کی گنتی میں لگایا۔ اور اس کے متعلق کتابیں لکھ کر اس کی حفاظت اور عصمت کو ثابت کر دکھایا۔ اور دعوے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ترجمہ بیشک ہم ہی نے اس نصیحت نامہ (قرآن) کو اتارا ہے اور ہم خود اس کے حافظ ہیں۔ اس کو سچا کر دکھایا۔ اور کسی نے جس کو علوم عقلیہ میں درک تھا۔ اس کے میزان استدلال کی عدالت اور براہین و دلایل کی پختگی کا شیدا ہو کر علم منطق وغیرہ کے متعلق عجیب عجیب دقائق حل کئے۔ اور کسی نے جسے طبیعیات اور فلسفہ سے مناسبت تھی اس کے عجائب نما آئینہ Natural Phenomena یعنی نظارۂ قدرت میں محو ہو کر صنعت کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا مشاہدہ کیا۔ اور اس گلشن میں دوسرے ابنائے جنس کی سیر کے لئے اس کی تفسیر لکھی۔ اور اپنے علوم کو ظاہر کیا۔ اور کسی شخص نے جسے احکام و افعال کی علتیں اور حکمتیں دریافت کرنے اور سلسلۂ کلام میں تناسب وارتباط پیدا کرنیکا ملکہ حاصل تھا۔ اور اس کا مذاق طبعی اسی رنگ میں تھا۔ اس کی تعلیم کی حکمتوں اور اس کی آیات بلکہ کلمات میں ایسا خوب تناسب اور محکم ارتباط پایا کہ بس اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر اس کے اسرار و معارف کو ظاہر کیا۔ اور کسی شخص کو جسے علم مناظرہ میں توغل تھا۔ اس کو اپنی حجت کے بیان کرنے اور مخالفین کے خیالات و مقالات کی تردید کرنے اور معقولیت سے ان کے اعتراضات کے دور کرنے اور نہایت تہذیب و شایستگی سے ان پر الزام قایم کرنے میں اور مغالطہ سفسطہ اور مبالغہ شعری سے نہایت پرہیز کرنے اور حسن خطاب میں امام پایا۔ تو اس میں اس طور پر اپنے مذاق طبعی کی مشق کی۔ اور کسی نے جسے محسوس معقول میں مناسبت دینے میں مہارت تھی۔ اس کی تعلیم و طریق بیان العجب اپنے مطلب کو پایا۔ تو اسی امر کو مد نظر رکھکر اس کی تفسیر لکھنی شروع کر دی اور اس عالم اکبر کے مقابلہ میں انسان کا عالم اصغر ہونا ثابت کر دکھایا۔ اور کسی نے جسے علم تعبیر رؤیا سے خاص اُنس تھا۔ اس کے بیان

تنویر الاسلام

مصنفہ ڈاکٹر نور حسین صاحب ساکن شہر جھنگ سیال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آریہ سماج اور اس کی حقیقت

باب اول۔ منبع و عقاید آریہ سے افریقی مسلمانوں کو آگاہی

اے مسلمانان جنوبی افریقہ رحمکم اللہ چونکہ آپ لوگ آریہ لوگوں اور ان کے عقاید و اصول سے ناواقف ہیں اور اس افریقی امن میں کبھی مذہبی جھگڑا و فساد کا خلل نہیں پڑا۔ عیسائی بدین یہود۔ اور مسلمان بدین خود کا معاملہ رہا ہے۔ ہندو اور مسلمان آپس میں ملے جلے رہے ہیں۔ مگر چند ایک پنجابی بابو لوگوں کی آمد سے ہوائے فساد و فتنہ چل پڑی ہے۔ اس واسطے مجھ پر فرض عین ہے کہ آپ کو ان کے حالات سے کسی قدر خبردار کروں تاکہ ان لوگوں کے عناصری خیالات سے بچے رہیں۔ اگر کوئی شخص مقابلہ میں آئے تو اس کے سامنے یہ میری کتاب برائے ملاحظہ پیش کریں۔

(الف) اس فرقہ کے عقاید مذہب بیت سے ملتے جلتے ہیں یہ فرقہ چند سال سے ہند میں پیدا ہوا ہے۔

(ب) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ ازلی [illegible] اور روح [illegible] وغیرہ

تینوں انادی یعنی ازلی اور ابدی ہیں۔ مادہ اور روح مخلوق نہیں اور خالق بھی نہیں۔ لیکن ان دونوں کا
ابتدا اور انتہا نہیں مادہ اور روح کو صرف خدا نے ملایا جس سے یہ دنیا قائم ہوئی۔ اگر یہ دونوں چیزیں
پہلے موجود نہ ہوتیں تو خداوند کریم دنیا کو ہرگز نہ بناتا۔ خدا تعالیٰ نیستی سے ہستی اور عدم سے وجود
ہرگز نہیں کرسکتا۔ اور نہ دنیا کو کلمہ کُن سے پیدا کیا۔

ب اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ مادہ جڑ (غیر متحرک۔ بغیر صفت) اور جیتن یعنی متحرک اور
دیکھنے بھالنے چلنے والا ہے۔ یہ دونوں چیزیں خداوند کریم کے خزانہ میں رہتی ہیں۔ اور یہ
دونوں چیزیں خود بخود کوئی طاقت نہیں رکھتیں کہ کوئی چیز بن جائیں۔

خداوند کریم ان دونوں چیزوں پر حکمران ہے اور یہ دونوں اسکی اپنی ملکیت کی نہیں ہیں جیسا
کہ اس جنوبی افریقہ میں امریکن۔ اٹالین۔ ڈچ۔ جرمن۔ ٹرکش۔ قوم رہتے
ہیں۔ یہ سب رعیت برٹش گورنمنٹ کی ہیں۔ لیکن دراصل یہ انکی ملکیت میں نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ
امریکہ۔ اٹلی۔ ہالینڈ اور جرمنی۔ ٹرکی وغیرہ سے آئے ہوئے ہیں۔ ایسا ہی مادہ و روح کہیں سے
آئے ہوئے ہیں۔

(ج) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ خداوند کریم مالک رازق زمین و آسمان سب دنیا بنانیوالا
ہے مگر بغیر مادہ اور روح کے کوئی چیز نہ بنا سکتا ہے نہ بنائیگا۔ اور نہ اپنے قوانین توڑ سکتا ہے۔

(د) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ دنیا ایک ارب سے زیادہ سال سے چلی آتی ہے اور چلی جائیگی
دوزخ۔ بہشت۔ قیامت۔ نبی پیغمبر کوئی بھی نہیں۔

(ہ) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ لوگ مرکر اپنے اپنے اعمال کے موافق جُون یا تناسخ میں جائیں گے
کوئی گدھا بن جاتا ہے کوئی کتا۔ کوئی سور۔ کوئی پتھر کوئی کیڑا کوئی کچھ۔ اپنی سزائے اعمال کے
بھگت کر پھر دوسری جون میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح چکر میں رہتا ہے۔ اور جو نیک لوگ ہیں
وہ مکت یعنی خدا کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ اس جون چکر سے چھوٹ جاتے ہیں۔ مگر پھر کچھ
مدت بعد پھر جاتے ہیں اسی طرح دنیا کا سلسلہ قائم رہتا ہے۔ قیامت بھی ہمیشہ آتی رہتی ہے

(و) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ دنیا کو بنی ہوئی کئی ایک ارب سے زیادہ سال ہوگئے ہیں۔ اور
حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بھی ہزارہا انسان دنیا پر موجود تھے۔

(ز) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ جس وقت دنیا پیدا ہوئی اُسی وقت چار کتابیں ایشور نے معرفت
[illegible] اسطاقعائی سے انتظام ملکی و جنگی ۔ زراعت ۔ خوراک پوشاک وغیرہ کے واسطے
ایکدم چار اشخاص پر اُتاریں اور وہی کتابیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ چلی جائیں گی ۔ کتابوں کا
نام یہ ہے یجر وید ۔ رگ وید ۔ سام وید ۔ اتھروان وید ۔ اور رشیوں کے نام یہ ہیں رشی
اگنی ۔ رشی وایو ۔ رشی ادت ۔ رشی انگرہ ۔

(ح) اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام دنیا میں چاروں وید پہلے اُن کی تعلیم ہوتی رہی
تھی جس سے آجکل دنیا پرستی ہے پس اُنھوں نے ویدوں سے تعلیم حاصل کی ۔ یہ وید تبت میں نازل
ہوئے ۔ اس ہندوستان کا نام آریہ ورت تھا ۔

(ط) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ ہندوستان کا نام پہلے آریہ ورت تھا ۔ مسلمان بادشاہوں نے
اسکا نام بگاڑ کر اور لوٹ مار کر ہندوستان رکھ دیا یعنی چوروں ۔ قزاقوں ۔ غلاموں
اور بد کرداروں کی جگہ ۔ لغوی معنے یہی ہیں ۔ ہندو کہنے سے یہ لوگ چڑتے ہیں ۔

(ی) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ چاروں ویدوں کے سامنے اور آریہ دھرم کے سوا باقی
جتنے مذاہب ہیں سب ناحق پر ہیں اور کوئی خدا نے نہ تو نبی پیدا کیا اور نہ کوئی کتاب بھیج
اور خدا کو چاروں ویدوں کے علاوہ اور کی ضرورت نہ تھی ۔ کیونکہ ویدوں میں سب کچھ ہے

(ک) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ جتنے ہندو دھرم کے لوگ ہیں یہ سب جھوٹے ہیں
یہ کہ ان کی پوتھیاں سب جھوٹی ہیں ۔ پہلے سب آریہ تھے ۔ اُنہوں نے ویدوں
کو [illegible] برہمنوں ۔ پنڈتوں ۔ سناتن دھرم والوں کو نہیں مانتے ۔
یہ لوگ مورتی پوجک نہیں ہوتے ۔ ان پر [illegible] پوجا [illegible] ہیں ۔ جس کا [illegible]
(ل) ان تینوں اعتقادات پر پڑتا ہے ۔ جو بہ نسبت مورت کی عملی پوجا کے سخت کفر اور شرک
ہے ۔ العیاذ باللہ تعالیٰ ۔

(م) ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد وسط ایشیا سے آئے اور ہند میں
تمام ملک پر لڑائی جھگڑا و جدال کر کے اصلی باشندوں کو بھگا دیا ۔ اور ملک پر قابض
ہو گئے ۔ اور اس ہند میں ہزارہا سال آریہ ورت رہا ۔

(۲) عبادت آریہ سماج

(الف) اتوار کو یا جب فرصت ملے۔ ڈھولک۔ طنبورہ۔ طبلہ بجا کر بھجن گانا۔ بھجن منڈلی کرنا انکی عبادت ہے۔
صبح و شام کچھ گن گن کرنا۔ راگ گانا انکی عبادت ہے۔ سندھیا گایتری جس کو نگر کیرتن کہتے ہیں۔ تمام شہر کے گرد پھرنا اور گانا بجانا بھجن سنانا انکی عبادت ہے۔
عورت اگر بانجھ ہو تو دوسرے غیر مرد سے نطفہ لینا ان کے معاملات سے ہے جس کا نام مسئلہ نیوگ ہے۔

(۳) آریہ سماج اور اُس کا بانی

آریہ صاحبان کوئی ٹھیک پتہ نہیں بتا سکتے اور نہ کوئی دلیل یا تاریخ بتا سکتے ہیں۔ کہ آریہ ورت کو کیوں زوال آیا جب کہ آریہ ورت کا دور دورہ تمام دنیا میں ہو چکا۔ بموجب ستیارتھ پرکاش آریہ ورت لاکھوں کروڑوں برس سے دنیا میں ہے۔ آریہ لوگ امریکہ آسٹریلیا۔ افریقہ۔ یوروپ۔ ایشیا تمام براعظموں کے مالک رہے پھر یکایک [illegible] ایسے مٹے کہ اُن کا نام بھی باقی نہ رہا۔ صرف اتنا خیالی پلاؤ پکاتے یا شیخ چلی کی [illegible] بناتے ہیں کہ پانڈو کورو کی لڑائی میں ویدک عالم فاضل مارے گئے۔ اور برہمنوں نے ویدوں کو چھپا دیا اور من مانے شاستر پران بنا لئے [illegible] سچائی کو [illegible] کون اختیار کر سکتا ہے دوسرا سبب بتلاتے ہیں کہ مسلمانوں کے آنے سے اور اُن کی لوٹ مار اور ہندوؤں (آریوں) کے کتب خانے جل جانے سے [illegible] آریہ ورت کو زوال آیا۔ اس کے بعد جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا معاملہ ہو گیا [illegible] مذہب نکل پڑے۔ [illegible] ہندوؤں کی بنیاد [illegible] آریہ ورت کو الوداع کہا اور وید کہیں پہاڑوں یا غاروں میں چھپ گئے۔ پانڈو کورو کے زمانہ یا مسلمانوں کے تیرہ سو برس زمانہ تک آریہ ورت پر تاریکی چھائی رہی

اور یہ برہمنوں کے ڈھونگ اور بت پرستی میں مصروف رہے۔ گویا ایک تنگ و تاریک
شرک و بدعت کفر و ضلالت میں دبے رہے۔ آخر کار سمت ۱۹۴۰ کے بعد پنڈت
سوامی دیانند صاحب نے ان لوگوں کو گیان کے عمیق و تنگ و تاریک
گڑھے سے نکال کر گیان کے میدان پر بٹھا دیا۔ اور ویدوں کے اپدیش سے پرانی بوسیدہ
آریہ مت کو تر و تازہ کر دکھایا۔

ان لوگوں کو ظاہری بت پرستی۔ سورج۔ چاند ستارہ۔ ہولی۔ دیوالی۔ رام لیلا۔ پتھروں
کے مدگرنے۔ برہمنوں کی شکم پروری اور گرڑ پوران شاستر پوتھی وغیرہ سب چھڑا دیا اور
صرف چار وید کا سبق پڑھایا۔ لیکن افسوس ساتھ تثلیث کو بھی سکھا کے مشرک بالصفات
اللہ بنایا۔ ایک تنگ و تاریک کنوئیں سے نکال کر دوسرے بحر عمیق میں ڈبا دیا۔ اس روز سے
اس فرقہ نے دن بدن ترقی شروع کی۔ کئی سماج سکول۔ کالج بنائے گئے۔ ہر ایک جگہ لکچرار
کھڑے ہو گئے۔ ٹڈی دل کی طرح وید وید پکارتے ہوئے نکل پڑے۔ تمام ہند میں شور و شر
چھا دیا۔ کہیں مسلمانوں سے جھگڑا ہے۔ تو کہیں عیسائیوں سے رگڑا۔ کہیں برہمنوں۔ ہند و دھرم
والوں کو ناستک و مورتی پوجک بناتے ہیں۔ تو کہیں گرو نانک جی اور اس کے پیروؤں کو
گالی دے رہے ہیں۔ ہند میں کوئی مذہب ایسا اُن کے فساد اور شر سے نہ بچا۔ ہر کمانے والا
نہ والے باشند۔ چند سال کے بعد ہی اُن میں خود پھوٹ پڑ گئی۔ ایک فرقہ تو
ویدک پرچارک بن گیا۔ دوسرا معاون دیانند کالج ہو گیا۔ تیسرا
بھر اتری سبھا۔ چوتھا گھاس خور۔ پانچواں ماس خور۔ غرض
جب ان لوگوں میں خوب جوتی بیزار چلنے لگی۔ تو باقی مخلوق خدا اُن کے شر و فساد سے
امن میں رہی۔ مگر افسوس دین حقانی اسلام کے
ابوجہل کی مانند ہمیشہ مخالف رہے اور ہمیشہ رہیں گے تاہم
نور ربانی کو ہرگز ہرگز نہ مٹا سکیں گے۔ مگر خود دنیا سے مٹ
جائیں گے۔

مختصر سوانح عمری پنڈت سوامی دیانند صاحب

سوامی صاحب جنکا نام دیانند ہے سمت ۱۸۸۱ میں پیدا ہوئے۔ سکونت علاقہ راجہ موروی ملک کاٹھیاواڑ ہے۔ اُن کے خاص گاؤں کا پتہ آریہ صاحبان کو نہیں ملا۔ مسٹر علاقہ پر تسلی کی گئی ذکر تکذیب سمت [illegible] ان کے والدین برہمن مشرک اور بت پرست تھے۔ ۲۱ سال کی عمر کے بعد بارادہ تحصیل علم گھر سے نکلے۔ اور متھرا میں سوامی برجانند سے تحصیل علم وید وغیرہ حاصل کیا۔ بعدہٗ ہندوں میں وید پرچار کرنا شروع کئے۔ سالہا سال تک مسلمانوں۔ عیسائیوں اور اصل دہرم ہندو سناتن والوں سے بحث مباحثہ کرتے رہے۔ کئی دفعہ شکست کھائی۔ انہوں نے ویدوں کی شرح کی اور ایک کتاب بنائی۔ ستیارتھ پرکاش جس کا نام ہے۔ ان کے سامنے سب مذہب ہیچ تھے اسواسطے اس کتاب میں ہر ایک مذہب پر حملے کئے گئے ہیں خاصکر دین حقانی اسلام کے نور کو بجھانا چاہا۔ لیکن افسوس دیوالی کی رات تاریخ ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء ۶ بجے شام مقام اجمیر میں شرکے الصفات بیکر جونی چکر میں جا نکلے۔ گو کہ دنیا کے چراغ جلتے رہے۔ اسلامی انوار منور رہے۔ محمدی آفتاب غروب نہ ہوا۔ مگر سوامی صاحب کا چراغ عناصری آناً فاناً بجھ گیا۔ جس مشن کو شروع کیا تھا اسکو پورا نہ کرسکے۔ اُن کی مفصل سوانح عمری بہت طویل ہے۔ اور اُنکی سوانحعمری پر سنگھ سبہا دہرم کی طرف سے سطر بسطر نکتہ چینیاں بھی ہوچکی ہیں۔ کہ ایک معمولی پنڈت تھے رشیوں اور مہارشیوں جیسے صفات اُن میں نہ تھے۔ کاشی جی میں اُن سے ہزارہا بڑھ چڑھ کر پنڈت موجود ہیں اور موجود تھے۔ لیکن بمصداق پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند۔ آریہ صاحبان سوامی صاحب کو آسمان پہ لے اُڑے۔ اندھوں میں کانا راجا۔ اسی حالت کے زمانہ میں جب کہ سب کی تعلیم انگریزی ہوچکی تھی اور علم سنسکرت صرف چند پنڈتوں تک ہی محدود تھا تو سوامی صاحب کا دم غنیمت تھا۔ مگر افسوس کہ ایک معمولی پنڈت صاحب کا مقابلہ نبیوں اور پیغمبروں اور مہارشیوں کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہے۔ جو آریہ بھائیوں کی سراسر تعصب کی شہادت ہے۔ کیا سوامی صاحب جیسا دنیا میں

یں کوئی موجود نہ تھا۔ اگر اُن کو خطاب مہرشی کا دیا گیا ہے تو اُن کے اُستاد سوامی برجانند صاحب کو تو کوئی خطاب بڑھ کر دینا تھا سوامی دیانند صاحب تو شاگرد اُن کے تھے افسوس ہے کہ سوامی صاحب کی تو یادگاریں بناتے ہو۔ اور ان کے اُستاد صاحب کی ایسی ہی ناقدری میں ڈال رکھا ہے سے

ہر کہ شاگرد شد و خدمت اُستاد نہ کرد
کان ابلیس لعین ولد بے ولدیہ

چونکہ پنڈت سوامی دیانند صاحب کے چیلے پنڈت لیکھرام نے۔ ایک مقدس و برگزیدہ نبیؑ کے ساتھ پنڈت صاحب کی سوانحعمری کا مقابلہ کیا ہے۔ اور بہت سی واہیات خرافات تحریر کی ہیں اور دھرم سے ہرگز کام نہیں لیا۔ یں اسکا مقابلہ انشاء اللہ عنقریب سے **تردید تکذیب** بں کر کے دکھاؤں گا۔ ایک انصاف پسند آنکھ خود دیکھ لے گی کہ مقابلہ اس کا نام ہے۔ ورنہ ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں ہے۔

انعامی سوال

یا

تکذیب تثلیث و وید

یہ سوال اسسے دھرم پرچارک اخبار میں شایع ہوچکا ہے جس کا جواب نہیں ملا۔

(۱) خداوند کریم واحد لاشریک فی الذات والصفات ہے یا نہیں۔

(۲) پاک پروردگار۔ خالق کل۔ رازق کل و مالک کل و قادر مطلق ہے یا نہیں

(۳) اللہ تعالیٰ کسی چیز کے بنانے میں کسی خاص اشیاء یعنی مادہ و روح وغیرہ کا محتاج ہے یا نہیں۔

(۴) پرمیشور نرانکار۔ ازلی ابدی۔ حی قیوم سدا قایم سب سے نیاز بے پرواہ ہے یا نہیں یا مادہ و روح بھی ان صفات الٰہی میں شریک ہیں یا نہ۔

یا محدود ہو کر ہستی سے ہستی کر سکتا ہے یا نہیں یا وہ بھی مانند کمہاروں [illegible]
[illegible] وغیرہ کے کسی چیز خام کا محتاج ہے۔

۳) [illegible] کا مسئلہ ہے کہ اعلیٰ چیز ادنےٰ نہیں ہو سکتی۔ غیر محدود۔ محدود نہیں ہو سکتا جو کل
مالک ہو اور خالق ہو وہ حاجت مند و محتاج نہیں ہو سکتا۔ کیا ذات پروردگار بھی مخلوق کی
سرشٹی یا دنیا بنانے کے واسطے مادہ وغیرہ کا محتاج ہوا۔

۷) مادہ و روح کی حقیقت۔ اصلیت بناوٹ اجزا کا نام لیں اور کیا چیزیں ہیں۔ اور ان کا
[illegible] وہ خود بخود قائم بالذات ہیں یا کسی اور طاقت کے ذریعہ قائم یا دائم ہیں۔ ان کا امکان
صفات بیان کرو یعنی ان کے گن وتت کیا ہیں اور کیا رکھتے تھے۔

(ب)

۸) آریہ دھرم کے عقاید کے موافق خدا روح اور مادہ تینوں انادی ہو (ازلی ابدی) تو جب
[illegible] صفات میں تینوں شریک ہیں یا یوں کہو کہ یہ دونوں خدا تعالیٰ کی صفات لامکانی
[illegible] (حاضر و ناظر) میں شریک ہیں مطابق اصول عیسائی۔ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس
سب انادی ہیں (ان تینوں سے خدا کامل ہے۔ اسی طرح بغیر مادہ اور روح کے بھی خدا
[illegible] نہیں کیونکہ اگر یہ دو چیزیں نہ ہوتیں۔ تو خدا خالق کیسے کہلاتا۔ دنیا نہ بناتا تو مالک کہاں سے
ہوتا تو رازق کہاں کا ہوتا۔ وغیرہ وغیرہ) تو ان عقاید سے خداوند کریم واحد لاشریک ہرگز نہیں
[illegible] بلکہ شریک فی الصفات و ذات رکھتا ہے [illegible] ایک صفت میں روح اور مادہ موصوف
[illegible] شریک ہیں تو اگر خدا تعالیٰ کو نہ بھی مانا جائے۔ صرف مادہ اور روح کو مان لیا جائے تو دہریوں کا
اصول ٹھیک ہو جاتا ہے مادہ اور روح اپنی صفات کے ذریعہ خود بخود مل گئے اور سرشٹی قائم ہوئی
[illegible] خداوند کریم کی کیا ضرورت ہوئی جیسا کہ طبعی کا مسئلہ ہے کہ گیسوں یا [illegible] الکٹرسٹی کے ملنے سے
[illegible] مادہ پیدا ہوتا ہے (ہائیڈروجن و آکسیجن سے پانی بنتا ہے)۔

۹) آیا خدا اور مادہ اور روح تینوں چیزیں پاک [illegible] یا ناپاک یعنی کام کرودھ۔ موہ۔ لوبھ [illegible]
[illegible] اگر روح اور مادہ پاک [illegible] ہیں تو سرشٹی (دنیا) قائم ہونے سے یہ ناپاکی کہاں سے آئی۔

دو خالص اشیا کے ملنے سے نتیجہ بھی صاف و خالص ہوگا۔ دنیا میں انسان اور حیوانات
و نباتات و جمادات کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں (مایئڈ روجن و آکسیجن سے پانی پیدا ہوتا ہے
کتا۔ بلا۔ اونٹ) اگر روح و مادہ دونوں میں ناپاکی کے گن موجود تھے (دیا نجی فعل سے یا حادث)
تو ملاپ قایم ہونے سے ناپاکی پیدا ہوئی۔ تو پھر ویدوں اور رشی منیوں کے آنے کی کیا ضرورت تھی
پاک و ناپاک ہر حالت میں ثواب و عذاب و مکتی و نجات سے بری الذمہ ہے۔ جس نے
اُس ناپاکی کو پیدا کیا وہی ذمہ وار ہے۔

مثال۔ (ایک شیشہ میں ایک کیمچر ہے جو زہر دار ہے اور ایک آریہ ڈاکٹر صاحب نے
کسی کو پلا دیا اور وہ شخص مرگیا تو اُس کا ذمہ دار کون ہے۔ شیشہ یا کیمچر یا آریہ ڈاکٹر صاحب) دغور
سے ذرا سوچنا)۔

نتیجہ۔ اگر یہ اُصول ان لیا جائے اور عیسائیوں کی طرح ویدک تثلیث پر خیال کیا جائے تو خداوند کریم
کی واحدانیت سے نیازی بے پرواہی۔ ازلی۔ ابدی۔ حی قیوم۔ قادر مطلق۔ لامکانی۔ قادر
علیٰ کل شیئی و غیر محتاجی میں فرق آجاتا ہے۔ یہ اُصول تو انسان کو دہریہ بننے کا سبق سکھلاتا ہے
یا خاص شرک کا راستہ دکھاتا ہے۔ ثابت ہوا کہ آریہ بھائیوں کے یہ اُصول (و مغایدہ) تمام غلط ہیں
اور وہ لوگ مشرک ہیں۔

جوابات آریہ بابو گنگا رام صاحب جالندھری معہ

جواب الجوابات صابری

(۱) جواب **قولہ** (گنگارام) انیرا ہے کہیں ہے منہ ہے مگر یہ نہیں کہ خود ہی مختلف
شکلیں بدل جاتا یا بن جاتا ہے یا نیستی سے ہستی کرتا۔

اقول (جواب در جواب صابر) مہربان سوال کو دیکھو کہ خداوند کریم واحد لاشریک فی الذات
و فی الصفات ہے یا نہ۔ آپ نے کیا جواب دیا۔ کہاں ہستی و نیستی کا ذکر تو آپنے جواب دیا کہ

[خدا] کریم کے ذات و صفات میں مادہ و روح دونوں شریک ہیں پھر تو خدا وحدہٗ لاشریک۔
[لا]شریک۔ اور نرنکار۔ شرب شکتیمان نہ رہا اور بغیر ان تینوں کے خدا مکمل بھی نہ ہوا۔ اور یہ
[تینوں] خدا کے ہم پلے ٹھیرائے اور تین خدا بنا دیئے۔ ذاتی و صفاتی اوصاف جب مادہ و روح میں
[موجود] ہیں تو پھر خدا کی کیا ضرورت رہی تو اب آپ فرمائیے کہ دنیا کس طرح قایم ہوئی۔ کس جزو
نے کس جزو کو ملایا۔

اول آیا روح نے مادہ اور خدا کو ملا کر دنیا قایم کی۔
دوم آیا مادہ نے خدا اور روح کو ملا کر سرشٹی پیدا کی۔ یا تینوں نے کمیٹی کر کے پیدائش
شروع کی۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ آپ تو خود اقراری ہوگئے۔ کہ تین خدا ہیں
نوٹ (۱) جب خدا۔ روح اور مادہ تینوں انادی ہوئے۔ تو خدا کی یگانگت۔ وحدت۔
تنہائی کہاں رہی عجب عقل ہٹ دھرمی ہے کہ جس سے باز نہیں آتے۔
نوٹ (۲) متعلق سوال اول۔ بابو صاحب نے ایک لفظ (ہے) بھی دھوکا دہی
کے واسطے لکھ دیا ہے۔ یعنی واحد لاشریک فی الذات و فی الصفات ہے۔ بابو صاحب
خداوند کریم اپنی صفات میں کامل اور انادی ہے۔ تو آپ کے قول کے موافق روح اور مادہ انادی
نہ ہوتے۔ کیونکہ وہ خود یکتا واحد ہے۔ اس کی صفات کاملہ میں کوئی شریک نہیں۔ پھر ساتھ
کی شرط لگائی اس کے کیا معنے۔ تدبرو۔

(۲) **قولہ**۔ خالق کل بھی ہے۔ مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ نیستی سے ہستی میں لا کر
یا مادہ وپرکرتی سے کل عالم و مخلوق بنا دی۔

اقول۔ افسوس کہ یہاں بابو صاحب جواب اول کو بالکل بھول گئے۔ بابو صاحب
جواب دوبارہ پڑھو۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ خالق کے معنے ہی نہیں جانتے۔ خالق کے
معنے پیدا کرنے والا اور کل کے معنے تمام۔ یعنی جو اجزا و ذرات و نقشہ عالم دیکھتے ہیں اسکو
اسنے پیدا کیا اور آپکے جواب کے مطابق ذرات و ارواح کل میں شامل ہیں تو خود اقراری ہوکر
وہ خالق کل ہے۔ دو چیزوں کو صرف ملانیوالے کو خالق نہیں کہتے بلکہ صناع یا معمار یا نجار

. . . .

پرچار کہتے ہیں۔ چونکہ آپنے خداوند کریم کی صفت خالق کل مان لیا ہے۔ سائنس ہی پہلی بات روح کو شریک فی الذات و الصفات مانتے تو مادہ روح بھی جناب خالق کل ہیں۔ دوسرا آپ یہ فرماویں کہ کل سے مادہ روح باہر ہے یا کل میں شامل ہے۔ اگر مادہ روح کل میں شامل ہے تو خداوند کریم اُن کا بھی خالق ہے اگر کل سے باہر ہیں تو خداوند کریم خالق جزو ہے کل نہیں۔ مگر آپ خالق کل مانتے ہیں۔

تیسرا خالق کے معنے بنانے کے کس لغت میں آپنے دیکھے ہیں۔ بابو صاحب ہمارے سامنے دھوکا بازی۔ آپکے پنڈت کی مسکی کتاب غیاث اللغات سے معنے ثابت کیجئے گر نہیں تو آہیں دکھاؤں۔ کریم اللغات۔ لغات سرہندی۔ فرہنگ آنند راج غیاث اللغات۔ منتخب اللغات۔ صراح۔ قاموس وغیرہ وغیرہ۔ بحضرت سیدنا و مولانا جناب سید عمر صاحب القادری الغزنوی کے کتب خانہ بزرگ کے ہاں موجود ہیں۔

قولہ۔ رازق کل ہے اور قادر مطلق بھی ہے مگر جیسے کہ وہ خود مرنے اپنے قانون توڑنے جھوٹ بولنے پر قادر نہیں ویسے ہی نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی کچھ چیز نہیں۔ بلکہ محض فضول بات ہی کرنے میں قادر نہیں ہے۔ (بابو صاحب نے یہ جواب پنڈت کی کتاب سے نقل کیا ہے۔ دیکھو تکذیب جلد اول صفحہ ۳۴ مطبوعہ سنت دھرم پرچارک)۔

اقول۔ اول رازق کل قادر مطلق کے معانی لغات سے دیکھئے۔ پھر کہ قوانین قدرت کی ایک فہرست بنا کر دکھا دیجئے۔ اسکے کیا قوانین ہیں تب تو ہم مانیں۔ سن لیجئے۔ قادر مطلق توانا۔ طاقت ور اور مطلق کا معنے بالکل جو نیستی سے ہستی حیوان سے انسان۔ جماد سے درخت اور نباتات کو پتھر بنا دے۔ کل کارخانہ قدرت کو طرفۃ العین میں ختم کر دے۔ مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ بنا دے۔ جمادات سے آگ اور آگ سے پانی نکالے وہ چیزیں جو انسانی عقل سے بعید ہوں اسکو ظاہر کرے۔ کسی کا محتاج نہ ہو۔ نہ کسی کو اپنے کاموں میں مدد کے واسطے شریک کرے۔ نہ اسے سرشٹی بنانے کے واسطے مادہ اور کی ضرورت پڑے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ قوانین قدرت کو توڑنے پر قادر نہیں۔ سن لیجئے

قانون قدرت ہے بقول آپکے ، کہ کل اعضا۔ و احشا انسانی جس جس موقعہ پر
چلے آتے ہیں وہی ہوں۔ یعنی دل بائیں جانب ہو۔ جگر دائیں جانب اور طحال بائیں جانب
معدہ کے ساتھ۔ مگر جناب ذرا پوچھو میرے استادی و مکرمی جناب رائے بہادر ڈاکٹر بیلی رام صاحب
پروفیسر اناٹمی سے۔ کہ ڈسکشن روم میں ایک مُردہ کے احشا قوانین قدرت کے برخلاف
پائے گئے۔ کئی روز لکچر ہوتا رہا۔ قوانین قدرت کے برخلاف بقول آپکے کئی
عجائب گھر یا عجائب خانہ میں جاکر ملاحظہ فرمائیں تب تو جناب کی چشم بدفن ہوں۔ تنگ و تاریک
کوٹھڑی میں بند رہکر تمام زمین و آسمان کے قلابے ملانا اور کارخانہ قدرت میں دخل دینا سراسر
جہالت و ضلالت ہے۔
شتر مرغ اور اورنگٹن کا ملاحظہ فرماکر ہمکو سمجھائیں کہ یہ کیسے۔ کیا شتر مرغ۔ کسی پرندہ اور
اونٹ کی پیدائش ہے یعنی اونٹ نے پرندے سے جفتی کھائی یا پرندے نے اونٹ
سے جو ہر دو محال ناممکن ہیں تو پھر شتر مرغ کہاں سے آیا۔ دلیل معقولین سے یہی کچھ نکالیں آپ
یا ویدوں سے ثابت کریں۔ قربان جائیں ذات پاک پروردگار واحد لاشریک کی قدرت
پر اُسکی قادر مطلق پر کہ دنیا میں کیا کیا کارخانے پھیلائے کہ عقل انسان حیران و سرگردان ہے
جب ہم مخلوق کی ماہیت نہیں پاسکتے تو بھلا ذات و صفات الٰہی میں دم ماریں۔
توبہ توبہ۔ جناب بابو صاحب گدہا و گھوڑی سے ہمیشہ خچر پیدا ہوتا ہی
کیوں۔ کیا قانون قدرت ہے۔ قوانین قدرت کا پابند ہو دینا اور
اُس میں کبھی بھی رد و بدل نہ کرنا۔ خداوند کریم کی طاقت کو
محدود کر دیتا ہے۔ اُس کی قدرت کاملہ میں فرق آجاتا ہے
بھلا آپ ہی فرماویں کہ ابتداء آفرینش عالم میں جب خداوند کریم لایزال نے بقول آپکے مادہ اور
روح کو ملاکر یہ سرشٹی پیدا کی۔ ایکدم ہزارہا مخلوق بلکہ لاتعداد دنیا میں از قسم انسان۔ حیوانات
جمادات۔ نباتات پیدا ہو گئے اور انتظام ملکیہ بھی قرار پاگیا۔ پھر مرد اور عورت اور حیوانات
کی صحبت اور ملی سے پیدائش کیوں جاری کی گئی کیا بغیر اسکے دوبارہ مخلوق مثل اول نہیں ہو سکتی
تھی۔ تو گویا اول قاعدہ توڑا یہ دوسرا باندھا۔ اور کیا اب پھر دوبارہ وہی قاعدہ نہیں ہو سکتا

بھی ہوتی جاتی ہے۔ جس کی کتاب سے اتنی عبارت
چرائی ہے۔

رازق کل اس پر جناب نے تشریح نہیں فرمائی۔ صرف اتنا لکھا کہ خداوند کریم رازق کل ہے۔ یعنی پہلے کل میں مادہ اور روح شامل ہیں یا نہیں۔ اگر کل نہیں تو پہلے لکھ چکا ہوں۔ خداوند کریم مالکِ کل نہیں ہے۔ بلکہ سوائے مادہ اور روح کے مالک سب کا ہے۔

دوسرا۔ اگر مادہ اور روح کل میں داخل ہیں تو خداوند کریم ان کا بھی رازق ہے۔ خوراک سے کیا مراد ہے۔ میٹر تو جڑ ہے اور روح چیتن ہے۔ کیا ان دونوں کو بھی اول ہی اول غذا لطیفہ یا کثیفہ کی ضرورت تھی یا نہیں یا یہ بھی خداوند کریم کی طرح نہیں کھاتے نہ پیتے ہیں اگر آپ فرماویں کہ انادی ہونے سے کھانے کی ضرورت نہیں۔ جب دونوں یعنی مادہ وروح کو ملایا۔ تو کھانے اور پینے۔ ہگنے اور موتنے کی ضروریات کہاں سے آئیں کیونکہ روح اور مادہ میں ازل سے ہی یہ صفات نہ تھیں۔ وہ پاک ومنزہ وطاہر تھے اگر خدا نے ڈالیں تو وہ کہاں سے لایا۔ کیا اس کے خزانے میں کھانے کی حرص۔ پینے کی خواہش جماع کی ضرورت پہلے موجود تھی یا نہیں د میٹر یا مادہ جڑ روپی ایک سڑنے والی چیز ہے جب تک اس پر غذا کا اثر نہ ہو۔

(۳) **قولہ**۔ بھائی صاحب محتاجگی کے معنے کمی یا نہ ہونے کے نہیں۔ یعنی جس چیز یا موجود نہ ہو اور اُسے کمی یا محتاجی کہا جاوے۔ پس اس کے گھر میں سب کچھ موجود ہے کسی چیز کی کمی نہیں برخلاف اسکے آپ کے خیالات کے بموجب اگر مانا جاوے تو اُسے کل کا مالک مانا جاتا ہے۔ اور یہ وہی مثال ہے جیسے کہ بھوکے وگونگے کو شہنشاہ کہا جائے

(۳) **اقول**۔ صابر۔ جناب بابو صاحب اول آپ غیاث اللغات یا کریم اللغات یا قاموس وصراح دیکھئے کہ محتاج کے کیا معنے ہیں ایک معمار اینٹ ومصالحہ کا محتاج ہے۔ ایک نجار۔ لکڑی وہتھیار کا محتاج ہے۔ ایک رنگریز مختلف رنگ کا محتاج۔ ایک گداگر مفلس روٹی کا محتاج ہے۔ ایک نوکر

۱۹۵۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

اِتَّقُوا اللّٰہَ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے مومنو! اللہ سے ڈرو۔ تاکہ تمہاری بھلائی ہو۔

قابل توجہ ناظرین

۱۵و۱۴ء

اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ہمنے رسالہ جلد ۹ میں یہ ظاہر کیا تھا۔ کہ سارے ہندوستان میں صرف یہی ایک رسالہ ہے جو آریوں اور عیسائیوں اور تمام مخالفین اسلام کا دھم بند کر رہا ہے اور مخالفین اسلام پر دین حق کی حجت پوری

کر رہا ہے۔ علمائے دین نے بالاتفاق رائے دے دی ہے کہ یہ رسالہ ایسا قلمی جہاد کر رہا ہے۔ کہ جہاد سیفی بھی اسکے مقابل کچھ شئے نہیں ہے۔ کیا حمایت اسلام اور دینی جہاد میں شامل ہونا ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری نہیں ضروری کیا بلکہ

فرض عین ہے

پس ہر ایک مسلمان کو تن۔ من۔ دھن سے اُسے امداد دینا اعلیٰ ترین فرائض میں سے ہے۔ لیکن یہاں غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ ہمارے بعض ہی خواہ ناظرین جو قرآن شریف پر عمل کرنے کا دم بھرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کلام الٰہی کی حدود کی نگاہداشت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے گویا قرآن شریف ہی ہماری جان ہے اور اُسی کے حکموں کی طرف دھیان ہے اور اہل اسلام کو امداد دینا اور قرآن شریف کی اس محکم اور اٹل حکم پر جو یتیموں کی بابت قرآن کریم میں نازل ہوا ہے یعنی اِنَّ الَّذِیْنَ یَاکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا جو لوگ یتیموں کے مال کو ظلم کی راہ سے ہضم کر کے ڈکار نہیں لیتے گویا وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں وہ بہت جلدی دوزخ میں تشریف لیجاویں گے ہمارا عین ایمان ہے۔ مگر ہمیں تو اُن کا یہ دعویٰ کچھ موثر نہیں معلوم ہوتا۔ اور ایک طفل تسلی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اس لئے

جب ہم نے پکار پکار کر کئی دفعہ گوش گذار کر دیا ہے کہ ہمارے

جوابی کارڈ کو

ردی کے ٹوکرے میں نہ پھینک دینا۔ اس کے پہونچنے پر ہی فوراً
ہاں یا نا سے اطلاع دیدینا۔ مگر ان ہمارے عزیز مسلمانوں کی طرف سے
عجیب امداد ظہور میں آئی ہے کہ غضب خدا خط کا جواب تک
نہیں دیتے۔ ہاں کیا تو یہ کیا ہے کہ ہمارے جوابی کارڈ کا دوسرا
پرت کمال ہمدردی سے اپنے استعمال میں لے آتے ہیں۔

خیر۔ ہماری طرف سے اُن صاحبان کے
حق میں یہی دعا ہے کہ خدا اُن کا بھلا کرے انہوں نے اپنے اسلام کا
خوب ہی نمونہ دکھلایا اور ابتک کارڈ ملحقہ واپس نہیں کئے ہیں

سوائے اُن
ہمارے معزز مہربانوں کے جو آپ سے آپ ہمیشہ قیمت پیشگی عطا فرما دیا
کرتے تھے۔ مگر باعث مغالطہ حساب کے انہوں نے وی پی
واپس کیا تھا۔ ہمارے دوبارہ کارڈ ارسال کرنے پر اُن پیاروں نے
اپنی ایمانی ترقی کا اعلےٰ ثبوت دیا اور دوبارہ وی پی کی اجازت
معہ سابقہ خرچ کے دیکر ہمیں اپنا گرویدہ بنا لیا۔ ابھی بہت سے
صاحبان کے کارڈ باقی ہیں جنکے واسطے ہمنے مذکورہ بالا آیت قرآن شریف
کی لکھی ہے اور توجہ دلائی ہے کہ آپ ہی اللہ تعالیٰ کا خوف
کریں اور یتیموں کے مال سے کے نقصان کا خیال نہ کرکے ہاں یا نہ
سے اطلاع دیکر فلاحت دارین حاصل کریں اور ہمکو
شکریہ کا موقعہ دیویں۔ کیونکہ ہاں یا نہ کا لفظ لکھ دینا آپکے قیمتی

[illegible]ات کی طرف مخاطب کرکے نا دہندگی کی خواب سے جگاتے ہیں
کہ اگر انکو بھی انکار پر انکار رہی ہے جیسا کہ انکی عادت ہیں تو اصل ہی
تو ازراہ عنایت بہت جلدی وہ بھی مطلع کر دیں کہ ہمیں انعامی کتاب کا
وی پی لینا منظور نہیں ہے تو ہم رسالہ کا بھیجنا بند کر دیں اور ساتھ ہی
سابقہ سال کا چندہ مرحمت فرما دیں۔ نہیں تو ہم ان کے منحوس نام
جلی قلم سے نادہندونکی لسٹ میں عنقریب ہی شایع کر دینگے۔ اور

اگلے سال انعامی کتاب کیا ہے ایک
دُرِ بے بہا اور نایاب تحفہ ہے جس کا
تھوڑا سا مضمون ذیل میں درج ہے

والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ ۔ نیاز مند۔ ایڈیٹر

انعامی کتاب کا مضمون
مشتے نمونہ از خروارے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے
اور جو لوگ اپنی عصمت کو تھامے رہتے ہیں۔ بجز اپنی بیویوں کے اور حرم جایز کے
سو ان پر تو ملامت نہیں۔ مگر جو لوگ اس کے سوا کچھ اور چاہیں تو وہ حد سے گذر

جانے والے ہیں۔ الا علیٰ ازواجہم سے متعہ صاف حرام ثابت ہوتا ہے کیونکہ
متعہ والی عورت نہ ازواج میں داخل ہے۔ نہ لونڈیوں میں نہ اُس کے لئے کوئی حق زوجیت
مثل میراث و نان نفقہ وغیرہ کے ثابت ہے۔ نہ اُسکی اولاد کی بابت کوئی حکم ہے
سیپارہ پنجم میں جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی بی بیوں کو والمحصنات کے لفظ سے
تعبیر کیا ہے۔ محصنہ کا لفظ ہی متعہ کی حرمت کے لئے کافی ہے کیونکہ محصنہ
وہی عورت ہو سکتی ہے جو ہمیشہ کے لئے بطور احصان نکاح میں رہنے
کو نکاح میں لائی جائے۔

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝

مگر جو لوگ اسکے سوا کچھ اور چاہیں تو وہ حد سے گذر جانے والے ہیں۔ اور جو اپنی
امانتوں اور عہدوں کا پاس رکھتے ہیں۔ اور جو اپنی شہادتوں پر قائم ہیں۔
اور جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔ یہ لوگ باغوں میں عزت سے
رہیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز دین کا ستون ہے پس جس نے
اسے قائم کیا اپنے دین کو قائم کیا اور جس نے اُسے گرادیا اپنے دین کو گرادیا اور
فرمایا۔ کہ جو عورت پنجوقتی نماز کی پابند ہے اور بدکاری سے بچتی ہے اور اپنے
خاوند کی تابعدار رہے اُسکو قیامت کے دن اختیار ملے گا کہ جنت کے
جس دروازہ سے چاہے داخل ہو۔ الخ

اور فرمایا کہ جس شخص نے اپنی زبان کو بُری بات سے اور شرمگاہ کو بُرے کام
سے بچالیا۔ وہ بہشتی ہوگیا۔

اور فرمایا کہ ہمسایہ کی عورت سے زنا کرنا اور زنا سے دس حصہ زیادہ گناہ ہے
ایک روایت میں ہے کہ جس عورت کا خاوند گھر نہیں ہے جو کوئی اُسکے
بستر پر جاتا ہے۔ قیامت کے دن وہ اژدہے کے آگے ڈالا جائے گا۔ کہ وہ
جس طرح چاہے اُسکو کھائے۔
اور فرمایا کہ تین شخص ہیں جنسے خدا کلام تک نہ کرے گا نہ نظر رحمت سے دیکھے گا
اور اُن پر سخت عذاب ہوگا۔ (۱) بڑھاپے میں زنا کرنے والا (۲) جھوٹ
بولنے والا حاکم (۳) تکبر کرنے والا غریب۔
اور فرمایا غیر محرم کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے اور بدکاری کی باتیں سننا کانوں کا
زنا ہے اور اس قسم کی باتیں کرنا زبان کا زنا ہے۔ اور غیر کو ہاتھ لگانا ہاتھوں کا
زنا ہے۔ اور ایسے بُرے کام کی چلنا پیر کا زنا ہے۔
اور فرمایا جانور سے بدفعلی کرنے والے اور فاعل مرد اور مفعول مرد
دونوں کو قتل کر ڈالو۔
اور فرمایا۔ کہ جس شخص نے عورت کی دُبر میں فعل بد کیا ہو وہ کافر ہوا۔
اور فرمایا۔ کہ مرد مرد کے اور عورت عورت کے ساتھ بدفعلی کرنے والے لعنتی
اور ہلاکت کے لایق ہیں۔
اور فرمایا۔ کہ جو شخص امانت دار نہیں نہ اُس کا دین ہے نہ روزہ قبول ہے
نہ نماز۔ جو شخص امانت دار نہیں اُسکا ایمان نہیں۔ اور جو وعدہ کا سچا نہیں
اُسکا دین نہیں۔
جائز لڑائی میں جو عورتیں گرفتار ہو کر آتیں اور ہمیشہ کے لئے پہلے خاوندوں سے
اُن کا تعلق قطع ہو جاتے اُن کو لونڈی بنا کر رکھنا یا بیوی کی طرح اُن سے صحبت
کرنا توریت میں جائز ہے (دیکھو استثنا ۲۱ باب ۱۰-۱۴)۔ اغلباً یہودیوں سے
یہ رواج عرب میں آیا۔ اس رواج کے مطابق جو لونڈیاں مسلمانوں کے قبضہ میں

تخییں۔ اُن کو شریعت مقدسہ کے موافق رکھنا جایز قرار دیا۔ مگر اسلام کی اصلی تعلیم یہی ہے کہ حتے الامکان لونڈی غلاموں کو مفت یا کچھ فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے۔ ذکوٰۃ و صدقات کی مدمیں اُن کی آزادی کے واسطے ایک حصہ ہے۔ قتل خطا کی دیت میں اور کفارہ ظہار و کفارہ قسم میں غلام آزاد کرنے کا حکم ہے۔ اور علیحدہ بھی خداتعالی نے فک رقبہ غلام آزاد کرنے کی بابت کمال تاکید فرمائی ہے۔ جس سے غرض یہی ہے کہ رفتہ رفتہ موجودہ لونڈی غلام آزاد ہو کر آئندہ کو یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند ہوجائے۔ غلام۔ لواطت۔ جلق۔ مساحقت وغیرہ سب کی ممانعت اسی میں آگئی۔

اہل جنت کی عزت وتوقیر انعام واکرام کا حال سنکر مشرکین مکہ گروہ کے گروہ آپ کے گرد آجمع ہوتے۔ مگر حسن عقیدت کے ساتھ نہیں بلکہ دین کی ہنسی اڑانے کے لئے۔ یہاں آتے تو غریب مسلمانوں کو نظر حقارت سے دیکھتے اور ٹھٹھے اڑا کر کہتے۔ کہ اگر دار آخرت اور نعمائے جنت برحق ہیں تو ان ذلیل اور کس مپرس لوگوں سے جو آپؐ کے ساتھ ہوگئے ہیں ہم شریف اور معزز لوگ پہلے جنت میں جا پہونچیں گے اور اُن کو دھکے دے کر نکال دینگے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اُن کا یہ خیال باطل ہے۔ اپنی پیدائش کی اصل کو یہ جانتے نہیں ہیں کہ ایک حقیر اور ناپاک بوند سے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ ناپاک اور ناچیز بوند جنت میں پہونچنے اور خدائے قدوس کی حضوری کے کب قابل ہے؟ جب تک کہ اُسے سچے ایمان و اعمال صالحہ کے انوار سے روشن اور مجلے نہ کیا جائے۔ کافر چونکہ اس شرافت سے محروم ہیں اس لئے جنت سے بھی محروم ہیں۔

روزوں کی فضیلت

(سلسلہ کے لئے دیکھو ریویو آف ریلیجنز اردو جلد ۹ نمبر ۱۱)

کہ پہلے روزے رمضان کے روزہ سے علیحدہ تھے جس کی نسبت قرآن شریف میں بیان نہیں ہے کہ کے تھے اور کون سے تھے اور اس قیاس کے قرار دینے کے بعد کہا جاتا ہے کہ رمضان کے روزوں کی آیت نے اس حکم کو منسوخ کر دیا ہے جس پر کچھ بھی اشارہ منسوخ کرنے کا نہیں ہے۔ اگر قرآن میں اسی طرح ناسخ و منسوخ کو تسلیم کیا جاوے تو قرآن کے احکام کا منسوخ ہونا اور قایم رہنا صرف لوگوں کے قیاس اور حدیث احاد پر منحصر رہ جاتا ہے جو کسی طرح تسلیم کے لائق نہیں ہے یا قیاساً یہ قرار دیا جاتا ہے کہ پہلی آیت میں جس میں روزے کا ذکر ہے وہ وہی رمضان کے روزے ہیں جنکا پچھلی آیت میں ذکر ہے اور پھر بغیر کسی اشارے کے کہا جاتا ہے کہ جو اختیار کہ روزہ رکھنے یا فدیہ دینے میں تھا وہ پچھلی آیت سے منسوخ ہو گیا فدیہ دینے کی آیت میں جو حکم ہے وہ منسوخ نہیں ہوا اور وہ آیت یہ ہے وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیراً فھو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون اس آیت میں لفظ یطیقون کا ہے اسکی اور بھی قرأتیں ہیں۔ مثلاً یطوّقونہ حرف یا کے پیش اور واو کی تشدید سے یا ی کی زیر اور طا اور واو دونوں کی تشدید سے جس کے معنی کسی کام کے تکلف اٹھانے کے ہونے کے ہیں بعض علمائے مفسرین کی یہ رائے ہے کہ فدیہ کا حکم بھی مسافر و مریض سے علاقہ رکھتا ہے۔ کیونکہ بعض مریض و مسافر ایسے ہوتے ہیں جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں پہلی قسم کے مسافر اور بیمار کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اور دنوں میں روزہ رکھ لیں اور دوسری قسم کے مسافر و بیمار کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ چاہیں روزہ رکھیں چاہیں فدیہ دیویں مگر یہ معنی صحیح نہیں ہو سکتی

پس علی الذین سے بالتخصیص بیار و مسافر مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور جو رعایت اول قسم کے بیار و مسافر کی ہونی چاہئے۔ وہی دوسری قسم کے بیار و مسافر کی بھی۔

بعض علما کا یہ قول ہے کہ یطیقونه کے معنی بھی بمشکل و تکلیف سے کسی کام کے انجام ہونے کے ہیں دو لفظ وسع و طاقت ہیں وسع اس شخص کی نسبت بولا جاتا ہے جو کسی کام کے کرنے پر آسانی سے بغیر تکلیف کے قادر ہو۔ اور طاقت اس شخص کی نسبت بولی جاتی ہے جو کسی کام کے کرنے پر مشکل سے تکلیف اٹھا کر قادر ہو اور شاذ قرائتیں اسی مطلب کی تائید کرتی ہیں پس یطیقونه کے معنی یستصعبونه کے ہونگے جو لوگ نہ روزہ رکھنے کی نہایت تکلیف اور سختی اٹھا کر طاقت رکھتے ہیں۔ ان کو اجازت ہے کہ روزہ رکھنے کے بدلے فدیہ دیدیں پس یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ اپنے حکم پر بحال ہے۔

بعض علمائے مفسرین نے بھی جیسا کہ تفسیر کبیر میں مندرج ہے۔ اس بات کو تسلیم کیا ہے مگر یہ بحث کی ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو نہایت تکلیف اور سختی اٹھا کر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ سدی کا قول ہے کہ وہ وہ لوگ ہیں جو بہت بڈھے ہوگئے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس نے اپنے مرنے سے پہلے روزہ نہیں رکھتے تھے ان کو روزہ رکھنے میں سختی اور دشواری معلوم ہوتی تھی اور ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلاتے تھے۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ بڈھا کی کیوں قید لگاتی ہے۔ قرآن مجید میں کوئی ایسا اشارہ نہیں ہے۔ جس سے الذین کے لفظ سے صرف بڈھا ہی مقصود ہو۔ تمام انسان بڈھے ہوں یا جوان باعتبار اپنی ساخت و خلقت اور موسم و ملک کے مختلف الکیفیت والمزاج ہوتے ہیں بہت سے جوان بلحاظ اپنی خلقت کے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کو روزہ میں بے انتہا تکلیف و مشقت ہوتی ہے اور بہت سے بڈھے ایسے ہوتے ہیں کہ انکو روزہ کچھ معلوم

بھی نہیں ہوتا۔ پھر موسم کے اختلاف کی وجہ سے بہت اثر پڑتا ہے وہی لوگ جو ایک موسم میں نہایت آسانی سے روزہ رکھ سکتے تھے دوسرے موسم میں نہایت تکلیف و سختی اٹھاتے ہیں۔ بعض ملکوں میں کبھی دن اتنا بڑا ہوتا ہے کہ انسان کی طاقت سے روزہ کا رکھنا خارج ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ ارض تسعین میں جہاں چھ مہینہ کے برابر دن ہوتا ہے اور ارض ستین میں جہاں بعض موسم میں غروب و طلوع کے فی مابین اسقدر فاصلہ ہوتا ہے جس کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ رات ہوتی ہی نہیں پس خدا تعالی نے ان تمام حالات کے لحاظ سے جو اس کے علم میں تھے نہایت عمدہ ترتیب سے جو فطرت انسانی کے بالکل مطابق ہے یہ حکم دیا کہ علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین پس اس حکم کو ان شخصوں سے مقید کرنا ایک فعل اور زیادتی علی الکتاب ہے۔

پہلی آیتوں میں جنہوں بیمار و مسافر کا اور ان لوگوں کا جو بدشواری روزہ برداشت کر سکتے ہیں حکم ہے ان آیتوں کا علانیہ یہ منشا تھا کہ مریض و مسافر کو روزہ کا نہ رکھنا بہتر ہے مگر ان لوگوں کی نسبت جو بدشواری روزہ رکھتے ہیں یہ منشا تھا۔ کہ انکو روزہ رکھنا بہتر ہے جیسا کہ ان تصوموا خیر لکم سے پایا جاتا ہے۔ اسی منشا سے پہلی آیات میں جنہیں روزے کا رمضان کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ مریض و مسافر کا تو ذکر کیا مگر ان لوگوں کو جو بدشواری روزہ برداشت کر سکتے تھے ذکر چھوڑ دیا۔ کیونکہ ان کے حق میں فدیہ دینے سے روزہ رکھنا بہتر تھا۔ ان تمام بحثوں کے بعد یہ نتیجہ نکلا۔ کہ پہلی آیت میں جن روزوں کا ذکر ہے وہ رمضان ہی کے روزے ہیں اور کوئی حکم اور کوئی آیت منسوخ نہیں ہے اور تمام آیتوں کے لحاظ کرنے کے بعد روزوں کی نسبت مفصلہ ذیل حکم ہیں :۔

(۱)۔ روزے رمضان کے ہر مسلمان پر لکھے گئے جس کو شرعی اصطلاح میں کہتے ہیں۔

(۲) روزوں کے رکھنے سے یہ فرض ادا ہوتا ہے۔

(۳) اگر رمضان کے مہینہ میں کوئی شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اسکو روزہ رکھنا نہیں چاہئے اور اور دنوں میں جبکہ وہ تندرست ہو اور سفر ختم ہو جاوے تو اس کے بدلے روزے رکھ لے۔

(۴) جن لوگوں کو روزہ رکھنے میں بڑا سختی و تکلیف ہوتی ہے اور بمشکل روزہ رکھتے ہیں انکو اجازت ہے کہ روزوں کے بدلے فدیہ دیں مگر ان کے حق میں فدیہ دینے سے روزہ رکھنا بہتر ہے۔

جو لوگ روزہ پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ وہ انسان کی تکلیف کا باعث ہے اور بعض ملکوں میں اسکا ادا کرنا غیر ممکن ہے انکو تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ جس ترتیب و خوبی سے خدا نے حکم دیا ہے وہ نہ تکلیف کا باعث ہے نہ صحت کو مضر ہے نہ خلاف فطرت انسانی ہے اور نہ کسی ملک کے رہنے والوں کے خلاف طاقت کے ہے اب اس بحث کو کہ وہ عبادت ہے یا نہیں لکھتے ہیں جس قدر کثرت سے یہود اور متقدمین عیسائی روزے رکھتے تھے اس سے ظاہر ہے کہ ان کا خیال اسکے ذریعہ سے تزکیہ نفس اور خدا کی عبادت کا تھا ابتدائی زمانہ میں جبکہ انسان شائستہ نہیں تھا اور شائستگی کی طرف میلان شروع کیا تھا تمام لوگوں کا یہ خیال تھا خدا مخلوق سے راضی ہوتا ہے اگر وہ قصداً اپنے بدن کو اپنی روح کو خدا کی خوشنودی کے لیئے تکلیف میں ڈالے اسی وجہ سے بعض فرقوں نے تکلیف شاقہ گوارا کی تھی اور اپنی جان اور اپنی اولاد کی جان کی بھی قربانی کرنے کو جائز قرار دیا تھا اور جوگ اور رہبانیت اختیار کی تھی۔ توریت میں جہاں روزہ رکھنے کا ذکر ہے وہاں اس قسم کے الفاظ میں کہ اپنی روحوں کو مبتلا کرو جس سے عبری زبان کے قدیمی محاورہ کے موافق روزہ رکھنا مراد ہے کچھ شبہ نہیں ہے کہ روزہ رکھنا اسی خیال سے کہ اس سے خدا راضی ہوتا ہے مذہبی امر قرار پایا تھا اور ابتدا میں جبکہ خدا

کم میسر ہوتی تھی اور غذا کی بہ نسبت زیادہ خوشی یا رنج کی پہونچانے والی کوئی چیز
نہ تھی روزہ نے مذہبی پایہ پایا۔ آنحضرت صلعم نے اس خیال کو کہ خدا اس طرح خوش
ہوتا ہے متعدد طرح سے باطل کیا اور فرمایا کہ رہبانیت اسلام میں نہیں ہے۔
پس آنحضرت صلعم نے اس خیال پر رمضان کے روزوں کا حکم نہیں دیا۔ مگر انبیا کا
کام صرف سمجھدار ہی لوگوں کے ساتھ نہیں ہے بلکہ انکا مقصد جاہلوں اور گواروں
کی بھی تلقین و تکمیل کا کرنا ہے۔ عرب کے لوگ یہودیوں اور عیسائیوں کو دیکھتے تھے
کہ خدا کے خوش کرنے کے خیال سے اور اپنے پیغمبر کی پیروی کی نظر سے روزہ
رکھتے ہیں۔ اور اُس طرف رغبت کرتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے بھی اس رسم کو جاری
رہنے کی ایک عمدہ اور آسان اور غیر مخالف فطرت انسانی کے طریقہ میں اجازت
دی چنانچہ الفاظ کما کتب علی الذین من قبلکم صاف اسبات پر دلالت
کرتے ہیں کہ آنحضرت اس رسم کے موجد نہ تھے باینہمہ اس رسم کی سختی کو نہایت خوش
اسلوبی سے نرم و قابل برداشت کر دیا۔ کہ بیماروں اور مسافروں کو جنکو تکلیف
ہوتی ہو فدیہ دینے اور روزہ دور رکھنے میں مجاز کر دیا۔ اور جبکہ روزہ حد اعتدال
سے نہ گذر جاوے اور وبال جان نہ ہوجاوے۔ تو بلاشبہ تزکیہ نفس اور طبع میں نیکی و صلاحیت
پیدا کرنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔ کم کھانا انسان کے دل و دماغ کو زیادہ صحیح و درست
رکھتا ہے اور اسکے دل کو خدا کی طرف زیادہ متوجہ کرتا ہے اسکا یہ سبب نہیں
ہے کہ انسان کو تکلیف میں ڈالنا خدا کو پسند ہے بلکہ یہ سبب ہے کہ انسان میں
ایک فطرتی امر ہے کہ مصیبت کے وقت خدا کو یاد کرتا ہے اور جب کسی
خاص امر کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو خدا کی طرف اُسکو کم رغبت ہوتی ہے
اور جو عبادت شکم پری کی حالت میں نہیں ہو سکتی وہ بھوک کی حالت
میں نہایت دلی توجہ سے ادا ہوتی ہے۔ پس یہ ذریعہ خدا کی طرف زیادہ
رجوع ہونے اور روحانی ترقی کا ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ جس طرح آنحضرت نے

ستکو قایم رکھنا۔ فطرت انسانی کے بالکل مطابق ہے اور اس کا فرض کر دینا
ویسکا ن اسلام میں شہور کرنا سب وہ ضروری تھا اور اسکے ترک کرنیوالی نسبت فیک
بلا وجہ بے ترک کرنے کی اسی وعید کے مستحق ہیں جو بیان ہوئی ہیں اور جو خدا کے
حکم کے نہ ماننے سے لازم آتے ہیں اور اب جبکہ وہ خواہ کسی غرض سے ہو فرض ہو چکا
ہے تو ہر مسلمان کو اسکا برابر ادا کرنا ضروری ہے۔

آنحضرت صلعم کوہ حرا میں جبکہ نزول وحی کا زمانہ تھا روزہ دار تھے یا غذا اسی
پرہیز یا معمولی غذا میں کمی کی تھی اسوجہ سے جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں
نے حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ کی تقلید کی اسی زمانہ میں آنحضرت صلعم کی تقلید
بھی فرض ہوئی قال اللہ تعالیٰ - یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم
الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم ایاما معدودات فمن
کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر وعلی الذین یطیقونہ
فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ وان تصوموا
خیر لکم ان کنتم تعلمون - شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن
ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر
فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یرید اللہ
بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی
ما ھدٰکم ولعلکم تشکرون ۰ بقر-

یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو لکھا گیا تم پر روزہ جس طرح کہ لکھا گیا ان لوگوں پر
جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیزگاری کرو گنے ہوئے دنوں میں پھر جو کوئی تم میں سے
بیمار ہو یا سفر پر تو شمار کرے اور دنوں میں اور ان لوگوں پر جو روزہ کی طاقت رکھتے
ہیں بدلا دینا ہے ایک محتاج کی خوراک پھر جس شخص نے نیکی کی اسکے لئے اچھا ہے اور
روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو - ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن

نازل کیا گیا ہے ہدایت واسطے لوگوں کے اور ظاہر نشانی ہدایت کی اور حق و
باطل کو جدا کرنے والا۔ پھر تم میں سے جو کوئی اس مہینہ میں موجود ہو چاہئے اس میں
روزہ رکھے اور جو کوئی کہ بیمار ہو یا سفر پر ہو تو شمار کرے اور دنوں میں سے اللہ تمہپر آسانی
کرتا ہے اور تمپر دشواری نہیں چاہتا تاکہ تم پورا کرو تعداد کو اور تاکہ اللہ کو اس بات
پر جس کی تمکو ہدایت کی ہے بزرگی سے یاد کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ جس طرح ہفتہ میں
ایک دن اور ایکدن میں پانچ مرتبہ خدا کے سامنے حاضر ہونا ہر مسلمان کو ضرور ہے
اسی طرح سال میں ایک مہینہ قبل طلوع آفتاب سے غروب تک نہ صرف خورد و
نوش بلکہ غصہ و خواہشات نفسانی اور ہر قسم کی برائیوں سے باز رہنا چاہئے۔ اور کل
اعضا کو نامناسب افعال سے روکنا لازم ہے پس کیا یہ کسی شخص کے واسطے
ممکن ہے کہ وہ سال میں ایک مہینہ تک اپنی خصلت کو درست رکھے بغیر اسکے
کہ اس نے اپنی مجموعی حالت بقیہ گیارہ مہینوں میں کسی حد تک فایدہ بخش نہ رکھی ہو
روزہ کا خاص مقصد علاوہ کینہ خواہشات انسانی کی عارضی ترتیب کے زیادہ تر
مرتب ہے۔ یہ ایک معقول تجویز ہے اگر صدق و عرفان و عبادت گذاری کے طریقہ
سے اسپر عمل کیا جاوے ہم سب عادت کی قوت سے آگاہ ہیں جس شخص نے دقیق و غیر
متعصبانہ نگاہ سے اسلامی طریقہ کو جانچا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ کس معقولیت اور
دانائی سے روزہ کی ترتیب کیگئی ہے کہ آجکل اس کا احترام و انتظار کیا جاتا ہے
اور جب کہ روزے سے برائیاں کم نہ ہوں تو صرف بھوکا ہی رہنا ہے۔ ف ش

خدا کی یاد

حضرت معاذ بن جبل رضؓ نے فرمایا۔ آخری کلام جو میں نے اپنے پیارے نبی حضرتؐ
سے دریافت کی یہ تھی کہ کونسا عمل خدائے پاک کو بہت محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا

ان تموت و لسانك رطب من ذكر الله یعنی اے معاذ تیرا مرنا اُس حالت میں ہو کہ تیری زبان خدا کی یاد میں ہو۔

عبداللہ بن بسیر نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلعم کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ بہت نوافل مجھ سے پڑھے نہیں جاتی آپ کوئی ایسا عمل فرما دیں جس میں ثواب بھی بہت ہو اور تمام رحمتوں کا جامع ہو اور آسان بھی ہو کسی زمان۔ مکان اور حالت کا محتاج بھی نہ ہو۔ باینہمہ میں اُسے ہمیشہ ہر آن اپنا ورد بھی رکھوں اور نفلوں کی مجھے پھر ضرورت نہ رہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اپنی زبان کو تر و جاری رکھا کر یعنی ہر وقت خدا کی یاد کیا کر۔

عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ پیارے نبی کریم صلعم نے فرمایا "لاتکثروا الکلام بغیر ذکر اللہ قسوۃ للقلب وان ابعد اللہ القلب القاسی یعنی خدا کے ذکر کے سوا بہت کلام مت کیا کرو۔ کیونکہ خدا کے ذکر کے سوائے بہت کلام زیادہ دل کو سخت کر دیتا ہے۔ اور سب سے دور (لوگوں میں) اللہ کے سخت دل والا شخص ہے۔

ابوذرین کو آنحضرت نے ارشاد فرمایا: ابازرین اذ خلوت فحرك لسانك بذكر الله فانك لاتزال فی صلوۃ ما ذكرت ربك یعنی اے ابازرین جب تو خلوت میں ہو تو اپنی زبان کو اپنے رب کی یاد سے حرکت دیتا رہ تاکہ تو نماز سے دور نہ ہو جائے (یعنی ہمیشہ نماز ہی میں تم رہو۔

اوقاتِ سحری ماہِ رمضان

جب تک کسی چیز کے اسباب مہیا نہ ہوں اُس وقت تک اگر اس امر کے سمجھنے میں کسی سے غلط فہمی ہو جائے تو وہ عند اللہ معذور خیال کیا جا سکتا ہے۔ مگر جب باوجود اسباب کی موجودگی کے پھر بھی غفلت اور بے پروائی سے کام لیا جائے تو یقیناً مواخذہ الٰہی سے بجز توبہ و استغفار بچنا دشوار ہے۔ عام کلمہ گو مسلمانوں میں پچاس فیصدی مرد تو ایسے ہیں جو روزہ رکھتے ہی نہیں یہ اس لئے کہ وہ محض نام کے مسلمان ہیں اور ہم نے غور کر کے دیکھا ہے کہ آجکل ان لوگوں نے نماز روزہ کو ذکور و اناث میں تقسیم کر رکھا ہے فی صدی دو عورتیں بھی نماز نہیں پڑھتیں گویا وہ سمجھتی ہیں کہ نماز ہم پر فرض نہیں ایسا ہی مرد روزہ نہیں رکھتے اور یہ عورتوں کا حصہ سمجھتے ہیں پھر ان میں سے جو جو رکھتے ہیں اُنکا یہ حال ہے کہ روٹی کھا کر صبح کے بعد اس وقت تک جبکہ دن نکلنے میں تقریباً ۱۰ منٹ رہ جاتے ہیں حقہ پیتے رہتے ہیں ان کا مذہب یہ ہے کہ جب تک چیونٹی چلتی ہوئی نظر نہ آئے کھانا پینا جائز ہے بعض ملاں کی اذان کے منتظر رہتے ہیں اور ملاں صاحب خواب خرگوش سے تقریباً اسی وقت بیدار ہوتے ہیں اور تمام لوگوں کے روزہ نہ ہونے کا گناہ اپنے سر پر اٹھاتے ہیں دوسرے وہ ہیں جو پرہیزگاری کی رو سے دو بجے رات سے بھی پہلے روٹی کھا لیتے ہیں اور پھر مزے سے سو رہتے ہیں اور دن نکلنے کے وقت بیدار ہو کر دو چار ٹھونگے لگا لیتے ہیں جنہیں اپنی اصطلاح میں نماز فجر کہتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ہمیں بتاتا ہے کہ آپ سحری سویرے نہیں کھاتے تھے بلکہ آپ کی نماز فجر اور روٹی کھانے میں صرف پچاس یا ساٹھ آیت کا فرق ہوتا تھا جسے بالفاظ دیگر دس بارہ منٹ کہہ سکتے ہیں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو چاہتے ہیں کہ ہم ایک درمیانی وقت پر اٹھیں اور ایسے وقت کھانا

مگر ایک شخص باوجود ان اسباب سے متمتع ہونے کے کیونکر معذور قرار دیا جا سکتا ہے
گھڑی کی نسبت یہ بات ٹھیک ہے کہ ان میں سے کئی ریگولیٹ نہیں ہوتیں لیکن
میرے خیال میں ہر قسم کی گھڑی سے کام لیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ شوق و عزم و
استقلال ہے۔ ہر ایک شخص ماہ رمضان سے پہلے کچھ دن اپنی آنکھ سے مشاہدہ
کرلے کہ اس کی گھڑی پر طلوع آفتاب کس وقت ہوتا ہے اور غروب کس وقت
اور ہر روز جو فرق پڑے اس کا بھی حساب کرے پس اس اندازہ پر پیچھے ہر روز کبھی
ایک حساب کر لیا کرے۔ اور مومن غافل نہیں ہوتا۔ اس لئے جب مطلع صاف
ہو تو دوسرے چوتھے روز طلوع و غروب کو بچشم خود دیکھ کر اپنی گھڑی کی صحت کا
اطمینان کر سکتا ہے۔ چونکہ مختلف شہروں کے مختلف مطالع ہیں۔ اس لئے
ایک خاص وقت لکھنا فضول ہے خصوصاً جب گھڑیاں بھی ریلوے ٹائم پر نہ
ہوں۔ اس لئے ایک عام قاعدہ لکھا جاتا ہے کہ آجکل صبح صادق طلوع آفتاب
سے ایک گھنٹہ تیئیس منٹ اول شروع ہوتی ہے مثلاً آجکل سوا چھ بجے دن چڑھتا ہے
تو صبح کا وقت پانچ میں سے سات منٹ رہے شروع ہو گا۔ احتیاط کے لئے
ہم ڈیڑھ گھنٹہ رکھا کرتے ہیں اور غروب ساڑھے چھ بجے ہوتا ہے۔ روزہ افطار
کرنے کے لئے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جس وقت مشرق سے رات چڑھ آئے
اور دن غروب ہو تو افطار کریں ہمارا اپنا تجربہ ہے کہ یہ حالت قرص خورشید کی
نظر سے پنہاں کے پانچ منٹ بعد ظاہر ہوتی ہے۔ پس اس وقت روزہ کھولنا
چاہئے اور رات کو اٹھنا تو ہر خاندان کا اپنی اپنی ضرورتوں کے موافق ہے۔ اس کے
متعلق کوئی رائے نہیں دیجا سکتی ہر شخص خود ایک دو روز کے تجربہ سے معلوم کر سکتا
ہے۔ میرے اندازہ میں دو گھنٹے صبح سے اول اٹھنا بہت کافی وقت ہوتا ہے
یہ مضمون ان کے لئے مفید ہے۔ جنکے پاس گھڑیاں ہیں دوسرے حضرات بھی
اگر شوق رکھیں تو کوئی بڑی بات نہیں صرف ۱۵ روپے ٹائم پیس بہتر ہے۔

روزہ کی برکتیں

قال اللہ تعالیٰ۔ یا یہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ ایاما معدودات۔ ترجمہ۔ فرمایا اللہ نے اے ایمان والو! حکم ہوا ہے تم پر روزے کا جیسا حکم ہوا تھا تم سے اگلوں پر تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ کئی دن ہیں گنتی کے۔ اللہ تعالیٰ نے روزے کی علت غائی یہ بیان فرمائی کہ انسان متقی بن جائے۔ کیونکہ روزے کے ذریعہ سے انسان کو اپنے نفسانی جذبات کو قابو کرنے اور اپنے پر حکمرانی کی مشق پیدا ہوتی ہے اور جیسا کہ بھوک پیاس پر برداشت کرنے کی ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی دوسری خواہشوں کو دبانے کی بھی قوت حاصل ہو جاتی ہے۔

کتب اولین میں روزوں کا حکم

روزہ کی عبادت تمام ادیان میں پائی جاتی ہے۔ عزرا نبی کی کتاب باب ۸۔ آیت ۲۱ میں لکھا ہے۔ میں نے اہوا کے دریا پر منادی کرائی کہ روزہ رکھیں اور خدا کے آگے تو کہ کھینچیں اور اس سے دعا مانگیں تو کہ اپنے اور اپنی اولاد اور مال کے لئے سیدھی راہ پاویں یہودی لوگ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھتے تھے اور ایسا ہی روزے کے متعلق تاکید بائیبل میں مفصلہ ذیل مقامات پر ہے۔ یسعیاہ باب ۵۸۔ آیت ۳۔ سموئیل باب ۱۲ آیت ۱۶۔ دانیال باب ۹۔ آیت ۳۔ استر باب ۴۔ آیت ۱۶۔ یوئیل باب ۲ آیت ۱۲۔ باب ۲۔ آیت ۱۵۔ حضرت مسیح نے روزے کو نہایت ضروری عمل قرار دیا ہے۔ خود بھی روزہ رکھا تھا اور شاگردوں سے بھی فرمایا۔ جب کہ شاگردوں نے دریافت کیا کہ آپ دیو نکال سکتے ہیں اور ہم کیوں نہیں نکال سکتے۔ تو جواب میں

فرمایا کہ تم اپنی بے اعتقادی کے سبب ایسے کام نہیں کر سکتے۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اگر تمہیں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا تو پہاڑ کو یہاں سے وہاں چلا سکتے اور کوئی بات تم سے انہونی نہ ہوتی۔ پر یہ بات دعا اور روزے کے بغیر نہیں ملتی۔ متی باب ۱۷۔ آیت ۱۹ تا ۲۱۔

روزوں کی بابت نبوی فرمان

حدیث شریف میں آیا ہے۔ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ قال اللہ عزوجل کل عمل ابن آدم لہ الا الصیام فانہ لی وانا اجزی بہ والصیام جنۃ واذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی صائم والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک۔ للصائم فرحتان یفرحہما اذا افطر فرح بفطرہ واذا لقی ربہ فرح بصومہ متفق علیہ وھذا اللفظ روایۃ البخاری وفی روایۃ لہ یترک طعامہ وشرابہ وشھوتہ من اجلی الصیام لی وانا اجزی بہ والحسنۃ بعشر امثالہا۔

ترجمہ۔ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ آدمی کے عمل اسی کے لئے ہیں مگر روزہ کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا اور روزے سپر ہیں جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو فحش نہ بولے اور نہ بیہودہ گوئی میں شور و غوغا کرے اگر کوئی اس کو برا کہے یا لڑائی کا ارادہ کرے تو اس کو کہے کہ میں روزے دار ہوں قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک

کی بو سے زیادہ خوش ہے روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک جب روزہ کھولتا ہے تو اسکو بہ سبب روزہ کھولنے کے خوشی ہوتی ہے اور ایک جب اپنے رب کی ملاقات کرے گا تو اسکو بہ سبب روزہ کے خوشی ہوگی۔ متفق علیہ۔ اور یہ بخاری کی ایک روایت کے لفظ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہا نا پینا شہوت میرے لئے چھوڑتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اسکی جزا دوں گا۔ اور نیکی کی جزا دس گنی ہوتی ہے۔

نیّت روزہ

روزہ کے لئے نیّت شرط ہے یعنی دل سے قصد اور ارادہ روزہ رکھنے کا ہو خواہ زبان سے اُسکا اظہار کرے یا نہ کرے انما الاعمال بالنیّات اگر کوئی شخص روزے کا ارادہ اور نیت نہ رکھتا ہو اور کسی اتفاق سے دن بھر بھوکا رہے تو وہ روزہ دار نہیں کہلا سکتا۔

جن باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۱) بلا اختیار حلق میں دھوآں یا گرد و غبار یا مکھی مچھر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۲) آٹا پیسنے والے اور تمباکو وغیرہ کوٹنے والے کے حلق جو آٹا وغیرہ اُڑ کر جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۳) کان میں پانی چلا جائے یا خود قصداً کان میں پانی ڈالے۔ خود بخود قے آجائے خواب میں غسل کی حاجت ہو جائے۔ قے آکر خود بخود لوٹ جائے۔ ان سب باتوں سے روزہ نہیں جاتا۔

(۴) آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں جاتا۔ اور خوشبو سونگھنے سے کچھ

نقصان نہیں آتا۔ (۵) بلغم دماغ سے اُترا اور اُسکو نگل لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔
(۶) تھوڑی سی قے یعنی منہ بھر سے کم) اگر قصداً بھی کرے تو روزہ نہیں جاتا۔
(۷) تھوڑی سی قے آئی اور قصداً لوٹا کر نگل گیا تو روزہ نہیں جاتا۔
(۸) اگر غسل کی حاجت میں صبح ہو جائے یا آفتاب نکل آئے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔
(۹) اگر دانتوں میں سے خون جاری ہو مگر حلق میں نہ جائے۔ تو روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا۔

وہ عذر جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

مریض بعد تندرستی روزہ رکھے۔ مسافر کے واسطے حکم ہے کہ ایام سفر میں روزہ نہ رکھے۔ جو عورت حمل سے ہو اُسے اجازت ہے کہ روزے نہ رکھے۔ اور اُس کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ ایسا ہی جو عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اسکے واسطے بھی اجازت ہے۔

سحری کھانے اور افطار کا وقت

عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسحروا فان فی السحور برکۃ متفق علیہ۔ حضرت انسؓ سے فرمایا کہ حکم دیا آنحضرتؐ نے یعنی سحر کھاؤ البتہ سحری میں برکت ہے۔

عن سہل بن سعد ان رسول اللہؐ قال لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر متفق علیہ سہل بن سعد سے۔ یعنی ہمیشہ رہنگے لوگ ساتھ بھلائی کے جب تک جلدی

کرینگے روزہ کھولنے میں *

عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلعم قال اللہ عزوجل احب عبادی الی اللہ اعجلھم فطراً رواہ الترمذی - ابو ہریرہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا اللہ تعالے نے دوست تر میرے بندوں سے مجکو بہت جلدی افطار کرنے والا ہے -

عن سلمان بن عامر الضبی عن النبی صلعم اذا افطر احدکم فلیفطر علی تمر فان لم یجد فلیفطر علی ماء فانہ طھور رواہ الخمسۃ وصححہ ابن خزیمہ - فرمایا جب روزہ کھولے ایک تمہارا - سو چاہیے کھولے خرما سے پس اگر نہ پاوے تو کھولے پانی سے جو وہ پاک کرنیوالا ہے

عن ابی ذر ان النبی صلعم قال لایزال اُمتی بخیر ما اخّر السحور وعجلوا الافطار - فرمایا ابوذر نے کہ پیغمبر خدا صلعم نے حکم دیا ہمیشہ رہے گی اُمت میری ساتھ بھلائی کے جب تلک دیر کر کھاوینگے سحور کو اور جلدی کرینگے افطار کو -

---

زید بن ثابت سے ہے کہ تھا درمیان سحور کھانے حضرت صلعم کے اور داخل ہونے آنحضرت صلعم کے نماز فجر میں قدر اتنا جو پڑھے ایک شخص پنجاہ آیت -

---

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو آدمی نہ چھوڑے بات جھوٹ کی اور کام بُرے - پس نہیں اللہ کو حاجت یہ کہ چھوڑے اپنا کھانا پینا -

قرآن شریف سے آنحضرت صلعم کی شفاعت کا ثبوت

قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بارہ میں مختلف مقامات میں ذکر فرمایا گیا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم۔ ترجمہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہاری گناہ بخشے۔ اب دیکھو کہ یہ آیت کسقدر صراحت سے بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا جس کے لوازم میں سے محبت اور تعظیم اور اطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسکا ضروری نتیجہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ اور جس طرح بذریعہ دوا مرض سے ایک انسان پاک ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی ایک شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور جس طرح نور ظلمت کو دور کرتا ہے اور تریاق زہر کا اثر زائل کرتا ہے اور آگ جلاتی ہے ایسا ہی سچی اطاعت اور محبت کا اثر ہوتا ہے۔ دیکھو آگ کیونکر ایک دم میں جلا دیتی ہے۔ پس اسی طرح پر جوش نیکی جو محض خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے کیجاتی ہے وہ گناہ کا خس و خاشاک بھسم کرنے کے لئے آگ کا حکم رکھتی ہے

جب ایک انسان سچے دل سے ہمارے نبی صلعم پر ایمان لاتا ہے اور آپ کی تمام عظمت اور بزرگی کو مانکر

پورے صدق و صفا اور محبت اور اطاعت سے آپکی پیروی کرتا ہے یہانتک کہ کامل اطاعت کی وجہ سے فنا کے مقام تک پہونچ جاتا ہے۔ تب اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آپکے ساتھ ہو جاتا ہے وہ الٰہی نور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتا ہے اس سے یہ شخص بھی حصہ لیتا ہے تب چونکہ ظلمت اور نور کی باہم منافات ہے وہ ظلمت جو اسکے اندر ہے دور ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کوئی حصہ ظلمت کا اسکے اندر باقی نہیں رہتا اور پھر اس نور سے قوت پاکر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں اس سے ظاہر ہوتی ہیں اور اسکے ہر ایک عضو میں سے محبت الٰہی کا نور چمک اٹھتا ہے تب اندرونی ظلمت بکلی دور ہو جاتی ہے اور علمی رنگ سے بھی اس میں نور پیدا ہو جاتا ہے آخر ان نوروں کے اجتماع سے گناہ کی تاریکی اسکے دل سے کوچ کرتی ہے یہ تو ظاہر ہے کہ نور اور تاریکی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ایمانی نور اور گناہ کی تاریکی بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ اور اگر ایسے شخص سے اتفاقاً کوئی گناہ ظہور میں نہیں آیا تو اسکو اس اتباع سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ آیندہ گناہ کی طاقت اس سے مسلوب ہو جاتی ہے اور نیکی کرنے کی طرف اسکو رغبت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ اسکی نسبت اللہ تعالیٰ آپ قرآن شریف میں فرماتا ہے حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان یعنی خدا نے تمہر پاک روح نازل کرکے ہر ایک نیکی تمہیں پیاری لگائی اور کفر اور فسق اور عصیان تمہاری نظر میں مکروہ کیا۔

لیکن اگر اس جگہ یہ سوال ہو کہ وہ نور جو بذریعہ نبی علیہ السلام کے پیروی کرنیوالی کو ملتا ہے جس سے گناہ کے جذبات دور ہو جاتے ہیں وہ کیا چیز ہے سو اس سوال کا یہ جواب ہے۔ کہ وہ ایک **پاک معرفت** ہے جس کے ساتھ کوئی تاریکی شک و شبہ کی نہیں اور وہ ایک **پاک محبت** ہے جس کے ساتھ کوئی نفسانی غرض نہیں۔ اور وہ ایک **پاک لذت** ہے جو تمام لذتوں سے بڑھ کر ہے جس کے ساتھ کوئی کثافت نہیں اور وہ ایک زبردست کشش ہے۔ جس پر کوئی کشش غالب نہیں۔ اور وہ ایک **قوی الاثر تریاق** ہے جس سے تمام اندرونی زہریں دور ہوتی ہیں۔ یہ پانچ چیزیں ہیں جو نور کے طور پر روح القدس کے ساتھ سچی پیروی کرنے والے کے دل پر نازل ہوتی ہیں پس ایسا دل نہ صرف گناہ سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے بلکہ طبعاً اس سے متنفر بھی ہو جاتا ہے۔ ان پانچ چیزوں کی طاقت کا جدا جدا بیان تو بہت طول چاہتا ہے۔ مگر صرف پاک معرفت کی خاصیتوں کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرنا اس حقیقت کے سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ کیونکر پاک معرفت گناہ سے روکتی ہے +

یہ ظاہر ہے کہ انسان بلکہ حیوان بھی نقصان رساں چیز کی شدت علم صحیح اور یقینی پا کر اس کے نزدیک نہیں جا سکتا۔ چور کو اگر یہ اطلاع ہو کہ جس جگہ میں نقب لگانا چاہتا ہوں اس جگہ مخفی طور پر ایک جماعت کھڑی ہے جو عین نقب زنی کی حالت میں مجھے پکڑ لیگی تو وہ ہرگز اس بات پر جرأت نہیں کر سکتا کہ نقب لگاوے بلکہ اگر ایک پرند بھی اس بات کو تاڑ جاوے کہ یہ چند دانہ جو میرے لئے زمین پر پھیلائے گئے ہیں ان کے نیچے دام ہے تو وہ ان دانوں کے نزدیک نہیں آتا۔ ایسا ہی مثلاً اگر ایک نہایت عمدہ لطیف کھانا پکا یا گیا ہو مگر کسی شخص کو یہ علم ہو جائے کہ اس کھانے میں زہر ہے تو وہ کبھی اس کھانے کے نزدیک نہیں آتا۔ پس ان تمام مشاہدات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ

انسان جب ایک موذی اور نقصان رساں چیز کی نسبت پورا علم حاصل کرلے تو کبھی اس چیز کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ بلکہ اس شی کی شکل سے بھاگتا ہے لہذا یہ امر قابل تسلیم ہے۔ کہ اگر انسان کو کسی ذریعہ سے اس بات کا علم ہوجاوے کہ گناہ ایسی مہلک زہر ہے جو فی الفور ہلاک کرتی ہے۔ تو بلا شبہ انسان بعد اس علم کے گناہ کا مرتکب ہرگز نہیں ہوگا۔

لیکن اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسا ذریعہ ہے۔ کیا عقل وہ ذریعہ ہوسکتی ہے تو اسکا یہی جواب ہے کہ عقل ہرگز کامل ذریعہ نہیں ہوسکتی جبتک کوئی آسمانی مددگار نہ ہو۔ کیونکہ دل میں یہ یقین ہونا کہ گناہ کے لئے واقعی ایک سزا ہے جس سے انسان بچ نہیں سکتا۔ یہ یقین کامل طور پر اس وقت ہوسکتا ہے کہ جب کامل طور پر معلوم ہو کہ خدا بھی ہے جو گناہ پر سزا دے سکتا ہے لیکن مجرد عقلمند جس کو آسمان سے کوئی روشنی نہیں ملی۔ خدا تعالی پر کامل طور پر یقین نہیں کرسکتا کیونکہ اس نے خدا تعالی کے کلام کو نہیں سُنا اسلئے اسکو خدا تعالی کی نسبت بشرطیکہ وہ زمین و آسمان کی مخلوقات پر غور کرکے صحیح نتیجہ تک پہونچ سکے۔ صرف اسقدر علم ہوسکتا ہے کہ ان تمام مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہئے۔ لیکن اس یقینی قطعی علم تک نہیں پہونچ سکتا کہ وہ صانع موجود بھی ہے اور ظاہر ہے کہ ہونا چاہئے۔ اور ہے میں بڑا فرق ہے یعنے جو شخص صرف اسی قدر علم رکھتا ہے کہ فقط ہونا چاہئے کے مرتبہ پر آکر ٹھیر گیا ہے پھر ماورا اسکے اسکی نظر کے سامنے تاریکی ہی تاریکی ہے وہ اس شخص کی مانند اپنے علم کے رو سے ہرگز نہیں کہ جو اس صانع حقیقی کی نسبت صرف یہ نہیں کہتا کہ ہونا چاہئے۔ بلکہ اس نور کی شہادت سے جو اسکو دیا گیا ہے محسوس بھی کرلیتا ہے کہ وہ ہے بھی اور یہ نہیں کہ صرف وہ

آسمانی نور سے خدا کی ہستی کا مشاہدہ کرتا ہے بلکہ اس آسمانی نور کی ہدایت سے اس کے ذہنی اور عقلی قوٰے بھی ایسے تیز کئے جاتے ہیں کہ اس کا قیاسی استدلال بھی اعلےٰ سے اعلےٰ ہوتا ہے۔ پس وہ دوہری قوت سے خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین رکھتا ہے۔ ایڈیٹر

کایا پلٹ

یعنی نکتۂ اوّل کا مکمّل حاشیہ

قول رشی ہے سُرگ میں یہ جیو آتما
ہو خواہش شنید تو بنتا ہے کان وہ
بنتا ہے سونگھنے کے لیئے گاہ ناک وہ
بنتا ہے عقل وچت کبھی بہر یقین و یاد

کایا پلٹ کے سین دکھاتا ہے دائما
اور مس و ذوق کے لیئے جلد و زبان وہ
اور دیکھے گاہ چشم لگاتا ہے تاک وہ
بنکر انانیت ہی خودی میں کبھی وہ شاد

این آشکار گشت ازیں گفت برہمن
گر تن رواں ہمی شود و گر رواں تن

اس پر مرے سوال ہیں تشنے یہ آریو
ہوتا ہے روح و مادہ میں جب یوں مبادلہ
کہتا رشی ہے دیکھنے سننے کے واسطے
ہو کر جدا دماغ سے یہ اندریاں تمام
قبضے میں تیغ زن کے نہ جبتک کہ آئے تیغ
آلات ہیں دماغ کے یہ اندریاں تمام

لو سوچ کر مجھے تو ذرا ان کے جواب دو
ان کی خدا منوں یہ رہی پھر دلیل کیا
بنتا ہی چشم و گوش یہ جیو آتما و لے
کر سکتی کس طرح ہیں بتاؤ تو اپنا کام
اعدا کے سر وہ کس طرح کاٹنے گی بے دریغ
اس کے بغیر کس طرح ان سے ہو کوئی کام

سچ پوچھو تو دماغ بھی آلہ ہے روح کا
اس کے بغیر وہ بھی نکما ہے مطلقاً

جب جان کان بن گئی سنتی تھی جو صدا
تو پیچھے سننے والا رہا کون دوستا

جب روح زرخ سونگھتی تھی جب بنی وہ ناک
اب بن مشام وہ جان سے سونگھے گی ناک خاک

یوں عضو عضو بن گئے جو کھاتی ہے پیچیاں
بن جاتی کیوں نہیں ہے مکمل بدن رواں

رکھتی عجب عجب ہے میری جان باخواص روح
بنتی ہے ہر ارادے پہ اک عضو خاص روح

لیکن نہ ہوگی یہ کی خواہش ہو گر اسے
کرنا و یا کرانا ہو مد نظر اسے

کیا آنت بن کے پھر کی پھر دیگی جواب
ہاں کہئے کچھ تو کہئے ۔ فرمائیے جناب

جب ہو خواہشیں میں سبھی برقرار واں
پھر نیوگ ٹوٹے گی کیوں نہ بھلا زباں

گوئی روان پاک چو تن را کند رہا
گردد و راستش در بر تنگ تعال جا

گردد زبان چو بہر چشیدن ۔ چہ می مزد
ایزد چو ہست بے مزہ اے مایہ خرد

بینی و گوش گشتہ چہ و بید و شنید او
یزدان ما چو پیچ ندارد نہ رنگ و بو

از پوست گشتنش چہ بستش دراو فتد
ما ناسے تن چو او رما نیست اے اسد

عبدی خموش باش کہ در فسانہ ارکس ہست
گفت است آں حکیم کہ حرفے ورا بس ہست

خاکسار عبدالحق عباس از بستی دانشمنداں جالندھر

؎ محاورہ اہل پنجاب است و اہل پارس و ہند بعوض آں "آب در دہن آمدن" و "منہ میں پانی بھر آنا" میگویند۔

نمبر ۳

سوامی دیانند مکت نہیں ہوئے

ایک مسلمان کی زبان سے یہ مُنہ پھٹ کا فقرہ سُنکر ہمارا آریہ بیر آگ بگولا ہوگیا۔ غصے کے مارے چہرہ تمتما اُٹھا اور لال لال آنکھیں نکال کر غضبناک لہجے میں یوں مخاطب ہوا

آریہ بیر۔ کیا الہام ہوا ہے؟ یا وحی نازل ہوئی تھی؟

مسلمان۔ وحی والہام کا تو مجھے دعویٰ نہیں۔

آریہ بیر۔ پھر جانا کیونکر۔

مسلمان۔ جس طرح آپ جانی ہوئی چیزوں سے انجانی اشیا پر استدلال کیا کرتے ہیں جس طرح آپ کسی مکان سے دھواں نکلتا دیکھکر وہاں آگ کے ہونیکا احتمال کرلیا کرتے ہیں جسطرح آپ تصویر کو دیکھکر مصور کا خیال کرلیا کرتے ہیں اسی طرح جب میں نے معلوم کرلیا کہ سوامی جی دانا ہیں اور یہ بھی جان لیا کہ دانا آدمی کبھی جانکر مبتلائے بلا نہیں ہوتا سدانا آدمی عمداً آگ میں کبھی نہیں کودتا۔ دانا آدمی قصداً جیلخانہ کا قصد ہرگز نہیں کرتا۔ تو میں نے بھی بآسانی اس امر کا سراغ پالیا۔

سوامی جی مہاراج مکت نہیں ہوئے

آریہ۔ کیا تم مکتی کو بُرا سمجھتے ہو۔

مسلمان۔ حاشا وکلا۔ خود بُرا سمجھنا تو درکنار۔ میں تو بُرا سمجھنے والوں کو پاگل سمجھتا ہوں۔

آریہ۔ پھر سوامی جی اچھی چیز کو کیوں ناپسند فرمانے لگے؟۔

مسلمان۔ اس لیئے کہ وہ اُسے بُرا سمجھتے تھے؟

آریہ۔ جھوٹے پر خدا کی پھٹکار۔

مسلمان:- اور سچ کو جھوٹ سمجھنے والے پر بھی -

آریہ:- اچھا اگر تم سچے ہو تو دکھا دو سوامی جی نے کہاں مکتی کو بُرا لکھا ہے ؟

مسلمان:- ستیارتھ پرکاش میں سے مکتی کا باب کھولکر دیکھ لیجئے سوامی جی علانیہ مکتی کو قید بتا رہے ہیں سخت نہ سہی محض ہی سہی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

یہی اصول درست ہی کہ جیو مکتی حاصل کرتا ہے اور پھر مکتی سے واپس آجاتا ہے۔ کیا تھوڑی سی قید کی نسبت عمر بھر کی قید یا پھانسی کو کوئی اچھا سمجھتا ہے مکتی سے واپس نہ ہونے اور عمر بھر کی قید میں صرف اسی قدر اختلاف ہے کہ وہاں (اس زندگی کی طرح) مشقت نہیں اٹھانی پڑتی - اب آپ ہی منصف ہو کر فرما دیجئے۔ کیا کوئی شخص اس قول کو پڑھنے کے بعد بھی یہ کہنے کی جسارت کر سکتا ہے کہ سوامی جی نے باوجود مکتی کو قید و بند سمجھنے کے بھی کبھی اُن کے حصول میں کوشش کی ہو گی حالانکہ وہ فاترالعقل نہیں تھے سدھبدھ نہیں تھے۔ اُن کے دماغ میں خلل نہیں تھا۔ اپنے بھلے بُرے کو سمجھ سکتے تھے اور سفید و سیاہ میں تمیز کرنے کی طاقت اُن میں موجود تھی۔ کیونکہ کوئی بھلا مانس جس کے ہوش و حواس قایم ہوں ایکدن کیواسطے بھی اسیر ہونا پسند نہیں کر سکتا -

لعبداری

اے آنکہ بند گوئی نجب و بدزیستن ÷ زیبد ترا بایںچنیں دانش گریستن
پیوستہ شادمانی نہ ساز و ترا دریغ ÷ افسوس باد عقل تو آمد بزیر میخ

الراقم عبد الحق عباس طالب علم از بستی دانشمنداں جالندھر
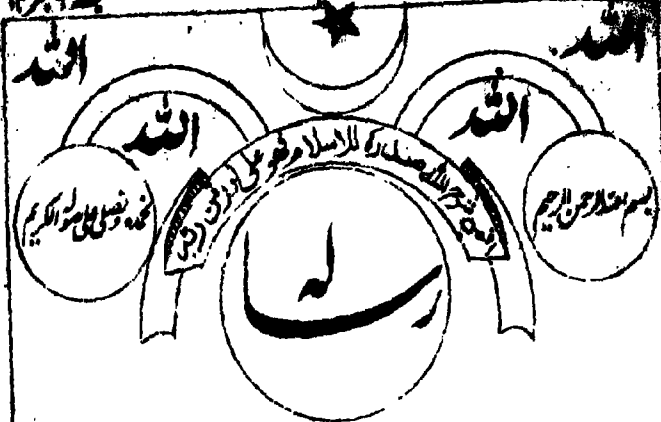
اللہ اللہ اللہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ترجمہ: شکر اللہ کا جس نے دی ہمیں اسلام کی روشنی

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا

اخوبم

السلام علیکم

ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ امر کسی صاحب سے مخفی نہیں ہے کہ دین کی حمایت اور اسلام کی اشاعت خاص انبیاء و مرسلین کا کام ہے تمام انبیاء جمیع مرسلین اسی لئے تشریف لائے کہ دنیا سے گمراہی اور بطالت کو دور کریں۔ اور حق اور حقانیت کے نور کو پھیلائیں۔ خدا کے پاک بندوں نے اسی کار خیر کے لئے جانیں نثار کیں عزت و

مال فدا کر دیئے۔ مگر اپنے ارادے سے نہ ٹلے نہ ہٹے جب تک کہ دنیا میں ہدایت کی شمع کو پورے طور پر روشن نہ کر لیا۔ آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کو حال کی طرف خیال کرو۔ جد انبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حال پر نگاہ ڈالو اشاعت حق کے لئے انہوں نے کسقدر تکالیف اٹھائیں۔ کتنی اذیتیں پائیں زخموں سے بدن چور چور ہوئے۔ آگ میں جھونکے گئے مگر اُن کے عزم و استقلال میں ذرا فرق نہ آیا۔ دنیا کے سردار۔ رحمت عالمین۔ خاتم انبیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال مبارک پر غور کرو۔ جان۔ مال۔ عزت سب کچھ خدا کی راہ میں فدا کر دیا۔ منکرین دین سے سخت سے سخت مصیبتیں اٹھائیں مگر اپنے ارادہ سے نہ ٹلے۔ اشاعت حق سے نہ رُکے جبتک کہ اسلام کو سارے عرب میں متمکن نہ کر لیا۔ دعوتِ دین۔ اشاعت اسلام وہ کام ہے جس کے برابر دنیا میں کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اسکو تمام نیکیوں سے اعلےٰ و افضل قرار دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وقال اننی من المسلمین اُس شخص سے بڑھ کر کس کی بات اچھی ہے جو لوگوں کو دین حق کی طرف بلائے اور اپنی زبان حال و مقال سے دنیا پر ثابت کر دے کہ میں خدا کے حضور میں سر تسلیم جھکاتے ہوں اور پھر فرمایا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ تم کو ضرور ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو دنیا کو بھلائی کی طرف بلائے۔ نیک کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔ اور رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ من دل علی خیر فلہ اجر مثل فاعلہ جو شخص دوسرے آدمی کو نیک کام بتلائے اُسکو اتنا ہی ثواب ہوتا ہے۔ جتنا کہ اس نیک کام کے کرنے والے کو خدا تعالیٰ کے اس کلام اور حدیث سید خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

[دین] حق کی اشاعت اسلام کی دعوت اور بھلے کام کی ہدایت کس قدر اجر عظیم و ثواب کا موجب ہے کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی نیکی ہی نہیں ایک منکر اسلام کو مسلمان بنا لینا۔ یا ایک مسلمان کو اسلام پر قایم رکھنا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔ جو شخص دنیا میں نیک کام جاری کرے یا نیک کام کی ہدایت کرے جب تک اس نیکی کا سلسلہ نتیجہ دنیا میں قایم رہتا ہے۔ نیک کام کے جاری کرنے والے کار خیر کے بانی کو برابر اسکا اجر و ثواب حاصل ہوتا رہتا ہے۔ افسوس کہ دین حق کی دعوت امر خیر کی ہدایت جو خاص اہل اسلام اور روز مرہ الا کا کام تھا۔ مسلمانوں سے یک لخت اٹھ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں ضلالت اور گمراہی اسقدر پھیل گئی کہ مسلمانوں ہی سے بہت سے لوگ دوسرے فرقوں میں جا شامل ہوئے یہ ساری سُستی ہم مسلمانوں کی ہے۔

اس امر کے بیان کی کچھ ضرورت نہیں کہ انوار الاسلام مخالفین اسلام کے لئے وہی کام دیتا ہے جو آنحضرت کے زمانہ میں جہاد کام دیتا تھا مخالفین اسلام کے حملات دفع کرنا اور اسلام کی اشاعت کرنا اسکا خاص مقصد ہے۔ آریئے لوگ مسلمانوں کو اسقدر ستایا کرتے تھے اور اعتراضات کی بوچھاڑ سے بھولے بھالے مسلمانوں کو یہاں تک تنگ کیا کرتے تھے کہ الامان۔ آریہ لوگوں کے ہتھکنڈوں سے ناواقف مسلمانوں کو اسلام پر ثابت قدم رہنا مشکل ہو گیا تھا۔ اس رسالہ نے آریوں کے ایسے دانت کھٹے کئے ہیں کہ اب وہ مارے شرم کے مسلمانوں کو منہ نہیں دکھا سکتے اور عیسائی [ایسے] زمین میں گڑے ہیں۔ کہ اس رسالہ کے کسی مضمون کے مقابل کبھی [قلم] ہی نہیں اٹھا۔ اس سے بڑھ کر اس رسالہ کا فیض نمایان اور کیا ہو سکتا

ہے۔ سارے ہندوستان میں یہی ایک رسالہ ہے جو مخالفین کا
دم ناک میں کر رہا ہے اور جس کے لئے مخالفین دن رات
دعائیں مانگ رہے ہیں کہ خدانخواستہ کسی طرح بند ہوجائے
پس اے مسلمان بھائیو! اگر خدانخواستہ یہ بند ہوجائے تو آپ کے لئے
کسقدر موجب عار و ننگ اور مخالفین کے لئے خوشی اور ہنسی کا موقعہ ہے پس
اس رسالہ کا مدد کرنا آپ کا فرض نہیں ہے۔ جو نہ صرف ہمارا بلکہ سارے
مسلمانوں کا مذہبی رسالہ ہے جو آپ کے پیارے
نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب
پر سے مخالفین کے حملے دفع کرنے اور اسلام کو دنیا میں
اشاعت کرنے کا بڑا بھاری ذریعہ ہے آپ جانتے ہیں۔ کہ
اسلام کی اشاعت اور حملات کی مدافعت سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نیک کام
نہیں۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس رسالہ کی باقاعدہ اشاعت کے لئے
اپنے جان و مال سے دریغ نہ کرے اور جس طرح ہم نے ٹھان لیا ہے کہ جب تک
جسم میں جان ہے اس رسالہ کے اجرا اور اشاعت اسلام میں
ہرگز دریغ نہ کرینگے اسی طرح ہر مومن کا یہ فرض ہونا چاہئے
کہ اس رسالہ کو قلمی اور درمی مدد دے۔ عیسائی لوگ صرف معمولی
چندوں سے کروڑوں روپیہ اکٹھا کرکے اپنے مذہب کی ساری دنیا میں اشاعت کر رہے
ہیں۔ مفت کتابیں اور رسالے اور اخبار تقسیم کرتے ہیں۔ آریوں نے پنڈت

... مقتول کی یادگار میں ۵۰ ہزار یا آدھ لاکھ روپیہ جمع کر کے تو یہ مسافر ... باقاعدہ نکالنا شروع کیا ہے جس کے جواب اکثر اس رسالہ میں چھپتے ہیں اور

ہمارے ہاں اللہ ہی کا نام ہے کیا کوئی اللہ کا بندہ ہی جس کا دامن دل غیرت دین کھینچ لے اور اس رسالہ کی سرپرستی اپنے ذمہ لے کر جنت فردوس انعام میں حاصل کرے ہم اس رسالہ سے کوئی ذاتی مفاد حاصل کرنا نہیں چاہتے صرف غیرت اسلام نے ہمارا دامن دل پکڑا جو شخص چاہے اس رسالہ کی سرپرستی کا بیڑا اٹھالے ہمیں صرف حمایت اسلام سے کام ہے وبس۔

اب ہماری

صرف یہ التجا ہے کہ جن احباب نے انعامی کتاب کا وی پی واپس کر کے ... رسالہ انوار الاسلام کو نہایت گراں اخراجات کا زیر بار کیا ہے ... وی پی کی اجازت دیکر ہمیں دوبارہ شکریہ کا موقعہ دیں۔ اور نیز جن معاونین کا نمبر خریداری رجسٹر ۱ سے شروع ہو کر ۶۶۵ تک ختم ہوتا ہے اُن سرپرستوں نے ... کی سرپرستی بروقت منشی کریم بخش صاحب مرحوم

ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام منظور کی ہوئی ہے اور مرحوم کے
وقت گئے کارکنوں کی بے احتیاطیوں سے رجسٹر سے
کچھ پتہ نہیں مل سکتا کہ کس نمبر اور کس جلد سے خریداری
معاونین مذکورہ بالا نے منظور فرمائی ہوئی ہے۔ اور اسی باعث
نے ہمیں اور ہمارے معاونین کو مغالطہ میں ڈال رکھا ہوا ہے
سو آج ہم اپنے معزز ناظرین کو مطلع کئے دیتے ہیں کہ
جس جلد سے انہوں نے خریداری منظور فرمائی ہوئی ہے
اس جلد کے نمبر یا ان سے اگلی جلدوں کے نمبر کم ہوں وہ دفتر انوار الاسلام
سے طلب فرما کر ہمیں مشکور فرماویں تاکہ آیندہ انکی جلدیں پوری ہو کر حساب درست
ہے اور آیندہ ہم جلد شروع ملے پر وی پی کیا کریں گے اس لئے کہ آئے دن
وی پی پر پیارے انوار الاسلام کو بباعث مغالطہ کے
زیر بار نہ ہونا پڑے اور باہمی ہمارا اور ناظرین کا حساب درست
رہے تاکہ آیندہ کسی معاون کو اس شکایت کا موقعہ نہ ملے
کہ ہمارا سال ختم ہونے سے اول ہی دفتر سے وی پی ارسال
ہو چکا ہے۔ نیز آج رسالہ جلد ۹ نمبر ۱۴ و ۱۵ ہم ایک ہی ٹائیٹل پیج
میں شائع کرتے ہیں اور آیندہ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ بفضل ایزدی
غازی اسلام کو ہمیشہ وقت معینہ پر شائع کرنیکی کوشش کرینگے

تاکسی دوست کو شکایت کا موقعہ نہ ملے +

اور ہم

آن ناد ہند خریداروں کی خدمت میں بھی التجا کرتے ہیں کہ
جنہوں نے باوجود کئی سال رسالہ جات وصول کرنے
کے ایک سال کی بھی قیمت ادا نہیں کی اُن کو کم از کم اتنا تو چاہیئے کہ
بابت ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ ہجری کا چندہ بذریعہ منی آرڈر
ارسال فرما کر ہمیں اپنا مرہون منت کریں اور اپنے
اوپر سے قیامت کے عذاب کو رفع
کریں جو کہ یہی اللہ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ وما علینا الّا البلاغ

اور نیز اُن معاونین کے نام

جنہوں نے قرآن شریف کے اس حکم ان الذین
یأکلون اموال الیتمی ظلما انما یأکلون فی بطونہم نارا
یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں گویا وہ اپنے پیٹوں میں دوزخ کی آگ بھرتے
ہیں کا لحاظ نہ کر کے وی پی واپس کئے ہیں۔ علاوہ

اس اطلاع مذکورہ بالا کے جوابی کارڈ بھی انکی
خدمت میں ارسال کئے گئے ہیں۔ اُن کو چاہئے کہ
فوراً کارڈ کو خدا تعالیٰ کا خوف دل میں لا کر پڑھیں اور

قیامت کے عذاب سے

ڈر کر جوابی کارڈ مذکور کے مضمون کا حاصل
جو کچھ کہ ان کے خیال مبارک میں آوے اس کے
جوابی پرت پر تحریر کر کے بواپسی ڈاک دفتر
انوار الاسلام میں ارسال کردیویں تاکہ ہمکو معلوم ہوجاوے
کہ اسلام کی حمایت کرنے والے صفحہ ہستی سے اُٹھ تو نہیں
گئے۔؟ بڑی غضب کی بات ہے کہ باوجود کئی دفعہ کی متنبہ کرنے
کے بھی وی پی کو واپس کر کے یتیم رسالہ کو بند کرنے کی ہی ٹھان لی
اگر اسلامی حمیت اور غیرت یہی ہے تو خدا ہمکو ایسے اسلام کے حامیوں
اور غیرتمندوں سے بچاوے۔ آمین ثم آمین۔ ایڈیٹر۔

جناب ایڈیٹر صاحب۔ گو یہ چند سطور اس لائق نہیں کہ آپ کے
رسالہ انوارالاسلام میں درج کی جائیں اُمید ہے کہ آپ رسالہ کے
کسی گوشہ میں درج فرماکر مشکور فرماویں۔

تناسخ کا بُطلان

چونکہ اکثر آریہ صاحبان اور قائلین تناسخ کا قول ہے کہ بلا تسلیم تناسخ خدا منصف نہیں ہو سکتا اور تخلیق اُمراء و غرباء اندھے کوڑھی وغیرہ میں ظلم پایا جاتا ہے جب تناسخ کو تسلیم کیا جاتا ہے تو اعمال سابقہ کا نتیجہ خیال کر کے یہ مسئلہ صاف ہو جاتا ہے میرے ایک عزیز بھی ان صاحبان کے گورکھ دھندے سے گھبرائے ہوئے مجھ سے دریافت کر رہے ہیں لہذا چند وجوہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ جن سے بخوبی تناسخ کا بطلان ہوتا ہے۔

اوّل یہ کہ قائلین تناسخ روح اور مادہ کو ازلی اور ابدی مانتے ہیں [illegible] اور قِدم صفات ذات ایزدی کے ممتنع اور محال ہے۔ غیر ذات خدا سب [illegible] ہے پس اگر روح اور مادہ حادث ہوں جب تو تناسخ نہ رہا۔ اگر [illegible] صاحبوں کے روح و مادہ کو قدیم مانا جاوے تو گویا ذات واحد مطلق میں شریک ہوا اور تناسخ پرست مشرک ہیں کیونکہ وہ واحد لاشریک اپنی ذات و کل صفات میں لاثانی ہے قدامت اور ازلیت بھی اسکی صفات لاثانیت میں داخل ہے جب روح و مادہ قدیم ہوئے تو شرک فی الذات و فی الصفات لازم آیا یعنی [illegible] میں اسکی ذات و صفات میں شریک ہو گئے تو اب تناسخ غلط ہوا [illegible] تناسخ کی بدولت مشرک ہوئے۔

دوسرے جبکہ قائلین تناسخ روح و مادہ کو قدیم مانتے [illegible] قول میں

قوت انفصال بھی مانتے ہیں اور بموجب اعمال جنم سابق روح کا نیک و بد قالب
میں داخل ہونا بھی اعتقاد کئے ہوئے ہیں تو پھر خدا خالق کس شئے کا ہوا اپنے
اپنے اعمال کیموافق انسان غریب امیر یا حیوان کتا بندر وغیرہ بن گئے خدا نے
کیا کیا اس سے تناسخ کا بطلان لازم آیا۔

سوئم۔ اگر یہ کہا جائے کہ مادہ اور روح قدیم ہیں اور اعمال کے مطابق خداوند تعالیٰ
روح کو نیک و بد قالب میں داخل کر دیتا ہے۔ تو اس سے خدا خالق نہ ہوا۔ کسی
اسباب موجودہ سے کوئی شئے بناوے وہ صانع کہلاتا ہے مثلاً رنگ اور قلم
اور آلات مصوری ہوتے ہوئے ایک مصور تصویر بنا سکتا ہے اور کوئی
اہل ہنر اسباب یا احتیاج کے ہوتے ہوئے اپنا کسب و ہنر لوگوں کو جتلا سکتا ہے
پس یہ لوگ صانع اور ہنرمند کہلاتے ہیں نہ خالق۔ خالق وہی ہو سکتا ہے
جو اسباب یا محتاج کو بھی پیدا کرے۔ اور جس کا پیدا کرنا امر کوز اور پیش نہاد ہو
اسکو پردہ خفا سے منصۂ شہود میں لائے۔ پس تناسخ کے ماننے سے خدا کا خالق
ہونا ثابت نہیں ہو سکتا اور یہ غیر ممکن امر ہے اسلئے تناسخ باطل ہوا۔

چہارم۔ تناسخ کے ماننے والے خدا کو غنی اور قادر بھی نہیں کہہ سکتے باصول
اُن کے ارواح اول سے جس قدر ہیں وہی ہیں۔ نئی تو پیدا ہو نہیں سکتیں اس
تو قادریت میں خلل پڑا۔ قادر اسی کو کہتے ہیں کہ جو چاہے کرے۔ جب روح اور
مادہ کو پیدا ہی نہیں کر سکتا یا خلاف کرم کچھ ہو ہی نہیں سکتا تو قادر کیسے ہوا
جب کسی وقت میں تمام ارواح حیوانی اور انسانی قالب میں ہوں کوئی روح
بیکار رہو خدا کو کسی روح کی ضرورت ہوئی تو کہاں سے آئے گی۔ دوسرے قالب سے
تو بلا وقت معینہ نکل ہی نہیں سکتی اُسوقت تاریخ پیشی کا انتظار کرنا پڑے گا
پس ایسے محتاج سے خدائی نہیں ہو سکتی۔

پنجم۔ بپابندی تناسخ خدا رازق نہیں سابقہ جنم میں ہمسے وہ اعمال سرزد ہوئے جنکی رو سے ہمکو اس وقت بافراط رزق ملنا چاہئے یا ایسے اعمال کہ جنکی پاداش میں بہت کم روزی ملنی چاہئے اب اس میں خدا نے ہمکو کیا رزق دیا یا نہ دیا ہمارا اختیاری امر ہے جیسے اعمال کئے ویسا ہمنے عیش آرام پایا۔

ششم۔ جبکہ نہ خدا روح اور مادہ کا پیدا کرنے والا ہے نہ رازق ہے نہ ہماری موت زندگی اسکے اختیار ہے بموجب تناسخ مرنے یا زندہ ہوتے یا روزی پانے یا تکلیف اٹھاتے ہیں تو وہ ہمارا معبود بھی نہ ہوا کس جواز اور استحقاق سے ہم سے عبادت کرانا چاہتا ہے۔

ہفتم۔ دنیا میں جو کچھ ہے بموجب تناسخ ہے یعنی اگلے جنم میں نیک کام کیا انسانی قالب میں آئی اس سے بھی نیک تر کیا امیر یا بادشاہ ہونے یا بد کیا تو جانور بنے۔ میرا خیال ہے کہ ایک مدت مدید یا ایک صدی تک عموماً سب مخلوق نیک کام کرنے لگ جائے تو وہ تو حیوانی قالب میں کیوں جانے لگی ہیں اور جانور گھوڑا۔ اونٹ۔ سؤر۔ گدھا۔ بلا رفتہ رفتہ سزا پاکر انسان بنجاوی تو جہان میں جانور ایک بھی نہ رہی ہماری سواری اور بار برداری کے واسطے گھوڑی اونٹ دودھ کے لئے گائے قلبہ رانی کے لئے بیل کہاں سے آئینگے۔ اور زحمت بشکل زحمت مبدل ہو جاوے۔ یہاں سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ تمام دنیا کا نیک اعمال ہونا قائلین تناسخ کی محدود القدرت اور محتاج پرمیشر کو ناگوار ہے اور موجب وبال۔ کہ دنیا میں مطلق جانور نہ رہی تو اس کے پرمیشری میں کمی آ گئی کہ سواری وغیرہ کی دعا کریں تو ندامت اٹھانا پڑی اور پرمیشری سے استعفا دینے کو جلی جگر میں آنا پڑے گا یا تمام دنیا کو نیک اعمال انہی لوگوں کا فرضی پرمیشر نہیں ہونے دیتا جس کو اپنی پرمیشری کے انہدام کا خوف ہو پس یہ کیسا پرمیشر

ہوا۔ کہ نیکی نہ کرنے دی اور اپنی پرمیشری چلانے کو علاوہ معدودے گویا نندیوں کے تمام جہان کو جونی چکر میں پڑا رکھے سکو کی صاحب یہ فرمائی۔ کہ گو تمام سب یکسان نیک اعمال اور پابند وید مقدس نہیں ہو سکتے تو آپ صاحبان کو جا بجا لکچر دینے سمجھائیں کرنے سے بجز سر دردی کچھ حاصل نہیں ہے ناممکن امر کا امکان سمجھنا اور کوشش کرنا بے سود ہے اور آپ صاحبان کا وہ قول کہ تمام روئے زمین میں ست دھرم تھا محض چڑا چڑیا کی کہانی ہے جس کو واقعات سے کوئی تعلق نہیں۔ بفرض محال ایسا ہوا بھی تو صدہا ہزارہا سال تک یہ حال رہا ہوگا زمانے اسوقت کوئی جانور تو مطلق نہ ہوگا اور تھا تو خلاف تناسخ کیوں ہوا۔

ہشتم۔ تناسخ کی رو سے دنیا میں خیرات کرنے والا بھی گنہگار ہوتا ہے خیرات اسی پر کی جائیگی جو مفلس و محتاج ہوگا اور حسب تناسخ اسوقت مفلس و محتاج اندھا لولا وہی ہے جس نے پچھلے جنم میں برے کام کئے اور اب ان کا مواخذہ پا رہا ہے جبکہ اس کا تکالیف اٹھانا حسب تناسخ بجا اور درست اور محدود التقدرت پرمیشور جی کے رائین کی موجب ہو کسی فیاض یا سخی نے اسکی حاجت روائی کی اور کچھ دیا اسکو افلاس سے نجات ملی تو گویا اس سخی نے سخاوت کیا کی بلکہ تناسخی پرمیشر کی منشا کے خلاف کیا اور پرمیشر کے خلاف کیا تو بہر حال یہ سخی ناکردہ گناہ گنہگار اور مجرم بنا۔ نیکی برباد گنہ لازم ہوا۔ خدا جانے تناسخیوں کی عقل بھی جونی چکر میں ہے یا کیا۔

نہم۔ سمع میں قوت حافظہ موجود ہے پس قائلین تناسخ بتلائینگے کہ انہوں نے اب سے پہلے کس کس قالب کی سیر کی ہے اور سوامی دیانند جی کیوں آکر نہیں کہتے کہ میں فلاں جون میں ہوں۔ وہ ایسے متقی اور پابند وید تھے تو اب کہاں ہونگے یا بسطان الحیل بدرا ان کے چیلے بتلائیں تو سہی۔

دوم۔ تناسخ کے ماننے سے انسان بدکاری کا مرتکب بھی ہوتا ہے۔ مثلاً
ایک عورت اس جنم میں کسی قوم بقول تناسخ کی لڑکی ہے ممکن ہے کہ بہ تبدیل قوالب
مختلفہ دوسرے جنم میں وہی لڑکی اسکی جورو ہو جاوے پس اس کا شوہر ہوا اسی
طرح ماں اور بہن اور عورت سب کے حقوق تلف و ضائع ہو کر انسان حرامی اور
زناکار بنتا ہے جس مذہب کا اصول وحشیانہ اور نیوگ جیسے مسئلہ کی پابندی
ہو وہ کہاں تک مطابق فطرت اللہ قابل پذیرائی انسانیت ہو سکتا ہے
بلکہ حیوانیت سے بھی بدرجہا گرا ہوا ہے۔

یہ کہنا کہ خدا منصف ہی مگر تناسخ کو نہ ماننے سے وہ ظالم ثابت ہوتا
ہے کمال ظلم اور جہل ہے۔ کسی ایک شخص قتل عمد کے مجرم کو حبس دوام کا حکم
ملا کچھ برس قید رہا سرکار کی سالگرہ یا کسی جشن تہنیت کی تقریب میں قصور
معاف کر کے چھوڑ دیا جائے تو اسکو ظلم کہنا کون عقل ہے۔ عین سرکار کی عملی
ہے دنیا میں کوئی اسکو ظلم نہیں کہہ سکتا ہماری سرکار۔ یا کوئی راجہ بادشاہ
کسی غیر شخص غریب الوطن کو بلا استحقاق ملازمت فیاضی کو کار فرما کر خلعت و
نعمت دیں تو سخاوت اور فیاضی کے خلاف ظلم کون کہے گا۔ مگر وہ جو حق سے
چشم پوشی کرے وہ حاکم ہی کس مصرف کا جو با اختیار نہ ہو اور مانگتے ارواح
و مادہ پر اپنا گذر کرے۔ بموجب تناسخ جو کچھ ہونا ہو ہو جائے اور پرمیشور جی
بوجہ خسارت یا قلیل القدرتی بھنگ کے نشہ میں کچھ نہ کر سکے۔ پس وہ کس کا
خالق اور مالک ہوا۔

غریب و امرا اندھوں لنگڑوں کی تخلیق میں اللہ تعالی نے کمال حکمت
اور دانائی کو کار فرمایا ہے اور دنیا میں امید و بیم کا ایک ایسا عمدہ سلسلہ قایم
کر دیا ہے کہ کوئی فرد بشر اسکی قدرت کا منکر نہ ہو یعنے ایک غریب یا اندھا

یا کوڑہی ایک متمول صحیح الاعضا کو دیکھکر اللہ سے امید کر سکتا ہے کہ جس نے بے متمول اور تندرست کو پیدا کیا وہ مجھے بھی ان صفات سے موصوف بنانے کی قدرت رکھتا ہو گا اس امید پر وہ دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ عجز و الحاح کو پسند کر کے قبول بھی کر لیتا ہے اور اسکو افلاس و مصائب سے نجات عنایت فرماتا ہے چنانچہ اکثر شکستہ حالوں کی بہبودی ہمارے سامنے ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح ایک متمول شخص کسی مفلس اور محتاج کو دیکھکر غرور و نخوت سے بچکر خوف خدا سے ڈرتا ہے کہ جس نے ایسے اپاہج کو بنایا مجھے بھی ایسا بنا سکتا ہے۔ چنانچہ یہ بھی ہمارے دیکھنے میں آرہا ہے کہ بڑے بڑے مالدار اور قوی الجثہ ایک دم میں درویش بنیوا اور شکستہ اور معذور الحال ہو جایا کرتے ہیں پس دونو طرف سے خدا کی قادریت کے قایل ہو کر قدرت ایزدی کا دم بھرتے ہیں نہ تناسخ کے زعم یا بیوگ اور رحمن پرستی جیسے بیہودہ اور شرکانہ خیالات سے قدرت خدا کے منکر سبحان اللہ یہ برکات اسلام میں ہیں کہ ہر طرح خدا کی قدرت کو ثابت کرتا ہے۔ غرضکہ تناسخ کے ماننے میں حق اللہ اور حق العباد تلف ہوتے ہیں اور نقائص ناگفتہ بہ درپیش آتے ہیں۔ یہ طرز وحشیانہ یعنی تناسخ نہ عقلاً درست نہ عملاً نہ تجربتہً اور نہ مشاہدۃً۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

الراقم اہل اسلام کا کمترین خادم منشی وارث علی انسپکٹر ضلع شاہ ولی۔

قبول اسلام ۔ موسی محمد۔ ایک جرمن متلاشی آثار قدیمہ نے مصر میں اسلام قبول کر کے موسی محمد نام رکھا۔

ایک ہندو عورت مقام لنگایت میں حضرت خواجہ محی الدین شاہ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی۔ ہندو نام بسما تھا۔ اور اسلامی نام مکتوم۔

ری ویو

ذکر مجدد

یعنی

سوانحعمری حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی قدس سرہٗ

ہمیشہ سے سنت اللہ چلی آئی ہے کہ جب کبھی دنیا میں ظلمات کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جاتا ہے اور اُس اکیلی ذات اللہ کا نام لینے اور اُس کے فرستادہ کے سچے طریق پر نہ چلنے میں کوتاہی اور سستی ظہور میں آتی ہے تو مولا کریم اپنی قدرت کاملہ سے ایک ایسا عظیم الشان انسان دنیا میں بھیج دیتا ہے کہ جس کے انفاس طیبہ کی برکت سے لوگوں کے دلوں میں توحید کا بیج از سر نو پھر بو دیا جاتا ہے اور اللہ کا دین پھر تازہ بہار پر آجاتا ہے۔ اسی طرح حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ جو فاروقی النسب ہیں آنحضرت صلعم کی ہجرت سے دسویں صدی میں ہندوستان کی سرزمین کے خطہ سرہند میں مبعوث ہوئے۔ آپکے مبعوث ہونے کا یہ باعث ہوا کہ سلطان جلال الدین اکبر شہنشاہ ہند اللہ کے دین حق سے نہایت سست ہو گیا تھا اور کامل اہل ہنود کے عقاید کی طرف مایل ہو گیا اور سجدہ جو راس العبادت اور خاص کر اللہ کے لئے ہے اکبر نے اپنے واسطے رایج کر لیا اور آخر کار یہانتک نوبت پہونچ گئی کہ اکبر کے اقوال و افعال میں سے نبوت کاذبہ کی

ہو آنے لگی۔ اور مہر خاص پر یہ سجعہ کندہ کرالیا۔ "جل جلالہ اکبر۔
اکبر شانہ تعالیٰ" اکبر کے زمانہ حکومت میں مذہب اہل سنت والجماعت
کو غایت درجہ کا تنزل ہوا حضرت مجدد الف ثانی نے تائید ایزدی کی برکت
سے عقاید باطلہ و رذائل قصہ کا استیصال کر کے ہر ایک دل میں اللہ کے دین
کا چمکتا ہوا نور بھر دیا۔ ہماری اتنی طاقت نہیں ہے کہ ہم اس مبارک کتاب
جیسے کلمات طیبات کے اوصاف بیان کریں۔ یہ خود شائقین کو اپنا عاشق
بنائے گی۔ لائق مولف محمد عظیم صاحب نقشبندی مجددی
پروفیسر ...ی کے قلم جواہر نگار سے ان موتیوں کا نکلنا اور پھر ان موتیوں کا
زیور طبع سے آراستہ ہونا اور پھر کتاب کی صورت میں آنا اس بات کی
کہنے پر ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم یہ ضرور بیان کر دیں کہ اس کتاب کو اعلیٰ درجہ
کا کاغذ خوشنما نصیب ہوا ہے اور خوشخطی اور چھپائی میں بے نظیر ہے۔
قیمت فی جلد ۴ر ۔ ملنے کا پتہ محمد عظیم مدرس مدرسہ اسلامیہ سکول لاہور

قبول اسلام

جناب اڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔ اس خبر فرحت اثر کو رسالہ میں
درج فرما کر مشکور فرماویں۔ آج بتاریخ ۱۹ جولائی ۱۹۱۰ء کو بعد نماز جمعہ
مسمی کالیا بلد ہی سکنہ موضع پیر کی پوکھر نے برضا و رغبت خود منشی
برخوردار علی صاحب کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام دین محمد
رکھا گیا۔ خداوند کریم مسمی مذکور کو دین اسلام پر قایم رکھے اور نیک راہ
پر چلاوے فقط

الراقم محمد عبد الغنی خاں ورنیکلر اسسٹنٹ کمشنر ۹۹۵

اس میں عیسائی سلطنت ہو گی اور ہزاروں کرسچن ہو جائینگے۔ کیا وہ نہیں جانتا تھا
کہ یہ ہونا ہے تو کیا کر لیگا۔ تو پھر آپکے ویدوں۔ رشیوں اور دیانند صاحب کے آنے کی
کیا ضرورت تھی۔ افسوس ہے کہ آپنے میرے نقشہ تعداد مسلمانوں کو غور سے نہیں
دیکھا حالانکہ آپکے پاس کتاب بھی روانہ کیگئی۔ یہ مقامات جناب کے آریہ ورت کے
استھان ہیں جہاں اب ہزاروں مسلمان ہیں جا کر دیکھو۔

(۵) اسلام کو دن بدن رونق ہے۔ ہندو لوگ روز بروز گھٹتے جاتے ہیں۔ دیکھو
مردم شماری ہند۔ آپ بمبئی سے چلکر جہاز برگ تک پہنچے ہیں آپنے کتنے ویدک
پرچار سکول یا کالج یا ویدی بھائی دیکھے ہیں۔ ماریشس۔ مڈغاسکر۔ سچلز۔ مہاسہ
موزمبیق۔ موزمبیق۔ کلمن۔ چندی۔ ڈیلی گوا بے۔ نٹال۔ ٹرنسوال۔ کیپ کالونی
روڈیشیہ میں وید پرچار کا پتہ بتایئے۔

(۶) خداوند کریم نے انسان کو سب کچھ تبلایا ہے۔ دنیا کو **مزرعۃ الاخرۃ**
بنایا ہے اور قیامت کا روز مشہور ہے۔ اسی روز سب کا حساب و کتاب منظور ہی
اگر ایسا ہی ہے تو کیا دنیا بھر میں ویدک پرکاش نہیں کر سکتا تھا۔ اگر اس نے ایک دفعہ
کیا تو یہ لاکھوں مذاہب کہاں سے آئے اور اب تم ویدک سیوک یا اُپدیشک
کیوں بنے پھرتے ہو؟۔
اور پھر ساتھ ہی جون چکر کا جھگڑا ہے۔ پھر انادی مادہ و روح کا رگڑا ہے۔ کیا خداوند
کریم انادی شتوں کو موت یا دوبارہ جنم سے نہیں مار سکتا تھا یا ہے کیوں اسنے تناسخ کا
جال (بقول آریہ) بنایا ہے۔ کسی کو کتا۔ کسی کو بندر۔ گھوڑا۔ گدھا۔ گتو وغیرہ
کی جون کا سیر کرایا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جناب کے وید نہ تو خدا کی کلام ہیں اور نہ ہی
آپکے رشی منیوں اور دیانند کی ضرورت ہی۔

اعتراض صابریہ - باوجود ہونے وید مقدس بکلام الٰہی کے سیاکر

آریوں کا خیال ہے۔ اُن پر سلف سے خلف تک کسی نے بھی عمل نہ کیا۔ نہ گھر گھر اُسکا چرچا ہوا۔ نہ کوئی حافظ نہ کوئی عالم نہ فاضل۔ آج تمام انڈیا میں ایک شہر یا ایک گاؤں بھی بنظر تعمیق آنا محال ہے ویدک پرچار ہو یا حافظ۔

توضیح۔ برخلاف مسلمانوں کے مقدس کتاب کلام اللہ کے ہر شہر اور ہر ملک میں اسکا گھر گھر چرچا ہے۔ عورتوں۔ لڑکوں۔ جوانوں بڈھوں تک ہزاروں حافظ ہیں ہر روز نماز پنجگانہ میں اسکی تلاوت ہو۔ ہر سال مساجد میں رمضان شریف کے مہینہ میں حفظ قرآن شریف تراویح میں سُناتے ہیں۔ افسوس ہے کہ لوگوں کو پنجابی قصے تو یاد ہوں ہیر وارث شاہ۔ فضل شاہ۔ سوہنی مہینوال۔ باراں ماہ اور وید مقدس برباد۔ (اہ ثبوت تکذیب) مہاشہ بابو گنگا رام صاحب۔ آپ اس جنوبی افریقہ میں تشریف رکھتے ہیں اس ملک میں کسی ایک کا تو نام لو جن کو وید یاد ہوں میں آپکو قرآن شریف کے بیسوں حافظ دکھا سکتا ہوں۔ ویدوں کی زیارت ہی مجھے کرا دیجئے میں آپکو ہزاروں قرآن شریف عربی دکھا سکتا ہوں۔

قال گنگا رام۔ شروع جواب میں مجھے متعصب بتاتے اور غیر ممالک کے علما و فضلا کی تواریخ کی طرف لاتے ہوئے یہ فرماتے ہیں بوڑھوں بچوں۔ جوانوں عورتوں کے حافظ ہونے سے کچھ فایدہ نہیں نہ گھر گھر قرآن رکھنے سے انسان نیک و عامل ہو سکتا ہے بھلا بتلائیے تو سہی عربی خواندہ خاصکر علما و فضلا فی ہزار کتنے ہیں جو قرآن شریف کے مطلب بخوبی جانتے ہیں اور خاصکر ایسے ہی جو ساتھ ہی علم سنسکرت سے بھی ماہر ہوں۔ یا کم سے کم ویدوں کے معنا کو بھی جانتے ہو۔ اُمید نہیں فی سو زیادہ جواب دوگے۔ اگر ایسا ہی تو طوطے کی طرح حافظ بنا سراسر بے عقلی و تضیع اوقات ہی اور ویدوں کی تعلیم سے فایدہ اُٹھانا محال آپ خود ہی بتائیے کیونکہ قرآن کا سوا ملی بننے ہو گو علم عربی سے کہاں تک مہارت رکھتے ہو اور ویدک تعلیم کہاں تک

[illegible]س کی ہے جواب ہو گے کچھ نہ۔ تو بس اب آپ یہ سمجھئے کہ ویدوں کا مقابلہ کرنا
[illegible] یا خبط ہے بلکہ ایں خیال است و محال است و جنوں کی سی مثال
ہے مگر وہ نہ ہا یہ شوق کتب بینی بڑھا ہے اور اس خیال کو دل سے رفع کیجئے۔
قرآن شریف کے سوائے دوسری کتابوں کا مطالعہ زہرآلود ہے۔ نماز تو الٰہی بندگی ہے
محمدؐ کی پہلے ہرگز نہ تھی۔ اصل میں بزرگی اسلام کچھ ہے تو صرف اسی میں کہ قواعد
[illegible] بندگی کی بندگی۔ محمدی عالموں کو ایک وقت میں کام کرنا دونوں [illegible]
[illegible] کرتا ہے اس سے کبھی بندگی نہیں ہو سکتی۔ کیوں قیمتی وقت کا ناس کرتے ہو
رمضان شریف میں بھوکے مرنے سے بھی کچھ فائدہ نہیں ہے اور حافظ و [illegible]
[illegible]طے کی طرح قرآن شریف پڑھنا سننا اور علم کے کانوں سے بہرے [illegible]
کیا ہی سود مند ہو گا (اس سے آگے جناب بابو صاحب اپنے پنڈت [illegible]
سے قسم نامہ نقل کرتے ہیں۔

سورۃ الفجر۔ سورۃ البلد۔ سورۃ والشمس۔ واللیل۔ والضحیٰ۔ [illegible]
[illegible]ور۔ العادیات۔ قریش۔ کوثر۔ الکافرون۔ لہب ۔ [illegible]
[illegible] ہوئے پھر پنڈت لیکھرام کے نتیجہ کی کاسہ لیسی کرتے ہیں افسوس کہ احسان
[illegible] دیبے کہ جس کتاب اُستاد سے لکھی جا رہی ہے اسکا حوالہ بھی نہ دیا۔ گویا ہم کو
[illegible] دیا کہ ہماری طبعزاد کی داد دیجئے)۔ اور وید مقدس ترجمہ شدہ آئینو اسے ہیں [illegible]
ملاحظہ کیجئے۔

[illegible]ول صابر۔ تکذیب لیکھرام و تردید لنگارام۔ غور سے سنئے

[illegible]رد و عورت مسلمانان کا قرآن شریف کا تلاوت کرنا ہر صبح و شام۔ [illegible]
[illegible]کی نشانی ہے اور عین فرمانبرداری احکام رحمانی محبوب کا کلام ہمیشہ محبوب
[illegible]ہے جو پڑھتا ہے اسکو ضرور یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے جس کا یہ

عاجز بندہ ہوں اور خداوند واحد لاشریک سمیع و بصیر ہے مجھے بُرے کام نہ کرنے
چاہئے۔

عشق مجازی والے ہمیشہ ابیات و اشعار میں اپنے معشوق کی پکار کرتے ہیں ؎

شتاب آ کہ نہیں تاب اب جدائی کی

گھر گھر قرآن شریف رکھنے سے انسان ہمیشہ کا حق طالب رہتا ہے۔ خدا کی
توجہ کی عظمت کرتا ہے۔ تمام ہند میں لاکھوں عالم و فاضل ہیں۔ جنہوں نے معانی
جاننے کے علاوہ قرآن شریف کی تفسیریں بھی کی ہیں۔ اور ہر شہر گاؤں میں
مولوی موجود ہیں جو ہر جمعہ کو وعظ فرماتے ہیں اور راہِ حق بتاتے ہیں۔ پھر ہزاروں

محمدان مشنری۔ یہ آپکی عدم واقفیت یا جہالت ہے یا چار دیواری میں
بند رہنے کی علامت ہے۔ ہند کے عالم اور انکی تفاسیر سب سے اول **فیضی**
کی تفسیر۔ تفسیر ثنائی مفسرہ جناب مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری جنکی
کتب رد آریہ میں چابک سوار ہیں۔

ترجمہ قرآن شریف از جناب شمس العلماء مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی۔
تفسیر حیرت مع مقدمہ مفسرہ جناب مولانا میرزا حیرت صاحب دہلوی
تفسیر حقانی مولانا عبدالحق صاحب۔ تفسیر فیروزی مولانا مولوی فیروز الدین
صاحب ڈسکوی ذخیرہ وغیرہ۔ اور سنسکرت کے ماہر اور مہا پنڈت حضرت اقدس
سید علی صاحب بلگرامی پروفیسر لنڈن کالج۔ میرے تعلیم عربی کے اظہار کے
واسطے یہ کتاب خود گواہ ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ تفسیر آپکو زبانی مقابلہ پر
مسٹر اللہ کے مکان پر چند معزز اشخاص ہندو مسلمان کے روبرو سنایا گیا تھا۔ جواب
نہ جانا مگر افسوس کہ آپ سے ایک بھی منتر نہ پڑھا گیا اور نہ قرآن شریف کو ثبت پر [illegible]
ثابت کو کبھی نہ بتنے آپکے جیسے چانٹے موجود تھے جو جناب کے سبھی [illegible]

[اور] اپنک اپنی آنکھوں سے بھی نہیں دیکھا۔ اگر وید کو دہرم سچا مانتے ہو تو بھول نہ جانا۔
افسوس ہے کہ آپ حق سے اجتناب کر گئے۔ میرے پاس عیسائیوں، بدھ مذہب
سکھوں، یہودیوں کی کتب موجود ہیں۔ میں نے رسالہ علماء بنگال میں گورمکھی خود پڑھی تھی
جب جی صاحب، پنج گرنتھی تک مطالعہ کر لیا تھا۔
مگر افسوس کہ اس رسالہ کے چھوڑنے کے بعد پھر میں نے اس طرف توجہ نہ کی۔ حضور
تو گورمکھی سے بھی ناواقف ہیں۔ اگر مجھے تعصب ہوتا تو آپ سے تکذیب و خبط لیکر نہ
پھٹتا۔ افسوس صد افسوس آپکی عقل پر۔
نماز رہبینک جناب کو اتو کہی معلوم ہوتی ہے سو گر نہ بیند بروز شپرہ چشم —
چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔ نماز مومنوں کا معراج ہے۔ نماز اسلام کا تاج ہے۔ نماز
واحد لاشریک کی عبادت ہے۔ نماز اسی واحد حقیقی سچے اللہ کی سچی طاعت ہے۔ نماز
خاص عبودیت کا نشان ہے۔ بے نماز بھائی شیطان ہے۔ نماز میں قیام۔ تمام درخت
پہاڑ وغیرہ کی مثال مع اسلام ہے۔ نماز میں رکوع تمام بہایم جیسا وقوع ہے۔ نماز میں
سجود حشرات الارض کا وجود ہے۔ نماز عبادت لسانی و روحی ہے۔ روزہ عبادت
جسمی ہے۔ زکوۃ عبادت مالی ہے ان تینوں سے کوئی بشر نہ خالی ہے۔ باقی دیکھو نماز
مع اسکی حقیقت مولانا فیروز الدین صاحب۔ نماز آپ کے ڈھولک و
طنبورہ سے بہتر ہے۔ نماز تمہاری بھجن منڈلی و لگیر کیرتن سے خوشتر ہے۔
یہ طریقۂ عبادت خاص رحمانی ہے۔ ڈھولک ستار۔ طنبورہ شیوۂ شیطانی ہے
کجا رام رام کجا ٹیں ٹیں۔

قسم نامہ جو جناب نے پنڈت لیکھرام کی کتاب سے چرایا
ہے اس سے جناب نے اپنی عقل کا خاکہ اڑایا ہے۔ سوال کو

دھر ا ہے اور پھر قسم نامہ کو بہاں لائیے۔ ورنہ سماجی طوطا کہلائیے۔
باقی الفاظ بد تہذیب جو پنڈت جی کی تحریر میں اور وہ جناب کے بھی دامنگیر ہیں۔ اُن کے
واسطے دیکھ لینا علی اب السعیں ہے۔ یہ مقدس اب ترجمہ شدہ آنے والی ہیں
مگر پہلے کہاں تھے۔ دکھاتے تو ہوتے اگر سچے تھے تو۔

اعتراض صابریہ ۔ وید مقدس نے ہند یا دنیا کو کونسا طریقہ عبادت وغیرہ
سکھایا اور کونسا راہ نجات دکھایا۔

مثال ۔ مسلمان لوگ۔ دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتے ہیں سال میں ایک ماہ روزہ
رکھتے ہیں۔ نیک بندی راتوں کو جاگتے ہیں۔ نماز تہجد ادا کرتے ہیں۔ تسبیح وتہلیل سے ہمیشہ
اُنکو کام ہے۔ آپ لوگ آیت وار کے روز سب اکٹھے ہو کر بھجن منڈلی کرتے ہو۔ اس
میں ستار و ڈھولک بجاتے ہو جب تک تال رہتا ہے تو بھجن بھی چلتے ہیں
جب ڈھولک بند ہوئی بھجنوں کا مزا بھی جاتا رہا۔ حالانکہ راگ ورنگ سے دنیاوی
عیش پائی جاتی ہے۔ خلوص دل کی عبادت کہاں ہے؟

قال گنگا رام ۔ ابھیاس یوگ جس کی مسمریزم ایک ادنیٰ شاخ ہے۔ اعلیٰ وجہ
نجات کا ہے۔ جو فقیر یا دوسرے دہرماتما لوگ کرتے ہیں اور گرستیوں کے واسطے
پرسوارتھی ڈھنگ تبلائے گئے ہیں۔ جو ست نجات ہیں۔ علاوہ ازیں سندھیہ
اگنا ہوتری بھی نت نیم ہیں۔ جیسے تندرستی و دانت کرن شدھ رہتا ہے۔ دوسری
ہگ دھون ہیں جیسے ہوا تک صاف ہوتی ہے اور دنیا پر ویدک ہدایت اور
عبادت کے فوائد سے آگاہ ہیں جس کا نتیجہ دنیا کی روشنی و ترقی گواہ ہیں۔ ذرا لوگ
شاستروں کو کم سے کم اردو میں ترجمہ شدہ پستک پڑھتے تب تو معلوم بھی ہو۔ کہ
انہوں نے کون طریقہ عبادت دنیا کو سکھایا۔ بغیر سوچے بھالے کہہ دینا۔ کہ آپ
لوگ اتوار کو بھجن منڈلی کرتے ہو۔ ڈھولک ستار بجاتے ہو وغیرہ وغیرہ۔

حضرت آپچہ کسنے بتایا کہ ہم لوگوں کا یہی یعنی مقبرہ عبادت ہے۔ معلوم نہیں
چپے بھالے یا پڑھے آپ لوگ کیطرح ایسی باتیں نکالتے ہو۔ جن کا پایاں
بھی نہ ہو۔

اقول جواب صابر۔ جناب بھائی صاحب یہی آپ کی عبادت ہے
جو اوپر لکھ آئے ہو۔ کیا اس سوال کا جواب تکذیب وخبط میں نہیں ملا۔ پڑتال تو
بہت کی مگر وہاں لم یکن شیئاً کا حال ہے۔

جیسا اس لوگ یا مسمریزم جو اعلیٰ درجہ نجات کا ہے مگر افسوس کہ پنڈت انباپرشاد
صاحب الہ آبادی جنکی تصانیف موجود وہ اپنی نجات نہ کر سکے۔ نہ روحوں کو بلا
سکے۔ نہ کوئی امرجیلہ بنا سکے۔ آخر جیل خانہ کی ہوا کھانی پڑی۔ **مسمریزم**
مگنیسا ئیزم۔ فری مینک۔ تصوف۔ استدراج۔ استغراق
فنا فی اللہ۔ ایلوپی تہک یا ھیموپی تہک۔ وحدت فی الوجود
یہ سب وہدوں سے آئے ہیں یا کہیں اور سے۔ افسوس کہ ویدوں نے طرفداری
کی۔ فقیروں مہاتماؤں کو تو مسمریزم سکھایا مگر گرہستوں کو اس سے محروم کر دکھایا
بھلا آپ تو مکت فی الذات ہوگئے مگر عوام الناس کو پیچھے چھوڑا جناب باری
تو یہ عبادت نہیں۔ ہر کو بھاجے سو ہر کا ہو کا مقولہ ہے **من عمل صالحا**
فلنفسہ گویا ہے اس میں کسی کی تمیز نہیں خواہ کوئی عبادت کرے طریقہ عبادت
یکساں۔ طریقہ نعمت یکساں ہے۔ خدا ایک۔ قرآن شریف ایک۔ نبی ایک
سب ذرہ برابر ہے۔

شصیاگا بتری کے جاننے والے بھی ویسے ہی جیسے فقیر مہاتما۔ عوام تک
اثر نہیں۔ یہ تو خواص تندرستی ہے نہ کہ عبادت۔ دوسری یگ وہون
سے مراد اشو میدہ یگ لیتے ہو یا کچھ اور یہ تو جناب گھوڑی کی قربانی ہے

یہ تو وہی سوال الٹ کرنا ہے کہ اُن سے خدا کیسے خوش ہوتا ہے۔ عجب نادانی ہے
ھون کوئی عبادت نہیں ہے یہ تو سراسر آپ لوگوں کی نادانی و جہالت
کی نشانی ہے۔ کہیں ہون سے صفائی ہوتی ہے اور کہیں ہون سے بارش
ہوتی ہے۔ روغن زرد۔ معطر و مقوی اشیا کو آگ میں بار بار ڈالکر کچھ ویدوں کے
گن گن کرنا یہ ویدک عبادت ہے۔

بھلا ہون کرتے وقت وید منتر پڑھنے سے کیا فایدہ؟ کیا یہ اشیا ویدوں
کے منتر سے اُڑتے ہیں۔ وہ اجزا کثیفہ سے جوہر لطیف بنتے ہیں۔ ایک پرندہ
دُھندھری ہمیشہ ٹانگیں اوپر رکھتی ہے کہ آسمان نہ گر پڑے۔
ھون سے کبھی بارش ہوتی ہے۔ بس کا دعوی اور یہ جہالت یہ تو جناب
کے وید مقدس کی بطالت ہے تو تجھکو سکھی نہ چھوڑو۔ خداوند کریم کی سچے دل سے عبادت
کرو۔ کیا ھون عبادت ہی ہے۔ دو ری جائیں پنڈت لیکھرام کے اور اُس کی عقل کے
جس نے ھون سے مینہ برسایا۔ گھی کا تیاگ لگایا۔ آپکا دیوتا سورج تمام بحروں
پر حرارت پہونچا کر انجرات کو اُڑاتا ہے۔ وطبقہ زمہریر کی سردی سے منجمد ہو کر بارش
ہوتی ہے۔
تلاطم و امواج بخارسی مانسون پیدا ہوتی ہیں۔ دیکھو میر اجغرافیہ طبعی
اگر کچھ عقل ہے ھون کے معطر و مقوی اشیا سے بارش کا پانی بھی معطر ہونا چاہئے
پھر جب علم متعارفہ جو کل میں ہے وہ جزو میں ہے اور جو جزو میں ہے وہ کل میں ہے
پھر گھی کا مزہ بھی ہو۔ انکو دوبارہ ڈسٹلیشن کرنے سے یہی اشیا پائی جائیں۔
یہاں تو ان الباطل کان زھوقا کا معاملہ ہے۔
اگر ھون شہر جھنگ کے آریہ سماج میں ہو اور جتنی اشیا ہون میں سواہا کر دی جائیں
تو اس سے ہمیشہ بارش اتنی ہی پیدا ہو نہ کہ تمام شہر جھنگ میں۔ یہ رد عقل ہے

تو کہاں پڑی کہاں پڑی کا شور ہے۔ اس ملک جنوبی افریقہ میں تو کوئی ھون نہیں
ہوتا۔ یہاں تو بارو ن ماہ بارش پیچھا ہی نہیں چھوڑتی۔ ہزارہا ممالک ہیں۔ دنیا میں
ایسے ہیں جو ہون کو جانتے ہی نہیں۔ فرض کیا کہ ھون سے بارش ہوتی۔ مگر یہاں
تو سوال عبادت وید کا تھا نہ کہ بارش کا ع بریں عقل و دانش بباید گریست۔

مثال۔ پنڈت لیکھرام اپنی تکذیب میں نماز استسقا پر طعن کرتے ہیں کہ ان سے
بارش نہیں ہوتی اور اپنی عقل اور سائنس ھون کو آگے دھرتے ہیں۔ جس کو
اوپر لغو و ہیچ ثابت کیا ہے۔ آپ کی مثال ایسی جیسے ٹرانسوال کے بڑے شہر میں
جوہانسبرگ میں ایک سال بارش نہ ہوتی۔ وانڈرر کے میدان میں تمام ڈچ و دیگر
آبادی اکٹھی ہوئی اور ڈچوں نے توپیں اور بندوقیں آسمان کی طرف چلانی شروع
کر دیں اور بارود کا سامان باندھ دیا۔ بھلا ان سے کیا ہونا تھا آخر بے نیل مرام واپس
منفعل ہوئے۔

پنڈت لیکھرام اور اس کے حامی صاحبان صفائی ہوا کے لئے قدرتی سامان
موجود ہیں۔ اول حرارت آفتاب دوم بارش۔ سوم آندھی و جھکڑوں کا چلنا۔
دیکھو میری کتاب طب حسینی اگر طالب حق ہو۔

پھر بابو صاحب آپ فرماتے ہیں دنیا کی روشنی و ترقی گواہ ہے۔ صدقنا
مگر یہاں تزکیہ نفس و راہ نجات کہاں ہے۔ یوگ شاستر یا اور کوئی شاستر دکھائے۔
یہاں تو انکار نہیں۔ ہاں بلکہ انکا اسکار دنیا دار ہے۔

جناب جوگیوں یا یوگیوں کی کرتوت تو دیکھی ہیں جو یوگ شاستر کے ثمر ہیچ
معبوت ملے۔ مصنوعی جٹے الکھ لگائے در بدر گداگر ہیں۔ کہیں کسی کی بہو بیٹی پر نظر ہے یا
کہیں زیور بٹورنے کی فکر ہے دیکھو کرتوت سادھو جناب بابو صاحب بتانا کہا یہ تو
دو چشم وید معاملہ ہے۔ بندہ کئی مدت تک سول اینڈ ملٹری بلوچستان و ہندوستان

ہیں ملاحظہ - وہاں دیکھنا رقص - ڈھولک اور طنبور - طبلہ سے آپکا تمام آریہ سماج گواہ ہے -

خود ست دھرم پرچارک اخبار بھی ہے جس نے ایسے ہی ایسیوں ڈھولک و طنبور بجانے والوں کے واسطے اشتہار دیا ہے

ویدک گایتری پر اسلامی اُتری

جناب بابو صاحب جس گایتری پر آپکا دماغ اسقدر بلند ہے - وہ گایتری تو سراسر شرک سے مملو ہے کاش کہ ویدک گایتری آپنے لکھی ہوتی اور اس کا بالفظ ترجمہ بھی کیا ہوتا تو آپکی عبادت کی قلعی کھل جاتی - لیجئے مجھ سے سن لیجئے یہی گایتری یا کوئی اور - زیادہ دیکھو تحفۃ الہند و حجت الہند جو ہندوؤں میں لاجواب کتاب ہیں -

گایتری

اوں - بھور - بھوہ - سُوہ - تت - سَوِت - تُروریے - نیّا - بھر - گودِے - بستے - دِہے - مہے - وِہے - یُویونہ - پرچودیتے - معنی - اوں = مرکب اکار - اکار - تیسرا آدھا میم کا یعنی

اودھا سیم اکار نام ہے وشن کا - اکار نام ہے مہادیو کا - اور مکار شکتی یعنی دیوی کا -
بھور کے معنے زمین = عجب مخلوقات کی پرستش ہو رہی ہے
بھوہ کے معنے اکاس = آسمان کی تو پوجا مگر مالک آسمان ندارد یہ ویدک توحید ہے
سوہ کے معنے سرگ = ترجمہ کل کا یہ ہے ہم سورج کی بڑی روشنی پر دھیان کرتے ہیں وہ ہمارے دل کی راہنمائی کرے - پٹیا پہاڑ نکلیا چوہا - یہ گایتری اور اسکے معنے

[وعدہ] شور اگر اور سہو تو سنئے لاؤ - باقی خبط لیکھرامیہ سے جو آپنے نیوگ کا مقابلہ کیا
ہے اسکا ذکر میں پیچھے رد شرک میں کر آیا ہوں غور سے پڑھو -
چونکہ بھجن منڈلی آپکا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے - تو سنو کہ ستیارتھ پرکاش کی ریاضت جس
آپ اعتراف فرماتے ہیں ملاحظہ کیجئے :-

ست دھرم پرچارک اخبار مطبوعہ ۲۳ کاتک سمبت ۱۹۵۹

بکرمی مطابق ۷ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء آریہ سماجک خبریں

صفحہ ۱۳ - بدایوں - کالم دوسرا - سطر ۱۲ -

(۴) آریہ سماج بدایوں کو ایک ڈھولک بجانے والے اور ایک بھجن گانے والے
کی ضرورت ہے - جو بھجن سبھا سمصنفہ پنڈت مراری لال کے بھجن گھنٹاں بجا کر گا سکے
بالفعل گانے والے کو ۵ روپیہ اور ڈھولک بجانیوالے کو پانچ روپیہ ماہوار تنخواہ
ملے گی - آیندہ بشرط کارگذاری گنجائش ترقی ہو سکے گی - درخواست بنام مہاشہ
جگل کشور جی وکیل پردھان آریہ سماج پر بیندہ کرنا بھجن منڈلی آنی چاہیئے -

جواب بابو صاحب یہ آپکی عبادت ورہا سنت تزکیہ نفس ہے - ایسی راگ و
رنگ مسلمانوں کی عبادت میں دکھائیے ورنہ خود ہی انصاف فرمائیے - اور مقابل
[اسلام] میں نہ آئیے یعنی دیدہ و دانستہ حق کو نہ چھپائیے - ورد اسم الٰہی

نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ عبادت اسلام ہے - قرآن

میں راگ رنگ دکھائیے - اودھرم دھرم کی کہانی نہ سنائیے

سنسکرت زبان کی عدم فضیلت

اعتراض صابر - وید مقدس کی زبان سنسکرت (بقول آریہ) پرانی ہے نہ تو اب کہیں پڑھائی جاتی ہے نہ اسکو کوئی پنڈت سمجھ سکتا ہے نہ کوئی ترجمہ کر سکتا ہے نہ وہ زمانہ ہی تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے -

قال گنگا رام - یہ آپنے سچ کہا ہے کہ وید مقدس کی زبان پرانی ہے - پورانی ہی نہیں بلکہ قدیم یا یوں کہو کہ دنیا کے آغاز سے پہلی زبان ہے - جس کی برابری میں سب دوسری بناوٹی زبانیں ادھوری یا بناوٹی ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ نہ یہ پاک زبان مسلمانوں کی مساجد میں پڑھائی جاتی ہے نہ کوئی مولوی اسکو پڑھ سکتا ہے - ترجمہ کرنا تو بات ہی دوسری ہے حضرت اس پاک زبان کو جو دنیا کی زبان ہو چکی ہے - بلکہ ہے کیونکہ سب زبانیں اُس سے نکلی ہیں روئے زمین کی لائق قومیں قدر کرتی ہیں جرمنی میں اسکول ہیں انگلینڈ میں اسکی بڑی بھاری عزت ہو رہی ہے اسکول کھلا رہے ہیں ہندوستان میں سوامی جی کی بدولت پاٹھ شالیں تیار ہو گئی ہیں - برٹش گورنمنٹ سکول میں لازمی کر دیا - عدالتوں تک اسکی بھاشہ میں کارروائی ہونے کی بابت حکم نامے صادر ہو چکے ہیں - دنیا بھر کے فاضلوں نے اس پاک زبان سے انسانیت پائی - رنج نہ کرو عربی زبان سے کچھ فایدہ نہیں - ایک محدود ملک کی نامکمل زبان ہے اس کا البتہ ہونا نہ ہونا برابر ہے -

اقول صابر - جس طرح آپ آریہ صاحبان وید مقدس کو انادی سمجھتے ہیں اسی طرح سنسکرت کو بھی کلام الٰہی جنتے ہیں - میں اس میں کلام نہیں کرنا چاہتا کہ یہ کلام کہاں سے نکلی اور یہ زبان کہاں سے پیدا ہوئی - ہاں یہ اظہر من الشمس ہے کہ وید مقدس کے ساتھ یہ زبانِ قدیم بھی رفو چکر ہو گئی - جس کو آریہ صاحبان اُم الالسنہ

یان فرماتے ہیں اس زبان مائی کی رہائی دنیا سے چھ ہزار برس آج سے پیشتر (بقول
بچہ) ہو چکی ہے اور وہ اب مردہ زبان کہلاتی ہے جیسا کہ خود بابو صاحب کا قول ہے
کی کل زبانیں اس سے نکلی ہیں گویا سنسکرت کی بچہ بچی ہیں۔ تو یہ مصنوعی نہ رہے
یہ سنسکرت کی اولاد سے ہیں افسوس ہے والدہ کی تو عزت مگر اسکی اولاد کی ہتک
تعجب حیرانی و پریشانی ہے کہ مصنوعی زبانیں تو تمام عالم میں مروج ہوں مگر خدائی یا الہامی
زبان کا دنیا بھر سے استیصال عجب دعوی بے دلیل ہے کہ سمجھ نہیں آتی۔
آپ آریہ صاحب اس جہانزبرگ یا ملک جنوبی افریقہ میں تشریف رکھتے ہیں
کوئی سنسکرت کا ماہر یا سکول دکھا دیں خود جناب ہی جو سوجی چود ہے ہو سنسکرت
پڑھ کر ہی سنا دو یا بھاشہ ہی سہی سوامی صاحب کی سنسکرت کو تمام ہندوستان
نہ سمجھ سکا ہمیشہ آپکے لکچروں کے ساتھ ایک مترجم ضرور رہا ہے اور سوامی صاحب نے
ویدوں کے ترجمہ اور بھاشہ میں کیا ہے اگر سنسکرت زبان کی نشان ہندوستان میں
پائے جاتے تو سوامی صاحب کو پنجابی یا بھاشہ میں ستیارتھ پرکاش کی ضرورت
نہ پڑتی۔

افسوس کہ میں نے آپکو نور کی روشنی کیئ دکھائی مگر حضور
شب دیجور کی آنکھیں صاف ہوئیں۔ جہاں جہاں
مسلمان آباد ہیں دیکھو نقشہ گذشتہ وہاں وہاں مسلمان
کی پاک و مقدس کتاب قرآن شریف عربی زبان میں ہے جو ہر مسلمان کا فرض
منصبی ہے پڑھنا پڑھانا اور اُسپر عمل کرنا۔
ساتھ ہی صحاح ستہ کی کتب یعنی احادیث نبویہ بیس موجود ہیں جو دنیا میں عربی
زبان کا وجود ظاہر کرتی ہیں نہ تو جناب کو اپنے علم کی خبر اور نہ دوسروں کے مذہب سے

والفیت - صرف پنڈت لیکھرام کی خبط وتکذیب کو منزلہ وید کے سمجھکر راہ ضلالت
پرچارتے ہو باز آؤ بھائی - کاش کہ آپ عربی زبان کی محدودیت ثابت کرنے - اور
کوئی برہمن واعظ سامنے دہرتے تو معلوم ہوتا -

زبان عربی

ور ہمارا سننے چاہیئے - تو ہم ہندوستان میں کسی شہر میں جاؤ مسلمان موجود - قرآن شریف
موجود - ان کی نماز موجود - یہ سب عربی ہیں - آپ ہی فرمائیے کہ کون سے علاقہ میں
زبان سنسکرت بولی جاتی ہے -

ایشیا کے دیگر ممالک چین میں چاینا زبان و عربی - انگریزی - فرنچ - روسی - جاپان
میں جاپانی - یعنی تاتا - ترکستان - افغانستان - بلوچستان انکی زبان کیا ہے -
روس کے ملک کی زبان روسی ہے یا سنسکرت - یہاں مسلمانوں کی پاک کتاب
موجود - کل عرب - بیت المقدس - عدن - حجاز شریف - شام - سواکم
مصر - سوڈان - خرطوم - مراکش میں عربی موجود - **مگر وید مفقود نہ**
سنسکرت کا پتہ ہے نہ بھاشا کا سما ہے - برہما میں برہمی یا
سنسکرت ہے - فرانس میں فرنچ یا سنسکرت ہے -

جرمن میں جرمنی زبان ہے یا سنسکرت - آپ بتائیے یہاں کسی جرمنی سے سنسکرت
تو بول دیکھئے - پرتگیز - اٹالین - هنگری - سپین - سویڈن - ناروے
ٹرکی - گریٹ برٹن - امریکہ - اسٹریلیا - جزائر فلپاین - جنوبی افریقہ میں
کافری - ڈچ - انگلش - هندی - ملائی کا عام رواج -

جب غور سے دیکھئے کہ کرۂ ارض کے کسی ملک میں سنسکرت کا وجود ہے
جو ہزاروں سال سے مفقود ہے - اپنی شیخیاں مشہور کرتے رہو - بھلا کون سنتا ہے سا

سدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں

افسوس تمام آریہ صاحبان مسلمانوں پر الزام لگاتے ہیں کہ محمدی لوگ عقل کو کام میں نہیں لاتے۔ معقول کے سامنے منقول یا نا معقول جواب بتاتے ہیں۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹا ہے کہ معقول کے سامنے تعصب سراسر جھوٹ سے سچ ہے ان الانسان کان ظلوماً جھولا۔ آتش نے جاگنے والو۔ آئیے سناتن دھرم کھچڑنے والو۔ ای مسلمانوں کے خاص دشمنو۔ اے محض زبان درازی سے کام لینے والو۔ ذرا جغرافیہ عالم تو پڑھو یا کرہ ارض کو سامنے رکھ کر دیکھو تو سہی کہ کہیں آریہ ورت وسنسکرت کا دنیا میں نام ونشان ہے بھی یا نہ۔ یا شیخ چلی کی طرح ہوائی قلعے چار دیواری میں بیٹھ کر بناتے ہو۔ آؤ ذرا دنیا کی سیر کرو۔ تمام معلوم ہو جاوے کہ دین اسلام کے انوار کہاں کہاں چمک رہے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ تمام دنیا کی باقی زبانوں نے مل کر سنسکرت کو آریہ ورت سے چلتا بنا دیا۔ اور ہر ایک نے اپنا حصہ بخرہ علیحدہ کر لیا۔ خدا کی زبان کو زوال اور انسانی مصنوعی زبان کو کمال۔ امر محال ہے۔

منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار کی زریں رائے

پیسہ اخبار مطبوعہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء

سنسکرت زبان کی عظمت مصنفہ بابو شیو برت لال صاحب ایم۔ اے پر رائے یعنی ریویو دیتے ہوئے فرماتے ہیں (۲) اس رسالہ میں سنسکرت کو کل دنیا کی زبانوں کی ماں ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر یہ دعوی سرے سے تمام یوروپین فلالوجی والوں اور زبانوں کے محققوں کی تحقیقات کے خلاف ہے۔ آرین سٹاک کی زبانوں کی تو سنسکرت کو ماں کہہ لیجئے۔ لیکن شامی (سمٹک) زبانوں مثلاً عربی عبرانی

وغیرہ سے اسے کیا تعلق ہے۔ البتہ فارسی اور بعض یوروپ کی زبانوں سے اور اس سے
تعلق ہے اور جس کی وجہ یہ ہے کہ اس زبان کے بعض بولنے والے کسی قدیم زمانہ میں
جس طرح وسط ایشیا سے ہند میں آئے ایسے یورپ میں جاکر آباد ہوگئے۔ مگر اب
دنیا میں لاطینی یا نونبنش زبان کی طرح ایک **متنفس بھی اسے نہیں**
بولتا (چہ جائیکہ دعویٰ ثابت ہوگیا) اب تو میرے خیال میں زبانوں کے بولنے والوں
کی مقدار کے لحاظ پر اُن کی عظمت کو مشتہر کرنا چاہئے جیسے انگریزی۔ فرانسیسی
عربی وغیرہ (چہ خوش) لیجئے جناب ہندوستان بھر میں سے ایک لائق ایڈیٹر کی
رائے ہے۔

مثال۔ اس جنوبی افریقہ میں تمام دنیا کے لوگ موجود ہیں کیونکہ جہاں ٹرانسوال
میں سے سونا برآمد ہوتا ہے اور ممالک کی نسبت یہاں آمدنی زیادہ ہوتی ہے۔
یہاں ملائی لوگ سالہا سال سے آباد ہیں۔ ہندی لوگ قریب تیس سال سے یہاں آباد
شام میں۔ فرنچ۔ جرمن۔ اٹالین۔ امریکن۔ رشین۔ یہود وغیرہ سب
اقوام موجود۔ خلط ملط سے ایسی کھچڑی ہو گئی ہے کہ اصل زبان کا پتہ نہیں ملتا۔ اور
بہت سے الفاظ ایک دوسرے کی زبان سے بولتے چلتے ہیں۔ اسی طرح کسی زمانہ
میں سنسکرت بولنے والے ... وغیرہ ممالک میں چلے گئے ہوں اور اُن کی زبان اور
انگریزی یا غیر ممالک میں گڑبڑ ہوگئی ہو تو اب کل دنیا کے الفاظ کو اپنی سنسکرت کی زبان
کی مطابقت کرکے کہنا کہ سنسکرت سب کی والدہ ہے یہ سراسر خبط اور مالیخولیا ہے ۵

واہ کیوں کیسی ہے کی تردید گنگا رام کی
ابتو باری آگئی کذاب لیکھورام کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

جاگو جاگو خالصہ نیند نہ کرو پیار

سورن سنگھ کمارتت خالصہ برہمچاری کا

کھلا چٹھا

سکھوں کے نام

کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی ÷ یہ اوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

پیارے منترو - ایک طرف تو ہم قلت عمر کے شاکی ہیں کہ ہماری عمر کے دن

تھوڑے ہیں مگر دوسری طرف جو وقت ہے اس میں ہم ایسی ایسی باکیاں

کر رہے ہیں کہ گویا ہماری عمر کا کہیں خاتمہ ہی نہیں ۔ اے پیارے پرمیشور جی لالچ اور خود غرضی کی قید سے نکال کر نیک کاموں کے کرنے کی خواہش اور توفیق دو جیسی کہ آپ نے ہمیں مشعل کی روشنی عطا کی ہے ویسے ہی ہمارے دلوں کو بھی اپنی پاکیزگی اور پریم کے نور سے منور کر دو ۔ اور پاپ کے دکھ سے چھٹکارا دیکر اپنا خوف ہمارے دلوں میں ڈال دو تاکہ پھر گناہ نہ کر سکیں ۔

بددیانتی ۔ حسد ۔ ظلم ۔ کینہ ۔ جھوٹ ۔ ریاکاری غرور

اور کل ناپاک کاموں سے بچا کر ہمیں عقل ۔ علم ۔ حلم اور حیا عطا کرو پیاری ہری اپنے پاک نام کے ورد کا البا مزہ چکھا دو ۔ کہ پھر جیتے جی آپکو نہ بھول سکیں ۔

شانتی ۔ شانتی ۔ شانتی !!!

پیارے خالصہ جی ۔ آج کل آپ اپنے گرو باوا نانک جی کی صدہا باتوں میں مخالف ہو رہے ہو ۔ مثلاً شراب بھنگ پینا اور کیس وغیرہ رکھنا اور اپنے نام کے ساتھ سنگھ کا لفظ خواہ مخواہ بڑھانا گورو نانک اور انگد کو نانک سنگھ و انگد سنگھ نہیں کہا گیا ۔ پھر باوا جی کے پیارے چیلے کیوں سنگھ بنیں ۔

پیارے خالصہ جی وہ گورو جس نے آپ کی بہتری و بہبودی کے لئے پانی کی جگہ خون بہا دیا اور اپنے بیگانے کر لئے ۔ جو پیارے تھے وہ سخت خطرناک دشمن بن گئے آخر ایسے دھرماتما کو دیوانے اور باؤلے کے نام سے موسوم کیا گیا ۔ کیا خالصہ جی وہ دردناک نصیحت و دردناک بانی وہ پتھر دل کو موم کر دینے والا سین کہا ۔ آپ بھول گئے ہیں ۔ آہ خالصہ جی گرنتھ کے اس شلوک کو وچار کر دامن خوب غور سے کرو ۔

شبد گرنتھ

وید بلایا ویدگی پکڑ ڈھنڈولے میری بہاں نہیں جاندا

ارتھ۔ یعنی اے بھولے بھالے حکیم تم میرے حقیقی درد کے معالجہ کرنے کے قابل نہیں ہو۔ اف حکیم باواجی کے اُپدیش کو سن کر حیران و ششدر رہ گیا کیوں نہ ہوتا ایشور کا پرتاپ ایشر کی دیا اور کرپا جو ہوئی۔

پھر پیارے ناظرین جی۔ جنم ساکھی کے اس دردناک اُپدیش کو دوچار کرو۔ جب باواجی نے بعزم حج کعبہ شریف کا ارادہ کر کے گھر کے دروازے سے باہر قدم رکھا۔ تو باواجی کے ہر دو لڑکے امدولا سے بوت پتاجی سے وچھوڑے اور فرقت کو برداشت نہ کرتے ہوئے رو کر پتاجی کے گلے میں چمٹ گئے۔ آہ ناظرین جی۔ آہ سکھ صاحبان وہ کیسا دردناک سماں ہوگا۔ وہ کیسا دل ہلا دینے والا سین ہوگا۔ کونسا پتھر دل ہوگا جو دیکھ کر موم نہ ہو جائے کونسا دل ہوگا جو دیکھ کر خون نہ بہائے گا۔ مگر واہ رے سچائی کے دلدادہ۔ حقانیت کے پیاسے راستی کے متلاشی۔ ست مارگ کے ابھلاشی۔ مگر باواجی نے ایشور کی بھگتی کو مقدم سمجھا اور اپنا فرض بجا لایا۔

مصائب باوا نانک در راہِ حج کعبہ شریف

دیا چھوڑ دھن دولت آرام کو ۔۔۔ نہ چھوڑا پیارے پیا رام کو
وہ سکھ پال والا پیادہ چلا ۔۔۔ جو ساٹیوں میں رہتا تھا ڈھولین چلا
مصیبت پڑی وہ کہ ناگفتہ بہ ۔۔۔ تھا بھگوان جانے پڑا کیا گرہ
بجائے لحافوں کے ملتی تھی گھاس ۔۔۔ نہ ڈیرہ نہ خیمہ تھا کچھ اُن کے پاس

پہاڑوں کا منہ اور نازک بدن
مسافر ہوا۔ اور چھوڑا وطن
اکیلا اجاڑوں میں رہنا اُسے
پہنتے تھے وہ ان پر درختوں کی چھال
وہ سنپت جدائی کا کیوں کر کہیں
معہ بن بھوگ چھوڑ لیا ساگ پات
یہ ہو جیکہ نانک سے رشی کا حال

وہ گرمی کی تیزی جلے جس سے تن
ملا اُن کو بن تھا بجائے چمن
ہزاروں تکالیف سہنا اُسے
جگہ ململوں کی تھی ہرنوں کی کھال
لکھوں ہا ئے کیونکر مصیبت کی میں
وہ جپتے تھے ایشور کو دن اور رات
کہ صبر و سکوں میں جو رکھو کمال

اور باوا صاحب نے بڑے دردناک دل سے اس شلوک کا وچار کیا:۔

دھن دارا سنپت سگل جہیں اپنی کر مان
ان میں کچھ سنگی نہیں نانک بن بھگوان

ارتھ۔ دولت پوت جنکے اوپر یہ دعوی ہے۔ جنکے اوپر یہ گمان ہے مگر یہ اسنت (جھوٹ) ہے۔ غرض سوائے خدا کے کوئی حامی و مددگار نہیں ہے

شلوک آدگرنتھ

جو اوپجے سو نس ہے پرو غصے کے کال
نانک ہر گن گا ئے کے چھاڑ سگل جنجال

ارتھ یعنے جو چیز پیدا ہوئی ہے آخر کار اُس نے فنا ہونا ہے۔ اے نانک تو تمام کمندوں کو توڑ کر محض خدا کا ہو جا جو غیر فانی ہے۔ اور حج کے ارادے کو ملتوی نہ کر۔ ورنہ یہ وقت ہاتھ سے جاتا رہے گا اور من پچھتاوا رہیگا یہ تھا باوا جی کا اپدیش خالصہ جی سنو اور خوب سنو۔ اور کانوں سے

پیوستے کھول کر سنو۔

آنکھ پھوٹی تو خیر کان سہی
نہ سہی یونہی امتحان سہی

پھر دیکھو جنم ساکہی کا وہ اُپدیش۔ جب لہنا جی دیوی کا بھگت۔ بہت سے دیوی کے بھگتوں کو (جو غالباً چار یا پانچسو کے قریب تھے) جیسا کہ جنم ساکھی سے ظاہر ہے۔ لیکر دیوی کے مندر بطرف جوالا مکھی (آتش فشاں پہاڑ کی چوٹی) کی طرف جا رہا تھا اور راستہ میں **لاٹیاں والی تیری سدا ہی جے کے جھنکارے جھنکارتے جاتے تھے۔**

اور حسن اتفاق سے اُنہوں نے لوگوں سے باوا جی کی مہما اور استت سنی کہ فلاں جگہ فلاں فقیر براجمان ہے۔ جو موہنی مورت اور لہو و لعب ہنکار سے بالکل علیحدہ ہیں۔ خیر ان کو اُنکی ملاقات کا بڑا اشتیاق ہوا اور بمعہ تمام سنگت کے باوا صاحب کی طرف ہولئے اور باوا جی کو کہنے لگے کہ آپ کس دیوی کے بھگت ہیں۔ باوا صاحب نے کہا۔ کہ ہم اُس جوتی سروپ پاربرہم کے سیوک ہیں۔ جس کو کہ تمام دیوی دیوتا گاین کر رہے ہیں۔ اور باوا صاحب کے بڑے ورد ناک بین ہیں۔ جب جی صاحب کی اُس پوڑی کو وچار کیا

گاوَن تدھ نوں اند اندر آسن بیٹھے۔ دیوتیاں در نالے
گاوَن تدھ نوں سدھ سمادھی اندر۔ گاوَن سادھ وچارے
ہور کیتے گاوَن سے میں چیت نہ آوَن۔ نانک کیا وچارے

ارتھ۔ میں اُس سروشکتی مان دیالو کرپالو کا بھگت ہوں جسکو اندر دیوتا جو تمام دیوتاؤں کا سردار ہے بمعہ تمام دیوتاؤں اور رشی اور منیوں کے گا رہے ہیں۔ باوا جی کے اس انمول اور لبھاؤ اپدیش نے اُن کے دل میں ایسا اثر کیا کہ تمام لہنا دینا

بھول کر مٹولی کے الٹوں کو جو ایک رنگ برنگ دھاگا ہوتا ہے اور نرسول زمین شام والی بھری) جو دیوی کے بھگتوں کی درزنامی کے نشان ہوتے ہیں پھینک دیئے۔ اور باواجی کے چرنوں میں گر پڑا۔ اور کہا۔

بابا میرا آنا جانا رہ گیا

دیکھا خالصہ جی یہ تھا باواجی کا اوپدیش۔ کہ دس منٹ کے سنت سنگ سے ایک کثیر گروہ کو تمام دیوی دیوتاؤں کے اندھیہ نگری میں سے نکالکر ایک وحدہٗ لاشریک کی پوجا کرائی۔

یاد رہے کہ جس زمانے میں باواجی نے جنم لیا تھا وہ (کلوکال) کا زمانہ تھا اور دنیا میں اسقدر اندھیر مچا ہوا تھا کہ ایک ایک کے حصہ میں دس دس بیس بیس خدا آئے ہوئے تھے۔ کیونکہ ان دنوں میں بلحاظ ہندوؤں کی آبادی کے اُن کے معبود کی گنتی زیادہ تھے یعنی تینتیس کروڑ دیوتا تھے) جنکو سرو شکتی مان کہتے تھے۔ قادر مطلق تصور کرتے تھے۔ مگر بالآخر ایسے ایشور کے پیارے کو پاگل اور دیوانہ کے نام سے پکارا گیا۔ یہ تھا باوانانک جی کا اُپدیش۔

کیا خالصہ جی آپکو یہ معلوم ہے کہ اس بھگتن کی تمام اُمیدوں پر پانی پھیرے جانے کا کون موجب ہوا۔ یہ صرف باوا گوبند سنگھ کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ آجکل سکھ باوا گوبند سنگھ کے سکھ ہیں نہ کہ باوانانک جی کے تو اس میں کچھ مبالغہ نہ ہوگا اور اگر کسی سکھ کو کہا جاوے کہ کیا آپ باواجی کی تعلیم پرکاربند ہیں تو آپ فوراً یہ شلوک پڑھ کر بتا دیتے ہیں۔ شلوک گوبند سنگھ :۔

بہیں گئے جب کے تم رے کٹو آکھ ترے نہیں آنیو

رام رحیم پُران قرآن انیک کہے تم ایک نہ مانیو

ارتھ مگر ہندو کہو کہ پُران کے اوپر اور مسلمان کہے کہ قرآن شریف کے اوپر ایمان

[illegible] ایک کی بھی نہ سنو اور اپنی آنکھوں آنکھ مارتے جاؤ -

کیا خالصہ جی یہ آپکو معلوم ہے کہ یہ کس پہلے جانشین کی کارستانی کا نتیجہ ہے - یہہ گورو نانک جی کا ہرگز ہرگز شلوک نہیں ہے - اگر کوئی گرنتھی یا خالصہ اوپدیشک یہ ثابت کردے کہ یہ نانک جی کا حکم ہے تو ہم اسکو مبلغ مارلاکھ ۲۹۹ روپیہ نقد انعام دینے کے لئے تیار ہیں گا خالصہ جی اب باوا جی کی تعلیم بھی سنو اور خوب غور سے سنو [illegible]

جے سو چندا اوگوے سورج چڑھے ہزار

اتنے چانن ہوندیاں گور بن گور اندھار

ارتھ - اگر سو چاند نکلے اور ہزار سورج چڑھے تو باوجود اسقدر روشنائی ہونے کے بھی بغیر پیر یا مرشد کے اندھیر ہی اندھیر ہے - آگے چلکر دوسرا شلوک ملاحظہ فرمائیے -

ترتیہے حرف قرآن دے ترتیہے سیپارے کیں

تس وچ پند نصیحتاں سن کر کرو یقین

ارتھ - وہ پیر (گورو) جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے صرف قرآن شریف ہی ہے اور قرآن کے تیس حروف ہیں اور تیس ہی سیپارے کئے گئے ہیں - اس میں بہت سی نصیحتیں ہیں ای سکھو تم سنکر یقین کرو - کیا خالصہ جی اب بھی ماننے میں کچھ عذر ہے - بہرحال ہم تمام شہادتیں سکھ صاحبان کے ہی دھرم پستکوں سے دینگے جنکو انہوں نے سخت گھبراہٹ میں ڈالدیا ہے - اب سن لیجئے باوا گوبند سنگھ جی کی شرک و بدعت -

سوھا - میں گنیش پرتھم میں مناؤں + اور چیز کبھی نہ دھیاؤں

سیوک سکھ ہمارے تارے + چن چن شترو ہمارے مارے

ارتھ - میں سب سے پہلے گنیش (دیوتا تھی) کی پوجا کرتا ہوں اور کسی چیز کو نہیں مانتا - ای ہمارے سکھو تم ہمارے تمام سکھوں کو لمبی ناک سے کھول ڈالا - آہ خالصہ جی یہی توحید تھی سے کیا یہی توحید حق کا راز تھا پہلے ہر سو سے تمہیں اک نہ تھا سا اب تو پردہ کھل گیا اور ایسا کھلا کہ بس ....

آگے چلکر ایک اور موحد کی وحدانیت ملاحظہ فرمائیو

سو بہو جو سمہا ہماری اچھا + سری ہر دہج جو کریو رچھا
راکھ لیہو موہ راکھن ہارے + صاحب سنت سہا پیارے

ارتھ۔ ہماری تمام تمناؤں کو پورا کرو اور ای دیج ذر رسول (جو یہی گن ناخود والی چھری ہوتی ہے) اور جس سے ماہی گیر لاج مچھلی وغیرہ کے شکار کیلئے پاس رکھتے ہیں جسکا اوپر ذکر کر آیا ہوں تم ہماری حفاظت کرو۔ واہ خالصہ جی واہ تر رسول کی بڑائی اور کیا بدی کا شور رہا۔ کہاں تر رسول اور کہاں وحدانیت۔ برائے خدا کچھ تو غور کرو۔ کہاں رام رام کہاں ٹیں ٹیں کہاں تر رسول اور کہاں توحید۔ خیر ہمارا کام کہنا ہے اگر کوئی مان لے تو بہتر ہے۔ اگر میری یاد غلطی نہیں کر رہی ہے تو غالباً ماہ اکتوبر کا واقع ہوگا کہ میں کوبیہ میں شدید بیمار تھا۔ میری کو جا رہا تھا کہ راستہ میں مجھے سنگھ سبھا کا سکریٹری ملا کہ آج ہماری سنگھ سبھا کا سالانہ جلسہ ہے اور بڑے بڑے لائق اپدیشک اور گیانی آئے ہوئے ہیں آپ بھی سنکر کچھ لابھ اٹھا دیں۔ خیر میں نے بھی اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور سکریٹری صاحب کے ساتھ ہو لیا۔ مگر میں خاموش نہ رہ سکا اور میں نے سکریٹری کو کہا مجھے معلوم نہیں کہ آپ لائق وفائق اپدیشک کیا بولیں گے اور اپدیش سے کیا لابھ اٹھائینگے جبکہ باوا جی نے سور کو تمام روئے زمین کی چیزوں سے نکھد شمار کیا ہے۔ مگر بوجہ تعصب آپ صاحبان کا من بھاتا کھاجا ہے۔
سکریٹری صاحب نے جواب دیا وہ کیسے۔ میں نے باوا جی کا یہ شلوک سنایا۔ شلوک آد گرنتھ

اک بھگت بھگوان جیہن پرانی کے ناہیں من + جیسے سوکر سوان نانک جانوں ناہیں تن۔

ارتھ۔ وہ آدمی جسکے دل میں خدا کی محبت نہیں ہے سور و کتے سے بھی بدتر ہے۔ مگر ہائے تعصب تیرا ستیاناس ہو یہ اس گرو کا حکم ہے جسکے چیلوں کا من بھاتا کھاجا ہے۔ سکریٹری صاحب نے کہا واہ جی نے بیشک سور کو تمام روئے زمین کی چیزوں سے نکھد شمار کیا ہے مگر اسکے کھانے کی ممانعت تو نہیں فرمائی ہے۔ واہ بھائی جی واہ کیا جو خراب چیز ہوتی ہے انسان اسی کو کھا لیتا ہے۔ خیر۔ افسوس ہے

ستم کو تم کرم سمجھے جفا کو تم وفا سمجھے + سمجھ پر ایسی صد افسوس تم سمجھے تو کیا سمجھے

الراقم محمد یوسف نائب مدرس مدرسہ قادیان

اسلام کی تعلیم کی اصلی غرض

اسلام کے متعصب دشمن عموماً اسلام پر یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ اسلام ایک
آسان اور نفسانی مذہب ہے اور اس کی غرض یہ نہیں کہ لوگوں کو بدی سے نجات دے
بلکہ ان کی نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ ایک وقت وہ تھا کہ
جب اس قسم کی باتوں کو عیسائی انجیل کی طرح سچی سمجھتے تھے اور ہر ایک عیسائی
بغیر قرآن شریف کو پڑھنے کے یہ وعظ کرتا اور کہتا تھا کہ قرآن شریف کی تعلیم انسانوں کو
خدا سے دور ڈالتی اور نعوذ باللہ ان کا شیطان سے تعلق پیدا کرتی ہے۔ لیکن کچھ
عرصہ سے مختلف مذاہب کے مطالعہ کرنے والے کسی قدر تحقیق سے اس نتیجہ پر پہنچ گئے
ہیں کہ یہ باتیں متعصب پادریوں نے جاہلوں کو دھوکا دینے کے لئے بنا رکھی تھیں
اسلام پر نفسانی مذہب ہونیکا اعتراض ایسا صریح جھوٹ ہے کہ خود انہی معترضین
کے منہ سے اسکا جھوٹ ثابت ہو رہا ہے۔ کیونکہ جہاں ایک طرف اسلام پر نفسانی
مذہب ہونیکا اعتراض کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسلام کی پنجوقتہ
نماز اور روزے بیجا تشدد ہیں اور اس ریاضت کو مشقت قرار دیا جاتا ہے تعجب
ہے کہ اس مذہب کو جو کفارہ کا عقیدہ سکھا کر تمام بدکاریوں اور بدیوں کا دروازہ
کھولتا ہے۔ تقدس اور پاکیزگی کا مذہب قرار دیا جاتا ہے اور جو مذہب دل کی سچی
پاکیزگی حاصل کرنے کے بغیر کسی انسان کو قبول نہیں اور ہر ایک بدی سے بچنے
کے لئے روکتا ہے اسے نفسانی مذہب کہا جاتا ہے۔ مذہب اسلام ایک
حرف نصف لفظ میں یہ فرماتا ہے کہ قد افلح من زکھا یعنی وہی نجات
یافتہ ہے جس نے اپنے آپ کو پاک کیا اور بار بار تقویٰ اور تزکیہ نفس پر زور دیتا

ہے اور دوسری طرف ایسے عملی فرائض بجالانے کے لئے حکم دیتا ہے۔ جو نفسانی خواہشوں کو جڑ سے اکھاڑنیوالے ہیں۔ کیا اس مذہب کو نفسانی یا آسان کہا جاتا ہے جو دن میں ایک دفعہ نہیں بلکہ پانچ دفعہ نماز کو ضروری قرار دیتا ہے اور پھر اسی پر قناعت نہیں کرتا بلکہ یہ بھی حکم دیتا ہے کہ رات کا بڑا حصہ بھی جاگنے اور عبادت میں گذارا جاوے اور ایسے اوقات نماز کے مقرر کرتا ہے۔ جب ایک نفسانی آدمی کسی شراب خانہ یا چکلہ میں شراب سے بدمست پڑا ہوا۔ پھر نماز کے علاوہ روزوں کا حکم دیتا ہے اور سال میں ایک پوری مہینے کے روزے ہر مسلمان کے لئے فرض قرار دیتا ہے۔ کیا یہ ایک نفسانی اور آسان مذہب کی علامتیں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ بہت سارے لوگوں کے اسلام قبول کرنے میں بڑی روک یہی اسلامی فرائض کی بجا آوری ہے اور دوسرے مذاہب میں ایسے فرائض سے آزادی مل جانا بہت سے لوگوں کے لئے ان مذاہب کو اختیار کرنے کے لئے ایک کشش ہے اور حق بات یہ ہے کہ بغیر ان مشقتوں کے اور ریاضتوں کے تزکیہ نفس ممکن ہی نہیں۔

یہ احکام نماز اور روزے کے اسلام نے صرف اس غرض سے دیئے ہیں کہ انسان بدی سے بچے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔ یعنی نماز اس لئے فرض نہیں کیگئی کہ کوئی ناحق کا بوجھ انسانوں پر ہو بلکہ اسکی اصل غرض یہ ہے کہ تا نماز کے ذریعہ انسان بدی اور برائی سے بچا رہے اور پھر اسکے ساتھ ہی فرماتا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا جیسا کہ نماز میں ہوتا ہے ایک بڑا بھاری فرض ہے اسی طرح پر روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں کہ تا انسان کو ایک عملی طریق برائیوں سے بچنے کا بتایا جاوے۔ کیونکہ جب ایک انسان کو اسقدر طاقت اپنی خواہشات پر حاصل ہو جاوے کہ وہ ایک حکم کی پیروی میں اپنی تمام خواہشات کو چھوڑ سکتا ہے گو ایسی خواہشات عام حالات کے ماتحت

ناجائز بھی نہ ہوں تو پھر اُس کے لئے ناجائز خواہشات پر قابو پانا اور اُن کو دفع کرنا نہایت آسان امر ہو جاتا ہے۔ یہ وہ عملی طریق ہے جس پر چل کر انسان بہت سی بدیوں سے بچ سکتا ہے اور یہ اسلام کی ہی خصوصیت ہے کہ اس پاک مذہب میں خیالی طور پر ہی نیکی کی تعلیم نہیں دیگئی بلکہ وہ عملی طریق بھی بتائے گئے ہیں جن پر عمل کر انسان بدی سے نجات پا سکتا ہے اور نیکیوں پر قائم ہو سکتا ہے۔ یہ خصوصیت اسلام کی منجملہ ان خصوصیات کے ہے جو اسکو دیگر تمام مذاہب سے ممتاز کرتی ہے اور اس کا خدا کی طرف سے ہونا بتاتی ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ وانہا لکبیرۃ الا علی الخشعین الذین یظنون انہم ملقوا ربہم وانہم الیہ راجعون البقرہ ۴۵-۴۶-

ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ بدیوں سے بچنے کے لئے صبر (روزہ) اور نماز کا سہارا پکڑو۔ یہ فرض شاق ہے مگر انپر نہیں جو فرمانبرداری اختیار کرتے ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے اور اُسی کے حضور لوٹ کر جانیوالے ہیں گویا نماز ہی وہ ذریعہ ہے جس سے انسان اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کر سکتا ہے اور یہ خواہشات اور بدیوں پر غالب آسکتا ہے۔ پس اسلام کی تعلیم کا اصل مدعا اور غرض ان فرایض کے قایم کرنے سے صرف یہی ہے کہ انسان نفسانی زندگی سے پاک ہو کر حقیقی پاکیزگی حاصل کرے اور ایسے مذہب کو نفسانی مذہب کہنا جاہلانہ تعصب ہے۔

ممانعت شراب کیا شہادت پیدا ہوتی ہے

ان عام وجوہات کے علاوہ جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے اور جن سے ثابت ہوتا ہے اسلام کے اصول او فرایض انسانی کو نفسانی زندگی سے نکالتے اور اس میں

حقیقی پاکیزگی سچی فروتنی اور راستبازی کی روح پھونکنے اور اسکو بدیوں پر غالب
آنے کی طاقت بخشنے میں اور کئی وجوہات ایسی ہیں جنسے بالخصوص یہی شہادت
پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً اسلام میں مسکرات کی ممانعت صاف طور پر بتاتی ہے
کہ اس پاک مذہب کو شہوانیت سے کسقدر نفرت ہے۔ ہم اس جگہ یہ سوال نہیں
کرتے کہ اگر موجودہ عیسائی مذہب نفسانیت کی راہ نہیں بتاتا تو کیوں اس میں شراب
جیسی بری چیز کی کوئی ممانعت نہیں کیونکہ یہ مضمون اسوقت زیر بحث نہیں مگر
ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر شراب شہوانی خیالات کو ابھارنے والی ہے جیسا کہ کل دنیا
تسلیم کر رہی ہے تو کیا کسی مذہب کا شراب سے منع کرنا اور شراب خوری کو قطعاً روک دینا
اس امر کی یقینی اور قطعی شہادت نہیں کہ وہ شہوانی خیالات سے چھڑانے والا
اور راستبازی اور روح اور دل کی پاکیزگی کی طرف بلانے والا ہے اگر اسلام ایک نفسانی
مذہب تھا اور اسکی غرض یہی تھی کہ شہوانی خواہشات کو پورا کرنے کے ذریعے نکالے
اور ان کی راہ کھول دیوے تو پھر اس نے شراب کو کیوں منع کیا اور شرابخواری کو کیوں
بڑے گناہوں میں [illegible] اور بھی تعجب ہوتا ہے جب ہم بعض نام کے مسلمانوں کو یہ کہتے ہوئے
سنتے ہیں کہ اسلام کے اصول ایک ابتدائی سوسائٹی کے لئے مقرر کئے گئے تھے جنکا
مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ گویا یہ اصول ایک وحشی قوم کے لئے بنائے
گئے تھے اور آجکل کی مہذب اقوام کے لئے وہ موزوں نہیں۔ بہر حال ان
مہذبوں سے جو آج شرابخوری سے تباہ ہو رہے ہیں یہ وحشی قوم ہی اچھی ہے۔
افسوس ہے کہ یہ لوگ ممانعت کی تہ تک نہیں پہنچے انہوں نے [illegible]
میں سمجھ لیا ہے۔ [illegible] کی پیروی کرتے ہیں۔ گویا پاکیزگی [illegible]
جس کی اسلام نے تعلیم دی ہے مگر حقیقی پاکیزگی کو نفسانیت کہا جاتا ہے۔ حالانکہ
اس شہوانیت کو جس کی طرف شرابخواری انسانوں کو بلا رہی ہے۔ پاکیزگی کے نام

سے موسوم کیا جاتا ہے شراب ہی وہ چیز ہے جو انسان کے نفسانی جذبات کو
جوش میں لاتی ہے اور شرابخوری کی علت کو جڑ سے کاٹ کر اسلام نے انسان کو
حیوانی جذبات سے آزاد کر دیا ہے۔ ابھی تک دنیا اس حقیقی پاکیزگی کے نور سے
بیخبر ہے مگر وہ زمانہ بہت قریب آتا جاتا ہے۔ جب دنیا کی آنکھیں اس نور کے دیکھنے
کے لئے کھولی جائینگی۔ اور جب اسلام کے اصل اصول دنیا کو معلوم ہونگے تب اُسے
سمجھ آئیگا کہ وہ پاکیزگی ان لوگوں کے وہم وگمان سے بھی برتر ہے جو اسلام سکھاتا ہے

مکرم دوست منشی رحیم بخش صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں مضمون انوار الاسلام میں بھیجا کرونگا عدم فرصت کی وجہ سے
تاخیر ہوگئی معاف فرمائیے آیندہ انشاء اللہ میں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ میں رسالہ انوار الاسلام
کی خدمت جس طرح سے بھی ہو سکے اپنے ذمہ لونگا۔ بالفعل میرا ارادہ ہی کہ رسالہ ترک اسلام
مصنفہ دھرم پال کا دلچسپ جواب ہر پرچہ میں شایع کرایا کروں جواب لکھکر ارسال خدمت
کرنا میرا کام ہے اور رسالہ میں شایع فرمانا آپکا کام اسلئے اُمید ہے کہ آپ ہر پرچہ
میں میرے اس مضمون کیواسطے جگہ دینگے اور ناظرین کو محظوظ فرمائینگے۔ والسلام

ہوستہ تر

پیشتر قاعدہ جس کی نسبت منشی عبد الغفور صاحب قیس نے اختراع
قیس کا دعوی فرمایا ہے میں اسکی نسبت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں آپ اسکو
اختراع قیس کے بالمقابل شایع فرمائیں تا کہ وہ اسکا جواب شایع کرادیں جس کی نسبت
قیس صاحب نے اختراع کا دعوی کیا ہے یہ صدہا سال پہلے تو عند کلیہ ہندسیہ میں
جلوہ گر ہو چکا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جس چیز کے عدد چاہو دوسری تمام

شبہ کے مطابق نکال لو۔ قیس صاحب نے تو طول طویل عبارت اور ہندسوں میں اپنے مطلب کو ادا کیا ہے میں آپکو ان سے بہی آسان اور مختصر قاعدہ بتلاتا ہوں جس چیز کے عدد چاہیں بسم اللہ کے مطابق کر لیں لیجئے۔ کسی چیز کے عدد لیکر دو چند کرکے اس میں ایک جمع کرکے تین میں ضرب دیکر چھ پر تقسیم کردو جو بچے اسکو بتیس میں ضرب دو جبکہ عدد اسم اللہ ۶۶ ہوں اگر ۶۳ لئے ہیں تو ۱۲ میں ضرب دو ہر چیز سے عدد اسم اللہ برآمد ہونگے اس سے بہی اور کئی مختصر قاعدے میں آپکو بتلا سکتا ہوں لیکن میں ان سبکو فضول سمجھتا ہوں کیونکہ اگر ہر چیز سے بحساب ابجد کے کسی چیز کے عدد نکل آنا اُسکی عظمت اور بزرگی کی دلیل ہے تو چاہئے کہ نعوذباللہ ابلیس اور خنزیر جیسی مردود اور گندہ چیزیں جبکہ ہر چیز سے بقاعدہ ابجد ان دونوں کے نام آشکار ہوجاتیں۔ تمام عالم کے مظہر اور سب سے مکرم و ممتاز ہوں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ہمارے قیس صاحب کی یہ منشا معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالی اسوجہ سے کہ اعداد اُسکے ہر چیز سے برآمد ہوتے ہیں مظہر جمیع اشیا ہے مگر یہ خیال غلط ہی کیونکہ میں ایک ایسا قاعدہ لکھتا ہوں جس سے ہر چیز کے عدد کلب (کُتّے) کے برابر برآمد ہونگے کسی چیز کے عدد نکالکر اُسکا دگنا کرکے ایک جمع کرنے کے بعد تین میں ضرب دیکر چھ پر تقسیم کردو جو بچے اُسکو ۱۴ میں ضرب دو کلب کے عدد نکلیں گے۔ اس قاعدہ کے مطابق چھ پر تقسیم کرنے کے بعد جو بچے ۲۰۷ میں ضرب دو۔ کُتّا کے عدد برآمد ہونگے ایسے ہی اگر باقیماندہ کو ۱/۳ ۳۴ میں ضرب دو تو ابلیس کے عدد ہر چیز سے برآمد ہونگے اسلئے یہ اپنی اختراع قیس صاحب کو واپس لینی چاہئے۔ عام لوگ تو شاید اسکو تعجب خیال کریں مگر واقف آدمی اسکو فضول سمجھکر حقارت کی نگاہ سے دیکھے گا فقط والسلام۔

اور ایک لکچر بصورت رسالہ جس میں گستاخانہ کلمات اور بے ادبانہ توہینات

مصنفوسنائی کی ہو اور کلام الٰہی قرآن مجید و فرقان حمید کی نسبت اپنے عندیہ میں توجہی دی ہے اور کسی بہکانے اور عقل کے بے ٹھکانے ہونے کی وجہ سے قرآن عظیم الشان کے مضامین عالیہ اور مطالب شافیہ پر بیہودہ بکواس کی ہے نظر سے گذرا۔ تیرہ سو برس سے زاید گذر گئے اور زمانہ میں لکھو کہا فلاسفر اور حکما کہ جنکے خیالات آجکل کے لوگوں کے واسطے مایہ ناز ہیں اُنکے خیالات مدللہ کی تردید تو درکنار اُنکی کتب کا سمجھنا بھی دشوار ہی بلکہ کتب مصنفہ کو پڑھنے پڑھانے اور سمجھنے سمجھانے والا بھی فاضل سمجھا جاتا ہے یا دیگر واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کو تسلیم کر گئے اسکی تحدی اور مقابلہ سے عاجز ہوئے اور بڑے بڑے شعرا عرب کے وقت کے امام اور مقتدا تھے اور ہر کام میں صلاح دہی اُن کا روزمرہ کا کام اور بایں ہمہ کا کرتب نظام اُسکے بلاغت کی اُٹھائی زبان نہ ہلاتی - امرء القیس جیسے شاعر جس کے کلام سے فصحا اور بلغا مسند پکڑی ہے قرآن کریم کے سامنے طفل ابجد خواں ہیں - علامہ ابوالحسن متنبی اور حریری وغیرہ جیسے ادیب جبتک کہ اپنے کلام میں اقتباس از آیات قرآنیہ نہ کریں چین نہیں پڑتی - جبتک اُن کو سند قرآنی نہ ملے اپنا کلام گمنام اور ساقط عن الاعتبار سمجھتے ہیں - علامہ تفتازانی وغیرہ جو فن فصاحت و بلاغت کے امام مشہور بین الانام ہیں اُنکی کتب کو دیکھو جابجا قرآنی آیات سے استدلال کیا ہے اور قرآن کی فصاحت و بلاغت کو صاف مثل نیمروز کے روشن دکھلا دیا ہے - سیبویہ - ابوالعباس - ابو الحسن خلیل وغیرہم جو علم صرف و نحو کے مقتدا تھے اُنہوں نے قرآن مجید ہی محل استشہاد اور موقع استدلال ٹھہرایا ہے - فلاسفر گذشتہ اور فضلائے دہر کی رائیں جو قرآن کی فصاحت و بلاغت کی نسبت دیگئی ہیں اگر یہاں اُنکو لکھا جائے تو ایک دفتر مانند ہفت قلزم بنکر تیار ہو جائے مگر مشتے نمونہ از خروارے و قطرہ از بحارے ہم بھی کسی موقعہ پر نقل کر کے ناظرین کو محظوظ کرینگے - ہمیشہ سے علماء اسلام سے مخالفین

ہانپتے اور تھراتے چلے آتے ہیں۔ جس قدر فرقے اسلام کے مخالف آجکل موجود ہیں کیا اُن میں سے کوئی بھی پیش کرسکتا ہے کہ کسی فرقہ نے اہل اسلام نے شکست کھائی ہو۔ جملہ مذاہب مخترعہ اسلام کے سامنے ہیچ ہیں خوک سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے جب بڑے بڑے حکما اور فلاسفر کیا متقدمین اور کیا متاخرین بمقابلہ قرآن مجید دم نہ مار سکے پھر آج ایک شخص جاہل جو کہ علوم مروجہ سے بھی ناواقف اور بے بہرہ ہے علمی لیاقت سے بالکل بے نصیب ہے اردو کی عبارت بھی وہ صاف نہیں لکھ سکتا ساری رات روتے اور مایک ہی مرا کبھی نہ کبھی تو ساری عمر میں بیچارے نے مرتب کر یہ چند اوراق سیاہ کئے مگر وہ بھی اول سے لیکر آخر تک غلط۔ اور محاورہ کے سراسر خلاف ہے یہ اسکی جہالت اور کوتاہ علمی کی روشن دلیل ہے۔ سمجھ کا اپنی قصور اور الزام قرآن پر ساری عمر انگریزی میں کھوئی اور انگریزی ماسٹروں کی صحبت میں دن بسر کئے۔ خدا کا نام بھی کبھی مُنہ سے نہ نکلا۔ عبادت تو درکنار علم کی تحقیق بھی نہ کی۔ علوم دینیہ کی تحصیل تو کجا دنیا کمانے کے لیے جس شخص نے عمر بھر دھکے کھائے ہوں۔ تحصیل زر کے واسطے دنیاداروں کی غلامی اختیار کرلی ہو۔ ناظرین ہی فرمائیں کہ اگر ایسا شخص کلام الٰہی پر طعنہ زن ہو اور اُسکے مسلمہ مسایل میں لب کشائی کرلے تو بیوقوف عقل کا دشمن اور بغلوں گوز زن ہے یا نہیں۔ "گھر میں سوت نہ کپاس جولاہے سے لٹھم لٹھا" گھر میں چوہے کودیں باہر آکر موچھوں پر تاؤ۔ لیاقت ندارد اعتراض قرآن کی آیات پر۔ خوب۔ مینڈکی کو بھی زکام ہوا۔ کہانے پیتے کو مستی سوجھی اور دن لگے۔ نکوح کی اگر جلدی نہی وہ بھی ہوجاتا۔ مگر یہ کیا نمک حلالی۔ سالہا سال کے احسانات الٰہیہ کو محض ایک عورت پر ایکدم میں فراموش کردیا۔ ایک نیا فرقہ جس کی کچھ اصل نہیں بالکل بے بنیاد ہے۔ پُرانا نہیں ابھی ایک ایسے جیتے مخبوط الحواس شخص دیا نند نامی کی من گھڑت باتیں ہیں اسکی لیاقت کا حال سبکو معلوم ہے پرلے درجہ کا جاہل اور بے سمجھ تھا

[illegible] کے اسلامی طالب علموں سے بھی پھرآتا تھا۔ مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم کے
[illegible] کا منشا تھا ایسا ہی حال اُسکے شاگرد رشید لیکھرام پشاوری کا رہا یہ بھی کسی کے
سامنے نہ آیا گھر ہی میں بیٹھکر باتیں بنایا کرتا۔ مصطفےٰ آباد ضلع انبالہ کا جلسہ جس میں آریہ سماج
نے اسکو بلایا تھا اُس کے لئے شاہد عادل ہے ہرچند مباحثہ کے لیے کہا گیا انکار ہی کرتا رہا
بمشکل اقرار کیا۔ صبح کو دیکھا تو مکان خالی پایا۔ معلوم ہوا کہ بھاگ گیا۔ اور چلتے وقت
بھی اپنا قدیمی بہانہ کر گیا۔ کہ گھر سے اہلیہ کی بیماری کا تار آیا ہے۔ ناظرین ہی فرمائیں جب
اس فرقہ کے بانی مبانی ہی ایسے جاہل اور ڈرپوک ہوں وہ شخص جو سمجھ کا مدعی اور عقل و
فراست کا بڑے زور و شور سے دعویدار ہے ایسے جاہلوں کا پیرو کار ہو جاوے اور ایک
زمانہ قدیم کی تحقیقات علمانہ کو بالائے طاق رکھدے پرلے درجہ کا احمق نہیں تو اور کیا ہے
قدیمی تحقیق کو اختراعی اور بے بنیاد مذہب پر چھوڑ بیٹھنا سراسر حماقت اور سفاہت
نہیں تو اور کیا ہے۔ شریف الطبع شخص اس بات کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔ یہ بات اُسی کے
پسند خاطر ہو سکتی ہے جس کی اصل ہی میں کچھ قصور و فتور ہو۔ بس جس شخص کی فہم و
لیاقت پر یہ پتھر پڑیں وہ کیا کسی بات کی تحقیق کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا شخص
اگر مذہب کی لغزش کہا جاوے تو دو وجہ سے خالی نہیں یا تو وہ خود احمق اور بیوقوف اور بیخبر ہونے
کی وجہ سے کسی کے دھوکا میں آجائے یا کسی لالچ اور طمع کی وجہ سے اپنا طریقہ بدلکر اُس شخص کا طریقہ
اختیار کرے جس سے اُس کا لالچ پورا ہو چکا یا پورا ہونے کی اُمید ہو۔ پس اب محقق اور زبردست
بعد تحقیق ترک کرنے کا دعویٰ کرنا صاف لفظوں میں اپنی جہالت اور سفاہت کا اقرار
کرنا ہے اور اگر تحقیق کی ہے تو بتلائیے کس مجمع میں قرآنی مسائل کی تحقیق کی ہے۔ کتنے دن
تحقیق میں صرف ہوئے کس جگہ۔ کس سے۔ کب۔ کس طرح کوئی جلسہ اور مجمع اس قسم کا نہیں
ہوا کہ علانیہ اپنے علماء اسلام کو دعوت دی ہو اور اُن کے سامنے اپنے شکوک ظاہر کر کے
انسے پایا ہو یا کسی نے بذریعہ خط و کتابت رفع شکوک و توضیح آیا ہو۔ جب تحقیق

کے سب پہلو نہ ادیہ۔ پھر تحقیق کہاں سے آگئی ویسے ہی بکواس کر دینے تحقیق کی تا کہ بیچارے عوام لوگ دھوکہ میں آکر ایسے ہی دوسروں کے در پر دھکے کھاتے پھریں اور سداوان نیوگ کی اندھیری کوٹھڑی ہی میں پڑے زندگی بسر کیا کرے اور اپنی عزیز اور پیاری عمر کو نیوگ میں برباد کرے پس ایسے شخص کا اپنے پختہ مذہب کو چھوڑ کر بے بنیاد مذہب کو اختیار کرنا لالچ اور دھوکہ سے خالی نہیں ضرور کوئی نہ کوئی دنیوی لالچ میں آکر ارتداد اور کفر قبول کیا اور اپنے آپ کو مرتد کافر کہلانا پسند اور گوارا کیا۔ یا غواء لعین اُسکے پھندے میں آکر بلا تحقیق حق کا فر بن بیٹھے ورنہ اگر وہ تحقیق کرتا یا کم سے کم اس مذہب کے اصول کو ملاحظہ کرتا جسے اُسنے اختیار کیا ہے اور اسلام سے مقابلہ کرتا تو کبھی دھوکا میں نہ آتا اُسنے وید کی مشرکانہ اور بے معنی تعلیم پر نظر نہیں ڈالی۔ معلوم نہیں اُسنے وید میں کیا دیکھا ہے جس پر وہ شیفتہ ہو گیا۔ ہاں یاد آیا کہ ایک نادر مسئلہ وید کے سوا کہیں نہیں ملتا اور اسی کی دنیا میں ایسے لوگوں کو زیادہ ضرورت ہے۔ وہ کیا ہے۔ اجی وہ نیوگ مقدس ہے جس میں گھر بسانے کی بھی ضرورت نہیں مفت ہی میں کام نکلتا رہتا ہے نہ مرد کسی خاص عورت کا محتاج ہے نہ ہی عورت کسی خاص مرد کی محتاج ہے ویدی پرمیشر کی کرپا اور ویدسے یونہی گذارہ ہوتا رہتا ہے پنڈتوں اور مہاتماؤں پر تو اُس بہت کرپا کی وہ اپدیش کرتے یا کھا کر کھلاتے۔ اب وہ اپدیش کرینگے اور مفت سفت جس کو دیکھا اور مناسب سمجھا نیوگ کیا اور چلتے بنے اس سے انکی اپدیش اور پرمیشر کی عبادت میں کوئی حرج نہیں ہوگا اسکے اور ہزارہا فواید ہیں جو ہم مستقل طور پر رسالہ نیوگ میں لکھ چکے ہیں اور آیندہ انشاء اللہ انوار الاسلام میں بھی شایع کریں گے۔

اگرچہ ہمکو اسکی مستقل تردید لکھنے کی ضرورت نہ تھی انہیں مہمل اعتراضات کو دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے اُسنے بھی وہیں سے نقل کرکے یہاں لکھ دیئے ہیں

لیکن جیسے اعتراضات نئی صورت میں شایع ہوتے ہیں ایسے ہی ہم بھی چاہتے ہیں کہ انکے جوابات ترتیب وار شایع ہو جائیں تاکہ اس جاہل کو معلوم ہو جائے کہ اسکے اعتراضات کیسے مہمل اور علمی حیثیت سے گرے ہوئے ہیں اب ہم آیندہ جوابات لکھنے شروع کرینگے جنکو حامی دین رسالہ انوار الاسلام لیکر ناظرین کی خدمت میں حاضر ہوا کرے گا - اس رسالہ سے ہم لوگوں کی کمر مضبوط ہے ہر مسلمان کو اسکا خریدنا ضروری ہے
باقی آیندہ

الراقم خاکسار عبد اللطیف سیفی مصطفےٰ آبادی مدرس عربی
اسلامیہ ہائی سکول لاہور

مشرک کی چار پشتیں نجات سے محروم ٹھہرتی ہیں

کتاب خروج باب ۲۰ آیت ۳ - میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہووے - تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے مت بنا تو ان کے آگے اپنے تئیں مت جھکا اور نہ انکی عبادت کر کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں اور باپ دادوں کی بدکاریاں اُن کی اولاد پر جو عداوت مجھ سے رکھتی ہیں تیسری اور چوتھی پشت تک پہونچاتا ہوں - پر اُن میں سے ہزاروں پر جو مجھے پیار کرتے ہیں اور میرے حکموں کو حفظ کرتے ہیں رحم کرتا ہوں - انتہے - اس حکم اول خداوندی میں ذکر باری تعالی کی سزا چار پشت تک مشرک کی اولاد کو دینا اور خدا کو پیار کرنے والوں اور حکم الٰہی کو حفظ کرنے والوں یعنی الٰہی حکموں کے عاملوں پر رحمت ربانی ہونیکا بیان کیا گیا ہے گویا بندگان خدا دو حصوں میں اس حکم توراتی نے تقسیم کر دیئے ہیں اول مشرک جو خدا کے حکم کے خلاف کسی مادی شئے کی صورت یا مورت بنا کر پوجتے ہیں یا خواہ کسی مخلوق کی پوجا کرتے ہیں بباعث شرک خدا کی غیوری سے

اُن مشرکوں کی بھی چار پشت تک اُس شرک کا اثر باقی رہنا ارشاد فرمایا ہے۔ دوسرے حصہ میں وہ بندگان خدا ہیں جو اپنے خدا کو پیار کرتے ہیں اور اُن کے دلوں میں محبت خداوندی ایسی بھر جاتی ہے کہ ماسوی اللہ کے دوسری چیز کی محبت کی گنجایش ہی نہیں رہتی اور خدا کے حکموں کی محافظت دل و جان سے کرتے ہیں یعنی عامل بحکم الٰہی ہوتے ہیں اُن پر رحمت الٰہی ہونیکا وعدہ خداوندی ہو چکا ہے۔ غرض اہل خدائے غیور کے سامنے صورتیں اور مورتیں پوجنے والے مشرک جنکے شرک کے باعث اُنکی اولاد میں بھی شرک کا بداثر بموجب حکم خداوندی چار پشت تک باقی رہتا ہے خدا کی غیوری نے مشرکوں کی اولاد بھی چار پشت تک رحمت الٰہی سے محروم کر دی اس امر کا کوئی عیسائی بھی جو توریت اقدس پر ایمان رکھتا ہے انکار نہیں کر سکتا جب ازروئے توریت مشرک کی چار پشتوں تک خدا کی رحمت سے محروم ہونا ثابت ہو چکا۔

تو اب التماس یہ ہے کہ ہندو بت پرست اور چوہڑے بُت پرست اور چمار بت پرست اور دیگر قومیں جو بت پرست عیسائی ہوتی ہیں جنکے مشرک ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں۔ یہ مشرک خود اور انکی اولاد تو ازروئے توریت اقدس غضب الٰہی کے فتوی میں آچکے ہیں اس الٰہی فتوی کو کوئی ہندو زادہ یا چوہڑی و چمار مشرک عیسائی ہو کر اپنے اوپر سے ٹال نہیں سکتا۔

ہاں مشرک کی اولاد عیسائی ہو کر پانچویں پشت تک بشرطیکہ شرک باری تعالےٰ سے پاک رہی تو نجات حاصل ہونے کی امید ہو تو ہو مگر خود تو نو مرید مشرک عیسائی اور اُسکی چار پشتیں ازروئے توریت اپنے آبائی شرک کی وجہ سے نجات سے محروم رہینگی۔ مثل مشہور ہے کہ جو رہ گیا تھا پوار اُسکو آگے بھی بیگار۔ لامحالہ اگر کوئی مشرک عیسائی ہوا بھی تو اول تو خود نجات سے محروم دوم مشرک کی اولاد چار پشت رحمت الٰہی سے محروم۔ سوم عیسائی مذہب موجودہ میں وہی بُت پرستی حاضر ہے جس طرح اہل ہنود

[illegible] کرشن کو خدا کا اوتار مانتے ہیں اسی طرح عیسائی مسیح اور مریم کو خدا کا اوتار تسلیم کر رہے ہیں اور جس طرح اہل ہنود جانوروں میں خدا کا نزول تصور کرتے ہیں ویسے ہی عیسائیوں نے خدا کا حلول کبوتر میں مان لیا ہے۔ دیکھو انجیل لوقا باب ۳ آیت ۲۲ اور جس طرح قدیم ہنود مسئلہ تثلیث یعنے تری مورتی برہمہ۔ وشنو۔ شیو کے قایل ہیں اسی طرح باپ۔ بیٹا۔ روح القدس عیسائیوں نے ہندوؤں کی تقلید سے مان لیا ہے اور عیسائیوں کے بڑے بزرگ پادری فنڈر صاحب نے اپنی مفتاح الاسرار چوتھی بار لنڈن میں چھپی ہے اسکے صفحہ ۵ سطر ۱ میں تسلیم کر لیا ہے۔ کتاب اوپنکھات جو ویدکی چار کتابوں کا خلاصہ ہے معلوم اور ظاہر ہے اور اسی کتاب میں ہندوؤں کی تثلیث کی بابت اس طرح لکھا ہے کہ برہما اور وشنو اور شیو وہی ذات واحد ہے اور یہ بات سب اہل علم پر اظہر من الشمس ہے کہ ویدوں کا وجود جنہیں پادری فنڈر صاحب نے تثلیث کا ہونا مان لیا ہے اناجیل مروجہ سے صدہا برس پہلے موجود تھے تثلیث کا مسئلہ گویا ویدوں کا سرقہ ہے۔ اے ہندو مشرکو! جو کچھ تم اپنے آبائی مذہب میں چھوڑ کر عیسائی ہوتے وہی مشرکانہ تعلیم عیسائیوں میں موجود ہے اور شرک کی چار پشت تک خدائی رحمت سے محروم ہونے کا مسئلہ توریت میں ہے۔ پھر تمہیں عیسائی ہونیکا کیا فایدہ؟

آؤ اے بت پرستو۔ دار النجات مذہب اسلام ہے۔ جس میں نجات ابدی حاصل ہوتی ہے جس میں شرک اور انسان پرستی کا نام ونشان بھی نہیں ہے محض خدا پرستی اور توحید ہی توحید ہے +

دیکھئے یہ ایک پہلو ہمارے مضمون کا بیان ہوا ہے جس میں کسی مشرک کا ذات خود اور اپنی چار پشت تک اور مسئلے تورات عیسائی ہوکر نجات سے محروم ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ اب ہم اپنے اس مضمون کے دوسرے پہلو میں عام عیسائی

ہونیوالوں کا نجات ابدی سے محروم ہونا بیان کرتے ہیں اور مثال کے طور پر ایک ہندو
پنڈت ٹھاکر داس کا عیسائی ہونا اور عیسائی ہوکر بھی از روئے اناجیل مروجہ نجات
سے محروم ہونا ثابت کرکے دکھلاتے ہیں۔ پنڈت ٹھاکر داس کی کل عمر ۶۰ برس کی ہے
اور پنڈت صاحب کی عمر کے ہم تین حصہ کرتے ہیں پہلا حصہ عمر کا ۱۵ برس کا جو بچپن
کی حالت کا کھیل کود میں صرف ہوگیا اور نابالغ ہونے کی وجہ سے گناہ و ثواب سے
کچھ تعلق نہیں رکھتا دوسرا حصہ ۱۵ سے ۴۰ برس تک تحصیل علم اور تحقیق ادیان
مختلفہ میں گذرا اس اثنائے حصہ عمر میں پنڈت صاحب پر واضح ہوگیا کہ میرا قدیم
مذہب غلط ہے اور مذہب عیسوی سراسر سچا ہے اور اسی مذہب حقہ میں نجات
ہوسکتی اپنا قدیم مذہب چھوڑ کر محض نجات کی خاطر عیسائی ہوگیا۔ اور بپتسمہ بھی پادری
بشپ صاحب کے ہاتھ سے لیا اور عشاء ربانی میں بھی شریک ہوگیا اور مسیح کے کفارے
نے پنڈت صاحب کے تمام گناہ دہو دیئے گویا پنڈت صاحب کا نیا جنم ہوگیا۔

اب تیسرا حصہ عمر کا جو ۲۰ برس باقی تھا عیسائیت کی حالت میں پورا کیا گذارش
ہے کہ اس ۲۰ برس کے عرصہ میں جو پنڈت صاحب نے عیسائیت میں بسر کیا تھا
اس حصہ میں سالوں میں پنڈت صاحب سے گناہ صادر ہوئے تھے یا نہیں۔ شق اول
اگر پنڈت صاحب بالکل گناہوں سے پاک اور معصوم ہوگئے تھے جیسا کہ پادری
نورمن صاحب کا خیال اُنکی کتاب تیغ و سپر عیسوی مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۱۰
سطر ۱۴ سے واضح ہوتا ہے کہ جو کوئی مسیح پر ایمان لائیگا وہ دنیا میں کس طرح گناہ
کرے گا بلکہ اسکو بالکل گناہ سے نفرت ہوگی۔ انتہے۔

پادری نورمن صاحب کا یہ لکھنا کہ مسیح پر ایمان لانیوالا بالکل گناہ نہیں کرتا اول تو امر
تجربہ اور مشاہدہ کے سراسر خلاف ہے کیونکہ ہم رات دن عیسائی احاطوں میں عام عیسائیوں
کا گناہوں میں مبتلا ہونا دیکھتے ہیں۔ دوم حضرت یوحنا حواری اپنے خط اول باب ۱ آیت

ہے یا اگر کہیں کہ ہم بےگناہ ہیں تو ہم اپنے تئیں فریب دیتے ہیں اور سچائی
یوحنا حواری تمام عیسائیوں کی طرف سے بحالت عیسائیت گنہگار ہونے کا اقرار کرتے
پادری صاحب کا عیسائیوں کو بیگناہ ٹھہرانا گویا حضرت یوحنا حواری کی تکذیب
علاوہ اسکے حواریوں کا جو مسیح کے خاص مرید تھے گناہ پر گناہ کرنا انجیل مروجہ حال
ثابت ہے کیا پطرس کا جھوٹی قسمیں کھانا اور یہودا کا مسیح کو تیس روپے لیکر یہود
گرفتار کرنا اور تمام حواریوں کا مسیح کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جانا عیسائیوں کے نزدیک
داخل نہیں ہے۔ الغرض جب عیسائی حالت عیسائیت میں گناہ کرتے اور
ہیں پھر یہ کہنا کہ عیسائیوں کو گناہوں سے بالکل نفرت ہو جاتی ہے سراسر جھوٹ ثابت
... اگر کہو کہ ضرور عیسائی حالت عیسائیت میں رات دن گناہ کرتے ہیں
ت ... کہ اس صاحب سے بھی ضرور عیسائی ہونے کی حالت میں گناہ ہوتے ہیں تو عیسائی ہونے
... گنہگار کے حق میں مؤلفین اناجیل کا فتویٰ دل لگا کر سن لیجئے۔ دیکھو خط
... باب آیت ۲۶ میں لکھا ہے اگر بعد اسکے ہمنے سچائی کی پہچان حاصل کی ہے جان بوجھکر
... تو پھر گناہوں کے لئے کوئی قربانی باقی نہیں مگر عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور
... جو مخالفوں کو کھا لیگا باقی ہے۔ انتہیٰ۔
عبارت مذکورہ بالا سے صریح معلوم ہو گیا کہ سچائی کی پہچان یعنی عیسائی ہونے
... عیسائیت کی حالت میں اگر کوئی گناہ کرے گا وہ مسیح کی قربانی سے یعنی کفارہ
... فائدہ نہیں اٹھا سکتا کیونکہ مسیح کے فدیہ سے ایک بار عیسائی ہونے کے
... اٹھا چکا ہے یعنی اپنے پہلے گناہوں کی معافی حاصل کر چکا ہے۔ پھر عیسائی
... کا مرتکب ہوگا اس کے لئے آتشی غضب موجود ہے۔ چنانچہ علاوہ اس
... خط عبرانیہ باب آیت ۴ کی شہادت کافی ہے۔ کیونکہ وے جو ایک بار روشن
... ہوئے اور آسمانی بخشش کا مزہ چکھا اور روح القدس میں شریک ہوئے اور

خدا کے کلام و آفرینندہ جہان کی قدرتوں کا منکر ٹھہرایا۔ اگر گر جاویں یعنی گناہ میں گرفتار
ہو جاویں تو انہیں پھر از سر نو کفارہ کرتا کہ دی توبہ کریں ناممکن ہے۔ کیونکہ انہوں نے
خدا کے بیٹے کو اپنے لئے دوبارہ صلیب پر کھینچ کر ذلیل
کیا۔ انتہی۔ دیکھئے یہود نے تو صرف مسیح کو ایک ہی بار صلیب پر چڑھایا تھا
اور جو عیسائی عیسائیت کی حالت میں گناہ کرتا ہے وہ مسیح کو بار بار صلیب پر
چڑھا کر ذلیل کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب مسیح کا دوبارہ صلیب
پر چڑھنا غیر ممکن ہے ویسے ہی عیسائی ہو کر پنڈت بھاگ کر اس
کا حالت عیسائیت میں گناہ کرکے نجات پانا بھی
غیر ممکن ہے۔
الغرض بیان مذکورہ بالا سے صریح معلوم ہو گیا کہ عیسائی
حالت عیسائیت میں گناہ کرتے ہیں۔ اور خط عبرانیہ سے
واضح ہو گیا کہ جو عیسائی حالت عیسائیت میں گناہ کرے گا
وہ دوزخی ہے۔ سو مثل مشہور ہے کہ نہ نو من تیل ہو اور نہ رادھا ناچے یعنی نہ کوئی
عیسائی حالت عیسائیت میں گناہوں سے پاک ہو اور نہ نجات پا سکے۔ گو
یوں سمجھو کہ عیسائی ہونا جہنمی ہونا ہے فقط

از راقم فصیح الدین واعظ انجمن حمایت اسلام لاہور

جلد ۹ نمبر ۸و۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

جلد ۹ — نمبر ۸و۹

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

۱۵ جون سنہ ۱۹۰۷ء | پندرہ روزہ | مطابق جمادی الاول سنہ ۱۳۲۵ھ

سچے اسلام کے عاشقو!

سخت افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریہ اور عیسائیوں کی طرف سے کئی درجن رسالے اور اخبار ہفتہ وار اور ماہوار چھپتے ہیں جنمیں دنیا کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی نسبت اسقدر بدزبانیاں کیجاتی اور گالیاں دی جاتی ہیں کہ ایک غیرت مند مسلمان کا بدن تھرا اٹھتا ہے ان رسالوں میں کچھ ایسا زہر بھرا ہوا ہے کہ کئی مسلمان انکو پڑھ پڑھ کر اسلام سے مشکک اور مرتد ہوگئے ہیں۔ ہندوستان میں کروڑہا مسلمان موجود ہیں لیکن افسوس کہ ایک اخبار یا رسالہ بھی انکی طرف سے باقاعدہ نہیں چھپتا جو ان مخالفین کے دندان شکن جواب دیکر اہل اسلام کو دوزخ کے گڑھے سے بچانے

رکھے۔ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مشن کا بہت سا روپیہ اسی ایک بات سے وصول ہو جاتا ہے کہ ایک دفعہ کے عیسائیوں نے ایک وقت کی چائیں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا ہے اور یہی ایک دفعہ کے میٹھا چھوڑ دینے سے ہزاروں روپے ہر روز جمع ہو جاتے ہیں جو وہ عیسائی مذہب میں و عیسائی رسالوں کے شائع کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ اسلام جو خدائی مذہب ہو کیا اس کے لئے مسلمانوں کو اتنی غیرت بھی نہیں ہونی چاہئے۔ ضرور ہونی چاہئے اور اسی غیرت نے ہمارا دامن پکڑا ہے کہ ہم یہ رسالہ نکالنے پر مجبور ہوئے جس میں نور افشاں وغیرہ عیسائی اخباروں۔ اور آریہ گزٹ۔ آریہ مسافر وغیرہ کے آریہ اخباروں اور مخالفین کے دندان شکن اور مفصل جواب لکھے جاتے ہیں۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کو منگائے اور مطالعہ فرمائے۔ حجم ۳۲ صفحہ پندرہ روزہ قیمت نہایت کم صرف ۸ ؎ سالانہ ✦

گذارش

ناظرین انوار الاسلام کی خدمت میں پیش ازیں کئی دفعہ عرض کی گئی ہے۔ کہ جب آپ دفتر انوار الاسلام میں کوئی خط یا کوئی درخواست کتب کی طلبی کے لئے ارسال فرماویں۔ تو عمدہ اور خوشخط ذرا ہاتھ کو تھام کر لکھ کر بھیجیں۔ خصوصاً نام و مقام و ڈاک خانہ و اسٹیشن ضرور ہی خوشخط لکھا جاوے لیکن اس ہماری گذارش پر پہلو تہی کی جاتی ہے اور جس سے ڈاک وغیرہ کی تعمیل میں دیر ہوتی ہے۔ اور جہاں تک بس چل سکے تبدیلی ایڈریس اور نمبر خریداری جو چٹ پر ہوتا ہے ضرور ہی لکھا کریں۔ ورنہ شکایت معاف ✦ منیجر

انوار الاسلام سیالکوٹ

مورخہ ۱۵ جون سنہ ۱۹۰۷ء

جہاد

چونکہ آجکل ہر طرف سے اسلام پر سخت کمینہ حملے ہو رہے ہیں جن کو رد
کرنے کے لئے خدا تعالی کی خاص نصرت درکار ہے اور ایسے حملوں کا قرار واقعی و فع
کرنا اُن پاک انسانوں کا کام ہو سکتا ہے جن کو خدا تعالی نے اس کام کے لئے چُن لیا ہے
ذیل میں ہم ایک بزرگوار خادم اسلام کے رسالہ جہاد کا تھوڑا سا خلاصہ درج کر کے مخالفین
اسلام پر حجت قایم کرتے ہیں کہ وہ ایسی پاکیزہ تعلیم اپنی کُتب میں بھی دکھا دیں ورنہ فضول

بکواس سے باز آویں۔

جہاد کے مسئلے کی فلاسفی اور اُس کی اصلی حقیقت ایسا ایک پیچیدہ امر اور دقیق نکتہ ہے کہ جس کے نہ سمجھنے کے باعث سے اس زمانہ اور ایسا ہی درمیانی زمانہ کے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں اور ہمیں نہایت شرمندہ ہو کر قبول کرنا پڑتا ہے کہ ان خطرناک غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے مخالفوں کو موقعہ ملا۔ کہ وہ اسلام جیسے پاک اور مقدس مذہب کو جو سراسر قانون قدرت کا آئینہ اور زندہ خدا کا جلال ظاہر کرنے والا ہے مورد اعتراض ٹھہراتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ جہاد کا لفظ جہد کے لفظ سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں کوشش کرنا اور پھر مجاز کے طور پر دینی لڑائیوں کے لئے بولا گیا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں میں جو لڑائی کو یُدّھ کہتے ہیں۔ دراصل یہ لفظ بھی جہاد کے لفظ کا ہی بگڑا ہوا ہے۔ چونکہ عربی زبان تمام زبانوں کی ماں ہے اور تمام زبانیں اسی میں سے نکلی ہیں اس لئے یُدّھ کا لفظ جو سنسکرت کی زبان میں لڑائی پر بولا جاتا ہے دراصل جُہد یا جہاد ہے اور پھر جیم کو یا کے ساتھ بدل دیا گیا۔ اور کچھ تصرف کر کے تشدید کے ساتھ بولا گیا۔

اب ہم اس سوال کا جواب لکھنا چاہتے ہیں۔ کہ اسلام کو جہاد کی کیوں ضرورت پڑی اور جہاد کیا چیز ہے۔ سو واضح ہو کہ اسلام کو پیدا ہوتے ہی بڑی بڑی مشکلات کا سامنا پڑا تھا۔ اور تمام قومیں اس کی دشمن ہو گئی تھیں۔ جیسا کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ جب ایک نبی یا رسول خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اور اس کا فرقہ لوگوں کو ایک گروہ ہونہار اور راستباز اور باہمت اور ترقی کرنیوالا دکھائی دیتا ہے تو اس کی نسبت موجودہ قوموں اور فرقوں کے دلوں میں ضرور ایک قسم کا بغض اور حسد پیدا ہو جایا کرتا ہے بالخصوص ہر ایک مذہب کے علما اور گدی نشین تو بہت ہی بغض ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکہ اس مرد خدا کے ظہور سے ان کی آمدنیوں اور

[illegible]وں میں فرق آتا ہے ان کے شاگرد اور مریدان کے دام سے باہر نکلنا شروع
کرتے ہیں کیونکہ تمام ایمانی اور اخلاقی اور علمی خوبیاں اس شخص میں پاتے ہیں جو خدا
کی مدد سے پیدا ہوتا ہے لہذا اہل عقل اور تمیز سمجھنے لگتے ہیں کہ جو عزت بخیال علمی
شرف اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے اُن عالموں کو دی گئی تھی۔ اب وہ اس کے مستحق
نہیں رہے اور جو معزز خطاب اُن کو دیئے گئے تھے اب وہ اُن کے لئے موزون
نہیں رہے۔ سو ان وجوہ سے اہل عقل اُن سے مُنہہ پھیر لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی
ایمانوں کو ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ ناچار ان نقصانوں کی وجہ سے علما اور مشائخ
کا فرقہ ہمیشہ نبیوں اور رسولوں سے حسد کرتا چلا آیا ہے۔ وجہ یہ کہ خدا کے نبیوں
اور ماموروں کے وقت اُن لوگوں کی سخت پردہ دری ہوتی ہے کیونکہ دراصل
وہ ناقص ہوتے ہیں اور بہت ہی کم حصہ نور سے رکھتے ہیں اور ان کی دشمنی
خدا کے نبیوں اور راستبازوں سے محض نفسانی ہوتی ہے اور سراسر نفس
کے تابع ہوکر ضرر رسانی کے منصوبے سوچتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات وہ اپنے
دلوں میں محسوس بھی کرتے ہیں کہ وہ خدا کے ایک پاک دل بندہ کو ناحق ایذا
پہنچاکر خدا کے غضب کے نیچے آ گئے ہیں اور ان کے اعمال بھی جو مخالف کارستانیوں
کے لئے ہر وقت اُن سے سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ اُن کے دل کی قصوروار
حالت کو اُن پہ ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی حسد کی آگ کا تیز انجن عداوت
کے گڑھوں کی طرف ان کو کھینچ لئے جاتا ہے یہی اسباب ہے جنہوں نے آنحضرتؐ
کے وقت میں مشرکوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے عالموں کو نہ محض
حق کے قبول کرنے سے محروم رکھا بلکہ سخت عداوت پر آمادہ کردیا لہذا وہ
اس فکر میں لگ گئے کہ کسی طرح اسلام کو صفحہ دنیا سے مٹادیں اور چونکہ مسلمان
اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تھوڑے تھے۔ اس لئے اُن کے مخالفوں نے باعث

اس تکبر کے جو فطرتاً ایسے فرقوں کے دل اور دماغ میں جاگزین ہوتا ہے۔ جو
اپنے تئیں دولت میں مال میں کثرت جماعت میں عزت میں مرتبہ میں دوسرے
فرقہ سے برتر خیال کرتے ہیں۔ اس وقت کے مسلمانوں یعنی صحابہ رض سے سخت
دشمنی کا برتاؤ کیا۔ اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ آسمانی پودہ زمین پر قایم ہو بلکہ
وہ ان راستبازوں کے ہلاک کرنے کے لئے اپنے ناخونوں تک زور لگا رہے تھے
اور کوئی دقیقہ آزار رسانی کا اٹھا نہیں رکھا تھا۔ اور اُن کو خوف یہ تھا۔ کہ ایسا نہ
ہو کہ اس مذہب کے پیر جم جائیں۔ اور پھر اُس کی ترقی ہمارے مذہب اور قوم کی
بربادی کا موجب ہو جائے۔ سو اسی خوف سے جو ان کے دلوں میں ایک رعب
ناک صورت میں بیٹھ گیا تھا۔ نہایت جابرانہ اور ظالمانہ کارروائیاں ان سے ظہور
میں آئیں۔ اور انہوں نے دردناک طریقوں سے اکثر مسلمانوں کو ہلاک کیا۔ اور
ایک زمانہ دراز تک جو تیرہ برس کی مدت تھی۔ اُن کی طرف سے یہی کارروائی
رہی۔ اور نہایت بیرحمی کی طرز سے خدا کے وفادار بندے اور نوع انسان
کے فخر ان شریر درندوں کی تلواروں سے ٹکرے ٹکڑے کئے گئے۔ اور یتیم بچے
اور عاجز اور مسکین عورتیں کوچوں اور گلیوں میں ذبح کئے گئے۔ اس پر بھی
خدا تعالیٰ کیطرف سے قطعی طور پر یہ تاکید تھی۔ کہ شر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو۔ چنانچہ
ان برگزیدہ راستبازوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کے خونوں سے کوچے سرخ ہو گئے
پر انہوں نے دم نہ مارا۔ وہ قربانیوں کی طرح ذبح کئے گئے۔ پر انہوں نے آہ
نہ کی۔ خدا کے پاک اور مقدس رسول کو جس پر زمین اور آسمان سے بیشمار سلام
ہیں۔ بارہا پتھر مار مار کر خون سے آلودہ کیا گیا۔ مگر اس صدق اور استقامت کے
پہاڑ نے ان تمام آزاروں کی دلی انشراح اور محبت سے برداشت کی اور ان
صابرانہ اور عاجزانہ روشوں سے مخالفوں کی شوخی دن بدن بڑھتی گئی۔ اور

انہوں نے اس مقدس جماعت کو اپنا ایک شکار سمجھ لیا۔ تب اُس خدا نے جو نہیں چاہتا کہ زمین پر ظلم اور بے رحمی حد سے گذر جائے۔ اپنے مظلوم بندوں کو یاد کیا۔ اور اس کا غضب شریروں پر بھڑکا اور اس نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے اپنے مظلوم بندوں کو اطلاع دی۔ کہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔ میں تمہیں آج سے مقابلہ کی اجازت دیتا ہوں۔ اور میں خدائے قادر ہوں۔ ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑوں گا۔ یہ حکم تھا جس کا دوسرے لفظوں میں جہاد نام رکھا گیا۔ اور اس حکم کی اصل عبارت جو قرآن شریف میں اب تک موجود ہے یہ ہے اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا و ان اللہ علی نصرہم لقدیر الذین اخرجوا من دیارہم بغیر حق۔ یعنی خدا نے ان مظلوم لوگوں کی جو قتل کئے جاتے ہیں۔ اور ناحق اپنے وطن سے نکالے گئے۔ فریاد سن لی۔ اور ان کو مقابلہ کی اجازت دی گئی۔ اور خدا قادر ہے۔ جو مظلوم کی مدد کرے۔ الحج

یہ حکم مختص الزمان والوقت تھا۔ ہمیشہ کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ اُس زمانہ کے متعلق تھا۔ جبکہ اسلام میں داخل ہونیوالے بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح کئے جاتے تھے۔ لیکن افسوس کہ نبوت اور خلافت کے زمانہ کے بعد اس مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں جس کی اصل جڑ آیت کریمہ مذکورہ بالا ہے۔ لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائیں۔ اور ناحق مخلوق خدا کو تلوار کے ساتھ ذبح کرنا دینداری کا شعار سمجھا گیا۔ اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ عیسائیوں کو تو خالق کے حقوق کی نسبت غلطیاں پڑیں اور بعض مسلمانوں کو مخلوق کے حقوق کی نسبت یعنی عیسائی دین میں تو ایک عاجز انسان کو خدا بنا کر اس قادر قیوم کی حق تلفی کی گئی۔ جبکی مانند نہ زمین میں کوئی چیز ہے اور نہ

آسمان میں۔ غرض حق تلفی کی ایک راہ عیسائیوں نے اختیار کی اور دوسری راہ حق تلفی کی بعض نا سمجھ اور خود غرض مسلمانوں نے اختیار کر لی۔ اور اس زمانہ کی بدقسمتی سے یہ گروہ ان حق تلفیوں کو ایسا پسندیدہ خیال کرتے ہیں کہ ہر ایک عوان ان میں سے کسی قسم کی حق تلفی پر زور دے رہا ہے وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ گویا وہ اس سے سیدھا بہشت کو جائیگا۔ اور اس سے بڑھکر کوئی بھی ذریعہ بہشت کا نہیں۔

ہمارے مخالفین پادریوں اور عیسائیوں نے اس بارہ میں یہ کارروائیاں اسلام کو بدنام کرنے کے لئے کیں کہ ہزاروں رسالے اشتہار اُردو اور پشتو وغیرہ زبانوں میں چھپوا کر ہند و پنجاب اور سرحدی ملکوں میں اس مضمون کے شائع کئے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور تلوار چلانے کا نام اسلام ہے جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اور حدیثوں کو پڑھتا ہے اور قرآن کو دیکھتا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ طریق جہاد جس پر اس زمانہ کے اکثر وحشی کاربند ہو رہے ہیں۔ یہ اسلامی جہاد نہیں (ملاحظہ ہو انجمن اسلامیہ لاہور کا اشتہار) بلکہ یہ نفس امارہ کے جوشوں سے یا بہشت کے طمع خام سے ناجائز حرکات ہیں جو جاہل مسلمانوں میں پھیل گئے ہیں۔ ہم ابھی بیان آچکے ہیں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں خود سبقت کر کے ہرگز تلوار نہیں اُٹھائی۔ بلکہ ایک زمانہ دراز تک کفار کے ہاتھ سے دکھ اٹھایا۔ اور اس قدر صبر کیا جو ہر ایک انسان کا کام نہیں۔ اور ایسا ہی آپ کے اصحاب بھی اسی اعلےٰ اصول کے پابند رہے۔ اور جیسا کہ اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ دکھ اُٹھاؤ۔ اور صبر کرو۔ ایسا ہی انہوں نے صدق اور صبر دکھایا۔ وہ پیروں کے نیچے کُچلے گئے۔ انہوں نے دم نہ مارا۔ ان کے بچے اُن کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ وہ آگ اور پانی کے ذریعہ سے عذاب

[...] کے مقابلہ سے ایسے باز رہے کہ گویا وہ شیرخوار بچے ہیں۔
[ث]ابت کرسکتا ہے کہ دنیا میں تمام نبیوں کی اُمتوں میں سے کسی ایک نے بھی
[با]وجود قدرت انتقام ہونے کے خدا کا حکم سُن کر ایسا اپنے تئیں عاجز اور مقابلہ سے
[دست]کش بنالیا۔ جیسا کہ اُنہوں نے بنایا؟ کس کے پاس اس بات کا ثبوت ہے
کہ دنیا میں کوئی اور بھی ایسا گروہ ہوا ہے کہ باوجود بہادری اور جماعت اور قوت بازو
اور طاقت مقابلہ اور پائے جانے تمام لوازم مردمی اور مردانگی کے پھر خونخوار
دشمن کی ایذا اور زخم رسانی پر تیرہ برس تک برابر صبر کرتا رہا؟ ہمارے سید و
مولیٰ اور آپ کے صحابہ رضی کا یہ صبر کسی مجبوری سے نہیں تھا۔ بلکہ اس صبر کے
زمانہ میں بھی آپ کے جان نثار صحابہؓ کے وہی ہاتھ اور بازو تھے۔ جو جہاد کے
حکم کے بعد انہوں نے دکھائے اور بسا اوقات ایک ہزار جوان نے مخالف کے
ایک لاکھ سپاہی نبرد آزما کو شکست دیدی۔ ایسا ہوا تا لوگوں کو معلوم ہو کہ جو مکہ میں
دشمنوں کی خونریزیوں پر صبر کیا گیا تھا۔ اس کا باعث کوئی بزدلی اور کمزوری
نہیں تھی۔ بلکہ خدا کا حکم سن کر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ اور بکریوں اور
بھیڑوں کی طرح ذبح ہونے کو طیار ہو گئے تھے بیشک ایسا صبر انسانی طاقت سے
باہر ہے اور گو ہم تمام دنیا اور تمام نبیوں کی تاریخ پڑھ جائیں۔ تب بھی ہم کسی اُمت
میں اور کسی نبی کے گروہ میں یہ اخلاق فاضلہ نہیں پاتے۔ اور اگر پہلوں میں سے
کسی کے صبر کا قصہ بھی ہم سنتے ہیں۔ تو فی الفور دل میں گذرتا ہے کہ قرائن اس
بات کو ممکن سمجھتے ہیں۔ کہ اس صبر کا موجب دراصل بزدلی اور عدم قدرت انتقام ہو
مگر یہ بات کہ ایک گروہ جو درحقیقت سپاہیانہ ہنر اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور بہادر
اور قوی دل کا مالک ہو اور پھر وہ دکھ دیا جائے اور اس کے بچے قتل کئے جائیں
اور اس کو نیزوں سے زخمی کیا جائے مگر پھر بھی وہ بدی کا مقابلہ نہ کرے یہ وہ

مردانہ صفت ہے جو کامل طور پر یعنی تیرہ برس برابر ہمارے نبی کریم اور آپ کے صحابہؓ سے ظہور میں آئی ہے اس قسم کا صبر جس میں ہر دم سخت بلاؤں کا سامنا تھا جس کا سلسلہ تیرہ برس کی دراز مدت تک لمبا تھا۔ درحقیقت بے نظیر ہے اور اگر کسی کو اس میں شک ہو تو ہمیں بتلا دے کہ گذشتہ راستبازوں میں اس قسم کے صبر کی نظیر کہاں ہے؟

اور اس جگہ یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اسقدر ظلم جو صحابہؓ پر کیا گیا ایسے ظلم کے وقت میں ہمارے نبیؐ نے اپنے اجتہاد سے کوئی تدبیر بچنے کی ان کو نہیں بتلائی۔ بلکہ بار بار یہی کہا کہ ان تمام دکھوں پر صبر کرو اور اگر کسی سے مقابلہ کے لئے کچھ عرض کیا تو اس کو روک دیا اور فرمایا کہ مجھے صبر کا حکم ہے غرض ہمیشہ آنحضرتؐ صبر کی تاکید فرماتے رہے جب تک کہ آسمان سے حکم مقابلہ آگیا اب اس قسم کے صبر کی نظیر تم مقام اول اور آخر کے لوگوں میں تلاش کرو۔ پھر اگر ممکن ہو تو اس کا نمونہ حضرت موسیٰ کی قوم میں سے یا حضرت عیسےٰؑ کے حواریوں میں سے دستیاب کر کے ہمیں بتلاؤ۔

حاصل کلام یہ کہ جبکہ مسلمانوں کے پاس صبر اور ترک شر اور اخلاق فاضلہ کا یہ نمونہ ہے جس سے تمام دنیا پر اُن کو فخر ہے تو یہ کیسی نادانی ہے اور بدبختی اور شامت اعمال ہے۔ جو اب بالکل اس نمونہ کو چھوڑ دیا گیا ہے سبحان اللہ وہ لوگ کیسے راستباز تھے۔ اور نبیوں کی روح اپنے اندر رکھتے تھے۔ کہ جب خدا نے مکہ میں اُنکو یہ حکم دیا۔ کہ بدی کا مقابلہ مت کرو۔ اگرچہ ٹکرے ٹکرے کئے جاؤ۔ پس وہ اس حکم کو پاکر شیر خوار بچوں کیطرح عاجز اور کمزور بن گئے۔ گویا نہ اُنکے ہاتھوں میں زور ہے۔ نہ اونکے بازوؤں میں طاقت۔ بعض اُن میں سے اس طور سے بھی قتل کئے گئے کہ دو اونٹوں کو ایک جگہ کھڑا کر کے اُن کی ٹانگیں مضبوط طور پر ان اونٹوں سے باندھ دی گئیں

(باقی آئندہ)

ایک پادری صاحب کے بیہودہ اور لغو اعتراضات کا دندان شکن جواب

سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۹ نمبر ۷ صفحہ ۱۸

(۵) بالفرض اگر گناہوں کی معافی کی یہی ایک صورت ہو۔ جو پادری صاحب نے لکچر میں تحریر کی ہے کہ کوئی عوضی گناہگاروں کی سزا اپنے اوپر اٹھا وے اور اس کے سوا مدلئے بغیر خدا بخشتا ہی نہیں تو اس میں چند قباحتیں لازم آتی ہیں۔

اول تو خدا تعالےٰ کی صداقت اور راستی میں فرق آتا ہے۔ کیونکہ کتاب حزقیل ۱۸ باب ۲۰ میں لکھا ہے کہ وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مریگی۔ بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔ اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اٹھائیگا۔ صادق کی صداقت اسی پر ہوگی۔ اور شریر کی شرارت اسی پر پڑیگی *

پس جب ایک گناہ گار کے بدلے کسی دوسرے بے گناہ کو سزا دی گئی تو وہ قول غلط ہوگیا کہ جو جان گناہ کرتی ہے سو ہی مریگی اور خدا کا قول سچا ہونا چاہئے۔

دوم خدا تعالیٰ کی عدالت میں بھی فرق آتا ہے۔ کیونکہ گنہگار کے بدلے بے گناہ کو سزا دینا سراسر ظلم ہے اگرچہ وہ بے گناہ اپنی مرضی ظاہر کرے جب بھی اس کو سزا دینا خلاف عدل ہے۔ کیونکہ قانون عدالت کا بھی نقشہ ہے کہ بعد ثبوت جرم مجرم کی نہ ضمانت قبول کیجاتی نہ اس کے بدلے کسی دوسرے کو سزا دی جاتی۔

اور یہاں تو رضامندی بھی ثابت نہیں ہوتی بلکہ مجبوری ثابت ہوتی
ہے دیکھو انجیل متی ۲۶ باب ۲۴- ابن آدم جس طرح اس کے حق میں لکھا جاتا
ہے لیکن اس شخص پر افسوس جس سے ابن آدم گرفتار کروایا جاتا اگر وہ
شخص پیدا نہ ہوتا اس کے لئے بہتر تھا۔ (۳۸) تب اس نے (یعنے یسوع
نے) ان سے کہا کہ میرا دل نہایت غمگین ہے بلکہ میری موت کی سی حالت
ہے یہاں ٹھیرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ اور کچھ آگے بڑھکر منہ
کے بل گرا اور دعا مانگتے ہوئے کہا کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ
مجھ سے ٹل جائے۔ تو بھی میری خواہش نہیں بلکہ تیری خواہش کے مطابق ہو
دیکھو یہاں یسوع صاحب صاف موت سے بچنے کے لئے دعا مانگتے
ہیں آخر مجبور ہو کر یہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ دعا قبول نہیں ہوتی تو میں تیری
مرضی کے تابع ہوں اپنی خوشی جان دینا اور بات ہے اور تقدیر الٰہی پر
سر تسلیم خم کرنا جدا امر ہے۔
اس کے علاوہ یہ بڑے زور سے یہ کہنا کہ اے میرے خدا اے میرے
خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا اور بڑے شور سے چلا چلا کر جان دینا
صاف ناراضامندی پر دلالت کرتا ہے۔ ہم نے اکثر واجب القتل لوگوں
کے بڑے استقلال سے جان دینے کے قصے دیکھے ہیں۔ اور اہل ہنود
کی عورتوں کے ستی ہونے کے قصے بھی سنے ہیں جو خوشی خوشی جل مرتی
تھیں اور بالکل جزع فزع نہیں کرتی تھیں۔ پس آپکے خدا یسوع مسیح
کا حوصلہ عورتوں کے برابر بھی نہ ہوا۔
علاوہ ازیں اگر مسیح اپنی خوشی سے مصلوب ہوئے ہوتے تو یہودا
اسکریوطی اور یہودی جنہوں نے آپ کو صلیب پر کھینچا کیوں گنہگار

اور عقوبت کے سزا وار ہوتے۔

بیانات مندرجہ بالا سے ثابت ہوگیا کہ کفارہ مسیح کے ماننے میں خدا کا عدل بالکل نہیں رہتا۔

سوم کفارہ کے ماننے میں خدا کی صفت عفو رہی بالکل نہیں رہتی اگر بدلہ لئے بغیر گناہ بخشنا خلاف عدل ہے تو انجیل میں معاف کرنے کا حکم بھی (جو اوپر گذر چکا ہے) خلاف عدل ہوگا۔ آدمیوں کو تو یہ حکم کہ ایک دن میں چار سو نوے (۴۹۰) مرتبہ معاف کرو اور خداوند کریم رحیم ایک مرتبہ بھی بدلہ لئے بغیر نہ چھوڑے یہ کیسا اندھیر ہے۔

چہارم جب خداوند تعالے بے بدلہ لئے گناہ نہیں بخش سکتا۔ تو قادر مطلق نہ ہوا اس کی قدرت ناقص ہوئی کیونکہ انسان تو بغیر بدلہ لئے اپنے گناہ بخش سکتا ہے اور بخش دیتا ہے جب خدا نہ بخشے نہ بخش سکے تو خدا ہی کیا ہے۔

الغرض کفارہ کے ماننے میں نہ تو عدل کی صفت باقی رہتی ہے نہ رحم کی حالانکہ خدا تعالیٰ تمام صفات کاملہ کا جامع ہے اے بھولے ہوئے عیسائیو اس کامل خدا پر ایمان لاؤ۔ جو سب صفتوں کا جامع ہے اور ابن آدم یعنی یسوع صاحب کو خدا مت کہو۔ بلکہ اس کا بھیجا ہوا رسول جانو انجیل متی ۷ باب ۲۱ میں حضرت یسوع مسیح کا قول اس طرح لکھا ہے۔ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں شامل ہوگا۔ مگر وہی جو میرے باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ اس دن بہتیرے مجھے کہینگے۔ اے خداوند اے خداوند کیا ہمنے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے دیووں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہیں کیں۔ اس وقت میں ان سے صاف کہونگا کہ میں کبھی تم سے

واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو۔

اعتراض ۵۔ اگلے دنوں میں فقط قربانی کے وسیلے ایماندار خدا کے پاس آتے تھے۔ پرانے عہدنامے کی سب قربانیاں جن کا پہلون کو حکم دیا گیا عوضی کے طور پر گنہگاروں کے بدلے کی جاتی تھیں۔

جواب قربانی کا حکم ابدی اور دائمی ہے دیکھو کتاب خروج ۲۹ باب ۲۸ اور کتاب قوانین ۶ باب ۲۲۔ اور ۱۰ باب ۱۵۔ اور کتاب گنتی ۱۸ باب ۱۸ اور حضرت یسوع نے کہیں صراحتاً منع نہیں کیا کہ تم قربانی نہ کیا کرو بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جب تم قربانی کرنے جاؤ اور تم کو یاد آوے کہ میرا بھائی مجھ سے ناراض ہے تو پہلے اس کو راضی کرکے اس کا حق ادا کرو۔ دوسری جگہ یسوع فرماتے ہیں کہ جس طرح حضرت موسیٰ نے حکم کیا اپنے پاک ہونے کی قربانی کر۔ اگر قربانی ناجائز ہوتی تو آپ حکم نہ فرماتے۔ قربانی کی ایک طرف یسوع کی تعلیم تو یہ ہے کہ جو کچھ تیرے پاس ہے بیچ ڈال اور غریبوں کو دے تو تجھے آسمان پر دولت ملیگی اور دولتمند آدمی آسمان کی بادشاہت میں مشکل سے داخل ہوگا اور سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گذرنا اس سے آسان ہے کہ ایک دولتمند آدمی آسمان کی بادشاہت میں داخل ہووے اور جس کسی نے گھروں کو یا بھائیوں یا بہنوں یا باپ یا ماں یا جورو یا بال بچوں یا زمین کو میرے لئے چھوڑا ہے وہ سوگنا پائیگا۔ اور ہمیشہ کی زندگی کا بھی وارث ہوگا۔ (متی ۱۹ باب) آج کل جسقدر دولت اور طمع عیسائیوں کو ہے اس سے ناظرین آپ ہی نتیجہ نکال لینگے کہ کس قدر عیسائی آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونگے

اعتراض ۶۔ لیکن جو جانور قربانی دیئے جاتے تھے بے عیب تھے۔

اب اب بھی عمدہ اور فربہ اور بے عیب جانور مل سکتے ہیں آپ
ضرورت ہوگی تو مہیا کر دیئے جائینگے۔

اعتراض ۷۔ بنی انسان میں کوئی بے عیب و پاک آدمی نہیں کوئی راستباز نہیں نیکوکار نہیں ساری دنیا خدا کے سامنے گنہگار ٹھہرتی ہے۔

جواب واقعی آپ کا فرمانا بجا اور درست ہے کیونکہ جب ایک شخص حضرت یسوع مسیح کے پاس دوڑتا آیا اور اُس سے پوچھا اے نیک اُستاد میں کیا کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوں۔ یسوع نے اُس سے کہا تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنے خدا (متی ۱۹ باب ۱۷) پس جب خدا کا اکلوتا بیٹا یسوعؑ نبیؑ ہی نیک نہ ہوا تو اور کون نیک ہو سکتا ہے؟
عیسائیوں کے نزدیک جب تمام پیغمبر گنہگار رہیں تو نیک آدمی ان کو کیونکر نظر آسکتے ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ جناب پادری صاحب آئے ہمارے ساتھ چلیئے ہم آپ کو نیک اور راستباز آدمیوں کی زیارت سے مشرف کریں دیکھیئے یروشلم میں شمعون نام ایک شخص تھا جو راستباز اور دیندار اور اسرائیل کی تسلی کی راہ دیکھتا تھا اور روح قدس اس پر تھی۔ (لوقا ۲ باب ۲۵ مطبوعہ مرزا پور ۱۸۷۰ء)
جو نیک اور پرہیزگار تھا (مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۱ء)
آگے چلیئے یسوع فرماتے ہیں کہ میں نیک لوگوں کو نہیں بلکہ توبہ کے لئے گنہگاروں کو بلانے آیا ہوں۔ (مرقس ۲ باب ۱۷ مطبوعہ کلکتہ)

نہیں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو بلانے آیا ہوں سے مطلب حضرت
کیوں پادری صاحب اگر سارا جہان گنہگار تھا۔ اور کوئی بھی راستباز نام
نیک نہیں تھا۔ تو یسوع مسیح نہ فرماتے کہ میں صرف گنہگاروں کو بلانے
آیا ہوں بلکہ یہ کہتے کہ میں کر سارے جہان کے بلانے کو آیا ہوں کیونکہ
سارا جہان گنہگار ہے۔

اور دیکھئے ذکریاہ نامی ایک کاہن تھا۔ اس کی جورو کا نام الیشبات
تھا۔ وے دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں
اور قانونوں پہ بے عیب چلنے والے تھے۔ (لوقا باب اول ۵ (۶)۔ نیک ہونا
عام ہے۔ اور نبی کا درجہ اس سے بڑھکر ہے۔ نبیوں کی روحیں نبیوں
کے حکم میں ہیں دیکھو پہلا قرنتیوں کا ۱۵ باب ۳۲ یعنے نافرمانی نہیں
کرتیں۔

نیک اور راستباز تو اللہ تعالےٰ کی مخلوق بیشمار ہے مگر اس کا کیا
علاج کہ آپ کی نظر میں کوئی چور کوئی بدکار کوئی ملعون معلوم ہوتا ہے۔ یہ
سراسر آپ کی نظر کا قصور ہے۔ اگر تم اندھے ہوتے تو گنہگار نہ ہوتے پر
تم کہتے ہو کہ ہم دیکھتے ہیں اس لئے تمہارا گناہ باقی رہتا ہے (یوحنا ۹ باب ۴۱)
وجہ یہ ہے کہ اندھا آنکھوں والے کی بات مان لیتا ہے۔ جو اندھا اپنے آپکو
اندھا نہیں سمجھتا نہ خود دیکھ سکتا ہے نہ کسی دوسرے کے بتائے راہ پر آتا
ہے بلکہ کنوے میں گر کر مرجاتا ہے۔

اعتراض ۸۔ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا تحقیق وہ
(انسان) تھا بے باک نادان۔

جواب آپ نے تمام بنی آدم کے گنہگار ہونے کی دلیل میں یہ قرآن شریف

... آیت بھی لکھدی ہے۔ آپ آیت کا مطلب نہیں سمجھتے یہ آیت ذم کے واسطے نہیں بلکہ مدح کے لئے ہے اس آیت کا شروع اس طرح ہے ہم نے دیدیے حق جل وعلیٰ نے بیش کی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر سبھوں نے انکار کیا اور اس کے اٹھانے سے اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے (باوجود ضعف وناتوانی کے) اس کو اٹھالیا وہ اپنے نفس پر ظلم کرنیوالا اور اس کی تکلیف سے بے خبر ہوا۔

یعنے طاعت الٰہی جس کا نتیجہ عرفان ہے۔ اس کا متحمل انسان ہی ہوا اور ذوق شوق سے بیں آکر آگا پیچھا کچھ نہ دیکھا عشق الٰہی میں اپنے آپ کو محو کر دیا اور غیر اللہ سے بالکل ناآشنا ناداں ہو گیا ؎

ارض وسما کہاں تیری وسعت کو پا سکے۔
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے۔

اعتراض ۹ ۔ جب ہم سب گنہگار رہیں۔ تو ہمارے لئے ایک شفیع ضرور ہے۔ محمدی کہتے ہیں کہ محمدؐ صاحب شفاعت کرینگے۔

جواب ہم بیان کر چکے ہیں کہ سب گنہگار نہیں اور شفیع بھی گناہوں کی بخشش کے لئے ایک ذریعہ ہے جیسے اور ذریعے توبہ قربانی اعمال صالحہ صفت غفوری ایمان وغیرہ بیشک ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو منصب شفاعت کبریٰ حق جل وعلیٰ نے بخشا ہے اور وعدہ فرمایا ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ یعنی اللہ تعالےٰ آپ کو اتنی عطا فرمائیگا کہ آپ راضی ہو جائینگے۔ آپنے فرمایا محبوب اپنے پروردگار کی عزت وجلال کی قسم جب تک میری امت میں سے ایک گنہگار بھی دوزخ میں رہیگا میں راضی نہ ہونگا۔ اور آپکے علاوہ ہر ایک نبی اپنی امت کی اور ...

پیشوا اپنے تابعداروں کی شفاعت کرینگے جیسے اکثر اوقات حضرت موسیٰ
علیہ السلام کا شفاعت کرنا اور اس کا قبول ہونا توریت کے اکثر مقامات
سے ثابت ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں اُن حواریوں کو جن کو حضرت یسوع مسیح نے شیطان کا
لقب بخشا (متی ۱۶ باب ۲۳) اور ان رسولوں کو جنہیں یسوع نے بے ایمانی
کا خطاب دیا (متی ۱۷ باب ۱۷) ان حضرات کو شفاعت کرنا تو درکنار خود
لوگوں کے گناہ بخشنے کا اختیار دیا گیا ہے جس کے گناہ چاہیں بخشیں جس کے
چاہیں نہ بخشیں۔ (یوحنا ۲۰ باب ۲۳) تعجب ہے کہ شیطان اور بے ایمان کے
خطاب یافتہ تو خود لوگوں کے گناہ بخشیں اور انبیا فخر ہر دو سرا
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیع ہونے میں بھی شبہ کیا جاوے۔

اعتراض ۱۰ - لیکن قرآن میں لکھا ہے کہ وہ بھی گنہگار تھا۔

جواب کون سے پارہ کس سورت اور کس آیت میں لکھا ہے تم جھوٹی
باتوں کے بنانے والے ہو (ایوب ۱۳ باب ۴) +

اعتراض ۱۱ - محمد تو فقط ایک آدمی تھا۔ الخ

جواب کیا پیغمبر آدمی نہیں ہوتے ہیں جتنے انبیا پہلے گذر چکے ہیں سب کے سب
آدمی تھے۔ یسوع بھی آدمی تھے۔ مگر البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ ہمارے
پیغمبر علیہ السلام کو حکم ہوا کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یعنی اے نبی کہدے
میں بشر ہوں یعنی جن اور فرشتہ نہیں ہوں۔

اور یسوع اپنے آپکو جابجا ابن البشر فرماتے ہیں اس میں شاید
یہ اشارہ ہے کہ بموجب بعض روایات جنت میں آسیہ فرعون کی بیوی
اور مریم یسوع کی والدہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے ازواج میں داخل

پس ان [illegible] کو ان کے اعمال کا ثمرہ ملیگا۔ اور روز قیامت کو یہ لوگ نڈر ہونگے۔ اور نہ کسی [illegible] غم کھاوینگے۔

(۲) سیپارہ ۳۔ سورہ بقر۔ رکوع ۳۸۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے اور نماز و عبادت پر قائم رہے اور خدا کے نام پر زکوٰۃ دی۔ تو یہ لوگ مستحق نجات ہیں اور روز حساب کو ڈر نہ کریں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

(۳) سیپارہ ۵۔ سورت نساء۔ رکوع ۱۸۔ ومن یعمل من الصالحت من ذکر او انثی و ھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا۔ اور جو کوئی عمل کرے اچھے مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان والا ہو۔ پس یہ لوگ داخل ہونگے بہشت میں اور نہ ظلم کئے جاوینگے کھجور کے شگاف برابر۔

(۴) سیپارہ ۱۶۔ سورت طہٰ۔ رکوع ۴۔ وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحاً ثم اھتدی۔ اور تحقیق میں البتہ بخشنے والا ہوں اس کو جس نے توبہ کی گڑگڑا یا معافی مانگی۔ اور ایمان لایا۔ اور عمل کئے اچھے پھر راہ پائی۔

(۵) سیپارہ ۲۴۔ سورت حٰم السجدہ۔ رکوع ۶۔ من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء فعلیھا۔ وما ربک بظلام للعبید۔ جو کوئی عمل کرے اچھا پس وہ اپنے واسطے کرتا ہے جو برا عمل کرے سو اسی کے واسطے ہے اور تیرا پروردگار اپنے بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں (جیسے کرنی ویسے بھرنی)

ادعیہ قرآنی پر مینوار آگیا دنیا ہے کہ اپنے خالق و مالک سے استدعا دعائیں

(مانگا کرو ؟)

(۱) رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (پارہ پہلا۔ سورہ بقر)

رکوع ۲۵) اے سب ہمارے دے ہم کو دنیا میں بھلائی۔ اور آخرت میں بھلائی اور بچا
ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

(۲) ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت
الوھاب۔ (سیپارہ ۳۔ سورہ آل عمران۔ رکوع ۱) اے رب ہمارے دلونکو مت پھیر
جب ہم کو آپ نے گیان دیا ہے بخشدے اپنی ہی رحمت سے ہمکو بہرہ ور کر بیشک تو ہی
سب کچھ دینے والا ہے۔

(۳) سیپارہ ۸۔ سورہ الاعراف۔ رکوع ۲۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا
وترحمنا لنکونن من الخسرین۔ اے رب ہمارے ظلم کیا ہم نے اپنی جانوں پر
اگر تو نہ بخشے ہم کو اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم نامراد ہو جاویں۔

(۴) سیپارہ ۹۔ سورہ اعراف۔ رکوع ۱۹۔ انت ولینا فاغفر لنا وارحمنا وانت
خیر الغافرین۔ واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ۔ انا ھدینا
الیک۔ اے رب تو ہی ہمارا مہربان دیا لو ہے ہم کو بخش اور ہم پر رحم کر تو سب سے بہتر
معاف کرنیوالا ہے۔ ہم کو اس دنیا اور آخرت میں نیک کر اور ہم تیری طرف رجوع
ہو گئے۔

(بیان نماز و عبادت)

(۵) واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین (سیپارہ اول۔ سورت بقر
رکوع ۵۔ اور قایم کرو نماز کو اور زکوۃ دو۔ اور رکوع کرو ساتھ رکوع کرنیوالے کے یعنی
مہرشیوں اور بھگتوں کی پیروی کرو۔

(۶) سیپارہ ۶۔ سورت نساء۔ رکوع ۲۴) والمقیمین الصلوۃ۔ والمؤتون الزکوۃ
والمؤمنون باللہ والیوم الآخر اولئک سنؤتیھم اجراً عظیما۔ اور قایم کرنے
والی نماز عبادت کو اور دینے والے زکوۃ کے اور ایمان لانیوالے ساتھ اللہ کے اور
روز قیامت پر یقین کرنیوالے۔ ان لوگوں کو ثواب بڑا دیا جاویگا۔

(۷) یا ایہا الناس اعبدو ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون (سیپارہ اول۔ سورت بقر۔ رکوع ۳) اے لوگو عبادت کرو۔ پروردگار اپنے کی جس نے پیدا کیا تم کو اور جو پہلے تم سے تھے۔ تاکہ تم بچ جاؤ۔

(۸) فاعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا۔ سیپارہ ۵۔ سورت النساء رکوع ۶۔ عبادت کرو اللہ کی اور مت شریک لاؤ ساتھ اس کے کسی چیز کو۔

(۹) سیپارہ ۱۱۔ سورت یونس۔ رکوع ۱۱۔ قل یا ایہا الناس ان کنتم فی شک من دینی فلا اعبد الذین تعبدون من دون اللہ ولکن اعبد اللہ الذی یتوفکم وامرت ان اکون من المومنین۔ کہہ اے نبی صلعم اے لوگو اگر تم کو میرے دین میں کچھ شک ہے میں نہیں عبادت کرتا۔ ان لوگوں کی جنکی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے میں صرف اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔ جو تم لوگوں کو مارتا ہے۔ اور مجھے حکم ہوا ہے۔ کہ میں ایمان والوں میں سے ہوں۔

(۱۰) سیپارہ ۱۳۔ سورت رعد۔ رکوع ۵ قل انما امرت ان اعبد اللہ ولا اشرک بہ الیہ ادعوا والیہ مآب۔ (کہہ اے نبی صلعم) سوائے اس کے نہیں کہ حکم کیا گیا ہوں میں یہ کہ عبادت کروں اللہ کی۔ اور شریک نہ لاؤں ساتھ اس کے میں اسی کیطرف پکارتا ہوں۔ اور اسی کیطرف میرا پھر جانا ہے

نوٹ ۔ مشتے نمونہ خروارے۔ چند آیات بینات سے کفر و ظلمات کو دور کیا گیا۔ علاوہ اس کے قرآن شریف میں تزکیہ نفس۔ عبادت الٰہی۔ قصص الانبیاء۔ عبرت افزا۔ امرونہی۔ شریعت۔ طریقت۔ حقیقت و معرفت۔ اور ہر میشوری گیان بھرا ہے تعصب کی پٹی آنکھ سے دور کرکے سرمہ جیسی ڈالکر دیکھو تو کیسے انوار چمکتے ہیں تم کب تک متعفن کوٹھڑی میں مٹھکر ہمہ دان بنا سرف جہالت وسراسر کفر ہے۔ قرآن شریف سے کوئی بھی آیت پڑھو جس سے شرک ثابت ہو جیسے کہ تمہارے

پنڈت لیکھرام نے ہفوات کے ہیں اور عیسائیوں کی کتب سے اعتراض جمع کئے ہیں
فہرست قرآن شریف مجمل یہ ہے۔ بیان توحید۔ قدرت کاملہ۔ خالقیت رزاقی حق
سبحانہ تعالیٰ۔ رد شرک۔
او حیہ کبریائی باری تعالیٰ۔ رحمت الٰہی۔ تنزیہ و تسبیح حق تعالیٰ۔ حمد و ثنا و صفت کلام
اللہ۔ اطاعت اللہ و رسولہ۔ عبادات۔ معاملات۔ اعتقادات۔ طہارت ظاہر و باطنی
خیرات مساکین۔ اعمال صالحہ۔ تقویٰ۔ احسان۔ توبہ استغفار۔ حلم عفو و تواضع۔
نماز۔ شکر و صبر۔ صلہ رحم و حقوق قرابت۔ خوف و رجا۔ ریاضت مجاہدہ نفس۔ صدق
شفقت بر ضعیفان۔ حفظ اللسان۔ حقیقت ولایت۔ نہی عصیان۔ فسق و فجور۔ شراب
اسراف۔ ۔۔۔ ۔۔۔ وغیرہ ان کو مقابلہ میں کر دکھلاؤ۔ نور عینی صابر

۵) ثبوت بشریت رسول ربانی و محبوب صمدانی از آیات محکمات قرآنی

ہم اپنی اس کتاب میں اپنے دعوے کے ثبوت کیلئے قرآن شریف سے آیات
بینات تحریر کر کے مکذبین کو دندان شکن جواب دیتے ہیں کہ جناب پاک پروردگار
جل شانہ کا فرمان بابت شان سرور عالمیان کیا ہے۔
جس سے ہر ایک منصف مزاج و غیر متعصب بھلے منش کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ پنڈت
لیکھرام اور اس کے حامیوں نے کیسا صریح بہتان و جھوٹ باندھا ہے اور
کہاں تک دروغگوئی و بے ایمانی سے کام لیا ہے اور حق کو چھپانا چاہا ہے اور محمدؐ
پرستی۔ مدینہ پرستی۔ رسول پرستی۔ پیر پرستی کو مسلمانوں کے عقاید و اصول میں
شامل کر دیا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

سیپارہ (۱) سورت بقرہ۔ رکوع ۱۲۔ جناب سید العرب و العجم فخر اولاد آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ نبی تھے۔

ولمّا جاءھم رسولٌ من عند اللہ مصدق لما معھم۔ جب اللہ سے انکے پاس پیغمبر آئے۔ جو کچھ اُن کے پاس ہے اونکو سچا کرنیوالا۔

سیپارہ (۱) سورہ بقرہ۔ رکوع ۱۴۔ انا ارسلناک بالحق بشیراً ونذیراً ولا تسئل عن اصحاب الجحیم۔ تحقیق ہم نے تجھکو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا۔ اور ڈرانیوالا بھیجا ہے اور تو دوزخ کے رہنے والوں سے نہیں پوچھا جائیگا۔

سیپارہ (۲) سورہ بقرہ۔ رکوع ۱۸۔ کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم یتلوا علیکم ایتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتب والحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون جیسا ہم نے تمہارے درمیان پیغمبر کو بھیجا ہماری آیات تم پر پڑھتا ہے تم کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور جو کچھ کہ تم نہیں جانتے تھے وہ سکھاتا ہے۔

سیپارہ ۳۔ سورہ بقرہ۔ رکوع ۴۰۔ امن الرسول بما انزل علیہ من ربہ والمؤمنون پیغمبر اور مسلمان لوگ۔ جو کچھ کہ اللہ کیطرف سے اُتارا گیا۔ اس پر ایمان لائے۔

سیپارہ (۴) سورہ آل عمران۔ رکوع ۱۵۔ وما محمد الا رسول۔ اور نہیں محمد مگر رسول (آریہ صاحبان غور کرتے جاؤ)

سیپارہ (۵) سورہ نساء۔ رکوع۔ وارسلناک للناس رسولاً وکفی باللہ شھیدا اور ہم نے تجھکو لوگوں کے واسطے پیغام پہنچانے والا بھیجا اور اللہ گواہی دینے والا کافی ہے۔

سیپارہ ۶۔ سورہ نسا۔ رکوع ۲۳۔ یا ایھا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فامنوا خیرا لکم وان تکفروا فان للہ ما فی السموات والارض وکان اللہ علیما حکیما۔ اے لوگو تمہارے پاس خداوند کریم کیطرف سے سچا نبی آیا۔ اگر تم

ایمان لاؤ۔ تو تمہارے واسطے بھلائی ہے اور اگر تم انکار کرو گے۔ پس تحقیق جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ملک ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے +

سیپارہ ۷ سورہ انعام۔ رکوع ۵۔ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب۔ کہہ ان لوگوں کو اے رسول کہ میرے پاس خزانے خدا کے نہیں ہیں اور نہ میں غیب کو جانتا ہوں۔ آریہ صاحبان جائے غور ہے کہ جب نبی صاحب عالم الغیب بھی نہیں نہ وہ خدا کے خزانچی ہیں۔ تو محمد پرستی کیسے۔ باز آؤ۔ بھیو باز آؤ۔ کچھ تو اپنی کا خوف کھاؤ۔

سیپارہ ۹ سورہ اعراف۔ رکوع ۲۳۔ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسھا قل انما علمھا عند ربی۔ اے نبی تم سے یہ لوگ قیامت کی بابت سوال کرتے ہیں کہ کب قیامت ہوگی۔ تو ان کو صاف کہدے کہ سوائے میرے رب کے اس کا علم یا خبر کسی کو نہیں۔ یہاں نجومیوں اور رمالیوں اور جھوٹ شگن دیکھنے والوں کی مٹی پلید کی گئی۔ عالم الغیب کل صرف خدا ہی ہے جناب اقدس رسول صلعم نہ کہ نجومی۔

سیپارہ ۹ سورہ اعراف رکوع ۲۳۔ قل لا املک لنفسی نفعًا و لا ضرًا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر و ما مسنی السوء۔ اے رسول کہہ دے ان لوگوں کو کہ میں اپنی جان کے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جو چاہے اللہ تعالی۔ اگر میں غیب کا علم جانتا ہوتا تو بھلائی کو بہت لے لیتا۔ اور مجکو کبھی برائی نہ لگتی۔

آریہ صاحبان کے تمام خبطوں اور مالیخولیا کو اس آیت شریف نے دور کر دیا ہے۔ اہل بصیرت کے واسطے صرف اتنا ہی کافی ہے اہل ایمان طالب حق کے لئے اسی قدر وافی ہے جو خود محتاج ہووے دوسرے کا۔ بھلا اس سے

[illegible] - آریہ صاحبان آنکھ سے تعصب کی پٹی کھولکر سرمہ حسینی ڈالکر دیکھو تو
[illegible] پرستی ہو رہی ہے یا خالص خدا پرستی کا فرمان ہے - سوچو غور کرو -

سیپارہ ۱۰ - سورہ توبہ - رکوع ۵ - هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون - وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت و دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے - اگرچہ مشرک نفرت کریں - سبحان اللہ وبحمدہ کیسا بین معجزہ ہے کیسے براہین قاطع ہیں کہ تمام دنیا میں اسلام کا بول بالا ہے اور کفر و شرک کا منہہ کالا ہے سوائے چند شہروں کے وہ بھی ہندوستان میں مگر دیگر تمام ممالک ارض میں نہ کوئی آریہ کو جانتا ہے نہ ان کے سوامی کو پہچانتا ہے - افریقہ - امریکہ - اسٹریلیا - جزائر فلپائن - جاوا - انام سیام - ملایا ہانگ کانگ - جاپان - چین - ایشیا - عرب - مصر - ایران - یورپ وغیرہ میں محمد رسول اللہ کی ہمیشہ صدا ہے گو کہ عیسائی سلطنت ہے حکومت و دولت کا زور ہے - مگر پھر بھی اسلام ہمیشہ مقابلہ کو تیار ہے -

سیپارہ ۱۱ - سورہ ہود - رکوع ۱ - اننی لکم منه نذیر و بشیر - پرمیشور جل شانہ جناب حضرت قدس کو حکم فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو سنا دو کہ تحقیق میں تمہارے واسطے ڈر سنانیوالا اور خوشخبری دینے والا ہوں -

سیپارہ ۱۲ - سورہ ہود - رکوع ۲ - انما انت نذیر - خداوند کریم کا فرمان ہے کہ اے رسول تو صرف ڈرنیوالا ہے عذاب آلہی سے -

سیپارہ ۱۳ - سورہ رعد - ۱ - رکوع - انما انت منذر ولکل قوم هاد - اے نبی تو نہیں مگر ڈرنیوالا - اور ہر ایک قوم کیواسطے تو ہدایت کرنے والا ہے تو آریہ صاحبان مان جاؤ - کفر کو توڑو - راہ حق کیطرف منہہ موڑو -

سیپارہ ۱۴ - سورہ الحجر - رکوع ۶ - وقل انی انا النذیر المبین اور کہہ تحقیق میں ڈرنے

والا ہوں ظاہر۔

سیپارہ ۔ سورہ بنی اسرائیل ۔ رکوع ۱ ۔ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصے الذی برکنا حولہ لنریہ من ایاتنا ۔ پاک ہے مالک کو جس نے اپنے بندے (نبی صلعم) کو مکہ شریف سے بیت المقدس تک ایک رات میں سیر کرائی جس کے گرد نواح میں برکت ہے (تاکہ نبی صاحب خداوند تعالیٰ کی قدرت کا ملاحظہ فرما دیں

جناب سرور کائنات رسول نبی اور خیر البشر تھے ۔ نہ کہ معبود نعوذ باللہ منہا

سیپارہ ۱۶ ۔ سورہ کہف ۔ رکوع ۱۲ ۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد ۔ کہہ اے نبی ان لوگوں کو میں بھی تمہاری مانند آدمی ہوں میری طرف وحی کیجاتی ہے یہ کہ تمہارا معبود (قابل عبادت) ایک ہے ۔

سیپارہ ۱۷ ۔ سورہ انبیاء ۔ رکوع ۷ ۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعلمین ۔ ہم نے تجھ کو سوائے رحمت عالموں کے نہیں بھیجا ۔ تقریر صابرہ جناب سرور دوجہان و شافع کل مخلوق ہزار عصیاں کے ۱۳ سال برابر عرب میں ہزارہا اذیتیں اُٹھائیں مشرکین و کفار ان عرب کیواسطے کبھی بھی بددعا زبان سے نہ نکالی ۔ ان لوگوں کے سب وشتم گالی گلوچ اور پتھراؤ کے سامنے برکتیں دی جاتی تھیں۔

ان کے واسطے ہزارہا ہدایت کی دعائیں مانگی جاتی تھیں۔ معجزات دکھانے میں انکار کیا جاتا ہے تاکہ اُمت اولین کیطرح انکار معجزہ سے مسخ نہ ہو جائیں ۔ بلا آسمانی میں گرفتار نہ ہوں ۔ جب کفار سے بہت لاچار کیا تو معجزہ شق القمر دکھایا گیا ۔ منکرین و مکذبین کا جنگ بدر میں ملیا میٹ ہو گیا ۔

اس رحمت کا اثر آپ کی اولاد و اصحاب میں رہا ۔ خلفاء راشدین نے ہی کمال مصیبتیں برداشت کیں ۔ مگر ان پاک نفسوں کی زبان سے کچھ بھی کلمہ بد نہ نکلا ۔

(باقی دارد)

ہائے اکبر علی وائے اکبر علی

چو شد کنوں کہ زمین خاک میکند بستر
زاشک آب رواں شد بہ زار صحرا تر

طپید مہر درخشاں بخوں خود ز شفق
شدست تیرہ ز سیل رخ مہ انور

جس نامراد خانہ خراب کا نام عنوان پر درج ہے وہ منشی میراں صاحب جلوہ سیالکوٹی کا لخت جگر اور اکلوتا بیٹا تھا۔ جو اپنے بدنصیب اور کمبخت والدین کی ہزاروں امیدوں اور آرزوں کا خون کر کے اور اُن کو داغِ مفارقت دیکر عین عالم شباب میں ۶ مئی ۱۹۰۷ء روز دوشنبہ کو ۸ بجے شام کے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کر گیا ہے متوفی یکم جنوری ۱۸۹۱ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۳۰۸ء بروز جمعرات ½۳ بجے صبح کے پیدا ہوا تھا۔ اور یکم دسمبر ۱۸۹۶ء کو سکول میں داخل ہوا۔ اور ہر سال سالانہ امتحان میں پاس ہوتا رہا۔ ۴۔ اپریل ۱۸۹۹ء میں اس کا ختنہ اور ۲۴۔ جون ۱۸۹۹ء کو منگنی اور ۱۵۔ مئی ۱۹۰۶ء مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ روز شنبہ کو اوس کی شادی خانہ بربادی ہوئی انٹرنس کلاس میں تعلیم پاتا تھا۔ بڑا ذہین اور ہوشیار تھا ابھی اُس کا مکلاوہ آنیوالا تھا۔ کہ یکایک دنیا سے چل بسا۔ متوفی والدین کے گھر کا ایک ہی چراغ تھا۔ جو گل ہو گیا ہے۔ اس کے اخلاق۔ ملاپ۔ سادہ پن۔ غریب المزاجی۔ کم گوئی۔ شرافت ذہانت اور مرنج و مرنجان کی پالیسی کے سبب سے سیالکوٹ شہر میں ادنٰی و اعلٰی کو اوس کی جوانا مرگی کا بڑا سخت افسوس ہو رہا ہے کیوں نہ ہووے این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد۔ جناب جلوہ کا حال اس جوانا مرگی سے بہت بُرا ہو رہا ہے صبح و شام بجز رونے کے اور کوئی کام نہیں ہے بیان میں کیا کروں دیوانگی اپنی کا افسانہ۔ نہ میرا گھر میں جی لگتا ہے نہ بھاتا ہے ویرانہ۔ ارے

ناصح عبث بیہودہ ہے تیرا یہ کہنا۔ خوش آتا ہے مجھ کو نہیں سنگ کو دکاں کھاتا۔

پیر ید و ہو صاحب کا نہ کیونکر ہو وہ دیوانہ

جن والدین کا ایسا نوجوان اور ہونہار اصیل و نجیب اور شریف و حلیم و سلیم بچہ سن بلوغ مقصود کے قریب پہنچکر قضا کر جائے اگر وہ کسی جوانا مرگی کا سج و غم نہ کریں اور چینیں چلائیں نہ تو اور کیا کریں درحالیکہ اُن کا اور کوئی بیٹا نہ ہو۔ ہے قسمت کی کم نصیبی ٹوٹی کہاں کمند۔ دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا۔ جلوہ صاحب کی بہت کچھ اُمیدیں اس سا تھ وابستہ تھیں۔ جو سب کی سب خاک میں مل گئیں۔ اونکی آنکھوں کا نور دل کا سرور غم سے مبدل ہو گیا ہے۔ ابھی کل کھل رہے تھے اور غنچے کھل کھلاتے تھے۔ یکا یک چھپا گئی کیسی اداسی باغ عالم میں۔

دشمن کو بھی خدا نہ دکھائے پسر کا داغ

مجھ اکسی سے کسی کا جوان بیٹا نہ ہو یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

اس دردناک واقعہ کو لکھتے ہوئے قلم کا جگر پھٹتا ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے اس لئے میں زیادہ دلسوزی کو نظر انداز کر کے اپنے اس غمناک نامہ کو جلوہ صاحب کی ہی مندرجہ ذیل نظم پر ختم کر کے دعا کرتا ہوں۔ کہ پروردگار عالم مرحوم کو غریق رحمت کرے اور داخل جنت کرے۔ اور اس کے والدین اور وابستگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

اکبر علی تھا تو مجھ کو پیارا — تھا نور نظر اور آنکھوں کا تارا
پیارے تو تھا میری دل کا سہارا — مجھے چھوڑ تو خلد کو ہے سدھارا

محبت یہ بیٹا سے کیسی نباہی
مجھے چھوڑ کر ہو گئے آپ راہی

تھا میں نے تجھ کو کس محبت سے پالا — یہ ہر دم تھا تجھ سے میرا گھر اوجالا
سدا عیش سے تھا میرا بول بالا — ہے افسوس تجھکو خدا نے سنبھالا

تھی-۲۵-اپریل کی تاریخ کو ایک بڑا خیمہ نصب کیا گیا۔ اور چند عیسائی جمع ہو گئے
ان میں دو تین انگریز بھی تھے۔ ہارمونیم بجنے لگا مگر لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ سب
پھنسانے کی تدبیریں تھیں۔ مجمع کرنے کی یہ فکر کی گئی۔ کہ دو صاحب بہادر سڑک پر کھڑے
کئے گئے اور وہ ہر شخص سے ایسی لجاجت کرتا تھا کہ کبھی کسی ہندوستان کے خصوصاً
گنواروں سے کسی صاحب بہادر نے اس طرح کوئی بات نہ کہی ہوگی۔ جلسہ میں شرکت
کی درخواست کرتے تھے۔ بیچارے گنوار تو صاحب بہادر کی ہیٹ اور کوٹ پینٹ
کی ڈر سے اور شرفا مروت سے رک گئے تھے۔ مگر چونکہ سب بیدلی سے آتے تھے۔ اس
لئے ہر وقت اس کا موقعہ ڈھونڈتے رہتے تھے۔ کہ کسی طرح بھاگنا چاہئے۔ ایک
شخص اٹھا اور سب اٹھ کھڑے ہوئے اور میدان صاف۔ بہت خوشامد کی گئی مگر
کب رکتے تھے۔ کچھ نہ کچھ کہکر چلتے ہوئے۔ سچ تو یہ ہے کہ نہیں کیا اور دلچسپی
کیا ہو۔ ہر صاحب یہی فرماتے تھے۔ اور ان کے کلام کا حاصل یہی تھا کہ مذہب
عیسوی سے بہتر کوئی مذہب نہیں۔ بلکہ عیسائی ہو جائے اور اپنے گناہوں کو
بخشوائے۔ ایسے صاحب اسی لئے تو خداوند یسوع مسیح نے جان دی۔ اور کفارہ
ہمارے گناہوں کے ہو گئے۔ پھر بھی ہم اس پر ایمان نہ لائیں۔ تو افسوس۔ دلیل
کچھ بھی نہیں۔ بس یہی کہ بخشش کی گنہگار انسان کو ضرورت ہے اور وہ اسی دین
میں ہو سکتی ہے اور دس دس مرتبہ لفظ قدوس کو جھوم جھوم کر یا دعائے داؤد
کو اوچھل اوچپل کے پڑھتے تھے۔ اور کفارہ کے مضمون پر از حد زور دیتے تھے
اوروں کی دلچسپی تو درکنار ہم لوگ جو صرف سننے ہی کی غرض سے گئے تھے
اور بے تکے اور بلا دلیل و ثبوت کے مضامین کو سن کر کبھی ہنستے اور کبھی پریشان
ہوتے تھے۔ میں اس جلسہ کے مضامین کی رد نہیں لکھ رہا ہوں۔ بلکہ یہ دکھلاتا
ہوں۔ کہ ان کے یہاں مذہب کی اشاعت کی کیا کیا ترکیبیں کی جا رہی ہیں اس کا سبب

یہ ہے کہ دین نصاریٰ روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ یہ ترقی اوس مذہب کی اس وجہ سے
نہیں کہ اوسمیں حقانیت ہے۔ بلکہ یہ اُن تدبیروں اور طریقوں کا نتیجہ ہے جو اس رقم کثیر
(۸۰ کروڑ) سے جو اشاعت مذہب کے لئے وقف ہے عمل میں آئی جاتی ہیں اس
میں سے عیسائی واعظوں کو تنخواہ دی جاتی ہے جو عیسائی ہوتا ہے اوسکی تنخواہ کم از
کم مبلغ صہ مقرر کیجاتی ہے۔ غربا کے اطفال کی پرورش کر کے اونکو عیسائی بنایا جاتا
ہے۔ جلسے کئے جاتے ہیں تصویریں دکھلائی جاتی ہیں۔ ہارمونیم بجتا ہے یہ آدمیوں
کے اونکی جانب مائل اور اُن کے جلسوں میں شریک ہونے کے اسباب ہیں۔ اور
جس کا یہ نتیجہ ہوتا کہ بعض روپیہ کے لالچ سے بعض کسی پری جمال کے وصال کی
خواہش اور امید میں اور بعض اپنے مذہب کے اصول وعقاید سے بیعلم ہونے
اور پادریوں کے فریب اور کذب آمیز تقریروں میں پھنس جانے سے تبدیل مذہب
کرتے ہیں۔ (یہ کوئی خیالی بات نہیں ہے اسکی زندہ مثالیں ہماری نظروں میں
موجود ہیں) عموماً ارذال اس جال میں پھنستے ہیں۔ اور اگر کوئی شریف آپھنسا تو
اس وجہ سے کہ اپنے مذہب سے بے خبر ہوتا ہے نہ روپیہ کے لالچ سے اور نہ دین
حق سمجھکر۔ بہرکیف کوئی طریقہ جذب اور کشش کا اوٹھا نہ رکھا گیا۔ مگر افسوس کہ ان
جلسوں کا جو لکھنؤ میں ہوئے بحمد اللہ کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ اور کوئی نہ پھنسا۔ میرا اس
واقعہ کے تحریر کرنے سے مطلب یہ ہے کہ اہل اسلام عبرت حاصل کریں۔ اور اپنے
دینی علماء کی مدد کریں۔ تاکہ وہ بھی ایسے واعظین مقرر کر سکیں۔ جو اسلام کی اشاعت
کریں۔ اور مسلمانوں کو مشن عیسوی کے جال سے بچائیں۔ نہایت افسوس ہے کہ
جو اسلامی انجمنیں اسی خاص غرض (اشاعت اسلام) کیلئے لکھنؤ میں (مثل صدر
الصدور لکھنؤ کے) یا اور شہروں میں موجود ہیں۔ مسلمان اونکی جانب توجہ نہیں
کرتے۔ اور اُس کی دا[illegible] در[illegible] مستغنی کسطرح سے مدد نہیں کرتے

اور ان کے شرک کے حیلہ امور دینی میں ہاتھ نہیں ڈالتے فاعتبروا یا اولی الابصار
کاش آج ہمارا بھی اسلامی مشن ایسا ہوتا جو ہندوستان۔ چین۔ جاپان۔ امریکہ۔ انگلستان
اور دیگر ممالک وجزائر میں مثل عیسائی مشن کے اشاعت اسلام کرتا اور اس لاثانی اور
اکمل مذہب کی تعلیم وتلقین کو عام طور پر لوگوں کے سامنے پیش کرتا۔ ہمارے مسلمان
برادران میں اکثر خدا کے فضل سے ایسے اولوالعزم اشخاص موجود ہیں اور خداوند کریم نے
ان کو اس کی قدرت بھی دی ہے لیکن توجہ نہیں کرتے اور دیگر مذاہب کی ترقی کو ملاحظہ
نہیں فرماتے اگر وہ اس جانب متوجہ ہوں تو وہ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ابتدا میں
ہر ایک کام چھوٹے پیمانے پر ہوتا ہے اور اس کا نفع بہت ہی کم ہوتا ہے لیکن ہر امر
میں رفتہ رفتہ ترقی ہوتی ہے آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند عالم ہمارے امرا
کو اور خادم مسلمین کو بھی اس کی توفیق دے کہ وہ بھی ایک عظیم الشان اسلامی مشن
قائم کریں۔ این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

الراقم خادم دین سید کلب عباس از لکھنؤ

مسئلہ تناسخ کے اعتراضات

ایک روز میں ایک متوہم پر مذہبی امور میں بحث کر رہا تھا۔ اثنائے بیان میں مسئلہ
تناسخ کا بھی ذکر آگیا۔ تب میں نے اوس پر مندرجہ ذیل اعتراضات کئے۔
(۱) اگر بقول آریہ دھرم مسئلہ تناسخ کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ لازم آتا ہے کہ دنیا
کی آبادی ہمیشہ تخفیف ہوتی رہے۔ کیونکہ آریوں کے نزدیک سوائے آریوں
کے سب قومیں گمراہ ہیں۔ تمام اشخاص کہ مسلمان ہوں یا عیسائی یہودی ہوں۔ یا
آتش پرست یعنی مجوسی یا بودھ یا جینی۔ غرضیکہ تمام دنیا گمراہ ہے اور گمراہوں کے

واسطے [illegible] جنم ہے مثلاً سور۔ بندر۔ کتے۔ گدھے وغیرہ حیوانات۔ اور آریوں میں بھی
ایسے لوگ ہیں کوئی جھوٹا ہے کوئی سچا۔ کوئی زانی ہے کوئی حرام خوار۔ غرض ہر قسم
کی برائیاں آریوں میں بھی موجود ہیں یہ بھی بُرے جنم کے مستحق ہو گئے۔ اب اگر آج سے
دو سو برس پہلے زمانہ پر غور کیا جاتا ہے تو اس زمانہ میں تمام دنیا۔ عیسائی۔ مسلمان۔ ہنود
یہودی وغیرہ قوموں سے آباد نظر آتی ہے آریہ مذہب والے آٹے میں بال کی طرح معلوم
ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے بھی بدکاروں کو نکال دیا جاوے۔ تو اور بھی تعداد کم ہو جاتی
ہے۔ غرض اس زمانہ میں اچھے جنم کے مستحق (نیکوکار آریے) بہت کم نظر آتے ہیں
جنکی تعداد شاید بڑی کھینچ تان کرنے پر بھی لاکھوں سے تجاوز نہیں کر سکتی۔ اب سوال
یہ ہے کہ اس زمانہ میں ۵ یا ۷ کروڑ مسلمان ۱۹..۲۰ کروڑ ہنود۔ لاکھوں عیسائی جو فقط
ہندوستان کی حدود میں موجود ہیں۔ علی ہذا روم و روس و جاپان و چین و انگلستان
و فرانس و جرمن و امریکہ وغیرہ ممالک میں کروڑوں مسلمان و عیسائی و یہودی و دیگر
اقوام موجود ہیں۔ یہ روحیں آیا انہی اچھے آریوں کی ہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ
آریوں کی تعداد پہلے زمانہ میں بہت کم نظر آتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یا تو تناسخ
کا مسئلہ بالکل لغو اور غلط ہے۔ یا آریوں کا یہ دعویٰ کہ سوائے آریوں کے اور کوئی اچھے
جنم کا مستحق نہیں غلط ہے۔ دیکھیں آریہ پارٹی اس کے جواب میں کونسی شق تسلیم
کرتی ہے۔

(۲) آریوں کا یہ قول ہے جو شخص اپنے پہلے جنم میں سب سے اچھے کام کرے گا۔ میں کہتا
ہوں۔ آریوں کے نزدیک اور ان کے دیانند جی مہاراج اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ
ایشور کی بندگی کرنے والے تھے۔ اور نیز دوسرے اچھے کاموں میں بھی کوئی اونکے برابر نہ تھا
اس اعتبار سے چاہیے اونکا دوسرا جنم بھی ایسا ہو کہ دوسرا کوئی اونکے مقابل نہ ہو سکے
ظاہر ہے کہ دنیاوی اعتبار سے سب سے اچھا جنم یہی ہے۔ کہ آدمی شاہزادہ ہو اور

اپنی جوانی کے زمانہ میں مستقل بادشاہ ہوجاوے فی زمانہ جتنے بادشاہ ہیں کوئی بھی آریہ مذہب میں نہیں ہے۔ مسلمان ہے یا عیسائی یا بودھ غرض انہیں فرقوں میں سے ہے جو آریوں کا سخت مخالف ہے اب اگر دیانندجی کی روح ہوگی تو انہیں آریوں کے مخالفوں کے جسم میں یا عیسائی مذہب میں یا مسلمان یا بودھ۔ پھر اب دوسرا جنم کیا ہوگا۔ وہی سور۔ بندر۔ گدھا۔ (کیونکہ اس جنم میں آریوں کے مخالف ہیں اور جو آریوں کا مخالف وہ گمراہ اور جو گمراہ ہے اس کے واسطے بھی برے جنم ہیں) کیا ایشور کی یہی شان ہے۔ کہ ایک خاص بندے کو ایک جنم میں خوش ہوکر بادشاہ کردے دوسرے جنم میں بجو بندر۔ ایسے ایشور کو دور سے سلام اور ایسے انعام سے خدا کی پناہ) میں اس مقام تک پہنچا تھا۔ کہ ایک آریہ صاحب سے ضبط نہ ہوسکا۔ بیساختہ چیخ اٹھے اور فرمانے لگے ؛

آریہ۔ آپ نے کیونکر جانا کہ دیانندجی مہاراج بادشاہوں کے جنم میں ہیں۔

میں۔ اس وجہ سے کہ ہمارے اصول سے دیانندجی اعلیٰ درجہ کے آدمی تھے لہٰذا ان کو اعلیٰ درجے کا جنم ملنا چاہئے۔ اور اعلیٰ درجے کا جنم سب کے نزدیک بادشاہوں کا ہے ؛

آریہ۔ یہ کون کہتا ہے کہ سب سے اچھا اور اعلیٰ درجہ کا جنم سلاطین ہی کا ہے۔

میں مہربانی کرکے آپ ہی فرمایئے اچھا جنم کسے کہتے ہیں۔

آریہ۔ اچھا جنم یہ ہے کہ آدمی کے قوے جسمانی بہت درست ہوں صحیح و تندرست ہو اور طاقت ور ہو۔

میں۔ اگر اچھے جنم کے یہ معنے ہیں تو سب سے اچھا جنم اوس کا ہوا جو سب سے زیادہ قوی اور تندرست ہو۔

آریہ۔ بیشک۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

اللہ

اللہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

انوار الاسلام

یکم جولائی سنہ ۱۹۰۷

قرآن مجید کلام الٰہی ہے یا سماجیوں کی افسوسناک حالت

بجواب آریہ مسافر مارچ سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۳۴

لالہ دیانند کے پیرو بھی عجیب قسم کی پیدائش سے ہیں باوجود اسکے کہ اُن کو واضح دلایل سے ہر ایک مسئلہ سمجھا دیا جاتا ہے مگر بجائے اُن دلایل پر بحث کرنے کے مُرغی کی ایک ٹانگ کہے جاتے ہیں قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کے بارہ میں متعدد مرتبہ انوار الاسلام کے ذریعہ کافی و شافی ثبوت دیئے جا چکے ہیں

تاہم بندرابن ایک ناسمجھ جو شاید گذشتہ جنم میں اپنے بندرابن نواسیوں کا بھائی ہوگا۔ اپنی طرف سے قرآن شریف کے کلام الٰہی نہ ہونے پر بزانست خود سب سے قوی دو دلایل پیش کرتا ہے ان دلایل کا قوی یا بودا ہونا اُن دلایل کے پرکھنے کے بعد ناظرین کو معلوم ہوجائیگا۔ سب سے زیادہ لطف یہ ہے کہ انہی دو دلایل پر پرکھنے سے وید کا خاک بھی نہیں رہتا۔ بہرحال ہم بندرابن جونی کے دلائل کی پڑتال کرتے ہیں۔

دلیل اوّل - بندرابن جونی آریہ مسافر کے پانچ کے نمبر میں قرآن مجید کی آیت قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیراً۔ نقل کرکے لکھتا ہے کہ یہ دلیل قرآن مجید کے کلام الٰہی سمجھنے میں کافی نہیں مل سکے۔ کافی نہ ہونے پر یہ دلیل دیتا ہے کہ اول تو دنیا میں بیشمار زبانیں ہیں اور پھر اُن زبانوں میں کئی بے نظیر کتابیں بھی موجود ہیں۔ پس اگر فصاحت و بلاغت کلام الٰہی ہونے کی دلیل ہو تو وہ سب الہامی کتب کہلائے جانے کی مستحق ہیں

انوارالاسلام - ناظرین یہ وہی اعتراض ہے جسے لالہ دیانند ستیارتھ پرکاش میں اور مقتول مکذب اپنی فضولیات میں اور مختون مرتد اپنی ترک میں لکھ چکے ہیں اب سماجی جونیوں کے لئے مناسب اور سیدھا طریق فیصلہ تو یہ تھا۔ کہ ان اعتراضات کے جوابات پر غور کرتے اگر اُن میں کوئی نقص ہوتا تو اُسے ظاہر کرکے پبلک کے سامنے لاتے تاکہ پھر اُس پر غور کیجاتی مگر نہیں ان سچائی کے دشمنوں کا ایسی سیدھی راہ اختیار کرنا مشکل امر ہے۔ اول تو بندرابن جونی کو یہی سوچنا چاہئے تھا کہ بالفرض تمام زبانوں میں اُسکے نزدیک فصیح بلیغ کتب ہیں مگر کیا کسی مصنف نے اس زور شور سے اپنی کسی تصنیف کے بیمثل ہونے اور کلام الٰہی ہونے کی تحدی بھی کی ہے یا نہیں اگر نہیں کی تو صاف ظاہر ہے کہ اُس مصنف کو اپنی تصنیف پر اس درجہ اعتبار نہیں کہ وہ اُسے بے نظیر کہہ سکے اور اس کی مثال لانے کا دعوی کرسکے۔ مگر قرآن شریف چونکہ کلام الٰہی ہے اور خدا کے کلام کی مثل لانا انسان کی طاقت سے

بڑھ کر ہے اسی سے قرآن مجید نے دعوی کیا کہ تمام جن وانس ملکر اسکی مثل لے آؤ -
مخالفوں کو لازم تھا۔ کہ بجائے زبانی بکواس کرنیکے اور محض خشک لفاظی اعتراضات کرنے کے باہم
ملکر اسکی مثل بنالاتے تاکہ قرآن شریف کا دعوی تو ٹوٹ جاتا۔ اگر ہم مان بھی لیں کہ اسوقت کے
عرب اُمّی محض تھے تو اسوقت تو ماشاء اللہ سماج میں بڑے بڑے ودوان عربی دان مثل نہد رلیکر
ویوگند رپال و مختون سماج کے موجود ہیں اور پھر زر کی بھی کمی نہیں پھر کیوں نہیں اسلام
کا یہ دعوی توڑ دیا جاتا۔ لالہ دیانند نے تو ایک مُلّاں بیچی (فیضی) کی تفسیر مقابلتہً پیش بھی
کر دی جو بجائے قرآن کی مکذب یا مد مقابل ہونے کے قرآن کی مصدق ٹھہرتی ہے۔ آپکے
لئے یہی مناسب تھا کہ کوئی کلام جسے آپ فصیح جانتے اور جس کے مصنف کا ایسا دعوی
بھی ہوتا پیش کر دیتے گو وہ کاگ بھاشا ہی ہوتا۔ عربی دان عالم لوگ تو اس بے نظیری
پر علم الیقین کر سکتے ہیں اور جاہل اس طرح کہ وہ جانتے ہیں کہ تیرہ سو برس گذر چکے۔ یہ دعوی
اپنی راستی پر بدستور مستحکم ہے۔ آنحضرتؐ نے قرآن مجید کے بے نظیر ہونے کا بار ہا
ذکر فرمایا۔ مکہ میں سورہ یونس۔ سورہ ہود اور سورہ طور میں اور مدینہ میں سورہ بقر
میں اسکا اعادہ کیا۔ ذرا حدیث کی عربی اور قرآن کی عربی پر غور کرو۔ صاف معلوم ہوتا ہے
کہ آنحضرتؐ بھی اسکے مثل سے عاجز ہیں۔ آپکے کامل درجہ کے عقیل مجوں میں کسی کو کلام نہیں بھلا
منصف غور تو کرو ایک دانا جس کو دنیا میں اپنی تصدیق مقصود ہے اپنی ابتدائی حالت
میں بدون یقین کامل ایسے دعوی کی جرأت ہو سکتی ہے جو آیت مذکورہ بالا میں کیا گیا ہے

دیانندی۔ باقی رہے صرف تھوڑے سے وہ اشخاص جو زبان عربی کے پورے
پورے ماہر ہیں اور جنکو زبان کی خوبیوں اور نقایص سے بخوبی واقفیت ہے۔ وہ البتہ قرآنی
فصاحت و بلاغت کو سمجھ سکتے ہیں مگر یہ لوگ قرآن کے پیرو ہیں وہ کب اپنی الہامی
کتاب کو غیر فصیح کہنے لگے اس لئے اُن کی شہادت ناقابل اعتبار ہے۔

انوار الاسلام۔ لالہ صاحب خوب دلیل دی۔ کیا عرب۔ مصر و شام و دیگر یورپین

ممالک کے عیسائی یہودی عالم بھی عربی کی فصاحت و بلاغت نہیں سمجھ سکتے۔ جن کی
مادری زبان بھی عربی ہے۔ حالانکہ ان میں سے بھی کوئی آجتک اس مقابلہ کے لئے نہیں
اٹھ سکا۔ ذرا اپنے مقتول مکذب اور مختون مرتد کو ہی اشارہ میں اُکسایا ہوتا۔ جن کو
عربی کا مولوی اور عالم کہتے۔ آپکی زبانیں لال ہوجاتی ہیں کیا اُنکی عربی دانی اور فضیلت
اتنی بھی نہیں کہ وہ عربی کلمے کے فصیح اور غیر فصیح کلام میں امتیاز کرسکیں اور جو کلام غیر فصیح
ہو اُسکی اغلاط نکالکر اُسکی مثل پیش کردیں۔ آپ بھی ماشاء اللہ معترض قرآن بنکر شیخت
کی پگڑی سر پر رکھ رہے ہیں آپ ہی ہمت کریں شاید آپنے عربی کے بارے میں بھی یہ سمجھ
لیا ہوگا۔ کہ کاگ بھاشا کی طرح اُسکے بولنے اور سمجھنے والے عالم اور جاہل کوڑوں کی تعداد
میں مخالفین اور موافقین اسلام میں ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں ویدکی طرح نہیں کہ ہند
میں ایک بھی صحیح نسخہ شایع نہیں اور نہ ہی اُسکے سمجھنے والے کاگ بکثرت ہوتے رہے ہوں۔

دیانندی۔ فصاحت کے قواعد کے مطابق اسلئے نہیں پرکھتے کہ وہ
مسلمانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔

انوار الاسلام۔ لالہ صاحب عربی زبان تو نزول قرآن سے بہت پہلے
کی ہے اور اس میں بڑے بڑے فصیح اور بلیغ ہوگذرے ہیں اور بڑے بڑے صرفی اور نحوی تھے
آپ مسلمانوں کو چھوڑکر اُن کا ہی دامن پکڑیں تاکہ آپ کو اپنے فضولیات کی حقیقت
تو معلوم ہو۔

دیانندی۔ جب ہم کوئی سبیل نہیں پاتے تو مجبوراً ہمیں اہل اسلام کے
ایک بڑے عالم کے قول کی ہی پیروی کرنی پڑی اور اب ہم اُسکو معیار مقرر کرکے قرآنی
عبارت کو اس کسوٹی پر پرکھنا چاہتے ہیں۔

انوار الاسلام۔ لالہ صاحب! خوب۔ کلام الٰہی کو انسانی کسوٹی پر پرکھنا آپ کا
ہی کام ہے۔ بہتر ہے اگر قرآن مجید کے بارے میں یہی کسوٹی آپکو قابل اعتبار ہے تو

ہی آپکی یہی پسندیدہ کسوٹی کام میں لائی جاویگی۔ کیونکہ اسی کسوٹی پر سچا جھوٹا آپکی عقل کے مطابق پرکھا جاسکتا ہے۔

دیانندی۔ سحبان کی فصاحت بقول سعدی سے ایسی تھی کہ وہ ایک سال تک تکرار الفاظ نہ کرتا تھا۔ گویا غرض اس سے یہ ہے کہ ایک عبارت کو دوبارہ بیان کرنا کلام کو فصاحت سے گرا دیتا ہے۔ اور اہل زبان کے نزدیک ایک بھاری نقص اور بڑا عیب گنا جاتا ہے۔

انوار الاسلام۔ واہ صاحب کیا عمدہ مثال دیکر اپنی کج فہمی سے کیسا بُرا نتیجہ نکالا ہے۔ کیا آپ کسی فارسی دان عالم سے یا اپنے کسی سماجی عربی دان سے کوئی عربی کا یا فارسی کا یا کم از کم ناگ بھاشا کا ایسا قاعدہ دکھا سکتے ہیں کہ تکرار لفظی کے باعث کوئی کلام محل فصاحت سے گر جاتا ہے اگر ناگ بھاشا میں فصاحت کلام کے لئے یہی قاعدہ ہے تو پھر دیانندی ویدوں کی خیر نظر نہیں آتی۔ خصوصاً سام وید کا عدم وجود برابر ہو جاتا ہے دیکھئے سام وید میں کل منتر ۱۲۲۳ ہیں اور سوائے چونسٹھ منتروں کے باقی سبکے سب رگوید کے منتر ہیں گویا اس کسوٹی کی رو سے دیانندی الہام ایشوری الہام نہیں رہتا۔ کیونکہ بموجب اس قاعدہ بیان کردہ کے تکرار لفظی کا کسی کلام میں پایا جانا خلاف فصاحت ہے۔ آپکو قرآن شریف کی کیا پڑ گئی ہے پہلے اپنے ویدوں کی خیر منا لیجئے۔

اس سے آگے دیانندی صاحب نے قرآن شریف کی کئی آیات پیش کی ہیں جنمیں سے کئی آیتوں کے مقابل خود ہی لکھ دیا ہے کہ وہ کچھ اختلاف کے ساتھ دوبارہ یا سہ بارہ واقع ہوتی ہیں گویا اختلاف لفظی کئی حالتوں میں مان لیا ہے۔ لالہ صاحب کی عقلمندی اور دانائی تو اسی سے ظاہر ہو سکتی ہے کہ اگر بالغرض سحبان کی فصاحت یہی تھی کہ وہ ایک سال تک ان الفاظ کو دوبارہ زبان پر نہیں لاتا تھا۔ تو لالہ جی کو اتنا تو غور چاہئے تھا کہ اگر قرآن شریف میں جو ۲۳ سال تک نازل ہوتا رہا کوئی آیت دوبارہ یا سہ بارہ بیان ہوئی ہے۔

اسکے غیر فصیح ہونے پر کیا دلیل ہے۔ بہرحال سحبان سال کے بعد دوبارہ وہی الفاظ استعمال کیا کرتا تھا۔ مگر قرآن شریف نے ۲۳ سال کے عرصہ میں آیات متنازعہ فیہ کو دوبارہ یا سہ بارہ استعمال کیا تو یہ حد درجہ کی فصاحت ثابت کرتا ہے۔

لالہ صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ویدوں کی ناجائز حمایت نے ان کو عربی الفاظ پر بھی اعتراض کرنے سے باز نہیں رکھا اور آپ نے خیر سے قرآن شریف کے چند عربی الفاظ کو بھی غیر فصیح قرار دیدیا ہے چونکہ ان آیات پر اعتراض کرنے سے لالہ جی کی صریح حماقت ثابت ہوتی ہے اسلئے ہم ذرا تفصیل سے ان کے جوابات دیتے ہیں۔

پہلی آیت یانساء النبی الخ میں اپنے الفاظ مبینہ پر اعتراض کیا ہے کہ یہ لفظ غیر ضروری اور بے محل ہے اور پھر لکھتا ہے کہ بیحیائی جو ظاہرا اور صریحا کیا جاوے اسپر ہی دگنا عذاب ہوگا۔ خفیہ اور پوشیدہ پر نہیں۔ لالہ صاحب کے اس اعتراض سے ہی جہالت ٹپکتی ہے۔ ایک معمولی آدمی بھی عذر کر سکتا ہے کہ یہاں ظاہرا اور پوشیدہ کے گناہ کا کوئی مطلب نہیں کیونکہ جنکے لئے یہ آیات نازل ہوئی تھیں وہ اس بات پر یقین رکھتی تھیں کہ خدا تعالٰے ہمارے دل کی باتیں اور ارادے جانتا ہے اور برائی خواہ ہم ظاہرا کریں یا پوشیدہ وہ ضرور ہمکو سزا دیگا۔ یہاں فاحشہ مبینہ کے بیان کرنے کا مقصود یہ ہے کہ اگر کوئی تم میں سے ایسی برائی کی مرتکب ہوگی جو ہم نے اپنی اس کتاب یعنی کلام مجید میں ظاہر کردی ہیں۔ اور واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ چونکہ تم کو ہمارے رسول صلعم کی صحبت میں رہنے اور ہر وقت تازہ بتازہ نشانات صداقت دیکھنے کا زیادہ موقعہ ملتا ہے اسلئے ان واقعات کی موجودگی میں پھر بھی اگر تم سے کوئی برائی ظاہر ہوئی تو تم کو دوگن عذاب دیا جاویگا۔

دیکھئے اپنے گرو کی کتاب ستیارتھ پرکاش سماس چھٹا دفعہ ۲۷ میں منو سمرتی

۸۔ ۳۲۸ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس کا جس قدر علم اور عزت زیادہ ہو اسکو جرم میں اتنی ہی زیادہ سزا ہونی چاہیئے + یہاں چونکہ نبیؐ کی بیویوں کا ذکر ہے اور وہ علم اور عزت میں سب سے زیادہ تھیں اسلئے اُن کے لئے دگنی سزا بیان کر دی گئی۔ فرمایئے اسمیں اعتراض کی کیا بات ہے۔

دوسری آیت ان الذین یوذون اللہ الخ پر اعتراض کیا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے لوگ اللہ کو ناحق ستاتے ہیں پھر لکھتا ہے کہ ایسی باتیں جس کتاب میں ہوں وہ کلام الٰہی نہیں ہو سکتا۔ اس اعتراض کے کرنے میں لالہ جی نے اپنے گرو کی تعلیم کا سراسر خلاف کیا ہے وہ رگوید بھاشیہ بھومکا صد۲۵ میں لکھتا ہے کہ انسان کو کامل علم کے لئے اسطرح منتر (یا آیت) کا مطلب کیا ہو گا؟ اس طرح سوچنے یا خوض کرنے کو ادھا کہتے ہیں صرف منتر (یا آیت) سنکر یا محض دلیل سے منتروں (یا آیتوں) کے معنے بیان کر دینا کافی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ محل وقوع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق و ربط کو دیکھ کر معنے کرنے چاہیئے اِن منتروں (یا آیتوں) کا اُن لوگوں کو جو رشی اور ریاضت کرنیوالے نہیں ہیں اور نیز ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا +

اب لالہ جی ذرا اپنے گرو کے اس قول پر غور کریں اور دلمیں سوچیں کہ کیا خدا کو بھی ایذا دیجا سکتی ہے ہرگز نہیں بلکہ متکلم کا منشا یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ اُس کی مخلوق کو ناحق ستانا خدا کو ستانا ہے رہا لالہ صاحب کا خدا کے لئے چڑنے کے الفاظ لکھنا سو یہ دیانتداری شرافت ہے دیکھئے چڑنے کی مثال۔ ستیارتھ پرکاش صا۴۹۱ میں بدھوں کی نسبت لکھا ہے کہ انہوں نے کس درجہ اپنی اودیا (جہالت) کی ترقی کی جس کی نظر اُن کے سوا دوسری

ہو ہی نہیں سکتی یقین تو یہی ہوتا ہے کہ ویدا ور اشیوسے مخالفت کرنے کا
اُن کو یہی نتیجہ ملا ہے"۔ اب میں لالہ جی سے پوچھتا ہوں کہ کیا ویدک ایشور
نے اپنی مخالفت سے چڑ کر اُن کو یہ سزا دی اور کیا ویدک ایشور اتنا ہی بے
طاقت ہے کہ انسان اسکی مخالفت کرتے ہیں اور جب اُسکا زور نہیں چلتا
تو اُن کو سزا دیتا اور جہالت میں ڈال دیتا ہے خدا غور سے جواب دینا۔
اس سے آگے دیانندی نے تین آیات پیش کرکے لکھا ہے کہ قرآن
مجید کا یہ بیان کہ اسمیں ہر شے کی تفصیل اور ہر ایک مثال ہے کہاں تک
سچ ہے۔ افسوس ہے کہ لالہ جی کا یہ کہنا اس کیڑے کی مثال کے
مطابق ہے جو گوبر میں رہتا اور اسی کو اپنا زمین اور آسمان خیال کرتا ہے
وید کی پیروی نے جس میں سوائے نیوگی تعلیم اور خرافات کے کچھ بھرا ہوا
نہیں انکی عقل پر پردہ ڈالدیا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ ویدنے نیکی بدی
کی تفصیل نہیں کی اس لئے قرآن مجید نے بھی کچھ نہ بیان کیا ہوگا۔ ورنہ
ویدیوں میں گوشت خوری اور ماس کے جواز و عدم جواز کا جھگڑا ہی نہ پڑتا
ایک فریق وید کے رو سے اُسے جائز خیال کرتا ہے دوسرا اسکے مخالف۔
اسکے برخلاف قرآن مجید نے ہر قسم کے احکام جو انسانی اخلاق سنوارنے
والے ہیں بہ تفصیل بیان کردیئے ہیں اور بار بار مثالیں دیکر اُن کو سمجھایا
ہے حالانکہ وید ان باتوں سے عاری ہیں پھر فرمائیے ایسی بکواس
کرنا کیا فائدہ رکھتا ہے۔ باقی آیندہ

عیسائیوں کا خدا یسوع

اور

پانی کے چھ مٹکوں کو شراب بنانے کی کرامت دکھانا

بملاحظہ اناجیل واضح ہوتا ہے کہ جب تیس برس کی عمر پر حضرت عیسے علیہ السلام نے حضرت یحیٰی سے بپتسما پایا یعنی بجسب معمول اقرار گناہاں کرکے توبہ کی تو دروازہ آسمان کھل گیا۔ اور خدا کی روح کو کبوتر کی شکل اترتے دیکھا۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ یوحنا حواری نے ان واقعات کو نہیں لکھا حالانکہ یوحنا حواری خاص پیارے شاگرد با اختصاص تھے طرفہ یہ کہ پہلا معجزہ جو یوحنا نے اپنی انجیل میں لکھا ہے۔ وہ دیگر اناجیل میں نہیں لکھا۔ حالانکہ اکثر واقعات دیگر اناجیل میں بالاتفاق موجود ہیں بہرحال پہلا معجزہ ضیافت قانائی جلیل کا ہے۔ اسکاٹ صاحب اوس سے استدلال کرتے ہیں کہ مریم کا ایمان اس معجزہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور میرا استدلال یہ ہے۔ کہ اس سے ایمان لانا ثابت نہیں لہذا عبارت انجیل نگارش ہوکر اہل انصاف سے گذارش ہے۔ کہ بنظر انصاف بلا تعصب و اعتساف ملاحظہ فرما کر داد معدلت بخشیں۔

انجیل یوحنا ۲/۱ اور تیسرے دن قانائے جلیل میں کسی کا بیاہ ہوا۔ اور یسوع کی ماں وہاں تھی اور یسوع و اوسکے شاگردوں کی بھی وہاں دعوت تھی اور جب مے گھٹ گئی یسوع کی ماں نے اوس سے کہا کہ اونکے پاس

نہ رہی۔ یسوع نے کہا۔ اے عورت مجھے تجھے کیا کام میرا وقت ابھی
نہیں آیا اوس کی ماں نے خادموں کو کہا۔ جو کچھ وہ تمہیں کہے سو کرو
اور وہاں پتھر کے چھ مٹکے طہارت کے لیئے یہودیوں کے دستور کے موافق
دہرے تھے اور ہر ایک میں دو یا تین من کی سمائی تھی۔ یسوع نے اونہیں کہا
مٹکوں میں پانی بھرو۔ سو اونہوں نے انکو لبالب بھرا پھر اوسنے اونہیں کہا
کہ اب نکالو اور مجلس کے سردار پاس لے جاؤ۔ اور وہ لے گئے۔ جب
میر مجلس نے وہ پانی جو شراب بن گیا تھا۔ چکھا اور نہیں جانا۔ کہ یہ کہاں
سے تھا۔ مگر چاکر جنھوں نے وہ پانی نکالا تھا جانتے تھے تو میر مجلس نے
دولہا کو بلایا اور اوس سے کہا کہ ہر شخص پہلے اچھی مے خرچ کرتا ہے اور
ناقص اوسوقت کہ جب پی کر چھک گئے پر تو نے اچھی مے اب تک رکھ چھوڑی
ہے۔ یہ پہلا معجزہ دکھلا۔ یسوع نے قانائی جلیل میں دکھایا اور اپنا جلال ظاہر
کیا اور اوسکے شاگرد اوسپر ایمان لائے۔ اب اہل انصاف سے
ملاحظہ کریں کہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریم ایمان لائی تھیں۔
اسکاٹ صاحب صفحہ ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ پہلا معجزہ قانائی جلیل میں ہوا۔
اوسوقت مریم کا ایمان مسیح کی قدرت کی نسبت معلوم ہوا۔
بھلا کوئی ذی عقل کہہ سکتا ہے کہ اس عبارت انجیل سے ایمان لانا ثابت
ہوتا ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ نہ قبل اس کے کبھی تبدیل عقیدہ موسوی کیا
نہ اسوقت اظہار عقیدہ عیسوی کیا چنانچہ یہ امور مسلمہ ہیں کہ حضرت مریم مذہب
یہود پر تھیں اور حضرت عیسے کا آٹھویں دن ختنہ ہیکل میں ہوا اور ہر سال
عید فصح میں حسب دستور یہود جایا کرتے تھے۔ اور حضرت اپنے باپ یوسف
کے ساتھ بڑھئی کا کام کرتے رہے والدین کی تابعداری میں رہا کیئے

اور عالبہا اون کے شہر ناصرہ میں معہ حضرت عیسے اوران کے بہائیوں بہنوں کے رہا کرتے تھے ۔ اور یہ بہی مسلم ہے کہ تیس برس کے سن تک حضرت عیسے نے نہ دعوی الوہیت کیا نہ دعوے نبوت کیا نہ کوئی معجزہ و کرامت دکھا کر اپنا جلال ظاہر کیا تو اس مدت تک حضرت مریم کا ایمان لانا کسی وقت کسی انجیل سے ثابت نہیں ہوسکتا ۔ اب رہا پہلا معجزہ پانی کا شراب بنانا تو اوس سے بہی بوجوہات ذیل ثابت نہیں ہوسکتا ۔

۱۔ اس انجیل کے درس گیارہ میں لکھا ہے ۔ کہ شاگرد اوس کے اوپر ایمان لائے اس سے صاف ظاہر ہے ۔ کہ اونکی ماں اور دیگر حاضرین محفل ایمان نہیں لائے ۔ ورنہ ضرور تصریح کیجاتی کہ ونکے ماں اور بہائی اور شاگرد وغیرہ بہی ایمان لائے اور جب تخصیص شاگردوں کے بحسب نص انجیل ثابت ہوگئی تو ایمان لانا مریم کا بالکل غلط ہے ۔

۲۔ درس گیارہ سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ بعد اس معجزہ دیکھنے کے شاگردان عیسوی قبل اس کے ایمان نہ لائے تھے ۔ پھر حضرت عیسے نے جو مچھووں یعنے ماہی گیروں کو دیکھکر کہا تھا کہ میرے ساتھ آؤ ۔ میں تمکو آدمیوں کا مچھوا بنا دوں گا ۔ تو غالباً بدوں قبول ایمان کے ساتھ ہوئے تھے ۔ اور مذہب یہود پر تھے لیکن یہ معجزہ دیکھکر صرف وہی شاگرد ایمان لائے جنکو آدمیوں کا مچھوا بنانے کی امید دلائی تھی ۔ لیکن حضرت مریم اور دیگر اہل محفل اس شرف ایمانی سے محروم رہے

۳۔ حضرت عیسے نے اپنی والدہ محترمہ سے کیسی اجنبیت اور مغائرت اور بے تعظیمی کے ساتھ خطاب کیا ۔ کہ اے عورت مجھے تجھے کیا کام اس سے ظاہر ہے ۔ کہ بسبب مخالفت ایمانی کے اونکو ماں نہ سمجھا

تھے چنانچہ علاوہ اس کے بعد اس کے جو دیگر واقعات ہوئے ہیں۔
ان میں خود حضرت عیسےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ کوئی میری ماں بھائی نہیں
میرے ماں بھائی یہ ہیں۔ جو مرضی خدا پر چلتے ہیں پھر فرمایا ہے جو کلام
خدا سنتے ہیں اور اوس پر عمل کرتے ہیں۔ وہی میری ماں وہی میرے
بھائی بہن ہیں جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا۔ تفسیر بارنس صفحہ ۲۱۹ میں
اس قول کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ بلاشبہ مسیح نے یہاں ماں کی
گستاخی بہت کی ایسی کہ اوس سے بڑھکر کوئی کلمہ مشتمل بر حقارت نہو
(منقول از الحق المبین صفحہ ۲۰) پس حضرت عیسےٰ نے جو اجنبیت اور
مغائرت کے ساتھ کلام کیا۔ کہ اے عورت مجھے تجھسے کیا کام تو
دلیل قوی ہے۔ اسبات کی کہ وہ ایمان نہیں لائی تھیں۔
۴۔ عزت والدین کرنا ہر مومن سے بخلق و مروت پیش آنا عین شریعت
موسوی اور شریعت عیسوی ہے پس یہ اجنبیت و مغائرت اور بد اتفاقی
و منافرت بجز اس کے کہ تخالف ایمانی ہو کوئی دوسری وجہ نہیں ہو سکتی
کیونکہ بجز تخالف مذہبی کے قطع صلہ رحم و عزت والدین و محبت مادری
ترک۔ و کج خلقی و کج ادائی کسی مومن سے کرنا روا نہیں ہو سکتا پس
یہ دلیل قوی ہے اس امر کی کہ حضرت مریم ایمان نہیں لائیں۔
۵۔ حضرت عیسےٰ نے فرمایا کہ ہنوز میرا وقت نہیں آیا معلوم نہیں ہوتا وہ
کونسا وقت تھا کہ جو نہیں آیا تھا اور اگر نہیں آیا تھا تو پھر معجزہ کیوں دکھلایا
۶۔ اگر یہ معجزہ صحیح ہے تو پھر متی اور مرقس اور لوقا نے اپنی اپنی انجیل میں
کیوں نہ لکھا کیا فراموش ہوگیا۔ یا سنا نہیں تھا اور اگر کہا جاوے کہ ایک
نے ہی میں لکھا تھا تو پھر سب کو لکھنے کی کیا ضرورت تھی تو جواب اوسکا

یہ ہے کہ اکثر واقعات ہم مضمون چاروں انجیلوں میں مکرر کیوں لکھے ہیں
علاوہ اس کے انجیل یوحنا سنہ ۹۸ میں غالباً تالیف ہوئی ہے اور دیگر
اناجیل سابق کی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کتب آسمانی نہیں ہیں
معلوم نہیں کس کس نے سنی سنائی قصص ایک ایک رسالہ میں لکھدیئے
جن کا نہ مصنف معلوم ہے۔ نہ تصدیق و توثیق ہو سکتی ہے۔
۷۔ اگر یہ معجزہ صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی حیرت خیز اس وجہ سے
ہے کہ پہلا معجزہ دکھایا تو کیا دکھایا کہ پانی کو مے بنایا جو از روئے شریعت
موسوی حرام تھی۔ اور ایک مجمع کثیر کو پلائی حالانکہ توریت کتاب احبار
باب ۱۰ میں مرقوم ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے حضرت ہارون سے ارشاد فرمایا
کہ شراب اور کوئی مسکر نہ پینا اور لوقا نے اپنی انجیل باب ۱ میں لکھا
ہے جب حضرت زکریا کو بشارت تولد حضرت یحییٰ ہوئی تو فرشتہ نے
کہا کہ وہ بزرگ ہوگا۔ اور مے اور کوئی نشہ نہ پئے گا۔ اور ماں
کے پیٹ سے روح القدس سے بھر جائیگا یہ کبھی قیاس نہیں ہو سکتا
کہ حضرت عیسے نے ایسی ناپاک چیز بنائی ہو۔
۸۔ حضرت مریم اگر ایمان لائی ہوتیں تو اوسیوقت یا آیندہ کبھی اظہار
عقیدہ الوہیت یا نبوت حضرت عیسے فرمائیں اپنے بیٹوں کو بیٹیوں کو
اپنے عزیز و اقارب اہل خاندان اہل شہر کو کبھی تعلیم و تلقین ایمان
فرمائیں جس طرح سے اس زمانہ میں مس صاحبان تعلیم دیتی پھرتی ہیں
بلکہ بالعکس اس کے اسکا ثبوت موجود ہے۔ کہ بعد اس کے حضرت
عیسے کو سمجھانے آئیں تھیں کہ تعلیم و تلقین و نبوت کرنا چھوڑدو اور حضرت
عیسے نے ملاقات بھی نہ کی اور کہا کہ میرے ماں بھائی یہ ہیں جو خدا کی

مرضی پر چلتے ہیں اور جب شہر ناصرۃ مسکن حضرت مریم میں [illegible]
سب اہل شہر نے نکالدیا۔ اور ارادہ اسبات کا کیا کہ پہاڑ پر لیجا کر
گرادیں پس اگر حضرت مریم اور اون کے بھائی ایمان لائے ہوتے
تو کوئی ہمدردی یا غمگساری یا مددگاری کی ہوتی یا جائے امن وپناہ
تجویز کر دیتے۔

۹۔ اسکاٹ صاحب کو شبہ ہے کہ حضرت مریم نے جو حضرت عیسے
سے کہا کہ اون کے مے نہیں نہیں رہی تو شاید مریم نے اون کو
صاحب معجزہ وصاحب قدرت جانا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض
قیاس بے اساس ہے اسواسطے کہ سابقاً کوئی معجزہ نہ دکھایا تھا۔
نہ دعوے الوہیت یا نبوت کیا تھا جس سے اونکو پہلے سے یقین ہوتا
علاوہ اس کے حضرت مریم نے صرف تذکرہ کیا جس طرح سے اہل محفل
ایک دوسرے سے تذکرہ کرتے ہیں کہ اب کھانا نہ رہا پانی نہ رہا اسی
طرح سے حضرت مریم نے بھی تذکرہ کیا۔ کہ مے نہ رہی اس میں اعتقاد
ایمانی کو کیا دخل ہے۔

۱۰۔ اب اس فقرے سے کہ اوس نے خادموں کو کہا کہ جو وہ کہے
وہ کرو یہ نہیں ثابت ہوتا کہ از روے اعتقاد کے کہا تھا کیوں کہ کیا
حضرت مریم کو یہ بھی اعتقاد تھا کہ جب میں خادموں کو حکم دونگی
تب خادم لوگ حضرت سے کہیں گے پھر وہ مٹکوں میں پانی ضرور
بھروائینگے پھر وہ ضرور مے بنائینگے کیا کچھ پہلے سے مشورہ ہوچکا تھا
کہ تم یوں کہنا اور ہم یوں کرینگے اگر صاحب قدرت جانا تھا تو پھر
چاکروں سے کہنے کی کیا ضرورت تھی اون کو کیا علم تھا کہ حضرت

سے پانی منگوا کر مے بناوینگے یا بدون پانی کے مے بناوینگے - یا آسمان سے اوتارینگے اور مے نوشی خلاف توریت موسوی جاینر دینگے -

۱- پھر بڑا تعجب یہ ہے کہ چاکر تو سب جانتے تھے کہ پانی کی مے بنادی ہے - پھر میر مجلس سے کیوں نہ کہدیا یا تمام اہل محفل پر اظہار واشتہار اوسکا کیوں نہ کردیا - اور سب خادم خاموش رہے یہانتک نوبت پہونچی کہ میر مجلس نے دولھا کو بلاکر خطاب پرعتاب کیا کہ یہ اچھی مے کیوں چھپا رکھی کسی نے چون وچرا نہ کی کہ ای صاحبو یہ مے پانی کی باعجاز عیسوی تازہ بتازہ نوبنو تیار ہوئی ہے تم سب یہودی ایمان لاؤ - عقیدہ تثلیث اختیار کرو - ان ھذا الشئ عجاب -

صولت

اور ایک صحابی کی ٹانگ میں ضرب آئی تھی - آپ نے اُس پر اپنا دست مبارک پھیر دیا وہ فوراً اچھی ہوگئی - اور ایک بار جو لشکر ہمراہ رکاب تھا - اُس میں زاد کی کمی ہوئی - آپ نے جسقدر زاد لوگوں کے پاس رہگیا تھا - اُس کو منگایا تو وہ بہت ہی تھوڑا تھا - آپ نے اُس میں برکت کی دعا مانگی - پھر اہل لشکر کو اجازت دیدی کہ لیجاؤ - اُنہوں نے اتنا لیا کہ کوئی برتن نہ رہا کہ اس سے بھر نہ گیا ہو - اور حکم بن ابی العاص خبیث نے آپ کی رفتار کی نقل تمسخر کے طور پر کی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ایسا ہی رہیو پس وہ ہمیشہ لڑکھڑاتا چلتا یہاں تک کہ مرگیا -

اور ایک عورت سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیام نسبت

گیا اُس کے باپ نے بہانہ کردیا کہ اُس کو برص ہے اور واقع میں نہ تھا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایسی ہی ہو گی تو اُس عورت کو برص ہوگیا وہ شبیب بن برصا شاعر کی والدہ تھی۔ اور اس کے آپ کے معجزات اور آیات بہت ہیں ہم نے صرف مشہور پر اکتفا کیا۔

اور جو شخص آپ کے ہاتھوں خرق عادت ہونے میں شک کرے اور کہے کہ ان وقایع میں سے ہر ایک بہ نقل متواتر مروی نہیں اور متواتر صرف قرآن مجید ہے۔ تو وہ ایسا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کی شجاعت اور حاتم طائی کی سخاوت میں شک کرے۔ اور یہ تو ظاہر ہے۔ کہ ان دونوں کے حالات غیر متواتر ہیں۔ مگر مجموعہ واقعات ملکر بیشک علم بدیہی شجاعت وسخاوت کا پیدا کرتے ہیں۔ پھر قرآن کے متواتر ہونے میں کسی طرح کا شک نہیں۔ اور یہ بڑا معجزہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق میں باقی ہے۔ اور آپ کے سوا کسی نبی کا معجزہ باقی نہیں۔

اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ کو مباہلہ کے واسطے بلایا۔ وہ نہ آئے اور اُن سے فرمادیا تھا کہ اگر مباہلہ کرو گے۔ تو سب ہلاک ہوجاؤ گے۔ انہوں نے جان لیا کہ آپ درست فرماتے ہیں اس لئے نہ آئے۔ اور عامر بن طفیل اور اربد بن قیس جو عرب کے شہسوار اور شجاع تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے عزم سے آئے مگر اُن سے بن نہ پڑا اور آپ نے ان کے حق میں دعا بد فرمائی۔ تو عامر تو طاعون میں ہلاک ہوا اور اربد پر بجلی گری اُس نے اُس کو پھونکدیا۔

کبھی نہ بدلا نکلا۔ پھر صبر حسینی نے تو کمال درجہ تک پہونچا دیا۔ جناب سیدالشہداء مظلوم کربلا و ممدوح تھا سیدنا حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو صبر کربلا کے معلّے میں کیا وہ تمام دنیا پر اظہر من الشمس ہے۔ ۲۲ ہزار شامیوں کے مقابلہ میں صبر و استقلال رکھا۔ ساتھی تشنہ کام بھائی بہت ہی مظلومی سے شہید ہوئے اور جناب سیدالشہداء کے ۱۸ سالہ جوان فرزند ارجمند شبیہہ پیغمبر برحق خداوند مظلوم و اطہر سیدنا حضرت علی اکبر نے سینہ پر نیزے کھائے۔ مگر اُف نہ کی۔ جناب مظلوم کربلا کے دست مبارک پر علی اصغر چھ سالہ عمر نے گلے پر تیر کھائے اور شہادت پائی۔ مگر جناب نے سب احبا اقربا و اعزا کو سامنے شہید ہوتے دیکھکر کبھی زبان شکوہ نہ نکالی۔ پھر جناب اطہر کی خود شہادت جس مظلومی سے ہوئی۔ اسپر ۱۳ سو سال سے زیادہ آج تک دنیا غم و الم کرتی ہے۔ دنیا کا کوئی حصہ باقی نہیں جہاں غم و ماتم حسینی نہ ہو۔ پھر خیموں کا لٹ جانا اور حضرت سجاد علیہ السلام کا زنجیروں میں گرفتار ہوکر پیادہ پا جانا شام کے مصائب کیا کیا بیان کریں ظلم کے برابر آجتک اتنا صبر کسی قوم و ملت میں نہیں ہوا۔ پھر بھی آپ نے بددعا نہ دی۔ کیونکہ رحمت اللعالمین کے پھول و پھل تھے۔ ہمکو کوئی غیر مذہب خواہ عیسائی یا یہودی یا ہندو دھرم یا آریہ سماج پیدائش خلق سے آجتک ایسا سانحہ غم افزا اور پھر صبر کمال کا واقعہ پیش کرے تب تو حقانیت کو مان جائیں۔ ورنہ زبانیں لن ترانیاں آیک بکواسی و مخبوط الحواسی کی کہانیاں ہیں۔

۱۹۔ فرقان۔ رکوع ۵۔ وما ارسلناك الا مبشرًا و نذیرًا۔ یعنے تجکو نہیں بھیجا مگر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا +

۲۱۔ احزاب۔ رکوع ۳۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ تمہارے واسطے خدا کے رسول کی پیروی اچھی ہے۔

۲۲۔ احزاب رکوع ۵۔ ومن یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلالاً مبینا

یعنے جو کوئی خدا و اُس کے رسول کی نافرمانی کرے پس وہ گمراہ ہوا گمراہ ہونا ظاہر +

۲۲- احزاب ۵ رکوع- ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین- محمد صلعم تمہارے مردوں کے درمیان سے کسی کا باپ نہیں و لیکن اسد کا پیغمبر اور ختم کرنیوالا نبیوں کا ہے- یہ بیکہا ہم کذاب- ابوجہل ثانی کے اس سوال کا جواب ہی جو اُس نے حضرتؐ کے بیٹے اور اُس کی جورو کی بابت اعتراض کیا ہے-

۲۲- احزاب- رکوع ۶- یا ایہا النبی انا ارسلناک شاھداً و مبشراً ونذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیراً- ای نبیؐ تحقیق ہمنے تجھکو گواہ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اسد کی طرف پکارنے والا اُسکے حکم کے ساتھ اور چراغ روشن بھیجا ہے-

۲۶- فتح- رکوع ۴- محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار محمد رسول خدا کا ہے اور وہ لوگ جو اُس کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر غالب ہیں-

۲۸- الصف رکوع ۱- ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد- اور خوشخبری دینے والا ساتھ اس پیغمبر کے کہ مجھ سے پیچھے آویگا نام اُس کا احمدؐ ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو فرمان کیا تھا- کہ میرے بعد فارقلیط- تسلی دینےوالا جس کا نام احمدؐ ہے آئیگا- دیکھو انجیل برنباس- رومن کیتھلک و پراٹسٹنٹ اناجیل

۲۹ مزمل رکوع ۱- یا ایہا المزمل قم اللیل- اے کپڑے اوڑھنے والے رات کو اٹھہ اور عبادت خدا کی بجالا-

۳۰- کوثر- رکوع ۱- انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر- تحقیق ہمنے تجھکو کوثر دیا- پس واسطے پروردگار کے نماز پڑھ اور قربانی کر- کہ تحقیق دشمن تیرا وہ ہے بےنسل وخوار اور پریشان +

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما- اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم

صاحبان مندرجہ بالا آیات کو خوب غور سے پڑھ کر محمد پرستی نکالیں ورنہ ہمارا چیلنج
قبول کریں یہ ہوائی الٰہی جناب اقدس کو بشیر و نبی و رسول و گورنر جنرل سلطنت آسمانی
بناتی ہیں نہ کہ خدا نعوذ باللہ۔ سورۂ کوثر کے موافق ہمنے ہزارہا کو اسی طرح ابتر کر دیا۔ محض گویوں کا
ابتر ہو جانا دیکھا۔ لیکن اسکا نتیجہ جو ہوا وہ سب پر روشن ہے۔

رعد آسمانی

استاد و شاگرد کو شرم نہ آئی ایسے صریح جھوٹ لکھنے سے۔ یا آپ لوگوں کا شیوہ یہی ہے کہ
مکر و فریب سے لوگوں کو ورغلاتے ہو۔ کیا شیطانی ٹھیکہ تو آپ لوگوں نے نہیں لیا۔ آؤ اسی پر فیصلہ
کرلو۔

محمد پرستی ۔ کہیں قرآن شریف سے نکالو تو ورنہ اپنے گریبان میں منہ ڈالو۔ آؤ ذرا قرآن شریف
سے ثابت کر دکھاؤ۔ سنو قرآن شریف میں محمد رسول اللہ۔ (محمد صاحب
رسول و پیغمبر اللہ کے ہیں)۔

قل انما انا بشر مثلکم۔ کہدو اے محمد ان لوگوں کو کہ میں تمہاری طرح انسان ہوں
وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا۔ اگر تمکو شک ہے اس چیز پر جو اتارا
ہمنے اپنے بندہ پر۔

ذرا کان کی میل نکالو ہوش میں آؤ قرآن شریف کے ترجمہ شدہ میں کہیں تو زٹل پرستیاں
نکالکر دکھاؤ۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔

علی پرستی ۔ حضرت علی کی کون پرستش کرتا ہے۔ شرم نہیں آتی۔ یا آپ کی بنیاد جھوٹ
پر ہے۔

غوث الاعظم پرستی ۔ پہلے آپ غوث کے معنے جانتے تو یہ زٹل نہ ہانکتے
اسکو کون خدا جانتا ہے نام لو۔

مدینہ پرستی۔ یہی آریہ دھرم کی سچائی ہے۔ مدینہ پرستی کون کرتا ہے۔ کیا مدینہ کی طرف منہ کرنے سے گمراہی ہے۔

کعبہ پرستی۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو کیوں جہنم کا ایندھن بنتے جاتے ہو۔ کعبہ کی پرستش ہے یا رب الکعبہ کی۔ کعبہ شریف ایک مسجد ہے جہاں تمام مسلمان نماز پڑھتے ہیں نہ کہ وہ ہمارا خدا ہے نعوذ باللہ +

سنگ اسود پرستی۔ کچھ راستی پر ہوتے تو معلوم ہو جاتا۔ جیسا منہ ہو ویسا شیشہ میں نظر آتا ہے۔ سنگ اسود کو کون خدا جانتا ہے یا اسکو کون پوجتا ہی یا رگڑتا ہے۔ یہ تو جناب چہلا یار کی نشانی ہے یہ وہ پتھر ہے جہاں اول ہی اول توحید کا بیج بویا گیا یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت ابراہیم نے اول نماز پڑھی جو بطور یادگار کے چلا آتا ہے۔ اور اول سے اول توحید کا نشان بتاتا ہے۔

باقی جسقدر خرافات و اہیات استاد شاگرد نے تحریر کئے ہیں یہ سب آریہ دھرم کی صداقت کو ظاہر کرتی ہیں۔ ہندوستان میں جاہل مسلمان ہندوؤں کے ساتھ ملے جلے رہنے سے بدعات سئیہ کے مرتکب ہوئے۔ ورنہ نہ یہ اصول اسلام ہیں نہ ارکان ایمان۔ نہ تعلیم قرآن ہیں نہ فرمان محبوب دو جہان۔ قرآن شریف و احادیث موجود ہیں ایسے صریح و شرک و زنل پرستی کوئی تو نکالکر دکھائے۔ تب ہمت جانیں۔ جناب بابو صاحب آپ افریقہ میں موجود ہیں۔ یہاں پچاس ہزار مسلمان سکونت پذیر ہیں۔ ایک کا نام لو جوان پرستیوں میں مبتلا ہو۔ ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے مصداق بنوگے +

(۱) سودنی۔ کوکنی۔ میمن۔ ملایا اقوام۔ کریول سب مسلمان ہیں۔ آپ صبا سے رہتے ہوئے زنگبار +

(۲) موزنبیق چندی ڈیلاگوابی سے تشریف لائے ہیں ان بدعات کا نشان ظاہر کرو

ونڈفورھ کے چلو بھر پانی میں ڈوب کر مونٹ تامال (ڈربن) ماٹزبرگ۔ لیڈی سمتھ
لاٹھی بنیوکاسل میں مسلمان بستے ہیں ایک تو نام لو جو ایسے شرک و بدعت میں مبتلا
ہو ... سر اسر رو سیاہ ہو۔

(۳) کیپ ٹون۔ شلن پانچ و ان برگ۔ کبرلی۔ بلوایو میں مسلمان مرد اور عورت
ہزارہا ہیں کچھ تو ثابت کر دکھاؤ۔ اگر سچے ویدک دھرم والے ہو۔ ورنہ اللہ سے خوف کھاؤ

(۴) تمام افریقہ ملک سوڈان۔ بربر۔ مراکش۔ خرطوم۔ مصر اسکندریہ۔ قاہرہ میں کوئی
تو مسلمان مشرک دکھاؤ۔ ورنہ ایسی تحریر لایعنی و بکواس بے معنی سے باز آؤ۔

(۵) مارشیس سیلون۔ جاوا۔ چین۔ جاپان۔ ہنگ کانگ۔ فلپائن۔ اسٹریلیا۔ امریکہ
میں کوئی ایسی بدعات نکالو ورنہ اپنا ہی دامن سمہالو۔ ہاں لاکھوں گپتیں جو چاہو چلالو

(۶) عدن۔ جدہ شریف۔ تمام عرب۔ شام۔ فلسطین۔ دمشق جاؤ اور ہمکو ایسے شرک
و بدعت دکھاؤ۔

(۷) افغانستان۔ بلوچستان۔ ہزارہ۔ بدخشاں۔ ایران میں ایسی پیر۔ قبر پرستیاں
کا نام و نشان دکھاؤ۔ ورنہ اپنے کفر و شرک و فحش گوئی اور زبان درازی سے باز آؤ۔
کلمہ نبی کا پڑھو۔ دوزخ سے بچ جاؤ۔

ان ممالک میں کوئی آریہ خواہ کوئی اور ہو ہمکو پیر پرستی وغیرہ
دکھائے یہ ہمارا چیلنج ہے۔ اور محبت اسلام ہے۔ ہاں
ہند میں جاہل مسلمانوں نے التاثیر من الصحبت سے رسومات بدعت کرنے لگ
گئے ہیں نہ کہ عالم فاضل۔ یہ مولوی صاحبان منع کرتے چلے آتے ہیں آپ لوگوں کا تو
خیال ہی غلط ہے۔ جمنا اور گنگا کے سیر کیجئے معلوم ہو جائیگا۔
افسوس کی جا ہے آریہ صاحبان کی عقل پر رونا آتا ہے کہ اگر

وہ اول اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالتے تو ایسے خرافات نہ نکالتے - پنجابی مثل آپ
نہ جاندی سابورے لوکاں نتیں دی -
پنڈت سوامی دیانند صاحب کی رغنی تصویر ولایت سے بنواکر منگواتے ہوا
سماجوں - گھروں - سکول - پاٹھ شالاؤں میں لٹکاتے ہو کیا یہ خفی پرستی ہے یا دیانند پرستی
ہے یا تصویر پرستی ہے یا بت پرستی ہے -
جناب حجر اسود تو ایک بنیاد توحید کا پتھر ہے - سنگ پرستی کا خبط سرا سر آپ
لوگوں کی عقل پر بنا ہے - مگر اسکا نہ قرآن اور نہ ہی احادیث میں پوجا کا ذکر ہے - ہاں - ہاں
جہال کے پھیلانے کے واسطے آپ لوگوں کا فاسد خیال و مکر ہے - اسکو پتھر نہ سمجھو مودی
کے واسطے تختہ ہے -
قال گنگا رام - غرضکہ لاکھوں طرح کی جہالت و بطالت دنیا میں کہاں سے پھیلی
کوئی محمدی نشان دے سکتا ہے - کہ اسکا منبع سوائے قرآن کے دوسرا ہے پہلے اس جہالت
و بطالت کا دنیا میں کہیں سراغ نہیں تھا - فی صدی پچاس مسلمان اس بلا میں اسیر ہیں
اگرچہ عرصہ تک ویدک تعلیم کے نہ ہونے سے بہت سی خرابی پھیل گئی مگر بھی قرآن پرستی
و مردہ پرستی سے کسی طرح بری نہیں -
اقول صابر - لاکھوں طرح کی جہالت و بطالت کی بنیاد وید ہیں یہ سب آپ
صاحبان کے مکر و کید ہیں - میں ایک ناچیز مسلمان عاشق محبوب الرحمان بتلا سکتا ہوں
آپکے دعوی کو جھٹلا سکتا ہوں -
ویدوں نے شروع ہی سے دنیا میں شرک کو پھیلایا - **قرآن شریف نے شرک**
کو مٹایا -
ویدوں نے شرک فی الذات و الصفات کا مسئلہ بنایا - **قرآن شریف نے**
اسکو جڑ سے اکھیڑ کر دکھایا -

اندھا و پاسیہ۔ گنگا پرستی۔ جمنا پرستی۔ پیپل پرستی۔ گئو پرستی۔ برہمن پرستی۔ بت پرستی۔ شو لنگ پرستی۔ تلسی پرستی۔ مہادیو پرستی۔ رام پرستی۔ لچھمن پرستی۔ لکشمی پرستی۔ سیتا پرستی۔ کرشن پرستی۔ پرسرام پرستی۔ رام لیلا پرستی۔ سورج پرستی۔ چاند پرستی۔ دریا پرستی۔ [illegible] پرستی۔ روح پرستی۔ دیانند پرستی۔ نیوگ پرستی۔ نجوم پرستی۔ خسوف پرستی۔ کسوف پرستی۔ اندر پرستی۔ بشن پرستی۔ ہولی پرستی۔ دیوالی پرستی۔ جواہر پرستی۔ کنبا پرستی۔ غرض کوئی ہندوستان بھر میں کوئی ہندو یا آریہ بتلا سکتا ہے کہ یہ شرک و بدعت اور خرافات زنا فسق و فجور کا مخرج کون ہے کہاں ہیں۔ ہند میں یا امریکہ میں۔ اُنکا بانی مبانی کون ہے وید یا چار دس رشی۔ مہابھارت یا رامائن۔ پران یا گرڑ پران۔ برہمن یا شودر۔

جب سے اسلام ہند میں آیا اُن سبکا ملیا میٹ کر دکھایا۔ دیکھو محمود غزنوی نے سومنات کو کیسے اُڑایا۔ سب کو ایک کلمہ توحید پڑھایا۔ کفر و شرک و ضلالت سے نکالکر سیدھا راہ محمدی دکھایا۔

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

جہاں ہمیشہ بتوں کی پوجا و مہادیو کی صدا تھی۔ وہاں اب اللہ اکبر کی چاروں کونوں ندا ہی

قال گنگا رام۔ فیصدی پچاس مسلمان اس میں اسیر ہیں۔

اقول۔ یہ تو سچ ہے مگر جناب جیسے اُنکے پیر ہیں۔ آپ جیوں کی صحبت کے خوگیر ہیں۔ باقی جو پچاس فیصدی موحد مسلمان ہیں۔ اُنکا ہادی قرآن عظیم الشان ہے۔ جناب تو یہ پچاس باقی کی تعلیم کہاں سے ہے۔ ضرور آپکا رہبر شیطان ہے کہ جس سے آپ کی عقل گردان ہے۔ دروغگو را حافظہ نباشد۔ اگر پچاس فیصدی نیک مسلمان ہیں۔ تو یہ کس کی تعلیم سے بندہ رحمان ہیں آیا اُنکا ہادی وید ہیں یا قرآن کلام الرحمان ہے۔ فیصدی پچاس مسلمان جو اس شرک و بدعت سے باہر ہیں۔ یہ کلام ربانی سے خوب ماہر ہیں۔ ان فیصدی پچاس مسلمانوں کو ذلیل پرستیوں نے کیوں نہ گھیرا اور راہ حق سے کیوں نہ پھیرا۔

نجات دائمی

بجواب واپسی ازمکتی

مندرجہ آریہ مسافر بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء

جو شخص خدا کی عبادت اور پوجا کرنے میں اس عالم میں کوشش کرتا ہے اور اپنے اوپر تکلیف انگیز کرتا ہے اپنے سب کام چھوڑ کر اطاعت الٰہی میں مصروف ہوتا ہے۔ اللہ تعالٰے اس سے خوش ہو کر محض اپنی رحمت سے ہمیشہ کیلئے اُسپر انعام فرماتا ہے اپنی دائمی اور پائیدار طرح طرح کی نعمتوں میں اُسکو رکھتا ہے کسی طرح کی تکلیف اُسپر پھر گوارا نہیں فرماتا۔ اللہ تعالٰے کسی شخص کو اُسکے عمل کی مزدوری وہ شخص دیتا ہے جو اپنے مال صرف کرنیمیں بخل کرتا ہو لیکن دوسرے شخص سے کام لینے کا محتاج ہو۔ اور وہ بغیر مزدوری کے کام نکرے تو مجبورًا اوس سے کام لیکر اوس کام کا معاوضہ دیتا ہے۔ اور اپنے بخل و دنائت کے سبب سے انعام میں ایک حبہ دینا گوارا نہیں کرتا ہے۔ ہمارا خدا کل عیبوں سے پاک ہے نہ تو اپنی نعمتیں دینے میں بخل کرتا ہے نہ بندہ کی عبادت اور پوجا کا محتاج ہے اگر کوئی شخص اوس کو خوش کرنیکے لئے اوسکی عبادت و طاعت کرتا ہے۔ تو ہمیشہ کیلئے وہ ایسی ایسی نعمتیں انعام میں دیتا ہے جنکو فنا نہیں اور ایک نعمت کے مقابل میں دنیا کی تمام نعمتیں ہیچ ہیں۔ بیشک ہمارا عمل تھوڑا ہے زمانہ کا اور محدود ہوتا ہے اللہ تعالٰے اوسکے عوض میں اپنی نعمتیں دائمی اور غیر محدود عطا فرماتا ہے۔ اگر بقول ہمارے دیانندی دوست کے ہمارے محدود عمل کا اجر

محدود عطا فرماتا تو دو صورتیں تھیں یا تو جو شخص اوسکی خوشنودی کیلئے اوسکی
راہ میں ایک روپیہ صرف کرتا اوسکے بدلہ میں باریتعالیٰ ایک ہی روپیہ دیتا زائد
نہ دیتا تو اوسکی خوشی اور ناخوشی برابر تھی اگر ایک خرچ کرکے ایک ہی روپیہ پایا تو
اس سے کیا حاصل اگر وہ خرچ نہ کیا جاتا اور جمع رکھا جاتا تو کیا برائی تھی بلکہ کسی حاکم
یا رئیس کی خوشی کیلئے اگر صرف ہوتا تو اس کی راہ میں خرچ کرنے سے بہتر تھا۔
اسلئے کہ حاکم ورئیس سے اوسکے بدلہ زیادہ تمتع کی امید تھی یا ہمارے عمل کا
بدلہ زائد دیتا۔ لیکن محدود مثلاً اگر کسینے ایک دن اسکی پوجا یا عبادت کی
تو اس کو دو دن آرام دنیا تو یہہ کسی حساب میں نہوتا نہ بندہ کے عمل کے
موافق ہوتا نہ اسکی ہمت کیموافق پس ضرور ہوا کہ جسطرح اوسکی سخاوت و
ہمت غیر محدود ہے اسیطرح وہ ہمارے محدود عمل کا اجر اپنی نا محدود نعمتیں
ہمیشہ کیلئے باقی رہنے والی محض اپنی خوشی اور ہمت سے عطا فرماوے جیساکہ
کوئی شخص بادشاہ کی رفاقت واطاعت ایک وقت میں کرتاہے تو بادشاہ
ہمیشہ کیلئے اسکو کسی ملک کا حاکم کردیتاہے اس کے پشتہا پشت کیلئے
اراضی معاف کردیتاہے اور طرح طرح کے انعام کرتا ہے جو اس شخص کے کردار
کی عوض نہیں ہوسکتی بلکہ محض بادشاہ کی علو ہمتی کا مقتضیٰ پس یہ امر
ثابت ہوگیا کہ نیک بندہ مرنیکے بعد دنیا کے عذابوں سے نجات پاکر خدا کی
نعمتوں میں ہمیشہ عیش وسرور میں رہنگے۔ اور عیش وآرام کی حالت ایسی
نہیں ہوتی جس سے طبعیت کسیوقت اکتاکر رنج ومصیبت میں پڑے اور
تکلیف اٹھانیکو چاہے۔ بلکہ آرام وآسایش کے بعد تکلیف وعسرت میں پڑنا
ایسا عذاب جانکاہ ہے جس سے لوگ پناہ مانگتے ہیں نعوذ باللہ
من الحور بعد الکور جو لوگ موسم گرما میں خس خانہ میں آرام کرتے

ہیں اور گرم لو کے جھونکے اور دوپہر کی دھوپ اُن تک نہیں پہونچتی
کیا کبھی اِن لوگوں کی طبیعت اِس آرام سے سیر ہوکر چاہتی ہے کہ
پنکھے یا جلتی ہوئی دھوپ کا مزہ چکھیں یا خس خانہ سے باہر آکر لو کے
جھونکوں کا بھی لطف اُٹھائیں ہرگز نہیں! بلکہ ایسے وقت باہر آنا کیا
دھوپ دیکھنے کا بھی تحمل مشکل ہے پس ہمکو اپنے مسافر گمراہ کی سمجھ پر
حیرت و تعجب ہے جو تحریر کرتا ہے کہ غیر محدود زمانہ تک عیش و آرام میں
رہنا روح کی طاقت سے باہر ہے اور روح کا مقتضاء بعد آرام و آسائش
کے تکلیف اُٹھانا اور نجات کے بعد پھر عذاب میں گرفتار ہونا ہے جس
صاف ظاہر ہے کہ اِسکو ہدایت سے انکار ہے۔

اوّل تو اللہ کی کوئی نعمت دار الجزاء میں ایسی ہوہی گی نہیں جو کسی
وقت میں ناگوار ہو جس طرح سے اس عالم میں اُس نے لو ہوا کو بنایا ہے
کہ متنفس و مسدم سانس لیتا ہے اور ہوا برابر اُسکے قلب کو پہونچتی
ہے لیکن کبھی گوارہ نہیں گذرتی اسیطرح دار الجزاء میں ہر ہر نعمت
کسی وقت گراں گذرنے والی نہیں اس عالم میں خدا کی نعمتیں کہاتے
ہیں لیکن اگر زیادہ کہائیں تو موجب ثقل اور پریشانی کا ہو اس عالم
کی نعمت چاہے کسقدر استعمال کریں کبھی گرانی نہ پیدا کرینگی اور نہ طبیعت
بہاگے گی اور اگر بفرض محال کسی زمانہ میں اوس سے طبیعت اُکتا بھی جائے
تو زبردستی حلق میں ٹھونسی نہ جاویگی جسطرح سے نعمتیں غیر محدود زمانہ
تک موجود رہینگے ویسے ہی غیر محدود بھی ہونگی اگر ایک نعمت سے طبیعت
ہٹی دوسری تیسری چوتھی بغیر نہایت کے موجود ہونگی جس سے چاہے
لذت حاصل کرے جسکو چاہے ترک کرے اور کل پر ملکیت اور اختیا

حاصل ہوگا۔ چاہیے خود اُن سے متمتع حاصل کرے چاہے دوسروں کو اُن سے متمتع کرے تو جو روحیں ترقی یافتہ ہیں اور دوسروں کی ہمدردی اور محبت رکھنے کا برتر جوہر خصوصیت اُن میں موجود ہے وہ دائمی نجات اور عیش و آرام میں اپنی دائمی نعمتوں سے دوسروں کو متمتع کرسکیں گے اور اُن کا اعلےٰ جوہر بیکار نہ جائیگا۔ اسلئے کہ ہمدردی اور محبت کو خرچ کرنے کے لئے کوئی خصوصیت اس عالم کی نہیں ہے۔ آگے چلکر ہمکو اپنے دوست کے اس قول پر اور حیرت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہمدرد روحیں جب نجات پائینگی تو اُنکا مقتضائے طبع یہ ہوگا کہ پھر اس عالم میں آکر اپنی ہمدردی کے جوہر لوگوں کو دکھائیں۔ کاش کہ یہ غور کیا ہوتا کہ اگر ہمدردی کا مقتضاء نجات کی حالت میں موجود ہوگا۔ اور وہ روحیں اُس عالم میں ہمدردی سے مجبور ہیں تو اُن کی نجات کا ہے کو ہوگی اُن پر جبر ہوگا۔ اور اگر جوہر ہمدردی زائل ہو جائیگا۔ یا وہ ہمدردی نجات کی حالت میں کرسکینگے تو اس عالم میں دوبارہ آنیکی ضرورت نہیں رہے گی اور نجات دائمی لازم ہو جائیگی اور اولوالعزم لوگوں کا مقتضائے طبیعت اور مقتضائے ہمدردی یہ ہوتا ہے کہ خود بھی اور دوسرے لوگ برابر ترقی کرتے جاویں نہ یہ کہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ترقی کے بعد تنزل کو پسند کریں۔ تو روحیں نجات پاکر اور جناب باری کے تقرب میں آکر پھر تنزل میں جاویں اور تقرب و مشاہدہ وغیرہ وغیرہ اعلےٰ نعمتیں اُن سے اور اُن کے ساتھیوں سے چھن جاویں اور اس عالم میں آکر پھر مصیبت میں پھنس جاویں اولوالعزم روحیں اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے کب چاہینگی اور اُن کے لئے اس امر کا وقوع میں آنا اُن سب نعمتوں سے زیادہ عذاب کا باعث ہوگا اور تمہیں بتاؤ کہ

ہمارا ایشور ایسے جبر و ظلم کو کب روا رکھ سکتا ہے۔ الغرض کیا باعتبار روحوں کی جبلی عادات کے اور کیا بلحاظ اولو العزمیوں کے جیسے کہ مکت جیو مستثنیٰ نہیں رہ سکتے اور کیا بمقتضائے سخاوت و عدل خداوندی کے روحوں کا جیوں کا تیوں قرب الٰہی اور ہر طرح کی نعمتوں اور عالی مرتبوں پر معہ دوسرے ہم مشربوں کے قائم رہنا۔ بلکہ اُس سے بھی روز افزوں ترقی کرتے جانا ایک امر ناگزیر ہے۔ اور باری تعالیٰ کی شان سے بعید ہے کہ بندہ اسکی عبادت و طاعت کرے اسکو تھوڑا انعام دیکر اور آرام و آسائش کا عادی بنا کر پھر ذلت و خواری میں ڈالدے اور پھر روحوں کی ہمدردی سے بعید ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو ایک وقت میں اقسام اقسام کی نعمتوں سے متلذذ انواع انواع کے اعزاز سے معزز دیکھکر انہیں کو ادبار کے عالم میں تنزل کے گڑھے میں اوندھے منھ پڑا ہوا دیکھ سکیں۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دیانندی دوست ان قوی دلائل سے نجات دائمی تسلیم کرتے ہیں تو اگر ہر کلپ میں ایک ایک روح کی نجات مانی جائے تو کچھ عرصہ میں پہنچی ہوئی بیڑیاں انکے ایشور کے ہاتھ سے نکل جائینگی اور وہ بیکار محض ہو جائیگا چنانچہ دیانندی پنتھ کے بانی رشی دیانند جی مہاراج نے اپنے ساختہ پرداختہ پانچویں وید ستیارتھ کے پہلے اڈیشن میں نجات دائمی کو تسلیم کیا تھا۔ مگر اسی اعتراض سے متاثر ہو کر انکار کرنا پڑا۔

اسلئے انکے چیلوں کو تاویلی ڈھکوسلے کی ضرورت رہتی ہے جسکے لئے ہم منتظر ہیں کہ کون راستی کو قبول کرکے حق پر آتا ہے اور کون تاویلی سپر دیکھاتا ہے وما علینا الا البلاغ۔ (مسافر نواز ستیاپوری)

عیسائیوں کی توجہ قابل

سلسلہ کے لئے دیکھو انوارالاسلام جلد ۹ نمبر ۸ (صفحہ ۲۴)

پس ان تمام گناہ کے عوض ایک انسان کو جسنے اپنے جرم میں پکڑا گیا اور سولی دیا گیا ۔ تو کیا وہ عالم کے گناہ کا کفارہ ہو سکتا ہے ۔ ہرگز نہیں وہ کون ایسا خدا ہے جسکی انصاف کی ہی ہوش گئی ہو جسنے ایسا کفارہ جو انصاف سے کوسوں دور ہے قبول کیا ۔ اگر ایسا کفارہ قبول نے والا موسیٰ کو شریعت کی کتاب جسکو آپ توریت کہتے ہیں کیوں دی جس میں ہر قسم گناہوں کی سزا مقرر کی ہے یہ سب خدا کے طرف سے ہونے اور اسپر عمل کرنیکے لئے خود مسیح لوگوں کو حکم کیا ہے ۔ متی ۵ ۔ ۱۷ سے ۱۹ تک لوقا ۱۶ ۔ ۱۷ ۔ اب بتلاؤ کہ جو شخص روح قدس کے حق میں برا کہا اُس کیلیے خود مسیح کہتا ہے کہ وہ گناہ ہرگز بخشا نہ جائیگا ۔ شاید اس ایک گناہ کے بدلے کفارہ نہوا ۔ اگر مسیح گناہوں کا کفارہ مان لوگے تو آپ کی موجودہ اناجیل میں مسیح کے ان سب اقوال کو غلط ماننا پڑیگا وہ یہ ہیں ۔ پس جسطرح کڑوے دانہ جمع کیئے جاتے اور آگ میں جلائے جاتے ہیں اس جہان کے آخر میں ایسا ہی ہوگا ۔ ابن آدم اپنے فرشتوں کو بھیجیگا اور وے سب ٹھوکر کھلانیوالی چیزوں اور بدکاروں کو اسکی بادشاہت میں سے چنکر انہیں جلتے تنور میں ڈالینگے ۔ اور وہاں رونا دانت پیسنا ہوگا ۔ متی ۱۳ ۔ ۴۰ ۔ ۴۱ ۔ ۴۲ ۔ مسیح ایک اور جگہ کہتا ہے ۔ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتو

کے ساتھ آویگا تب ہر ایک کو اُسکے اعمال کے موافق بدلا دیگا۔ متی ۱۶
۲۷۔ اور دیکھو متی ۲۵۔ ۳۱۔ ۴۶ تو پھر یہ کیوں کہا کہ ابن آدم کو زمین
پر گناہ معاف کرنیکا اختیار ہے۔ متی ۹۔ ۶ مرقس ۲۔ ۱۰۔ پس مسیح اگر جہانکے
آخیر دن سچ مچ ایسی عدالت کریگا تو کفارہ ہونا غلط ثابت ہوتا ہے اگر
آپ کفارہ کو یقین مان لیں تو انجیل کی مذکورہ بالا مسیح کی عدالت کو غلط
سمجھنا لازم آتا ہے۔ توریت میں ذرہ ذرہ سی خطا پر قربانی کا حکم لگایا گیا
ہے۔ ہم اس قربانی پر غور سے نگاہ ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان
کسی ادنے خطا پر کوئی جانور ذبح کرتا ہے تو غریب مساکین کیلئے۔ ایکوقت
کی غذا ملی اس سے بیکس بندگان خدا کا فائدہ ہوا۔ پس خدا اپنے بندوں پر
ایسی قربانی کا حکم لگاتا بندوں ہی کا فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ برعکس اسکے
ایک آدمی سولی پر لٹکایا جاتا نہ خدا کا فائدہ نہ انسان کا۔ اب آپ یہ بتلایئے
کہ مسیح اپنی خطا کے بدلے سولی پر لٹکائے جانے سے تمام جہان کے گناہوں کا
کفارہ کیونکر ہو سکتا ہے اس سے خدا نے اپنی عدالت کیونکر ثابت کر سکتا
ہے اگر خدا ایسی اندھی دھندی انصاف والا ہو تو وہ خلائق کی انصاف کیونکر
کریگا۔ اگر ایسی اُلٹی سیدھی عدالت کریگا۔ تو بالیقین لحظہ اُسکی حکومت نہ چلیگی
پہلے تو یہودیوں نے بیجا باتیں کہکر سولی پایا آئندہ وہ شاید یونانیوں کے قبضہ
میں گرفت ہوکر خوب فضیحت ہوگا۔ اسوقت نہیں معلوم جلتے تنور میں اوروں
کو ڈالینگے یا خود ڈلوائے جاوینگے ایک اور بات قابل غور ہے۔ وہ یہ ہے
کہ مسیح تو عیسائیوں کی قول سے خدا ہیں۔ پس موسیٰ کو توریت کسنے دی اگر
آپ خدا کو ایک جانتے ہوں تو موسیٰ کو یہی خدا توریت دی ہے۔ اگر
کوئی اور خدا ہو تو اسکو توریت دینیکے وقت یہ نہیں معلوم تھا کہ مسیح جو عیسائی

کا خدا ہوگا۔ وہ مریم کے شکم سے پیدا ہوگا۔ اور جہان کے گناہوں کا کفارہ
ہوگا۔ پس خدا میں بات بات پر قربانی کا حکم لگاتا اور پیتل کا سانپ
بنا کر لٹکانیکا موسیٰ کو حکم دیتا جس سے عیسائی مسیح کو صلیب پر لٹکا۔
جانیکی تعبیر کرینگے۔ پس بقول انجیل معلوم ہوا کہ خدا میں بیوقوفی اور کمزوری
بھی ہے۔ دیکھا قرنتی ۱-۲۵۔ عیسائی دوستو۔ کیا یہ سب عیوب تمہارے
خدا میں از روئے بائیبل پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ اور ایک اور بات
سنو۔ آپکا ایک خدا تو موسیٰ کو توریت دیکر اونپر سخت سے سخت احکام لگا
ایک اور خدا انسانی جسم لیکر اوس پہلے خدا کے احکام کو ملیامیٹ کر جا
ہر دو خداؤں کی کشمکش دیکھکر شاید وہ تیسرا خدا ہے جو انسان پیدا کر
سکتا یا اور ملیامیٹ دیکر ہوا ہے۔ النبق باب ۲-۶-۷۔ **قول عبد** ۹
منبرے عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے اور اسلئے اوس نے شریعت اللہ کو ظاہری
اور باطنی یا بدنی اور روحانی پورا کیا یعنی شریعت اللہ کو ہر پہلو کر کے
پر تمت کی مہر لگا دی اور صاف لفظوں میں باآواز بلند پکار دیا کہ پورا ہوا
جواب محمدی منبرے اگر عیسیٰ خاتم الانبیا ہوتا تو یہ کیوں کہتا
کہ وہ والا ور جوانمرد خدا کا شیر سردار عالم صلعم آنکر دنیا کو گناہ سے
راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائیگا۔ یوحنا ۱۶-۸۔ اب عیسیٰ
کو خدا کہنے والے کو تھوڑی سی شرم کی ضرورت ہے کہ اوس کو نبی کے
اب راہ شریعت اللہ کا پورا کرنا۔ اگر شریعت کو پورا کرنا تو شریعت
پلاطس کے کورٹ کو کیسلئے لیجاتے از روئے شریعت کفر کا فتویٰ کیوں
متی ۲۶-۶۵-۶۶ مرقس ۱۴-۶۳-۶۴۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شریعت
اللہ کی مخالفت کی۔ (باقی آئندہ)

خبریں

کراچی میں ایک یورپین کے مرجانے سے باقی لوگوں نے ٹیکہ لگوایا ہے۔ پیسہ

بنگلور میں وہ یوکوویلین گرفتار ہوتے ہیں جو پونیر کے بھیس میں بڑی بڑی چوریاں

کرنے والے تھے ؎

پنجشنبہ گذشتہ کو کلکتہ میں ایسا سخت طوفان آیا کہ بہت سی کشتیاں ڈوب گئیں

ہلاکت نفوس بھی کافی ہوا۔ ؎

یکم جون کی رات کو دربھنگہ میں سخت زالہ باری ہوئی اس کے بعد بارش ہوئی

مطلع ہنوز ابر آلود اور موسم خنک ہے۔ ؎

اسلام آباد کشمیر افسوس ہے کہ جناب قاضی ابو المعانی صاحب امام مسجد جامع

اسلام آباد یوم پنجشنبہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ بمرض وبائی از دار فنا بدار البقا رحلت کر گئے

مرحوم نہایت متشرع سن شیوخی میں تھے۔

قبول اسلام

ایک روسی اسلامی اخبار رقمطراز ہے کہ ملک غورستان اور اس کے نواح میں کئی خانہ بدوش

قبائل مشرف باسلام ہو گئے۔ ن

ہمارے ایک دوست کوچین علاقہ ملیبار سے تحریر فرماتے ہیں کہ گذشتہ ماہ کی ۱۷۔ بروز جمعہ

ایک ملیباری ہندو معہ اپنی بیوی اور بچوں کے مسلمان ہو گیا۔ مرد کا اسلامی نام عبدالجلیل عرف

عبدالرحیم اور دونوں لڑکوں کا عبدالرشید و عبدالوحید اور ایک لڑکی کا زبیدہ نام رکھا گیا۔

ایک فرنچ اخبار راوی ہے کہ جزیرہ سینٹ ماریس کے ایک ہزار دو سو عیسائی مذہب

اسلام سے مشرف ہونے والے ہیں۔ جزیرہ مذکور افریقہ کے مغربی جانب جزیرہ مڈگاسکر

کے غریب واقع ہے۔

افسوس کہ مولوی شبلی صاحب نعمانی کا پاؤں بند وق چلنے کے فرتمہ کے شکار شکست بھری رکھی تھی، چل جانے سے زخمی ہو گیا۔ سنا گیا ہے کہ مولانا کا پاؤں کاٹ دینا پڑا۔ کیونکہ ڈاکٹر کی رائے ایسی ہی تھی۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم آپکو بہت جلد شفائے کلی عطا فرماوے۔

افسوس ہے کہ روز بروز ایران میں خاندانی جھگڑے ترقی پر ہیں۔ شاہ ایران کے بھائی جو لارستان کے حاکم ہیں انہوں نے بغاوت پر کمر باندھی ہے اور جنگی البانیوں کی فراہمی اور لشکر کی تیاری میں مصروف ہے۔

روضۂ محترمہ مکرمہ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ صاحب بذریعہ ٹیلیگراف اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کو اطلاع دی ہے کہ روضۂ مبارکہ کو شہر کے سادات اور بزرگوں کے سامنے غسل دیا گیا اور اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کیلئے دعا کی گئی۔

مقام طونہ واقعہ ازمیر ممالک محروسہ ترکیہ میں سخت طغیانی آئی جس کے باعث اطراف و جوانب کے چند باشندے ہلاک ہو گئے اور زراعت کو بھی سخت نقصان پہونچا ✦

لدھیانہ میں چند بدمعاشوں نے ریلوے اسٹیشن کے قریب زیور کے لالچ سے ایک عورت کو قتل کر دیا مگر باوجود سخت مجروح ہونے کے زندہ رہی جو شفاخانہ میں زیر علاج ہے۔ پولیس نے چند بدمعاشوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

رہبت کے علاقہ میں موضع کوریواسطی میں لوٹیروں کے ایک گروہ نے چھاپہ مار کر بہت سے مویشی لوٹ لئے دو آدمیوں کو جو انہیں بنا رہے تھے لوٹیرے قتل کر گئے گاؤں والوں نے انکا تعاقب کیا مگر لوٹیرے مویشی لیکر بھاگ گئے۔

موضع مرالہ متصل کھڈیاں ضلع گجرات میں قریبًا ایک ماہ سے طاعون کا زور شور تھا جہالت کا ستیاناس ہو ایسی ضد میں کسی نے لوگوں کو کہا کہ ایک لڑکا ہندو کا جو آٹھ سال کا ہو اسکو ذبح کر کے چار کونوں گاؤں کے لٹکایا جائے تو طاعون کا زور گھٹ جائیگا بلکہ

پر موت بند ہو جائے گی چنانچہ ان جاہلوں نے ایک ساہوکار کا ہندو لڑکا جس کے پاس سوائے اس فرزند کے اور کوئی نہ تھا ذبح کر کے گاؤں کے چاروں کونوں میں پھینک دیا۔ پولیس تحقیقات میں سرگرمی کر رہی ہے لڑکے کا کچھ زیور بھی تھا۔

مسٹر مارشل جس نے بمبئی میں دھوکا بازی سے ہیروں کی قیمتی انگوٹھی اور ٹائپ لکھنے کی مشینیں سوداگروں سے لیکر راہ فرار اختیار کی تھی اور جس کی گرفتاری پر دو سو روپے کا انعام رنگون کی پولیس نے مشتہر کیا تھا رنگون میں جہاز بہارت پر گرفتار کیا گیا۔ و-ن-م

مسلمانان راہوں پر زیادتی۔ راہوں ضلع جالندھر میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے بہت کم ہے۔ شہر کے تمام سرکاری عہدیدار بھی ہندو ہی ہیں۔ یعنی تھانہ دار تحصیلدار ہیڈ ماسٹر مدرسہ۔ پوسٹ ماسٹر ڈاکخانہ۔ غرضکہ عملہ کا عملہ ہی اس شعر کا مصداق ہے

خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھے۔ گیسو بڑھے

حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے۔ ہندو بڑھے

نتیجہ اس ہر قسم کے غلبہ کا یہ کہ جیسا اور اکثر مقامات و محکمہ جات میں عنصر غالب مسلمانوں کو پیسے ڈالتا ہے ویسے ہی راہوں میں یہ بتیس دانتوں میں زبان کی مانند جوں توں اپنی تلخ زندگی کے دن بسر کر رہے ہیں۔

۲۲ تاریخ کے ایک ہندو اخبار میں اس مضمون کا تار چھپا تھا کہ راہوں کے مسلمانوں نے فساد کیا اور ہندو کی دو کانیں لوٹ لیں لیکن برخلاف اس کے واقعہ یہ ہے کہ خود ہندوؤں نے مسلمانوں کی ایک برات پر حملہ کیا جس میں سے ایک لڑکا غائب بھی ہے جو ممکن ہے مارا گیا ہو۔ اور مجروح و مضروب تو کئی ایک ہسپتال میں پہونچ چکے ہیں ایک اور لطف یہ کہ ہندو اخبار کو تو مسلمانوں کی زیادتی کا تار فوراً بھیج گیا اور مسلمانوں کو تار دینے سے بھی روکا گیا۔ ہم یہ بات پر مصر نہیں کہ مسلمانوں کا ہی بیان حرف بحرف صحیح ہے مگر اس کا بھی تو کوئی ثبوت نہیں کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں اور ہندو سراسر سچے۔ ہندوؤں کے غلبے

ایک معمولی عقل کا بھی معاملہ فہم آدمی اس نتیجہ پر ضرور پہونچ سکتا ہے کہ زیادتی کس فریق
غالب ہی کی ہوگی۔ کیونکہ جو بیچارے پہلے ہی ہر طرح دبے ہوتے ہیں انہیں زیادتی کا کیا
حوصلہ پڑ سکتا ہے؟ بہرحال ہمکو امید ہے کہ سرکاری تحقیقات میں اس معاملہ کی اچھی
طرح چھان بین ہوگی جس کا قصور ہے وہ ضرور اپنے کئے کو بھگتے گا۔ ساتھ ہی ہم یہ کہنا
چاہتے ہیں کہ سرکاری سروس میں دونوں قوموں کے نمایندہ مقاموں کا عدم تناسب
اکثر بدعنوانیوں کا موجب ہوا کرتا ہے اسواسطے گورنمنٹ عالیہ کو ایسے صریح تجربات
اور بین مشاہدات کے بعد اب اس اہم معاملہ پر خاطر خواہ توجہ فرمانے میں ذرا تامل نہ ہونا
چاہیئے۔ جیسا ہم عرصہ سے زور دیدے کر لکھ رہے تھے ٭ ال ح ک م

راولپنڈی کے بعض مسلمانوں نے ضلع ہزارہ صوبہ سرحدی میں بھی قسم قسم کی لغو اور
بیہودہ افواہیں اڑادی ہیں مثلاً یہ کہ انگریزوں نے ایک خفیہ انجمن بنائی ہے جس سے یہ مطلب کہ اہل ہند کو
نیست و نابود کیا جاوے۔ پوشیدہ طریقوں سے تمام کنوؤں اور تالابوں اور نالوں میں زہر دفن
کردی ہے اور پانی میں خوفناک دوائیں ملادی ہیں تاکہ جو اسے پئے فوراً ہلاک ہوجائے اور باقی
لوگ اس ہوا کے لگنے سے ہلاک ہوجاوینگے۔ مرض طاعون خود انگریزوں کی ایجاد کردہ ہے اور اسکو رفتہ
رفتہ خود بخود ترقی دیتے جاتے ہیں تاکہ اہل ہند نیست و نابود ہو کر ہلاک ہوجائیں۔
پنجاب کی طاعون جو کہ دن بدن ترقی کر رہی ہے اسکے بھی سبب ہیں الغرض اس قسم کی مضحکہ خیز اور بیہودہ اور مفسدانہ
اور شرارت انگیز خبروں کو پھیلا دیا ہے تاکہ سرحدی نیم وحشی و جاہل مسلمانوں کو اس طریقہ سے اپنے ساتھ گانٹھ
لیں اور ایک حد تک اس بے بنیاد بیہودہ خبر نے بہت کچھ تشویش بھی باشندگان ہزارہ میں پیدا کرلی ہے اور بہت کچھ
ہندو مسلم شریر پیشہ و مفسد پیشہ لوگوں کو کامیابی بھی ہوگئی ہے آجکل تحصیل مانسہرہ کے اکثر دیہات اور قصبوں اور
شہروں میں اس خبر کی تشویش پیدا ہوگئی ہے جسکو سب لوگوں نے اب کنوؤں اور چھوٹے نالوں اور چاہوں وغیرہ سے پانی استعمال
کرنا بند کردیا ہے بلکہ جن شہروں کے متصل کوئی بڑا نالہ بہتا ہے اس سے بھر کر لاتے ہیں ورنہ بہت ہا کر نیا چھوڑ کر نالہ کھود کر پانی
بھر لیتے ہیں سمجھدار مسلمان اپنے جاہل بھائی مسلمانوں کو ہر چند سمجھاتے ہیں مگر کمبخت اپنی جاہلیت سے مجبور ہیں

عاشقان کلام الٰہی کو ایک جانفزا مژدہ

کل درخواستیں بنام کریم بخش رحیم بخش (یعنی) اینڈ سنز ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام ہون

یہ رسالہ انوار الاسلام کی مالی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لیئے پورے پانچ روپیہ قیمت کی حمایل شریف عہ پر نذر کی جاتی ہے

کتاب پاک قرآں غازئی اسلام کی خاطر
رعایت پر لٹاتے ہم ہیں نیک انجام کی خاطر

اشاعت اسکی بڑہ جاوے ضرورت اسکی پوری ہو
پڑھے جو اسکو سینہ پل میں روشن اور نوری ہو

تھی پورے پانچ مبلغ اسکی قیمت اے قدردانو
ملے اب دو روپیہ پر خریدو تم مسلمانو!

یہ حمایل شریف موتیوں کے مول اور سونے کے تول بھی سستی ہے۔ جس کے ہدیہ میں اس سے پہلے ایک کوڑی بھی رعایت نہیں کی گئی ہے۔ خدا کے فضل سے اسکے چار ایڈیشن بہت جلد ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئے ہیں۔ اسوقت اس کی آٹھ سو کاپی ہمارے پاس موجود ہے۔ اس حمایل شریف کا کاغذ نہایت اعلےٰ سفید چکنا اور لکھائی نہایت خوشخط صحت میں کامل۔ ہر ایک پارہ ۳۲ صفحہ کا اور ہر ایک پارہ کے شروع میں بیل کی ہوئی ہے۔ ترجمہ اردو با محاورہ شاہ عبد القادر صاحب مرحوم دہلوی کا ہے جو دنیائے اسلام میں مقبول ہو چکا ہے۔ ثمن حذف کر دیا گیا ہے۔ **انوار الاسلام** کی مالی ضرورتوں کی خاطر بالکل برائے تھوڑی قیمت یعنی عہ پر ہدیہ ناظرین کر دینے کا وعدہ کیا ہے اور یہ رعایت **اخیر ماہ اگست ۱۹۰۷ء** تک رہیگی۔ بعد ازاں پورے پانچ روپیہ کو بھی ہاتھ نہیں لگے گی۔ **ذیل** میں ناظرین کی خاطر نمونۃً اس حمایل شریف کا ایک صفحہ بھی نقل کر دیا گیا ہے :-

یہ نسخہ دیکھ لو قرآں کا ✤ ہے کلام پاک یہ رحمٰن کا

مُوسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَّذِكْرًا

موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ چکانے والی اور روشنی اور نصیحت

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ

ڈر والوں کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور وہ

مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ

قیامت کا خطرہ رکھتے ہیں اور یہ ایک نصیحت ہے برکت کی

اَنْزَلْنٰهُ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ

جو ہم نے اتاری سو کیا تم اسکو نہیں مانتے اور آگے دی تھی ہم نے

اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ

ابراہیم کو اسکی نیک راہ - اور ہم رکھتے ہیں اس کی خبر جب

قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ

کہا اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیا مورتیں ہیں جن پر تم لگے

لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝

بیٹھے ہو بولے ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے -

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

بولا تم رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے صریح غلطی میں -

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝

بولے تو ہم پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے -

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ

بولا نہیں پر رب تمہارا وہی ہے رب آسمان اور زمین کا جس نے ان کو

فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

بنایا اور میں اسی بات کا قائل ہوں -

الربع ۹ع

تم بناؤ اپنا اسکو حرزِ جاں ✤ ہو تمہیں اس سے ہدایت جاوداں

رات دن اسکی تلاوت تم کرو ✤ اسکو باعث خیر و برکت تم کرو

منشی کریم بخش [illegible] ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپ کر [illegible] سیالکوٹ

یا اللہ یا اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

یا اللہ یا اللہ

رسالہ

1966

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

معزز ناظرین انوار الاسلام

آپ کو معلوم ہے کہ یہ رسالہ **غازئِ اسلام** خدا کے فضل و کرم سے مخالفین دین اسلام اور ان کے مزخرفات اعتراضات کے دندان شکن جواب دینے کے لئے نہایت **خوش اسلوبی** سے کام لے رہا ہے۔ اور اپنی سر توڑ کوششوں سے اسلام کے پاک مذہب کا دنیا میں ڈنکا بجا رہا ہے۔ اور جس دن سے اس **اسلامی پہلوان** نے دنگل میں پاؤں جمائے ہیں اپنے حریف مقابل (آریہ ہو یا عیسائی) کو قرآن شریف کے روشن دلایل اور براہین ساطعہ سے ایسا پچھاڑا ہے کہ منہ کی کھائے بغیر نہ رہا

بدنیائے اسلام میں بھی ایک رسالہ اسلامی ہے جس کی اشاعت ہر ماہ
میں ہوتی ہے جس نے عیسائیوں کے مثلث خدا اور کفارہ کی اچھی طرح قلعی
کھول دی اور یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ اب پولوسی صاحبان کے مذہب
عیسائی مذہب کے سب ستون زمین نشیں ہو گئے ہیں۔ یہی نہیں دیانندی صاحبان
کے وید منتروں کی تعلیم کی حقیقت اور ان کے جونی چکر میں گردش کرنے اور نیوگ کی
نہایت ناپاک تعلیم جو دیانندیوں کے ویدک [illegible] درجہ کی فلاسفی ہے۔ اس اسلامی
بہادر نے خوب ہی اس کا فوٹو کھینچا ہے۔ اور یہ غازی اسلام
قرآن شریف کی عزت قائم کرنے اور ہادی کامل جناب محمد مصطفیٰ صلعم
کے دین حق کی اشاعت کرنے کے صلہ میں مرحبا جزاک اللہ
کی دل لبھانے والی صدائیں دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ سے
سن رہا ہے۔ اب یہ غازی اسلام یتیم ہو گیا ہے یعنی اس کے مالک
و مہتمم و ایڈیٹر جناب منشی کرم بخش صاحب مرحوم و مغفور اس یتیم
کو داغ مفارقت ہمیشہ کے لئے دے کر ملک بقا کو چلے گئے انا للہ و انا
الیہ راجعون۔ اب اس یتیم رسالہ انوار الاسلام کی
سرپرستی ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ اگر اس یتیم کی خدا تعالیٰ
کے فضل و کرم سے دائمی امداد ہوتی گئی تو یہ یتیم جوان ہو کر اپنے
دل کی منشا کو پورا کرتا رہے گا۔ آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اے مولا کریم!
تو اس یتیم کی محبت ہر ایک مسلمان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھر دے کیونکہ
تیرے پاک کلام قرآن شریف کی منادی کرنے کا یہی یتیم ایک ذریعہ ہے اور ہم
یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ معزز خریداران انوار الاسلام کے جان و مال میں دن دگنی
رات چوگنی برکت دے کہ اس یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتے رہیں۔ آمین

مینیجر

تفسیر نیوگ

آجتک ویدوں کے مطالب کامل طور پر کبھی ایک واحد شخص پر ظاہر نہیں ہوئے تھے ویدکے
مصنف اول تو خود اُس زبان سے ناواقف تھے جس میں بقول دیانندیان ویدک
دیوتوں نے اُن کو الہام کیا۔ وہ صرف ایک آلہ تھے نزول وید کا۔

دیانند خود ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۸ پر لکھتا ہے۔ کہ دھرماتما یوگی مہرشی لوگ
جب جب جس جس منتر کے معنے جاننے کی خواہش سے توجہ کو یکسو کرکے پرمیشور
کی بھگتی میں سمادھی (مراقبہ) کے اندر قائم ہوتے۔ تب تب پرماتما نے مطلوبہ
منتروں کے معنے جتلائے۔ پھر لکھتا ہے کہ جس جس منتر کے معنے کا علم جس جس
رشی کو ہوا اور پہلے ہی ہوا جس سے پیشتر اس منتر کے معنے کسی نے ظاہر نہیں کئے
تھے نیز اُسنے دوسروں کو پڑھایا بھی تھا۔ اس توضیح کے لئے آجتک اس اس
منتر کے ساتھ رشی کا نام بھی بطور یادگار کے لکھا چلا آتا ہے۔ دیانند کی تحریر سے
ظاہر ہے کہ مصنفان وید نے منتروں کے معنے کسی پر ظاہر نہ کئے تھے نہ انکو
منتروں کی بابت کچھ واقفیت تھی۔ بلکہ اُن کی نسبت چارپایہ بر او کتابے چند
والی مثال صادق آتی ہے۔ ہزارہا سال تک تو یہی منوسمرتی کے قول ادھیائے
۱۲ منتر ۹۴ "وید وشاستر دوشک کے لئے نہیں اور نندا کرنے کے لائق
ہیں" پر کاربند رہے۔ اور جہاں کسی نے وید پر شک کیا۔ جھٹ ناستک بن گیا
اس کا جھٹ سا سر الگ جا پڑا۔ کئی آدمی اس ذلیل تعلیم کے نذر ہوتے چلے
گئے۔ جب منوسمرتی کا زمانہ آیا تو اُس کا بچن بھی سیدھا مانا جانے لگا
بلکہ مہابھارت میں حکم خبر تھا۔ کہ منوسمرتی کے بچن کو بھی دلیل و حجت سے کاٹنا
نہ چاہئے (آریہ جنتری ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۱) ان احکام کے ہوتے ہوئے ویدک

ہمہ دانی میں کسی کی کیا مجال تھی کہ چوں کرتا۔ آخر وہ زمانہ بھی گیا اور یہی دھرا و بٹ
بھاشیہ کاروں کا زمانہ آیا جنہوں نے سب سے اول ویدوں کے منہ پر سے پردہ اٹھایا
اور ان کی تفاسیر لکھیں۔ پھر کیا تھا ہر مجتہد اس رہنمائے آتشکدہ سے واقف ہو گیا
اور ہزارہا ویدی دوسرے مذاہب کے زیر سایہ چلے گئے۔ اپنے پیروں کی کمی
محسوس کر کے حضرت (نقل کفر کفر نباشد) شیطان (کیونکہ دیانندی
اسے اپنا حضرت کر کے لکھا کرتے ہیں۔ دیکھو آریہ مسافر ماہ اپریل ۱۹۰۴ء جلد ۶
صفحہ ۵ جس کو مذاہب سے رانده درگاہ اور مردود کہتے ہیں) کو بڑا رنج ہوا اور اسکے
حواس گم ہو گئے۔ آخر اس نے رشی کیش کی چوٹیوں پر ایک کٹی کر کے تناسخ دا اسن
کا بندوبست کیا۔ اور یہیں آن بان سے عجیب عجیب قسم کے ٹوٹکے دکھانے شروع
کئے۔ پھر کیا کہنے ہیں جھٹ پٹ ہزارہا مرید پاؤں چومنے لگ پڑے اور ہند میں اپنی
پرانی آن بان شان قائم کرنی چاہی۔ پرانے مسائل پر رنگ آمیزی کر کے نیا ملمع
چڑھایا۔ کئی نئے مسئلے تو تعلیم یافتگان کی مزاج مبارک کے مطابق گھڑ گھڑ کے
ذمے چسپاں کئے۔ معاذ اللہ خدا اور اس کے رسول کو ناگفتہ بہ شیطان وغیرہ
کے خطاب دیئے اور ایک خاصہ بھوس کا قلعہ بنا ڈالا۔ کئی چیلے کاغذی گھوڑے دوڑا
رہے ہیں۔ دوسرے دو ورقیاں پھیلا رہے ہیں۔ بعضے زبانی ہی الل ٹپ
ہانک رہے ہیں ہمارا ارادہ ہے کہ منجملہ ان نئے خود ساختہ مسئلوں کے صرف
نیوگ کا ناشائستہ اور غیر مہذب مسئلہ وید سے نکالا گیا ہے اسکی مفصل
تفسیر عوام کی آگاہی کے لئے لکھیں جو دیانند کی تصانیف سے وہ حوالے آئینگے
جو دیانندیوں کے نزدیک مسلمہ ہیں۔ نیوگ کا مسئلہ دیانند نے ستیارتھ پرکاش
مستند اردو ترجمہ اڈیشن دوم صفحہ ۱۳۰ سے صفحہ ۱۳۷ تک اور بھاشیہ بھومکا
میں صفحہ ۱۳۵ سے صفحہ ۱۳۷ تک درج کیا ہے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ
ہٹ دھرمی کو دور کر کے ہماری تحریر
نظر ڈالیں۔

نیوگ کی تعریف و شرائط از دیانند

جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنیوالی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر (ستیارتھ ص ۱۳۶) ویسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر تولید اولاد کے ناقابل ہو تب اپنے خاوند کو اجازت دے کہ اے مالک اب تولید اولاد کی خواہش مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کیجئے (ستیارتھ ص ۱۳۷)۔

مرد غیر ملک میں دھرم کی خاطر جاوے تو ۸ برس علم و نیکنامی کے لئے جاوے تو چھ برس اور دولت وغیرہ بھوگ کے لئے جاوے تو تین سال تک انتظار کر کے اس کی عورت غیر سے ہبستر ہو کر اولاد پیدا کرلے (ستیارتھ ص ۱۳۷)۔

عورت بانجھ ہو تو بیاہ سے ۸ برس بعد اولاد ہو کر مر جائے تو دس سال لڑکیاں ہوں لڑکے نہ ہوں تو گیارہ سال بدکلام عورت کی صورت میں جلدی اُسے چھوڑ کر غیر عورت سے جماع کرے (ستیارتھ ص ۱۳۷)۔

مرد تکلیف دہ ہو تو عورت اُسے چھوڑ کر غیر سے بغل گیر ہو جائے۔ اور اولاد پیدا کرے (ستیارتھ ص ۱۳۷)۔

گویا نیوگ کی یہ تعریف ہوئی کہ مندرجہ بالا باتوں میں سے کسی کے ہوتے ہوئے ایک عورت یا مرد کا غیر کی عورت یا بیوہ مرد یا عورت سے مجامعت کرنا نیوگ یا ویدک تعلیم ہے۔ اسکے علاوہ عورت کے حاملہ ہونے کی صورت میں بھی اجازت نیوگ ہے۔

دیانند جی لاجواب نیوگ کی تائید میں

دیانند نے ستیارتھ ص ۱۳۵ پر ویدکا پرمان نیوگ کے بارہ میں دیا ہے رگوید منڈل

سنگرت ۸۵ منتر ۴۵ یعنی اے ویرج سینچنے کے قابل طاقتور مرد تو اس بیاہی عورت یا بیوہ عورتوں کو نیک اولاد والی اور خوش نصیب کر۔ اس بیاہی عورت میں دس اولاد پیدا کر اور گیارھواں عورت کو مان۔ اے عورت تو بھی بیاہے مرد یا نیوگ شدہ مردوں سے دس بچے پیدا کر اور گیارھواں خاوند کو سمجھ۔

اس حوالہ میں دیانند نیوگن کو دو اولاد اپنے لئے اور آٹھ اولاد دوسرے نیوگیوں کے لئے پیدا کرنے کا حکم دیتے ہیں گویا کل پانچ نیوگیوں کے ساتھ عورت ہمبستر ہو۔ مگر ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۵ پر گیارہ نیوگیوں کے ساتھ بیچاری نیوگن کو ہمبستر ہونے کی آگیہ دیتے ہیں۔ اور بیہودہ جگہ وید کا حوالہ اپنی تائید میں دیتے ہیں یہ دیانندی دماغ ہے کہ وید موم کی ناک ہیں جدھر چاہا موڑ لیا۔

قابل غور امر یہ ہے کہ دیانند کے نزدیک نیوگ میں ایسی برکت ہے کہ رات کو نیوگ دوسرے دن ایک نہیں دو نہیں بلکہ دس تک بچے پیدا کئے رکھے ہیں۔ اگر آپ ذرا بھی سمجھ ہوتی تو وہ اس بات پر توجہ رکھتا کہ ان دس نیوگی بچوں کی پیدائش اور دو دو تین سال تک بچہ کی پرورش بھی اسنے بیچاری نیوگن کے ذمہ قرار دی ہے گویا نیوگی اور نیوگن کی زندگی کا ایک بڑا حصہ نیوگ کی حالت میں ہی گذر جائیگا۔

جس منتر کو دیانند نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے اس کا ترجمہ اسنے بالکل غلط اور اپنے مطلب کے موافق تحریف کرکے کیا ہے۔ اصل وید منتر میں شبد اانگ (इमाम्) پڑا ہے جو صیغہ واحد ہے۔ تو ہم نہیں جانتے کہ کس صرف و نحو کے قاعدے سے دیانند نے اس کا ترجمہ صیغہ جمع کرکے "بیوہ عورتوں یا نیوگ شدہ مردوں" کیا ہے۔

اور دیکھئے اس منتر میں ایک شبد ایکادشم (एकादशम्) ہے۔ جس کا ترجمہ دیانند نے گیارہ کئے ہیں۔ جو ایک معمولی سنسکرت کا صرف نحو دان بھی اس کے معنے گیارہ نہ کریگا۔ اگر اس منتر میں شبد ایکادش

(एकादशम्) ہوتا تو اس کا ترجمہ گیارہ ٹھیک تھا۔ کیونکہ یہ شبد سنکھیا وانت کا قاعدہ ویاکرن (صرف ونحو) سے بنا ہوا نہ ہونے کے باعث گیارہ کی تعداد کے معنے دیتا۔ مگر اس منتر میں ایسا نہیں بلکہ ایکادشم ہے۔ جو کہ پورنانت ہے جس کا صحیح ترجمہ گیارھواں ہے اسکی تصدیق میں پانینی جی کا سوتر ہے۔ (तस्य पूरणे डट्) گنتی واچک شبدوں سے پورن ارتھ میں ڈٹ (डट्) پرتیہ (प्रत्यय) آنے سے اکارانت شبد سدھ ہوتا ہے۔ اس لئے ایکادش شبد کی گردان سے ایکادشم روپ صیغہ مفعول کا ہو جائیگا۔ جو اصل وید منتر میں موجود ہے اور جس کا اصل ترجمہ گیارھواں ہوتے ہیں۔ شبد ایکادشم صیغہ واحد اور صفت ہے۔ جس کا موصوف اسی وید منتر میں اسی پہلا شبد (पतिम्) پتیم ہے جو علانیہ صیغہ واحد ہے۔ اس لئے موصوف کے صیغہ کے مطابق بھی اسکے معنے گیارھواں ہوتے ہیں۔ اگر دیانندی من گھڑت معنے گیارہ لئے جاویں تو منتر میں موصوف کا پاٹھ پتین (पतीन्) ایسا ہونا چاہئے تھا۔ جو ہرگز موجود نہیں اسلئے دیانند کا خود ساختہ ترجمہ صرف ونحو کے خلاف ہے اور دیانند کی علمیت بیاکرن ظاہر کرتا ہے۔ واہ رے دیانند۔

اب ہم منتر کا موقعہ اور اس کا صحیح ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ یہ منتر پرارتھنا کا ہے جو بیاہ یگیہ کے وقت اندر دیوتا سے کی جاتی ہے جو ہر قسم کے آراموں کا دینے والا ہے اس لئے اس سے ایسے نیک موقعہ پر یہ التجا کی جاتی ہے کہ وہ اس لڑکی کو ایسا بھاگ مند کرے کہ اسے دس لڑکے عطا کرے اور گیارھواں خاوند رہے۔ ترجمہ صحیح یہ ہے " ہے اندر پرم ایشوریہ یکت دیو سرب سکھ کاری پدارتھوں کی سرشٹی کرنیوالے اس کنیا کو پتروتی اور سوبھاگیہ وتی کر۔ اس بدھو میں دس لڑکے پیدا کرنے کی شکتی عطا فرما۔ اور گیارھواں پتی (خاوند) ہو۔"

منتر کے حوالے کے بعد دیانند لکھتا ہے۔ کہ برہمن کھتری ویش ذات کی عورت مرد دس سے زیادہ پیدا نہ کریں۔ نہ معلوم دیانند کو دو جوں کا واچک

کونسا شبہ اس منتر میں ملا ہے۔ اور شودروں کے لئے ممانعت کس لفظ سے کہ ویدی
نکلتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے دیانندی لالے دیانند کی متضاد اور خلاف آریہ سچائی
تحریروں کو یا تو پڑھتے ہی نہیں اور یا اُن کے سمجھنے کا مادہ نہیں رکھتے اور یا صرف
تعصب سے ہٹ دھرمی بن رہے ہیں۔ بہرحال ہمیں دیانند کی دیانت کا پول ظاہر کرنا
ضرور ہے۔ اور ہم اپنا فرض ادا کرتے رہینگے۔

پھر دیانند نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۴ پر رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۴۰ منتر
۲ کے حوالہ سے نیوگ کا وید میں پایا جانا لکھا ہے جس کا ترجمہ اسنے یہ کیا ہے
"اے عورت مرد جیسے دیور کے ساتھ بیوہ یکجا ہو اور بیاہی عورت اپنے خاوند
سے ہمبستری کرکے اولاد کو بہ طور پیدا کرتی ہے ویسے تم دونو بیاہتا عورت مرد کہاں
دن میں بسے تھے۔ کہاں اشیا کو حاصل کیا۔ اور کس وقت کہاں رہتے رہے تمہارے
سونے کی جگہ کہاں ہے۔ تم کون ہو یا کس ملک کے رہنے والے ہو" اس ترجمہ
سے براہ راست نیوگ کا کوئی حکم نہیں نکلتا۔ دیانند صرف کنایتاً اس سے نیوگ
مراد لیتا ہے۔ چونکہ دیانندی اپنے گرو کا ترجمہ پرانے رشیوں اور پراچین کتب کے
مطابق ہونے کا دعوے رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیانند کا ترجمہ نرکت کے عین
مطابق ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عوام ہندو نرکت کو ویدوں کا صحیح ترجمہ بتانے
والا مانتے ہیں جس نے کہ وید کے کئی مشکل مقامات کا ترجمہ کیا ہے۔ اس لئے
جب ہم نرکت کو اس منتر کے ترجمہ دیانندی میں گواہ کے طور پر پیش کرتے ہیں تو وہ
دیانندیوں کے گرو کے ترجمہ کی صاف طور تردید کرتا ہے۔ اس نے اس منتر کا پورا
ترجمہ کیا ہے جو کہ حسب ذیل ہے :-

نرکت نیگنٹھک کانڈ ادھیائے ۳ پاد ۳ کھنڈ ۳ صفحہ ۳۱۵ - ۳۱۶ - جیسے
اشونی کمارو تم دونوں راتری میں کہاں تھے اور دن میں کہاں تھے جس طرح راتری
میں وعدن میں تمہارا درشن نہیں ملا۔ سنان بھوجن آدی کی پراپتی کہاں کی۔ کہاں کو اس کا
گھر ہے تمہارا بعد ملاپ برتی جاتی نہیں جاتی۔ شبن دسونے میں وہ ڈھونڈنے کی طرح کون

بیجان کھم کو پری چرن کرتا۔ بھیا۔ کیونکہ پرکیہ (دوسری کا) پتی ہونے سے مشکل سے ارادھنا کرنے یوگیہ دیور کو مرے بھرتا والی تین سے ارادھن کرتی ہے یعنی اس کام کو برا جانکر چھپ کر بڑے یتن سے اُس سے ملتی ہے اُسکی طرح تمکو کس بیجان نے ارادھن کرا جو ہم کو درشن نہیں ملات"۔

ناظرین سے یہ امر مخفی نہیں کہ وید کے ہر ایک منتر کا ایک دیوتا ہوتا ہے جس دیوتا کا اس منتر میں بیان یا لترغیب ہوتی ہے وہی اُس منتر کا دیوتا کہلاتا ہے چنانچہ رگوید کے اُس منتر کا دیوتا اشونی کمار لکھا ہے اور یہ دو دیوتا ہوتے ہیں جو ہندو شاستروں میں ایک ہی نام پر یکجا بیان ہوتے ہیں اسواسطے اس منتر میں شبد ([illegible]) اشونا درج ہے یہ منتر علے الصبح اُٹھکر اشونی کماروں کی عبادت کا ہے اور یہی ہر دو دیوتا یگیہ میں پہلے آتے ہیں۔ مثلاً نرکت دیوت کانڈ ادھیا ۱۲۔ پاد اول۔ کنڈ اول۔ یعنی "اب روشن مقام دیوتاؤں کا ذکر کرتے ہیں۔ سب روشن مقام دیوتاؤں کے مدھ میں اشونی کمار دو دیوتا پرتھم یگیہ میں آگمن کرتے ہیں"۔

اسکے خلاف دیانند نے شبد ([illegible]) اشونا وغیرہ کے معنے عورت مرد کے نرکت کار کے ترجمہ سے اس منتر کے بالکل مختلف معنے کر دیئے ہیں۔ بجائیکہ نرکت کار اس شبد کے معنے دیوتاؤں کے کرتا ہے۔ لہذا ثابت ہے کہ دیانند کا ترجمہ من گھڑت اور نرکت کار کے خلاف ہونے سے قابل ترک ہے۔ اگر دیانند کا ترجمہ صحیح مانا جائے تو اس سے نیوگ کی موجودگی شادی سے پہلے ثابت ہوتی ہے جسکی پیروی کرنے کا شادی شدہ جوڑے کو حکم دیا گیا ہے۔ اس کے ترجمہ سے متکلم کا ٹھیک پتہ بھی نہیں چلتا۔ کہ ناواقف اور کچھ نہ جاننے والا ایشور ہے یا کوئی لاعلم شخص۔ یا دیانند جی خود کہیں پردیس میں شادی شدہ جوڑے سے ملاقات ہو گئی اور یہ حال بیان کیا اگر بالفرض یہ ایشور کا گیان مانا جائے تو اس سے ویدک ایشور صریحاً اگیانی ثابت ہوتا ہے جو ان سوالات کے جوابات سے محض ناواقف ہے۔ اگر دیانند کا خود ساختہ ترجمہ چھوڑ کر نرکت کار کے ترجمہ کے مطابق اسے مانا جاوے تو اس سے عمدہ مقصد ثابت ہوتا ہے

بہ نسبت دیانندی من گھڑت کے۔ مگر دیانند وہ ترجمہ کیوں مانیگا جبکہ اس سے نیوگ
کی تردید نکلتی ہے اور بیوہ کے دیور سے ملنے کو برا کام کہا گیا ہے۔ دیانندی نیوگ کو
ظاہر طور پر گزنا ثابت کرتے ہیں۔ مگر یہاں چھپ کر ملنے کی مثال ہے۔ اس لئے وید
کے اس حوالے سے بھی نیوگ ثابت نہ ہوا بلکہ الٹا اس کی تردید ہو گئی۔ دیانندیو! اپنے
سوامی کے نرکت کار اور بیاکرن کے مطابق ان معنوں پر نظر توجہ ڈالو۔ کہاں تک
تمہارے گرو نے خود ساختہ نتیجہ بنانے کی کوشش کی ہے۔

بعد اس کے دیانند نے رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸ منتر ۸ کا حوالہ نیوگ کی تائید
میں دیا ہے جس کا ترجمہ اس نے یہ کیا ہے "اے بیوہ عورت تو اس مرے ہوئے خاوند
کی امید چھوڑ کر باقی مردوں میں سے دوسرے زندہ خاوند کو حاصل کر اور اس بات کا خیال
اور یقین رکھو کہ اگر تجھ بیوہ سے تجھ بیوہ سے ملنے والے نیوگ کرنے والے خاوند کے تعلق کے
سے نیوگ ہوتا تو وہ پیدا شدہ بچہ اسی نیوگ کرنے والے خاوند کا ہوگا۔ اور اگر تو اپنے
لئے نیوگ کرے گی تو یہ اولاد تیری ہو گی۔ اسی طرح یقین رکھ اور نیوگ کرنے والا مرد بھی
اسی اصول کی پابندی کرے"

ستیارتھ پرکاش (صفحہ [illegible]) اسی منتر کا ترجمہ دیانند نے اپنی پوتھی رگوید آدی بھاشیہ بھومکا
صفحہ ۲۴۱ پر یہ کیا ہے "اے بیوہ عورت اپنے اس مرے ہوئے اصلی خاوند کو چھوڑ کر زندہ
زندگی میں دوسرے خاوند کو قبول کر اس کے ساتھ اولاد پیدا کر۔ وہ اولاد جو اس طرح پیدا ہو گی
تیرے اصلی خاوند کی ہو گی جس کو تو نے بیاہ میں اپنا ہاتھ دیا تھا۔ اگر نیوگ کئے ہوئے خاوند
نے اپنے واسطے اولاد پیدا کرنے کی غرض سے نیوگ کیا ہے تو اس صورت میں یہ اولاد اسی کی
ہو گی اور اگر تیرے لئے کیا ہے تو وہ اولاد تجھ بیوہ کی ہو گی۔ اے بیوہ عورت تو اپنے
اصلی خاوند کے مرنے پر کسی ایسے مرد کو بطریق نیوگ خاوند قبول کر جس کی بیاہتا عورت
مر گئی ہو اور اس طرح اولاد پیدا کر کے سکھ حاصل کر" ناظرین ان ہر دو ترجموں کا مقابلہ کر کے
وید منتر کے لفظوں کی حقیقت پر غور کرو۔ دیانند کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے خاوند
مرنے کے وقت جب وہ رنج و فکر میں مبتلا ہوتی ہے وید کا ایشور اسے سکشا دیتا ہے

یہ عبارت اور اس مرے ہوئے کا خیال چھوڑ کر زندہ مردوں میں سے اپنی خواہش پوری کر۔
یہ وید منتر کی الٹی تشریح ہے کہ جیسے مصیبت کے وقت عورت کو نیوگ کی تحریک کرتا
ہے۔ حالانکہ یہ ستیارتھ صفحہ ۱۳۰ پر لکھ چکا ہے کہ اول تو برہمچریہ رکھے ورنہ کسی اپنی ذات
والے کا لڑکا گود لے۔ مگر یہاں پر وہ برہمچریہ اور متبنیٰ بنانے کو پس پشت ڈال کر وید کے
حوالہ سے بیوہ کو نیوگ کی ہدایت دیتا ہے۔ اس منتر سے یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ اگر عورت
کی پہلے خاوند سے اولاد ہو۔ تو وہ کیا کرے بلکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خواہ اولاد ہو چکی
ہو یا نہ ہر حال بیوہ کو نیوگ کرنے کی اجازت ہے۔ دیانندی کھینچ تان کو علیحدہ رکھ کر اب قدیم
مترجمان وید کا حوالہ دیکھو ساینا چارج نے اس منتر کا یہ ترجمہ کیا ہے "اے ناری تو پوتر
پوترے آدمی تھان گھر کو جانے کا وچار کر اس استھان سے اٹھ تو مرے پتی کے پاس
سوتی ہے اس سبب سے آ۔ اپنے گھر کو گمن کر اور جس پانی گرہن کرنے والے تھا تیرے میں
گربھ کو ستھاپن کرنے والے تیرے پتی کے سمبندھ سے تجھ میں آئے ہوئے پتنی پن کو جانکر
تو نے پتی کے مر جانے کو بھی نشچے کر لیا ہے۔ اس سے اب چل اپنے گھر کو گمن کرو" کلپ
سوتر میں اس منتر کے استعمال کا یہ موقعہ بتایا ہے کہ جس عورت کا خاوند مر جاوے اور
اس کے ماتم کے سبب وہ استری (عورت) اس مرے خاوند کے پاس روتی ہوئی
اس کے ساتھ ستی ہونے کے لئے تیار ہو رہی ہو اور چتا کو نہ چھوڑتی ہو تو اس کا دیور
یا سمیپ رہنے والا یا پرانا نوکر یا گرو اسے چتا کے پاس سے ہاتھ پکڑ کر اٹھاوے اور یہ
منتر پڑھے۔ اس منتر میں نیوگ کا واہمہ تک کوئی شبہ نہیں۔ اس حوالے سے بھی دیانندیوں
کا غیر مہذب مسئلہ نیوگ ثابت نہ ہو سکا۔

اب سنیے اور سنو۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۵ اتھروید کانڈ ۱۴۔ انوواک ۲ منتر ۱۸
"اے پتی اور دیور کو دکھ نہ دینے والی عورت اس گرہست آشرم میں تو حیوانوں کے ساتھ
بھلائی کرنے والی اچھی طرح دھرم کے اصول پر عمل کرنے والی خوبصورت تمام شاستروں کی
علم سے مزین اولاد پیدا کرنے والی بہادر لڑکوں کے جننے والی دیور کی خواہش کرنے والی
سکھ دینے والی پتی یا دیور کو حاصل کر کے گرہست کے متعلق جو یہ اگنی ہوتر ہے اسکو

عمل میں لائے" اسی منتر کا ترجمہ دیانند نے بھومکا ہندی صفحہ ۲۱۵ پر اس طرح کیا ہے۔ "ہے
ودھوا استری تو دیور یا بواہت پتی کو سکھ دینے والی ہو کنتو ان کا اپریہ کسی پرکار بھی مت
کر اور وے بھی تیری اپریہ نہ کریں اس پرکار منگل کاریوں کو کر کے سدا سکھ بڑھاتی ہو۔ گھر کے
پشو آدی سب پرانیوں کی رکھشا کر کے جتیندریہ ہو کے دھرم نیت سرشیٹ کاریوں کو
کرتی رہو۔ تھا سب پرکار کی ودیا یکت روپ اوتم تیج کو بڑھاتی جا۔ کو سرشیٹ پرجا یکت ہو۔
بڑے بڑے ویر پرشوں کو اُتپن کر۔ جو تو دیور کی کامنا کرنے والی ہے۔ تو جب تیرا ایوریب
پتی نہ رہے وا روگی تھا نپنسک ہو جاوے تب دوسرے پرشوں سے نیوگ کر کے سنتان
اُتپتی کر۔ اور تو اس اگنی ہوتر آدی گھر کے کاموں کو سکھ روپ ہو کے سدا پرتی سے سیون
کر" سارہ ترجمہ۔ اے دیور کی خدمت کرنے والی عورت اور اے بیاہے خاوند کی فرمانبردار
بیوی تو نیک اوصاف والی ہو (یعنی خاوند کو ہمیشہ سکھ دے اور اُس کے ساتھ ہرگز ناچاقی
نہ رکھ) تو گھر کے کاروبار میں عمدہ اصول پر عمل کر اور اپنے پالے ہوئے جانوروں کی حفاظت
کر اور عمدہ کمال وخوبی اور علم و تربیت حاصل کر۔ طاقتور اولاد پیدا کر اور ہمیشہ اولاد کی پرورش
میں مستعد رہ۔ اے نیوگ کے ذریعہ سے دوسرے خاوند کی خواہش کرنے والی تو ہمیشہ سکھ دینے
والی ہو کر گھر میں ہون وغیرہ کرنے کی آگ کا استعمال اور تمام خانہ داری کے کاروبار کو
دل لگا کر بڑی احتیاط سے کر"۔ ہر دو ترجموں کے مقابلہ سے ناظرین کو دیانند کی سنسکرت ودیا
کی علمیت اور سچائی ظاہر ہو رہی ہے۔ ستیارتھ پرکاش میں جن الفاظ کا ترجمہ اس نے
"اے پتی اور دیور کو دکھ نہ دینے والی عورت" کیا ہے۔ بھاشی بھومکا میں انہیں الفاظ
کا ترجمہ "ہے ودھوا استری تو دیور اور بواہت پتی کو سکھ دینے والی ہو" کیا ہے منتر میں
ایسا کوئی لفظ نہیں جس کا ترجمہ ودھوا ہو سکے۔ نیوگ کی دھن میں لنگوٹ بند
کو اتنا بھی خیال نہ رہا۔ کہ جب وہ منتر میں ودھوا عورت کو مخاطب کرتا ہے تو وہ
موجودہ زمانہ میں بواہت پتی (بیاہے ہوئے خاوند) کو کیسے آرام دے سکتی ہے
ودھوا (بیوہ) تو اسے تب ہی کہا جائیگا۔ جب اس کا بواہت پتی (بیاہا ہوا خاوند)
مر گیا ہو گا۔ پھر اسے سکھ دینا کیا معنے رکھتا ہے۔ اس منتر میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا

مطلب یہ ہو کہ اگر پتی مرجاوے تو دوسرے سے نیوگ کر لینا جس لفظ پر دیانند کو نیوگ کا خواب نظر آیا وہ لفظ (देवृकामा) دیوری کاما معلوم ہوتا ہے۔ جس کا ترجمہ آپنے دیور سے نیوگ کرنے والی کردیا ہے۔ مگر قابل افسوس بات یہ ہے کہ جب آپ اسی قسم کے دوسرے منتر اتھروان وید میں دیکھیں گے۔ مثلاً پوترکاما - دیوکاما - بھراتری کاما - سسرکاما وغیرہ تو کیا دیانندی اُن کا ترجمہ پوتر سے نیوگ کرنے والی - دیوتا سے نیوگ کرنے والی - بھائی سے نیوگ کرنے والی - خسر سے نیوگ کرنے والی کرینگے۔ دیانند کی علمیت اور سنسکرت دانی پر صد ہزار افسوس ہے۔ باقی آیندہ۔

عیسوی مذہب کی اشاعت میں رکاوٹیں

ایک عیسائی پرچہ "ہاروسٹ فیلڈ" کے تازہ نمبروں میں ۲ مختلف مضمون عنوان بالا کے متعلق چھپے ہیں حسب معمول ان مضامین کے لکھنے والوں نے جو جو قیاس ممکن تھا کیا ہے لیکن صحیح نتیجہ پر ایک شخص بھی نہیں پہنچا بعض کا خیال ہے کہ پادریوں کی فوج کی کافی تعداد ابھی تک دنیا میں نہیں پھیلی۔ جس سے شاید اُن کا یہ منشا ہے کہ جب تک ایک ایک غیر عیسائی انسان کے لئے ایک ایک پادری واعظ موجود نہ ہو تب تک وہ پادریوں کی تعداد کو کافی نہیں سمجھتے۔ اس کی تردید خود ایک دوسرے مضمون نویس نے کردی ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ پادریوں کی تعداد اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ خود یہ تعداد ہی عیسائیت کے پھیلنے میں ایک عظیم الشان روک ہو گئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کوئی مذہب دنیا میں ایسا نہیں ہوا نہ ایسا موجود ہے جس کی اشاعت کے لئے اس قدر تنخواہ یاب واعظین کا سلسلہ اور اتنے بڑے ذرائع موجود ہوتے ہوں جو کہ عیسائی مذہب کو میسر ہیں

اور باوجود اس کے کبھی ایسی ناکامی ایسے ذرائع کے ہوتے ہوئے کسی مذہب کو نہیں ہوئی جیسی کہ عیسائی مذہب کو ہوئی ہے۔ پادری لوگ بیرونی ملکوں میں نکلکر اپنے دلوں کو ان باتوں سے خوش کر رہے ہیں کہ اتنے سو آدمی عیسائی مذہب میں داخل ہو گئے ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ اس بات کا افسوس ان کو کیوں نہیں کہ عیسائی ملکوں میں ہزاروں نہیں لاکھوں آدمی عیسائی مذہب سے نکلے جا رہے ہیں انہیں میں ایک مضمون نویس یہ لکھتا ہے کہ تعلیمی مشنوں کا وسیع سلسلہ خدا کی سلطنت کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ ہم بھی اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں بشرطیکہ خدا کی سلطنت کے صحیح معنے لئے جائیں اور اس پر اتنا اور بڑھاتے ہیں کہ تمام مشنیں خواہ تعلیمی ہوں یا غیر تعلیمی خدا کی سلطنت کی سخت ترین دشمن ہیں کیونکہ وہ ایک عاجز ضعیف بیچارے انسان کو خدائے ذوالجلال کا مرتبہ دے رہے ہیں۔ لیکن ان بگڑے ہوئے معنوں میں جنہیں خدا کی سلطنت سے عیسائیت مراد لی جاتی ہے۔ یہ رائے کسی صورت میں درست نہیں۔ کیونکہ تعلیمی مشن بھی دوسروں کی طرح دن رات اپنے مذہب کی تائید و اشاعت میں مصروف ہیں۔ ساتھ ہی ہم اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اسقدر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ دوسرے مشن۔ کیونکہ جس قدر زیادہ تعلیم یافتہ لوگ ہونگے اسی قدر کم وہ ایک انسان کی الوہیت کے مسئلہ کو ماننے کے لئے تیار ہونگے۔ جس کو اب سب دانشمند آدمی ترک کر رہے ہیں۔ حتٰے کہ وہ لوگ بھی جو خود عیسائی کہلاتے ہیں۔ تعلیم اور عیسائیت ایک دوسرے کے بالکل مخالف ہیں۔ اور تعلیم کے پھیلنے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عیسائیت نیست و نابود ہو جائے۔ یہ امر کہ عیسائی مذہب اس وقت زوال کی طرف جا رہا ہے اور تعلیم یافتہ دلوں سے اس کا اثر کم ہو رہا ہے۔ اسقدر بین ہے کہ اس کا ثبوت دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اخبار مذکور کا ایک نامہ نگار یہ رائے ظاہر کرتا ہے کہ سب سے بڑی مخالف طاقتوں میں سے جن کا عیسائیت کو سامنا ہے ایک دوسرے توحیدی مذہب

یعنی اسلام کا وجود ہے جو کہ آہستہ آہستہ تمام مستعد طبائع کو اپنی طرف کھینچ
رہا ہے اور پھر اُن کو عیسائی مذہب کا اسقدر سخت اور پکا دشمن بنا دیتا ہے کہ اُن سے
عیسائی مذہب کو بالکل مایوس ہونا چاہئے۔ ہماری رائے بیشک صحیح ہے۔ یہ ایک
مسلم امر ہے اور عیسائی خود ہمیشہ سے اسکو تسلیم کرتے رہے ہیں کہ جہاں اسلام
اور عیسائیت کو اشاعت کا موقعہ ملا ہے باوجود اسکے کہ اسلام کے پاس عیسائی
مذہب کی نسبت بہت کم ذرایع اشاعت کے تھے اور باقاعدہ مشن اور تنخواہ
یاب واعظ بالکل موجود نہ تھے پھر بھی اسلام نے عیسائیت کی نسبت کئی گنا
زیادہ ترقی کی ہے۔ افریقہ ایسا میدان ہے جہاں اسلام اور عیسائیت پہلو
بہ پہلو اشاعت کا کام کر رہے ہیں اور باوجود اُن تمام نقصوں اور روکوں کے
جو اسلام کی اشاعت میں درپیش ہیں اور پادریوں اور مشنوں کی کثیر تعداد کے
جو عیسائیت کے پاس ہیں عیسائیت نے بمقابلہ اسلام سخت زک اُٹھائی
ہے اور ناکام ثابت ہوئی ہے۔ ہندوستان میں بھی یعنیہ یہی نقشہ واقعات کا
ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ چنانچہ گذشتہ مردم شماری کی رپورٹ سے بھی
یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اسلام کی تعلیم ایسی سیدھی سادھی
اور فطرت انسان کے ایسی مطابق ہے اور برعکس اسکے عیسائیت کا عقیدہ یسوع
کی الوہیت اور کفارہ کا ایسا بیہودہ اور انسانی عقل سے اسقدر دور پڑا ہوا ہے کہ جس
شخص نے ایک دفعہ اسلام کے پاک اصولوں کو سمجھ لیا ہے وہ کبھی عیسائیت
کا رُخ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی جب یہ دونوں تعلیمیں اکٹھی پیش ہوں کسی کو اس
امر کے سمجھنے میں کوئی دقت پیش آتی ہے کہ ان دونوں میں سے کونسا سچا
اور کونسا جھوٹا مذہب ہے۔ وہی نامہ نگار یہ بھی لکھتا ہے کہ انگریزی سلطنت ہندوستان
عیسائی مذہب کی اشاعت میں بڑی بھاری روک ہے اور اُس کے دو وجوہ
بتاتا ہے۔ اوّل یہ کہ عیسائی مذہب ہندوستان کے اعلےٰ حکام کا مذہب ہے
ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ کیونکر عیسائی مذہب کی اشاعت میں روک کا باعث ہے۔

بلکہ برخلاف اسکے یہ امر عیسائی مذہب کا مؤید ہے کیونکہ حکام کے مذہب کی طرف خود بخود میلان ہوتا ہے جس کے وجوہ زیادہ تر اغراض دنیوی ہوتے ہیں اور یہی ایک بڑا امر ہے جس سے عیسائی مذہب دنیا میں پھیلا ہے۔

دوسری دلیل جو اس امر کے متعلق راقم مضمون نے دی ہے وہ گورنمنٹ کا ہر ایک مذہبی فرقہ سے بے رو رعایت تعلق ہے جس کو راقم ان الفاظ میں ظاہر کرتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کی اس پالیسی نے اس نوبت کو جو حکومت کے ذریعے عیسائی مذہب کو حاصل ہو سکتی تھی قطعی طور پر زائل کر کے نقصان پہونچایا ہے۔ راقم مضمون کو شاید اس قبل کی مشنریوں کے زمانے یاد آگئے ہیں جب حکومت کے دباؤ سے لوگ عیسائی مذہب میں داخل ہوتے تھے اور وہ اس روشنی کے زمانہ میں گورنمنٹ کی بے رو رعایت پالیسی کو ایک مضر نقصان پالیسی بتاتا ہے۔ حالانکہ ہندوستان میں سلطنت انگریزی کی بڑی بھاری برکتوں میں سے یہ ایک برکت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسائی مذہب بغیر اس کے ترقی نہیں کرسکتا۔ کہ یا تو دنیوی حکومت اُس کے ساتھ ہو۔ اور یا کم از کم دنیوی حکام کی طرف سے اُسکو ناجائز مدد ملے اور کھلے رعایات میدان میں یہ مذہب کسی ترقی کے قابل نہیں تعجب آتا ہے کہ پادری لوگ بعض مسلمان بادشاہوں کی شکایت کیا کرتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کے پھیلانے میں کسی قدر دنیوی طاقت سے کام لیا۔ اور خود اب تک اس امر کے خواہشمند ہیں۔ کہ عیسائیت کے پھیلانے کے لیے ناجائز ذرایع سے فایدہ اُٹھایا جاوے

اس تمام بحث سے اخبار ہر وسٹ فیلڈ نے دو باتیں چن لی ہیں جو اُس کے نزدیک مسیح کی سلطنت کے لیے بڑی رکاوٹیں ہیں اول تو یہ کہ کیا ہندو اور کیا مسلمان اپنا گنہ گار ہونا پورے طور پر محسوس نہیں کرتے۔ اور دوسرا یہ کہ اخلاقی جرأت سے وہ بالکل بے بہرہ ہیں۔ ان دونوں باتوں کو عیسائی مذہب کے ہندوستان میں پھیلنے کے لئے واقعی رکاوٹیں قرار دیا گیا ہے۔ اور اسکا علاج یہ بتایا گیا ہے کہ ہندوستان میں واعظ کے لئے ضروری ہے کہ جیسے وہ خوشخبری دینے والا ہو

ایسے ہی وہ نبی بھی ہو اور جیسے وہ ایمان کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے ۔ ویسے
توبہ کی طرف بھی دعوت کرے ۔ لیکن یہ حالت اگر واقعی ہندوستان میں موجود
ہے تو اس ملک سے مخصوص نہیں بلکہ تمام دنیا میں یہی حال ہے بلکہ گناہ کا اصرار
ناکافی ہونے کی جو شکایت کی گئی ہے اُس کا ظہور سب سے زیادہ یورپ میں
ہو رہا ہے جو بدکاریاں یہاں چھپ کر کیجاتی ہیں وہاں لوگ کھلم کھلا اسکے مرتکب
ہوتے ہیں ۔ شراب خوری جو تمام بدیوں کی جڑ ہے اور جس سے تمام بدکاریاں پیدا
ہوتی ہیں وہ یورپ میں اس کثرت سے پھیل رہی ہے کہ ہندوستان میں اسکا
اندازہ کرنا بھی مشکل ہے اور ایسا ہی بہت سی اور بدکاریاں ہیں جن میں خود عیسائی
تسلیم کر چکے ہیں کہ عیسائیت سب گذشتہ اور موجودہ قوموں سے بڑھ گئی
ہے ۔ پھر اخلاقی جرأت کے نہ ہونے کی شکایت بھی بے جا ہے ۔ کیونکہ اگر
یہ امر واقعی عیسائیت کے پھیلنے میں کسی رکاوٹ کا باعث ہے تو ایسا ہی اسلام
کی ترقی کے لئے بھی رکاوٹ کا باعث ہے اور نہ صرف ہندوستان میں بلکہ
یورپ میں بھی کون نہیں جانتا کہ لورپول کے معدودے چند مسلمانوں کے ساتھ
اس زمانہ کے مہذب عیسائیوں نے کیا کیا وحشیانہ سلوک کئے جس کا نتیجہ یہ
ہوا ۔ کہ قوم کے افراد پوری آزادی اور جرأت سے اپنے خیالات کو ظاہر کرنے
سے رک گئے مرحوم لارڈ سٹینلے کے عظیم الشان زمرہ کا ایک آدمی جو اپنی دنیوی
حیثیت کے لحاظ سے کسی کا خوف نہ رکھتا تھا ۔ ساری عمر مسلمان رہا ۔ لیکن
مرتے دم تک اپنے اسلام کا علی الاعلان اظہار نہ کرسکا ۔ کیا یہ واقعات صاف
نہیں بتاتے ۔ کہ ہندوستان کے لوگوں کی نسبت انگریز لوگ مذہبی معاملات
میں اخلاقی جرأت کا بہت کم حصہ رکھتے ہیں اور حق کی خاطر ہم اس امر کے
بیان کرنے سے بھی نہیں رک سکتے ۔ کہ پادری لوگ جو ہندوستان میں بھیجے
جاتے ہیں ان میں بھی کمزوری اور نقص ویسا ہی پایا جاتا ہے ۔ جیسا کہ انکو دوسرے
ہموطنوں میں وہ نہیں جانتے کہ سچائی کیا چیز ہے اور نہ اسکے جاننے کی پرواہ

کرتے ہیں - عقائد کا ایک خاص مجموعہ ہے جس کی تعلیم کے لیئے وہ نوکر رکھے گئے ہیں
اور ان عقائد سے ایک بال کے برابر ادھر اُدھر ہونا منصبی فرائض میں خیانت
خیانت تصور کیجاتی ہے لاہور کے لاٹ پادری جیسے ایک عہدہ دار کو
جس نے تھوڑا عرصہ ہوا ہندوستان کی اخلاقی حالت پر سخت حملے کئے تھے اس
قدر اخلاقی جرات نہ ہو سکی کہ ایک اسلام کے اعلےٰ رکن کے مقابلہ میں جو اسلام
کی سچائی ظاہر کرنیکے لیئے میدان میں کھڑا ہو کر پادری صاحب کو للکار رہا تھا
عیسائی مذہب کی سچائی کا کوئی ثبوت پیش کر سکے بلکہ نہایت بزدلی سے مقابلہ
سے انکاری ہو کر طرح طرح کے بودے اور لغو بیہودہ حیلے اور عذر تراش کر فرار اختیار
کیا اور عموماً ہر ایک پادری کے سامنے جب صداقت پیش کیجاتی ہے یا ان سے
اپنی صداقت کا ثبوت طلب کیا جاتا ہے تو وہ گریز ہی اختیار کرتا ہے - دوسرے
مذاہب کے مقدس پیشیروؤں کو گالیاں دینے میں سب سے بڑھکر یہ لوگ
قدم مارتے ہیں لیکن کسی دوسرے مذہب کی سچائی اور خوبصورتی جب ان کے
سامنے پیش کی جاتی ہے تو آنکھیں بند کر کے علیحدہ ہو جاتے ہیں سخت تعجب آتا
ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ ہندوستان میں گناہ کا احساس یا اخلاقی جرات
کے نہ ہونے کی شکایت کرتے ہیں اور ان لوگوں کے سامنے جن سے وہ مخاطب ہوتے
ہیں یہ جھوٹے عذر پیش کرتے ہیں کہ عیسائیت کی راہ میں ایسی ایسی روکاوٹیں
باقی آئیندہ

پشاور میں ۲۶ مارچ کو چار کس ملا مرزا خاں صاحب مشنری اسلام کے ہاتھ پر
مشرف باسلام ہوئے - اسلامی نام دین محمد - فاطمہ بی بی - غلام محمد - نور بی بی رکھے گئے
ہمدرد ہند بھوپال ایک اخبار لکھتا ہے کہ نکودر آریہ سماج کے سالانہ جلسے پر مسلمانوں
نے رہتیوں کے ساتھ کھانا نہیں کھایا - اس لئے رہتیوں کے جملہ اشخاص مسلمان ہونے
کو تیار ہو گئے - ایک شخص لیکھو رام فوراً جا کر مسلمان ہوگیا - دیکھیں آریہ سماج
محقق دھرم کا جو شخص غصے میں تبدیل مذہب کرتے ہیں - پہلے ہی ایسا ہی کیا ہو گا

وہ کیا چیز ہے جو عیسائیوں کو اسلام میں نظر نہیں آتی:—

ایک لیکچر میں جو بمقام برسٹل کلیسیا کے ایک مجمع میں "عیسائیت اور دوسرے مذاہب" پر دیا گیا پادری ایچ جی گرے نے جو اس سے پہلے پنجاب میں پادری رہ چکے ہیں۔ اور اب وکلف ہال آکسفورڈ کے پرنسپل ہیں۔ مذہب عیسوی کا اسلام کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے بیان کیا کہ اسلام کی پاک کتاب یعنی قرآن شریف گناہ کی حقیقت بیان کرنے یا گناہ سے ..... چھڑانے کے لئے کوئی نئی چیز نہیں لایا جو معمولی قانون قدرت سے باہر ہو اور اس میں مسیح مصلوب مسیح مبعوث .... جیسی کوئی چیز نہیں

یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو ہر ایک مسلمان فخر سے بیان کر سکتا ہے کہ اسلام کا پاک مذہب واقعی کوئی ایسی بیہودگی جیسے کفارہ یا تثلیث ہے نہیں سکھاتا بلکہ وہ طریق بتاتا ہے جو عقل اور قانون قدرت کے مطابق ہے۔ جیسا کہ یا امر یقینی ہے کہ خدا موجود ہے جس نے دنیا کو پیدا کیا اور پھر جیسا کہ یہ امر یقینی ہے کہ اللہ تعالے نے انسانوں کو وہ طریق سکھایا ہے جس پر چل کر گناہوں سے نجات پا سکتے ہیں۔ ایسی ہی قطعی اور یقینی یہ بات ہے کہ کفارہ انسانوں کا پیدا کردہ ہے۔ اور گناہ کا تریاق نہیں بلکہ ایک زہر ہے۔ جو چنگے بھلوں کو ہلاک کر دینے والا ہے۔ کیا عیسائیوں کو کبھی یہ خیال نہیں آتا حالانکہ وہ توریت اور دیگر صحف انبیاء کے الہامی ہونے پر یقین رکھنے کا دعوے کرتے ہیں۔ کہ ہزارہا سال تک خدا تعالے گناہ سے نجات کا یہی طریقہ بذریعہ وحی کے اپنے خاص بندوں کو معرفت بتاتا رہا حالانکہ بموجب اعتقاد عیسائیوں کے وہ غلط طریقہ تھا گویا خدا خود ہی عمداً انسانوں کو غلطی میں ڈالتا رہا — وہ طریق جو اسلام گناہ سے نجات کیلئے پیش کرتا ہے صحیح ہے تو عیسائیوں کو ماننا پڑیگا کہ اللہ تعالے نے خود ہی ہزاروں انسانوں کو یہ طریقہ سکھا کر غلطی میں مبتلا کیا۔ کیونکہ یہ وہ طریقہ ہے جو انبیاء بنی اسرائیل کو سکھایا گیا جو بموجب اعتقاد عیسائی صاحبان

سچے نبی اور خدا کی طرف سے تھے۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی اندھیر ہو سکتا ہے۔ اور پھر
تعجب پر تعجب یہ کہ یہ علاج جو ہزارہا سال کے بعد خدا کو بموجب اعتقاد عیسائیان
سوجھا وہ ایسا نکما نکلا کہ تیرہ یا اٹھارہ سو سال کے عرصہ کے اندر اندر اس کا پول
ظاہر ہو کر تمام عقلمند انسانوں کو اس سے برگشتہ ہونا پڑا۔ اور عیسائی کہلا کر بھی
یہ اعتقاد چھوڑنا پڑا بلکہ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اس وقت کل عیسائی دنیا باستثنا ے
اُن لوگوں کے جن کو تعصب حق دیکھنے نہیں دیتا اس کفارہ کے عقیدہ سے بیزار ہو چکی
ہے۔ اور اس امر کو تسلیم کر چکی ہے کہ کفارہ گناہ کا علاج نہیں اور مسیح کا جی اٹھنا ایک
کہانی ہے۔ بلکہ کلیسیا کے بڑے بڑے عہدہ دار سب اسی بات پر متفق ہیں۔ اور
انسائیکلوپیڈیا ببلیکا اس پر شاہد ہے۔ کہ مسیح کے صلیب کے واقعات جو انجیلوں
میں مذکور ہیں۔ ان میں نہایت صریح متضاد بیان پائے جاتے ہیں۔ کیا انہیں ناقابل
اعتبار اور ردی بیانات کی بنا پر جو ایک دوسرے کو جھٹلا رہے ہیں۔ یہ کہا جاتا تھا
کہ عیسائی مذہب میں مسیح مصلوب گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ حالانکہ ایک بھی
قابل اعتبار گواہ صلیب پر مرنے اور جی اٹھنے کا نہیں ہے۔ اس طرح کل
کے عیسائی لیڈروں کی نظروں میں مسیح مصلوب اور دوبارہ جی اٹھا ہوا [illegible]
بالکل بے حقیقت اور محض لغو باتیں ہیں۔ اور اس کے ذریعہ سے گناہ سے نجات
پا جانا ایک دھوکا تھا جو اٹھارہ سو سال عیسائی دنیا کو لگا رہا۔ اور اس قدر عرصہ
کے گذرنے کے بعد اب اس کی حقیقت بھی طشت از بام ہو گئی ہے۔ لیکن اگر عیسائی
صاحبان کے ہاتھ میں کوئی قطعی اور یقینی ثبوت ان واقعات کا نہیں۔ تو ان کو
سوائے اس کے اور کچھ کہنے کا حق حاصل نہیں کہ اسلام کو وہ ایک بڑی بیہودگی
سے پاک دیکھتے ہیں۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر بیہودگی کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ایک آدمی
مر گیا تو اس کے ساتھ ہی کل عیسائی دنیا میں سے خدا کی نافرمانی کی عادت
ہی مر گئی۔ حالانکہ یہ نافرمانی کی روح عیسائی دنیا کے اندر پرورش پا کر ایسی [illegible]
ہو رہی ہے کہ جس کی نظیر اور کہیں تلاش کرنا عبث ہے۔ لیکن اگر اتنی بات کو ہم [illegible]

معلوم ہوا اور جبکہ عیسائیوں کے ہاتھ میں کچھ بھی ثبوت نہیں تو پھر انکو چاہیئے
کہ بہت جلدی اس دھوکہ سے باہر نکلنے کی کوشش کریں جس میں وہ پھنسے ہوئے
ہیں۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ اسلام گناہوں سے نجات کا وہ طریق سکھاتا ہے جو عقل
کے مطابق ہے۔ اور جس کا موید خدا کا قانونِ قدرت بھی ہے۔ اور جو عیسائیوں
کے عقائد کے بموجب خود خدا تعالیٰ نے بذریعہ اپنی وحی کے سینکڑوں انسانی
نسلوں کو سکھایا۔ عجیب بات یہ ہے کہ ذوی العقول کہلا کر پھر اس طریق پر
عمل کیا جاوے جو عقل کے مطابق ہے +

چند روزہ نکاحوں کی تجویز:۔

یہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ عیسائی ممالک آہستہ آہستہ تمام اسلامی اصول
کی طرف چلے آتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ کہہ رہے ہیں کہ اسلام مغرب کی تہذیب
یافتہ قوموں کے مناسب حال نہیں۔ عیسائیوں کے نزدیک نکاح کا فسخ کرنا قریباً
قریباً ہمیشہ محالات سے سمجھا جاتا رہا ہے۔ لیکن عملی طور پر یہ تجویز سوسائٹی کے
امن میں سخت مخل ثابت ہوئی ہے۔ جیسا کہ اخبار شرولڈ سیکر لکھتا ہے۔ یہ کہ
ہزارہا مرد و عورت کے جوڑے جو اس عیسائی خیال کے منکر ہیں اور نکاح کو انسانی
انتظام سمجھتے ہیں یعنی ایسا انتظام جو ضرورت کے وقت توڑا جا سکتا ہے وہ تو
موت کے وقت تک خوشی سے اکٹھے رہتے ہیں۔ اور ایسے ہی ہزارہا جوڑے جو
نکاح کے معاہدہ کو ناقابلِ انفساخ سمجھتے ہیں وہ تمام امور میں سوائے کھانے اور
سونے کے اور بعض اوقات ان امور میں بھی الگ ہوتے ہیں اور ایسی
زندگیاں بسر کرتے ہیں جو دنیا میں وحشی اور حیوانات بسر کرتے ہیں۔ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی عقائد کو آخر کار کیسی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے جس کی
وجہ یہ ہے کہ وہ منافی حالات اور تقاضائے فطرتِ انسانی کے مطابق

نہیں ہیں +

مسٹر جارج میرڈتھ ولایت کا مشہور ناولسٹ نکاح میں ایک ترمیم کی تجویز پیش کرتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ نکاح کچھ عرصہ کے بعد مثلاً دس سال کے بعد خود بخود فسخ ہو جانا چاہیئے۔ تا کہ فریقین از سرنو زیادہ خوشحالی کا انتظام کر سکیں۔ ایسی ایسی تجویزیں جو آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ اس بات پر شاہد ہیں کہ عیسائیت کے قائم کردہ رواجوں پر لوگ بالکل غیر مطمئن ہو رہے ہیں۔ اگر اس تجویز کی اصل غرض کو ٹٹولا جاوے۔ تو وہ صرف اسیقدر معلوم ہوگی کہ نکاح زیادہ آسانی سے فسخ ہونیکے قابل ہونا چاہیئے کیونکہ انسانی فطرت عیسائی تشدد کی برداشت نہیں کر سکتی۔ اسلئے اگر طلاق کے معاملہ میں عدالتوں کا دخل نہ رہے تو وہی مطلب زیادہ آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے اور سوسائٹی اس صورت میں عارضی نکاحوں کے نقصانوں سے بچ رہیگی۔ اگر طلاق کے معاملہ میں عیسائی دنیا صرف اسلامی عقیدہ پر قائم ہو جاوے تو اس کی ساری مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر خود بخود وہ ان پاک اصولوں کو اختیار نہ کرینگے تو زمانہ مجبوراً ان کو انہی اصولوں کی طرف لاویگا اور عیسائی اصولوں کے تشدد کے خلاف اس قسم کی تجویزوں کا پیش ہونا صریح علامت اس بات کی ہے کہ وہ دن قریب ہے جب اسلامی مسئلے عیسائی دنیا میں عام طور پر مقبول ہو جاوینگے +

زنا۔ شراب۔ چوری۔ جھوٹ وغیرہ بری خصلتوں کے چھوڑ دینے کے لئے آنحضرتؐ کی تعلیم

ناظرین خود غور سے اس تعلیم کی طرف دل لگاویں اور اس کو اپنے دل میں جگہ

دین کو کیا مخبر صادق صلعم کی اچھی تعلیم ہے (جس کے مقابل میں عیسائیوں کی تعلیم
اور دیانندیوں کی تعلیم بالکل ناگفتہ بہ ہے - مثلاً عیسائیوں کی تعلیم کرعشاء
ربانی وغیرہ میں شراب کا استعمال کرنا اور دیانندیوں کی تعلیم کرنیوگ وغیرہ
حیا سوز مسئلہ کا جس کی لنگوٹ بند دیانند نے اپنی ستیارتھ پرکاش میں بڑے
حوصلہ سے کھول کھول کر تفسیر کر دی ہے اور مرد کیلئے الگ اور عورت کیلئے
الگ رول بتا دیئے ہیں کوسوں دور ہے) مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
تھوڑی سی بات کے اشارہ سے ان چاروں خصلتوں زنا - شراب - چوری
جھوٹ وغیرہ کا ایسا قلع قمع کیا ہے کہ جو مسلمان اس تعلیم کی طرف دھیان
لگا دے - خدا کے فضل سے یہ چاروں بُری خصلتیں اس سے دور ہونگی اور ان
کی جگہ نیک خصائل اپنا گھر کرینگے - قربان جائیں مخبر صادق صلعم پر کہ ایک دن
ایک شخص آنحضرت صلعم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ میں چار
بُری خصلتوں میں پھنسا ہوا ہوں اوّل یہ کہ زنا کرنا - دوم شراب پینا - سوم
چوری کرنا - چہارم جھوٹ بولنا - میں ان کو یکدفعہ چھوڑ نہیں سکتا - آپ
ارشاد فرماویں کہ میں انکا کیا علاج کروں کہ میں اُن کو چھوڑ دوں آنحضرت
نے ارشاد فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دے - اس آدمی نے آسے آسان سمجھا
اسی وقت جھوٹ بولنے سے کنارے ہوا اور دل سے سچی توبہ کر لی جب رات
کا وقت آیا - چاہا کہ شراب پیئے - زنا کرے - جونہی اس کے دل میں یہ خیال
گذرا - کہ صبح کے وقت جب میں رسول اللہ صلعم کی خدمت مبارک میں
حاضر ہونگا اگر آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ رات کو تم نے کیا کیا - تو میں کیا
جواب حضور کے پیش کرونگا - جھوٹ نہ بولنے کا تو میں نے حضور کے پاس اقرار
کیا ہے تو میں کسطرح جھوٹ بولونگا - اگر سچ کہونگا - تو شرمندگی اٹھانے کا سامنا
ہوگا - اور لائق سزا ٹھہرونگا - یہ دل میں ٹھان کر آں دوگنا ہوں سے بھی توبہ
کر لی - جب دوسری رات آئی - اور لوگ خواب غفلت میں سو رہے - اس

کے دل میں چوری کرنے کا ارادہ غالب ہوا۔ اس وقت بھی اس کے علم میں وہی خیال آیا جو پہلے آیا کہ فجر کے وقت آنحضرتؐ رسالت پناہ کے حضور پُرنور میں جھوٹ بولا تو سبکی اٹھانی پڑے گی اور سزا بھی ملیگی۔ اس خیال کا آنا تھا تو جھوٹ چوری سے بھی توبہ کرلی۔ صبح کے وقت جب حضورؐ کے پاس آیا تو عرض کی یا رسول اللہ آپ نے مجھ سے ایسی چیز کی توبہ لی کہ جتنے مجھ میں بد خصائل گھر کئے ہوئے تھے سب کے سب چھوٹ گئے۔ آپ حضورؐ کے روبرو آیندہ کے لئے سب سے توبہ کرتا ہوں۔ آپؐ سن کر کمال حد خوش ہوئے اور الحمد للہ پڑھا۔

آریوں کے سنیاسی جی!

آریوں کے سنیاسی جی نے جبتک سنیاس نہ لیا تھا آرام طلبی اور عیش پرستی سے دور رہتے صرف ایک چار انگل کا لنگوٹ زیب تن تھا لذیذ کھانوں سے پرہیز تھا مرد و عورتوں کے عام جلسہ میں اسی طور سے وعظ فرماتے تھے سب کو دوست جانتے تھے جب سے سنیاس لیا کوٹھی بنگلوں میں رہنا قبول کیا گدے تکیے نواڑ کے پلنگ۔ عمدہ سوزنی۔ قالین۔ شال دوشالے۔ کمخواب۔ عمدہ کھانوں کی ضرورت پڑی۔ پان چھالی۔ حقہ تمباکو کے شوق سے بیٹھتے تھے مزے سے پیٹ بھر کر کھاتے تھے بھکشا کو کہیں ہاتھ نہ پھیلایا جن باتوں کے کبھی نہ ہوئے گرہست آشرم کو ادا نہ کیا غیر مذہب والوں کو بُرا کہا سب سے دشمنی کی پیشوایان مذاہب اور بزرگان قوم کو بُرا کہا ہے بتہ پاؤں وصلاتا غرض سعادت تعلیم کم آت کر اور سگئی گشت دیکھو جیون چرتر بیکھراج و منشی رام اور جیون چرتر مطبوعہ بصادت مسجد بخش پریس فرخ آباد اور جیون چرتر دلیت رائے جگراؤں۔

ایک بغلی چار ہو گئے۔ دو پندتوں میں سر اور خراب۔ ایک انار صد بیمار۔
پنجابی مثل (ایک کڑی چار جنجاں۔ میں کیندے نال ونجاں) یعنی اگر ایک لڑکی کی الگ
ایک ہی دن میں چار برات آویں تو وہ کس کس کے ساتھ بیاہی جاوے۔
(ط) اسلام پاک ہے اس کے مسایل طیب ہیں اس میں زنا اور شہوت [illegible]
نفسانی امور کا دخل نہیں۔
ایک عورت اور پانچ مرد اسکے نطفہ کی شناخت کیسے۔ پھر اولاد کس کی۔ پھر
پرورش کون کرے۔ اس اولاد کا مالک کون۔ ایسے سوال کرنے سے شرم نہیں آتی
ہاں البتہ آپکا **مسئلہ نیوگ** خوب جچتا ہے۔ غور کر کے پڑھو۔ العاقل
تکفیہ الاشارہ۔
عورت مرد سے بہت باتوں میں کم ہے۔ پیدائش ہی سے مختلف
وضع و شکل۔ دل۔ دماغ۔ جگر۔ طحال غرض سب مرد سے کم درجہ رکھتے ہیں
عورت کو حیض آتا ہے۔ کیا آپ بھی اس میں شامل ہیں۔ اگر شادی شدہ ہو تو باقی فرق
خود جان لوگے۔ کیوں اپنی مٹی خراب کرتے ہو؟۔
(۱۹) **گنگا رام**۔ روزہ۔ قربانی۔ نماز مکہ شریف کی طرف پڑھنا۔ عورتوں کا بہشت
ملنا پر اعتراض لایعنی کرتے ہیں۔ تقریر طول فضول ہے۔
جواب صابر۔ نماز عبادت لسانی۔ روزہ عبادت جسمانی۔ عبادت مالی
صدقہ زکوۃ و قربانی ہے۔
قربانی و قربان۔ وہ چیز جو خدا کی راہ میں تصدق کریں۔ اونٹ۔ گائے اور بکری
بھیڑ جو عید کے دن ذبح کریں۔ یہ لغوی و نقلی معنے ہیں۔ دیکھو لغات و رسالہ
[illegible] اللغات۔ غیاث اللغات۔
مکہ شریف کی طرف منہ کرنا یکجہتی یا اتفاق کی علامت ہے۔ ہم مکہ شریف کی عبادت نہیں کرتے
[illegible] الکعبہ [illegible] یا مثلہ کی۔ آپ دریائے جمنا یا گنگا کے کنارے کی
[illegible] معلوم ہو جائیگا کہ آپ کے بھگت کیا عبادت کرتے ہیں کوئی تو پانی میں کمر [illegible]

کوئی سورج کی طرف منہ کر کے پانی اچھال رہا ہے۔ کوئی آلکڑ لگائے دھونی جمائے بیٹھا ہے۔ کوئی سوا لاکھ کے ہوم کر رہا ہے۔ کوئی ایک ٹانگ پر گھوم رہا ہے۔ کوئی درخت پر لٹکا ہے۔ کہیں ڈھولک بج رہی ہے۔ کہیں ستار و طنبور کا مزا ہے۔ کوئی صاحب کسی مہ جبین سے پاؤں دبوا رہا ہے۔ کوئی پری پیکر گود میں لئے بیٹھا ہے۔ کوئی بھبوت ملے بدشکل بن رہا ہے۔ کسی پر چندن تو ملے پر تلک لگا ہے۔

قرآن شریف کی آیت فاینما تولوا فثم وجہ اللہ پر بھی غور کرے۔ جدھر منہ کروگے ادھر ہی خداوند کریم کی قدرت کا معاینہ کروگے۔ یہ نماز مکہ شریف کی طرف مسلمانوں کی جماعت اور اتفاق کی نشانی ہے۔ نہ کہ آپکے مذہب کی طرح ہر ایک من بھائی کھائی ہر د جواب آخری جو تم کو بھی ضرور درجات حسنات ملینگے۔

(۱۷) اعتراض آریہ - کیا توراۃ۔ زبور۔ انجیل بھی آسمانی کتابیں ہیں اگر ہیں تو کس زمانہ میں نازل ہوئیں اور قرآن شریف سے اُن کی تعلیم مطابق ہے یا مخالف

جواب صابریہ - یہ تینوں کتابیں آسمانی ہیں۔ اعتقادات و عبادات میں مطابق تعلیم قرآنی ہیں۔ باقی افترا و تحریف یہودی و نصرانی میں جو لاعینی قصہ کہانی ہیں ہم مسلمان لوگ ان تینوں کو محرف مانتے ہیں۔ اصلی صحیفوں کو کلام الٰہی جانتے ہیں

(ب) توراۃ حضرت موسیٰ پر۔ زبور حضرت داؤد پر۔ اور انجیل حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہم السلام پر نازل ہوئیں۔ **ہمارے رسول برحق صلعم سے اول نازل ہوئی تھیں۔**

(۱۸) اعتراض آریہ - یہ کلمہ بر کہ شبہہ (شک) اس کا مفہوم آپکے دین کی کمزوری ظاہر کرتا ہے ورنہ سلام کو آج کیا ہے۔ بلکہ سچی بات یا حکم پر شک کرنے سے چونکہ چھننی کے کھوج کا زیادہ موقع مل جاتا ہے۔ اعتقاد و بھروسہ کا زیادہ احتمال بڑھتا ہے۔ کیونکہ جب تک انسان کا شک ہی رفع نہ ہوا تو اعتقاد کیا خاک کریگا اور شک کو رفع ہونا بغیر اسکے ظاہر کرنے کے کیا ممکن ہے اس سے ثابت ہو کہ قرآن کے مصنف کو اپنی کمزوری پہلے ہی سے معلوم تھی۔ ورنہ ایسے کہنے کی کیا

ضرورت تھی۔ دیکھو ہم لوگوں کا یہ عمدہ اصول ہے کہ راست کو چھوڑو مت کو ہمیشہ
گرہن کرو۔

جواب صابریہ۔ یہ اعتراض کرکے تو آپ نے بالکل اپنی عقل کو جواب دیدیا اور
آریہ پن کو فنسار کیا۔ ہر گز شک آورو کا فر خود۔ بتائیے یہ کلمہ فارسی ہے یا عربی ۔
قرآن شریف کھولکر تو کہیں اس فقرہ کو دکھاؤ۔ کیوں اپنی لاعلمی وجہالت ظاہر کررہے ہو
پہلے کتاب اللہ پڑھو۔ پھر سوال کرنا سیکھو۔ اگر یہ کلمہ کہیں قرآن شریف سے آپ نکال
دیں تو آپ کا چیلا بن جاؤں گا۔ ورنہ آؤ گمراہی وکفر کے گڑھے سے نکلو۔ اور سیدھا
راہ محمدی صلعم اختیار کرو۔ اگر جنم چکر سے بچنا چاہو۔ اے آریہ صاحبانِ ہنود ذرا
اپنے نئے پودے کو سنبھالنا۔ اُسکو خزاں آرہی ہے۔ فارسی اور عربی عبارت کی شناخت
بھی نہیں کرسکتے۔ اسپر طرہ یہ کہ ویدک اپدیشک یا سیوک کا دعویٰ۔

خود غلط۔ املا غلط۔ انشا غلط کا معاملہ ہے

سؤر کیوں حرام ہے؟

(۱۹) اعتراض آریہ۔ (گنگا رام ولیکھرام) بھلا آپ سؤر کو جو ایک حیوان
ہے بد کیوں کہتے ہیں۔ اس بے زبان نے آپ سے کیا بدی کی ہے یا آپکے حضرت صاحب
سے کیا یہ دوسری مخلوقات کی طرح قانون قدرت سے نہیں پیدا ہوا۔ اگر یہ فضل ہے
اور گندگی کھاتا ہے تو بھیڑ کونسی خوبصورت ہے اور امرت کھاتی ہے۔ اسے کیوں حلال
کہتے ہو۔ اس سے ثابت ہے کہ بے ایما جانوروں کو حلال باقی شیر بھیڑیا سور وغیرہ حرام۔
اگر قرآن شریف میں اپنی کلام میں خود خدا نے سور کو بد کہنے کا حکم دیا ہے تو خدا سخت نادان
ہے کہ خود ہی سے بنایا اور خود اسے بد کہنے کے واسطے حکم بھیجا۔ یا یوں سمجھیں کہ قرآن تو
خدا کا کلام ہی نہیں۔

جواب صابریہ۔ بڑے گرو تو بڑے چھوٹے چیلے سبحان اللہ۔ پنڈت
لیکھرام نے بھی یہی خبط ظاہر کیا ہے مگر میرا جواب گرو وچیلے ہر دو کے واسطے باصواب ہے

بلکہ تاقیامت اس تقریر کا جواب لاجواب ہے۔

بد یعنی بُرا۔ ابتر۔ یہ لفظ فارسی ہے جیسے بدآموز۔ بد اندیش۔ بددل۔ بدتخم۔ بدنام۔ جسکو عربی سے کچھ تعلق نہیں اسکی صورت یا شکل کے لحاظ سے لیں تو بھی کل حیوانات کی نسبت بدشکل ہے۔

اگر اسکے خصایل دیہاتی کی طرف خیال کریں کہ ایک سُورنی پر کئی سُور چڑھتے ہیں۔ اور خوب چلا چیں لگاتے ہیں تو بھی بدخصلت ہے۔

واہ صاحب واہ بھیڑ اور سُور ایک ہی صورت بنادی۔ پیشاب اور مدھ ایک ہے حلوا اور گُوہ ایک ہے۔ دیگر اگر کچھ بھی علم عربی سے واقفیت رکھتے تو ایسے خرافات نہ لکھتے۔ کہاں بد لفظ فارسی اور کہاں قرآن شریف زبان عربی۔

دوسرا چیلنج اس لفظ بد کو ہی قرآن شریف سے نکالو۔ بندہ مناسر کوئی تو ثبوت دو۔ چوری سینہ زوری۔

قرآن شریف میں یہ حکم ہے دیکھو سیپارہ دوم۔ حرّمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اُھل بہ لغیر اللہ یعنی حرام کیا گیا تم لوگوں پر مُردار خون اور گوشت جانور اور ذبیحہ بغیر نام اللہ کے۔

حرام اسکے معانی دیکھو لغات کشوری۔ یہ لفظ عربی ہے۔ منع کرنا۔ روکا گیا۔ ناروا۔ ناشائستہ۔ ناجائز سیمجھئے حرام کو کوئی بھوت نہ سمجھئے۔ معانی پر خیال فرمائیے۔ بد کہاں سے لائے۔

حلال۔ لفظ عربی ہے جو حرام کا ضد ہے۔ روا۔ جائز۔ درست اس کے معنے ہیں۔

غور سے سنئے۔ حلال و حرام کی بحث پر ہم آپ کی اور آپکے استاد پنڈت لیکھرام کی تکذیب کرتے ہیں تا آپ لوگوں کی عقل پر پتھر پڑتے ہیں۔

تکذیب لیکھرام۔ جناب پنڈت صاحب۔ آپ کو تعلیم ... ہے کیونکہ آپ اپنے اعمال کا بار لیکر تمام ...... میں تشریف رکھتے ہیں ...

نی چہرے خلاصی ہو تو اس تحریر صابریہ پر غور کرکے پھر چکر میں چڑھنا اور خالدین
فیہا ابدًا رہنا۔ مگر ہم اب آپکے چیلے چانٹوں کو توجہ دلاتے ہیں اور حلال اور حرام
کی بحث سمجھاتے ہیں۔

آریہ صاحبان! آپکو معلوم ہے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ حکیم کا کام
حکمت سے خالی نہیں ہے۔ یہ حلال و حرام۔ جائز یا ناجائز خوراک میں بھی اس حکیم مطلق
کی حکمت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔

حلال وہ اشیا ہیں جن سے انسانی بدن کو نقصان نہ پہونچے اُن میں مادہ
زہریلا یا گرم نہ پائے جائیں جس سے جسم کی پرورش ہو خون صالح پیدا ہو۔ انسان
تندرست و توانا صحیح و سالم رہکر اپنے مالک کی بھگتی و بندگی کما حقہ بجا لائے۔
کیونکہ جب بیمار ہوگا تو اس سے عبادت کہاں ہوگی۔ یہ اُس خالق مالک کی کمال
رحمت ہے کہ اپنی مخلوق کو آگاہی بخشتا ہے ورنہ الناس حریص علٰے مامنع
کا مصداق ہو۔ خداوند کریم خالق کل نے ہزارہا چیزیں دنیا پر پیدا کی ہیں اُس میں نفع و ضرر
مزید ہے سب کی سب کھانے پینے کی کام کی نہیں۔ حیوانات۔ نباتات
جمادات کا بھی یہی حال ہے۔

(انکے خواص وغیرہ مفصل دیکھو میری کتاب مفردات صابری ۱۲۰۰ بالتصویر مطبوعہ
مصطفائی پریس لاہور)

حرام یا ناجائز وہ اشیا جو زہریلی ہوں اور انسان کا امکان جسے جائے۔ عبادت
سے دور ہو۔ عقل میں فتور ہمیشہ مرض میں گرفتار ہو۔ کسب معرفت سے لاچار ہو
اسواسطے ہر ایک چیز کے خواص بیان کئے گئے اور بتلائے گئے کہ فلاں چیز مضر
صحت ہے اور فلاں مصلح ہے۔

آپکے پنڈت نے تکذیب میں حرام حلال کا نقشہ اور آئمہ مجتہدین کی مختلف را
ئے لکھکر اپنے علم و عقل کی قلعی کھولی ہے۔ اول تو کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ دوسرا
امر ہیں ریا مذہب لغت بھی نہیں دکھائی۔ جو جو حیوانات کہ مضر صحت ہیں انکو با اتفاق

سب نے حرام مان لیا ہے۔ دیکھو نقشہ پنڈت۔ ہم لوگ نا مکروہ حیوانات بعض
سبزی پر سے زیادہ کھاتے ہیں۔ بھیڑ بکری وغیرہ۔ وہ حیوانات جو خشکاری ہیں یعنی
حیوانوں کو مار کر کھاتے ہیں اُن کا استعمال ممنوع ہے۔
گوشت خور حیوانات کا گوشت سمیات سے خالی نہیں ہوتا نہ ہم شیر سے مُتفق
ہیں نہ بھیڑیا سے۔ انسان نے ہر ایک جانور کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔
پنڈت لیکھرام کے حامیان۔ دیکھو میری کتاب طب حسینی۔ مفردات مابعد
اردو۔ خواص سُوّر۔ دیکھو مخزن الادویہ۔ پوچھو ڈاکٹر صاحبان سے۔ دیکھو میڈیکل جورنل
پروڈنس۔
دیکھو امریکن ڈاکٹر کی رائے سُوّر پر (ڈاکٹر ایم۔ ڈی فورٹ صاحب کا پلین ہوم کا کتاب)
کل حکماء و اطباء و ڈاکٹران و بید حکیم اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ سُوّر میں بہ نسبت دوسری
حیوانات کے زہریلا مادہ اور کرم زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اسکو خدا تعالیٰ نے گند کی
کھانے اور دیگر حیوانات کا چوہڑا مقرر کیا ہے۔ سوائے نقصان کے اس میں کوئی فائدہ
نہیں۔ ہاں ضد کا بھی کوئی علاج نہیں۔

نقصانات لحم الخنزیر

یہ امر مسلمہ طبابت یونانی و ڈاکٹری ہے کہ جو چیز کہ از قسم حیوانات یا نباتات وغیرہ انسان
یا حیوان کھاتا ہے وہ سب کی سب معدہ میں جا کر کیلوس بن کر بذریعہ عروق جاذبہ
ماساریقا جگر میں جاتا ہے وہاں سے خون غلیظ کیموس بنکر بذریعہ قلب پھیپھڑے میں
صاف ہوتا ہے اور پھر اُس تالاب دل سے ہزاروں نہریں نکلتی ہیں جو جسم انسان یا
حیوان کو سیراب کرتی ہیں۔ اس خون سے گوشت پوست ہڈی وغیرہ بنتی ہیں فضلہ
بذریعہ پیشاب و پاخانہ۔ تھوک۔ بلغم۔ پسینہ کے خارج ہو جاتا ہے۔
اس واسطے خوراک نفیس و عمدہ صاف کھانے والے انسان ہمیشہ تندرست اور
وجیہ ہوا کرتے ہیں۔ ساگ پات چنا۔ جوار۔ دلیا کی وغیرہ کھانے والے اکثر
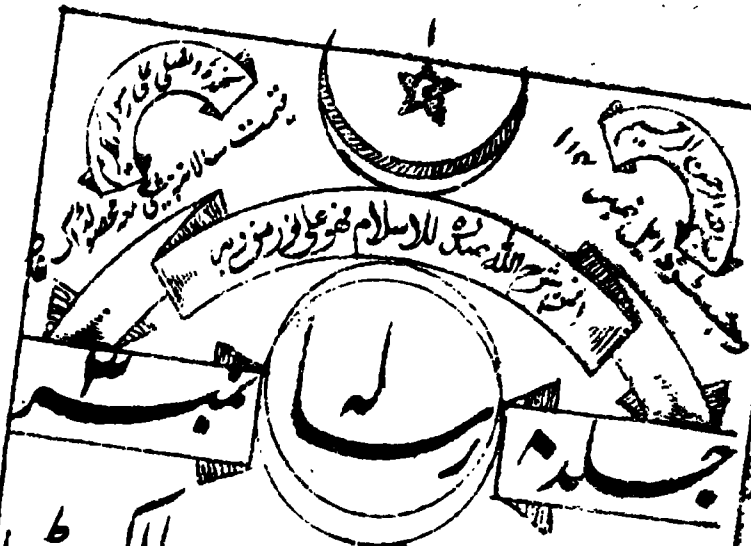
بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ
یا اللہ
یا اللہ
رسالہ
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

ضروری اطلاع

ہم نے سوچا تھا کہ وہ مضمون جس کا عنوان تنویر الاسلام کے نام سے درج ہوتا ہے۔ جو رسالہ انوار الاسلام جلد ۷ نمبر ۹ میں صفحہ ۱۱ سے ۲۶ تک اور نمبر ۱۲ میں صفحہ ۲۷ - ۴۸ تک اور نمبر ۲۳ و ۲۴ میں ۵۹ سے ۸۲ تک اور جلد ۸ ع ۱ میں ۸۳ سے ۹۰ تک چھپ گیا ہے۔ اگر یہ مضمون لگاتار اپنے سلسلہ وار نمبروں میں آئندہ سے طبع ہوتا رہتا تو دیانندیوں کی تردید میں ایک اعلےٰ درجہ کی کتاب بن جاتی لیکن تنویر الاسلام کے سلسلہ وار ہندسوں کے درج ہونے سے بعض خریداروں کے فہرس کے مطابق انکو غلطی لگی ہے۔ جس سے پے در پے شکایتیں موصول ہو رہی ہیں آئندہ ہم نے تنویر الاسلام کے نمبروں کا سلسلہ ہٹا کر سابقہ طور پر رسالہ کے ہندسوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر اُن تنویر الاسلام کے ہندسوں کو مطابق رسالہ کے ہندسوں کے بنالیں۔ والسلام۔ ایڈیٹر

تاریخ وصال حسرت مآل جناب مولوی منشی کریم بخش صاحب مرحوم و مغفور ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

(۱ افسوس) از طبع مولوی عبد الغفور فیض بوڑیوی خریدار رسالہ نمبر ۵۷۹

۶	واہ واہ ای مٹتے دنیائے دون	۵۰	۱	انا للہ … الیہ راجعون	۵۰
۶	وہ کریم بخش مرد باخدا	۱	۲۰۰	رحلت فرما ہوا سوئے بقا	۱
۴۰	مغفرت کر اُسکی اے رب کریم	۴۰	۲	بخش اسکو نعمتِ خلدِ نعیم	۴۰
۴۰۰	تھا بلا شک حامیِ دین نبی	۱۰	۱۰	یعنی عابد زاہد و مردِ سخی	۱۰
۱	اسکے ننھے ننھے چھوٹے ہیں یتیم	۴۰	۱	اور اک بیوہ ہے باحالِ سقیم	۴۰
۱	از طفیلِ سیدِ والا تبار	۲۰۰	۱۰	یا الٰہی دے انہیں صبر و قرار	۲۰۰
۲	پڑھو تاریخِ ظہر وہ مرد سعید	۴	۸	حق ہوا غفرلہٗ رب المجید	۴
۲	بچ نہیں سکتا ہے کوئی موت سے	۱۰	۲۰	کل نفس ذائقۃ الموت ہے	۱۰
۴	دشمنوں کی فوج کو زنبتِ غزا	۱	۱	اسکا چھوٹا رسالہ دیکھیگا	۱
۴۰	مصرعۂ تاریخِ رحلت آں ولی	۱۰	۵	ہاتفِ غیبی پکارا لکھ یہی	۱۰
۳۰۰	شاہ غازی گیا ہے شہید	۴	۶	وہ کہ تھا از فیض مرد حق رسید	۴
	۲۴ ۱۳ھ		۱۰۰	ق …	
۸۰۲	+	۲۷۰	۳۶۴	+	۳۷۰

۸۰۲ + ۲۷۰ + ۳۶۴ + ۳۷۰ = ۱۹۰۶ سنہ عیسوی

شاہ غازی تاریخ ہجری ہے اور ان گیارہ شعروں کے اول آخر کے حروف کے اعداد جمع کرنے سے تاریخ عیسوی پیدا ہوگی بشرطیکہ فیض کے فقرۂ ثانی کے اعداد ۱۰۰ بھی شامل ہوں۔

تاریخ مجموعی کریم بخشِ حق طلب مرد حق پرست تھا

۱۳ ہجری	۲۴
۱۹ عیسوی	۶۲
۳۲	۸۶

پیغمبر صاحب کی وفات کا کس اہل اسلام کو رنج نہیں انوار الاسلام جیسے یتیم کا اُن ننھے بچوں کی طرح کہ جنکے سر پر سے سایہ شفقت پدری خورد سالی ہی میں ڈھل گیا ہو۔ ہر اہل اسلام کو حامی بننا ضروری ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اُمید ہے کہ اہل اسلام خریداری اس یتیم انوار الاسلام میں کوشش کرینگے تا کہ انکو ان یتیم بچوں کی پرورش و اعانت کا ثواب عظیم حاصل ہو
عنہ ۹۰ ۵
الراقم اخفر العباد ہیچمدان مولوی محمد عبد الغفور قیس ہٹ یوبی خریدار

بیویوں کے حقوق شوہروں پر

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۲ نمبر ۲۳ و ۲۴ صفحہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میری وصیت عورتوں کے حق میں قبول کرو۔ مومن مرد۔ مومن عورت سے ناخوش نہ رہے اگر ایک خو اسے ناپسند ہے تو کوئی پسند بھی ہوگی۔

پیغمبر صاحب صلعم نے فرمایا۔ بندہ کو ایمان کے بعد نیک بخت عورت سے کوئی چیز بہتر عطا نہیں ہوئی۔

کسی نے آنحضرت سے پوچھا۔ مرد پر عورت کا کیا حق ہے۔ آپ صلعم نے فرمایا۔ جو آپ کھائے اُسے کھلائے جو آپ پہنے اُسے پہنائے۔ اشد نافرمانی کی حالت میں بھی اُسکے منہ پر نہ مارے۔ اُس کی مذمت نہ کرے اور بغیر گھر کے اُسے اکیلا نہ چھوڑے

ایک دن جناب سرور کائنات صلعم نے فرمایا۔ کچھ عورتیں رات کو میرے گھر میں آئیں اور اپنے شوہروں کی شکایتیں کیں وہ مرد ٹھیک نہیں ہیں۔

مرد کو لازم ہے کہ اپنی عورت کو علم سکھائے۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ عورت کو جاہل رکھنا اور دین پر اُسے قایم نہ کرنا بہت بُری بات ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو اپنے نفسوں کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے

بسچا۔ جس کا اینڈھن آدمی اور پتھر ہیں پس مردوں کو فرض ہے کہ اپنی عورتوں اور گھر والوں کو کم از کم ضروریات دین کی ضرور تعلیم کریں اور رسوم کفر و شرک سے باز رکھیں
رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ لوگو سنو! تم سب کے سب رعیت کے نگہبان ہو۔ اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائیگا۔ ایک آدمی اپنے گھر والوں پر نگہبان ہے اور اُنکے نیک و بدکی بابت پوچھا جائیگا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور بال بچوں پر نگہبان ہے۔ اُس سے اُس کی بابت باز پرس ہوگی۔ غلام اور خادم آقا کے مال کا نگہبان ہے اُس سے اُس کی بابت سوال ہوگا۔ انسان اپنے اعضا کا نگہبان ہے۔ اُس سے اُس کے اعضا کی بابت سوال ہوگا۔ کہ آیا شریعت کے موافق استعمال کئے یا نہیں پس تو تم سب رعیت کے نگہبان ہو اور اپنی رعیت کی بابت پوچھے جاؤ گے۔

میاں بیوی کی محبت الٰہی محبت ہے۔ کہ حکم الٰہی سے یہ اتحاد قائم ہوا ہے۔ الٰہی محبت والوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے سایہ خاص میں جگہ دے گا افسوس ہے کہ جس محبت کا یہ نتیجہ ہو اُس کو آدمی ترک کرے اور بدخلقی اور بدمزاجی سے پیش آئے۔

عورت کا نفقہ۔ لباس۔ مکان وغیرہ مرد پر واجب ہے بقدر اُس کے مقدور کے عورت جو زر و مال آپ کمائے مرد کا اُس پر کوئی دعویٰ نہیں وہ عورت ہی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن مردوں کے لئے وہ حصہ ہے جو وہ آپ کمائیں اور ایسا ہی عورتوں کا بھی وہی حصہ ہے جو وہ آپ کمائیں۔

شرع کی رو سے چار بیویوں تک نکاح میں لانا جائز ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے عدل کی ایک ایسی زبردست قید لگی ہوئی ہے کہ کوئی شخص بمشکل دو بیویوں کی جرأت کر سکتا ہے بہرحال اگرچہ شرع کے رو سے دو یا تین یا چار عورتوں تک جائز ہیں۔ لیکن عواقب[1] اُمور اور عدل کی پابندی سے دور کر سوا اشد ضرورت کے دوسری بیوی جائز

[1] عواقب اور سوء مزاجی پیدا اور ارتی جھگڑا اور ... رضائی یا دنیوی غفلت اور پہلی عورت کی حق تلفی وغیرہ میں

[illegible]ہے۔ کثرت ازدواج کے جواز کے یہ معنے نہیں ہیں کہ کوئی لازمی امر ہے صرف
ایک اختیاری بات ہے جسے اگر قیامت تک کوئی بھی نہ کرے تو دینائے اسلام
پر [illegible]نہیں ہو سکتی۔

شرع میں جس قدر امور جائز ہیں سب اختیاری امور ہیں اور انکے جواز کی حکمت
صرف یہی ہے کہ عندالضرورت دنیا کو تنگی نہ ہو۔ اولاد کے لئے یا ایک عورت کے دائم
مریض ہونے کی حالت میں اگر دوسری کی ضرورت پڑے تو انسان زنا کی طرف نہ جھکے۔
لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ عدل کی بازپرسی کی پروا نہ کرکے خواہ مخواہ کثرت ازدواج
کا بوجھ سر پر اٹھایا جائے۔ مزاج کے موافق لایق اور صالح عورت اگر ایک ہی مل جائے
تو دوسری کا نام بھی نہیں لینا چاہئے۔

اشد ضرورت کی حالت میں اگر دو یا زیادہ بیویاں کیجائیں تو ان کے درمیان
عدل کرنا واجب ہے۔ ہر ایک بیوی کے پاس باری باری سے رہے۔ ایک طرف ہرگز
نہ جھکے۔ کہ گناہ کبیرہ ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ایک ہی عورت کی طرف جھک جائیگا۔ قیامت
کے دن اس کا آدھا دھڑ مارا ہوا ہوگا۔

آنحضرت صلعم کے صحابی جن کی دو دو بیویاں تھیں ایسے محتاط اور عادل تھے۔
کہ ایک صحابی کی کسی وبا میں دونوں عورتیں ایک ہی وقت میں فوت ہوگئیں تو اس کو
اتنی بھی بات نہ ہو سکی۔ کہ پہلے کسی خاص عورت کا کفن دفن کرے۔ آخر قرعہ اندازی کی
[illegible] عورت کو پہلے غسل دیا گیا۔

ہمسایہ کا حق

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کوئی ہمسایہ ایسا ہے جس کا ایک ہی حق ہے وہ ہمسایہ کافر
ہے۔ کوئی ہمسایہ ہے جس کا دو حق ہے وہ ہمسایہ مسلمان ہے۔ کوئی ہمسایہ ایسا
ہے جس کے تین حق ہیں وہ ہمسایہ رشتہ دار ہے۔ اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب

اچھا اور بہت وہ ہو جو اپنے دوستوں کے ساتھ اچھا ہو اور سب سے اچھا ہمسایہ وہ ہی جو اپنے ہمسایہ کے ساتھ اچھا ہو۔

اور فرمایا کہ مجھے ہمیشہ جبرئیل ہمسایہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ جبرئیل ہ کسی وقت ہمسایہ کو وارث ہی کر دیگا۔ آنحضرت م نے فرمایا کہ ہمسایہ کیسا ہی بددین اور کافر ہو تب بھی اُس کے ساتھ خوش سلوکی کرو۔ وہ اگر دکھ بھی دے تب بھی خوش سلوکی سے باز نہ رہو۔ ایک شخص نے ابن مسعود کے پاس آکر شکایت کی کہ میرا ہمسایہ مجھکو دکھ پہونچاتا۔ گالیاں دیتا۔ اور سخت دق کرتا ہے اُنھوں نے کہا کہ وہ تیرے حق میں خدا کی نافرمانی کرتا ہی۔ تو جا کر اُس کے حق میں خدا کی فرمانبرداری کر یعنی اُس کے ساتھ عمدہ سلوک کر۔

ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ م ایک عورت نماز پڑھنے روزہ رکھنے اور خیرات دینے میں بہت مشہور ہے۔ مگر اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان درازی سے دُکھ دیتی ہے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔

اس شخص نے کہا یا رسول اللہ صلعم ایک اور عورت ہے جو نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے اور خیرات دینے میں کمی کرتی ہے مگر اپنے ہمسایوں کو بُرا بھلا نہیں کہتی آپ م نے فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔

اور فرمایا کہ اگر تو اپنے ہمسایوں کو یہ کہتے سُنے کہ تو نے بھلائی کی تو بے شک تو نے بھلائی کی۔ اور اگر یہ کہتے سنے کہ تو نے بُرائی کی تو بیشک تو نے بُرائی کی۔

ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہمسایہ کے ساتھ خوش سلوکی کرے۔ ہمیشہ جس بات کی اُسے ضرورت ہو اُس کے مہیا کرنے میں دریغ نہ کرے ہمیشہ راحت و آسایش پہونچائے کسی قسم کی تکلیف نہ دے۔ بلکہ جو تکلیف اُس کی دیکھے اُس کے رفع کرنے میں سعی کرے اگر وہ غریب ہو حتی الوسع کھانا بھیجنے سے دریغ نہ کرے کھانے وغیرہ کی جو چیز لائے کسی قدر اُس کے گھر میں بھی پہونچا دے۔

جناب رسول خدا م نے فرمایا کہ وہ مومن نہیں ہے جو آپ پیٹ بھر کر کھاوے

جس کا ہمسایہ پہلو میں بھوکا پڑا ہو۔

حضرت ابو ذر یہ کہتے ہیں میرے دوست حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے مجھے نصیحت فرمائی کہ جب تو کچھ پکائے تو اس میں سے تھوڑا یا بہت سا پڑوسی کا حق نکال۔ ہمسایہ کو دکھ پہونچانا کبیرہ گناہ ہے۔ اس کی عورت کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھنا بہت بھاری گناہ اور ناقابل معافی جرم ہے۔

رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا کہ جس کی برائیوں سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔ اور فرمایا کہ جس نے پڑوسی کے کتے کو مارا اس نے پڑوسی کو ایذا دی۔ اور فرمایا کہ ۴۰ گھر تک ہمسایہ کا حق ہے۔

آنحضرت صلعم نے صحابہ سے پوچھا تم جانتے ہو پڑوسی کا کیا حق ہے؟ یہ حق ہے کہ اگر تم سے مدد چاہے تو مدد کرو۔ اگر قرض مانگے تو قرض دو۔ محتاج ہو تو خدمت کرو۔ بیمار ہو تو عیادت کرو۔ مر جائے تو جنازے کے لئے ساتھ جاؤ۔ خوشی میں تہنیت اور غمی میں تعزیت بجا لاؤ۔ اپنے گھر کی دیوار بلند نہ اٹھاؤ۔ کہ ہوا اس سے رکے۔ اگر میوہ خریدا ہے تو اسے بھی بھیجو۔ اگر نہیں بھیج سکتے تو پوشیدہ کرو۔ اور اپنے لڑکوں کو میوہ ہاتھ میں لئے ہوئے باہر نہ جانے دو۔ کہ ہمسایہ کے لڑکے کو رنج نہ پہونچے۔ باورچی خانہ کے دھوئیں سے اسے رنجیدہ نہ کرو۔ مگر یہ کہ اسے بھی کھانا بھیجو۔ کوٹھے پر سے اس کے گھر کی طرف نہ جھانکو اس کی عورتوں سے آنکھ چھپاؤ۔ وہ اگر تیری دیوار پر شہتیر رکھتا ہے تو اسے منع مت کر۔ اس کا پرنالہ بند نہ کرو۔ اگر تمہارے گھر کے سامنے مٹی ڈالتا ہے تو اس سے نہ لڑو اور جو کچھ اس کا عیب سنو اسے چھپاؤ۔ دل دکھانے کی کوئی بات اس کے ساتھ نہ کرو۔ اور حسن سلوک کے ساتھ اس عیب سے اسکو روکو۔

آنحضرت صلعم کے اخلاق فاضلہ

آنحضرت صلعم بدون چھنے جو کے آٹے کی روٹی کھایا کرتے تھے اور کسی کھانے کو کبھی

بُرا نہیں فرمایا بلکہ اگر اچھا معلوم ہوا تو کھا لیا ورنہ چھوڑ دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانے کے بعد اپنی انگلیاں اتنی چاٹتے کہ سرخ پڑ جاتیں اور اپنا ہاتھ مبارک رومال سے نہ پونچھتے جبتک کہ ایک ایک انگلی چاٹ نہ لیتے اور فرماتے کہ معلوم نہیں کہ کون سے کھانے میں برکت ہے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے الحمد للہ اللھم لک الحمد اطعمت فاشبعت و سقیت۔ آنحضرت صلعم باوجود قدرت کے مجرم کا قصور معاف فرماتے اور آپ سب لوگوں سے زیادہ حلیم اور باوجود قدرت کے عفو قصور میں سب سے زیادہ راغب تھے۔ ایک دفعہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کیا۔ صحابہ رض اسپر چڑھ گئے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اس کا پیشاب مت روکو پھر اس سے فرمانے لگے کہ مسجدیں اس قابل نہیں کہ وہاں پیشاب یا پاخانہ کیا جاوے ایک دفعہ آپ کی خدمت میں نوے ہزار درہم آئے آپ نے اُن کو بورئیے پر رکھ دیا۔ پھر ان کو تقسیم کرنا شروع کیا اور کسی سائل کو نہ پھیرا۔ یہاں تک کہ ان سے فراغت پائی۔ اور آپ بیمار کی عیادت فرماتے اور جنازہ کے ساتھ تشریف لیجاتے اور غلام کی دعوت منظور فرماتے۔ اور اپنے پاپوش مبارک کی آپ خود مرمت کر لیا کرتے اور اپنے کپڑے کو پیوند لگا لیتے۔ اور اپنے مکان میں گھر والوں کی حاجت میں ان کے شریک ہو کر کام کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوابگاہ میں کبھی عیب نہیں لگایا اگر کسی نے بچھونا بچھا دیا تو لیٹ رہے اور اگر بستر نہ ہوا تو زمین پر ہی لیٹ رہے آپ خوشبو کو بہت پسند فرمایا کرتے اور بدبو کو مکروہ جانتے۔ فقیروں کے ساتھ بیٹھا کرتے۔ مساکین کو ساتھ کھلایا کرتے۔ جو لوگ اخلاق میں افضل ہوتے اُنکا اکرام کرتے۔ کسی مسکین کو اُس کے مفلس اور اپاہج ہونے کے سبب سے حقیر نہ جانتے ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں مگر تجھ کو جو ضرورت ہو وہ کسی شخص سے میرے نام پر قرض لے لے۔ جب ہمارے پاس کچھ آئیگا ہم ادا کر دینگے۔

عیسوی مذہب کی اشاعت میں رکاوٹیں

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۲ صث

اب ہم اس امر پر غور کرتے ہیں کہ گناہ کا سچا احساس پیدا کرنے کے لئے ہاروسٹ
لیلا کیا علاج پیش کرتا ہے اور وہ کہانتک درست ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ ہندستان
میں واعظ کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبی بھی ہو لیکن سوال یہ ہے کہ کیا واعظ اپنی
مرضی سے یا اپنی کوششوں سے نبی بن سکتے ہیں نبی کا کام جیسا کہ اس اخبار میں لکھا
ہے صرف یہ نہیں ہے کہ وہ گنہ پر لوگوں کو سخت ملامت کرے۔ اور خدا کے
وعیدوں سے ڈراوے اگر واقعی نبی کا کام اس سے بڑھ کر کچھ نہیں تو ہمیں اس امر کے
تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں کہ پادری صاحبان نبی بن سکتے ہیں۔ لیکن یہ ایک
بھاری غلطی ہے بڑے سے بڑا گنہگار جو خدا کی ہستی کو مانتا ہے اس امر سے
انکار نہیں کرتا۔ کہ گناہ کی سزا ہوگی۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ باوجود اس علم کے کہ گناہ کے
سزا ہے۔ گنہ دنیا میں اس کثرت سے پھیلا ہوا ہے۔ اُسکا اصلی اور واقعی سبب
یہ ہے کہ گناہ کی ہستی پر اور نیک و بد کی جزا سزا پر درحقیقت لوگوں کو یقین نہیں ہے۔
یقین تو بہت کر لیتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں اور جزا سزا پر ایمان رکھتے ہیں لیکن یہ
نفس کو ایک دھوکا لگا ہوا ہے۔ کوئی شخص جان بوجھکر آگ میں نہیں کودتا جبکہ اسکو
معلوم ہے کہ آگ جلا دیگی اور نہ ایک خونخوار شیر کے سامنے آتا ہے۔ جبکہ اسکو یہ علم ہو
کہ وہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا۔ اور نہ ایک زہریلے سانپ کے سوراخ میں ہاتھ ڈالتا
جبکہ جانتا ہے کہ وہ اسے ڈس لے گا۔ پھر کیونکر وہ گناہ کرنے کی جرأت کر سکتا ہے
جبکہ جانتا ہے کہ خدا موجود ہے اور وہ اسکو اس گناہ کی سزا دیگا۔ سچ بات یہ ہے کہ

کہ اکثر لوگ دعویٰ ایمان کا کرتے ہیں مگر اُن کے دلوں میں ایمان نہیں۔ خدا اور اُس کی جزا و سزا کے متعلق ایسا یقین اُنکے دلوں میں نہیں ہے جیسا کہ مادی چیزوں کے متعلق ہے جنکو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ آگ اس چیز کو جلا دیتی ہے جو اس میں ڈالی جاتی ہے اگر ایسا ہی یقین انکو اس امر کے متعلق بھی ہوتا۔ کہ خدا ضرور ہے اور وہ اُن کو اُن کی بدکاریوں کی ضرور سزا دیگا تو وہ یقیناً آگ سے بھی زیادہ گناہ سے بچتے اور ڈرتے۔ کیونکہ آگ کا ضرر تو چند روزہ ہے لیکن گناہ کا ضرر ہمیشہ کے لئے ہے اس لئے بیشک ایک نبی کی ضرورت ہے مگر نہ اس امر کے لئے کہ وہ لوگوں کو اُن کے گناہوں پر ملامت کرے اور خدا کے وعید سے ڈرا دے۔ جیسا کہ جوسٹ فیلڈ لکھتا ہے بلکہ جیسا کہ وجوہات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے اس امر کے لئے کہ وہ خدا کی ہستی اور اُس کی جزا و سزا کی نسبت اُن کے دلوں میں یقین واثق پیدا کرے وہ نبی جو ایسا یقین پیدا نہیں کر سکتا اور گنہگاروں کو اُن کے گناہوں پر لعنت کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں کر سکتا۔ وہ اس منصب کے لئے شایاں نہیں اور ایک ہزار ایسے نبی (بلکہ اُن کو خالی واعظ کہنا چاہئے کیونکہ اُن پر نبی کے نام کا اطلاق کرنا غلطی ہے) دنیا کا کوئی فایدہ نہیں پہونچا سکتے۔ خدا کی ہستی پر وہ یقین جس سے لوگ گناہ سے بچ سکیں محض دھمکیوں اور ڈراووں سے پیدا نہیں ہو سکتا جس کا نام اصطلاح میں توبہ کی طرف دعوت کرنا رکھا ہوا ہے مشکل تو یہ ہے کہ مادی راحتیں اور فوائد ایسی چیزیں ہیں جنکو انسان صاف صاف دیکھتا اور محسوس کرتا ہے۔ لیکن نیک و بد کی جزا و سزا بڑی حد تک انسانی مادی آنکھ سے پوشیدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ گناہ کرتے ہیں اسقدر دلیر ہیں حالانکہ مادی آسایشوں کے لئے جو ان کو مل سکتیں وہ ہر طرح کے حیلے کرتے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ اپنے نبیوں کو بھیجتا ہے تا وہ خدا کی ہستی آسمانی نشانوں سے ثابت کر کے اُن کے دلوں میں نیک و بد کی جزا و سزا کے متعلق یقین پیدا کریں سو آسمانی نشانوں کے جنسے صاف اور صریح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک ایسی ہستی موجود ہے جو علم اور طاقت میں انسانوں سے بڑھکر ہے یہ یقین کبھی پیدا نہیں

ہو سکتا۔ بلکہ ایسا یقین اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جبکہ انسان یقیناً یہ جان لے کہ ایک ایسا خدا موجود ہے جو اسکے دل کے خفیہ رازوں کو جانتا ہے اور جس کو کہ بدی کی سزا دینے پر پوری طاقت حاصل ہے اور ایسا یقین پیدا ہونے کے بعد انسان گناہ سے ایسا بچتا ہے جیسا کہ وہ جلتی ہوئی آگ سے بچتا ہے اور بدی سے وہ ایسی نفرت کرتا ہے جیسا کہ دنیا میں بری سے بری چیز سے نفرت کرتا ہے۔ مثلاً شراب خواری ایک ایسی بدی ہے بلکہ بدیوں کی ماں ہے جو انسانیت کے لئے ایک سخت دھبہ ہے ہزارہا لوگ یہ کوشش کر چکے ہیں کہ اس بدی کو دنیا سے دور کریں لیکن انکی کوششیں ناکام ثابت ہوئی ہیں۔ یہ بدی جزیرہ نما عرب میں عین اسوقت میں پورے زور میں تھی۔ جب کہ آنحضرت صلعم پیدا ہوئے۔ دس ہزار لیکچرار وہ پاک تبدیلی پیدا نہ کر سکتے تھے جو آنحضرت ؐ کے پاک الفاظ نے پیدا کی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ مدینہ میں شہر کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مسلمانوں کے لئے شراب آیندہ حرام ہے اور کہ آنحضرت صلعم نے شراب پینا منع کر دیا ہے۔ اسکا اثر چند ہی منٹوں میں یہ ہوا کہ شراب کے تمام مٹکے اور برتن توڑ ڈالے گئے۔ اور مدینہ کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح نکلی۔ اس آواز میں یہ جادو بھرا اثر کہاں سے آیا۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ لوگ یقیناً اس بات کو جان گئے کہ شراب پینے میں اس خدا کی نارضامندی ہے جس کا پیغامبر وہ آنحضرت صلعم کو جانتے تھے اس قسم کے نبی کی واقعی دنیا کو ضرورت ہے۔ نہ اس پادری نبی کی جس کو سوائے برگزیدوں اور پاک مذہبی اصولوں کو برا بھلا کہنے کے اور کچھ نہیں آتا۔

یہ بات تو اب صاف ہو گئی ہے کہ جن رکاوٹوں کا ذکر کیا گیا ہے واقعی طور پر مذہب عیسوی کے پھیلنے میں وہ سدِ راہ نہیں۔ اس مذہب کا غیر عیسائی ملکوں میں کم ترقی کرنے کا سبب انہیں واقعات میں سے تلاش کرنا چاہئے۔ جو اس کے عیسائی ممالک میں زوال کا موجب ہو رہے ہیں۔ ایک ہی سبب ہی جو دونوں صورتوں میں عمل کر رہا ہے یعنی ایک جگہ تو ایک مذہب کی ترقی کو روکنے کا کام کر رہا ہے۔ اور

دوسری جگہ اُس کے زوال کا موجب ہو رہا ہے۔ اس مذہب کی اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ اس میں ضروریات زمانہ کو پورا کرنے کے قابل جوہر نہیں رہے اور اسکی اندرونی قوت دن بدن زایل ہوتی چلی جاتی ہے۔ جو لوگ فہم صحیح اور عقل سلیم اور دیانت کی اوصاف سے قدر زیادہ آراستہ ہیں وہ عیسائی مذہب کے مسایل کو انسانی عقل کے موافق ہونا محال اور ناممکن سمجھکر اسکو خیرباد کہہ رہے ہیں اور جو لوگ ابھی تک اس سے چمٹے ہوئے ہیں وہ اس کی کسی صداقت پر سچا ایمان لاکر اُس کے معتقد نہیں بلکہ محض رسم اور عادت کے طور پر اور سوسائٹی کے تعلقات میں پھنسے پھنسائے عیسائی چلے آتے ہیں۔ عیسائی عقاید اس وقت تباہی کی حالت میں ہیں اور اب ایسی حالت میں جبکہ اس مذہب کی اپنے ہی گھر میں گرفتیں ڈھیلی ہو رہی ہیں تو اس سے یہ اُمید کرنا کہ باہر دنیا میں مذہبی فتوحات حاصل کر سکے گا۔ یہ خیال محال ہے۔ عیسائی مذہب کی صداقت کے مسئلہ کی بنیاد ایک ناتوان ضعیف انسان کی الوہیت پر ہے اور اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ ایسے بیہودہ عقاید معقول دنیا میں قوت پکڑ سکیں۔

ریویو

تفسیر نیوگ

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۲ صفحہ ۱۵

اب ہم اس منتر کا اصل ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جیسا قدیم مترجمان وید نے کیا ہے۔ "ہے بالی (یعنی نو عمر لڑکی۔ بالی کے معنے سنسکرت میں نوخیز نو عمر لڑکی کے ہیں) تو خاوند اور دیور کو سکھ دینے والی بردھی کو پراپت ہو اور نعمات دیور آدی کٹنبیوں سے مدد و مودت کرنا اس گرہست آشرم میں حیوانات کے لئے کلیان کاری اچھے پرکار دھرم نیم میں چلنے والی روپ گن اور نرم ستر پونے آدی ہست بہادر پوتروں کی پیدا کرنے والی دیور کی کامنا کرنے والی یا دیور کا آرام چاہنے والی سکھ پورک اس گرہست سمندھی اگنی

ہوتر لو سبوں کیا کریں" یہ منتر جیسا کہ دیانند نے خود بھی سنسکار ودھی میں لکھا ہے۔ کنیا لڑکی
کو بیاہ کے موقعہ پر مخاطب کر کے پڑھا جاتا ہے یہ اُن اتھروید کے ۱۲۹ منتروں
میں سے ایک ہی جن میں بیاہ کے متعلق پانی گرہن۔ اگنی کریا وغیرہ بہت سے کاموں کا
ذکر ہے۔ کیا ایک عاقل تھوڑی دیر کے لئے اس بات کو ذہن میں لا سکتا ہے کہ بیاہ
جیسے نیک موقعہ پر لڑکی کے والدین و پیارے رشتہ داروں کے سامنے لڑکی کو نیوگ کا
اُپدیش ہو یا جاوے اور اُسی اپنے مرد کی موت کا نقشہ ایسے نیک موقعہ پر دکھایا جاوے۔ افسوس ہے
دیانند کی موٹی عقل پر۔ شاید دیانندی اپنے گرو کے حکم کے مطابق لڑکی کو بیاہ کے
موقعہ پر نیوگ کا اُپدیش دیتے ہونگے۔ میری دانست میں کوئی ہندو ایسی غیر مہذب
تعلیم کو ایسے نیک موقعہ پر جائز نہیں رکھ سکتا۔ دیانندیوں سے تعجب نہیں۔ وید
سے جتنے منتر دیانند نے نیوگ کی تائید میں لکھے ہیں۔ اُن میں سے ایک بھی اُس کی
تائید نہیں کرتا۔ بلکہ صرف دیانندی ڈھکوسلہ بازی ظاہر کرتے ہیں۔ اب دیانند اپنی تائید
میں منوسمرتی کو پیش کرتا ہے۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۵ منو ادھیائے ۹ شلوک ۶۹ "جو کشت
یونی استری بیوہ ہو جائے تو خاوند کا چھوٹا بھائی بھی اُس سے بیاہ کر سکتا ہے" اُس شلوک
سے یعنی اکشت یونی میں باکرہ عورت کا کوئی لفظ نہیں۔ پھر ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۰ پر دیانند نے
لکھا ہے کہ جس باکرہ کا خاوند مر جاوے۔ تو اُس کا کسی دوسرے مرد سے ازدواج ثانی ہونا چاہئے
دیانند کا یہ حوالہ نیوگ کی تائید میں بالکل نہیں اور سلسلہ مضمون کے خلاف ہی نیوگ
کے ثبوت کے بجائے اس سے پنر وواہ (ازدواج ثانی) ثابت ہوتا ہے۔ دیانند ستیارتھ پرکاش
صفحہ ۱۴۳ پر بحوالہ نرکت ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۵ لکھ آیا ہے۔ کہ دیور اس کو کہتے ہیں کہ جو بیوہ کا
دوسرا خاوند ہوتا ہے چاہے چھوٹا بھائی یا بڑا بھائی اپنے ورن یا اپنے سے افضل
ورن والا ہو جس سے نیوگ کرے اُسی کا نام دیور ہے" مگر یہ حوالہ منوسمرتی دیگر
وہ نیوگ کو چھوٹے بھائی کے ساتھ محدود کر رہا ہے۔ منوسمرتی کے پورے شلوک کا
ترجمہ یہ ہے "جس کنیا کا پتی سے وچن کرنے پر پھر پتی مر جاوے تو اُسکو بواہ کی ودھی سے
پتی کا چھوٹا بھائی بیاہ کر لیوے" اس شلوک میں لفظ کنیا آیا ہے نہ دیانند کا لفظ

عورت (اکھشت یونی: ستری) مطلب یہ ہوا کہ جس ناشادی شدہ کنیا کا گرہانی کیا
ہوا جتنا ہو جاوے اس سے خاوند کا چھوٹا بھائی بیاہ کرے۔ فرمایئے کہاں گیا دیانند
کا نیوگ۔ لفظ ودھوا کے معنے ہی غلط کر رہے ہیں کہ عورت روکی جاوے کیونکہ
بیج مصدر [illegible] سے یہ لفظ نکلا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ خاوند
کے مرنے سے عورت روکی جاتی ہے یعنی ہر کامت جو وہ خاوند کی زندگی میں
کر سکتی ہے روکی جاتی ہے۔

اگر بیدوں تک دیانند نیوگ پیش کرتا تو نہ تھا مگر غضب تو یہ ہے کہ وہ وید میں نیوگن
کے خاوندوں کے نام بھی گنواتا ہے اور رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۵ منتر ۴۰ ستیارتھ
صفحہ ۱۴۳ کا حوالہ دیکر اس کا ترجمہ یہ کرتا ہے۔ کہ اے عورت تجھ کو جو تیرا پہلا بیاہتا خاوند ملتا
ہے اس کا نام سوم کیونکہ ان وغیرہ اوصاف والا ہونے سے سوم جو دوسرا نیوگ سے
حاصل ہوتا ہے وہ گندھرب ایک عورت سے ہمبستر ہو چکنے سے گندھرب
جو دو کے پیچھے تیسرا خاوند ہوا ہے وہ بہت حرارت رکھنے سے اگنی نام والا اور جو تیسری
چوتھے سے لے کر گیارھویں تک نیوگ سے خاوند ہوتے ہیں وہ منش نام سے موسوم
ہوتے ہیں۔ اور جیسے اس منتر سے گیارھویں مرد تک عورت نیوگ کر سکتی ہے ویسے
مرد بھی گیارھویں عورت تک نیوگ کر سکتا ہے۔ اس منتر میں ایسا کوئی جملہ نہیں جس کے
معنے جو دوسرا نیوگ سے حاصل ہوتا ہے وہ گندھرب ہوں یہ دیانند کی گھڑنت اور دنیا پنتھ
چلانے کا ڈھنگ ہے۔ منتر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سوم۔ گندھرب۔ اگنی
وید نے بطور خاصیت جسمانی نیوگیوں کے نام رکھے ہیں مگر اس کے بعد یعنی چوتھے سے
گیارھویں تک سب کو منش جاتی کے نام سے بیان کیا ہے۔ پھر ہر سہ اول میں تو جسمانی صفات
کے رو سے فرق پڑ گیا۔ مگر باقی آٹھ میں کیا فرق نہیں ہوتا ضرور ہوتا ہے۔ دیانند نے
تیسرے نیوگی کو حرارت زیادہ ہونے سے اگنی کا خطاب دیا ہے جو بالکل غلط ہے
بلکہ سب سے پہلے میں حرارت زیادہ ہوگی بہ نسبت اس کے جو دو عورتوں سے مباشرت
کر کے اپنی شہوت کم کر چکا ہو بدیں وجہ تیسرا بوجہ کم شہوت ہونے کے اگنی نہیں کہا جا سکتا

ہاں اگر دیانند کا مطلب اگنی نام رکھنے سے یہ ہے کہ اسے گرمی کی مرض کا گمان ہوتا ہے تو وہ جانے۔ بات یہ ہے کہ گو دیانند اپنی کتب میں لکھ گیا کہ آگا پیچھا دیکھ کر معنے کرنے چاہئیں مگر خود اس نے ایک دفعہ بھی اس مقولہ پر عمل نہیں کیا۔ اگر وہ ذرا سمجھدار ہوتا تو کم از کم اتنی بات تو سوچ سکتا تھا کہ کیا پہلے تین خاوند منش نہیں ہیں کہ دیانند ایشور سے نے پہلوں کو صفات کے رو سے نامرد قرار دیا اور پاتیوں کو منش کہدیا۔ سناتن دھرم کے عقیدے کے مطابق پہلے ہر سہ نام یعنی سوم - گندھرب - اگنی دیوتاؤں کے نام بیان ہوئے ہیں - اور چوتھا خاوند کا نام ہے یعنی سوم دیوتا لڑکی کو حیا و شرم گندھرب خوبصورتی اور اگنی حرارت غریزی دیتا ہے۔ اس کا ترجمہ ساینا چارج نے یہ کیا ہے کہ ”یہ کنیا پرتھم کمار اوستھا میں تیرے کو سوم دیوتا پراپت ہوا اور جب سندر انگ پرتیگ ہوئی تب گندھرب تجھے لیتا ہے اور بواہ کرم میں تیسرا پتی تیرا اگنی ہے - بواہ کے بعد تیسرا چوتھا خاوند منش ہے“: اس منتر سے اگلا منتر صاف طور پر اس منتر کے مدعا کو واضح کرتا ہے۔

آگے دیانند نے رگوید منڈل ۱۰ - سوکت ۸۵ منتر ۴۵ میں واقعہ شدہ لفظ **اکادش** کے معنوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ناظرین سے مخفی نہیں کہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۲ پر اکادش کے معنے دس پتر اور گیارھواں پتی کر آیا ہے۔ مگر اس دروان کو جلد ہی اپنی بات فراموش ہو گئی اور اب یہاں پر اسکے معنے گیارہ خاوند کرتا ہے اور خود ہی سوالاً اعتراض کرتا ہے کہ ایکادش کے دس لڑکے اور گیارھواں پتی کیوں نہ مرادلیں بجواب اسکے خود ہی کہتا ہے کہ جو ایسا ترجمہ کرو گے تو ان وید کے حوالجات سے برخلاف معنے ہونگے - کیونکہ ایسا ترجمہ کرنے سے یعنی دس لڑکے اور گیارھواں پتی دوسرے خاوند کا ہی نہیں ہو سکتا - اس کا فیصلہ ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ دیانند کے ہر دو مذکورہ بالا معنوں میں سے کون سے صحیح ہو سکتے ہیں - اسی طرح دیانند نے منو ادھیائے ۹ شلوک ۵۹ - ۵۸ - ۸۹ سے نیوگ کا حوالہ دیا ہے مگر جب ہم منو کے اگلے پچھلے شلوک بغرض اصل مطلب دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ منو نیوگ کے خلاف ہے - خلاصہ یہ کہ دیانند کے درج کردہ شلوکوں کے ٹکڑے ہرگز دیانند کی تائید میں نہیں -

بعد ازاں دیانند نے مرد کے جیتے جی ہی عورت کو دوسرے مرد سے وید کے حکم کے ذریعہ سے نیوگ کرنے کا حکم دیا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۶) رگوید منڈل ۱۰ سکت ۱۰ منتر ۱۰ اپنی تائید میں پیش کیا ہے اور اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ "جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دیوے کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنیوالی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر کیونکہ اب مجھ سے تو اولاد نہیں ہو سکے گی تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے لیکن اس بیاہے مہاشے خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہے ویسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر تولد اولاد کے ناقابل ہو تب اپنے خاوند کو اجازت دیوے کہ اے مالک آپ تولد اولاد کی خواہش مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کیجئے جیسے کنتی مادری وغیرہ وغیرہ نے کیا۔"

ناظرین دیانند کا پیش کردہ منتر رگوید کے ایک منتر کا چوتھا حصہ ہے افسوس کہ اُسنے اتنی چالاکی سے کام لیا اگر وہ منتر کا پورا ترجمہ کر دیتا تو اسکی علمی سنسکرت کی قلعی کھل جاتی اس لئے ہم سب سے پہلے منتر کا پورا ترجمہ لکھکر بعد ازاں دیانند کے دعوی پر غور کرینگے اصل ترجمہ یہ ہے "وے اُتر یگ آوینگے جن یگوں میں بھگنیاں (بہنیں) بھگنی سے جلیھ سمبندہت کرم کو کرینگے اسواسطے ہے سو بھاگیہ والی میرے سے انیہ پتی کی اچھیا کر بعد اس بہنی کے واسطے اپنے باہو کو گرہن کرالے" ناظرین اس سوکت کے شروع میں بھاشیہ کار نے مضمون کی سُرخی یمی یم کا سمباد لکھا ہے جس میں بہن بھائی تھے بھائی بہن کو کہتا ہے کہ ایسے زمانے آئینگے جس میں بھائی بہن ہمبستری کرینگے۔ مگر اب جو تو مجھ سے خواہش رکھتی ہے یہ ادھرم ہے تو مجھ سے علاوہ کسی اور مرد سے رغبت کر گیارھواں منتر یمی کا جواب ہے۔ بارھویں میں یم صاف انکار کرتا ہے کہ میں کبھی تم سے اپنا جسم نہ ملاؤنگا کیونکہ لوگ کہینگے کہ بہن سے ہمبستری کرتا ہے اسلئے مجھ سے علاوہ کسی اور مرد سے خواہش کر اس منتر میں صاف طور پر بھائی (بھراتا भ्राता) کا شبد لکھا ہے دیانند کا ترجمہ اور مطلب ازسرتاپا جعلی ہے اور قدیم بھاشیہ کاروں کے خلاف ہے باقی آئندہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسٹریز آف ٹرنٹی

باب اول

اسرار التوحید سلطنت آسمانی اور گورنر جنرل

توحیدی مشن

جس خداوند کریم واحد لاشریک نے انسان کو پیدا کر کے اور تاج شرافت پہنایا۔ اُسی نے اُسکو نیک و بد کی تمیز و عقل عطا کی۔ تاکہ دنیا میں ہر گز وقت مقررہ تک اپنے خالق اور مالک کی پوجا اور پرستش کرے۔ اُسی کو اپنا رازق جانے۔ اور اُسی سے اپنے کاروبار اپنی حاجات بلیات و آفات میں مدد مانگے اور اپنے ایک ہی مالک کا بندہ ہو کر اسی کی معرفت حاصل کرے۔ جب اُس کی تمیز و عقل نے خطا کیا اور [illegible] کی محدود عقل کی رسائی نہ ہوئی اور ساتھ ہی اغوائے شیطانی نے اُسکو راہ راست سے اُکھاڑ کے راہِ ضلالت پر چلایا اور اصلی مالک کو بالکل بھلایا۔ اور اُسکو طریقہ شرک و بدعت۔ بت پرستی کا سکھایا۔ تو دریائے موج رحمت نے ایک سخت تلاطم کھایا اور بدعت و شرک سے ضلالت کو دفع کرنے اور اپنی مخلوق کو جہنم سے بچانے کے لئے ایک قہر و غضب و جلالت کے [illegible]

اور اپنے پیرووں کو نعماء ابدی سے امن دینے کے لئے ہر قوم اور ہر ملت میں یکے بعد دیگرے
نبی، رسول مقدس و معصوم علیہم السلام ہدایت کے واسطے بھیجے تا کہ گم گشتگان راہ
ضلالت پھر راہ ہدایت و کامیابی ابدی پر آ کر ان تا ابد سلطنت میں اور فرمانبرداری و غلامی
گذاریں و غلطیوں گناہ عصیان اپنے مولیٰ و آقا سے معاف کرائیں۔

پس حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر جناب نبی آخر الزمان
سرور عالمیان و محبوب یزدان صلی اللہ علیہ وسلم تک یہی سلسلہ چلا آیا ہے۔ ہر ایک نبی یا
رسول یا پیغمبر اپنے وقت میں توحید کی تبلیغ کی منادی کرتا رہا ہے۔ اسی ایک مالک اور
خالق کی عبادت کرتا رہا ہے خواہ وہ عبادت کسی صورت میں ہو بارکوع یا سجود ہی ہیں یہی
گورنر جنرل سلطنت آسمانی کلمہ لا الٰہ الا اللہ یعنی سوائے خداوند حقیقی کے اور کوئی لائق
عبادت نہیں ہے کی منادی کرتے رہتے ہیں جس قوم نے اسپر عمل کیا اس کا بیڑا پار
ہوا اور نجات ابدی کو حاصل کر گئے۔ مگر جس قوم نے اس کلمہ کو چھوڑ کر دوئی یا تثلیث پر
کمر باندھی۔ درختوں۔ بتوں۔ انسانوں۔ حیوانوں۔ عناصروں کی پرستش ٹھان لی۔ وہ
عمیق گڑھے ضلالت و گمراہی میں گر کر عذاب ابدی کے وارث بن گئے ہیں انہی
اقوام پر غضب الٰہی مختلف صورتوں میں نازل ہوتا رہا ہے کبھی قہر الٰہی طوفان میں ظاہر ہوا
کبھی آگ و رعد و بجلی میں کبھی صاعقہ باد تند کبھی دریاؤں کی طغیانی کبھی حیوانات درندہ
میں کبھی شمشیر میں۔ اس سلطنت آسمانی اور گورنر جنرلوں کے باغیوں کو ہمیشہ سزائے سخت
دی گئی ہیں تا کہ باقی مخلوق ان سے عبرت حاصل کر کے ایک ہی خداوند وحدہٗ لاشریک کی
خالص عبادت بجا لائیں۔

(۱) واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی
واستکبر وکان من الکافرین۔ اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ
آدم کی تعظیم کرو سر کو جھکاؤ سب فرشتوں نے سر جھکا دیا سر تسلیم خم کیا
مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور تکبر کو کام میں لایا۔ اور وہ منکروں میں سے ہو گیا۔
سلطنت آسمانی کے خلیفہ اول و گورنر جنرل سے بغاوت و ہتک کرنے والا یہی

اول شیطان کو سزا ملی کہ وہ ملعون و رجیم ہوا۔ اور قیامت تک اُسکو لعنت پڑتی جائے گی۔ **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔**

(۲) **انا ارسلنا نوحاً الی قومہ ان انذر قومک من قبل ان یاتیہم عذاب الیم۔** ترجمہ ہمنے نوح ؑ کو اُسکی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈرائیں اس سے پہلے کہ اُنپر عنقریب عذاب واقعہ ہو۔ سو سلطنت آسمان کے گورنر جنرل نے نوسو پچاس سال تک **توحیدی مشن** جاری رکھا اور توحید الٰہی کی طرف اُنکو بلاتے رہے۔ آخر قوم نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام پر پتھر پھینکے، اُنکو دیوانہ کہا اور بے عزتی کی۔ اُنکے مشن کو قبول نہ کیا۔ گویا خدا تعالیٰ کو قبول نہ کیا جس کی طرف سے جناب سیدنا نوح علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔ آخر عذاب الٰہی آیا کہ تمام کفار طوفان باران میں غرق ہو گئے۔ اور چند موحدین مومنین بچ گئے۔

(۳) حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نمرود اور اُسکی قوم کی طرف بھیجے گئے تھے۔ مگر نمرود اور اُسکی قوم نے **توحیدی مشن** کو نہ مانا جس سے نمرود اور اس کی قوم مٹ گئی۔ **فی النار جہنم خالدین فیہا** ہوئی۔

(۴) حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کی بہت اصلاح کرنی چاہی جو اغلام میں مصروف تھی۔ عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں سے اغلام کرتے تھے مگر اُن لوگوں نے گورنر جنرل سلطنت آسمان کا کہنا نہ مانا۔ تو صبح کو عذاب الٰہی میں سب گرفتار ہو گئے۔ آسمان سے پتھر برسے اور تمام شہر زیر و زبر ہو گیا۔ **کذبت قوم لوط بالنذر۔** قوم لوط نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا۔ آخر نتیجہ کیا اُٹھایا۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ قوم فرعون و فرعون کی طرف روانہ کئے گئے۔ مگر فرعون اور اُسکے وزراء نے **توحیدی مشن** کو نہ مانا اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نبی برحق نہ مانا۔ آخر سیلاب نیل میں مع لشکر کے غرق ہو گیا۔

(۶) حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم عاد کی طرف ہادی و رہبر بھیجے گئے

مگر انہوں نے عمل نہ کیا۔ آخرکار بخت نصر کو تسلط کر کے سب کو فنا کر دیا۔ کذبت عاد فکیف کان عذابی ونذر۔ فرمان الٰہی ہے کہ قوم عاد نے پیغمبر وں کی تکذیب کی۔ پس کیونکر میرا عذاب اور ڈرانا ہوا۔

(۷) ولقد ارسلنا الیٰ ثمود اخاھم صالحًا۔ کذبت ثمود بطغواھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قوم ثمود کی طرف بھیجا۔ مگر قوم ثمود نے جناب اقدس علیہ السلام کو جھٹلایا۔ اور آپ کے معجزہ اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ آخر ان پر عذاب سخت طاری ہوا۔ مختلف الوان کی شکلیں تبدیل ہو کر سب فی النار والسقر ہوئے۔

(۸) حضرت یونس علیہ السلام نے بھی قوم کو بہت سمجھایا۔ آخر غصہ کھا کر اس بستی سے چل نکلے۔

(۹) مدین کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے گئے اور اس بستی والوں کو اپنے احکام سنائے۔

(۱۰) وقتل داؤد جالوت واتاہ اللہ الملک والحکمۃ وعلمہ مما یشاء۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بادشاہت اور دانائی ملی۔

(۱۱) حضرت سلیمان علیہ السلام نے قوم سبا کو صراط مستقیم دکھایا اور توحید کی منادی کی۔

(۱۲) حضرت زکریا و یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی توحید ی مشن جاری رکھا۔

(۱۳) بعدہ جب بنی اسرائیل نے توریت کے احکام میں گڑبڑ کر دی۔ اور صراط مستقیم پر کانٹے بو دیئے۔ سیاہ کاریوں کی غرق میں غوطے لگانے لگے۔ بالمقابل میں خدا تعالیٰ پاک نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدایت کے واسطے بنی اسرائیل میں سے بھیجا جنہوں نے آکر توریت کی تصدیق کی توحیدی مشن

جاری رکھا۔ اُن کو تحریف سے بچایا۔
وہی سیدھا راستہ الٰہی جس پر تمام انبیاء علیہم السلام چلے آئے تھے اور جنکی منادی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کی تھی اور توراۃ اُن کے حوالہ کی تھی۔ اسی پر جناب مسیح ؑ نے اُن کو چلانا چاہا۔ مگر کمبخت یہودیوں نے ہرگز نہ مانا بلکہ درپئے قتل جناب سیدنا مسیح علیہ السلام ہو گئے۔ آخر کار جناب مسیح علیہ السلام کے اس انکار سے تمام یہودیوں کی سلطنت برباد ہو گئی۔ سنہ ء سے کچھ پیشتر بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ ہزارہا یہودی قتل کئے گئے۔ بے سروسامان و خانمان ہو گئے۔
(۱۴) جناب سیدنا مسیح علیہ السلام کے ساتھ یہودیوں نے سخت عداوتیں کیں۔ آپ پر بہت سی تہمتیں لگائیں اور ناشائستہ اقوال بکتے تھے۔ جناب صدیقہ والدہ مسیح ؑ پر زنا کی تہمت لگائی۔ اُدھر نصاریٰ نے حواریوں کے بعد پولوسی مذہب اختیار کیا۔ جناب مسیح ؑ کو خدا کا بیٹا اور کبھی خدا بنایا۔ اور قریب دو سو کے فرقہ نصاریٰ ہو گئے جنکے مختلف خیالات ہوتے گئے۔ اُدھر دنیا نے وہی بت پرستی۔ عناصر پرستی۔ اوتار پرستی۔ درخت پرستی اور آگ۔ وایو۔ اگنی پرستی۔ اہرمن پرستی۔ یزدان پرستی۔ سنگ پرستی۔ گنگا پرستی۔ جمنا پرستی۔ وید پرستی۔ مچھلی پرستی۔ بیشمو لنگ پرستی۔ دنیا پرستی کا نقشہ جما دیا اور جہان میں ضلالت و گمراہی کی تاریکی چھا گئی۔
(۱۵) جب تمام دنیا شرک و بدعت میں نصاریٰ و یہود تثلیث میں گرفتار تھے پس ایسے وقت میں نہایت ضروری تھا۔ کہ خدا کی طرف سے سلطنت آسمانی کا گورنر جنرل ہادی۔ ریفارمر۔ رہبر آوے۔ تا کہ دنیا کو اُٹھکے مادہ عقلی کو حجاب سفلی سے پاک صاف کرکے اُن کے ملکوتی صفات بنادے اور صراط مستقیم سے کھٹکے تھا کر انکو سالک اصلی راستہ بنادے اور کھرا کھوٹا کر دکھا دے۔ اہل یہود و نصاریٰ کے روزانہ جنگ و جدال تو ہمات فاسدہ کو مٹاوے اور حضرت سیدنا عیسیٰ ؑ کی بشریت کو اظہر من الشمس کرے اور قول تحلیل کر دیوے۔ پس اس ضرورت کو پورا کرنے کے واسطے حضرت اقدس رسالتمآب حضور انور رحمۃ للعالمین نوید خلیل علیہ السلام و بشارت عیسیٰ علیہ السلام

خاتم النبیین۔ امام المتقین۔ سیدنا و مولانا۔ حبیبنا و شفیعنا
محمد مصطفی و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اور اُن کی
وساطت سے قرآن شریف نازل ہوا کہ بنی آدم کے دلوں سے اُن کے سب بیہودہ خیالات
اور فسادات کو دور کر دیا۔ یہود اور نصاریٰ میں ایک قطعی قول فیصل کر دیا کہ حضرت عیسیٰ
کلمۃ اللہ و روح اللہ تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ زنا سے بری اور مقدسہ مطہرہ تھیں۔ یہی سبب
تھا کہ جناب رسالتمآب صلعم عرب شریف میں مبعوث ہوئے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ
اس ملک کی طرف بکثرت آ کر اور چھ سو سال سے ان کے جنگ و جدل چلے آتے تھے
قتل و غارت و خونریزی ہمیشہ ہوتی چلی آتی تھی۔ ادھر دین عیسائی میں دن بدن تحریف ہوتی
تھی۔ ہر زمانہ اور ہر صدی میں نئے فرقے اور نئے نئے عقیدے نکلتے چلے آتے تھے
ادھر پوپوں کی طاقت بڑھتی جاتی تھی اور وہ روح القدس بنتے جاتے تھے۔ ادھر شرک
و کفر کا یہ زور تھا کہ مسجد خلیل میں بت لات و عزیٰ کی پوجا ہوا کرتی تھی۔ پس قرآن شریف نے
نازل ہو کر شرک و کفر اور تثلیثی عقیدہ کی جڑ اکھیڑ دی اور اقانیم ثلاثہ باپ بیٹا روح القدس کی
دھجیاں اڑا دیں۔ پھر خلقت کو ضلالت و ظلمات سے نکال کر ہدایت و نور کی راہ
پر چلایا۔ تصدیق انبیاء سابقہ بجا لایا۔ نزل علیک الکتاب بالحق مصدقا
لما بین یدیہ و انزل التورٰۃ و الانجیل من قبل ھدی للناس و
انزل الفرقان۔ پس قرآن شریف نے توریت و انجیل کی تصدیق کی۔ سلطنت
آسمانی میں پھر توحید کا مشن جاری ہوا۔ ایک خدا کی عبادت ہونے لگی۔

مسٹری آف ٹرینٹی یا اسرار التثلیث

فصل اوّل عقاید اسلام بابت توحید باری تعالیٰ جل شانہ

زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے ہزارہا عقاید تھے۔ کوئی ستارہ پرست تھا۔ کوئی آفتاب پرست

کوئی چاند پرست کوئی برہما بشن۔ مہادیو۔ رام لچھمن کو اوتار مانتا۔ کوئی یہود حضرت عزیرؑ کو ابن اللہ کہتا۔ نصاریٰ حضرت مسیحؑ کو خدا کہتے۔ کوئی فرقہ خدا کا بیٹا جانتا۔ کوئی فرقہ حضرت بی بی مریم کو والدہ خدا گردانتا غرض توحیدی عبادت بالکل عنقا تھی۔ عناصر پرستوں تثلیث کے بندوں نے تو بات باطلہ کو مالک سمجھکر اسی کو خدا مان رکھا تھا اس حالت نا بیکی میں قرآن شریف نے نازل ہوکر یہ فیصلہ کر دیا۔ حق کے طالبو غور سے سنو۔

(۱) فلا تجعلوا للہ انداداً و انتم تعلمون۔ سیپارہ اول سورہ بقر۔ ترجمہ اللہ کے برابر کوئی نہ ٹھیراؤ اور تم جانتے ہو۔ وہ ایک ذات ہی ہے۔ واحد لاشریک ہے اس کی ذات میں دوئی کی گنجایش نہیں تثلیث توکجا۔ اسکا جزو نہیں ہوسکتا اور نہ وہ ٹکڑے ہوسکتا ہے نہ وہ مرکب ہے نہ کچھ اسکے برابر نہ تو مادہ جو بیدا رکھتا ہے نہ ہی روح چیتن ہے نہ ہی اسکے برابر ہو رہی ہے۔ اور نہ حضرت عیسیٰؑ جس کو تم لوگ خدا کہتے ہو یا بیٹا یا اقانیم کا تیسرا جزو۔ نہ اسکے برابر کوئی ازلی ہے نہ ابدی ہے نہ موافقت ورہی نہ خالق نہ مالک۔ اس کی شان اور عظمت سب سے اعلےٰ ہے۔ کوئی اسکا وزیر نہ مشیر نہیں نہ اس کی سلطنت میں کوئی شامل ہے۔ وہ خود ہی خالق مالک رازق ہے اور وہی نجات دینے والا ہے۔

(۲) قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفواً احد۔ سیپارہ ۳۰۔ کہدے اے نبی مقدسؐ ان یہودیوں نصرانیوں اور مشرکوں کو کہ اللہ ایک ہی واحد ہے۔ نہ اس میں تین اقنوم ہیں نہ کوئی اسمیں جزو ہے۔ نہ مادہ نہ روح نہ بیٹا نہ روح القدس وہ بے نیاز ہے۔ سب اسی کے محتاج ہیں وہی ان کو کھانا کھلاتا ہے پانی پلاتا ہے۔ راحت دیتا ہے۔ مال و دھن۔ ملک بادشاہت صحت تندرستی بخشتا ہے۔ اعمال صالحہ کی جزا و سزا دیتا ہے۔ سب بندے اسی کی مخلوق محتاج ہیں۔ نہ اس نے کسی کو جنا۔ نہ اسے کسی نے جنا اور نہ کوئی ہی اسکے رشتہ میں ہے یعنی کوئی اس کا قریبی ناطہ ہے۔ نہ ہی ہمسر ہے۔ جننا جنانا۔ ناطہ داری۔ رشتہ

بہ سبب انسانی صفات ہیں۔ خدا تعالیٰ ان صفات سے بری و پاک ہے۔ نہ اس کی کوئی
بیوی ہے کہ بچہ جنے۔ پھر جو روز بیوہ رہے گی۔ بادشاہت مانگے گی۔ تمام دنیا کا سیر کرنا
چاہے گی۔ عوام الناس کی عورتوں کو اپنا نخرہ نخرہ دکھائے گی۔ بچہ جو ہوگا وہ بھی شریک
سلطنت ہوگا۔ بادشاہی کرے گا۔ حکمران بنے گا۔ بوڑھا باپ مرے گا تو اس کا وارث
بنے گا۔ بوڑھا باپ اپنے اکلوتے بچے کو کھلاتا پھرے گا۔ وہ لڑائی کرائیگا۔ کھانا کھلائیگا
رشتہ داروں سے گزر بسر ہوتی رہے گی۔ کبھی رنج و خوشی۔ سلطنت کی شرکت۔ پس خداوند کریم
ان تمام شہوات اور لغویات اور لغو خیالات سے پاک و منزہ ہے۔ اس سورت شریف
سے بڑھ کر اور کسی کتاب انجیل وغیرہ میں تعلیم توحید نہیں ہو سکتی۔ اس کی تفسیر کے واسطے
کئی صفحے بھی تھوڑے ہیں۔

(۳) والٰہکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم۔ پارہ ۲ رکوع ۹
ترجمہ۔ رب تمہارا ایک ہے۔ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ بہت مہربان بخشنے والا
ہے۔ اس سے تمام کرانی پورانی وغیرہ عقاید کافور ہو گئے۔

(۴) اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما
فی السمٰوٰت وما فی الارض الخ پارہ ۳۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ وہ پاک ذات ہے کہ
جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ ہمیشہ زندہ اور ہمیشہ قایم ہے نہ ہی اسکو
اونگھ آتی ہے نہ ہی نیند ستاتی ہے۔ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی کی بادشاہت
ہے اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا نہ کفارہ گنہگار ہو سکتا ہے
وہی ایک دنیا کا اگلا پچھلا حال جانتا ہے اس کی مرضی کے بغیر اسکی قدرت و معلومات
پر کسی کو دخل نہیں اس کی سلطنت کی کرسی جس میں زمین و آسمان سما رہے ہیں ان کی
حفاظت سے وہ تھکتا نہیں اس کی عمدہ شان و عظمت کا بیان ناممکن ہے۔ وہی اعلیٰ
و بزرگ تر ہے۔

حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام خود پوجا کرتے تھے دعائیں مانگتے تھے۔ پس وہ
شریک عبادت نہیں ہو سکتے۔ وہ عابد تھے نہ کہ معبود۔ حضرت یسوع کو موت آ گھیرا

حمائل شریف مترجم

طول ۶ - انچ عرض ۴ ۱ انچ

یہ حمائل شریف وہ ہے جو پہلے مطبع انوار احمدی پریس میں قریب دو ہزار کے طبع ہو کر بہت ہی قلیل عرصہ میں فروخت ہو گئی تھی تاجروں سے دستیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے انھوں نے اسی کو دوبارہ نئی سرے سے طبع کیا ہے۔ اس حمائل شریف میں مفصلہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

(۱) کاغذ عمدہ سفید چکنا۔

(۲) لکھائی نہایت عمدہ اور خوشخط۔

(۳) صحت میں کامل و مکمل۔

(۴) ہر ایک پارہ ۳۲ صفحہ پر ختم ہوتا ہے۔

(۵) ہر ایک پارہ کے شروع میں بیل کی ہوئی ہے جس سے ہر ایک شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہاں پارہ شروع ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
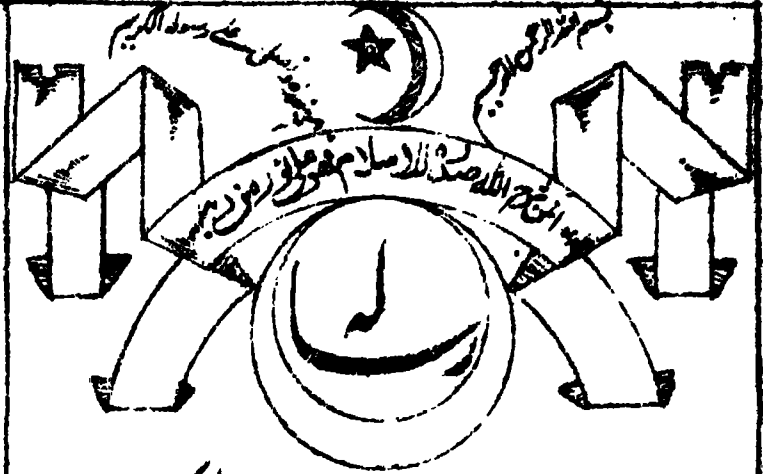
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

جناب ایڈیٹر صاحب مفصلہ ذیل مضمون کو اپنے رسالہ میں جگہ دیں

آریوں کی گستاخی اور دریدگی کا جواب

میرا ارادہ نہ تھا اور نہ ہے کہ آریوں سے مخاطب ہوں اور بے بنیاد تضحیک و خرافات کروں
لیکن جب مخالف پہلو سے چند اشتہارات مثل عطر قرآنی و دین محمدی
و پھکڑ بازی وغیرہ وغیرہ نے مسلمانوں کے دلوں کو ایسا مجروح کیا اور ایسی غلطیاں نہ
اہل ہنود نا سمجھی میں مذہب اسلام کی ہنسی کرتے ہیں کلیجہ منہ کو آتا ہے اور دل پاش
پاش ہوتا ہے تو عوام کے اشتعال کے فرو کرنے کے لئے میں نے مناسب سمجھا کہ پبلک
پر ظاہر کروں کہ یہ لوگ روحانیت سے کتاب خالی ہے ذکر جاسوسی نکتہ چینی کا

سے متعلق ہیں اپنیشد ہر سنسکار کے متعلق وید منتروں کا انتخاب) چھند (علم عروض) ویاکرن
(علم صرف و نحو) نرکت (علم لغت) جیوتش (علم ہیئت) وہندسہ جس میں ریاضی
کی شاخیں یعنی حساب مساحت اقلیدس اور جبر و مقابلہ طبقات الارض (جیولاجی)
اور جغرافیہ وغیرہ ...... دباقی ہیں ہم بخوف طوالت نہیں لکھ سکتے - جبکہ یہ لوگ
عملاً آریہ ہی نہیں تو پھر ناحق تضیع اوقات سے کیا حاصل (مفصل دیکھو رسالہ اخبار الاسلام
حصہ دوم دیکھو سوم بھی) -

(۱۳) جو بطریق مذکورہ بالا سندھیا اور یا ہون نہیں کرتا اور چھ سال کے اندر ویدوں کے ترجمہ
کو ختم نہیں کرتا ...... اسکو گھر بار سے نکال کر شودروں کے گھر میں بھیج دینا چاہئے
ستیارتھ صفحہ ۱۱۵ و ۱۲۷ -

(۱۴) بعد ازاں بوڑھے والدین اپنی خدمت کے لئے غیروں کے لڑکے رکھ لیں اور انہیں
بیٹے تصور کریں ستیارتھ صفحہ ۱۱۰ (غیروں کے جوان لڑکے اس بڈھے کی جوان لڑکیوں اور
مال و دولت سے کیا سلوک کرینگے؟ (چپ ہی بھلی) مفصل دیکھو رسالہ اخبار الاسلام -

(۱۵) ساز بجانا ناچنا گیت گانا سُر لگانا وغیرہ وغیرہ آریوں کو ضرور سیکھنا چاہئے
ستیارتھ صفحہ ۹۱ (کیا عورتوں کو بھی؟ بیشک - اگر وہ عورتیں آریہ ہوں اور دیانند سرستی کی
ناطرات اور خمس نہ ہوں - لو) -

(۱۶) برہمنوں کے برہمن اور شودروں کے گواہ شودر اور عورتوں کی گواہ عورتیں ہی ہوا کریں
ستیارتھ صفحہ ۲۰۰ (اگر کوئی برہمن یا ویش شودروں کے محلہ میں جا کر کسی کنیا کو ناپاک کر ڈالے یا کوئی
عورت برہمنوں کے محلہ میں کسی کا گلا گھونٹ جاوے - تو کیا اسکو رہائی دیدیں؟ کیونکہ کوئی عورت یا اسکی
ذات کا گواہ میسر نہیں آسکتا - خدا ایسے قانون والوں کو ملامت نہ دے - کسی نے سچ کہا ہے - خدا گنجے کو
ناخن نہ دے ورنہ ......) -

(۱۷) لالہ دیانند سار وید کا معتقد نہ تھا - بلکہ بقول ستیارتھ پرکاش نصف وید کے یعنی برہمن بھاگ سے منکر اور
رو گردان تھا سو جیسے اس نیک بخت نے وید کا انتخاب کیا ویسے ہی منو کے بعض اقوال لایعنی اور
خرافات بے معنی کو ترک کر کے مطلب کی کی - باقی کو جواب - جیسے ستیارتھ سے ظاہر ہے -

حدوث روح

آجکل جس دیانندی اخبار یا رسالہ کو دیکھئے ویدک سدہانت کی تعریف میں عجیب بے تکے راگ گائے جا رہے ہیں۔ جہاں دیکھئے۔ قانون قدرت کی ٹانگ توڑی جا رہی ہے۔ گھر کی خبر نہیں دوسرے مذاہب پر بیجا حملے ہو رہے ہیں۔ جس دیانندی نے دو حرف پڑھے از بسکہ دان بن گئے۔ اب کیا تھا افلاطون زمان ارسطو دوران بن بیٹھنے لگے دوسروں پر بغیر سمجھے بوجھے اعتراض کرنے اور جب جواب معقول پایا۔ تو ویدک تہذیب کو کام میں لا کر گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔

افسوس! ہمارے دوستوں نے عقل کو استعفا دیکر اس سے کام لینا چھوڑ دیا۔ ورنہ اگر ذرا غور کریں تو روح کو قدیم ماننے میں جو خرابیاں واقع ہوتی ہیں آسان پر روشن ہو جاویں پرمیشور کی مالکیت کو قدیم مانتے ہوئے ان کو ضرورت معلوم ہوئی کہ اس کی مملوک کو بھی قدیم مانیں۔ مگر اس سے کوئی تعلق نہیں کہ قدامت کے لئے کیا ضروری ہے۔ پیارے ناظرین! ذرا غور کیجئے روح کسی چیز کا نام ہے۔ جس کا تعلق جسم سے ہے۔ اور وہی جسم سے منصرف ہے لیکن قابل غور یہ ہے کہ کیا ایک ہی روح ہے جس کا تعلق جمیع ابدان کے ساتھ ہے یا ہر ہر بدن کے ساتھ علیحدہ روح متعلق ہے ایک ہی روح کے تعلق کو شاید کوئی ذی عقل نہ تسلیم کریگا۔ کیونکہ بالبداہتہ ہم دیکھتے ہیں کہ زید کے علوم اور محسوسات سے عمرو کو اصلاً خبر نہیں ہوتی اگر دونوں کی روحیں ایک ہی ہوتیں تو وہ سب حالتیں جو زید کو پیش آئیں۔ اور ان کا ادراک زید کی روح کو ہوتا۔ عمرو کو بھی ہو جاتا۔ گو زید و عمرو کے درمیان علیحدگی کا فاصلہ ہو یا زید و عمرو مختلف حالتوں میں ہوں مثلاً زید کے جملہ علوم عمرو کو بھی معلوم ہو جاتے بغیر قوت کو صرف کئے اور تعلیم کو کام میں لائے ہوئے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ

ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو ہمارے سماجی دوست ہمارے تحقیقات
اور دلائل سے خود بخود آگاہ ہو جاتے اور ہماری طرح راہ راست پر آ جاتے
مگر نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور ایک کے علوم بھی دوسرے کو معلوم ہو جانا
چاہئے اتنا ہی نہیں بلکہ ایک فرد کے محسوسات کا ادراک بھی دوسرے افراد
کو ہو جانا چاہئے۔ مثلاً جون کا مہینہ ہے۔ دوپہر کے وقت آفتاب سمت الراس
پر ہے کیونکہ زمین پر اپنی سیدھی کرنیں ڈال رہا ہے زمین کرۂ آتشین بنی ہوئی ہے
اور اس کی اٹھتی ہوئی گرمی نے ہوا کو بھی دور تک گرم کر دیا ہے۔ لو کے تیز
اور زہریلے جھونکے حیوانات اور نباتات کو جھلسائے دیتے ہیں ایسے وقت میں
ایک امیر اپنے ضروری کاموں سے فارغ خسخانہ میں بیٹھا ہوا ہے اور پانی
برابر چھڑکا جا رہا ہے پنکھے چل رہے ہیں لو کے جھونکے تو بہت سے وہاں آتے
ہیں مگر خس سے ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ اسی وقت ایک مزدور جنگل سے لکڑی کا
گٹھا سر پر رکھے ہوئے بھوکا پیاسا چلا آ رہا ہے۔ اس کے پیروں کو زمین
جلائے دیتی ہے۔ سر کے اوپر جھونکے اس کے بدن کو جھلسائے دیتے ہیں مگر وہ
اس تکلیف کو برداشت کرتا ہوا چلا آ رہا ہے جب زیادہ پریشان ہوتا ہے
کسی مرجھائے ہوئے درخت کے سایہ میں دم لینے کو ٹھہر جاتا ہے۔ اتحاد روحی
کا مقتضا تو یہ تھا کہ دونوں ایک ہی حال میں ہوتے یا تو وہ امیر ایک اس
تکلیف کو برداشت کرتا ہوا چلا آ رہا ہے جب زیادہ پریشان ہوتا ہے کسی
مرجھائے ہوئے درخت کے سایہ میں دم لینے کو ٹھہر جاتا ہے۔ اتحاد روحی کا
مقتضا تو یہ تھا کہ دونوں ایک ہی حال میں ہوتے یا تو وہ امیر ایک اس تکلیف
میں باوجود خسخانہ میں بیٹھنے کے مبتلا ہو جاتا ہے۔ یا یہ فرد مزدور خسخانہ
کا لطف اٹھاتا۔ مگر یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ پس ایسے ایسے لچر خیال کے ہمارے
سماجی دوست قائل نہ ہونگے گو ان کے معتقدات تو اس سے بھی بڑھ
چڑھ کے ہیں جنکو ناظرین بخوبی جانتے ہونگے۔

یہ لوگ بذریعہ تناسخ اعمال کی سزا دلواتے ہیں۔ اسمیں تو متعدد ارواحوں کا ماننا ضروری ہے۔ نہیں تو بعضوں کو سزا اور بعضوں کو نجات کیونکر ہو سکتی ہے؟ اسکی خرابی پہلے مقامات سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔

اب غور طلب یہ ہے۔ کہ یہ اختلاف اور تمائیز ارواح میں آیا کہاں سے لامحالہ یہ کہنا ہوگا۔ کہ تشخص او صورت اُن کی جدا جدا ہے اب آپ غور کریں کہ ارواح بھی ایک ما بہ الاشتراک ہو اور ایک ما بہ الامتیاز جس کی وجہ سے باہمی امتیاز حاصل ہوئی۔ اس کو ما بہ الاشتراک کا غیر ہونا ضروری ہے وہی شئے مشترک جس نے ما بہ الامتیاز کو قبول کیا ارواح کا مادہ ہوگی۔ تو لامحالہ یہ ارواح مسبوق بالمادہ ہوگی۔ یعنی ان کے قبل مادہ کا ہونا ضروری ہے۔ پھر ارواح قدیم کیونکر ہو سکتی ہیں لامحالہ حادث ہونگی۔

جبکہ صورت اصلیہ یعنی جملہ ارواح کا ایک ہونا خلاف عقل اور تعداد ارواح کی صورت میں حدوث ارواح لازم پھر نہیں معلوم کیونکر ہمارے سماجی دوست ارواح کے قدیم ہونیکے قائل ہو گئے؟ مگر ہاں ان کو نیوگ فلاسفی کے بیان کرنے سے کہاں فرصت جو ایسے عقلی دلائل پر غور کریں۔

میں امید کرتا ہوں کہ دیانندی پنتھ کے ریفارمر یا تو روح کی قدامت سے انکار کریں گے۔ یا ایک مرتبہ متحدہ کوشش سے اس اشکال کو دفع کرنیکی کوشش کرینگے گو کامیاب نہ ہوں۔

جو سماجی بھائی ہمت کریں۔ خاکسار کو بھی پرچہ بھیجکر مطلع کریں۔ تاکہ ان کی پوری تشفی کر دی جاوے۔

دیانندیوں کا بہی خواہ بشیر سیالکوٹی

کیا نیستی سے ہستی ممکن ہے

پنڈت دیانند جی نے رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۶ پر پیدائش عالم

کے بیان میں یوں ارشاد کرتے ہیں کہ (یہ تمام کائنات جو نظر آتی ہے اس کو پرمیشور نے بنایا ہے وہی اس کی حفاظت کرتا ہے اور پرلے (فنا) کے وقت اس کے ذرّوں کو الگ الگ کر کے غیر محسوس کر دیتا ہے) آگے چل کر بحوالہ رگوید اشٹک ۸ ادھیائے ۸ ورگ ۷ منتر ا تحریر کرتے ہیں کہ (جس وقت یہ ذرّوں سے مل کر بنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی تھی تم یعنی شونیہ اکاش بھی نہیں تھا کیونکہ اس وقت اس کا کچھ کاروبار نہ تھا۔ اس وقت ست (پرکرتی) یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جس کو ست کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی اور نہ پرمانو (ذرّے) جتنے وراٹ (کائنات) میں جو اکاش دوسرے درجے پر آتا ہے۔ وہ بھی نہ تھا۔ بلکہ اس وقت صرف پربرہم کی سامرتھیہ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر (پرم) ہے علت (ارکان) ہے موجود تھی)

اس کے متعلق بابو نہال سنگھ صاحب مترجم بھومکا نوٹ دیتے ہیں کہ (پرلے میں جو مادہ کی حالت ہوتی ہے وہ بیان میں نہیں آ سکتی۔ اس لئے اس کے لئے کوئی اصطلاح بھی قائم نہیں ہو سکتی۔ پرکرتی اکاش شونیہ (خلا) وغیرہ تمام الفاظ موجودہ حالت عالم میں مستعمل ہو سکتے ہیں۔ منوسمرتی ادھیائے اول شلوک ۵ میں اس حالت کو ناقابل احساس و تمیز بے نام (تاریکی) بتایا ہے اس ابتدائی حالت مادہ کو اس منتر میں لفظ سامرتھیہ (قدرت) سے بیان کیا ہے)

مگر پنڈت صاحب موصوف اپنے ایجاد کردہ پانچویں وید ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۴ پر تحریر کرتے ہیں کہ (جو نیست ہے یعنی جس کا وجود نہیں اس کا ہست ہونا بالکل غیر ممکن ہے)

اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں کہ (کبھی نیستی کی ہستی اور ہستی کی نیستی نہیں ہوتی۔ ان دونوں کی تحقیق باریک بین لوگوں نے کی ہے دیگر متعصب

ضدی ناپاک باطن جاہل لوگ اس بات کو آسانی سے کیسے جان سکتے ہیں)

پس اب ہم اپنے دیانندی دوستوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ پنڈت صاحب موصوف کے پہلے قول پر کہ مادہ اپنی حالت اول میں غیر محسوس تھا۔ غور کریں کہ اسمیں احساس کہاں سے آیا۔ جو بدیہی موجود ہے جب اسمیں احساس جو پہلے نہ تھا اور بعد کو آگیا۔ تو کیا یہ نیستی سے ہستی نہیں؟ اور کیا پنڈت صاحب کے الفاظ نہ تھی نہ تھے نہ تھا جن کو ہم نے زیر خط کر دیا ہے لفظ نیستی کا ترجمہ نہیں؟ اگر ایسا ہو تو پنڈت صاحب کا دوسرا قول مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۲۴۵ غلط ٹھہرتا ہے اور اس اجتماع نقیضین سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب نے مغربی خیالات کے امنڈتے ہوئے طوفان میں پھنس کر بغیر غور و خوض کئے ہوئے یہاں پر بھی مار دی ہے اور کچھ وچار نہ کر کے اپنے مخالفین کیلئے وید کے تہذیب کے مہذب الفاظ استعمال کئے ہیں جو اس صورت میں ان کی ذات پر بھی چسپاں ہوتے ہیں۔

اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دیانندی دوست متحدہ کوشش سے اس الزام کو دور کرنیکی کوشش کرینگے اور کوئی معقول تاویل بذریعہ انوار الاسلام یا ضیاء الاسلام یا تیغ اسلام وغیرہ کے پیش کر کے اپنے گرو کو ان مہذب الفاظ سے مستثنیٰ کرنیکے علاوہ ہم کو ممنون ظاہر کرنے کا موقع دینگے۔

دیانندیوں کا بہی خواہ بشیر ستیاپوری

روح و مادہ کیلئے وجہ نائختی کیا ہے

پہلا ایک سوال ہے جو موحدین کی طرف سے دیانندی دوستوں پر کیا جاتا ہے کہ جب ایشور۔ جیو اور کائنات کی علت مادی (پرکرتی) ازلی ہیں ستیارتھ صفحہ ۲۴۴

توجیو اور علت کیلئے وجہ التحتی کیا ہے جس کے جواب میں ہمارے دیانندی دوست وہی چند شلوک جنکا دفعیہ ایک ادنیٰ غور پر موقوف ہے مثل فوٹو گراف کی آواز کے دہرا دیتے ہیں یا گمبد یا کرتے ہیں کہ سوامی جی نے خود ستیارتھ پرکاش میں اسکو حل کر دیا ہے۔ جسکو ہم بجنسہ نقل کر کے اپنے دوستوں کو اس کے جواب کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

سنئے سوامی جی ستیارتھ پرکاش ۲۶۲ سوال نمبر ۵ میں لکھتے ہیں جب یہ جیو اور پرکرتی کے تتو ازلی اور پرمیشور کے بنائے نہیں ہیں تو پرمیشور کا اختیار بھی ان پر نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ سب آزاد ہوئے۔ آگے جواب لکھتے ہیں۔ جیسے راجہ اور رعیت ایک ہی وقت میں ہوتے ہیں اور راجہ کے ماتحت رعیت ہوتی ہے ویسے ہی پرمیشور کے ماتحت جیو اور مادی اشیاء ہیں جب پرمیشور سب مخلوق کا بنانے والا اور جیووں کے اعمال کا ثمرہ دینے والا سب کا ٹھیک ٹھیک محافظ اور لامحدود طاقت والا ہے۔ تو محدود طاقت والا (جیو) اور مادی اشیاء اس کے ماتحت کیوں نہ ہوں؟

یہ ہے جواب سوامی جی کا اب راقم کی گذارش سنئے یہ قول یا تو فرض محض ہے تو ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس کے خلاف فرض کرے۔ اور اگر واقعی ہے۔ اور وہ غیر محدود طاقت والا ہے اور دوسرا محدود طاقت والا تو یہ جنگ و جدال کے بعد ثابت ہوا ہوگا دونوں خم ٹھوک کر اکھاڑے میں اترے ہونگے اور عجب نہیں کہ سوامی جی نے بھی کسی جون میں بوجہ قدامت ترکیب یہ تماشا دیکھا ہو اور اسی وجہ سے قائل ہو گئے ہوں اس کے علاوہ اگر کوئی ہمارے دیانندی مہربان وجہ التحتی میں ثبوت رکھتے ہوں تو بذریعہ انوار الاسلام یا ضیاء الاسلام یا تبلیغ اسلام وغیرہ کے اطلاع دیں۔ ہم ممنون ظاہر کرینگے؟

دیانندیوں کا بہی خواہ المشتہر ستیاپوری

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۲ صفحہ ۹

بادشاہ کا حق رعیت پر

بادشاہ اپنی قوم میں سے ہو۔ یا غیر قوم میں سے۔ ہم مذہب ہو یا غیر مذہب کا۔ رعیت کو اس کی خیر خواہی اور اطاعت کرنی فرض ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ اگر تم پر حبشی (کالا) آدمی بھی حاکم ہو جائے جس کا سر انگور کی طرح چھوٹا ہو اس کی بھی اطاعت کرو۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! اللہ اور رسول کی اور اپنے حکام وقت کی اطاعت کرو۔

حاکم جو سزا انصاف کے ساتھ دے اُسکا برداشت کرنا فرض ہے اگر صریح ظلم کرتا ہو تو اُس کو تہذیب اور نرمی کے ساتھ اُسے سمجھانا چاہئے اگر نہ توجہ کرے اللہ تعالیٰ اس کا چارہ کریگا۔ حدیث میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر بادشاہ عدل کرے رعیت شکر کرے اگر ظلم کرے تو رعیت صبر کے ساتھ برداشت کرے۔ بادشاہ کے مقابل بغاوت اور خروج ہر حال میں حرام ہے۔

ایک شخص نے آن حضرت صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم اگر ہم پر ایسے لوگ حاکم ہو جائیں جو اپنا حق ہم سے مانگیں اور ہمارا حق ہم کو نہ دیں تو اس صورت میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سنو۔ اور اطاعت کرو ان کے ذمہ اُن کا فرض ہے۔ تمہارے ذمہ تمہارا۔ اور فرمایا کہ جو شخص اپنے حاکم سے کوئی بات ناگوار دیکھے اُس کو صبر کرنا چاہئے کیونکہ جو شخص قوم سے ایک بالشت جدا ہوتا ہے۔ اور مر جاتا ہے اُس کی موت کافروں کی سی ہوتی ہے

اور فرمایا مسلمانوں کو گوارا ہو یا ناگوار۔ ہر حال میں سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے جب تک کہ کسی گناہ کے کام کا حکم نہ دیا جائے۔ اور اگر ایسا حکم دیا جائے تو سننا اور اطاعت کرنا لازم نہیں ہے اطاعت صرف بھلی باتوں میں لازم ہے۔

اور فرمایا اپنے قوم کے سردار کی تعظیم کرو۔

اور فرمایا کہ بلا شبہ بوڑھے مسلمان کی اور قرآن پر عمل کرنے والے کی جو نہ حد سے تجاوز کرتا ہو نہ اس سے روگردان ہو اور منصف بادشاہ کی تعظیم عین خدا کی تعظیم ہے۔

انسانوں کو پاک ہونے کے بارے میں جو کچھ وید نے سکھلایا ہے اس کی تمام حقیقت تو نیوگ کی تعلیم سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ آریہ اپنی منکوحہ عورت کو اولاد کی خواہش سے دوسرے مرد سے ہم بستر کرا سکتا ہے اور جب تک وہ عورت مشترکہ کام سے گیارہ بچے حاصل نہ کرے وہ اس بیگانہ مرد سے ہر روز ہم بستر رہ سکتی ہے۔

عیسائی عقیدہ کی رو سے خدا تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے کیونکہ جس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا قرار دیا گیا ہے اور وہ خدا قرار کر کے کہیں کہ میں جو خدا کا بیٹا ہوں مجھے قیامت کا علم نہیں ہے۔ پس اس سے بجز اس کے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ خدا کو قیامت کا علم نہیں کہ کب آویگی۔

لطف یہ کہ پادری صاحبان اپنے خدا کو قادر نہیں سمجھتے کیونکہ الکا خدا اپنے مخالفوں کے ہاتھوں سے مار کھاتا رہا۔ زنداں میں داخل کیا گیا کوڑے لگے۔ صلیب پر کھینچا گیا اگر وہ قادر ہوتا تو اتنی ذلتیں باوجود خدا ہونے کے ہرگز نہ اٹھاتا اور نیز اگر وہ قادر ہوتا تو اس کو کیا ضرورت تھی کہ اپنے بندوں کو نجات دینے کیلئے یہ تجویز سوچتا کہ آپ مر جاوے اور اس طریق کو شبد کہ بانی پادیں جو شخص خدا ہو کر تین دن تک مرا رہا اس کی قدرت کا علم بیا ہی قابل شرم بات ہے کہ خدا تو تین دن تک مرا رہا لیکن اس کے بندے تین دن تک بغیر خدا کے ہی جیتے رہیں۔

ایک گھونٹ پیالہ نے جناب مسیح کے روح کو نہ ڈرا۔ حضرت مسیح سوتے تھے کھانا کھاتے تھے۔ بیت الخلا میں حاجت رفع کے لئے جاتے تھے۔ طہارت بھی کرتے تھے کسی چیز پر انکو اختیار نہ تھا۔ خشک انجیر کو سبز نہ کر سکے شیطان کے کہنے پر پتھروں کو روٹی نہ بنا سکے کوڑے میں شراب تک نہ ہو سکے۔ علم غیب جانتے تھے۔ اپنے دامن سے چھونے والے کو معلوم نہ کر سکے نہ کوئی انکی بادشاہت تھی۔ چڑیوں۔ پرندوں کو گھونسلا تھا۔ آپ کو یہود آرام نہ کرتے تھے اور یہودیوں سے بھاگے پھرتے تھے۔ آپکو کہیں آرام اور بسیرا نہ ملتا تھا پس وہ کسی طرح نہ خدا ہو سکتے ہیں اور نہ ہی خدا کے بیٹے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اسرار التوحید

(۵) قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ سیپارہ ۳ آل عمران۔ تو کہہ اے نبی اے کتاب والو یہود نصاری ہمارے تمہارے درمیان کی ایک سیدھی بات پر آؤ۔ کہ سوائے اللہ کے کسی کی بندگی نہ کریں اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور آپس میں سے ایک ایک کو سوائے اللہ کے رب نہ پکڑیں۔

(۶) وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم۔ انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماوٰہ النار وما للظالمین من انصار۔ اور مسیح نے کہا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے بیشک جس نے اسکا شریک کیا سو اللہ نے اُس پر جنت کو حرام کیا اور اُسکا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مدد کرنے والا نہیں۔

اگر اہل کتاب نصاری اپنی ضد و تعصب کو دور کر کے کچھ تھوڑا بھی غور فرما دیں تو صداقت اپنا راستہ جلد کر لے گی اور تثلیثی عقیدہ سب کا فور ہو جائیگا سنو ابھی کے مطابق حضرت سیدنا عیسیٰ فرماتے ہیں خوب غور سے تطابق کرلو۔

(الف) سب حکموں میں اول یہی ہے کہ اے اسرائیل سُن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے

ایک ہی خداوند ہے مرقس ۱۲/۲۹ ۔

(ب) ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا جانیں اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے پیغمبر جانیں ۔ انجیل یوحنا ۱۷ ۔

(ج) میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا میں آپ سے کچھ نہیں کر سکتا مگر جو میرے باپ نے مجھے سکھایا ہے میں وہی باتیں کرتا ہوں (یوحنا ۵/۱۹ و ۸/۲۸) ۔

(د) اُس گھڑی کی بابت سوائے باپ کے نہ فرشتہ اور نہ بیٹا کوئی نہیں جان سکتا مرقس ۱۳ باب ۳۲) ۔

(ہ) مجھے نیک مت کہو کوئی نیک نہیں مگر ایک جو خدا ہے ۔

پس مذکورہ بالا آیات انجیل کا انطباق قرآن شریف سے کر کے تثلیثی عقائد سے دست بردار ہو جائیں ورنہ ہمیشہ جہنم میں رہنا پڑے گا ۔

اور حضرت مسیح علیہ السلام تمہاری تثلیث سے صاف انکار کر دیں گے جب حضور الٰہ سے روز قیامت کو پوچھا جائے گا ۔ سن لو ۔

(۷) واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی و امی الہین من دون اللہ ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم ۔ سورہ المائدہ سیپارہ ۷ ۔ جب کہے گا اللہ تعالیٰ اے عیسی ابن مریم کیا تو نے لوگوں کو سکھلایا کہ مجھکو اور میری ماں کو سوائے اللہ کے معبود ٹھہراؤ ۔ مسیح صاف کہیں گے ۔ میں نے نہیں کہا انکو مگر جو کچھ تو نے حکم کیا یہ کہ صرف اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے (فیصلہ ہو گیا) ۔

(۸) سیپارہ ۱۸ المومنون ۔ ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الہ اذا لذہب کل الہ بما خلق ولعلا بعضہم علی بعض ترجمہ اللہ نے کوئی لڑکا نہیں کیا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے ۔ اگر ایسا ہوتا تو اس وقت ہر معبود جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے اسے لیکر چلا جاتا اور بیشک بعض معبود بعض پر چڑھائی کرتے ۔

(۹) وقالوا اتخذ اللہ ولدا سبحانہ بل لہ ما فی السموات والارض کل لہ قانتون (البقرہ)

سکتے ہیں اور بیٹا رکھتا ہو وہ پاک ہے سب سے نرالا جو کچھ زمین آسمان میں ہے سب اُس کی
پیدا شدہ سب اُس کے آگے ادب سے ہیں
(۱۰) الذی لہ ملک السموت والارض ولم یتخذ ولداً ولم یکن لہ شریک
فی الملک وخلق کل شیئ فقدرہ تقدیراً۔ پارہ ۱۸۔ الفرقان۔ ترجمہ: وہ اللہ
جس کی سلطنت زمین و آسمان میں ہو اور جس نے کوئی بیٹا نہیں پکڑا اور نہ اُس کی سلطنت میں
کوئی شریک ساجھی ہے اُس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور ہر ایک چیز ٹھیک ناپ کر۔

یہ عقاید اہل اسلام کے اور یہ ہو مسلمانوں کا خدا جو تین اقنوم سے پاک ہو نہ اُس کا
کوئی بیٹا ہے نہ جورو نہ باپ نہ ماں نہ ساس نہ نانی۔ نہ اُس کے ساتھ روح القدس شریک
ہو۔ نہ حضرت مسیح۔ وہ اکیلا ہے۔ بے مثل بغیر شکل اور بغیر ضد کے ہے۔ وہ محیط کل ہے۔ وہ
غیر محدود ہے۔ محدود نہیں ہو سکتا وہ انسانی جامہ یا چولا میں اوتار ہو کر محدود نہیں ہو سکتا
وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے وہ عالم الغیب ہے۔ صفات خلق سے بالکل پاک ہے۔ وہ ازلی ابدی
حی قیوم ہمیشہ قایم ہے نہ اُس کی کوئی صورت نہ شکل نہ مثل نہ نظیر ہے نہ اُس کا کوئی وقت
نہ زمانہ نہ قبل نہ بعد۔ وہ قادر مطلق ہے کہ حضرت مسیح جیسے کروڑوں مخلوق بغیر باپ کے
پیدا کرے اُس نے حضرت آدم کو و حضرت حوا کو بغیر اسباب پیدا کیا۔

مسٹری آف ٹرینی ٹی۔ یا اسرار التثلیث

فصل دوم

عقاید نصارے۔ بابت توحید باری تعالے

(۱) ناظرین عالی تمکین کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ دنیا میں کوئی قوم۔ کوئی ملت کوئی مذہب
ایسا نہیں جو ایسا بیہودہ اور واہیات عقیدہ رکھتا ہو جیسا کہ نصاری عیسائی یا کرسچن کے
عقاید ہیں کوئی مذہب ایسا سناتن دھرم یعنی ہندو ہو یا آریہ۔ برہمو سماج ہو یا دیو دھرم۔ سید نیچری

کہ خدا کا کوئی بیٹا ہے یا خدا تعالیٰ کے تین ٹکڑے ہیں سوائے مذہب عیسائی کے گمراہ کرسانوں
میں ایک فرقہ ہے جو یونی ٹیرین کہلاتا ہے۔ وہ اس عقیدہ پر ہے یا پر وہ خدا تعالیٰ کو واحد
اور حضرت عیسیٰ کو نبی برحق انسان سمجھتا ہے۔ اسی فرقہ میں حضرت عیسیٰ کی اصلی تعلیم کا کچھ حصہ
پایا جاتا ہے مگر یہ فرقہ تعداد میں بہت تھوڑا ہے۔ باقی سب عیسائی فرقے کے لوگ جو تعداد میں
دوسرے کے قریب ہیں حضرت عیسیٰ کو نعوذ باللہ خدا کا بیٹا یا خود خدا جانتے ہیں خواہ کیتھولک
یا پراٹسٹنٹ یا میتھاڈسٹ ہوں یا پریس بی ٹیرین سب کے سب ایک ہی عقیدہ باطلہ پر
جا رہے ہیں یہ مختلف عقائد حضرت عیسیٰ کے بعد پہلی ہی صدی میں گڑبڑ ہونی شروع ہو گئی
تھی۔ رفتہ رفتہ سب کے سب گمراہ ہو گئے۔

(۲) تثلیثی عیسائی توحید فی التثلیث یا تثلیث فی التوحید کے قائل ہیں یعنی تین میں
ایک اور ایک میں تین۔ یہ لوگ مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے تین ٹکڑے یا جزو ہیں ایک تو خدا کا
حصہ دوسرا حصہ حضرت مسیح کا تیسرا حصہ روح القدس یا سپرٹ یا ہولی گھوسٹ کا۔ یہ
سب برابر ملکر ایک خدا بنتے ہیں پس خدا حضرت مسیح۔ روح القدس تینوں ایک خدا
کامل ہے۔ حضرت مسیح کو کبھی تو خدا مانتے ہیں اور کبھی خدا کا بیٹا۔ پس یہ گورکھ دھندا اور
مداری کا کھیل ان عیسائیوں میں چلا کرتا ہے۔

پھر ان تینوں کو برابر صفات سے موصوف اور غیر محدود مانتے ہیں۔

(۳) عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا تعالیٰ کا ازلی بیٹا ہے۔ لیکن خدا کے
برابر صفات و کمالات میں یکساں ہے اور خدا سے ہرگز متقدم و موخر نہیں۔

(۴) عیسائیوں کا عقیدہ باطلہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کامل انسان اور کامل خدا ہے۔
دنیا میں انسانی جامہ میں روپ دھارا۔ اوتار بنا اور لوگوں کی نجات کی خاطر سولی پر
چڑھا۔ تین روز دوزخ میں رہا۔ ملعون بنا۔ پھر گناہ کا کفارہ ہوا۔ جو کوئی حضرت مسیح پر ایمان
لاویگا خواہ وہ زانی ہو شرابی۔ فاسق فاجر۔ بدمعاش گنہگار ہو۔ حضرت مسیح اسکو بخشوا دینگے
نعوذ باللہ من ذالک۔

(۵) عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ روح القدس سپرٹ ہولی گھوسٹ بھی خدا اور مسیح سے پیدا

ہوئی ہے لیکن وہ بھی اُن کے برابر صفات میں ہے۔
یہ ہیں عیسائیوں کے عقاید بر مکاید جس کو وہ تثلیث یا ٹرینی ٹی کہتے ہیں۔ اے عزیز یاد رکھ کر یہ تثلیث نہ تو حضرت عیسیٰ کی تعلیم ہے اور نہ حضرت عیسیٰ ؑ کے حواریوں کی۔ بلکہ ایک یہودی پولوس نام کی کارستانی ہے جو برائے نام عیسائی ہوا۔ اور دین عیسوی میں گڑبڑ ڈالدی تمام عیسائیوں کو سچی تحقیق توحیدی راستہ سے جس کے واسطے تمام نبی علیہم السلام چلے آتے تھے۔ پھر اکر گمراہ کر دیا اور اصلی توحیدی عبادت کو مٹا دیا۔ پس سب عیسائی اسی پولوسی مذہب کے پیرو ہیں۔ اور اسکو اعظم الحواریین میں سے جانتے ہیں۔ جیسا کہ رافضی لوگوں کو عبد اللہ بن سبا یہودی نے مغالطہ میں ڈالا۔ کہ حضرت علی علیہ السلام اعلے و افضل تھے نبوت اُن پر اُتری مگر روح جبرئیل ؑ نے غلطی سے جناب رسالتماب سردار دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کو سونپ دی نعوذ باللہ من ذالک۔

(۶) عیسائیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ تمام پیغمبر رسول اور نبی معصوم نہ تھے ایک نے ایک گناہ ضرور کیا۔ اسواسطے وہ قابل شفاعت نہ رہے۔

(۷) ترسائوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی پیدا نہ ہوگا یہ لوگ خاتم النبیین جناب مسیح کو جانتے ہیں اور جناب اقدس رسالتماب خلاصہ موجودات سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل منکر ہیں۔ جیسا کہ یہودی رسالت مسیح سے متنفر ہیں پس یہ ہر دو فرقہ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

فصل سوم اسرار التثلیث

عقاید اسلام بابت ولادت مسیح علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش محض امر الٰہی سے دنیا میں ایک نرالے واقعہ کے طور پر ہوئی تھی چونکہ ایسا واقعہ پیشتر کبھی نہ ہوا تھا کہ کوئی لڑکا بغیر باپ کے پیدا ہو۔ اسواسطے یہود نے جو ہمیشہ سے سرکش و مغرور و قاتل انبیا علیہم السلام چلے آئے ہیں۔ اپنی شوخی و شرارت سے

جناب صدیقہ عابدہ مقدسہ حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کو زنا کی تہمت
لگا دی۔ کیونکہ بیت المقدس میں صرف یہی ایک ہی باکرہ جوان لڑکی تھی۔ جو اس معبد یعنے
مسجد کی پوجاری تھی۔ اُدھر نصاریٰ نے یہودیوں کے مقابلہ میں اس قدر غلو بڑھایا کہ مسیحؑ
کو خدا یا خدا کا بیٹا بنا دیا۔ پھر طرفین یعنی یہود و نصاریٰ میں اسی بات کا جھگڑا چلا آتا تھا
اور ہمیشہ لٹھم بازی و جنگ و جدل ہوتی رہتی تھی۔ ادھر یہودیوں نے مسیحؑ کو سب و شتم
و تہمت لگانے میں کوئی کسر نہ رکھی تھی اُدھر عیسائیوں نے مسیحؑ کو تہمت سے بچانے کی خاطر
کئی لغو خیالات پیدا کر دیئے پس قرآن مجید نے نازل ہو کر ان دونوں فرقوں کے اعتقاد
کو رد کر دیا۔ اور حضرت مسیحؑ کو مقدس اور پاک ہونے پر حضرت مریم کی عصمت و طہارت پر گواہی
دی اور صاف فرما دیا کہ جو ناجائز مولود سمجھتے ہیں وہ بھی گمراہ ہیں اور جو مسیحؑ کو خدا یا خدا کا بیٹا
جانتے ہیں وہ بھی گمراہی اور غلطی پر ہیں بلکہ وہ خدا کے بندے اور انسانوں کی طرح ہیں اور
خدا کی ایک مخلوق ہیں جیسے حضرت آدمؑ اور حضرت حوا جن کے ماں باپ دونوں نہ تھے۔
زمین آسمان آفتاب ماہتاب ستارے وغیرہ وغیرہ یہ سب کلمہ **کن** سے پیدا
ہوئے ہیں۔

فرمان الٰہی ہے کہ **ان ہذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ
یختلفون**۔ یہ قرآن شریف بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ کے اکثر اختلافی امور میں فیصلہ کرتا ہے
دوسری جگہ فرمان ہے **وبکفرہم وقولہم علی مریم بہتانا عظیما** ہم نے
یہودیوں کو ان کے کفر کرنے (انکار نبوت) اور مریم پر بہتان باندھنے کے سبب پھٹکارا
پس قرآن شریف نے نازل ہو کر جناب مسیحؑ کو تہمت سے بچایا اور حضرت بی بی مریمؑ کی عصمت
و پاکدامنی ثابت کر دی۔ اگر قرآن شریف فیصلہ نہ کرتا تو دنیا میں ہمیشہ خونریزی رہتی۔ جنگ و
جدل رہتی۔ تمام دنیا ملحد یا کافر و مشرک ہو جاتی۔

یہ عیسائیوں پر اسلام کا احسان ہے۔ عیسائیوں کو اسلام کا شکر گذار و احسان مند ہونا
چاہیئے مگر افسوس کہ انصاف کے دشمن۔ تہذیب کے عدو۔ احسان فراموش۔ قرآن شریف سے
صاف انکار کرتے ہیں۔ جناب اقدس رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے شان مبارک پر

زبانِ طعن و تشنیع دراز کرنے میں کیا یہ احسان فراموشی و طوطا چشمی نہیں ہے لو اور کیا ہے۔ اسلام کو ان جیسے ناسول کی حمایت کرے اور گواہی صادق دے اور یہ لوگ اُلٹا اپنے مخبر صادق اور مصدق حقیقی کو گالیاں نکالیں۔ اسی کا نام شقاوت ازلی و ضلالت ابدی ہے۔ فافہم وتدبر۔

ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ اگلے یہود کے زمانہ میں قبلہ و کعبہ حج کی جگہ بیت المقدس یروشلم مقام تھا جو کہ مکہ معظمہ سے ۲ ماہ کے سفر پر ہے اور آجکل ایک بڑا شہر ہے جس میں تمام مذاہب کے لوگ یہود و نصاریٰ و مسلمان بستے ہیں وہاں مسجد فاروقی حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر عالی شان عمارت ہے۔ اسی جگہ تمام زیارات حضرت عیسیٰ ہیں بقول نصاریٰ یہاں پر یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو صلیب پر کھینچا تھا۔ غرض جیسا کہ مکہ معظمہ جائے ولادت جناب سیدنا سرورِ دوجہان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور مسلمانوں کی جائے حج ہے ویسا ہی بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ یا یروشلم یہودیوں اور نصاریٰ کے حج کی جگہ ہے۔ اکثر انبیا علیہم السلام علاقہ شام میں بیت المقدس میں مبعوث ہوتے رہے ہیں اور اول ہی اول مسلمانوں کا قبلہ و کعبہ بھی بیت المقدس تھا اُسی کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ مگر بعدہٗ امرِ ربی سے مکہ معظمہ خانہ کعبہ قبلہ مقرر ہوا۔

پس اسی بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ میں تارک الدنیا رہبان زاہد یہودی لوگ جو حضرت موسیٰ کے اُمتی ہیں اور جو توریت پر عمل کرتے ہیں رہا کرتے تھے۔ امیر و متمول لوگ ان لوگوں کی پرورش کرتے تھے۔ پس جو کوئی تارک الدنیا ہونا چاہتا تھا وہ اسی زمرہ رہبان و زاہدوں میں شامل ہو کر عبادت الٰہی شریعت موسوی کے مطابق بجا لاتا اور رات اور دن وہیں مسجد میں بسر کرتا۔ پس اسی طرح حضرت مریمؑ بھی اس مسجد اقصیٰ میں داخل ہو گئیں اسی جگہ پرورش پائی۔ اسی جگہ آپ کی عبادت و زہد و تقویٰ و عصمت کی دھاک تمام گرد و نواح میں پہونچ گئی۔ لوگ ہمیشہ حج میں آ کر آپکی زیارت کرتے اور حضرت مریم کو صدیقہ و مقدسہ جانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں یوں فرماتا ہے

اذ قالت امرأت عمران رب انی نذرت لك ما فی بطنی محررا فتقبل منی انك انت السمیع العلیم۔ فلما وضعتها قالت رب انی وضعتها انثیٰ۔ واللہ اعلم

بما وضعت وليس الذكر كالانثى وانى سميتها مريم وانى اعيذها بك و
ذريتها من الشيطان الرجيم فتقبلها ربها بقبول حسن وانبتها نباتا حسنا و
كفلها زكريا۔ كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا۔ قال يمريم انى
لك هذا قالت هو من عند الله۔ ان الله يرزق من يشاء بغير حساب۔ آل عمران رکوع ۴
سیپارہ ۳۔ ترجمہ (مریم جب اپنی والدہ کے پیٹ (رحم) کے بیچ تھیں حسب دستور یہود کہ پہلا بیٹا اکلوتا
رہبان و زاہد بنتے اور بیت المقدس میں پرورش پاتے) والدہ مریم عمران کی عورت نے خدا کے حضور میں التجا کی۔
کہا اے خداوند جو بچہ میرے شکم میں ہے میں نے تیری نذر کیا اور تو اسے قبول کر تو سننے اور جاننے والا ہے۔ جب
مریم پیدا ہوئیں تو والدہ مریم نے عرض کی کہ اے خداوند میرے تو لڑکی پیدا ہوئی۔ اور خدا کو معلوم ہے جو پیدا
ہوا اگر لڑکا ہوتا تو تیرے حضور اچھا ہوتا۔ میں نے اسکا نام مریم رکھا۔ میں شیطان ملعون سے اس کی اور اسکی
ذریت کے بارے میں پناہ مانگتی ہوں خداوند کریم نے اس نذر کو قبول کر لیا کہ یہ لڑکی لڑکوں سے بہتر ہے
مریم زکریا علیہ السلام کے سپرد کی گئیں۔ جب زکریا محراب کے پاس آتا تو مریم کے پاس کھانا رزق پا کر دریافت کرنے
لگا کہ اے مریم یہ طعام تمنے کہاں سے پایا۔ مریم نے جواب دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ
جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

ولادت مسیح علیہ السلام

پس حضرت مریم بتول اسی مسجد اقصیٰ میں بکفالت حضرت زکریا علیہ السلام مثل معبودت الٰہی بجا
لاتیں یہاں تک کہ جوان ہو گئیں اور ۱۲ سال کی عمر میں پہنچیں خداوند تعالیٰ نے اپنا ارادہ عمل پورا کرنا
چاہا اور سرکش و مغرور یہودیوں کی سرکشی کو توڑنا چاہا اور انکی اصلاح کرنی چاہی تو یوں ہوا کہ حضرت جبرئیل نے
حکم الٰہی سے حضرت عابدہ بی بی مریم کو یہ آ کر کہا۔
واذ قالت الملئكة يمريم ان الله اصطفك وطهرك واصطفك على نساء العلمين ◦
يمريم اقنتي لربك واسجدي واركعي مع الراكعين۔ اذ قالت الملئكة يمريم
ان الله يبشرك بكلمة منه اسمه المسيح عيسى ابن مريم وجيها في الدنيا والاخرة ومن المقربين ◦
ويكلم الناس في المهد وكهلا ومن الصلحين ◦ قالت رب انى يكون لى ولد ولم يمسسنى بشر

قال کذالک اللہ یخلق مایشاء اذا قضیٰ امراً فانما یقول لہ کن فیکون

آل عمران سیپارہ ۳ رکوع ۵ ۔

ترجمہ۔ جب فرشتہ وحی جبرئیل نے مریم کو کہا۔ کہ اے بتول محض اللہ تعالیٰ نے تم کو برگزیدہ کیا اور پاک کیا اور تمام جہان کی عورتوں سے تو برتر ہے ۔ اے مریم اپنے رب کی عبادت کر اور سجدہ کر اور نماز و عبادت کرنے والوں کے ساتھ عبادت کیا کر۔ جب فرشتہ نے مریم کو کہا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تم کو ایک نشانی کی بشارت دیتا ہے کہ تجھ سے ایک لڑکا نامی مسیح عیسیٰ پیدا ہوگا۔ وہ دنیا اور آخرت میں بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کے مقربین سے ہوگا و ماں کی گود میں لوگوں سے باتیں کریگا عمر پوری میں اور مرد صالحین سے ہوگا۔ مریم نے اس عجیب بشارت پر تعجب سے کہا اے رب میرا کیونکر لڑکا ہوگا کہ مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔ نہ میری منگنی ہوئی اور نہ ہی شادی ہے۔ جبرئیل نے کہا کہ بے خاوند کے لڑکا اللہ تعالیٰ دیگا۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس وقت ارادہ کرتا ہے کسی چیز کے پیدا کرنے کے واسطے تو اس کے لئے کہتا ہے ہو جا پس وہ چیز نمودار ہو جاتی ہے۔ اس سے آگے اللہ تعالیٰ اس مولود کی صفات بیان فرماتا ہے۔ کہ وہ لڑکا لوگوں کو کتاب حکمت ۔ توریت اور انجیل سکھائیگا اور وہ بنی اسرائیل یہودیوں کی طرف رسول ہوگا (کیونکہ ان لوگوں نے دین موسوی میں تحریف و گڑبڑ کردی ہے) اور اس سے معجزات واقع ہونگے ۔ مٹی کی چڑیاں بنائیگا۔ اس میں پھونک دیگا وہ چڑیاں بحکم اللہ اُڑ جایا کرینگی۔ کوڑھی آدمیوں کو اچھا کرے گا۔ اندھوں کو بینائی اور مردوں کو زندہ کرے گا ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے ۔

یہ پیدائش مسیح علیہ السلام بیت المقدس سے باہر جنگل میں کھجور کے درخت کے نیچے واقعہ ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف کا فرمان ہے ۔ اور پیدائش کے وقت بھی دوبارہ فرشتہ حضرت جبرئیل تشریف لائے اور وہی کلمات فرمائے۔ جیسا کہ پیشتر فرما چکے تھے چونکہ اس وقت حضرت مریم تنہا اکیلی تھی اور درد زہ میں مبتلا جیسا کہ صفات عورت ہے اس واسطے ایک گونہ تسلی خاطر بھی کرنی لازم تھی۔

واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا
فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا
قالت انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیا۔ قال انما انا رسول ربک
لاھب لک غلاما زکیا۔ قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر
ولم اک بغیا۔ قال کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ اٰیۃ للناس
ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا۔
فاجاءھا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یالیتنی مت قبل ھذا
وکنت نسیا منسیا۔ فنادٰھا من تحتھا الا تحزنی قد جعل ربک
تحتک سریا وھزی الیک بجذع النخلۃ تسقط علیک رطبا جنیا
فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا۔ فقولی
انی نذرت للرحمٰن صوما فلن اکلم الیوم انسیا۔ فاتت بہ قومھا
تحملہ قالوا یمریم لقد جئت شیئا فریا۔ یااخت ھارون ماکان
ابوک امرا سوء وما کانت امک بغیا۔ فاشارت الیہ قالوا کیف
نکلم من کان فی المھد صبیا۔ قال انی عبد اللہ اٰتٰنی الکتاب وجعلنی
نبیا وجعلنی مبارکا این ماکنت واوصٰنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت
حیا (سورہ مریم پارہ ۱۶)

ترجمہ (اے نبی محمد صلعم) مریم کا حال کتاب میں سنا دے جب وہ گھر والوں سے ایک مشرقی
مکان میں کنارہ ہوئی پس اس نے پردہ بنا لیا۔ پس ہم نے اس کی طرف اپنی ربع (روح)
جبرئیل) کو بھیجا جو اسکو پورا انسان ہو کر نمودار ہوا۔ مریم بولی میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں
اگر تجھے خدا کا خوف ہے۔ وہ بولا میں تو خدا کا فرشتہ ہوں تجھے ایک پاک لڑکا دینے کو آیا ہوں
مریم بولی مجھے لڑکا کیسے ہوگا۔ مجھے تو کسی مرد نے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدکار رہی
فرشتہ نے کہا خدا کی شان ایسی ہی ہے خدا نے فرمایا ہے کہ یہ امر مجھ پر آسان ہے اور میں اسکو
لوگوں کے لئے نشان قدرت اور اپنی رحمت بنانا چاہتا ہوں اور یہ کام ہوا ہوا ہے یا تب

(یعنی اس کہنے کے متصل ہے وہ حاملہ ہوئی اور اس حمل سے وہ دور کے مکان میں جا رہی ہوئی۔ پس دردِ زہ نے ایک درخت خرما کے تنہ میں پہونچایا اور مریم نے کہا کاش میں اس سے پیشتر مر جاتی اور بھولی بسری ہوتی۔ اس کے نیچے کی جانب سے جبرئیل نے پکارا تو غم نہ کر۔ تیرے نیچے خداتعالیٰ نے ایک نہر جاری کر دی ہے تو اس تنہ کو ہلا۔ یہ تازہ کھجوریں گرا دیگا اس میں سے کھا اور پانی پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر۔ اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو (اشارہ) سے کہہ دے کہ میں نے خدا کی نذر مانی ہے آج میں انسان سے کلام نہ کرونگی۔ پس وہ لڑکے کو قوم کے پاس لائی۔ یہود لوگ بولے۔ اے مریم یہ تو بہتان باندھ لائی۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی (پھر بغیر باپ کے یہ بچہ کہاں سے پیدا ہوا) آخر لڑکے کی طرف اشارہ کر دیا۔ یہودی بولے کہ ہم اس سے کیونکر کلام کرینگے جو گود میں لڑکا ہے۔ وہ لڑکا (حضرت مسیح) خود ہی بول اٹھا میں خدا کا بندہ ہوں مجھے خدا نے کتاب دی ہے اور نبی کیا۔ جہاں میں ہوں مجھے مبارک کیا۔ اور مجھے وصیت کی جب تک زندہ رہوں نماز اور زکوٰۃ ادا کرتا رہوں۔

نبوت حضرت مسیح علیہ السلام

جناب صدیقہ عابدہ بتول حضرت مریم نے ظاہر میں اور کورباطن مغرور و سرکش یہودیوں کے مطاعن سب و شتم مجادلہ الزن کی قیل و قال افترا و بہتان کو بڑے صبر و استقلال سے برداشت کیا۔ آپ کا دل ہمیشہ رنجیدہ رہا کرتا۔ آپ کی نظر ہمیشہ خشکی رہتی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جناب مسیح کو نبوت و معجزات عطا کئے تاکہ تہمت لگانیوالے یہودیوں کو راہ راست پر لاویں اور ان کو اصلی دین حقیقی و شریعت موسوی سکھائیں انکے جور و ظلم سے عوام الناس کو چھڑائیں پس تیس سال کی عمر میں جناب اقدس نے توحیدی مشن جاری کیا۔ یہودیوں کو راہ حق بتایا۔ اور تمام تحریفات و تبدیل تورات کو الگ کر دکھایا۔ سب سے اول مسیح پر حواری ایمان لائے۔ جنکو حواری کہتے ہیں وہ تعداد میں بارہ تھے اور وہ ایمان میں کامل بنے۔

(۱) فرمان الٰہی ہے وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (البقرہ)

ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کو ظاہر معجزے اور روح پاک کے ساتھ قوت دی۔

(۲) وجعلنا ابن مریم و امہ اٰیۃ واٰوینٰھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اُس کی ماں کو قدرت کی نشانی بنایا۔ ہم نے اُنکو زمین بلند اور جاری پانی کی طرف جگہ دی۔ (المومنون)

(۳) وقفینا بعیسی ابن مریم واٰتینٰہ الانجیل وجعلنا فی قلوب الذین اتبعوہ رافۃ ورحمۃ (الحدید) ہم عیسیٰ ابن مریم کو پیچھے لائے اور اُس کو انجیل دی ہم نے اُس کے پیرؤں کے دلوں کے درمیان اُس کی شفقت اور مہربانی پیدا کر دی۔

(۴) انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القٰھا الی مریم وروح منہ (النساء پارہ ۶ ع ۳) یہ اس کے کہ نہیں مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا۔ اللہ کا پیغمبر ہے اور اللہ کا حکم ہے جو مریم کی طرف ڈالا گیا اور اس کی طرف سے روح ہے۔

(۵) ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا (التحریم) اور مریم بیٹی عمران کی جس نے اپنی پاکدامنی کو بچایا یا عصمت برقرار رکھی۔

پس مذکورہ بالا آیات بینات سے جناب مسیحؑ کی ولادت۔ نبوت اور پاکیزگی ثابت ہوئی ہے اور جناب صدیقہ کی عصمت و پاکدامنی۔ مگر افسوس کہ کور باطن اور مشرک عیسائی جناب مسیحؑ کو نہ ہی معصوم اولوالعزم ثابت کرتے ہیں اور نہ ہی حضرت مریمؑ کو عصمت مآب دیکھو انجیل مروجہ

پس جناب مسیحؑ توحید باری تعالیٰ کی منادی فرماتے رہے اور جو کچھ کہ پہلے نبیوں اور رسولوں نے احکام جاری کئے تھے اسی کو دہراتے رہے۔ جناب مسیحؑ کو معجزات دیئے گئے تاکہ اُن کی شانِ نبوت برقرار رہے اور لوگوں کے عقاید باطلہ و خیالات فاسدہ معدوم ہو جائیں مگر کفر و عناد سے یہودیوں نے جناب کو آرام نہ لینے دیا۔ جانی دشمن ہو گئے قتل پر آمادہ ہوئے۔ کئی دفعہ آپکو گھیرا سب و شتم کیا۔ مارا اور پیٹا۔ برابر تین سال تک جناب کو تکلیف دیتے رہے نہ تو جناب کو رہنے کے لئے جگہ ملی اور نہ ہی پیٹ بھر کھانے کو

علیہم۔ بعض شادی و بیاہ کہاں کرتے۔ آخر آپکے حواریوں میں سے ایک حواری یہودا اسکریوطی یہودیوں کے ساتھ مل گیا اور تیس روپے لیکر رومی سپاہ کو مسیحؑ کا پتہ بتایا۔ اسوقت مسیحؑ ایک باغ میں لوگوں کو توحید کی منادی کررہے تھے کہ اتنے میں سپاہ آموجود ہوئی۔ یہودا اسکریوطی نے دور سے مسیحؑ کی طرف اشارہ کیا۔ معاً اشارہ ہی سے یہودا کی شکل بدل گئی اور لوگوں کی نظروں میں حضرت مسیحؑ نظر آنے لگا اور اُسی کو بعد فیصلہ صلیب دی گئی۔ پس اُسی روز سے عیسائیوں نے اُسی جعلی مسیح یہودا کی پیروی شروع کی اور دھوکے میں پڑ گئے۔ طومار کے طومار چھانٹ دیئے اور جعلی کتابیں تصنیف ہوئیں۔ قرآن شریف نے قطعی فیصلہ کردیا کہ یہودیوں نے حضرت مسیحؑ کو نہ سولی دیا۔ اور نہ قتل کیا۔ سنو

وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم۔ وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ۔ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن۔ وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیما + النساء سیپارہ ۶ رکوع ۲۲

ترجمہ۔ یہودیوں کا کہنا کہ انہوں نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول خدا کو قتل کیا۔ (غلط ہے) نہ ہی اسکو قتل کیا اور نہ ہی صلیب دی لیکن وہ شبہ میں پڑ گئے۔ اور وہ لوگ جو اسمیں اختلاف کرتے ہیں اسمیں ان کو شک ہے۔ ان کو کچھ بھی خبر نہیں صرف خیالی پلاؤ ہے اور یقیناً مسیح کو نہیں قتل کیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اسکو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالےٰ عزیز اور حکیم تھا۔

پس یہ ہیں سچے و حقیقی حالات جناب سیدنا مسیح علیہ السلام جن کی قرآن شریف نے نازل ہوکر شہادت دی اور لوگوں کو راہ شک و وہم سے چھڑایا جن لوگوں نے غور کیا۔ وہ تو راہ نجات پا گئے۔ باقی ظاہر بین تثلیث کے بندے ہمیشہ غلطان و پریشان رہے۔

فصل چہارم عقائد نصاریٰ بابت ولادت و نبوت مسیح علیہ السلام

از مروجہ انجیل

(۱) ناظرین پر روشن ہو کہ جسطرح قرآن شریف نے ولادت و نبوت جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا فیصلہ کیا ہے نہ اسمیں بھول بھلیاں نہ تثلیث نہ کوئی گورکھ دھندا بالکل اصل واقعات کو متن وظاہر کر دیا ہے۔ اس طرح عیسائی لوگ نہیں مانتے۔ بلکہ ان کی تمام اناجیل مختلف طور پر بیان کرتی ہیں۔ اسطرح پر کہ بی بی مریم علیہا السلام حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے خاندان سے تھی۔ مگر یہ گھرانا زہد و تقویٰ و تارک الدنیا ہو کر مفلس ہو گیا تھا۔ حضرت مریم علیہا السلام جب جوان ہوئیں۔ تو اس کے والدین نے ایک بوڑھے اسی سال کے عمر نامی یوسف (ترکھان) نجار سے منگنی کر دی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ہم بستر ہوئی وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ اس کے شوہر یوسف نے جو نیک مرد تھا اسکی تشہیر نہ کرنی چاہی۔ اور ارادہ کیا کہ اس حاملہ بی بی مریم کو چپکے سے چھوڑ دے۔ وہ انہی اندیشوں میں تھا کہ یکایک خدا کے فرشتہ نے خواب میں اس پر ظاہر ہو کر کہا۔ اے یوسف ابن داؤد (کیونکہ یہ بھی خاندان نبوت میں سے تھا) تو اپنی جورو مریم کو اپنے پاس رکھنے سے مت ڈر اس لئے کہ اس کا جو حمل ہے۔ جو روح قدس سے ہے۔ اور وہ بیٹا جنے گی تو اسکا نام یسوع رکھنا۔ کہ وہ اپنے لوگوں کو گناہ سے نجات دیگا۔

پس اسی طرح جو کچھ خدا نے نبی کی معرفت کہا تھا۔ وہ پورا ہوا کہ دیکھو

ایک کنواری حاملہ ہوگی) اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوئیل رکھا جائیگا۔ تب یوسف نے سونے سے اُٹھکر جیسا کہ خداوند کے فرشتہ نے کہا تھا کیا اور اپنی جورو کو یہاں لے آیا۔ پھر جب تک کہ وہ اپنا پہلا بیٹا نہ جنی اسے نہ جانا۔ اور اس کا نام یسوع رکھا (دیکھو متی کی انجیل باب ۱ول۔ آیات ۱۸ سے ۲۵ تک

(۲) انجیل لوقا۔ باب ۱۔ آیات ۲۶ سے ۳۷ تک اسطرح لکھا ہے۔ جو انجیل متی سے بالکل مخالف ہے۔ چھٹے مہینہ میں جبرئیل فرشتہ خدا کی طرف سے جلیل کے ایک شہر میں جسکا نام ناصرت تھا۔ ایک کنواری پاس جو یوسف نام ایک مرد سے جو داؤد علیہ السلام کے گھرانے سے تھا۔ منسوب ہوئی تھی بھیجا گیا۔ اس کنواری کا نام مریم تھا۔ اس فرشتہ نے اُس پاس آکر کہا اے پیاری خدا کا سلام ہو تو عورتوں میں مبارک ہے وہ اسے دیکھکر اُس کی بات سے گھبرا کر سوچنے لگی۔ کہ یہ کیسا سلام ہے تب فرشتہ نے اسے کہا کہ اے مریم مت ڈر۔ کہ تو خدا کے پاس پیاری ہے اور دیکھ تو حاملہ ہوگی۔ بیٹا جنے گی اور اسکا نام یسوع رکھے گی وہ بزرگ ہوگا۔ اور خداوند خدا اُس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا اور ہمیشہ یعقوب کے گھرانے کی بادشاہی کرے گا۔ اور اس کی بادشاہت آخر نہ ہوگی۔ تب مریم نے فرشتہ سے کہا۔ میں مرد کو نہیں جانتی ہوں تو یہ کیونکر ہوگا۔ فرشتہ نے اسے جواب میں کہا روح قدس تجھ پر نازل ہوگی اور تجھ پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا سایہ ہوگا۔ اس لئے وہ پاک فرزند جو تجھ سے پیدا ہوگا خدا کا بیٹا کہلائیگا اور دیکھ تیری رشتہ دار خالہ زاد الیشع کو بھی بڑھاپے میں بیٹے کا حمل ہے اور اُس کے حمل کا جو بانجھ کہلاتی تھی چھٹا مہینہ ہے کہ خدا کے آگے کچھ ناممکن نہیں (انتہےٰ)۔

(۳) جب حضرت مسیح ؑ پیدا ہوئے تو بادشاہ ہیرودیس یہودی کے خوف سے

یوسف نجار (ترکھان) اپنی عورت اور فرزند یسوع کو لے کر بیت اللحم سے مصر کی طرف بھاگ گیا۔ کیونکہ بادشاہ نے نجومیوں سے سنا تھا کہ ایک لڑکے کی پیدائش سے تیری سلطنت جاتی رہے گی۔ سو وہ نوزادہ بچوں کو قتل کرتا تھا۔ بعد فوت ہونے بادشاہ کے یوسف پھر مریم اور یسوع کو گدھی پر سوار کر کے یروشلیم کی طرف آیا۔ اور یسوع مسیح کا ختنہ کیا بموجب رسم یہودا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام (سینٹ جان) نے حضرت مسیح کو بپتسمہ دیا۔ اور جب سینٹ جان بپتسمہ دے رہا تھا۔ تو روح القدس کبوتر بن کر یسوع مسیح پر اتری۔ اور آسمان سے آواز آئی کہ یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے اس سے میں بہت خوش ہوں (انجیل متی)

(۴) جب روح القدس سے یسوع مسیح بھر گیا۔ تو جنگل میں چالیس روزے رکھے اور شیطان اس کو اٹھا لے گیا۔ اور کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو ان پتھروں کو روٹی بنا دے + لیکن یسوع نے کہا کہ انسان صرف روٹی پر گذارہ نہیں کرتا بلکہ احکام الٰہی پر۔

(۵) شیطان اس کو ایک بڑے مندر پر چڑھا لے گیا اور کہا کہ اگر تو سچا خدا کا بیٹا ہے تو اپنے آپ کو اس سے گرا دے لیکن یسوع نے جواب دیا کہ میں خدا کے ساتھ مخول نہیں کرتا۔ خدا آزمایا نہیں جاتا

(۶) پھر شیطان یسوع مسیح کو ایک بلند پہاڑ پر لے گیا۔ اور تمام خزائن دنیا کے دکھا کر کہا کہ اگر تو مجھے خدا مانیگا میرا سجدہ کریگا تو میں تم کو تمام خزائن شاہی دیدونگا۔ لیکن یسوع مسیح نے کہا کہ یہ لکھا ہے کہ تو صرف اکیلے خدا کی پرستش کریگا۔ اور اسی کی عبادت بجا لائیگا پس شیطان نے یسوع مسیح کو ہر طرح آزما کر چھوڑ دیا اور وہ لوگوں کو مختلف معجزے دکھلا رہا۔ (انجیل متی۔ لوقا۔ مرقس اور یوحنا)

نوٹ افسوس عیسائی لوگ کچھ بھی شرم و حیا نہیں رکھتے کہ جناب مریم علیہ السلام کو روح القدس جبرائیل کو مرد کی شکل میں بنکر ہم بستر ہوا ہو کا حمل قرار دیکر پھر خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ حالانکہ جسکا حمل ہو اسی کا بیٹا کہلوانا چاہیئے۔ یعنی ابن روح القدس + زیادہ آگے دیکھو + بیان ابن روح القدس۔

عیسائیوں کے ایمان کی حقیقت

(از مروجہ انجیل)

لوقا ۱۷ باب ۶ میں مسیح صاحب فرماتے ہیں کہ اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو تو جب تم اس توت کے درخت کو کہو کہ جڑ سے اکھڑ کے دریا میں لگ جا تو تمہاری مانے گا۔

متی ۱۷ باب ۲۰ میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہونے سے پہاڑ کہنے سے چلتا ہے اور ہر ایک بات ہو سکتی ہے۔

ہم نہیں جانتے کہ حال کے عیسائی صاحبوں میں سے ایک آدھ بھی ایسا نکلے جو رائی کے دانہ کے برابر ایمان رکھکر کسی بیمار کو ہاتھ لگانے سے تندرست کردے یا کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے چلا سکے یا کہنے سے درخت اکھاڑ ڈالے۔ اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان رکھنے والا عیسائی اُلٹی جوتی کو صرف کہنے سے سیدھا کردے تو ہم جانیں مثل تو یہ پولوسی فرقہ ہر ایک مذہب کے ایمان و عقاید پر اعتراض کرتا ہے۔

یوحنا ۱۴ باب ۱۲ میں یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ جو مجھپر ایمان لاتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا اور ان سے بھی بڑھ کر کام کرے گا۔

اب پولوسی صاحبان کو لازم ہے کہ باوجود یسوع پر ایمان لانے اور اپنے ایماندار ہونے کے اور مسیح جیسے کام تو دکھاویں تاکہ اُنکے ایمان کی پرکھ ہو جاوے۔ اگر پولوسی صاحبان باوجود موجودگی ایمان کوئی بھی کرامت نہ دکھلا سکیں تو مذکورہ بالا آیت سے صاف معلوم ہوگا کہ مسیح میں کوئی معجزہ نہ تھا۔ کیونکہ ایماندار عیسائی مسیح جیسے کام بلکہ اُس سے بھی بڑے کام کر سکتا ہے جبکہ بڑے کام کرنے والے میں کوئی کرامت نہ ہوئی تو یسوع صاحب میں کس طرح کوئی معجزہ ثابت ہوگا۔ اس لئے کہ مسیح کے معجزات کا ثبوت موجودہ عیسائی ہیں اگر یہ کوئی معجزہ دکھلاویں تو ضرور یسوع صاحب کا فرمانا اور انکا صاحب معجزہ ہونا ہم مان لینگے۔ عدم کرامت عیسائیوں کی مسیح کا معجزہ بھی ثابت نہ ہوگا۔ فقط فقط۔

ہمیں افسوس تو اس بات کا ہے کہ جتنے لوگ چوہڑے۔ سکھ۔ ہندو یا مسلمان وغیرہ عیسائی
ہوتے ہیں وہ کیوں نہ ایسا بموجب یوحنا ۴ باب ۲ کے عیسائی ہونے سے پہلے
عیسائیوں کے ایمان اور کرامت دکھلانے کا امتحان کر لیتے۔ اگر ان کو تقویت ہو تو
ورغلانے والے سے پوچھ لیں گے اگر تو مذکورہ بالا آیت کے مطابق ایماندار ہے تو ہمیں کر [illegible] کی
دکھا۔ پھر ہمیں عیسائی بنا۔ ورنہ بتیسمہ بھی دلواتے کوئی پوچھتا ہے کہ تو جو مجھکو
ایماندار کرتا ہے تو پہلے ایمان کے ارکان و شرائط و صفات جو کہ ایمان کی علامات تمہاری
کتاب میں یسوع صاحب لکھ گئے ہیں اپنے آپ میں دکھا۔ ورنہ مجھکو بے ایمان کر
ہے نزدیک جو چوہڑے چمار سکھ یا اور کوئی جو پڑھے لکھے بھی ہو عیسائی ہوتا ہے سب کی
نظر روٹی کپڑے اور دنیا کمانے کی طرف ہوتی ہے اگر ہماری بات کو جھوٹ تصور کریں
تو کوئی دو چار سال کے عیسائی سے پوچھ کر بتا دے کہ کیا سمجھ کر عیسائی ہوا اور کیا ایمان میں کیا
اور کفارہ کیا چیز ہے اور مسیح کی الوہیت کی کیا ماہیت ہے اور نجات کس طرح ہوگی۔
اجی بتائیں گے کیا وہ تو صرف بابو جی بن گئے اور کوٹ پتلون پہنا پرانا [illegible] چلو چھٹی ہوئی

ایک غلطی کی اصلاح

[illegible]

التماس ہے کہ نور الاسلام نمبر ۲۳-۲۴ جلد ۷ میں جو تاریخ آپ نے وفات
حضرت آیات مولوی کریم بخش صاحب مرحوم کی شائع فرمائی ہے۔ اس میں نیازمند
کی یا کاتب صاحب کی غلطی سے آخر مصرعہ غلط ہو گیا ہے جس سے تاریخ ہجری
بحساب ابجد درست نہیں آتی۔ عرض پرداز ہوں کہ کسی آئندہ پرچہ میں اصلاح یوں
کر دی جاوے:- بہر تاریخ آج کہدو اہل دین غمگین ہیں

۱۳ ھ ۲۴

راقم بندہ ابن صغیر فرخان چندبردی خریدار ۲۹۵۴

کریم بخش پرنٹر ایڈیٹر و پبلشر نے مطبع ... مفید عام پریس شہر سیالکوٹ سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

جلد ۸　　　　نمبر ۵

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ
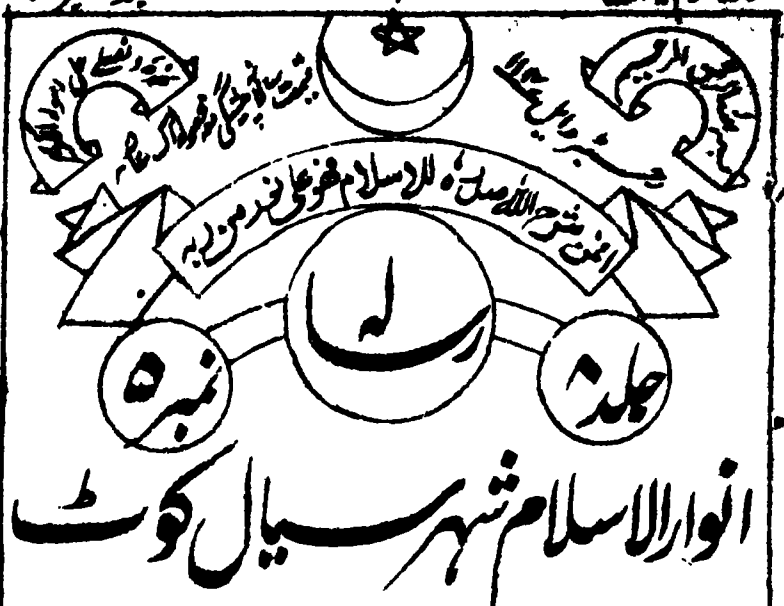
یکم مئی سنہ ۱۹۰۶ء	پندرہ روزہ	مطابق ربیع الاول سنہ ۱۳۲۴ھ

ہمدردان اسلام

اور

عاشقانِ حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں نہایت ادب سے عرض کیا جاتا ہے کہ آجکل مختلف مذاہب اور مختلف عقاید وفرق کی گھٹا ٹوپ اندھیری نے دنیا میں ایک تہلکہ مچا رکھا ہے کہ جس سے حق وباطل میں تمیز نہیں رہی۔ اسی غرض سے ہم نے یہ اسلامی رسالہ

انوار الاسلام نکالا ہوا ہے جس کا اعلیٰ فرض یہ ہے کہ مخالفین اسلام آریہ ہو یا عیسائی کے بیہودہ اعتراضات کا جو وہ آئے دن اسلام پر کیا کرتے ہیں نہایت متانت و سنجیدگی سے جواب دے۔ سو خدا کے فضل سے یہ رسالہ انوار الاسلام اس خدمت اسلامی کو پورا کر رہا ہے۔ اُمید ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اس رسالہ کو حرز جان بنائیں گے اور اس کی ترقی کو اپنا دین و ایمان سمجھیں گے۔ اور مولا کریم کے آگے ہماری یہ التجا ہے۔ کہ دنیا کا ہر ایک شخص انوار الاسلام کی اس نورانی شمع کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ کر اسلام کے نور سے مستفیض ہو اور اپنے دل کو منور اور جسم کو سراسر نور بنائے۔ اور ہماری یہی التجا ہے کہ اے مولا کریم! تو اس اسلامی صداقت کے آفتاب کو ہر ایک دل میں جگہ دے اور کفر و شرک کی ظلمت کو دلوں سے دور کر اور کل تاریکیاں اسلام کے نور سے مبدّل کر۔ آمین۔

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۴ صفحہ ۱

رعیّت کا حق بادشاہ پر

بادشاہ رعیت کو امانت الٰہی سمجھے اور یقین جانے کہ میں صرف خدا کی طرف سے چند روز کے لئے اُنکا پاسبان مقرر ہوا ہوں۔ اور اُن کے نیک و بد نیز امن و آسایش کا ذمہ وار ہوا ہوں۔ بادشاہ عدل و انصاف کو کبھی اور کسی حالت میں ہاتھ سے نہ دے۔ غصہ اور خوشی میں یکساں انصاف کرے۔ خویشی و بیگانگی کا مطلق خیال نہ کرے۔ سب کے ساتھ یکساں منصف ہو۔ اپنی ذات کے ساتھ بھی انصاف کرنے سے نہ چوکے۔ رعیت کی خیر خواہی اور ہمدردی میں ہمہ تن مصروف رہے۔ اپنے تئیں تکلیف میں ڈالکر بھی رعیت کی آسایش کا فکر کرے اور اپنے دل میں غور کرے کہ صرف میری محنت اور تکلیف کے اُٹھانے میں ایک جہان کو راحت و آسایش ہے اور میری غفلت اور سستی میں ایک دنیا کو دُکھ اور تکلیف ہے پس ایک شخص کا تکلیف میں پڑنا بہتر ہے بہ نسبت

اس سے کہ سارا جہان معصیت میں پڑے۔ جناب رسول کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ سید القوم خادمہم کہ جو کسی قوم کا سردار ہوتا ہے وہ سب کا خادم ہوتا ہے بادشاہ پر رعیت کی خدمت گذاری فرض ہے۔ منصف حاکم قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ کے نیچے ہوگا۔ اور ظالم بادشاہ رحمت الٰہی سے نہایت دور ہے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو حاکم ایسی حالت میں مرگیا کہ اس نے اپنی رعیت کی خیرخواہی نہ کی تو اس پر جنت حرام ہے۔

ایک حدیث شریف میں آپ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پیارا اللہ تعالیٰ کو حاکم عادل ہوگا۔ اور سب سے بڑھ کر دشمن بادشاہ ظالم۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے بادشاہ زمین میں ظل اللہ (سایہ خدا) ہے خدا تعالیٰ کا ہر ایک مظلوم نبوا اس کی طرف پناہ پکڑتا ہے۔ پس اگر انصاف کرے اُسے اجر ہے اور رعیت پر شکر واجب ہے۔ اور اگر ظلم کرے تو اس پر عذاب اور رعیت پر صبر۔

اور فرمایا۔ کوئی آدمی دو شخصوں میں کا فیصلہ نہ کرے۔ جبکہ غصہ کی حالت میں ہو۔

سائل کا حق

مسلمانوں پر سائل کا یہ حق ہے کہ اگر وہ بے ضرورت سوال کرتا ہو تو اُسے ایسے ذلت کے کام سے روکیں کیونکہ آنحضرت صلعم نے بے ضرورت سوال کرنے سے سخت ممانعت فرمائی ہے اور اُسے نہایت ہی ذلت اور کمینہ پن کا کام قرار دیا ہے۔

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا جو شخص لوگوں سے اُن کے مال میں سے اس لئے مانگے کہ اس کا مال بڑھے وہ آگ کا انگارا مانگتا ہے۔ تھوڑا مانگے یا بہت۔

اور حتی الامکان سوال نہ کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سوال کرنے سے بچے خدا اُسے ذلت سے بچا لیتا ہے۔ جو شخص بے پرواہ ہونا چاہے۔ خدا اُسے بے پرواہ کر دیتا ہے۔ جو شخص صبر کرنا چاہے۔ خدا اُسے صابر بنا دیتا ہے۔ سچ ہے۔ کہ صبر سے زیادہ اچھی اور وسیع نعمت کسی کو عطا نہیں ہوئی۔

پھر فرمایا کہ سوال کرنا بمنزلہ زخم کے ہے۔ جس سے انسان اپنے چہرہ کو زخمی کرتا ہے سوال وہی کرنا چاہیے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔

اور پھر فرمایا۔ کہ سب سے بڑا خزانہ قناعت اور دولتمندی دل ہی کی دولتمندی ہے تونگری بدل است نہ بمال۔

مزید یہ کہ سوالی کو سوال کرنے کی ذلت سے بچا کر کسی محنت اور پیشہ کی طرف راغب کریں آنحضرت صلعم سوال کرنے کو بہت برا سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ کسب کیا کرو کسب ہی میں برکت ہے۔

اور فرماتے کہ کوئی شخص اس سے بہتر کھانا نہیں کھا سکتا۔ کہ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے۔ حضرت داؤد پیغمبر (باوجود بادشاہ ہونے کے) اپنے ہاتھ ہی کی کمائی کھایا کرتے تھے۔

اور فرمایا۔ کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنی محنت سے لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لے آئے اور اس کو بیچ ڈالے اور اس سے خدا اس کی آبرو محفوظ رکھے۔ تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے جو اسکو دیں یا نہ دیں اور سوال کی ذلت سے چھڑانے کا آنحضرت صلعم کو یہاں تک خیال تھا۔ کہ بسا اوقات سائلوں کو بنفس نفیس محنت اور پیشہ کی طرف راغب کر دیا کرتے۔ اور یہی قوم کی ترقی کا بڑا گہرا راز ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک انصاری آنحضرت صلعم کے پاس آیا اور کچھ مانگنے لگا آپ صلعم نے پوچھا۔ کیا تیرے گھر میں کوئی چیز نہیں۔ اس نے کہا کیوں نہیں؟ ایک چھوٹی کملی ہے جسکو تھوڑا سا اوڑھتا اور تھوڑا سا بچھاتا ہوں اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں آپ صلعم نے فرمایا کہ وہ چیزیں میرے پاس لے آ۔ وہ دونوں چیزیں آنحضرت صلعم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا آپ صلعم نے اُن کو ہاتھ میں لیکر فرمایا۔ کوئی ہے جو ان دونوں کو خریدتا ہو۔ ایک شخص نے کہا میں ایک درہم کو لیتا ہوں آپ نے فرمایا (دو یا تین دفعہ) کوئی ہے جو ایک درہم سے زیادہ دے سکتا ہو۔ ایک شخص نے کہا میں دو درہم کو لیتا ہوں آپ نے دونوں چیزیں اُس کو دیدیں اور وہ درہم اُس سے لیکر انصاری کو دیئے۔ اور فرمایا کہ ایک

درہم کا کھانا لے کر آپ کے گھر پہونچا دے اور ایک درہم کی کلہاڑی خریدکر کے میرے پاس لے آ۔ جب کلہاڑی لے آیا۔ تو آپ نے ایک لکڑی ٹھوک دی۔ پھر فرمایا کہ جا لکڑیاں کاٹ اور بیچ۔ اب سے پندرہ دن تک میرے پاس نہ آئیو وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں کاٹ کر بیچنے لگا۔ جب آنحضرت صلعم کی خدمت بابرکت میں دوبارہ حاضر ہوا۔ تو اس کے پاس دس درہم جمع ہو گئے تھے۔ اس نے کچھ درہموں کا کپڑا لیا۔ اور کچھ درہموں کا کھانا مول لیا۔ رسول اللہ صلعم نے اس سے فرمایا۔ کہ یہ کام تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ تو قیامت کے دن آئے اور تیرے چہرہ پر سوال کا داغ ہو۔ سوال کرنا تین آدمیوں کے سوائے کسی کو جائز نہیں۔ ایک وہ شخص جو سخت محتاج ہو۔ ایک وہ جس کے ذمہ تاوان ہو۔ تیسرا وہ جس کی گردن پر خون بہا ہو۔ جو عام طور پر تکلیف دہ ہوتا ہے۔ - باقی آئندہ

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ براہ مہربانی مندرجہ ذیل سطور رسالہ میں درج فرما کر خاکسار کو مشکور فرماویں۔ خاکسار محمد حسین از سیالکوٹ نیر چھاؤنی۔

ویدک تعلیم کا فطرتی ضروریات کیلئے ناکافی ہونا

یوں تو ہمارے آریہ سماجی مہاشے گن جودیا نندجی کو ان کے حکم[1] اور فشا کے خلاف مہرشی اور بانی آریہ سماج مانتے ہیں اور ان کے بہت سے گن گاتے ہوئے ان کی کوششوں کو جو کہ انہوں نے ویدک تعلیم کے پھیلانے اور اس پر عملدرآمد کرنے کی کی ہیں بڑی عزت اور وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ہر ایک اتوار کو ڈھولکی طبلہ وغیرہ لیکر سماج رچاکر بھجن وغیرہ گاکر

[1] سیالکوٹ نیر کے ایک غیر معمولی جلسہ میں جو فقیر ان مکند سا پرشاد صاحب نو مسلم عبدالعزیز صاحب مصنف ترک مذہب کے لکچر کے جواب دینے یعنے انکے ان اعتراضوں کے جو انکے [illegible]

بہ نسبت نو واردوں کے دلوں کو مسخر کرنے کے بہت بہت سے وسایل مہیا کرکے اُن کے
دلوں کو اپنے سماج کا گرویدہ کر لیتے ہیں مگر جہانتک ہمارا خیال ہے اور ہم نے تجربہ کرکے دیکھا ہے
ان اعلیٰ جانشینوں میں ایسے آریہ بہت کم بلکہ معدوم کا حکم رکھتے ہیں جو کہ سماج کے ممبر ہو کر آریہ سماج
کے سدھانت کی کماحقہ، تو الگ بات ہی موٹی سی موٹی باتوں پر عملدرآمد کرتے ہوں عوام کا تو ذکر
جانے دیجئے وہ تو کسی میں بھی نہیں یعنی نہ ۲ میں نہ ۳ میں بلکہ آپ بڑے سے بڑے پٹ والی
آریہ کو لیجئے وہ بھی ہرگز ہرگز آریہ سماج کے بانی کے بیان کئے ہوئے ویدک احکام کی جو
اُن کے فہم میں وید سے استنباط کرکے لکھے گئے ہیں عامل نہیں ہیں۔ ہاں اسبات کے ماننے
کو تو تیار ہوں کہ باریک باریک مسئلوں پر ہر ایک کو دماغ کا چلنا ذرا ٹیڑھی کھیر ہے مگر وہ احکام

بقیہ حاشیہ صـ۶) سوامی جی دیانند مہاراج کی کتاب ستیارتھ پرکاش وغیرہ سے نکالکر پیش کئے
تھے اپنے بیانیہ کے لکچر میں یعنی یہ کہ ایک جگہ سوامی جی فرماتے ہیں کہ ایشور کو تینوں زمانوں کا (یعنے ماضی
مستقبل حال) جاننے والا کہنا جہالت کا کام ہے"۔ ستیارتھ پرکاش صـ۲۵۳ کیونکہ زمانہ ماضی وہ ہے
جو ہو کر گذر گیا ہے اور مستقبل وہ ہے جو نہ ہو کے ہووے۔ (یعنے پہلے سے نہو مگر بعد میں ہو جاوے) اور دوسری جگہ
فرماتے ہیں کہ پرمیشر تری کالی درشی (یعنی سہ زمانہ کا جاننے والا ہے) (ماضی، مستقبل، حال) بھومکا صـ۵۔ غرض اس اس قسم
کی بہت سی متضاد باتیں بیان کرکے جواب کے لئے آریہ پرشوں کو توجہ دلائی تھی اور ہیڈ ماسٹر لالہ گنیا لعل
نے اُسیوقت کھڑے ہو کر کہا تھا کہ کل ہم جواب ان باتوں کا دینگے۔ دوسرے دن جب اُنکے سماج میں ہم لوگ
مسلمان جواب سننے کے لئے گئے تو بجائے اسکے اُن باتوں اور اعتراضوں کا معقول جواب دیا جاتا۔ صرف
[illegible] اِدھر اُدھر کی کرکے وقت ضایع کیا گیا اور اُسی لایعنی لیکچر میں سکرٹری آریہ سماج صاحب نے اول تو
اپنے بہت سے تعریف کی اور بعد اس کے سوامی جی کی تعریف ان الفاظ میں کی کہ سوامی جی کی ہرگز منشا اعتراض
خواہش نکتہ چینی کا اکھوڑ دینا یا جاوے وغیرہ مگر افسوس کہ سوامی جی کے نافرمان چیلوں نے نہ صرف اُنکو گرو بنایا بلکہ رشی
مہارشی بھی بنا ڈالا اور غضب تو یہ ہے۔ انہی کی تحریر کرتے ہیں جس کا مطلب ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہو۔ [illegible]

[illegible] حاشیہ در حاشیہ۔ جو کہ نہ ہو اور نہ ہو کے ہووے سے ثابت ہوا کہ نیستی سے ہستی ہو سکتی ہے مگر خود
[illegible] پھر بھی سوامی جی اور اُن کے چیلے اس سے منکر ہیں۔ فتدبر۔ منہ

جو ہمارے روزمرہ کے کلام میں آتے ہیں اُن سے بھی اگر ہم چشم پوشی کریں تو غنیمت ہے جاری ہی
پُرمولت پر آریہ مہاشے تحقیق یہ خیال نہ فرماویں کہ ہمنے ایک بیجا نکتہ چینی کی شکل میں یہاں چند
آپ کو ظاہر کرنا چاہا ہے۔ بلکہ بیجا نکتہ چینی کے لئے قلم اٹھائی ہے۔ میرے تنزدیک ہرگز یہ بات
نہیں کہ آپ لوگ اس خیال کو کوخستہ دل میں جگہ دیویں کیونکہ میرے نزدیک بیجا نکتہ چینی کرنا
بچتبائی (متعصبی) کا کام ہے اور کہ میرے نزدیک موقعہ اور محل پر بات چیت کرنا اور معمول
چوک پر مثلاً ویدک سدھانت کے (against) اگینسٹ (برخلاف) چلنے
والے کے وجود اور کارروائی سے سماجی مہاشوں کو آگاہی دینا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ
آریہ سماج جو کہ سوامی جی کے دھن باد کہنے والے اور وید کو ست ودیاؤں کی پستک سمجھ کر بغل میں
دبائے ہوئے ست کے گرہن کرنے اور اسنت کے تیاگنے کو ظاہر کرنے کے مدعی ہیں اُن کے
امتحان لینے کا یہ ایک صریح وقت اور موقعہ ہے۔

آریہ سماج کے لکچرار اور اُپدیشک اپنے لکچروں اور اپدیشوں میں وید کو انسانی فطرتی
ضروریات کے لئے کفیل ہونا اس شد و مد سے بیان فرماتے ہیں کہ گویا تجربتاً انہوں نے
اسکا انسانی فطرت کے قانون کے ساتھ مقابلہ و موازنہ کر کے دیکھ لیا ہے مگر جہاں تک ہمارا
خیال ہے اور تجربہ ہوا ہے اُس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وید کی تعلیم اس قسم کی واقع ہوئی
ہے کہ آریہ مہاشے اُس پر عملدرآمد کر سکتے ہی نہیں۔ مثلاً وید کی تعلیم یہ ہے کہ "اہنسا پرمو
دھرما" یعنی دھرم یہ ہے کہ کسی جیو کو دُکھ نہ دیا جاوے۔ اور اُس کی تفصیل
سوامی دیانند جی مہاراج بانی آریہ سماج نے بھومکا میں یوں کی ہے کہ اہنسا کسی جاندار
کو بالکل ہی کبھی ایذا نہ دینے کو کہتے ہیں" بھومکا صفحہ ۱۰۹۔ اُن ہالیوں کو جو بے خبری
یا غفلت میں ہنسائی وجہ سے ہونے ہیں چھوڑ کر ایذا اور پاپ خالی اہنسا کے دھرم
کو اختیار کرنا چاہئے" بھومکا صفحہ ۱۰۹ "ہمیشہ ایسی بات کہی جس سے جانداروں کی بہبودی
منصور ہو اور ایسی بات کبھی نہ کہے جس سے جانداروں کو نقصان یا ضرر پہونچے۔ اگر ایسی
بات کہی جاوے جس سے جانداروں کی فنا یا تباہی ہی منصور ہو تو اُسے سچ نہیں کہہ سکتے وہ بلکہ وہ
سے پاپ ہی ہوتا ہے" بھومکا صفحہ ۱ "ہر جاندار چاہتا ہے کہ میں ہمیشہ جیتا رہوں کہ

...جہاں یعنی کبھی نہوں اور عالم مقابل اونی سے اونی جانوروں جا بجا بے تحقیق ہوتا ہے صفحہ ۱۱۵ ۔

الغرض مذکورہ بالا احکامات کا نتیجہ ہے جو آریہ مہاشے بکری اور گائی کے ذبح کرنے سے روکتے ہیں اور گوشت خوری کو عیب اور مہاں پاپ مانتے ہیں اور سنسکار ودھی مصنفہ پنڈت دیانند جی مہاراج کے دیکھنے سے ان احکامات کا پتہ کسی قدر بعد بھی درست ہو جاتا ہے جہاں لکھا ہے کہ چلتے وقت دیکھ دیکھ کر قدم دھرے تاکہ کوئی کیڑا پتنگا نہ مر جاوے۔ ہمیشہ کپڑے سے چھان چھان کر پانی پیوے۔ سنسکار ودھی صفحہ ۱۹ ۔

اگرچہ آریہ سماج کے ممبروں نے گائی اور بکری کے ذبح نہ کئے جانے کے بارے میں ان احکامات پر کسی قدر عملدرآمد کرنے میں فراخ حوصلگی سے تو کام لیا ہے مگر چونکہ مذکورہ بالا احکامات میں جاندار اور جانور کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ نہ تو کسی آدمی کے نقصان پہونچانے کا منہ زبان اور ہاتھ سے کیا جاوے اور نہ کسی جانور کیڑے مکوڑے پتنگے درخت وغیرہ وغیرہ کا۔ مگر تجربتاً جہاں تک غور کی نظر ڈال کر دیکھا جاتا ہے تو صاف عیاں ہوتا ہے کہ یہ احکام اس قسم کی سختی اپنے اندر رکھتے ہیں کہ سماج کے ممبر انپر چلنے سے عاری ہیں اور نہ تو اور بلکہ سوامی جی نے خود انپر عملدرآمد نہیں کیا۔ چونکہ وید کا حکم ہے کہ ایسی بات نہ کہی جاوے کہ جس سے جانداروں کی فنا یا تباہی ہو اور نہ ایسی بات کہی جس سے جانداروں کو نقصان یا ضرر پہونچے وغیرہ وغیرہ جیسا کہ اوپر نقل احکامات ہو چکے ہیں تو اس سے سمجھی تھوں کا اور سوامی جی مہاراج کا فرض تھا کہ کسی مذہب کے پیشوا پر ناجائز حملہ نہ کرتے اور نہ ان کے مذہب کی عیب گیریاں کرتے نہ انکو ضرر یا نقصان پہونچاتے۔ کیونکہ وید کا فیصلہ ہے کہ ایسا کرنے سے پاپ ہی ہوتا ہے۔ بھومکا صفحہ ۱۹۰ ۔

پس سخت افسوس کی بات ہے کہ ایسی بات کو پاپ مان کر پھر خود ہی اس پاپ کو مرتکب ہوا کیا جاتا ہے۔ پھر یہ حکم کہ چلتے وقت دیکھ دیکھ کر چلے اور پانی ہمیشہ چھان چھان کر پیوے۔ اگرچہ اسپر عملدرآمد ہو تاہم کس قدر ممکن ہے کہ چلتے وقت دیکھ دیکھ کر قدم دھرے کپڑا لگا کر چھان کے پیوے پانی کے کیڑے ہلاکت سے محفوظ رہ سکتے ہیں حاصل [illegible] کا

چھاننے سے نکلنا مشکل امر ہے صد لغزش محال نکلے تاہم وہ ہلاک ضرور بضرور ہونگے کیونکہ
اُن کی پانی میں زندگی ہے اور انکا جسم در اصل پانی کا ایک جزو ہے۔ پس یہاں پر مذکورہ بالا
احکام کیسے سخت اور کٹھن معلوم ہوتے ہیں جو فطرت کے بالکل برخلاف ہیں کیونکہ فطرت
کی فطرت نے پانی پر انسان کی زندگی کی بنیاد رکھی ہے اور وید کہ آگیا ہے کہ ایسی بات
اور کام نہ کرے جس سے جانداروں کی تباہی اور فنا ہو تو یہاں پر اب اگر فطرتی ضرورت
کو پورا کیا جاوے تو وید کہ آگیا پالن سے محروم ہو گیا اور وید آگیا پالن کے تو فطرتی امور
میں فیل ہو کر جان سے گیا گذرا ہونا پڑتا ہے۔ بہرکیف یہاں پر یہ بات پورے طور پر اس
بات کو ثابت کرتی ہے کہ وید کی تعلیم انسان کی فطرتی ضروریات کے خلاف لیجانے کی
تعلیم دیتی ہے آگے چلئے اور بھی سُن لیجئے اور پڑھ لیجئے کہ ہوا میں کسقدر کیڑے ہیں
جو کہ ہمارے سانس کے لینے سے ہزار در ہزار ہلاک و تباہ ہو کر ہم کو پاپی بنا تے ہیں ایسا ہی
آگ کے ذریعہ یعنے آگ جلانے اور روٹی پکانے سے جس قدر تباہی اور ہلاکت لازم
آتی ہے یہ اپنے تعداد میں اسقدر مقدار رکھتی ہے کہ اکونٹ فار یعنی حساب میں نہیں آ
سکتی۔ پھر گوشت تو اس لئے چھوڑا کہ جیو ہتیہ ہے مگر سبزی بھی جیو ہتیہ ہے۔ کیونکہ لکھا ہے
"جو شخص بذریعہ جسم کی چوری دوسرے کی عورت سے مباشرت نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ
بدکام کرتا ہے اُس کا جسم درخت وغیرہ غیر متحرک قالبوں میں جاتا ہے" ستیارتھ پرکاش
صفحہ ۳۵۱" اس سے صاف ظاہر ہے کہ سبزی بھی در اصل انسان ہی تناسخ سے مسخ ہو کر بنگئے
ہیں اور اس طرح انسان کا سبزی کھانا یا گوشت کھانا در اصل ایک بات ہے بلکہ سبزی کھانا
اور پانی وغیرہ پی کر گوشت کا انکار کرنا اور اسکو جیو ہتیہ جاننا ایسا ہے جیسا کہ مچھر کا چھوڑ
دینا اور اونٹ کا نگل جانا۔ کیونکہ ایک بکری یا گائے کے ذبح ہونے سے بہت سے آدمی
گوشت کھا سکتے ہیں مگر ایک سبزی کے درخت سے مثلاً پالک کے ساگ کو لے لیجئے
یا میتھی کے ساگ کو انکے ایک درخت میں کچھ نہیں بنتا اور ایسا ہی ایک بوند قطرہ
پانی میں ثابت کیا گیا ہے کہ بہت سے کیڑے ہوتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ پانی کی ایک
بوند سے کچھ نہیں بنتا تو اب جبکہ پانی سے ہزاروں جانور اور سبزی سے ایسے ہی ہزاروں

میں کہ بالکل ستیاناس کر دیا گیا کہ کیا اونٹ کا نگلنا اور مچھر کے چھوڑنے والا معاملہ نہیں ہوتا
بھلا اور پھر جبکہ درخت کے پتے اور پھول پھل وغیرہ کھا لئے جاتے ہیں اور گائے بکری کا
دودھ دہی مکھن گھی وغیرہ ہضم کر لیا جاتا ہے اور چمڑے کی جوتی پہن لی جاتی ہے تو
گوشت میں کیا گھس جاتا ہے کہ اُس کے کھانے سے زیادہ پاپ ہو جاتا ہے۔ اگر مذکورہ
بالا ہدایات گوشت خوری کے برخلاف پیش کی جا سکتی ہیں یا تو سبزی کے برخلاف بھی تو
پیش ہو سکتی ہیں کیونکہ اُس میں درخت یا حیوان کہکر علیحدہ اُسکو نہیں کیا گیا۔ بلکہ صرف جاندار
اور جانور کا استعمال کیا ہے جس سے بموجب مسئلہ تناسخ مسلمہ آریہ سماجیوں کے درخت
سبزی چرند پرند انسان حیوان وغیرہ سب بنے جا سکتے ہیں جیسا کہ ستیارتھ پرکاش کرث ۳۳۵
کی عبارت میں دکھایا گیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب وہی انسان بہ سبب اعمال بد کے
کوئی گائے بکری بن گیا اور کوئی درخت وغیرہ بن گیا تو جیسا کہ گائے بکری کا کاٹنا ویسا
ہی درخت کا کاٹنا کیونکہ روح میں کچھ فرق نہیں روح سب میں چیتن ہے۔ ہاں اتنا فرق
تو ضرور ہوا کہ انسانی جسم کی چونکہ اشرف المخلوقات ہے ایسی حفاظت اور پالن اور رکھوالی
نہیں ہوتی جیسے کہ اُس کی اُس حالت میں ہوتی ہے جبکہ وہ بذریعہ جسم کی چوری دوسرے کی
عورت سے مباشرت کرے یا بہت آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ بدکام کرنے کے سبب۔ انار
ناشپاتی۔ انگور۔ کشمش۔ سنترہ۔ لیمو۔ کیلا۔ اخروٹ۔ آم وغیرہ وغیرہ میوہ جات کے درخت
اور گلاب۔ بیلا۔ چنبیلی۔ سوسن۔ گیندا۔ یاسمن۔ نرگس وغیرہ وغیرہ اعلےٰ درجہ کے پھولوں
کے درخت بنے۔

ناظرین غور کر سکتے ہیں کہ یہ کس قسم کی سزا ہوئی کہ اُلٹی اعلےٰ درجہ کی حفاظت ہوتی ہے
اور خاصکر ان پھولوں کے درختوں اور میوے کے درختوں کی جو ریلوے سٹیشنوں پر اور باغوں میں
ہوتے ہیں کہ ان کے واسطے خاص خاص مالی و رکھوالے رکھے جاتے ہیں اگر پرمیشر ایسے
بدمعاش کو اسی قسم کی سزا دیا کرتا ہے تو منصف تو خوب ہوا۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ انسان کا
جسم مرنے کے بعد زمین میں دابنے یا آگ میں ڈالنے کے سوا اور کچھ کام نہیں آتا۔ مگر
درختوں کے پتے اور شاخیں اور چھال اور لکڑی وغیرہ وغیرہ سب کام میں آ جاتے ہیں

مثلاً کیکر کے درخت کو ہی ملاحظہ فرمایا جاوے تو اس کا وجود ہی کیسا مفید ہے اسکا سامدہی
گوند - کھال - پھول وغیرہ سب کام آجاتا ہے - میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ ایک
ڈاکٹر نے جریان منی کے واسطے مندرجہ ذیل چیزیں شکر میں ملا کر کھانے کو مفید بتلایا ہے یعنی کیکر
کے پھول - کیکر کا گوند - کیکر کا پوست ہر سہ ہموزن لیکر باریک پیس کر ہموزن شکر سفید ملا کر
کھانا مفید ہے - ایسا ہی نارنگی کو دیکھئے کہ پھل کھایا جاتا ہے اور چھلکے کا ٹنکچر انشیائی اور
سیرپ انشیائی وغیرہ بنتا ہے - علیٰ ہذا القیاس تمام درختوں اور جڑی بوٹی کا یہی حال ہے
اور یہ سب نعمتیں بدکاری کا نتیجہ ہیں کیونکہ اگر بدکاری نہ ہوتی تو یہ ایسے اعلیٰ درجہ کی مفید
اشیا کا ملنا معدوم کا حکم رکھتا ہے - خیال فرمانا چاہئے کہ یہ کس قسم کی سزا ہوگی - اگر اس قسم کی
سزا کسی کو گورنمنٹ کی طرف سے ملے یعنی مثلاً کوئی آدمی کسی کی عورت سے زنا کرے
یا کسی نیک آدمی کو قتل وغیرہ کردے اور گورنمنٹ اسکو ایک بہت عمدہ باغ عطا کردے یا اسکو
کوئی ایسا بڑا عہدہ دیدے کہ اس کے وجود سے بندوں کو فائدہ پہونچے تو ہم نہیں خیال کرسکتے - کہ
آریہ سماجی گورنمنٹ کے اس فعل کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور خیال کریں کہ گورنمنٹ نے
انصاف کیا بلکہ صاف طور پر یہی الزام لگا دینگے کہ سخت درجہ پر بے انصافی کی گئی ہے مگر
وید مقدس کی بیان کی ہوئی ایسی ایسی سزائیں جو پرمیشر جی دیتے ہیں وہ سراسر انصاف
سے مملو ہیں پھر یہ بھی غور طلب امر ہے کہ جس حالت میں جیو کو دکھ دینا پاپ ہے - اور تمام
کرموں کا پھل ملے گا خواہ وہ بھول کر ہوا ہو یا دیدہ و دانستہ (دیکھو کلیات
آریہ مسافر در بیان ثبوت تناسخ صفحہ ۵۴) تو اس صورت میں تو ہر ایک آریہ کو چاہئے تھا
کہ گھوڑے بگھی وغیرہ پر چڑھنا چھوڑ دے تا کہ جیو ہنسیا سے بچے - مگر یہ بات ہونا بھی ٹیڑھی
کھیر ہے کیونکہ گھوڑی وغیرہ پر چڑھنا تو الگ رہا فٹ بال اور کرکٹ کھیل کر ہزاروں
جانداروں کو تباہ کیا جاتا ہے اور ویدک احکام بھول جاتے ہیں پھر اور غور طلب ہے - کہ
سوامی جی نے ویدک حکم کے بموجب برہمچریہ کرنے کے بارہ میں تاکید شدید کی اور اس کے فوائد
بھی بیان کئے مگر نیوگ کے بیان میں آکر ایسے ست پٹائے کہ اول تو یہ شرط نہیں لگائی کہ
نیوگ وہی کرسکتا ہے جو کہ برہمچاری رہا ہو - اور دوسرے اقرار کیا - کہ ایشور کے سلسلہ

ہدایات کے مطابق عورت اور مرد کا فطرتی عمل ترک ہی نہیں ہو سکتا۔ ستیارتھ صفحہ ۱۴۹۔ ہم
حیران ہیں کہ جب فطرتی عمل ترک نہیں ہو سکتا تو برہمچریہ کیسے ہو سکتا ہے اور جبکہ انسان کو فطرتاً
ایسے قویٰ فطرت کی خاطر نے دیئے ہیں تو انکو ایک بیہودہ طور پر روکنا گویا فطرت کے فاطر
پر یہ جتلانا منظور ہے کہ اس نے یہ کام لا یعنی کیا ہے۔ ہمارے خیال میں نہیں آسکتا۔ کہ جبکہ فطرت
کے فاطر نے ہاتھ پاؤں آنکھ۔ ناک۔ کان۔ عقل دماغ وغیرہ وغیرہ قویٰ اور قوتیں اسی لئے
کام میں لگائیں کہ وے اپنے اپنے محل اور موقعہ پر چسپاں ہیں اور عورت اور مرد کا نیچرل
تعلق بھی ایسا ہی پیدا کیا ہے تو کیوں اس تعلق کو بیہودہ طور پر رد کرنے کا حکم دیا جاتا ہے
کیا یہ فطرت کے فاطر کی اس بات کے ثابت کرنے کے لئے جتلایا گیا ہے کہ یوں ہی ٹھیک
یوں کرنا چاہئے تھا۔ کہ بعض افراد کو مرد پیدا کیا جاتا اور بعض افراد کو قوت مردی اور رجولیت اور
عضو مردی سے بے نصیب کیا جاتا۔ غرض برہمچریہ کرنے اور سکھانے والا اپنے عملی نمونہ سے
یہ دکھلانا چاہتا ہے کہ یہ فعل پرمیشر کا اس کی ذات کے لئے عبث ہے اور فطرت کے
فاطر کو چاہئے تھا کہ وہ عضو اس کے جدا رکھتا۔

پھر ایسا ہی یوں تو سماجی مہاشے وید وید گاتے ہیں اور اسکو ست ودیاؤں کی پستک
بنا کر انسان کی تمام ضروریات کی جامع ٹھیراتے ہیں مگر جب ایسا وقت آتا ہے کہ جس میں
ان کی اس ڈینگ کا امتحان لیکر ان کے زبانی عقاید کا عملی رنگ میں نمونہ دیکھا جاوے تو اس
وقت اس قسم کی لغزش ظہور میں آتی ہے کہ جس سے صاف طور پر مترشح ہوتا ہے کہ وہ خود اصل
وید کو اس قابل نہیں پاتے کہ وہ ان کی فطرتی ضروریات کے لئے تشفی ہو۔ جس قدر آریہ مہاشے
ہیں بجز چند ایک معدودے مہاشوں کے سب کے سب سناتن دھرم سے اس لئے اٹھ کر
آریہ ویدک دھرم کی شرن میں آئے ہیں۔ کہ اس میں تصویر پرستی ہوتی ہے نیز اور اور کئی
طرح کی بہت سی خرابیاں ہیں مگر جب یہاں یعنی آریہ سماج میں داخل ہو کر کوئی ایسا موقع آ
جاتا ہے کہ اس میں سماجی دھرم ان کے لئے کوئی ایسا حکم لگاتا ہے جو ان کی فطرت نہیں
منظور کرتی تو پھر فوراً کوئی تو ان میں سے اپنے بیزار شدہ سناتن دھرم کی شرن میں آکر
اسکو پورا کرنا چاہتے ہیں اور کوئی ایسا پہلو اختیار کرتے ہیں کہ جو نہ آریہ دھرم کے مطابق

ہوسکتا ہے اور نہ سناتن دہرم کے بلکہ وہ ایسے لوگوں کے نقش قدم پر ہوتا ہے جنکو وہ سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور شودر اور ملیچھ وغیرہ کہتے ہیں۔

چونکہ ہم کو یہاں سیالکوٹ چھاؤنی میں دو واقعات اسی قسم کے ہوتے ہیں جنکی کارروائی ہمارا اس مضمون سے تعلق رکھتی ہے اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان کا کسیقدر حال لکھدیں مگر ہم بعض وجوہات سے نام لکھنا پسند نہیں کرتے صرف ان کے گذشتہ عہدہ کا ذکر کرکے ان کے وجود کا پتہ دیتے ہیں۔ ایک تو ان میں سے پریزیڈنٹ اور ایک سکرٹری رہ چکے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ ان دونوں بیچاروں کی استریاں بتقضائے الٰہی دار فانی سے دار خلد کی طرف رحلت کر گئیں سو اب چونکہ ویدک حکم کے بموجب ان کے لئے دوسری عورت کو بطور زوجہ اپنے گھر میں بسانے کا کوئی حکم نہیں ہے اس لئے یہ دونوں معزز عہدہ داروں نے اس موقعہ پر سخت ٹھوکر کھائی۔ کہ اول الذکر نے تو ایک اکشت یونی استری (باکرہ عورت سے) منگنی کرلی ہے اور بیاہ عنقریب ہونے والا ہے جو کہ آریہ دھرم جس کو ویدک دہرم سے منتخب کرکے سوامی جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں درج کرکے عملدرآمد کرنے کے لئے ہدایت فرمائی ہے سراسر خلاف ہے جیسا کہ ہم آگے چلکر ثابت کرینگے اور موخر الذکر نے ایک بال ودھوا استری سے جو غالباً اکشت یونی (باکرہ عورت) استری تھی پنرویواہ (دکر شادی) یعنی بیاہ کرلیا ہے جو کہ بالکل آریہ ویدک اصول کے خلاف اور سناتن دہرم کے اصول کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ ذیل میں ثبوت دیا جاتا ہے۔

ناظرین نے بھی سنا ہوگا اور اکثر عوام میں بھی یہ بات آریہ سماجیوں نے مشہور کر رکھی ہے کہ آریہ سماج میں عورت کی دوبارہ شادی کرنے کی آگیا ہے مگر یہ بات ان لوگوں پر جو آریہ سماج کی کتابیں دیکھنا نہیں چاہتے یا کسی وجہ سے ان کتابوں کا مطالعہ نہیں کرتے چھپ سکتی ہے لیکن جو آریہ سماج کی سدہانت کے واقف اور آریہ سماج کی تصنیفات کے دیکھنے والے ہیں

✝ یہ ذکر فرضی نہیں ہے ۔۔۔ یہاں یہاں اب تک موجود ہیں اور سرکاری ملازم بھی ہیں ۱۲

اُن سے ایسی باتوں کا چھپنا مشکل ہے اور اس لئے وہ پوری واقفی اور آگاہی رکھتے ہیں کہ آریہ سماج میں مرد اور عورت کی دوبارہ شادی ہونے کی ہرگز ہرگز آگیا نہیں ہے۔

ہندوؤں نے صرف عورتوں پر یہ ستم ڈھایا ہے کہ اُن کی دوبارہ شادی نہیں کرتے خواہ وہ اکشت یونی (باکرہ) اور خواہ وہ کشت یونی (مجامعت کی ہوئی) ہوں مگر مردوں کی نسبت اُن کے فطرتی قویٰ کا لحاظ کر کے اُن کو اس امر کی اجازت دیدی کہ وے عورت کے مرجانے پسچات (بعد) دوسری شادی (وواہ) کرلیں اگرچہ یہ اُن سے سخت لغزش ہوئی کہ عورت کے فطرتی قویٰ کا لحاظ نہ کیا مگر آریہ سماج نے تو دونوں کے حقوق اپنے تلف کرنیکا بندوبست کیا کہ کوئی دشمن سے دشمن انسانی نسل کا انسانوں پر ایسا نہیں کرسکتا۔

چونکہ ہمارے دو معزز آریہ پُرش جو کہ دونوں کے دونوں اسکے عہدہ دار رہ چکے ہیں۔ اپنی استریوں کے مرنے کے بعد آریہ سدہانت پر چلنے میں کچے نکلے اس لئے ہمنے صرف اسی لحاظ سے کہ آیا فی الحقیقت ویدک تعلیم اس قسم کی واقع ہوئی ہے یا کہ نا عاقبت اندیش دشمنوں نے اُسکو ایسا مشہور کر رکھا۔ اس کی پڑتال کرنے کے لئے ستیارتھ پرکاش وغیرہ کتب کا مطالعہ کیا اور اول اس امر کو دریافت کرنا چاہا کہ آیا یہ بات سچ ہے کہ جھوٹ کہ ویدک دھرم دوسرا پنر وواہ کو جائز رکھتا ہے یا کہ نہیں چنانچہ جانچ پڑتال کرتی پر ہمکو ستیارتھ پرکاش میں ذیل کی عبارت ملی۔ کہ جس عورت یا مرد کا پانی گرہن ماتر سنسکار ہوا ہو (محض رسومات شادی ادا ہوئی ہوں) اور میل نہوا ہو یعنے جو اکشت یونی استری (باکرہ عورت) اور اکشت ویریہ مرد ہو اُنکا دوسری عورت یا مرد کے ساتھ پنر وواہ (دیگر ازدواج) ہونا چاہیئے۔ اس سے کیا نتیجہ نکلا کہ برہمن کشتری اور ویش ورنوں میں کشت یونی عورت اور کشت ویریہ مرد (جن کی مجامعت ہو چکی ہو) کا پنر وواہ (نکاح ثانی) نہ ہونا چاہیئے۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳ –

پھر ایسا ہی عبارت ذیل ستیارتھ پرکاش میں دیکھنے میں آئی۔ کہ

سوال۔ مرد کو نیوگ کرنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ دوسرا بیاہ کرلے گا۔

جواب ہم لکھ آئے ہیں کہ دوجوں میں عورت مرد کا ایک ہی بار بیاہ ہونا ویدی

شاستروں میں لکھا ہے دوسری بار نہیں کنواری اور کنوارے ہی کے بیاہ ہونے میں انصاف ہے اور بیوہ عورت کے ساتھ کنوارے مرد اور کنواری عورت کے ساتھ رنڈوے مرد کے بیاہ کرنے میں بے انصافی یعنی پاپ ہی جیسے بیوہ عورت کے ساتھ مرد بیاہ کرنا نہیں چاہتا ویسے ہی بیاہ شدہ عورت مجامعت کئے ہوئے مرد کے ساتھ کنواری بھی بیاہ کی خواہش نہ کریگی۔" صلا ۔ جب بیاہ کئے ہوئے مرد کو کوئی لڑکی اور بیوہ عورت کو کوئی کنوارا مرد پسند نہ کریگا۔ تب مرد اور عورت کو نیوگ کرنے کی ضرورت ہوگی اور یہی دھرم ہے کہ جیسے کے ساتھ ویسے کا رشتہ ہونا چاہئے۔" صلا ۔

اب اس تمام عبارت سے عیاں ہے کہ کنوارے اور کنواری ہی کا ورواہ (بیاہ) ہوسکتا ہے اور کنوارے اور کنواری کے ہی فطرتی قوی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ مگر رنڈوے مرد اور بیوہ عورت کے فطرتی قوائے کا بالکل لحاظ و پاس نہ کر کے ان کو اس قسم کے کام کی طرف توجہ دلائی جس کا نام نیوگ ہے۔ اب تلاش کرنی پڑی کہ نیوگ کیا ہے اور نیوگ اور بیاہ میں مابہ الامتیاز کیا ہے کیونکہ بعض آریہ دھاندلی سے ان لوگوں کے آگے جنھوں نے آریہ سماج کی کتابیں نہیں دیکھی ہیں نیوگ کے معنے کر بیاہ کے سنا کر نیوگ کی حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب ہم ذیل میں ستیارتھ پرکاش سے وہ فرق نکال کر ناظرین کے آگے پیش کرتے ہیں جو کہ سوامی جی مہاراج نے نیوگ اور بیاہ میں بتلایا ہے اور اس بات کی ضرورت ہم کو محسوس نہیں ہوتی۔ کہ اس پر کچھ رائے ظاہر کریں کیونکہ ناظرین پڑھ کر خود نتیجہ نکال لینگے۔ کہ کونسا بیاہ کیا عمدہ طریقہ ہے اس وتیرہ سے اور وہ یہ ہے۔

سوال - نیر ورواہ (یعنی بیاہ) اور نیوگ میں کیا فرق ہے ؟ -

جواب - پہلا - بیاہ کرنے میں لڑکی اپنے باپ کا گھر چھوڑ خاوند کے گھر جاتی ہے اور اس کا باپ سے زیادہ تعلق نہیں رہتا مگر بیوہ عورت اسی بیاہے خاوند کے گھر میں رہتی ہے گو نیوگ ہو جاوے۔

دوسرا۔ اسی بیاہی عورت کے لڑکے اسی بیاہے خاوند کے وارث ہوتے

ہیں مگر نیگا عورت (جس نے نیوگ کیا ہو) کے لڑکے بیرج داتا کے نہ بیٹے کہلاتے ہیں نہ اُس کا گوتر ہوتا ہے اور نہ اُسکا اختیار اُن لڑکوں پر رہتا ہے بلکہ وے متوفی خاوند کے بیٹے کہلاتے ہیں اُسی کا گوتر رہتا ہے اور اُسی کی جائداد کے وارث ہو کر اُسی کے گھر میں رہتے ہیں۔

تیسرا۔ بیاہے عورت و مرد کو باہم خدمت و پرورش کرنی لازم ہے مگر نیوگ شدہ عورت مرد کا اس قسم کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔

چوتھا۔ بیاہے عورت مرد کا تعلق دونوں کی موت تک رہتا ہے مگر نیوگ شدہ عورت مرد کا تعلق کاریہ کے بعد چھوٹ جاتا ہے۔

پانچواں۔ بیاہے عورت مرد باہم گھر کے کاموں کو سرانجام دینے میں کوشش کیا کرتے ہیں اور نیوگ شدہ مرد عورت اپنے اپنے گھر کا کام کیا کرتے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش ص ۱۴۷

اب جبکہ اس بات کا سوامی جی نے تصفیہ کر دیا ہے کہ آریہ سماج میں دوسری شادی مرد اور عورت کی نہیں ہے اور نہ نیوگ اور پنر وواہ ایک ہیں اور نہ پنر وواہ کشت بیج مرد کا بال دو مصوا اکشت یونی استری سے ہو سکتا ہے۔ تو اب ہم حیران اور ششدر ہیں کہ مذکورہ بالا دو معزز عہدہ داران آریہ سماج نے کیوں ایسا کیا کہ ایک نے تو ایک کنواری لڑکی کے ساتھ اپنی منگنی کی اور دوسرے نے استری مرتے ہی دوسری راج دلاری کو گھر میں لا بسایا۔ کیا یہ ویدک سدھانت (اصول) کے مطابق تعلق پیدا کر کے استری بنائی گئی ہے ہرگز نہیں پھر کیوں لڑکی کے والدین نے ایسا فعل کیا جو نہ تو سناتن دھرم کا حکم ہے اور نہ آریہ ویدک دھرم کا حکم ہے۔ کیونکہ سوامی جی مہاراج نے جبکہ کامل طور پر ستیارتھ پرکاش میں فیصلہ کر دیا ہے کہ اکشت یونی استری کا کشت بیج مرد کے ساتھ ایسا تعلق نہیں پیدا ہو سکتا جس کو کہ ہم بیاہ کہہ سکتے نیز یہ کہ رنڈوے اور بیوہ عورت کا بجز نیوگ کے علاج نہیں ہے اور نیوگ اور بیاہ کا فرق اوپر دکھلایا جا چکا ہے تو یہ کیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے جس سے ویدک دھرم سے سراسر بغاوت ہے کیا آریہ سماج کے معزز لیڈر اس بات پر کچھ نہیں کر سکتے کہ اپنے نام کے آریوں کو سمجھا دیں یا بتلا دیں

کہ ہم کس قسم کے آریہ کہلاتے ہو جو کہ ویدک سدھانت کو نباہ ہی نہیں سکتے۔ ہماری رائے میں ایسے امور پر آریہ سماج کے لیڈروں کو ضرور نوٹس لینا چاہئیے کیونکہ باریک امور پر چلنا تو الگ ہی اور یہ تو روزمرہ کا کام ہے۔ اس پر بھی اگرچہ موٹی موٹی باتیں ہیں یہ نہ چل سکے تو پھر باریک پر کیسے چلینگے اور کس طرح مکتی حاصل کرینگے اور یہ تو ظاہر ہے کہ انسانی جون میں آنا بڑی بھاری نعمت ہے اگر اس جون میں آکر بھی اس کی قدر نہ کی اور سوامی جی کے حکم سے انحراف کیا تو نہ معلوم پھر کب انسانی جون نصیب ہو اس لئے چاہئیے کہ ان معزز آریوں کو سمجھایا جاوے۔ مگر ایک کا سمجھنا تو اب مشکل ہے کیونکہ اس نے تو راج دولاری کو گھر میں بسا ہی لیا ہے مگر دوسری چونکہ ابھی کسی راج دولاری سے دوچار نہیں ہوئے۔ ان کا راہ پر لانا سہل ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں یہ بھی وصیت کی ہے کہ دھرم پر نہ چلنے والی عورت لڑکی بہن مرد وغیرہ آریوں کے گھر میں بود و باش نہ رکھیں دیکھو صفحہ ۱۴۱ و ۱۱۵ ۔ اور جبکہ صاف صاف اور کھلے کھلے ویدک اصول کے خلاف ان کی کارروائی عمل میں آئی ہے۔ تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ ان کو نہ سمجھایا جاوے۔

دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ مذکورہ بالا دو معزز آریوں میں جس نے بال ودھوا استری کو اپنے گھر میں بطور زوجہ لا بسایا ہے۔ چونکہ وہ ویدک دھرم کے بموجب نہیں اس میں سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ کس قسم کی اولاد کہلائی جاویگی۔ کیونکہ جو مذہب اور دھرم کے اصول کے برخلاف تعلقات مرد عورت میں ہوتے ہیں ان میں کی اولاد اس قابل نہیں ہوتی ہے کہ انکو جائز اولاد کہا جاوے جیسا کہ مسلمانوں میں نکاح کی شرط ہے اور جو کوئی مرد اور عورت نکاح کے بغیر اپنے تعلقات رکھ کر اولاد پیدا کرتے ہیں وہ اولاد اس قابل نہیں ہوتی کہ اسکو جائز اولاد کہا جاوے ویسا ہی بموجب اصول وید کے چونکہ دوسری شادی جائز نہیں اسنہ کنواری اور کنوارے کے سوا کسی دوسرے کا ایسا تعلق ہو سکتا ہے اسنہ دوجی اور بیوہ عورت کو صرف اس صورت میں جبکہ اولاد نہ ہو یا مانہ جاتے تو نیوگ کرلینے کی آگیا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ یہ تعلقات جو لگائے گئے ہیں چونکہ وید کے بموجب ہرگز

نہیں ہیں اس لئے جو اس تعلقات سے اولاد ہوگی وہ کس قسم کی اولاد ہوگی؟ کیونکہ وید نے
اکشت یونی استری (باکرہ عورت) کا کشت وبیج مرد کے اس قسم کا تعلق کرنا منع کیا
ہے اور ودھوان میں (برہمن کشتری ویش) ہرگز ہرگز پنر وواہ کا حکم نہیں اور رنڈوے اور
بیوہ عورت کا صرف نیوگ کرنا کرانا لکھا ہے۔ غرض یہ تعلقات مذکورہ بالا
ستیارتھ پرکاش کے سخت ویدک اصول کے برخلاف اور ان سے بغاوت ہیں۔ چنانچہ جب
اس کا تذکرہ ہوا تو ہم نے مذکورہ بالا آریہ سے جس نے بال ودھوا کے ساتھ پنر وواہ کر لیا
ہے دریافت کیا اور ستیارتھ پرکاش کے پرمان (حوالہ جات) سنائے تو اس نے اقرار کیا کہ
میں نے ویدک سدھانتوں کے (اصولوں کے) برخلاف کارروائی کی ہے اور کہا
کہ ویدک اصول بڑے اعلیٰ درجہ کے اصول ہیں جو بالکل دقیا سے پرہیں اور کہ
اس پر چلنا بہت مشکل ہے اس پر میں نے کہا کہ اعلیٰ درجہ کے اصول تو وہ ہو سکتے ہیں کہ
جس پر انسان چل سکے اور جو انسانی فطرت کے مطابق ہوں مثلاً انسانی فطرت طبعاً اس بات
کی ضرورت کو محسوس کرتی ہے کہ اس کے لئے ایک مونس اور یار و غمگسار ہو۔ اور اسی
فطرتی پیاس کو بجھانے کے لئے نکاح کیا جاتا ہے۔ اور نکاح کے فوائد دو قسم کے ہوتے
ہیں۔

اول شخصی منافع۔ دوئم نوعی مقاصد۔ شخصی منافع میں مثلاً حفظ صحت بعض
بیماریوں میں آرام یار و غمگسار کے ساتھ ہونے میں سکون آئے شہوانی کے اقتضا کا
طرفین سے بلا مزاحمت پورا ہونا۔ ان قوائے انسانیہ کا نشو و نما جنکے باعث انسان
دوسرے سے تعلق پیدا کرتا ہے یا کسی کا لحاظ کرتا ہے۔ حلم و مروت و بردباری کا اسی
سے ہی سبق حاصل ہوتا ہے امور خانہ داری کی اصلاح۔ حفظ ننگ و ناموس و حفظ
مال وغیرہ۔ نوعی مقاصد حفظ نوع۔ تربیت اولاد۔ کیونکہ بے تحقیق نطفوں کی علی العموم
خبرگیری نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔ غرض انسان طبعاً اس امر کا خواہشمند ہے کہ اس کے لئے
ایک ساتھی ہو اور اس کے قوای بھی اسبات پر دلیل ہیں مگر وید نے بجز کنوارے اور کنواری
کے اس قسم کا تعلق جو میاں اور بیوی میں ہوتا ہے نہیں رکھا اور رنڈوے مرد اور بیوہ

عورت کو اصل تو خلاف نیچر ملانا چاہا ہے یعنے کہا کہ مرد رنڈوا ہونے کے بعد اور عورت بیوہ
ہونے کے بعد برہمچریہ کریں لیکن اگر برہمچریہ نہ کر سکیں تو نیوگ کریں اور نیوگ صرف اولاد کے
لئے یا دوسری اغراض کے لئے ہے نہ کہ فطرت انسانی اور قوائے انسانی کی فطرتی ضروریات
کے پورا کرنے کے لئے جو فطرت کے ناظر نے اس کی فطرت کو لگا دیا ہے۔

مذکورہ بالا آریہ مہاشہ نے یہ بھی کہا تھا کہ نیوگ کا یہ زمانہ نہیں ہے اور کہ نیوگ کے
لئے شرط ہے برہمچریہ کرنے کی یعنے ۲۵ برس تک برہمچاری رہکر جو شادی کرے اسکو نیوگ
کرنے کی آگیا ہے۔ اسپر شنے کہا کہ اگر یہ زمانہ نیوگ کے لئے کافی نہیں ہے تو سوامی جی نے
نیوگ پر کیوں اسقدر زور دیا۔ کہ نیوگ کے روکنے والے کو پاپی اور گنہگار ٹھیرایا۔ جیسا
کہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۴۹ میں سوامی جی مہاراج فرماتے ہیں ایک سوال کے جواب میں
"گناہ تو نیوگ کے روکنے میں ہوتا ہے کیونکہ ایشور کے سلسلہ کائنات کے مطابق عورت مرد
کا فطرتی عمل رک ہی نہیں سکتا"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس شخص کو نیوگ کرنے کرانے کی ضرورت ہو اور وہ
نیوگ کرے اور نہ کرائے تو وہ پاپی ہے۔ دوسرا سبب ہی یہ کہ اگر یہ زمانہ نیوگ کا نہیں ہے تو اس سے
یہ ثابت ہوا کہ ویدک اصول عالمگیر اصول اور تمام زمانوں کے لئے کافی نہیں ہے۔ کیونکہ
بقول دیانند جی مہاراج "عورت و مرد کا فطرتی عمل رک نہیں سکتا" اور یہ نیوگ کا زمانہ
نہیں اور رنڈوا دوجوں میں جائز نہیں تو اب کیا علاج کریں جبکہ برہمچریہ بہ سبب اس کے
کہ وہ فطرتی اصول کے برخلاف ہے نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ کہ سوامی جی نے
نیوگ کے مضامین اور احکامات لکھتے وقت اس میں کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں کیا
کہ نیوگ سوائے ان لوگوں کے اور کسی کا نہیں ہو سکتا جنہوں نے برہمچریہ کیا ہو۔ اور بالفرض
محال اگر ہو بھی تاہم ویدک اصول ہر ایک زمانہ کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جب کہ
نیوگ کے لئے برہمچریہ شرط ہے اور برہمچریہ کرنے والے قریبًا معدوم کا حکم رکھتے ہیں
تو چونکہ رنڈوے اور بیوہ کی دوسری شادی کا حکم نہیں ہے پس معلوم ہوا۔ کہ وید
نے ان کے لئے کچھ علاج نہیں بتلایا اور ویدک اصول اور تعلیم فطرتی ضروریات

کے لئے ناکافی ہوئی - خیر بڑی رد و قدح کے بعد اُس مہاشہ آریہ نے یہ بات مان لی کہ میں نے ویدک اُصول کے بالکل برخلاف اور ناجائز کام کیا اور اس اقرار سے گویا خود اس بات پر مہر لگا دی کہ ویدک اصول انسانی فطرتی ضروریات کے لئے ناکافی ہیں - فہو المراد - راقم خاکسار م-ح از میانیر جہاد نی -
اسلامی پرچوں کے ایڈیٹروں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بھی اسکو اپنے اپنے پرچوں میں درج فرماویں - خصوصاً ہمدرد اسلام آگرہ اور الاسلام جالندھر وغیرہ وغیرہ

نراکار (جسم سے بری) پرمیشور سے حروف والے وید کیونکر پیدا ہو سکتے ہیں؟

مندرجہ عنوان اعتراض کا جواب پنڈت دیانند جی نے اپنی مشہور پوتھی رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں یہ دیا ہے کہ سرو شکتیمان (اپنے کاموں میں دوسرے کی مدد کی خواہش نہ رکھنے والا) پرمیشور کی نسبت ایسا اعتراض پیدا نہیں ہوتا - کیونکہ منہ اور سانس وغیرہ اوزاروں کے بغیر بھی اسکے کام کرنے کی طاقت کو ہم ہمیشہ ظاہر دیکھتے ہیں - دوسرے یہ بھی ہے کہ جس طرح من میں سوچنے کے وقت سوال و جواب وغیرہ حروف کی آواز ہوتی ہے اسی طرح ایشور میں بھی ماننی چاہئے جو یقیناً سرو شکتیمان ہے - وہ کام کرنے میں کسی کی بھی مدد نہیں لیتا جس طرح پر کہ ہم لوگوں میں بلا مدد غیرے کام کرنے کی طاقت نہیں ہے - اس طرح پرمیشور کی حالت نہیں ہے - جس طرح پر کہ نراکار (غیر مجسم) ایشور نے کل جہان بنایا اسی طرح وید کے بنانے میں شبہ نہیں ہو سکتا - کیونکہ جس طرح کی لطیف صنعت کہ ویدوں میں کی ویسی ہی حیرت انگیز صنعت جہان میں کی ہے "
اس جواب کی صحت و عدم صحت کا اندازہ کرنے کے لئے امور ذیل تنقیح طلب ہیں

(۱) کیا پرمیشور یقیناً سروشکتیمان ہے۔
(۲) کیا فی الحقیقت ہم کو اسکی بلا اوزار کام کرنے والی طاقت ظاہر نظر آتی ہے؟
(۳) کیا کسی مضمون پر غور کرنے کے وقت دل میں حروف وغیرہ کی آواز ہوتی ہے؟
(۴) کیا جو باتیں انسان وغیرہ میں ہوں انکا خدا میں بھی ماننا لازمی ہے؟
(۵) خدا نے جہان اور روحوں کو کس طرح بنایا؟۔

امر اول کی نسبت جہانتک ہمنے سوامی جی کی تالیفات میں غور کیا ہے۔ ہمیں صرف ایک اُدھورے سے پرمیشر کا پتا ملا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ادھورا پرمیشور ہرگز سروشکتیمان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ادھورے ہی شکتی بھی ادھوری ہی ہوگی۔ اگر زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو سنئے :۔ ہمارا یہ بروقت کا مشاہدہ ہے کہ اس عرصہ عالم میں کوئی چیز کسی دوسری چیز کو خواہ وہ دوسری چیز اُس کی ہمجنس ہو یا غیر جنس اپنے احاطہ جسمیت و وجود میں داخل ہونے نہیں دیتی۔ جہاں ایک چیز موجود ہے وہاں دوسری چیز معدوم ہے اسی طرح جہاں روح و مادہ کا قدیم وجود ہوگا۔ وہاں پرمیشور کا عدم ایک لازمی امر ہے۔

اس کا جواب ہمیں یہ دیا جاتا ہے کہ جیسے اگنی کل چیزوں میں ویاپک ہے ویسے ہی ایشور جیو اور پرکرتی میں ساری ہے۔ مگر یہ بھولے مالس شاید اتنا نہیں جانتے کہ جن اجسام میں اگنی کا سریان مانا جاتا ہے۔ اگنی ان مرکب اجسام کا ایک جزو ہی ہوتی ہے۔ پس جس قدر جس چیز میں جزو ناری زیادہ ہوگا۔ اُسی قدر اُس میں آگ کا سریان کامل ہوگا اور جتنا کم ہوگا اتنا ہی سریان میں نقصان ہوگا۔ پس اگر یہ لوگ پرمیشور کو بھی جیو اور پرکرتی کے وجود کا ایک جزو ہی سمجھتے ہیں تو ہمیں بھی اُسکو بیاپک تسلیم کر لینے میں کوئی عذر نہیں مگر ساتھ ہی یہ ماننا بھی پڑیگا۔ کہ ان دونوں کے وجود کے وہ حصے جو پرمیشور سے غیر ہونگے پرمیشر کے وجود میں رخنہ انداز رہیں گے اور پرمیشر کا وجود بعض جگہوں سے معدوم ادھورا اور ناقص ہمیشہ برقرار رہے گا۔

اور نیز وہ ہستی جو جیو اور پرکرتی کے مہاتیک کے بغیر ایک چیونٹی تک پیدا کرنے سے عاجز ہو

ہے وہ پنڈت جی کی تعریف کیمطابق ہرگز سرو شکتیمان نہیں کہی جا سکتی۔ کیوں پنڈت صاحب جناب کا یہ دعوی کہ پرمیشور چونکہ سرو شکتیمان ہے اس لئے اُس کی نسبت ایسا اعتراض پیدا نہیں ہوتا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

(۲) پنڈت جی مہاراج نے ابان کے اثبات کیواسطے کہ پرمیشور بلا آلات تکلم حروف کو ادا کر سکتا ہے یہ نیا دعوی پیش کیا کہ منہ اور سانس وغیرہ اوزاروں کے بغیر بھی اسکے کام کرنے کی طاقت کو ہم ہمیشہ ظاہر دیکھتے ہیں"۔

ہم نہیں جانتے کہ پنڈت جی مہاراج کس عالم کی خوابیں لے رہے ہیں۔ جہاں اُن کو پرمیشور کی طاقت اوزاروں کے بغیر بھی کام کرتی نظر آرہی ہے۔ اور وہ کونسے کام ہیں جنکو پرمیشر استعمال آلات کے بغیر اپنی خالص منتکاری سے تیار کر رہا ہے یہ سب بھنگ کی ترنگیں ہیں ورنہ اس عالم کون و فساد میں تو کوئی چیز بھی نہ بلا علل و اسباب بنتی ہے اور نہ بگڑتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خدا نے پانی برسایا۔ غلہ اُگایا۔ پیدا کیا۔ اور مارا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب کام بلا اسباب و آلات ہو رہے ہیں کیا طبعیات کا یہ مسئلہ غلط ہے کہ سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بن کر اُڑتا ہے۔ اور پھر سردی پا کر اپنی اصلی صورت میں زمین پر اتر پڑتا ہے۔ کیا خدا ان وسائط کے بغیر بالذات ہی پانی برسا دیتا ہے۔ کیا خاک پانی۔ ہوا۔ اور سورج وغیرہ کی وساطت بغیر دانوں کو اُگا دیتا ہے۔ ہاں وہ کونسی چیز ہے جو بغیر کسی علت کے پیدا و ناپید ہوتی ہے۔ اور یہ پنڈت جی کی بھی تو صاف شہادت دے رہی ہے کہ پنڈت جی گوہٹ دھرمی کے باعث زبان سے کچھ ہی کہہ ڈالیں مگر دل سے ہمارے ہی ساتھ متفق ہیں۔ فتفکروا یا اولی الالباب۔

(۳) پھر پنڈت جی مہاراج فرماتے ہیں جس طرح من میں سوچنے کے وقت سوال و جواب وغیرہ حروف کی آواز ہوتی ہے" الخ دیانند بو ہیچ کہنا۔ کیا یہ سرقش کی باتیں ہیں؟ کبھی کسی نے سوچنے کے وقت بھی حروف کی آواز کانوں سے سنی ہے۔ حروف والفاظ کو من سے کیا تعلق؟ من میں تو محض خیالات پیدا ہوتے ہیں جب تک وہ من میں ہیں انہیں حروف والفاظ کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں جب

ہم ان خیالات و تصورات سے اپنے ابنائے جنس کو روشناس کرنا چاہتے ہیں تو انہیں حروف و الفاظ کے لباس سے مزین کر کے باہر نکالتے ہیں۔ اگر الفاظ و معانی میں ایسی ہی یگانگت ہوتی جیسی ہمارے بھولے پنڈت نے سمجھ رکھی ہے تو ہم ایک خیال کو متفرق طریقوں اور مختلف لفظوں سے سمجھانے اور سمجھنے میں کبھی کامیاب نہ ہوسکتے بہروں کو دیکھو آخر وہ بھی تو کچھ نہ کچھ سوچتے ہی رہتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بھی سوال وجواب وغیرہ حروف کی آواز ہوتی ہے۔؟

(۴) اس کے بعد پنڈت جی کا چوتھا دعویٰ ملاحظہ فرمایئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح من میں سوچنے کے وقت سوال وجواب وغیرہ حروف کی آواز ہوتی ہے اسی طرح ایشور میں بھی ماننی چاہئے "

اب سوال یہ ہے کہ کیوں؟ کیا افعال وخواص انسانی کا ایشور میں بھی ماننا ضروری ہے؟ اگر یہ سچ ہے۔ تو وہ کھانا بھی کھاتا ہوگا۔ پانی بھی پیتا ہوگا اور صبح کو اٹھ کر نہاتا بھی ہوگا۔ کیوں نہ ہو جب انسان ضعیف البنیان باایں ہمہ ناتوانی یہ سب کام کر لیتا ہے۔ پھر وہ تو مہاراج! سرِ شکتیمان ٹھہرے وہ جو کر گذریں سو تھوڑا ہے استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ ابھی ایک پرشن اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ آواز پیدا ہوتی ہے اجسام کی ٹکراہٹ سے اور خدا جسمانیت اور جنبش دونوں سے مبرا۔ پھر آواز کیونکر پیدا ہوگئی؟ سچ ہے۔ شعر

بدعویٰ خصم راحجت شکستن + بحبس سیلاب را شد راہ بستن

وہ پھر مہرشی جی گوہر افشاں ہیں۔" کہ جس طرح نراکار ایشور نے کل جہان بنایا۔ اسی طرح وید کے بنانے میں بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ جس طرح کی لطیف صنعت ویدوں میں کی ویسی ہی حیرت انگیز صنعت جہان میں کی ہے۔ تم کلامہ۔

یہ پنڈت جی کا پانچواں دعویٰ ہے۔ لیکن انکو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر دعویٰ کے ثبوت میں نئے دعوی پیش کرتے چلے جانا اُن کی کسی خانگی منطق کا اصول ہو تو ہو مگر خصم کی صورت میں قبول نہیں کر سکتا۔ اتنا بڑا دعویٰ کرنے سے پہلے ذرا ایشور کو

تو ذرا انکار (غیر مجسم) ثابت کر لیا ہوتا۔ بھلا خیال تو فرمائیے۔ کہ جو پرماتما مادہ وغیرہ کے بغیر ایک بھنگا پیدا کرنے سے عاجز محض ہے وہ بلا اعضاء و آلات و اتنی بڑی سرشتی بنانے پر کیونکر قادر ہو سکتا ہے۔ باقی دارد۔ عبدالحق عباس طالب علم از بستی دانشمنداں جالندھر

نظم

اے عزیزو! پردۂ غفلت اٹھانا چاہئے — اس دلِ خفتہ کو اب جلدی جگانا چاہئے

نیند کے ماتو اٹھو یہ خوابِ غفلت تا کجا — ہاں سراغِ شاہراہِ حق لگانا چاہئے

اے مسلمانو ہے تم پر نصرتِ حق فرض عین — ایسے بھاری فرض سے کیوں جی چرانا چاہئے

نغمۂ توحید کی دھن ہے گر اے ترسا تجھے — تو نہ پھر تثلیث کا کھٹراگ گانا چاہئے

ذات میں ہو یا صفت میں شرک آخر شرک ہے — شرک سے اپنے تئیں یارو بچانا چاہئے

رائی بہ ایماں سپاروں کو جو دیتا ہے تلا — کچھ نمونہ اس کا ہم کو بھی دکھانا چاہئے

روح و مادہ بھی انادی اور خدا بھی لاشریک؟ — یہ معما آریو حل کر دکھانا چاہئے

وید گر علم و ہنر کی کان ہیں اے ویدیو — عیب کی مانند کیوں انکو چھپانا چاہئے

کر کے اُن کا ترجمہ ملکی زباں میں مستند — (کیوں چھپاتے ہو) تمہیں جلدی چھپانا چاہئے

وید میں ہے آچکا مدت سے پیغامِ خدا — ہے ملشو! تار بھی تمکو بتانا چاہئے

دشمنوں کو مار کر بان و تفنگ و توپ سے — اپنا سکہ سارے عالم پر بٹھانا چاہئے

روح گو یکساں نباتات اور حیواں میں ہے پر — ایک سے پرہیز رکھنا اک کو کھانا چاہئے

ہو اگر عقلی ترقی کی انہیں کچھ آرزو — ہر سماجی مرد و زن کو سر منڈانا چاہئے

اگیا جب آگئی ہے وید میں بہرِ نیوگ — پھر بھلا تعمیل سے کیوں ہچکچانا چاہئے

یہ سیاہ کاری کہاں تک باز آ عباس بس — کچھ تو اے مردِ خدا حق سے لجانا چاہئے

عبدالحق عباس طالب علم از بستی دانشمنداں جالندھر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرمانے کو بیٹھتے تو اپنے دونوں زانو اور دونوں قدم ملا لیتے جیسے نمازی بیٹھتا ہے مگر زانو پر زانو اور نہ قدم پر قدم ہوتا تھا

اور فرماتے تھے کہ میں بندہ ہوں کھاتا ہوں جیسے بندہ کھاتا ہے اور بیٹھتا ہوں جیسے بندہ بیٹھتا ہے اور گرم کھانا آپ نہ کھاتے اور فرماتے کہ اس میں برکت نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ نے ہمکو آگ نہیں کھلائی سو اسکو ٹھنڈا کرلو۔ اور اپنے قریب سے آپ کھایا کرتے۔ اور تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور بعض اوقات چوتھی سے سہارا لیتے اور دو انگلیوں سے نہ کھاتے اور فرماتے کہ یہ طور شیطان کے کھانے کا ہے۔

اکثر کھانا آپ کا پانی اور خرما ہوتا اور کبھی آپ ایک گھونٹ دودھ کا لیتے اور اوپر سے ایک خرما کھاتے۔ پھر اسی طرح کھاتے اور دودھ اور خرما کو اطیبین فرماتے۔ اور سب سے زیادہ محبوب کھانا آپ کے نزدیک گوشت تھا اور فرماتے تھے کہ گوشت شنوائی کی قوت بڑھاتا ہے اور دنیا اور آخرت میں کھانوں کا سردار ہے اور اگر میں اپنے اللہ سے درخواست کرتا کہ مجھکو ہر روز گوشت عطا کرے تو وہ بیشک عطا فرماتا اور آپ روٹی گوشت اور کدو کے ساتھ کھاتے اور کدو کو آپ پسند فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ کدو کا پیڑ میرے بھائی یونس ؑ کا ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ آپ ارشاد فرماتے کہ جب تم ہنڈیا پکاؤ تو اس میں کدو بہت ڈالا کرو کہ وہ غمگین دلکو تقویت دیتا ہے۔

ایک بار آپ ؐ کی خدمت میں ایک برتن آیا جس میں شہد اور دودھ تھا آپ ؐ نے اس کے پینے سے انکار کیا اور فرمایا کہ دو پینے کی چیزیں ایک دفعہ میں اور دو سالن ایک برتن میں ہیں پھر فرمایا کہ میں انکو حرام نہیں کرتا ہوں۔ مگر فخر کو اور دنیا کی فضول کا قیامت میں محاسبہ ہونے کو برا جانتا ہوں۔ اور تواضع کو پسند کرتا ہوں کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے واسطے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو بلند کرتا ہے۔

ایک شخص کو آنحضرت ؐ کی خدمت میں لائے تو وہ آپ کی ہیبت سے کانپ گیا آپ نے فرمایا کہ خوف مت کر میں بادشاہ نہیں ہوں میں تو قریش میں کی ایک عورت کا فرزند ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔ پروردگار کے کروڑوں درود ہوں اس سچے نبی پر صلے اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

آریوں کی شکست

قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا ۔ یہ جلسہ بمقام منڈی قیصر گنج واقعہ قصبہ ابوہر تحصیل فاضلکا ضلع فیروزپور بتقریب میلہ مویشیاں ۲۵ و ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کو بڑے زور سے ہوا۔ ہر کام وقت اور ہر مذہب و فرقہ کے لوگ اس موقع پر بکثرت موجود تھے۔ ۲۵ تاریخ کے جلسہ میں آریہ صاحبان نے ہر ایک مذہب کی مذمت اور توہین میں مختلف لیکچروں کے بعد نعوذ باللہ یہ بھی مشتہر کیا کہ اس پاک مقدس قدیم مذہب آریہ اور مقدس کتاب وید کے سوائے جملہ مذاہب عالم و کتب ادیان مردود و متروک ہیں۔ گو آریہ صاحبان کا یہ چیلنج ہر ایک فرقہ کو سخت ناگوار گذرا۔ مگر سوائے اہل اسلام کے کسی کو مقابلہ کی جرات نہ ہوئی۔ الحمد للہ کہ ۲۶ تاریخ کو مسلمانوں کی طرف سے جناب مولانا مولوی محمد عبد الفتاح صاحب غزنوی خریدار ضیاء الاسلام مخالفین کے مناظر مقرر ہوئے۔ اور آریہ صاحبان کی جانب سے پنڈت لچھمنداس صاحب منتخب ہو کر ۴ بجے شام کے مناظرہ شروع ہوا۔ مولانا صاحب موصوف نے سوالات اربعہ مندرجہ ذیل مخالفین کے پیش کر کے جوابات مدلل طلب فرمائے وہ کیا وید کا قدیم اور آسمانی کتاب ہونا خاص وید کے کسی منتر سے ثابت ہے اور نیز یہ بھی کہ ابدالآباد تک صرف اسی پر عمل رہیگا اور کتاب نازل نہ ہو گی۔
مسئلہ تناسخ میں (کہ جس کو براہین ساطع و قاطع سے عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی) دلائل ارتفاع موانع و مقتضیہ تناسخ پیش کریں۔
مادہ اور روح کی قدامت کا کافی ثبوت عقلی و نقلی دیں۔
کیا نیوگ وید کا حکم ہے اور اگر ہے تو اس فضیحت اور بے حمیتی کے سوائے کیا دنیا بھر میں بیحیائی کا کوئی اصول اس کے ہم پایہ میں ہے۔
اگرچہ آریہ صاحبان نے چند بیہودات بے اصل اور من گھڑت پیش کئے مگر ہر ایک

جواب کے جواب میں ہزیمت کہا کر سوائے ہزلیات کے دان کا شیوہ ہے مانی
ثبوت دے سکے۔ اثنار بحث میں آریہ صاحبان نے یہ بھی کہا کہ بذاتہ خدا ہر ایک
چیز میں ہے کہا گیا کہ کیا پاخانہ میں بھی ہے! انہوں نے دعوے سے کہا کہ ہاں
پاخانہ میں بھی ہے حاشا وکلا ۔ بریں عقل و دانش بباید گریست ۔
سبحان اللہ وید کی توحید کا کیا عمدہ ترشح ہے۔ تعالے اللہ عن ذالک علوا کبیرا
آخر الامر تائید غیبی سے پچھلی رات کے چار بجے پر آریہ صاحبان کو شکست فاش
نصیب ہوئی۔ آریہ صاحبان کی سراسیمگی اور انفعال کی حالت جو اسوقت ان
کے چہروں سے نمودار تھی۔ واللہ باتعدایک تفصیل کی محتاج ہے ہر فرقہ
کے حاضرین نے بڑی خوشی سے اہل اسلام کو پر جوش مبارکبادوی ساتھ
مولوی صاحب کو کہا کہ ؎ آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو
اہل اسلام کی طرف سے تکبیر اور تہلیل کے نعرے بلند ہونے سے ابر رحمت
نے جوش دیا الحمد للہ ۔ الحمد للہ ۔ ض ۔ م ۔

گداگری اور ہمارا بیجا طریقۂ خیرات

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ
ہدایات صدقہ و خیرات ۔ اعانت یتامیٰ ۔ دستگیری مساکین اور مروت عامہ
کی موئد ہیں اور اسلامی قوانین زور شور سے تاکید کر رہے ہیں۔ کہ سچے دل سے
ہمسایگان۔ مسافروں اور سائلوں کے ساتھ بوجہ احسن سلوک کرو۔ تاہم
باوجود ان تعلیمات اور تاکیدات کے اسلام دست سوال دراز کرنیکا سخت
مخالف ہے ۔ اور کبھی بھی اسکا یہ منشا نہیں ہوا۔ کہ مسلمانوں میں گداگر دل
مفت خوروں کی جماعت ہیں روز افزوں ترقی ہو۔ بھلا کون شخص
لب گستاخی کر سکتا ہے۔ کہ مسلمان افلاس اور تنگدستی کا نشانہ نہیں ج

پہنچے۔ اور سستی اور کاہلی میں دوسری ہمسایہ قوموں سے گوئے سبقت نہیں
لے گئے۔ اور حمیت اور غیرت اسلامی کو خیرباد نہیں کہہ چکے۔ یہی اسباب
ہیں جن کے باعث گداگروں اور مفت خوروں کی کاہل الوجود جماعت
روز بروز ترقی پذیر ہے۔ اور یہ حالت بتدریج ایک پیشہ کی صورت پکڑتی
جاتی ہے۔ اس ارذل ترین پیشہ میں ایسے ایسے خاندانوں کے اصحاب بھی
خصوصیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔ جنکی غیرت اور حمیت کسی زمانے میں مشہور
تھی۔ مثلاً خاندان سادات اور علما۔ مؤخر الذکر فرقے کے بعض افراد تو بے شرمی
کا بیڑا اٹھا کر اس ذلیل پیشہ گداگری میں وہ وہ روپ بھر کر آتے ہیں۔ کہ انکی
حالت دیکھکر ایک سنگدل بھی موم ہوئے جاتا ہے۔ اور خواہ مخواہ گرہ ڈھیلی کر کے
ان کے دست نگر پر کچھ نہ کچھ دہر ہی دیتا ہے۔ کوئی صاحب تو نہایت عاجزی اور
اور انکساری کو کام میں لاکر یوں دام تزویر بچھاتے ہیں۔ کہ حاضرین مجلس مجھ
مصیبت زدہ آفت رسیدہ کی داستان للہ بگوش ہوش سنئے۔ میں وطن
سے حج کے مبارک ارادے سے نکلا تھا۔ اور کافی زاد و راہ میرے پاس تھا۔ مگر
شومئے قسمت سے میں مارے تھکان کے غافل ہو کر سو گیا۔ اور گرہ بُر موقعہ
پاکر میری گرہ کاٹ لے گیا۔ اب میں نہ آگے جانے کے قابل ہوں اور نہ وطن
مالوفہ کو پہنچ سکتا ہوں۔ نہ پائے رفتن و نہ جائے ماندن والا معاملہ
درپیش ہے۔ اب میرا سوال ہے کہ کوئی خدا کا سخی مجھے یا تو مکہ معظمہ تک
پہونچا دیوے اور میرے نصف حج کا مالک بنے نہیں تو مجھے وطن تک پہونچا کر
ثواب دارین حاصل کرے۔ کوئی صاحب واپسی حج سے بے خرچ ہو جانے کا جھگڑا دیتے ہیں
کوئی عمدہ لق پند و وعظ میں سیرت و اخلاق نبوی بیاں کرتے کرتے اپنے وعظ کو
نہایت متانت سے اس طرز پر بدل دیتے ہیں۔ جس سے ان کو اپنی دلی مراد
بر آنے کی توقع ہوتی ہے۔ کافی تسخیر قلوب ہو چکنے پر وہ نہایت لجاجت اور
چرب زبانی سے اختتام وعظ پر اس طرح اپنے مطلب کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ

سامعین تمکین ایک ضروری کار خیر کی تکمیل کیلئے گھر سے نکلا ہوں اور وجہ یہ ہے۔ کہ ہمارے شہر میں مسلمانوں کی محض توجہ خاص کی امید پر ایک جامع مسجد کی بنا رکھی گئی ہے جسکی فراہمی چندہ کا بار قوم کی طرف سے میری گردن پر دیا گیا ہے۔ آپ لوگوں سے پوری توقع ہے۔ کہ آپ حسب توفیق میری امداد فرما کر شریک ثواب عظیم ہونگے کوئی صاحب ہندو سے مسلمان ہونیکا اظہار کر کے اپنی ابتری حالت کا فوٹو دکھاتے ہیں۔ کوئی صاحب خود کو خاندان سادات کا چراغ ثابت کر کے اپنی بے بسی ظاہر کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ غرض ایسی ایسی جگر خراش باتیں سنکر ایک سچے مسلمان کے دل پر سخت گہرا اثر پڑتا ہے اور اس عبدالدرہم گروہ کی پیچیدہ باتوں کی لپیٹ میں آکر حسب التوفیق کچھ نہ کچھ دے ہی گذرتا ہے۔ مولوی صاحب ہیں کہ ٹکے بٹور دوسرے شہر کو چلدیئے۔ اور وہاں جاکر کسی دوسری طرز کا جال بچھایا۔ غرض گداگروں کے یہ سربرآوردہ اصحاب بھولے بھالے مسلمانوں کو پھنسانے اور اپنا دامن مراد بھرنے کی خاطر نت نئی تجاویز سوچنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اکثر کر کے ان اصحاب کا ششماہی دورہ ہوتا ہے۔ جسکے بعد وہ ایک زر کثیر وصول کر کے وطن مالوف کو مراجعت فرما ہوتے ہیں۔ اور بجائے تعمیر مسجد یا دیگر کار خیر کے حق کے بہانے سے ان قومی جونکوں نے قوم کا خون چوسا تھا۔ قوم کی گاڑہی کمائی کا روپیہ نہایت بے دردی سے اپنے مکان عالیشان بنوانے یا دیگر ضروریات میں صرف کر دیتے ہیں۔ سچ ہے مال مفت دل بے رحم یہ شرمناک ترقی جس پیمانہ پر ہو رہی ہے۔ وہ لاریب دامن اسلام پر ایک قابل شرم دھبہ ہے۔ علاوہ ازیں دیگر مسلمان گداگر جس بے شرمی اور کشادہ چشمی سے دوسری قوموں کے سامنے کوڑی کوڑی کے لئے ہاتھ پھیلاتے پھرتے ہیں۔ اس طرح ایک ہندو گداگر مسلمانوں کے سامنے ہرگز دست سوال دراز کرنا گوارا نہ کریگا اگر کریگا بھی تو اس کے چہرے سے ضرور شرم ٹپکتی ہوگی۔ مگر ہمارے مسلمان بھائی

ہیں کہ اپنی ہمسایہ قوموں کے فیض وجود سے بُری طرح دیکھاتے جاتے ہیں ۔ مگر افسوس ان کو غیرت اسلام کے مفقود ہو جانے کے باعث جرات تک نہیں ہوتی ۔ ہمارے ہادیٔ برحق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم تو یہ ہو کہ خدا کے بندو اپنی بزرگی اسطرح بسر کرو کہ تمہاری آنکھ بھی کسی بعد کے سامنے نہ جھکے ۔ کیا ہی خوب سیلف ہلپ کی تعلیم ہے ۔ مگر برخلاف اس کے ہمارے مسلمان بھائی ہیں کہ سیلف ہلپ کو پس پشت ڈال کر جھکی بھر آٹے کے لئے دریوزہ گری کر رہے ہیں ۔ اور غیروں اور بیگانوں کے سامنے ذلت اور بے شرمی سے سر جھکاتے پھرتے ہیں ۔ خود کام سے جی چراتے ہیں ۔ اور دوسروں کی کمائی کو شیر مادر سمجھتے ہیں ۔ برخلاف قانون اسلام ان جرائم کے ارتکاب کا باعث اور اس بے شرمی اور بے غیرتی کا طفیل زیادہ تر ہم ہی ہیں جنہوں نے بھی طریقہ خیرات جاری کر رکھا ہے اور اسلام کے ایک بہت بھارے گروہ کو اس سہل الحصول طریقۂ معاش گداگری پر کمربستہ کر دیا ہے جو کہ تعلیم نبوی اور منشائے ایزدی سے بالکل برخلاف ہے ۔ ہم تسلیم کرتے ہیں ۔ کہ مساکین اور یتامی کی خبرگیری واجب الامداد لوگوں کی دستگیری غربا کی تسکین دہی ۔ خویشوں اور بیگانوں سے مروت ہر مسلمان کا عین فرض ہے ۔ اور اسلام کی ان وسیع اغراض کے لحاظ سے مسلمانوں پر واجب ہے ۔ کہ ایسے لوگوں کی واجبی امداد کریں ۔ اور تکالیف اور مصائب میں انکا سہارا ہوں ۔ اگر کوئی مسلمان باوجود ثروت اور برکت کے اپنے بھائیوں کا ممد اور معاون نہیں ہوتا ۔ تو گویا وہ خدا کی نعمائے عظمیٰ کا شکریہ ادا نہیں کرتا ۔ لیکن دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے دنیاوی کاروبار کے علاوہ ہمارے دینی کام بھی روز بروز ریا و نمود سے مملو ہوتے جاتے ہیں ہمارا صوم و صلوٰۃ ۔ صدقہ و خیرات سب کچھ دکھلاوے کی خاطر ہے ۔ ہم اس کام کے کرنے سے جی چراتے ہیں جسمیں ریا و نمود کا دخل نہو ۔ حالانکہ ریا و نمود

جس پر ہم مرمٹ رہے ہیں۔ اور جس نے ہمارے آئینہ قلوب کو اسیدھ مکدر کر رکھا ہے کہ ہمیں نیک و بد کی تمیز ہی نہیں رہی۔ اس مالک ارض و سما کو ہر گز ہرگز منظور نہیں ہمارے خیرات دینے کا منشاء آجکل صرف یہ آ ٹھرا ہے کہ ہمارا نام ہمارے ابنائے جنس اور ہم مشارب میں فخر کے ساتھ لیا جائے اور بس حالانکہ اسلام اس قسم کی امداد اور معاونت کا سخت مانع ہے۔ اور وہی عمل چاہتا ہے۔ جو خالصاً للہ ہو نہ اوسمیں نمائش ہو اور نہ نمود۔ ہمارے بیجا طریقہ خیرات نے جو ہمنے حصول نمود کی خاطر جاری کر رکھا ہے۔ ایک نیا گروہ پیشہ ور گداگروں اور مفت خوروں کا پیدا کر دیا ہے جو کہ مستحقین خیرات کے حقوق کا سخت غاصب ہے اور خیرات کے اصل مطلب کا فوت کرنے والا ہے۔ کیونکہ وہ بغیر سوال کے بھی دیگر وسائل سے اپنی حاجت روا کر سکتا ہے اور اسکا سستی اور کاہلی کی وجہ سے پیشہ کے طور پر سائل ہونا گویا اُن سائلوں اور غریبوں کا حق تلفی کرنا ہے۔ جو بوجہ واقعی حالات اور اضطرابی مجبوری کے امداد کے مستحق ہیں۔ مثلاً لولے لنگڑے۔ اپاہج۔ اندھے۔ مریض۔ بیکس۔ مفلوک الحال بیوہ عورتیں وغیرہ جنکی گذران کی کوئی سبیل نہیں۔ اگر ہے تو بھی بوجہ کثیر العیال ہونے کے ناکافی ہے۔ شادی مرگ کے موافقت پر ہم بے دریغ نمود کی خاطر زر کثیر خود گرہ سے یا کہ قرض لے کر لٹا دیتے ہیں۔ اور اس کو خیرات سے منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ عمل دائرہ خیرات سے کوسوں دور ہے۔ ہمیں اپنی خیرات کی بے قاعدگی اور بے ضابطگی کا جلدی تدارک کرنا چاہیئے۔ تاکہ مفت خور گداگروں کی تعداد روبہ کمی ہو اور کسی نہ کسی کام میں لگ جانے سے یہ بدنما دھبہ گداگری دامن اسلام سے چھٹ جائے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہٹے کٹے موٹے تازے دریوزہ گروں کو اس حقارت آمیز عادت سے نفرت دلانے کی کوشش کر کے مزدوری کی جانب راغب کرنا چاہیئے۔ تاکہ

خود ور ملنے آسان ہو جاویں۔ جن کے دستیاب نہ ہونیکی آجکل ہر طرف
چیخ پکار ہے۔ اور گداگروں کا فرقہ نیست و نابود ہو جاوے۔ س۔ مد و۔

مذہب سے غرض کیا ہے!! بس یہی کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس
کی صفات کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہو کر نفسانی جذبات سے انسان
نجات پا جاوے اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو کیونکہ درحقیقت
وہی بہشت ہے جو عالم آخرت میں طرح طرح کے پیرایوں میں ظاہر ہوگا۔
اور حقیقی خدا سے بے خبر رہنا اور اس سے دور رہنا اور سچی محبت اس سے
نہ رکھنا درحقیقت یہی جہنم ہے جو عالم آخرت میں انواع و اقسام کے رنگوں
میں ظاہر ہوگا اور اصل مقصود اس راہ میں یہ ہے کہ اُس خدا کی ہستی پر
پورا یقین حاصل ہو اور پھر پوری محبت ہو۔ ایسا دیکھنا چاہئے کہ کونسا
مذہب اور کونسی کتاب ہے جس کے ذریعہ سے یہ غرض حاصل ہو سکتی ہے۔
انجیل تو صاف جواب دیتی ہے کہ مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے اور
یقین کرنے کی راہیں مسدود ہیں۔ اور جو کچھ ہوا۔ وہ پہلے ہو چکا اور آگے
کچھ نہیں مگر تعجب کہ وہ خدا جو اب تک اس زمانہ میں بھی سنتا ہے وہ اس
زمانہ میں بولنے سے کیوں عاجز ہو گیا ہے کیا ہم اس اعتقاد پر تسلی پکڑ سکتے
ہیں کہ پہلے کسی زمانہ میں وہ بولتا بھی تھا۔ اور سنتا بھی مگر اب وہ صرف سنتا
ہے مگر بولتا نہیں ایسا خدا کس کام کا جو ایک انسان کی طرح جو بڈھا ہو کر
بعض قویٰ اس کے بیکار ہو جاتے ہیں امتداد زمانہ کی وجہ سے بعض
قویٰ اس کے بھی بیکار ہو گئے اور نیز ایسا خدا کس کام کا کہ جب تک کہ
باندھ کر اس کو کوڑے نہ لگیں اور اس کے منہ پر تھوکا نہ جاوے اور چند
روز اسکو حوالات میں نہ رکھا جاوے اور آخر اسکو صلیب پر نہ کھینچا جاوے
تب تک وہ اپنے بندوں کے گناہ نہیں بخش سکتا۔ ہم تو ایسے خدا سے سخت

نے ایسے حبشی پر ایک ذلیل قوم سے دیوں کی جو اپنے [illegible] قدرت نہیں رکھتی تھی
فتح غالب آگئی۔ ہم اس خدا کو سچا خدا جانتے ہیں جس نے ایک مکہ کے
بیکس کو اپنا نبی بنا کر اپنی قدرت اور غلبہ کا جلوہ اسی زمانہ میں تمام جہان کو
دکھا دیا یہاں تک کہ جب شاہ ایران نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی گرفتاری کیلئے اپنے سپاہی بھیجے تو اس قادر خدا نے اپنے رسولؐ کو
فرمایا کہ سپاہیوں کو کہدے کہ آج رات میرے خدا نے تمہارے خداوند
کو قتل کر دیا ہے اب دیکھنا چاہیئے کہ ایک طرف ایک شخص نے خدائی کا
دعویٰ کر دیا ہے اور آخیر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ رومی کا ایک سپاہی
اس کو گرفتار کر کے ایک دو گھنٹہ میں جیل خانہ میں ڈال دیتا ہے اور
تمام رات کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں اور دوسری طرف وہ مرد ہے کہ
صرف رسالت کا دعویٰ کرتا ہے اور خدا اس کے مقابلہ پر بادشاہوں کو
ہلاک کرتا ہے یہ مقولہ طالب حق کیلئے نہایت نافع ہے کہ یار غالب شو
کہ تا غالب شوی۔ ہم ایسے مذہب کو کیا کریں جو مردہ مذہب ہے ہم
ایسی کتاب سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مردہ کتاب ہے اور ہمیں ایسا خدا
کیا فیض پہنچا سکتا ہے جو مردہ خدا ہے پس ایسا ٹوٹا پھوٹا خدا عیسائیوں
کو مبارک ہو۔

دنیا دنیا میں ایک قرآن ہی ہے جس نے خدا کی ذات اور صفات خدا کے اس قانون
قدرت کے مطابق ظاہر فرمایا ہے جو خدا کے جس سے دنیا میں پایا جاتا ہے۔ اور جو انسانی فطرت اور انسانی
ضمیر میں منقوش ہے عیسائی صاحبوں کا خدا صرف انجیل کے ورقوں میں محبوس ہے اور جن تک انجیل نہیں
پہنچی وہ اس خدا سے بیخبر ہیں لیکن جس خدا کو قرآن شریف پیش کرتا ہے اس سے کوئی متنفس
فرد ذی العقول میں سے بیخبر نہیں اس لئے سچا خدا وہی خدا ہے جس کو قرآن نے پیش کیا ہے
جسکی شہادت انسانی فطرت اور قانون قدرت دے رہا ہے ۔ سخنہ

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید

جیبی مترجم حمایل شریف بامحاورہ جس کی نظیر ہفت اقلیم میں نہیں آج جس میں ۱۲ خوبیاں نمبروار پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ اور موزون ہے یعنی ۵ - انچ لمبی ۳ - انچ چوڑی جو جیب میں آسانی آسکتی ہے شائقین کلام مجید کے پاس ہر وقت اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے رہ سکتی ہے (۲) ترجمہ حمایل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہے۔ ایک صفحہ پر پہلی متن اور دوسرے صفحہ پر اس کا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن گڈ مڈ نہ ہو جاوے (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سے پڑھا جاتا ہے (۴) صفحہ بصفحہ آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵) ہر صفحہ کے اخیر پر آیت اور اس کا ترجمہ ختم ہوتا ہے جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف الٹانا نہیں پڑتا۔ یہ خوبی آجتک کسی مترجم قرآن شریف میں نہیں ہے (۶) عربی تحریر نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی خوشخط ہے اور اعلیٰ درجہ کے کاتب سے لکھوائی گئی ہے (۷) ترجمہ مفید بامحاورہ زبان حال کے اردو کیمطابق کردیا گیا ہے۔ ترجمہ ایسا شایستہ اور لطیف ہے کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو دل چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے اندر خطوط واحدانی میں لکھ دیئے گئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہے اور بڑی آسانی سے سمجھ میں آتا ہے (۸) اس مقدس حمایل شریف کے شروع میں سیپاروں اور سورتوں کی فہرست دی گئی ہے جس سے جھٹ سیپارہ اور سورت نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں تمام قرآن شریف کے مضامین کی فہرست ہے جو واعظوں خطیبوں اور تمام مسلمانوں کے لئے کارآمد ہے (۱۰) تمام انبیاء کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے انکی نسبت ہی ایک جگہ سارے حوالے لکھ دیئے گئے ہیں (۱۱) کاغذ سفید اور نفیس ڈبل لگایا گیا ہے (۱۲) جلد سنہری نہایت خوبصورت کرائی گئی ہے (۱۳) اسپر قرآن شریف اور لایمسہ الا المطہرون کا لفظ لگایا گیا ہے۔ قیمت بے جلد عا/ قیمت مجلد معہ مینی [illegible] دو جلد کے خریدار کو ایک جلد مفت۔ ملنے کا پتہ

کریم بخش رحیم بخش اینڈ سنز ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

کریم بخش رحیم بخش اینڈ سنز ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر مفید عام پریس شہر سیالکوٹ سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علیٰ نور من ربہ

رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ ع ۵

سائل کا حق

اور فرمایا کہ اگر مانگنے ہی کی ضرورت پڑے۔ تو نیک لوگوں سے سوال کرے ؎

اگر گوئی غم دل با کسے گو + کہ از رویش بہ نقد آسودہ گردی۔

اور جو لوگ کسب نہ کر سکتے۔ انہیں آپ کبھی اور کسی حال میں اپنے دروازہ سے محروم نہ پھیرتے۔ اُن کا سوال پورا کر ہی دیا کرتے۔ اس بارہ میں ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ نرفت لا زبانِ مبارکش ہرگز۔ مگر باشہدان لا الٰہ الا اللہ۔

اور فرمایا کرتے کہ الید العلیا خیرٌ من الید السفلیٰ۔ اوپر کا ہاتھ دینے والا نیچے کے ہاتھ لینے والے سے بہتر ہے۔

ایک حدیث میں آپ صلعم نے فرمایا۔ سائل کو دو۔ اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آوے۔ دینے بظاہر صاحب اقبال معلوم ہوا

ابوموسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آں حضرت صلعم کے پاس کوئی سایل یا محتاج آتا تو آپ صحابہ رض کو فرماتے کہ سائیوں کیلئے سفارش کیا کرو اچھا اور ثواب پاؤ گے۔ فیاضی اور سخاوت میں آپ صلعم بہتے ہوئے دریا کی موج تھے چنانچہ ایسا اوقات آپ صلعم ریوڑ کے ریوڑ بکریاں ایک ہی سایل کو عطا فرمایا کرتے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وات ذالقربی حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا۔ قرابت والے محتاج اور مسافر کو اس کا حق دیدے۔ اور بجا مت اوڑا۔ اگر ایک وقت کچھ پاس نہ ہو۔ تو نرمی سے جواب دو۔ دھمکانا اور ڈانٹنا بڑا گناہ ہے وامّا السائل فلا تنہر۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔

اور آپ صلعم فرماتے۔ کہ مستحقوں کو مانگنے سے پہلے دو۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو بیوہ عورت اور محتاج آدمی کی دستگیری کرتا ہے۔ اس کا ایسا ثواب ہے۔ جو خدا کی راہ میں سعی کرتا ہے۔

صدقات اور اسکی اقسام

آں حضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا جو شخص لوگوں کی خطا معاف کرتا ہے۔ خدا اس کی عزت بڑھاتا ہے۔ جو شخص خدا کے واسطے تواضع کرتا ہے خدا اسکے مرتبہ کو بلند کرتا ہے۔

اور فرمایا۔ کہ ہر ایک نیکی صدقہ ہے۔ اور یہ بھی ایک نیکی ہے۔ کہ تو سر مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرے اور اسکے برتن میں اپنے ڈول سے پانی ڈالدے۔

اور فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ دینا لازم ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اگر صدقہ دینے کو کچھ نہ ہو۔ آپ صلعم نے فرمایا۔ کہ اپنے بازو سے محنت کرے۔ اور اپنی ذات کو فایدہ پہنچائے اور خیرات کرے۔ لوگوں نے کہا کہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے [illegible]

نے فرمایا کہ مصیبت زدہ اور محتاج لوگوں کی مدد کرے۔ لوگوں نے کہا اگر یہ بھی نہ کرسکے؟ آپ نے فرمایا کہ نیکی کی باتیں بتائے لوگوں نے عرض کیا۔ اگر یہ بھی نہ کرسکے آپ نے فرمایا ایذا رسانی سے باز رہے۔ یہی اس کیلئے صدقہ ہے۔

اور فرمایا کہ جو کوئی مسلمان دوسرے مسلمانوں کو کپڑا پہناوے جب تک اس کپڑے کی ایک دھجی بھی اس کے بدن پر رہے گی خدا اس کو ہر بلا سے محفوظ رکھے گا۔

اور سب سے اچھا صدقہ یہ ہے کہ تم ایک بھوکے کا پیٹ بھر دو اور فرمایا کہ جو کوئی مسلمان درخت لگائے یا کھیتی بوئے اور اس میں سے انسان یا پرندے یا چوپائے کھائیں۔ تو وہ اس کے لئے صدقہ ہو جائیگا۔

اور فرمایا کہ سب سے اچھا صدقہ وہ ہے جو بے پرواہی سے دیا جائے۔ اور سب سے پہلے اس کو صدقہ دینا چاہئے جسکا نفقہ تمہارے ذمہ ہو۔

جب کوئی مسلمان اپنے گھر والوں کو ثواب کی نیت سے دیتا ہے تو وہی اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے۔

اور فرمایا ایک روپیہ وہ ہے جسکو تم خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ ایک روپیہ وہ ہے جس کو غلاموں کے آزاد کرنے میں صرف کرو۔ ایک روپیہ وہ ہے جس میں سے محتاجوں کو خیرات دو۔ اور ایک روپیہ وہ ہے جسکو تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔ ان سب میں سے بڑا ثواب اس روپیہ کا ہے جس کو تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔ محتاجوں کو صدقہ دینا۔ ایک ہی صدقہ ہے۔ اور قریبی محتاجوں کو صدقہ دینا دو صدقہ ہیں۔ ایک صدقہ دوسرے صلہ رحم۔

اور فرمایا اگر انسان اپنی زندگی میں ایک درہم خیرات کرے تو اس سے بہتر ہے کہ بعد مرنے کے سو درہم خیرات کئے جائیں۔

بجواب خلاف جہاد منددجہ مسافر

ہمنے جہانتک آریہ اخبارات کی تحریریں دیکھی ہیں اونسے مترشح ہے کہ یہ حضرات بلا سوچے سمجھے متکلم کے خلاف منشاء بایجاد خود اور طرہ یہ کہ بلا دلائل صحیحہ براہین قطعیہ ازراہ تمسخر کے مضمون پر اعتراض کرنے لگتے ہیں۔ اور بزرگان دین و علمائے شرع متین کے شان میں اعلےٰ درجہ کی درفشانی جو کہ مہذب لوگوں کو شایاں نہیں کرکے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ انصاف پسند خود خیال فرماسکتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے منہ لگنا اور جھگڑے میں جواب دینا کوئی عقل پسند نہیں کرسکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ صاحبان تہذیب اس طرف بہت کم کرتے ہیں۔ ہاں اگر مناظرہ و مباحثہ بطلب امر حق ہو۔ اور فریقین کا منشاء اظہار صداقت پر مبنی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ورنہ بے سری الاپنا اور اپنی ہی گائے جانا اہل علم کی نظروں میں وقعت نہیں پاتا۔ اوسپر شکائیت یہ کہ ابلہانہ سخت کلامی سے جواب دیتے ہیں۔ مثل ہے۔ کما تدین تدان۔ جیسا برتاؤ آدمی خود کرتا ہے ویسا ہی بدلہ پاتا ہے۔ حسب رویہ متذکرہ اڈیٹر صاحب مسافر نے ۸ ر اکتوبر ۱۹۰۸ء میں بخلاف جہاد کے عنوان سے جناب مولانا مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب بالقابہ کے مضمون پر بہت ہی دلانا مانہ و بے باکانہ حملہ کیا ہے۔ مولوی صاحب کی تحریر و غیرہ تو کچھ لکھی نہیں ملکیوں لکھی کہ سمجھے نہیں۔ اور اعتراض کرنیکے شوق میں اخبار کا صفحہ بنرل وہاد گھوٹی میں بھر ڈالا۔ اگر کسی کو کسی امر میں شک ہوتا ہے۔ تو وہ بہت ہی مہذبانہ پیرایہ میں دریافت کرلیتا ہے نہ غلط باطل کہکر زبان درازی شروع کردیجاوے۔ ناظرین با تمکین اصل یہ ہے کہ جہاد کا مسئلہ اصل میں عیسائی صاحبان کا اعتراض ہے۔ مسلمانوں سے تو اوسکے جواب دیتے ہی ہیں۔ مگر خدا کی شان کہ بعض حق بین عیسائیوں نے بھی جواب شافی دیدیئے۔ چنانچہ۔

اپالوجی سے وریسپٹبزآف دی سورڈز مصنفہ شیخ الاسلام عبداللہ کوئیلم
سے یہ مضمون اظہر من الشمس ہے کہ مخالفین کا یہ حملہ کہ اسلام بزور شمشیر
پھیلایا گیا کسقدر ہیچ اور لچر ہے۔ اس مضمون پر ابتدا سے بحث ہو چکی ہے
اور دیانندیوں نے بھی یہ اعتراض عیسائیوں ہی سے لیا اور انہیں کی
تقلید سے یہ اعتراض پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ دیانند جی سرسوتی نے اپنی
کتاب ستیارتھ پرکاش میں جہاد پر اعتراض کیا جسکا جواب حق پرکاش میں
دیا گیا ہے۔ حق تو یہ مقتضی تھا کہ یہ صاحبان پہلے ان کتابوں کا جواب
الجواب دیتے اور اگر اسکا جواب نہ دیا جاتا تو سوال کرتے اور جو چاہتے لکھتے
حالانکہ ہمنے دیکھا ہے کہ آجتک کسی عیسائی نے نہ کسی آریہ نے اسکا جواب الجواب
لکھا ہے۔ ہاں وہی مضامین بار بار دھراتے ہیں جنکا جواب دینا محض تضیع
اوقات نہیں تو اور کیا ہے یا بقول سوامی جی جو ہٹ دھرمی سے سوال کرے
اسکا جواب دینا نہ چاہیے اگر ایسے نامہ نگاروں کو باوجود ان جوابات واضح کے بھی
کچھ نظر نہیں آتا یا مذہب و تعصب کی تاریکی میں پھنسکر عقل زائل ہو گئی ہو۔
(ستیارتھ پرکاش صٹ) تو کوئی چارہ نہیں نہ ہماری جوابات کے شان میں کچھ
نقص آسکتا ہے کیونکہ ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✣ چشمۂ آفتاب راچہ گناہ
مختصر یہ کہ چونکہ جہاد کے متعلق دندان شکن جواب ہوچکے ہیں نامہ نگار صاحب
پہلے اسکا جواب دیں ورنہ اونکو حق نہیں کہ سوال کریں۔ ہم ہرگز ان جوابات
کو نہ اعادہ کرینگے اور یہ بھی واضح ہو جاوے کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ ہم جواب
دینے سے پہلو تہی کرتے ہیں نہیں ہرگز نہیں ہم اپنا بیش قیمت وقت ایک مضمون
کو دوہرا کر ضائع کرنا نہیں چاہتے ورنہ مایۂ و بساط اعتراض تار عنکبوت سے
زیادہ نہیں۔ . . . . . .

ہاں اڈیٹر صاحب فی مکر اللہ پر جو اعتراض کیا ہے اوسکا جواب البتہ دینگے
اس صاحب نے مولوی ابوالوفا صاحب کے شان میں لکھا ہے کہ تاویلات کا

روغن قرآن مجید پڑھنے میں مشتاق ہو گئے۔ مکر اللہ میں مولوی وارنش کیا۔ مگر تہذیب کے شعلے سے وہ روغن اُڑ گیا۔

ترک اسلام کے جوابات بہت سے چھپے۔ یہ معلوم نہیں کہ اوس صاحب نے کیوں نہ دیکھا کہ معنے قریب قریب ایک ہے۔ جواب دیا ہوا اور کس کس حوالہ سے لکھا ہے۔ مولوی صاحب نے یا کسی شخص نے جو لکھا وہ متقدمین کے اشعار سے اور حوالہ سے لکھا ہے۔ اگر اعتبار نہ آوے تو تفسیر کبیر کے اردو ترجمہ سراج المنیر وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ ہماری تہذیب آپکی اسکو خدا کے فضل سے تعلیب الاسلام نے چیلنج کر دیا لہذا آپکا وارنش وغیرہ اوڑانا دروغ بےفروغ ہے کیونکہ ابھی تک آپکی طرف سے تعلیب کا جواب نہیں دیا گیا۔ اگر کچھ جرأت ہو تو تشریف لائیے میدان مناظرہ میں آئیے جوہر دکھلائیے۔

ناظرین! جس وقت قرآن شریف عرب میں نازل ہوا فصاحت عرب منتہائے عروج پر تھی جسکا ثبوت ادنےٰ یہ ہے کہ اہل عرب دیگر اقوام کو عجمی (گونگے) کہتے تھے۔ ایسے ایسے فصحا قرآن مجید کا لوہا مان گئے تھے اور اوسکے بلاغت و فصاحت پر عش عش کر گئے اور باوجود قرآن پاک کے دعوے فاتوا بسورۃ من مثلہ کے آج تک کسی سے جواب نہوا۔ اور حق یہ ہے کہ ایک لفظ اسکا بدائع و صنائع سے خالی نہیں اس لفظ مکر اللہ میں بھی ایک عجیب صنعت ہے جس پر ہمارے مہربان آریہ نافہمی سے اعتراض کرتے ہیں سچ ہے ؎ و اذا اتتک مذمتی من ناقص * فھی الشھادۃ لی بانی کامل۔ یعنے جب ناقص لوگ میری ہجو کریں اور اپنے کوتاہ عقلی کی وجہ سے مجھکو صدمہ پہنچا دیں۔ تو وہی میرے کمال کی دلیل ہے۔ ایسے لچر و پوچ اعتراضات سے قرآن پاک کا کچھ ہرج نہیں ہوتا ہے اور نہ اسکی شان میں نقص آتا ہے۔ خیال فرمائیے کہ جیسے رات تاریک دیا دہ ہوتی ہے ستاروں کی روشنی و ضیا اور ترقی کرتی ہے۔ خیر آمدم بر سر مطلب وہ صنعت

مشاکلہ ہے۔ "دیکھو حدیقۃ البلاغت" مصنفہ میر شمس الدین دہلوی "مشاکلہ در این صنعت چنان است کہ چیزے را ذکر کنندہ بلفظ غیری بہ سبب وقوع آں چیز در صحبت آں کقولہ تعالٰے وجزاء سیئۃ سیئۃ و مکروا و مکر اللہ پوشیدہ نماند کہ حق تعالٰے انجاز عذاب را بلفظ سیئۃ و مکر تعبیر فرمودہ بجہت مشاکلہ آں با سیئہ و مکر کفار" پس معنے آیۃ اول کے یہ ہوئے کہ جزائے بدی عذاب است و معنے آیت دوم یہ ہوئے کہ کافروں نے مکر کیا اور حق تعالٰے نے عذاب کیا اونکو دیکھو یا نندیوا یہ ہی تاویل ہے) کقول الشاعر

قالوا اقترح شیئا نجد لک طبخہ

قلت اطبخوا لی جبۃ و قمیصا

جیسے کہا کہ کوئی چیز بتلا کہ تیرے واسطے پکا دیں۔ جواب دیا کہ میرے واسطے جبہ و قمیص پکاؤ۔ اسجگہ بھی پکانے (طبخ) کے لفظ سے دوختن یعنے سینے کو ذکر کیا ہے۔ "و ازیں قبیل است این بیت صائب ؎ لب سوال سزاوار بخیہ نیست عبث بجز تو خود بخیہ میزند در ویش" خموشی کو بخیہ لب سے تعبیر کیا ہے۔ بجہت مشاکلہ"

دفداہ ابی و امی نثار ہونا چاہئے اس فصاحت پر اور اس اعجاز پر بلا شک علیٰ ہر ایک ایک حرف میں اسکے بہار جاوداں پیدا ہے ؎ زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم + کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است + اسپر کسی کم فہم کا اعتراض ایسا ہے جیسے آفتاب پر خاک ڈالنا ؎ اگر اسپر نہ وہ سمجھے تو اوس بت کو خدا سمجھے جہاد کا اعتراض کرتے ہوتے رال ٹپکتی ہے کیا نہیں دیکھتے کہ اسلام نے جو حقوق غیر قوموں کو دیئے وہ آجتک کسی نے نہ دیئے۔ آج امریکہ اسٹریلیا اور سارا جہان اس اسلام کے آفتاب عالمتاب کے پر تو سے منور ہے یورپ اور لنڈن بھی اس نیر اعظم کے ضیائے سے جگمگا رہے۔ بتلایئے ان ممالک میں کون جہاد کو کہا کس نے تلوار چلائی۔ اے جلنے دیکھئے آجکل حالانکہ مسلمانوں میں نہ دولت

کیوں آئے دن غیر اقوام مسلمان ہوتے جاتے ہیں۔ کس چیز کا لالچ ہے جو لوگ
ایسا پوتر مستلہ ہے تو نہیں جو کوئی شہوت پرست آکر پھنس جاوے۔ کیا یہ دین حق کا
اعجاز نہیں؟ بیشک

ہاں اسلامی تلوار   اسکے جلو میں باران رحمت
تھا۔ جسنے دنیا کو آج سرسبز کر دیا خس وخاشاک دور کر دیا جملہ عالم کو سیرابا
کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اسلام سے پہلے کسقدر گمراہی اور ضلالت سے لوگ مبتلا
تھے۔ بت پرستی اور شرک کی قبیح رسمیں تہذیب کو کسقدر مانع تھیں۔ کیا اسلام
کے فیض سے دنیا نے ترقی نہیں کی۔ اگر اسلام نے شرک کی بیخکنی کی مواد
فاسد کو جو سالہا سال سے مجتمع تھا اور عالم کو صحت نہیں بخشنے دیتا تھا۔ نکال
دیا جس سے عالم کی بہبودی ہوگئی۔ کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ مواد فاسد
کا نشتر لگا کر نکالدینا مریض کو صحت بخش نہیں۔ اس اسلام کی طفیل ہے کہ دنیا
یہ ترقی کر رہی ہے۔ کیا اسلام سے پہلے دنیا میں تہذیب ترقی پر تھی۔ دیکھو تواریخ
کے اوراق ہماری تائید میں رطب اللسان ہیں۔ ہاں جزیہ لیا وہ بھی حفاظت
جان امن وامان کا ٹیکس تھا۔ جس سے جزیہ لیا اسکی حفاظت میں جان سے
بھی دریغ نکیا۔ خیر اب ہم سمند طبع کو روکتے ہیں اگر اڈیٹر صاحب یا انکے
معاونین کسی پیرایہ میں پیرودشن دکھا دینگے تو ہم بھی انشاء اللہ تشریف لاوینگے۔

اب تو جاتے ہیں میکدہ سے میر + پھر ملینگے اگر خدا لایا +

والسلام علے من تبع الہدے + آریوں کا رہبر النور ادستیا پور +

" خداوند تعالےٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ پرہیزگاری اسی بات کا نام
ہے کہ ہم اپنے آپ کو کامل طور پر خدا کے حوالے کریں۔ قایم الصلوٰۃ والصوم رہیں۔
غریبوں کو خیرات دیویں اُن کی مدد کریں جو ہم سے مدد کے خواستگار ہوں اور
اُن کی خدمت کریں جو بباعث شرم کے مانگ نہیں سکتے مگر فی الحقیقت
محتاج ہیں +

مسیح علیہ السلام یا محمد صلعم

کل کے روز میرے ہاتھ میں ایک کتاب جس کا نام مضمون ہذا کی سُرخی ہے پڑ گئی ایک صفحے کی دو چار سطریں مشکل سے پڑھی ہونگی کہ دل میں خیال گیا کہ دیکھیں کون بہا منصف ہے کہ سچائی کی ٹانگیں توڑ رہا ہے۔ سرورق کو لوٹ کر دیکھا۔ کہ کرسچین لٹریچر سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ تب ذرا اور آگے پڑھنا شروع کیا۔ آخر کار میری نظر ایک فقرہ محمد صاحب گنہگار تھے پر جا پڑی۔ جنے فوراً سرخی کا نشان کتاب میں کر دیا اور دل میں خیال کیا کہ آنحضرت ؐ تو جیسے تھے کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جب دیکھا کہ محمد صاحب نے کوئی معجزہ نہیں دکھلایا۔ تو فوراً میرے دل نے جواب دیا کہ ان آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ یعنی مُہر کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور اُن کے کانوں پر اور اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے۔ کیا؟ بہتر ہیں وہ لوگ جو آپ کی طرف سے کسی معجزہ کا ظہور پذیر نہ ہونا سچ جانتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں آنحضرت م کے ہزاروں معجزے طشت از بام ہیں۔ لیکن لوگوں کے خلل پر کہ جنکو اب تک اس سچے دین کے بانی کے حالات قرآن کی تعلیم اور نیک راہوں سے واقفیت نہیں۔ ایک اپنی ہٹ پر جمے ہوئے ہیں۔ نہیں چلنے دینگے نقل محمد۔ میں اس موقعہ پر بالاختصار بطور مشتے نمونہ از خروارے چند معجزوں کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جس سے میرے مضمون کو زینت ہو گی۔

(۱) جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن خیبر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے اور اس وقت تک سوتے رہے کہ وقت عصر قضا اور آفتاب غروب ہو گیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی لیکن آپکو جگانا مناسب نہ سمجھا جس وقت آپ صلعم جاگے

حضرت علی رضہ نے نماز عصر کے فوت ہو جانے کا حال عرض کیا۔ آپ نے دعا مانگی آفتاب مغرب سے نکلا۔ تمام جہان میں دھوپ پھیل گئی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر کی ادا کی۔ بعد ازاں آفتاب پھر غروب ہو گیا۔

(۲) حضرت سلمہ بن اکوع رضہ کی جنگ خیبر میں پنڈلی میں ایسا زخم آیا۔ کہ لوگ کہتے تھے کہ سلمہ رضہ نہ بچیں گے۔ آنحضرت صلعم نے اپنا دست مبارک پھیر دیا۔ فوراً زخم اچھا ہو گیا۔

(۳) عثمان بن حنیف رضہ سے روایت ہے کہ ایک اندھا حضور اقدس میں آیا اور عرض کیا کہ یا حضرت دعا کیجئے کہ میری آنکھیں اچھی ہو جاویں۔ آپ م نے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے اور دو رکعت نماز پڑھ کے یہ دعا (آپ نے ایک دعا بتلائی) پڑھو۔ اس نے ویسا ہی کیا۔ اور خدا کے حکم سے دولت بصارت سے مالامال ہو گیا۔

(۴) ایک بار ابو جہل نے کہا۔ کہ جو میں محمدؐ کو دیکھوں گا مٹی میں منہ ملتے (یعنی سجدہ کرتے) اپنی لات سے اس کی گردن دبا دوں گا۔ آپ مسجد حرام میں تشریف لائے اور نماز پڑھنے لگے بوقت سجدہ اس لعین نے بارادہ مذکور آپ کی طرف قصد کیا اور پاس پہنچنے سے پہلے بے تحاشا بھاگا۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہوا۔ اس نے جواب دیا کہ میرے محمدؐ کے درمیان ایک خندق آگ کی ہے اور میں نے پر دیکھے فرشتوں کے اس لئے میں ڈر کے بھاگا۔

اب فرمایئے کہ اول الذکر معجزہ کیا حضرت مسیحؑ کے معجزہ خورشید سے دوبالا نہیں جیسا کہ بائیبل میں لکھا ہے کہ "اس روز آفتاب تھیرا رہا یا مسیح کو صلیب دیتے وقت ہیکل کے چاک ہو گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ آفتاب کا حسب معمول غروب ہو جانا اور پھر اس مطلع انوار کی دعا قبول ہو کر رب المشارق والمغارب کے دوبارہ طلوع ہونا یعنی ایک دن میں دو تاریخ کی صورت ہونا عیسٰی واقعات سے کم نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ معجزہ نہیں ہوا تو پھر تو ایک منہ ہر ایک کے پاس ہے۔ اٹھائی زبان تالو سے لگا دی۔ انصاف شرط ہے۔

اور آپ کے مصاحب کی کی سنتا ملاحظہ فرماوے۔ قطع نظر اس کے کہ آپ کے دست مبارک کی
[illegible] سے [illegible] کا بھر جانا اعجاز مسیحائی سے کیا کم ہے؟ جبکہ آپ نے عالم ارواح میں
[illegible] پھونکدی تو آپ کے نزدیک عصائے موسیٰ و معجزہ عیسیٰ کیا شان رکھتے ہیں۔ دیکھئے
[illegible] کو سوجھتا بنا دینا کوڑھی کو تندرست کر دینے سے نسبتاً کس قدر بڑا ہوا ہے۔
بات یہ ہے کہ یہ سب معجزے بتلانے والے اور یہ عجیب عجیب باتیں پردۂ روزگار
پر دکھلانے والے درحقیقت مسیح تھے نہ محمد۔ بلکہ وہ وحدہٗ لاشریک کہ جس نے مسیح کو پیدا
کیا اسی نے محمد کو بھیجا۔ اسی کے حکم سے سب کچھ بنا ہے اور وہی جو چاہتا ہے
[illegible] جس کی معرفت دکھلاتا ہے۔ غور کا مقام ہے کہ ابوجہل اور آپ کے درمیان غار
[illegible] کہاں سے آیا تھا؟ ابوجہل اپنے ارادے سے کیونکر باز رہا یا مجبوراً۔ اس کے
دل میں بھڑکی ہوئی آگ پر کس نے پانی ڈال دیا اور اس کے پاؤں کو کیوں تاب نہ ہوئی کہ ایک
قدم بڑھا سکا؟ سچ ہے انسان خالق انس و جان سے کیونکر مقابلہ کر سکتا ہے۔ وہ رب کریم
رب العالمین اگر اپنے حبیب کا ایسا نگہبان اور ناز بردار نہ ہوتا تو ایک آدمی سے عرب کی
[illegible] کیونکر ہوتی۔
میرا یہ مفہوم نہیں کہ حضرت عیسیٰ نے معجزے نہیں دکھلائے اس مذہب میں ایسی تعلیم
[illegible] ہیں کہ گندم نما جو فروشی کی جائے بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ ناحق کے واسطے سچ کو پردۂ خفا
میں چھپانا اور جھوٹ کو طفل نوزائیدہ کی طرح گود میں کھلانا اور مناسب اور غیر مناسب ہر
جگہ پر اس کا ورد رکھنا ٹھیک نہیں حق تو یوں ہے کہ سچ سچ بات کہی جائے اور پھر
انصاف کی نظر ڈالی جائے تب دیکھا جائے کہ درجہ فضیلت سے کون خالی ہے
[illegible] بندے کو خدا کا شریک ٹھیرانا خدا کے احکام کو کمالات انسانی سمجھنا آفتاب
کو چراغ بتانا ہے۔
معجزۂ شق القمر پر جو اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ معجزے سب آپ سے سو سال کے بعد لکھے گئے بالکل
[illegible] ہے۔ خیال تو کیجئے کس قدر انصاف کا خون ہوگا۔ کہ راستی بالائے طاق رکھدی جائے
[illegible] کو مروج کیا جائے۔ کیا یہی معجزے ہیں جو آپ سے سو سال بعد لکھے گئے ہیں؟

اس معجزے کی بابت کلام مجید پکار کر کہہ رہا ہے کہ وہ گھڑی آپہونچی اور چاند شق ہوگیا اور جب کبھی کوئی نشان دیکھتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو جادو ہے تو میری دانست میں تو آجکل اسکو جھوٹ کہا جانا ہرگز نئی بات نہیں وہ تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی جھٹلایا جانا فرما دیا ہے۔

اب تو روشن ہوگیا کہ آنحضرتؐ نے معجزے دکھلائے۔ معجزے بھی کیسے؟ زبردست ایک سب سے بڑا معجزہ قرآن شریف ہے اسی طرح معجزہ معراج و شق القمر وغیرہ صحیح روایات و کلام پاک سے ثابت ہیں۔

اگرچہ پوری کتاب میں بہت سی ایسی باتیں تھیں کہ مفصل جواب ضخامت کی صورت میں آتے لیکن میں اسکو پھر کسی وقت فرصت پر منحصر کرتا ہوں۔ اور امید ہے کہ آئندہ ایسی غلطی صریح نہ کی جائے گی۔ افسوس کی بات ہے کہ ایسی لغویات سے پبلک کا خیال پھیرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اپنا ہی میٹھا کہا جاتا ہے۔ بالآخر ان چند سطور لکھنے کے بعد کتاب بند کی گئی شاید کہ اب بھی مخالفین کا منہ بند ہوجائے۔ خدا سے دعا ہے کہ ان خام خیال لوگوں کو ہدایت دے کہ وہ اسکو پہچانیں اور اس کے حبیب کے احکام مانیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔ ؎

کون تھا باغ حرم کا گلبدن بالائے چرخ ۔۔۔ کون تھا رو ملک کا صف شکن بالائے چرخ
کیا پہونچ سکتے تھے اپنے مرہم ظن بالائے چرخ ۔۔۔ کون تھا زینت طراز انجمن بالائے چرخ
جب گئے تھے سیر کو شاہ زمیں بالائے چرخ

پھول گلزار میں نو باد شرماتی اسے ۔۔۔ ماہ و پرویں شتقدر دمکی سے دکھلاتی اسے
کون تھی مسر جہاں میں اپنا پھر پاتی اسے ۔۔۔ تیرے ہونٹوں کی کبھی تشبیہ دی جاتی اسے
ہو دماغ نخوت لعل یمن بالائے چرخ

چاند منھ کی سیاہی گر بنا کر میں رکھوں ۔۔۔ اور کل آفاق کے اشجار کا خامہ کروں
معجزے لکھنے کو جب کو نیچے در ورق لوں ۔۔۔ کیا کمال حسن سے تشبیہ اسکو میں دوں
چاند میں اکثر لگا دیکھا گہن بالائے چرخ

[illegible]

ویدک مکتی یا دیانندی گورکھ دھندا

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ بھی خوں نہ نکلا

میرے دیانندی دوستو! کیا آپ نے اپنے گرو کے ایجاد کردہ پانچویں وید (ستیارتھ) کی بتائی ہوئی مکتی کی حالت پر بھی غور کیا ہے۔ غالباً آپ نے ایسا نہیں کیا۔ ورنہ اس بیہودہ سے نفرت کرتے ہوئے آپ باقی چاروں ویدوں سے بھی دست بردار ہوتے اور علاوہ اسکے اوم نمستے کو بھی خیرباد کہکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھکر مشرف باسلام ہوتے۔

نیچے ہم آپ کی خاطر سے اُس نقشہ بجنسہ روبرو رکھتے ہیں اور آپ کو اُسپر نظر ڈالنے کا موقعہ دیتے ہیں۔

ستیارتھ صفحہ ۲۶۶ پر دیانندجی بتلاتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ لوگوں کو دُکھ سے چھوٹنے کی ضرورت ہے اس لئے وہ اس کی خواہش کرتے ہیں اور جس میں مخلصی ہو اُس کا نام مکتی ہے اور دُکھ سے چھوٹ کر مکتی کو پاتے ہیں اور برہم میں رہتے ہیں اور صفحہ ۲۶۶ پر لکھتے ہیں کہ مکتی میں جیو برہم میں قایم رہتا ہے اور صفحہ ۱ پر سب سے بڑا ہونے کے باعث برہم نام ایشور کا بتایا ہے اور اسی صفحہ ۲۶۸ پر مرقوم ہے کہ برہم ہر جگہ بھرپور ہے اُسی میں مکت جیو بے روک ٹوک وگیان (معرفت) اور آنند کے ساتھ پھرتا ہے اُس کا کثیف جسم نہیں ہوتا۔ حقانی ارادے وغیرہ اُس کے طبعی اوصاف اُس میں سب رہتے ہیں مادی تعلق نہیں رہتا۔ آگے صفحہ ۲۶۹ پر ان چوبیس طاقتوں کو گنایا ہے کہ بقدر ہمت۔ کشش۔ تحریک۔ حرکت۔ جوش۔ امتیاز۔ فعل۔ حوصلہ۔ یاد۔ یقین۔ خواہش۔ محبت۔ نفرت۔ ملاپ۔ جدائی۔ ملانا۔ جدا کرنا۔ سننا۔ چھونا۔ دیکھنا۔ چکھنا۔ سونگھنا۔ اور گیان ہیں اور اسی صفحہ میں یہ بھی بتایا ہے کہ جو جیو کے فنا ہونے کو مکتی سمجھتے ہیں وہ سخت جاہل ہیں کیونکہ مکتی تو جیو کی یہ ہے کہ دُکھ سے چھوٹ کر راحت مطلق میں

غیر متناہی پرمیشور میں جیو آنند کے ساتھ رہے۔ اور اِسی کتاب کے صفحہ ۲۲۳ پر لکھا ہے کہ جیو اور برہم میں مشابہت کا ہونا اسکو ایک نہیں ثابت کرتا۔ اور صفحہ ۲۲۴ میں تحریر ہے کہ اِس لیئے علت اور معلول عوارض کے ساتھ ترکیب دینے سے برہم کو جیو اور ایشور نہیں بنا سکو گے بلکہ ایشور نام برہم کا ہے اور برہم سے علیحدہ اور قدیم اور ناپیدا شدہ اور غیر فانی موجود (جیو) کا نام جیو ہے۔ اور اِسی کتاب کے صفحہ ۲۸۶ پر صاف مرقوم ہے کہ مکتی کے اندر جیو پرمیشور میں نہیں ملتا جدا رہتا ہے۔ کیونکہ اگر مل جاوے تو مکتی کا سکھ کون بھوگے اور صفحہ ۲۸۹ میں لکھا ہے کہ مکت جیو لا متناہی محیط کل برہم کے اندر اپنی خوشی کے موافق گھومتا ہے۔

اب اس نقشہ پر آپ غور کریں کہ جس حالت میں کہ جیو مکتی کے وقت برہم یعنی ایشور میں رہتا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ جیو اور ایشور ایک نہیں ہوتے بلکہ معلوم علیحدہ ہیں تو پس معلوم ہوا کہ ایشور کے درمیان مثل آدمی کے پیٹ کے یا آسمان کے گولے کے بہت بڑا جوف یا میدان ہے کہ جس کے اندر کروڑوں جیو آنند کے ساتھ زمین کے گولے یا انتڑیوں کی ہوا کی طرح گھومتے رہتے ہیں۔ یا جیسے پیٹ میں انتڑیوں کی ہوا یا کیچوے گھوڑ دوڑ کے گھوڑے پھرتے ہیں جیسا کہ دیانند جی کی مثال مندرجہ ستیارتھ صفحہ سے بھی بخوبی ظاہر ہے کہ جس طرح گولر کے پھل میں کیڑے پیدا ہو کر فنا ہو جاتے ہیں اسی طرح پرمیشور کے اندر تمام جہان کی حالت ہے اب صاف طور سے ظاہر ہوا کہ جیو مظروف ہے اور ایشور ظرف جیسے پانی اور گلاس جس طرح پانی گلاس میں رہتا ہے۔ اور دونوں ایک نہیں ہوتے۔ پس آپ کے ایشور کا ظرف ہونا لازمی ہوا اور چونکہ ظرف کو جوف کا ہونا ضروری ہے اور جوف کے لیئے مکانیت اور جس میں مکانیت پائی جائے۔ اُس کا حادث ہونا محتاج دلیل نہیں پس آپ کے ایشور کے لیئے بھی چنداں دلیل پیش کرنا ضرور نہیں لامحالہ حادث ہوگا۔

اُمید کہ آپ مجھو کوشش سے غور فرما کر اُس ذات قدوس عز اسمہ پر ایمان لائیں گے جس میں ان باتوں کا ہونا خلاف عقل ہے اگر پھر بھی آپ لوگوں کی ضمیر کوئی تاویل سمجھا دے تو ہم

...بتایں ... کو سمجھائیے اور ساتھ ہی اُس کا بھی جواب لائیے کہ جس حالت میں
روح کے ساتھ چھ یا نو طاقتیں مکتی حاصل کرنے کے بعد موجود ہوتی ہیں تو زور کس سے لڑنے
کے لئے؟ ہمت کس سے مقابلہ کے واسطے؟ کشش کس سے کھینچنے کے واسطے؟
تحریک کسکو ملانے کو؟ حرکت کس لئے؟ جوف جسم یا اندر سے خالی ہونا۔ کہتے ہیں
کس چیز کے کھانے یا رکھنے کو؟ امتیاز کس سے اور کیوں؟ اور کس غرض سے؟
فعل کیا؟ (نیوگ) خواہش کس کام کے لئے؟ یاد کس کی؟ (نیوگن کی) یقین کسکا
خواہش کس چیز کی؟ (نیوگ کی کیونکہ وید کا حکم ہے) محبت کس کی؟ (کیا نیوگن کی)
نفرت کس سے؟ (کیا نیوگ کو جو برا سمجھے) ملاپ کیسا؟ جدائی کس سے؟ کھانا کسکا
پینا کسکا؟ سننا کس چیز کا؟ (کیا نیوگ کی روح) چھونا کسکو؟ دیکھنا کسکو؟ چکھنا
کس چیز کو؟ سونگھنا کس چیز کا؟ گیان کسکا؟ -

ان سب باتوں پر غور کر کے دیکھئے کہ یہ طاقتیں جو روح کو مکتی میں حاصل ہونگی
کیا بغیر کسی جسم کے ان کا پورا ہونا ممکن ہے۔ علم طب میں بھی ان قوتوں کا نام حواس
خمسہ ظاہرہ ہیں جنکا زیادہ تعلق جسم ظاہری سے روح کی تمیز کے ساتھ ہے نہ صرف
جسم سے نہ صرف روح سے بلکہ جسم اور روح دونوں سے۔ پس جس حالت میں مکتی کے اندر صرف
روح برہم میں رہتی ہے اور جسم اُس کے ساتھ نہیں ہوتا تو یہ حواس خمسہ ظاہرہ کہ جنکا تعلق
مجموعہ روح اور جسم سے ہے کیونکر کام میں لائے جا سکتے ہیں؟ اور اگر نہ لائے جائیں تو
مکتی نہیں ہوتا۔ اب میں اپنے دیانندی دوستوں سے عرض کرتا ہوں کہ جو صاحب بھی
مندرجہ بالا نقشہ کے سمجھنے میں کوئی شک لائیں ہمکو اطلاع دیں ہم ممنون ظاہر کرنے
کے علاوہ بخوبی اُنکو دیکر سمجھا دینگے فقط دیانندیوں کا سچا مشیر بشیر سیتاپوری -

---

نیکی کرنے اور بُرائی سے بچنے کی جو تاکید کی گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے حکم کے بموجب ہے؟
کیونکہ وہ اپنے پاک کلام قرآن شریف میں یہ بجا فرماتا ہے نیکی کرو۔ بُرائی سے بچو جیسا کہ
وہ فرماتا ہے انہ من یات ربہ مجرما فان لہ جہنم لا یموت فیہا

ولا یجی ومن یاتہ مومنا قد عمل الصلحت فاولئک لھم الدرجت العلے جنت عدن تجری من تحتہا الانہر خلدین فیہا جوکوئی خدا کے سامنے گنہگار ہو کر آیا۔ اس کے لئے دوزخ ہے۔ جہاں نہ مرے گا نہ جیئے گا۔ اور جو کوئی ایمان لایا اور اس نے نیکی کی اس کے لئے بڑے درجے ہیں۔ وہ ہمیشہ ایسے باغوں میں رہیگا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ الٰہی ہمیں توفیق دے کہ تیری رضامندی ہمارا شیوہ ہو اور تیری خوشنودی ہمارا کام۔ دنیا و آخرت میں تیرے لطف و کرم کا سایہ ہمیں راحت و آرام میں رکھے۔ آمین۔

شرک کرنے والے کی نجات نہیں۔ قرآن شریف میں جابجا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شرک کرنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہیگا۔ کبھی بخشا نہ جائے گا۔ یہ بھی سچ ہے جو شخص خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو اس کے برابر جانے اور خدا تعالیٰ کا کلام۔ پیغمبروں کی ہدایات بزرگوں کی نصیحتیں سن کر پھر بھی اس واجب کام سے باز نہ آئے۔ اپنی بات پر اڑا رہے اصرار کئے جائے تو وہ ہرگز بخشش کے لائق نہیں۔ مومنوں کو چاہئے کہ ایسی باتوں سے بچیں اور کبھی شرک نہ کریں۔

دوزخ کی آگ اور اس کے عذاب سے بچنا چاہئے۔ وہ دوزخ جہاں کی آگ سوئی کے ناکے کے برابر دنیا میں آئے تو سارا جہان جل بھن کر خاک سیاہ ہو جائے۔ وہ دوزخ جہاں کا تھوہر جو دوزخیوں کی غذا ہے ایسا کڑوا ہے کہ سارے جہان کی مٹھائیوں میں اگر ڈالا بھی ڈالا جائے۔ تو مٹھاس کا نام و نشان تک نہ رہے۔ وہ دوزخ جہاں کے رہنے والوں کو پانی کی جگہ ابلتی ہوئی پیپ اور گرم گرم لہو پینے کو ملے گا۔ جسے پیتے ہی ہونٹ سوج جائینگے انتڑیاں جل کر پیٹ سے نکل پڑینگی۔ الٰہی! ہمیں دوزخ کی آگ سے بچائیو! +

مذہب اسلام میں اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف خرچ کیا جائے تو وہ اسراف ہے۔ [illegible]

حیات اسلام

سوڈان کا یونائیٹڈ مشن گریٹ برٹن اور آئرلینڈ کے تمام عیسائیوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ متفق ہو کر شمالی نائیجیریا میں اشاعت اسلام کو روکنے کی کوشش کریں۔ وہاں کم از کم ایک کروڑ حبشی باشندے رہتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ یہ علاقہ سرکار انگریزی کے زیر اثر آیا۔ اور اب مال و جان کو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ اسلئے مسلمان تاجر اور واعظ بکثرت اس ملک میں جا رہے ہیں۔ اور سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ جسے دیکھکر کہا جائیگا کہ شاید اس ملک کے تمام باشندے کچھ عرصہ تک اسلام کے پیرو بن جائیں گے۔ جو لوگ اس سرکلر کو انگلستان میں پڑھیں گے وہ ضرور حیران ہونگے۔ کیونکہ بقول نامہ نگار پال مال گزٹ بہت سے آدمی اسلام سے ناواقف ہیں اسلئے وہ اس کی اہمیت فراموش کر جائیں گے۔ حالانکہ اس کے مقلدین کی تعداد روئے زمین کی آبادی کا پانچواں حصہ ہے۔ اور روز بروز بڑھ رہی ہے۔ پچاس برس ہوئے چین میں مسلمانوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی۔ مگر اب وہ چاروں طرف دیکھے جاتے ہیں۔ [illegible] روس و جاپان کا ایک مختصر سا واقعہ جو یہاں درج کیا جاتا ہے [illegible] ہوتا ہے۔ جب امیر البحر روزڈسٹونسکی کا بیڑہ آبنائے ملاکا سے گذر رہا تھا۔ ایک برٹش جہاز کے دیسی مسافر جہاز کے ایک کنارہ پر جمع ہو گئے۔ اور روسی بیڑہ پر تھوکا۔ گو وہ لوگ چینی۔ جاپانی ملائی وغیرہ تھے۔ لیکن مذہب کے سبب مسلمان تھے۔ چند برس پیشتر انہیں اسقدر جرأت نہیں تھی کہ وہ روسیوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکیں۔ مسلمان لوگ نہ صرف تعداد میں ترقی کرتے جاتے ہیں بلکہ ان کا جوش بھی ترقی پر ہے۔ یہ تبدیلی ملایا میں اچھی عیاں ہو رہی ہے۔

سر سفیر سینٹ جان نے سارواک میں اس تغیر کو پہلے پہل دیکھا تھا ان کا خیال ہے کہ مسیحی مشنریوں کی مستعدی اور سرگرمی نے مسلمانوں میں ایک قسم کا جوش پیدا کر دیا ہے مشنریوں کے یہاں آنے سے پہلے مسجد میں کوئی نمازی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ لیکن اب وہ بھری ہوئی نظر آتی ہے جب بورنیو میں رومن کیتھلک پادری گئے تو وہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ نیک آدمی اس وجہ سے پست ہمت نہیں ہونگے۔ خواہ وہ اسلام کے پیرو و ںکو اپنے مذہب کے مقلد نہ بنا سکیں۔

سر سونٹن نام لکھتے ہیں "ہر ایک فرقہ کے مشنریوں نے ملایا کے لوگوںکو عیسائی بنانیکی امید ترک کر دی ہے" پالگریو شام اور ٹرکی کی نسبت کہتا ہے "خواہ وہاں کے دیسی باشندے کو کتنی ہی دنیاوی فوائد حاصل ہوں وہ عیسویت کو بہت ہی کم اختیار کرینگے۔ برخلاف اس کے ہر سال سمجھدار لوگوں کی ایک بڑی تعداد اسلام کو قبول کرتی رہتی ہے" گو مسلمان لوگ اپنے عقیدہ کو تبدیل کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن افریقہ او رمشرق بعیدہ میں بہت سے بت پرست ہیں جو مسیحی مشنریوں کے وعظ اور منادی کو بغور سنتے ہیں۔ مصنف جسکا اقتباس اوپر کیا گیا ہے۔ خیال کرتا ہے کہ اسلام کی حیات پر ہر نقطہ خیال سے افسوس کیا جائیگا۔ سوائے انو کھے پن کے۔ گو علیگڈھ کالج اور دیگر تعلیم گاہوں نے بہت سا کام کیا ہے۔ لیکن مصنف اندیشہ ظاہر کرتا ہے کہ دیندار مسلمان مغربی تعلیم سے موافقت نہیں ظاہر کرینگے۔ ہم بلا تذبذب کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمان وفادار لوگ ہیں ان کے ذمہ دار سرداروں نے کہدیا ہے کہ یہ ملک دارالسلام ہے۔ برطانیہ کی ۶ کروڑ رعایا ہے چونکہ یہ تمام آبادی کسی خارجی بادشاہ کو جو غالباً ہمیشہ ہم سے جھگڑنے کو تیار رہتا ہے۔ اپنا خلیفہ یا امام نہیں مانتی۔ اسلئے برطانیہ کو بہت کم اندیشہ اس ہفت رنگی آبادی سے ہو سکتا ہے۔

لیکن واقعات تسلیم کرنے پڑیں گے ۔ دنیا کے کسی حصہ پر اسلام کو
زوال نہیں ہے بلکہ بڑھ رہا ہے شاید بعض لوگ یہ خیال کریں گے جو نوجوان
کہ جن کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں یا تعلیم سے ان کا ایمان کمزور
ہو جائیگا۔ قرآن پر بائبل کی نسبت زیادہ سائنٹفک اعتراضات عائد
ہو سکتے ہیں ۔ قرآن میں اسقدر بے ڈھنگی اور فضول فقرے بھرے پڑے
ہیں جیسے وہ کے بھی پڑھ کر ہنسیں گے ۔ جیسے کہ سیل صاحب کے لفظی ترجمہ
قرآن سے ظاہر ہوتا ہے ۔ اگر مسلمان تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اپنے مذہب کی
تعلیم کی نسبت شکوک پیدا ہوں تو وہ انکو شایع نہیں کرتے اور ان کو
ترک کر نیکی رغبت ظاہر کرتے ہیں ۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں ۔
کہ اسلام بعض طباع پر عجیب عجیب اثر ایشیا میں کرتا ہے ۔ دنیا
ہی یورپ میں سترھویں صدی کے پہلے ربعہ میں پیسے ڈان نے لکھا
کہ سلطان مراکو کے ہاں آٹھ ہزار عیسائی منحرف ہیں برعکس اس کے یورپ
میں کوئی ترک منحرف نہیں ملیگا ۔ جس نے اپنے مذہب سے انحراف کیا ہو
یورپ کے جن عورتوں اور مردوں نے اپنا آبائی مذہب ترک کر کے اسلام
کو قبول کیا ہے ۔ ان کے مقاصد دو چار سوال پوچھنے سے معلوم ہو سکتے
ہیں ۔ لیکن مسلمان لوگ اپنے مذہب کو بالکل ترک نہیں کرتے ۔ ہندوستان
نو مریدوں کا شمار ایسا ہے کہ جب ایکدفعہ اس عقیدہ کے علما سنجیدگی سے
بحث کرتے تھے ۔ کہ کیا یہ ملک دار الاسلام کہلا سکتا ہے ۔ تو سید احمد خاں
صاحب نے جو ممبر کونسل تھے کہا ۔ ہم اس ملک میں عیسائیوں کو مسلمان
بنا سکتے ہیں ۔ اور کوئی تعرض نہیں کرتا ۔ اس سے یہ مسئلہ طے ہو گیا ۔
انگلستان میں ایک مجمع ہے ۔ جسکا شمار چار سو بتایا جاتا ہے ۔ یہ لوگ
پہلے مسیحی تھے ۔ انگلش نسل کے مرد اور عورت مسجد میں ایک مُلّا سے نکاح
پڑھوا لیتے ہیں ۔ جو جزیرہ آئل کا رہنے والا اور وکالت پیشہ ہے ہمکو معلوم

ہوا ہے کہ لنڈن میں ایک مسجد بننے والی ہے جو ایک عالیشان عمارت ہوگی + س۔ ر۔

اسلام پر مخالفین کا بیہودہ اعتراض

ہمارے مخالف آریہ اور برہمو اور عیسائی اپنی کوتاہ بینی کی وجہ سے قرآن کریم کی تعلیم پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اس تعلیم کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے والستہ انسان کے پیچھے شیطان کو لگا رکھا ہے گویا اس کو آپ ہی خلق اللہ کا گمراہ کرنا منظور ہے مگر یہ ہمارے شتاب باز مخالفوں کی غلطی ہے ان کو معلوم کرنا چاہئے کہ قرآن کریم کی یہ تعلیم نہیں ہے کہ شیطان گمراہ کرنے کے لئے جبر کر سکتا ہے اور نہ یہ تعلیم ہے کہ صرف بدی کی طرف بلانے کے لئے شیطان کو مقرر کر رکھا ہے بلکہ یہ تعلیم ہے کہ آزمائش اور امتحان کی غرض سے لمہ ملک اور لمہ ابلیس برابر طور پر انسان کو دیئے گئے ہیں یعنی ایک داعی خیر اور ایک داعی شر تا انسان اس ابتلا میں پڑ کر مستحق ثواب یا عذاب کا ٹھہر سکے کیونکہ اگر اس کے لئے ایک ہی طور کے اسباب پیدا کئے جاتے مثلاً اگر اس کے بیرونی اور اندرونی اسباب جذبات فقط نیکی کی طرف ہی اسکو کھینچتے یا اس کی فطرت ہی ایسی واقعہ ہوتی کہ وہ بجز نیکی کے کاموں کے اور کچھ کر ہی نہ سکتا تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ نیک کاموں کے کرنے سے اسکو کوئی مرتبہ قرب کا مل سکے کیونکہ اس کے لئے تو تمام اسباب وجذبات نیک کام کرنے کے ہی موجود ہیں یا یہ کہ بدی کی خواہش تو ابتدا

ہے جو اس کی فطرت سے مسلوب ہے تو پھر بدی سے بچنے کا اسکو ثواب
کس استحقاق سے ملے مثلاً ایک شخص ابتدا سے ہی نامرد ہے جو عورت کی
کچھ خواہش نہیں رکھتا اب اگر وہ ایک مجلس میں یہ بیان کرے کہ میں فلاں
وقت جوان عورتوں کے ایک گروہ میں رہا جو خوبصورت بھی تھیں مگر
میں ایسا پرہیزگار رہوں کہ میں نے ان کو شہوت کی نظر سے ایکدفعہ بھی نہیں
دیکھا اور خدا تعالےٰ سے ڈرتا رہا تو کچھ شک نہیں کہ سب لوگ اس کے اس
بیان پر ہنسیں گے اور طنز سے کہیں گے کہ اے نادان کب اور کس وقت
تجھ میں یہ قوت موجود تھی تا اس کے روکنے پر تو فخر کر سکتا یا کسی ثواب
کی امید رکھتا۔ جاننا چاہیئے کہ سالک کو اپنی ابتدائی اور درمیانی حالات
میں تمام امیدیں ثواب کی مخالفانہ جذبات سے پیدا ہوتی ہیں اور ان منازل
سلوک میں جن اموریں فطرت ہی سالک کی ایسی واقع ہو کر اس قسم کی
بدی وہ کر ہی نہیں سکتا تو اس قسم کے ثواب کا بھی وہ مستحق نہیں ہو سکتا
مثلاً ہم بچھو اور سانپ کی طرح اپنے وجود میں ایک ایسی زہر نہیں پاتے
جس کے ذریعہ سے ہم کسی کو اس قسم کی ایذا پہنچا سکیں جو کہ سانپ اور بچھو
پہنچاتے ہیں۔ سو ہم اس قسم کی ترک بدی میں عند اللہ کسی ثواب کے
مستحق بھی نہیں۔

اب اس تحقیق سے ظاہر ہوا کہ مخالفانہ جذبات جو انسان میں پیدا
ہو کر انسان کو بدی کی طرف کھینچتے ہیں درحقیقت وہی انسان کے ثواب
کا بھی موجب ہیں کیونکہ جب وہ خدا تعالےٰ سے ڈر کر ان مخالفانہ جذبات کو
چھوڑ دیتا ہے تو عند اللہ بلاشبہ تعریف کے لائق ٹھہر جاتا ہے اور اپنے
رب کو راضی کر لیتا ہے لیکن جو شخص انتہائی مقام کو پہنچ گیا ہے اس میں
مخالفانہ جذبات نہیں رہتے گویا اس کا جن مسلمان ہو جاتا ہے مگر ثواب باقی
رہ جاتا ہے کیونکہ وہ ابتلا کے منازل کو بڑی مردانگی کے ساتھ طے کر چکا ہے

جیسے ایک صالح آدمی جس نے بڑے بڑے نیک کام اپنی جوانی میں کئے ہیں اپنی پیرانہ سالی میں بھی ان کا ثواب پاتا ہے۔

عدم نجات مذہب پولوسی

اے عیسائی صاحبان آپکی نجات صرف مسیح کے کفارے پر ایمان لانے سے ہوگی یا اعمال حسنہ مندرجہ بائبل کے بجالانے سے۔ یا کفارے اور اعمال حسنہ کے اجتماع سے۔ اگر عیسائی صاحبان فرمائیں کہ محض مسیح کے کفارے پر ایمان لانے سے اور بدون اعمال صالحہ کے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ پولوس صاحب اپنے خط رومیوں باب ۳ آیت ۲۸ میں فرماتے ہیں کہ آدمی ایمان ہی سے بے اعمال شریعت کے راستباز ٹھہر سکتا ہے انتہی جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو حضرت یعقوب حواری اپنے خط کے باب ۲ آیت ۲۴ میں فرماتے ہیں کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھہرایا جاتا ہے صرف ایمان سے نہیں۔ دیکھئے حضرت پولوس کے نزدیک مجرد ایمان سے آدمی راستباز ہو سکتا ہے یعنی نجات حاصل کر سکتا ہے برخلاف پولوس کے حضرت یعقوب حواری فرماتے ہیں کہ محض ایمان سے راستبازی حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ ایمان کے ساتھ اعمال حسنہ کا ہونا ضروری ہے اب دونوں صاحبان سے کس کا اعتبار کیا جاوے اور کس کی تکذیب کریں اور یہ بات ظاہر ہے کہ دو قول متضادین سے صرف ایک ہی صحیح ہو سکتا ہے علاوہ ازیں اگر محض مسیح کے کفارے پر ایمان لانے اور بدون اعمال حسنہ کے نجات ہونی تسلیم کیجاوے تو بائبل کی یہ تعلیم کہ جسمیں اعمال حسنہ کی تاکید شدید پائی جاتی ہے حتی کہ اعمال نیک ہی پر نجات کا انحصار ٹھہرایا ہے۔ قائلین کفارے کا تعلیم اعمال حسنہ کو نظر

انداز کرنا در حقیقت بائبل کا اعتبار کھونا ہے دیکھئے انجیل متی باب ۱۶ آیت ۲۷ کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آویگا تب ہر ایک کو اس کے موافق بدلہ دیگا پھر خط رومیوں باب ۲ آیت ۶ ۔ وہ ہر ایک کو اس کے کاموں کے موافق بدلہ دیگا ۔ اور خط یعقوب حواری باب ۲ آیت ۲۰ پرا سے واہی آدمی کب تجھکو معلوم ہوگا کہ ایمان بے اعمال مردہ ہے کیا ہمارا باپ ابرہام اعمال سے راست باز نہیں ٹھیرایا گیا جسوقت اس نے اپنے بیٹے اسحاق کو قربانگاہ پر چڑھایا تو دیکھتا ہے کہ ایمان نے اس کے اعمال کے ساتھ کام کیا اور اعمال سے ایمان کامل ہوا اور وہ نوشتہ پورا ہوا جو کہتا ہے ابرہام خدا پر ایمان لایا اور یہ اس کے لئے راستبازی گنی گئی اور وہ خلیل اللہ کہلایا ۔ تم دیکھتے ہو کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھیرایا جاتا ہے صرف ایمان سے نہیں ۔ اسیطرح راحب بھی جو فاحشہ تھی جب اس نے جاسوسوں کی مہمانی کی اور انہیں دوسری راہ سے باہر کردیا ۔ کیا اعمال سے راست باز نہ ٹھہری پس جیسا بدن بے روح مردہ ہے ویسا ہی ایمان بھی بے اعمال مردہ ہے ۔ اور کتاب مکاشفات باب ۲۰ آیت ۱۲ ۔ پھر میں نے دیکھا کہ مردے کیا چھوٹے کیا بڑے خدا کے حضور کھڑے ہیں اور کتابیں کھولی گئیں اور ایک دوسری کتاب جو زندگی کی ہے کھولی گئی اور مردوں کی عدالت جسطرح سے اُن کتابوں میں لکھا تھا ان کے اعمال کے مطابق کی گئی ۔ اور کتاب ایضاً باب ۲۲ آیت ۱۴ ۔ مبارک وے ہیں جو اس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں تاکہ زندگی کے درخت پر اُن کا اختیار ہوا ور وے ان دروازوں سے شہر یعنی بہشت میں داخل ہوویں علاوہ ان حوالہ جات کے اور بھی اس قسم کے حوالے بائبل میں بکثرت موجود ہیں ۔ مثلاً یرمیاہ باب ۱۷ آیت ۱۰ ۔ ایضاً باب ۲۵ آیت ۱۴ ۔ ایضاً باب ۳۲ آیت ۱۹ ۔ اور زبور ۶۲ آیت ۱۲ ۔ اور اول سموئیل باب ۲ آیت ۳ ۔ خوبی یہ کہ سموئیل میں اعمال کا وزن کرنا بھی لکھا ہے ۔ کیوں حضرات عیسائی صاحبان مقامات مذکورہ بالا

سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ روز حشر میں جزا و سزا ہر ایک شخص کو اسکے اعمال
کے مطابق ہوگی نیکوکار خدا سے جزا پائینگے یعنی نجات ابدی کے وارث
ہونگے اور بدکردار سزا پائینگے چنانچہ انجیل لوقا باب ۱۶ آیت ۱۹ سے ۲۶
تک میں جو ذکر لعاذر اور دولتمند کا مندرج ہے اس ہمارے بیان پر شاہد
ہے جائے غور ہے کہ جب اعمال حسنہ کے باعث نجات ابدی کا حاصل
ہونا اور بداعمالیوں کے بدلہ میں عذاب میں گرفتار رہنا آلہی قانون سے ثابت
ہوچکا تو کیا مسیح کا کفارہ آلہی قانون کو توڑ کر ان مقامات کی جنمیں عملوں پر
جزا و سزا کا انحصار ٹھہرایا گیا ہے باطل و عاطل کر دیگا ۔ اور نیز جبکہ
بدون اعمال صالحہ مطلق ایمانکو حضرت یعقوب حواری مردہ قرار دیچکے
ہیں کیا مردہ ایمان آلہی اٹل قانون کو توڑ سکتا ہے حاصل مطلب
اعمال نیک و بد پر جزا و سزا کا مقرر ہونا جو خداوندی قانون سے ثابت
ہوچکا ہے ۔ یہ مفت کی نجات جسکا قیام مسیح کے کفارے پر ایمان لانے
اور بدون اعمال حسنہ کے عیسائی خیال کرتے ہیں سراسر متضاد اور صریح
خلاف ہے اور یہ بات فیصلہ شدہ ہے کہ دو امر متضاد میں سے صرف ایک
ہی امر صحیح ہوسکتا ہے لامحالہ یا تو مفت کی نجات جو مجرد ایمان بدون
اعمال صالحہ کے تجویز کیگئی ہے باطل ٹھہیریگی یا اعمال حسنہ پر جزا و سزا
مقرر ہونا غلط متصور ہوگا ۔

ہاں اگر کسی عیسائی کے دلمیں یہ خیال گذرے کہ کوئی بنی آدم تمام احکام
آلہی مندرجہ بائبل پر عمل کر ہی نہیں سکتا چنانچہ حضرت پولوس کا قول ہے
کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں خط رومیوں باب ۳ آیت ۱۲ ۔ اس فاسد
خیال مذکورہ بالا کے متعدد جواب ہیں ۔ پہلا جواب پولوس کے خط رومیوں
باب ۳ آیت ۱۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فرد بشر نیکوکار ہو ہی نہیں سکتا اور
بشری طاقت سے بالاتر اور غیر ممکن ہے ۔ کہ کل احکام آلہی پر عمل ہو سکے

محبت اس تمام خیال کے یوحنا حواری اپنے خط اول باب ۵ آیت ۳ میں فرماتے ہیں کیونکہ
خدا کی محبت یہ ہے کہ ہم اس کے حکموں پر عمل کریں اور اس کے حکم بھاری نہیں یعنی نوشتہ
الٰہی پر عمل کرنا غیر ممکن بات نہیں بلکہ ممکن ہے۔
جواب دوم تمام افراد انسان میں سے کوئی فرد کلی احکام مندرجہ بائبل پر عمل کرسکتا ہے
یا نہیں۔ شق اول اگر کرسکتا ہے تو جو بندگان خدا الٰہی قانون پر کلیۃً عمل کرسکتے ہیں
ان کے نجات یافتہ ہونے پر کلام ہی کیا ہے۔ شق دوم۔ اگر کہو کہ تمام بنی نوع انسان میں
سے کل احکام الٰہی پر عمل کوئی نہیں کرسکتا تو اسپر کہا جاسکتا ہے کہ خدا نے اپنے بندوں کو
یہ تکلیف مالایطاق کیوں دی۔ انسانی قوت سے بالاتر تکلیف دینی۔ خدا کی ذات
مقدس سے بعید ہے اور نیز یوحنا حواری کے فرمان مندرجہ خط اول یوحنا باب ۵ آیت ۳
کے بھی صریح خلاف ہے۔ جواب سوم احکام الٰہی کلی مندرجہ بائبل پر عمل کرنا صرف امر موہوم
ہی نہیں بلکہ بعض بندگان خدا کا بے عیب و بے قصور احکام الٰہی کا بجالانا بائبل سے بخوبی
ثابت ہے اور نیز بعض پاک بندوں کا مس شیطانی سے محفوظ رہنا اور ان کی معصومی
بھی ثابت ہے۔ چنانچہ یوحنا حواری صاحب اپنے خط اول باب ۵ آیت ۱۸ میں
فرماتے ہیں ہم جانتے ہیں جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا بلکہ وہ خدا
سے پیدا ہوا ہے اپنی حفاظت کرتا ہے اور وہ شریر یعنے شیطان اسکو نہیں چھوتا
خدا سے پیدا ہونے کے یہ معنے ہیں کہ از روئے حکم آسمانی سفلی حالت سے ترقی
کر کے مراتب علیا پر ممتاز کرنا جس کو روحانی پیدائش بھی کہتے ہیں اسی تقرر من اللہ
کی وجہ سے ان پاک بندوں کو پیغمبری کے خطاب سے پکارا جاتا ہے۔ یہ پاک
بندے دیدہ و دانستہ بقول یوحنا حواری مس شیطان یعنی اغوائے شیطان سے محفوظ
رہتے ہیں اور بیگناہی کی وجہ سے معصوم ہوجاتے ہیں۔ اور یوحنا حواری یہ بھی
فرماتے ہیں کہ جو گناہ کرتا ہے سو شیطان کا ہے دیکھو خط اول یوحنا باب ۳ آیت ۸
اگر حسب قول پولوس مندرجہ خط رومیوں باب ۳ آیت ۱۲ کے صرف چند منٹ
کے لئے تسلیم کریں کہ کل ہم بنی آدم گنہگار ہیں ایک بھی نیکوکار نہیں اور حضرت یوحنا

ہوئی گنہگاروں اور بدکرداروں کو گروہ شیطانی فرماتے ہیں۔ اب حضرات عیسائی
صاحبان کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی چارہ نہیں کہ تمام بنی نوع انسان جنمیں انبیاء
کرام اور حواریین بھی داخل ہیں گروہ شیطانی ثابت ہوئے۔ اس تسلیم کے بعد اول تو
عیسائیوں کو پیشین گوئی مندرجہ کتاب پیدائش باب ۳ عورت کی نسل سے پیدا
ہوئے والا شیطان کا سر کچلیگا یعنی شیطان کو مغلوب کر کے بندگان خدا کو اس کے
قبضہ سے آزاد کریگا غلط ٹھیرانی پڑیگی۔ دوم یوحنا حواری کا فرمان کہ جو خدا سے پیدا
ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا اور نہ شیطان اسکو چھو سکتا ہے اس کی بھی تکذیب
ہوتی ہے ہمارے نزدیک یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ حضرات عیسائی صاحبان تو پیشینگوئی
مندرجہ کتاب پیدائش باب ۳ کو غلط ثابت ہونے دیں اور نہ یوحنا کے قول مندرجہ
خط اول یوحنا باب ۵۔ آیت ۱۸ کی تکذیب کریں سب سے اچھی اور عمدہ یہی بات ہے کہ حضرت
پولوس کے قول مندرجہ خط رومیون باب ۳ آیت ۱۲ ہی کو غلط ٹھیرا دیا جاوے۔ اور
پولوس کی غلط بیانی پر ہم ایک اور شہادت انجیلی پیش کرتے ہیں دیکھو انجیل لوقا باب اول
آیت ۵ یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے دنوں میں ابیاہ کے پاریداروں میں سے
ذکریا نامی ایک کاہن تھا۔ اس کی جورو ہارون کی بیٹیوں میں سے تھی اور اس کا نام
الیسبات تھا وے دونوں خدا کے حضور راستباز اور خدا کے سارے حکموں اور
قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے۔ کیوں حضرات عیسائی صاحبان خداوند تعالی
جل شانہ کے کل احکاموں اور قانونوں پر بے عیب و بے قصور عمل کرنا حضرت ذکریا
علیہ السلام کا معہ اپنی بیوی صاحبہ کے انجیل ہی سے ثابت ہو گیا۔ اب انکی پاکبازی
اور معصومی یعنی بیگناہی کا قایل نہ ہونا درحقیقت انجیل کی تکذیب کرنا ہے اور ایسے ہی
اور پاک بندوں کی معصومی کا ثبوت بائبل میں موجود ہے۔ دیکھو خط دوم پطرس باب ۲
آیت ۵ سے ۹ تک اور کتاب دوم سلاطین باب ۲ آیت ۳ و کتاب ایوب باب اول
آیت اول۔ ایضاً باب ۱۳ آیت ۱۹۔ ایضاً باب ۲۲ آیت ۹ و کتاب حزقیل باب ۱۴ آیت ۱۴
اور کتاب دانیل باب ۶ آیت ۴۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا بائبل سے بخوبی ثابت ہے

[illegible] متی باب ۹ آیت ۱۲ میں لکھا ہے۔ کہ بھلے چنگوں کو حکیم درکار نہیں یعنی بیگناہ اور معصوموں کو کسی کے فدیہ و کفارے کی حاجت نہیں۔

پس احکام کل مندرجہ بائیبل کا بجا لانا بقول حضرت یوحنا حواری ممکنات سے ہے اور انبیاء کرام کی بیگناہی اور معصومی کل احکام الٰہی کی بجا آوری کی دلیل ہے اور انبیاء کی بے گناہی اور معصومی اُن کے نجات یافتہ ہونے کا ثبوت ہے جس سے کفارہ کا بطلان بخوبی ہو گیا۔ رہی تیسری بات یعنی مسیح کے کفارے پر ایمان لانے اور اعمال حسنہ مندرجہ بائیبل کے اجتماع سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ تو گذارش یہ ہے کہ ایمان کے ہمراہ جو اعمال حسنہ شامل ہونگے آیا کل احکام مندرجہ بائیبل یا بعض خاص حکم شق اول اگر کل احکام مندرجہ بائیبل پر عمل کرنا ہمراہ ایمان کے ضروریات سے تسلیم کیا جاوے تو کل احکام الٰہی کی بجا آوری کا نام ہی بیگناہی اور معصومی ہے بیگناہ اور معصوموں کو کسی کے کفارے وغیرہ کی کوئی حاجت نہیں۔ شق ثانی یا بعض خاص حکم ہمراہ کفارے کے تجویز کرنا مگر اُن خاص حکموں کی خصوصیت پر کوئی دلیل قطعی الدلالت بائیبل سے پیش کرنا عیسائیوں کے ذمہ فرض ہے صرف زبانی جمع خرچ پورا کرنا سائل کی تسلی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ الراقم شیخ الٰہ دین واعظ از لودہیانہ

تفسیر نبوی

الارالاسلام جلد ۳ نمبر ۳ صفحہ ۱۰

[illegible] بھی جواز کے رہنے سے مذہب پر اثر نہیں پڑ سکتا۔ اگر کوئی بادشاہ یا بڑا آدمی شراب خواری جائز رکھے تو کیا یہ جائز ہو سکتی ہے۔ رہا ہندی مسلمانوں کے مسئلہ [illegible] ازدواج پر اعتراض کرنے میں مگر اُن کی تواریخ ظاہر کر رہی ہے کہ یا گیہ دیکھیہ [illegible] کا مصنف راجہ دسرت وغیرہ اور کئی رشی منی کثرت ازدواج کے پابند

تھے ضرور ہے کہ یہ بھی ازروئے وید جائز ہے اسی سے نیوگ کا نارہ پورا کرتا جاتا ہے
سوال ۱۵ مندرجہ ستیارتھ کے ضمن میں دیانند نے رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۵ منتر ۴۰ کا حوالہ دیکر اس کا ترجمہ یہ کیا ہے مگر یاد رہے کہ ترجمہ میں جن الفاظ پر ہم نے لکیر کھینچ دی ہے اس منتر میں ایسے کوئی لفظ نہیں بلکہ یہ ترجمہ یوں (ترجمہ) اے عورت تجھ کو جو تیرا پہلا بیاہا خاوند ملتا ہے اس کا نام کنوارپن وغیرہ اوصاف والا ہونے سے سوم ہے جو دوسرا نیوگ سے حاصل ہوتا ہے وہ گندھرب ہے۔ ایک عورت سے ہمبستر ہو چکنے سے گندھرب جو دو کے پیچھے تیسرا خاوند ہوتا ہے وہ بہت حرارت رکھنے سے اگنی نام والا اور جو تیرے چوتھے سے لیکر گیارھویں تک نیوگ سے خاوند ہوتے ہیں وے منش نام سے موسوم ہوتے ہیں (جیسے इमा त्व मिन्द्र) اس منتر سے گیارہویں مرد تک عورت نیوگ کر سکتی ہے ویسے مرد بھی گیارھویں عورت تک نیوگ کر سکتا ہے۔

یہ ترجمہ دیانندی اختراع اور بناوٹ ہے کوئی سنسکرت کا عالم اس ترجمہ کو صحیح نہ کہے گا اس منتر کے قائل کا مدعا خاوندوں کے نام رکھنا ہے نہ نیوگ کیونکہ ہر آدمی کا نام ویدک عقیدے کے رو سے بلحاظ اس کے ورن کے رکھا جاتا ہے اگر در اصل اسکا یہی منشا ہوتا جو دیانند نے لکھا ہے تو صرف تین کا نام لکھکر قائل چپ نہ سادھ جاتا بلکہ جیسا ان تینوں کے نام رکھے تھے اوروں کے نام بھی رکھ دیتا۔ نمبر ۴ سے نمبر ۱۱ تک کو دیانند منش نام سے منسوب کرتا ہے قابل لحاظ بات یہ ہے کہ کیا پہلے ہر سہ منش نہ تھے حیوان تھے پھر لطف یہ کہ پہلے تینوں کے نام خاصیت جسمانی کے لحاظ سے مقرر کئے گئے مگر باقی بلحاظ ذات بیان ہوئے۔ جب پہلے تینوں میں جسمانی گنوں کے سبب فرق ہوا تو باقی آٹھ میں کیوں فرق نہیں ہوگا۔ لطف پر لطف یہ ہے کہ دوسرا خاوند پہلی عورت سے صحبت کر چکنے کے بعد گندھرب کہلائے اور تیسرا حرارت کی زیادتی کے باعث اگنی کہلائے۔ مگر دیانند تیسرے میں حرارت کی زیادتی کا خاص سبب نہ بتائے بڑا اچنبھا ہے۔ دو عورتوں سے صحبت کر چکنے کے بعد حرارت

لگی ہوگی نہ کہ زیادتی۔ سواہ رسے دیانندی فلسفے ترکت کار نے اس منتر کا صحیح
ترجمہ یہ کیا ہے "۔ ہے کنیا پرتھم کار (سوم بیہ) اور سنھا میں تیسرے کو سوم دیوتا پراپت
ہوا۔ اور جب سندر انگ پر تیناک ہوئی تب گندھرب تجھے لیتا ہے اور بواہ کرم
میں تیسرا پتی تیرا اگنی ہے بواہ سے انتر تیرا چوتھا پتی منش ہے"
جیسی تشریح لطیف سناتن دھرم والوں نے اس منتر کی ہے وہاں تک دیانندی
عقل کے کہاں پہونچتی ہے۔ ان کے نزدیک بیاہ سے پہلے دیوتا بطور خاوند کے
لڑکی کی حفاظت کرتے ہیں۔ بچپن میں سوم دیوتا یعنی چاندما سے حیا شرم۔ نیک صفات
اچھی وضع قطع دیتا ہے۔ اسکے بعد گندھرب دیوتا اسے خوبروئی۔ خوبصورتی۔ جوانی عطا
کرتا ہے بعد ازاں اگنی دیوتا اس کی حرارت غریزی بڑھاتا ہے یہ ایک نہایت لطیف
استعارہ ہے کیونکہ عورت خاوند کا بڑا پریمی اور از حد نازک رشتہ ہوتا ہے۔ اسی لئے
ان ہر سہ دیوتاؤں کو خاوند سے نسبت دی گئی ہے۔ نہ کہ کسی برے خیال سے اور بیاہ کے
بعد چوتھا پتی یا خاوند اس عورت کا منش یعنی انسان ہوتا ہے نہ کہ دیوتا۔ چوتھے
خاوند کو منش (انسان) بیان کرنا ظاہر کرتا ہے کہ پہلے ہر سہ خاوند انسانی نسل کے نہیں
ہیں۔ اسی وید کا اگلا منتر ۴۱ اسکی پوری تشریح کرتا ہے اور علیحدہ علیحدہ اوصاف سوم۔
گندھرب۔ اگنی کے بیان کرتا ہے مگر دیانند کو کیا مطلب تھا کہ حق بات ظاہر کرتا اس نے
نیوگ کی تائید میں بحوالہ منتر کا تماشا بنانا تھا اور جہاں تک الٹی پلٹی تاویل ہو سکی
اس بیچارے نے فرق نہیں چھوڑا۔ خواہ لوگ اسکی ہوشیاری کی داد دیں یا
نہ دیں۔

سوال ۱۶ میں دیانند خود سوچ میں پڑ گیا ہے کہ لفظ ایکا دش جو رگوید منڈل ۱۰ سوکت
۸۵ منتر ۴۵ میں آیا ہے اسکے معنے دس لڑکے اور گیارہواں خاوند کیوں نہ مراد لیں
اور بیچارے کو کوئی سند اپنی تائید میں نہیں مل سکی۔ جب ہم ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱
سطر ۹ کو دیکھتے ہیں تو اس جگہ دیانند نے ایکا دش کے معنے دس لڑکے اور گیارہواں
لڑکے کے ہماری تائید کی ہے پھر اسی لفظ کے معنے صفحہ ۱۱۸ پر گیارہ خاوند تک

لینا عجب حیرانگی ہے۔

نیوگ کی تائید از منوسمرتی

دیانند نے نیوگ کی تائید میں منو ادھیائے ۹ شلوک ۵۹ - ۵۸ - ۱۵۹ پیش کیا ہے
مگر افسوس یہ ہے کہ یہاں بھی اس نے اپنی عادت کے موافق تاویل اور ترجمہ میں
کمی بیشی بہت کی ہے۔ شلوک ۵۹ میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس کے معنے اپنی ذات
والے نیز اپنے سے اعلےٰ ذات والے کے ہوں۔ اور پھر دس اولاد پیدا کرنے کا
تو ذکر تک نہیں۔ مگر ان شلوکوں سے نیوگ کی تائید ہی سمجھی جاوے تاہم عام آدمیوں
یا اعلےٰ ورن سے نیوگ کرنے کی تائید اس حوالہ سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی منوجی
ورن سنکر اولاد کی برائی کرتے ہیں۔ مگر دیانند جی مہاشے ہیں کہ ورن سنکر کا خیال نہ
کرتے ہوئے عورت کو ہر سہ ورنوں سے اولاد لینے کی اجازت دیتے ہیں منو نے
کہیں دس اولاد تک حاصل کرنے کا اپنی سمرتی میں ذکر تک نہیں کیا۔ اگر یہ بات
دھرم میں داخل ہوتی تو ضرور اس دھرم جیسے شاستر میں بیان ہوتی۔ مگر بیچارے منوجی اس
بات سے محض لاعلم تھے کہ ہمارے بعد ایسے ودوان بھی ہونگے جو عورت سے
بیسوا کا کام کرا کے اسے گیارہ مردوں تک عطا کرینگے۔ شانتی دھرم والوں کے نزدیک
شلوک ۶۴ و ۶۶ و ۶۷ میں نیوگ کو ادھرم کہا گیا ہے۔ کہ برہمن - ویش - کھتری
نیوگ سے مستثنےٰ ہیں۔ کیونکہ وہ پشو دھرم ہے اور صرف راجہ بین نے رائج کیا تھا
چونکہ اس راجہ نے شہوت کے سبب اپنے بھائی کی عورت سے زنا کیا۔ اس لئے
اسکو نیوگ کہکر اسے سب کے لئے جائز کر دیا۔ مگر موجودہ زمانہ میں اس سے بھی زیادہ آزادی
اس کام کی دی جا رہی ہے۔ بین نے تو صرف دیور یا سپنڈ سے نیوگ کی رسم چلائی
مگر یہاں بیوہ ہر سہ ورنوں سے جس کے ساتھ چاہے مزے کرے۔ منوسمرتی ادھیائے
۹ شلوک ۶۰ میں بیوہ عورت میں صرف ایک لڑکا پیدا کرنے کا حکم ہے اور وہ
بھی وقت مصیبت مگر یہاں دیانند مہاشے ایک نہیں دو نہیں بلکہ دس اولاد کیلئے

کو دس بیٹے پیدا کر سکتے ہیں اور عورت گیارہ خاوند تک کر سکتی اور اس شعر پر عمل کر سکتی ہے ۔ خصم نو بجن منیر نو بہار ۔ سمرتی کے اسی حوالہ میں دیانند نے شلوک ۱۵۹
بطور ثبوت نیوگ پیش کیا ہے ۔ مگر بجائے پورا شلوک نقل کرنے کے اس نے صرف ایک ٹکڑا شلوک کا لکھا ہے جس کا ترجمہ منوسمرتی مترجمہ کرپا رام دیانندی میں ۱۲ لڑکوں کی تقسیم کی گیا ہے یہ حوالہ دینے سے شاید دیانند کا مطلب یہ ہوگا ۔ کہ یہ اُن لڑکوں کا نام ہے جو نیوگ سے پیدا ہوں اور منوجی کا اتنا بیان کرنا نیوگ کا ثبوت ہو گیا
گویا ایسا سمجھنا دیانند کی لیاقت علمی اور اس کے چیلوں کی اندھی تقلید ظاہر کرتا ہے
منوسمرتی کے اس شلوک و نیز اگلے شلوک میں منوجی نے ہر قسم کے لڑکوں کے نام بتائے ہیں جن میں حرامی بچے بھی شامل ہیں ۔ یعنی گوہر کا ونش ۔ سبھوڑ ۔ پونر بھو وغیرہ تو کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ جیسا نیوگی بچوں کا نام آنے سے نیوگ سدھ ہو گیا ۔
ایسا ہی حرامی بچوں کا نام بیان ہونے سے حرامکاری سدھ ہو گئی ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

اس پر بھی منو نے کشترج لڑکوں کا درجہ بہت کم درجہ پر رکھا ہے اور صرف صلبی بیٹے کے رحم پر اس کا گذارہ رکھا ہے (شلوک ۱۶۳) ۔

سب سے لطف یہ ہے کہ ادھیائے ۳ شلوک ۱۷۴ و ۱۷۵ میں یہ اور بھی قابل نفرت بیان کئے گئے ہیں اور انکو بھوجن کرانے یا دان دینے سے کچھ پھل کی امید نہیں ۔ گویا منو کے نزدیک ایسی اولاد بہت بُری گنی گئی ہے مگر ہمارے دیانندی مہاشے فخریہ کہتے پھرتے ہیں کہ اگر بابوجی کے لڑکا پیدا نہ ہوا تو وہ دوسروں سے دس لال حاصل کرینگے اور اس طرح دیش کی ترقی کرینگے ۔

مرد کے جیتے جی نیوگ

یہ سے نیوگ تو ایک طرف رہا یہاں تو وید کا نام لیکر خاوند والی عورت سے نیوگ جاری ہو گیا ہے اور پھر وید کے حوالے سے ملاحظہ ہو رگوید منڈل ۱۰ سکت ۱۰ ۔

سکت ۱۰ منتر۔
سوال ۲ ستیارتھ پرکاش بیان نیوگ مگر یہاں بھی دیانند تحریف کرنے سے
نہیں چوکا۔ اور اصل منتر محولہ بالا کا صرف چوتھائی حصہ نقل کر دیا ہے جو یم یمی
کے سمباد کے منتروں میں سے ہے جتنا ٹکڑا دیانند نے درج کیا تھا اس
کا ترجمہ یہ ہے "اے سوبھاگیہ وتی مجھ سے علیحدہ اور پتی کی خواہش کر"
نہ یہاں مرد کی ناقابلیت کا ذکر ہے نہ خاوند والی عورت کا ذکر ہے اور نہ ہی
مہاشے نیوگ کی خدمت میں کمربستہ ہونے کا حکم ہے پورے منتر کا مطلب
یہ ہے کہ کوئی زمانہ ایسا آئیگا کہ بہن شہوت سے مغلوب ہو کر بھائی سے
خواہش جماع کرے گی اور بھائی اسے اس حرکت ناشایستہ سے باز رہنے کا
حکم دیتا ہے منتر ۱۱ میں بہن اسے کہتی ہے کہ ایسے بھائی کا کیا فائدہ مگر
منتر ۱۲ میں وہ پھر کہتا ہے کہ یہ ہرگز نہ ہوگا بلکہ مجھ سے سوا کسی اور مرد کے
اے سوبھاگیہ وتی خواہش کر۔ دیانندی مہاشے کی طرح منوسمرتی یا وید
کے اس حوالے سے زندگی بھر استری یا مرد کے بیمار ہونے سے نیوگ
ثابت نہیں کر سکتے۔ خواہ دیانندی اس سے بھی زیادہ [illegible] اپنے
ویدوں سے ثابت کریں مگر ہمارا دل اپنی ہمسایہ قوم کو ایسی حالت میں دیکھنے
سے کڑھتا ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ ایسی برائیوں میں مبتلا ہوں۔
بحالیکہ ہم اسلام سا پاکیزہ مذہب اتنی دور سے ان کی برائیاں دور کرنے
کے لئے لائے ہیں۔ اور جائز طور پر ان کو عورت کی بیماری یا لاولدی
کی حالت میں بشرطیکہ ان کا اپنا کوئی قصور نہ ہو دو دو بلکہ چار تک
عورتیں بطور احصان رکھنے کا حکم دیتے ہیں جیسے ان کے رشی منی
دھرم راجے مہاراجے مثل رشی یاگیہ ولکیہ مصنف شتپتھ برہمن
راجہ جسرت۔ مہاراج کرشن کے والد واسدیو راجہ کنشٹ [illegible]
وغیرہ وغیرہ دو دو بلکہ کئی کئی رانیاں اور منیاں رکھتے چلے آئے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

اللہ اکبر

رسالہ

اللہ اللہ

انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

مسافر کا رہبر

ناظرین! آپ حیران ہونگے کہ اس روشنی کے زمانے میں جبکہ ہر ایک آدمی ریل ڈاک کے ذریعہ سے اپنا منزل مقصود پا لیتا ہے۔ پھر مسافر کا بھٹکنا کیا معنے۔ مگر نہیں بھائی صاحبان مثل مشہور ہے کہ چراغ تلے اندھیرا۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں بداخلاق بھارت ورت (ناظرین بھارت ورت کو بد اخلاق اس لئے کہا گیا کہ جس شخص کے نام پر اس ملک کا نام بھارت رکھا گیا وہ ناجائز پیدائش کا تھا جسے بقول پنڈتوں یا گندھرب بیاہ کہتے ہیں کہ عورت مرد بغیر کسی رسم کی ادائیگی کے اور شہادت کے آپس میں مجامعت کر لیں وید کے نزدیک ایسی اولاد جائز اولاد ہے۔ اس بیاہ میں شریعت کا کوئی حکم انجام نہیں دیا جاتا) کا ایک بھولا بھٹکا بے علم و بے ہنر دیانندی مسافر تنگ و تاریک گلیوں میں حیران و پریشان ادھر ادھر ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ عقل کے اندھے کو تنگ بھول بھلیوں سے نکلنے کا راہ تک نہیں ملتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیوگی

تی کیب مجوز اویلہ ہے گر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی آب و ہوا بھی اس نیوگی مریض کو موافق معلوم نہیں ہوتی کیونکہ یہاں بھی وہ بہت بھٹکتا رہتا ہے بیچارے کو یہاں تک پہنچنے بھی بڑی مصیبت کا سامنا ہوا۔ کیونکہ وہ ۱۵ مارچ ۱۹۲۶ء کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ پھر اپنے سے چند قدم چلنے پر ہی نیوگ کے نشے کے خمار میں اُس کے پاؤں ڈگمگانے لگے اور لاعلاج بیماری کے باعث اپنوں نے بھی جواب دیدیا۔ بڑے بڑے مہاتماؤں نے صاف کہدیا۔ کہ یہ نیوگ کا خمار محض اپنا مطلب نکالنے کے لئے ہے۔ اس لئے اُنہوں نے اُس کا سر کچلنا چاہا۔ مگر یہ ایسا ڈھیٹھ نکلا کہ جوتیاں چٹخاتا آگرہ آہی پہونچا۔ اب دیکھتا ہی کہ پلے نہ علم ہے نہ ہنر اور نہ ہی پیسہ اور پھر اسپر مرض ایسا مہلک یعنی نیوگ کا عشق۔ کہ جس کے لئے ویدک ایشور کو کوئی نسخہ ہی نہیں ملسکا۔ بہرحال ہم اس گمراہ مسافر کی مرہم پٹی کرتے ہیں۔ اوّل تو خدا کو منظور ہوا تو اُسے کامل تندرست کرکے چھوڑیں گا ورنہ اس کا جنازہ نکلنے میں تو کوئی شک و شبہ نہ رہیگا۔ بہرحال ہم اللہ پر بھروسہ کرکے فی الحال مسہل تو مسافر مریض کو دیئے دیتے ہیں اور مسافر سے التجا کرتے ہیں کہ آنکھیں بند کرکے اُسے چڑھ جائے اور اُس کا اثر ملاحظہ کرے۔

مسافر مریض کے لئے مسہل

یا

دیانندی ڈراما

دیانند کی روح مختون کی جون میں

پہلا پردہ

سبھی آریہ ورت کے مختلف حصص میں مختلف چلتے پُرزوں نے۔ رشی۔ مہارشی

اور سلوق رشی بننے کا دعویٰ کیا اور اس ویدک ایشور کی چپراس گیری کی پوسٹ کیلئے
ایشوروں نے ہاتھ پاؤں مارے آخر کار چند روزہ اکثر فوں دکھا کر اگنی دیوتا کی بھینٹ ہو گئے
اور اپنی مشت خاک دوسروں کے پاؤں کے نیچے روندا جانے کے لئے چھوڑ گئے۔ اور
پہ ورشنا میں اپنی بیہودہ تعلیمات زندہ کر کے چھوڑ گئے۔ کنی لال عجیب اس اسامی کیلئے
ہاتھ پاؤں مارتے رہتے اور غیر مذاہب کنا ننک شیخہ چنڈال۔ دشت بنانے سے
ویدک ایشور نے کسی کی خدمات اس قابل نہ دیکھیں کہ یہ سامی ان کے حوالے کرتا
بقول پنڈت ہاں ۵ ہزار برس سے پہلے جبکہ ویدک ایشور اس آریہ ورت میں اپنی دو
پیاری بیویوں سمات سُری اور لکشمی کے ساتھ براجمان تھے اس وقت اپنی
بیویوں کی سیوا کی خاطر اپنی کئی چپراسی بھرتی کر رکھے تھے مگر جونہی کہ ویدک ایشور صاحب
کو اپنی تینوں کے عشق کا خمار چڑھنے لگا اور انہوں نے بجائے سلطنت کو سنبھالنے کے
بھنگ نوشی۔ سوم نوشی اور شوک بازی شروع کر دی اور آپ کو جوئے کا بھی شوق ہو گیا تو
بس پھر کیا تھا۔ دوسروں نے آپکی بیداد گر سلطنت پر دھاوے مارنے شروع کر دیئے
اور آپ کو کان سے پکڑ کر معہ سروہ استریوں اور چپراسیوں کے جلاوطن کر دیا۔ وہ دن ہے
اور آج کا دن ہے کہ آپ عربی پاشا کی طرح جلاوطنی میں پڑے سسک رہے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ جس وقت انسان کا کچھ زور اور طاقت نہ رہے اور
بیہودہ غصہ اور کینہ ور تو وہ زبان کا لیوں وہ اس سے ہی اپنے دل کی بھڑاس نکال
لیا کرتا ہے یہی حال ویدک ایشور کا ہے۔ خود تو بیچارہ کچھ نہ کر سکا اپنے معزول شدہ
چپراسیوں میں سے تلاش شروع کر دی کہ کوئی ایس قسم کی مل جائے کہ موجودہ حکمران یہ
معلوم نہ کر سکیں کہ یہ بدمت جد وجہ کا فرستادہ ہے۔ آخر کار بعد تلاش بسیار بقول مَن جَدَّ
وَجَدَ اسے ایک روح اپنے مطلب کی ہاتھ آ ہی گئی۔ اب یہ سوچنا باقی رہ گیا کہ اسے
کس سوانگ سے دنیا میں ظاہر کرے گو یہ بھی اسے جلد ہی سوجھ گیا کہ اس قسم کا کرتب
کھیلا جاوے کہ یہ پتہ نہ چلے کہ یہ سوانگ کس نے بھرا ہے کہاں سے آگیا۔ اسکی اصلیت کیا
ہے۔ مطلب یہ گرگوں دل کا کام رہے۔

دوسرا پردہ

یہاں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لڑکا چھوٹی سی عمر کا بنام مول شنکر کسی نامعلوم دیوی کے استھان میں دیوی کی مورتی کے سامنے ناچ رہا ہے اور اسکا باپ مع دوسرے تماشبینوں کے ڈھولکی بجاتا اور دیوی کی تعریف کا بھجن گا رہا ہے۔ ادہر اُدہر کی عورتیں مرد آتے ہیں اور دیوی ماتا کی مورتی کے پاؤں پر چڑھاوے چڑھا چڑھا کر مول شنکر کا ناچنا دیکھنے کے لئے بیٹھتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پہلی رات کی پوجا ختم ہو جاتی ہے اور مول شنکر بیچارہ اس بیہودہ اور نکمی زندگی پر وچار کرنا شروع کر دیتا ہے اور دل ہی دل میں کہتا ہے کہ افسوس میں ناچ کود کر کے اپنے پاؤں تھکانے کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہوں اور کیا میری زندگی اسی ناچنے پر ہی رکھی گئی ہے۔ بیچارہ دلکو بہت سمجھاتا ہے کہ گو چند گھنٹے کی اچھل کود ہے مگر رقم تو مزے دار مل جاتی ہے۔ مگر دل ہے کہ نہیں مانتا اور اُسے بار بار سمجھاتا ہے کہ دنیا کی طرف دیکھ لوگ گھوڑے ہانک ہانک کر بغیر ناچ کود کے مزے اُڑا رہے ہیں۔ بس اس خرافات کام کو چھوڑ اور دیکھ کہ میں چالاکیوں سے کتنے لوگوں کو تیرے جال میں پھنساتا ہوں یہ تجویز مول شنکر کے پسند آ جاتی ہے اور جونہی کہ پچھلی پہر کی رات کی پوجا کا وقت ہوتا ہے مول شنکر اپنے باپ کو سویا ہوا پاتا ہے۔ دل گدگدی کرتا ہے۔ کہ چل بھاگ موقعہ ہے اپس مول شنکر پاؤں کو سر پر اُٹھا کر بھاگ نکلتا ہے۔

تیسرا پردہ

ہم کیا دیکھتے ہیں کہ مول شنکر ایک گاؤں میں ہنومان جی کے مندر میں بیٹھا ہوا اپنی آئندہ زندگی پر وچار کر رہا ہے کبھی تو اُس کے جی میں آتا ہے کہ کاشی جی نکل چلوں وہاں حلوا مانڈہ ملجایا کرے گا۔ کبھی سوچتا ہے کہ متھرا کو چلا جاؤں۔ مگر آخر کار ویراگی بننے کا ارادہ کر کے مندر سے نکل پڑتا ہے اور ویراگیوں کے پھندے میں ایسا پھنستا ہے کہ اپنا کل اثاثہ انکی نذر کی بھینٹ کر کے لنگوٹی پہنے آوارہ گردی شروع کر دیتا ہے۔ چلتے چلتے کئی سادھوؤں اور سنیاسیوں کو دیکھتا ہے کہ خاصے ہٹے کٹے پھر رہے ہیں اور مزے سے کھاتے پیتے گھروں کے گھروں میں کھلے بندوں جا کر اُن کی بہو بیٹیوں کو گھورتے ہیں۔ نہ کسی کا

ہوتے نہ تھے پس یہ حال دیکھکر بیچارے کے منہ میں پانی بھر آتا ہے اور بڑے سادھو
صاحب کے پاؤں پر سر رکھ دیتا ہے اور بعد منت و زاری عرض کرتا ہے کہ مجھے بھی
بیت کے وعدہ سے چھٹکر اپنے ساتھ ملا لیجئے تو سادھو بہت خوشی سے مٹھ میں
لیتے ہیں مگر آخرکار اس کا دل سیر ہو جاتا ہے اور وہ اسباب پر ہاتھ صاف کر جاتا ہے۔

چوتھا پردہ

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک لڑکا مول شنکر کی عمر کا گیروا لباس پہنے تونبا ہاتھ میں لئے پھٹے
کان سادھوؤں کی منڈلی میں پھر رہا ہے۔ دور سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے
اسکو کہیں دیکھا ہے نزدیک جا کر ہم اس سے نام دریافت کرتے ہیں۔ تو وہ اپنا نام
شدھ چیتن بتلاتا ہے۔ مگر گھر کا حال پوچھتے ہیں تو وہ چھپتا ہے۔ آخر ہم اس کے بڑے گرو
کے پاس جا کر اس کا حال پوچھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ پجاریوں کا لڑکا مول شنکر
ہی ہے پس پھر کیا تھا ہمیں وہ کل ایشور کے سوانگ والی بات یاد آ گئی اور ہم شدھ
چیتن کے آئندہ سوانگ دیکھنے کے شوق سے ساتھ ساتھ چل پڑے۔ یہاں سے شدھ
چیتن جی دنیا کو لوٹنے کے واسطے نکل پڑے مگر بسم اللہ ہی غلط ہو گئی کیونکہ سر منڈاتے
اولے پڑ گئے اور ایک جگہ بیراگیوں کے پھندے میں ایسے پھنسے کہ دھوتیوں تک اُنکو
ہوا کرنی پڑیں خیر یہاں سے چھٹکارا ہوتے ہی آپکو اور سوانگ بھرنے کی سوجھی اور آپ نے
پردہ کی حالت کا رستہ لیا۔

پانچواں پردہ

یہاں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ شدھ چیتن ویدانتیوں کی ست سنگ میں بیٹھا گپیں ہانک
رہا ہے اور میں برہم ہیں میں ایشور ہیں پرمیشور کی کتھا کر رہا ہے اور ہمہ اوستی بنکر ہمہ دا
کے گن رہے۔ دھر اُدھر چکر لگا رہا ہے اور ویدانتیوں کی کتابیں رٹ رہا ہے۔ مگر یہاں
رہتے اُسے بڑی مشکل نظر آتی ہے کیونکہ اس حالت میں بموجب اصول ہمہ دستیوں
کے برہم پن اُسے روٹی خود پکانی پڑتی تھی اور یہ شدھ چیتن کے لئے سخت مصیبت
تھی کیونکہ وہ تو گھر سے مفت خوری کے لئے نکلا تھا اور یہاں دوسرے عذاب میں

پھنگیا چھانک ہو سکے اس نے بہتیری منتیں کیں کہ مجھے اس عذاب سے چھڑاؤ مگر کچھ پیش نہ گئی۔ آخر ایک دکھنی پنڈت کو اس کے حال پر رحم آجاتا ہے۔ اور وہ اسے اس مصیبت سے چھڑانے کے لئے ایک سنیاسی کی منت سماجت کرتا ہے۔ مگر وہ چھڑانے سے انکار کرتا یا جواب دیتا ہے دکھنی پنڈت ہمت نہیں ہارتا اور بصد مشکل اس سنیاسی کو منا کر شدھ چیتن کو اس عذاب سے رہائی دینے کا بندوبست کرتا ہے۔

چھٹا پردہ

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص نوجوان سنیاسی بنا آکر ایک بڈھے سنیاسی کے پاس بیٹھا ہے نزدیک جا کر معلوم کیا تو پتہ لگا کہ آپ کا نام **دیانند سرسوتی** ہے اور آپ ہمہ اوستی ہوتے ہیں بس اتنا کہنا کہ ہمارے سامنے مول شنکر اور شدھ چیتن کے سوانگوں کے سارے حالات آگئے۔ اور ہم حیران رہ گئے کہ اتنے تھوڑے سے عرصہ میں ایک پوجاریوں کے لڑکے نے کتنے سوانگ بھرے۔ یہاں سے دیانند پیٹ بھرنے کی غرض سے دوارکا کا رخ کرتا ہے اور کوہ آبو ہوتا ہوا رشی کیش پہونچتا ہے اور کچھ عرصہ بھنگ نوشی میں مبتلا رہتا ہے مگر جونہی کہ ہوش آتا ہے وہ اپنا مشن یعنی روپیہ جمع کرنا یاد کرتا ہے اور پہاڑوں سے اُتر کر شہروں میں صدا لگاتا پھرتا ہے۔ آدمی تھا چالاک اِدھر اُدھر سے سُن سُنا کر معلوم کر لیا۔ کہ انگریزی خوان ہندو ویدوں کو فضول کتاب کہتے ہیں اور مسلمان و عیسائی ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جھٹ آپ نے اُسی جگہ جال پھیلانا شروع کر دیا۔ تا کہ کچھ نہ کچھ نئی بٹیریں تو ہاتھ لگ جاویں۔

ساتواں پردہ

ہم کیا دیکھتے ہیں کہ دیانند بنارس اور دیگر شہروں میں لنگوٹ باندھے اور بھبوت ملے رودراکش کی مالا گلے میں پہنے اپنے معاصرین غیر مذاہب کو گالی گلوچ دے رہا ہے گو اسے اچھی طرح سنسکرت نہیں آتی مگر دعوی ویدوں کے مفسر ہونے کا کر رہا ہے۔ وہ ایک تفسیر وید لکھی جس کے سب مسائل غلط آخر اپنا ایک نیا وید بنام ستیارتھ پرکاش چلاتا ہے اس میں بھنگ شراب گوشت ہر ایک چیز جائز بتا کر اس کے دلائل دیتا ہے

اگر ہم ان دلائل کو مفصل لکھیں تو بہت جگہ درکار ہے۔ فی الحال ہم اس وقت سے اپنی ارای کے خیالات دیانند کی نسبت درج کرنے پر کفایت کرتے ہیں۔
(آریہ مسافر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۶) پنڈت جی دیانند تنگ آ جاتے ہیں جوش میں آجاتے اور کبھی کبھی جوابات طعنہ آمیز بھی دیتے ہیں۔
بتلایئے جو آدمی ایسا مغلوب الغضب ہو اور عورتوں کی طرح طعنہ دیتا رہے وہ کہاں تک دوسروں کا لیڈر بننے کے لائق ہے۔ (آریہ مسافر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۹) دیانند گھر کے گاؤں کا نام لیتے نہ بتاتا تھا۔ گویا وہ اس کا باپ جو اسکو پاگل قرار دیتا ہے۔ اسے اگر معلوم نہ ہو جائے ؟
یہ سب دھکوسلا بازی تھی تاکہ کوئی ان صاحب کی اصلیت کا پتہ نہ لگ جائے اور پھر دیکھئے کہ گھر والوں نے شروع سے ہی پاگل قرار دیکر باہر نکال دیا تھا۔
(آریہ مسافر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۰) اسکی سنسکرت بڑے پولسٹ طرز کی نہیں ہوتی اور کہیں کہیں صحت کے درجہ سے گری ہوئی ہے۔
یہ ہے لالہ صاحب کی سنسکرت دانی کا سارٹیفکیٹ۔
(آریہ مسافر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۰) مکمل اتھروید اسنے تاحال مطالعہ نہیں کیا تھا۔
دیانندی لکھتے ہیں کہ آپ نے پہلے سے ہی سب کچھ پڑھ لیا ہوا تھا۔
(آریہ مسافر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۱) روایتی ترجمہ کرنے کی طرز کی تقلید نہیں کرتا ہے "
کرے کیوں۔ پھر اسکا تعقہ کیسے چلے اور وید کی تاویل بازی پھر کیسے ہو؟۔
(آریہ مسافر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۱) دو ہزار برس پہلے ہندو سوسائٹی اچھی حالت میں تھی " مگر اب دیانندیوں نے لالہ صاحب کے اس خیال کو غلط قرار دیکر ستیارتھ پرکاش سے نکال دیا ہے اور ۵ ہزار برس سے پہلے ویدیوں کی اچھی حالت دکھائی ہے۔
ناظرین! لالہ صاحب کی گالی گلوچ کے نمونے دیکھنے ہوں تو ستیارتھ پرکاش کا نچوڑ دیکھئے۔ گالی گلوچ ہی اس کتاب کی جان ہے۔ مضمون تو جیسے ہیں ویسے ہی ہیں۔ مفصل ہمارا رسالہ تحفہ تصویر دیکھو۔

دوسرا سین

پہلا پردہ

لالہ دیانند کو تو لوگوں کو گالی گلوچ نکالتے چھوڑ کر ہم دوسری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک پولیسمین کمی تنخواہ اور دردِ سر کی چھڑ لیوں تنگ آ کر نوکری سے استعفا دے دیتا ہے اور چاروں طرف نظر دوڑا کر کوئی اسامی تاڑتا ہے جہاں بیٹھ کر فارغ البالی سے ٹکڑے توڑتا رہے۔ پھرتے پھراتے اُسے دیانند کے حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ اپنا اور اُس کا مطلوب (زر) ایک ہی معلوم کر کے اُسکے پاؤں کو چومتا ہے اور اسے گرو بنا کر دیگر مذاہب پر زبان درازیاں شروع کر دیتا ہے اور اس خاص فن میں گرو کو بھی نیچا دکھاتا ہے۔

دوسرا پردہ

دیانندی دنیا میں شور مچ جاتا ہے کہ مکذب بڑا عربی فارسی دان ہے سنسکرت کا پنڈت اور اردو کا منشی ہے۔ دیانند کو صرف ٹوٹی پھوٹی سنسکرت آتی تھی ہندی بھی بیچارہ نہیں جانتا تھا یہاں تک کہ اُنکی پہلی ستیارتھ پرکاش میں اُس کا مصلح اپنی من گھڑت عبارت گھسیڑ بیٹھا۔ مکذب عربی کا عالم اس لئے تھا کہ اسکی کتاب میں عربی کی دس پانچ غلط ملط عبارتیں آ جاتی تھیں اسی طرح فارسی کی عبارتیں اور اشعار اُس کی کتب میں پائے جاتے ہیں سنسکرت کے پنڈت تھے ہی کیونکہ آپکی کتب میں ویدک رچاؤں منتروں کے شلوک درج ہیں اردو میں اُنکی کتابیں خود ہی سر ہی ہندی سو وہ سنسکرت جاننے کے بعد وہ کیا چاہتی ہے۔ ستیارتھ پرکاش پڑھی ہی ہوگی۔ پھر ہندی جاننے میں کیا شک

اور دیکھئے تناسخ کو آجتک کسی نے ثابت نہ کیا تھا مگر مکذب نے اسے عیسائیوں مسلمانوں اور برھموں کی کتب سے ثابت کر دکھایا۔ خود پنتھ کا بانی لالہ دیانند بھی تناسخ کو

نہ سمجھ سکا تھا اور گھبراہٹ میں جیتے ماباپ کا شرادھ کر بیٹھا۔ سی بات کو مکذب نے
نہ صرف سمجھا بلکہ ثابت کر دکھایا کہ گویا لکھی ہوئی عورتوں کو گیارہ گیارہ تک خاوند کرنے چلے
جانے کی توہید دے گیا۔ نستے کی تحقیقات کر گیا۔ اتنی باتوں کے کرنے پر بھی اس کی
لیاقت میں کیا شبہ رہا۔

تیسرا پردہ

مندرجہ بالا تعریف تو دیانندی پہلو سے مکذب کی تھی۔ اب اصلیت سنئے۔ اللہ
مکذب کا پول دیکھئے۔ ہم مکذب کو اسوقت سے جانتے ہیں۔ جبکہ وہ آریہ گزٹ کا
اڈیٹر تھا۔ اسوقت کا آریہ گزٹ پڑھو معلوم ہو رہے گا۔ کہ مکذب کو ٹھیک ٹھیک
اردو بھی لکھنی نہ آتی تھی۔ نذل کی جماعت کے خاص پنجابی طالب علم جیسی اردو لکھ
سکتے ہیں مکذب کی اردو بھی ویسی ہی بے محاورہ اور ٹیڑھی ناڑھی ہے۔ اسکے بعد اس نے
دوسروں کی نقلیں کرکے اپنی کتابوں کا سلسلہ جمایا۔ ان میں سب سے اخیر عجب الاسلام
ہے۔ ہم پہلی کتب کو چھوڑ کر اس اخیر کتاب ہی سے اس کی لیاقت کا موازنہ کرینگے
تاکہ کسی دیانندی کو کچھ کہنے سننے کی گنجائش نہ رہے۔ دیباچہ سے ہی لیجئے مکذب لکھتا ہے
" پراتما سرب شکتی مان کی مہان۔ مہان کا ورنن اسپار ہے ہم۔ بھگوان کی اپار ویاپکتا
کا سمرن ایسا یہ انسان کما حقہ کس طرح ادا کر سکے اس کے ایک ایک گن کا گنا نواد
امنا اس کی ایک ایک کرپا کا ودھنواد بیان کرنے کو دفتروں کے دفتر چاہئے "
اب ایک معمولی لیاقت کا لڑکا بھی اس بے تکے جملے کو سنکر ہنس دیگا مگر افسوس ہے کہ
دیانندی صاحبان کی عقل پر پردے پڑے ہوئے ہیں اس لئے مجبوراً ذرا مفصل کہنا پڑا
ہے۔ سنئے۔

مہان میں نون غنہ نہیں ہے بلکہ یہ لفظ مہاں ہے سنسکرت میں یہ بغیر نون غنہ
کے ▬▬ لکھا ہے پھر مہا کا ورنن اسپار ہے کا سمرن ودھنواد ادا کرنے کی
چیز نہیں بلکہ ورنن اور سمرن صرف کرنے کے ہیں ادا کرنے کے نہیں ہیں پھر گن کا گنا
واد نہیں ہوتا ہے۔ خالی ودھنواد ہوتا ہے کیونکہ دھنواد گن آنے سے شبیلیۃ اللہ کی

بنتا ہے گنانواد اور دو صنواد بھی صرف کرنے کے ہیں اور بیان کرنے کے نہیں قرون
[illegible] نہیں ہوتے ہیں بلکہ دفتر کے دفتر محاورہ ہے اور اخیر کے چاہیئے کی جگہ چاہئیں
لکھنا چاہئے۔ الیگیہ انسان کا خلاصہ نہایت وہ غلط جوڑ ہے تین سطر کے ایک جملے میں
کتنی اغلاط ہیں ذرا گن کر تو دیکھئے۔ اس ایک جملے سے ہی اندازہ کر لیجئے کہ مکذب کیسا
فاضل تھا۔ اس کی ہندی عربی فارسی سنسکرت اردو سبکی لیاقت کا موازنہ تین سطر
میں ہی کر لیجئے۔ کتاب کا دوسرا اڈیشن نکل چکا ہے کسی دیانندی کو شعور نہیں کہ ساری
کتاب کی غلطیاں ہی صاف کر دے۔
سنسکرت خزر شبد کو جزمہ لکھا ہے۔ معلوم نہیں یہ مکذب کی غلطی ہے یا چھاپنے
والوں کی لیاقت کا نمونہ ہے۔
درامندرجہ ذیل جملہ کا کوئی صاحب مطلب تو بتا دے۔
"تمام شدھ جگت اپنے واسطے نہیں بلکہ روحوں کے واسطے 'تغیر سال اور کل دنیا کی
نباتات وگردش ارضی کے تعلقات اُن کے ہی لئے وجود میں آتے ہیں"
اسی قسم کے کتنے ہی بے معنے جملے کتاب میں موجود ہیں مگر تعجب ہے کہ کوئی اسکے
معنی نہیں پوچھتا اور نہ پوچھنے سے کچھ بتا سکتا ہے۔ دیباچہ میں مکذب نے ایک جگہ
راج رشی بھرتر ہری جی کا مشہور نیتی شتک کا شلوک لکھا ہے۔ اول تو شلوک
ہی غلط ہے پھر ترجمہ ایسا کیا ہے کہ مترجم کا ایسا کودن پن ظاہر ہو رہا ہے۔ اس میں
آپ واحد و جمع کی بھی تمیز نہیں کر سکے۔ اتنا بھی ہوش نہ ہوا کہ [illegible] جمع کا صیغہ
ہے اس کا ترجمہ جس انسان کیسے کرتا ہوں مگر بات یہ ہے کہ جو شخص جس علم سے ہی نہ ہو اسکی
معنی ومطلب کو وہ خاک سمجھے گا ایسا بے علم شخص ویدوں اور پرانوں کے جاننے کا
دعوی کرے اور سنسکرت کا فاضل اجل پنڈت کہلاوے۔
زبان کا دو غلا پن مکذب کی کتابوں میں حد سے زیادہ ہے ایک جگہ اس کتاب
میں لکھا ہے "سبحان اللہ۔ پربھو تیری اپار مہماں ہے" جیسا دیانندی نتھ ویسی ہی
انکی بولی جیتنی مل ویراگ کر اشیوری پریم کی آگ میں اپنے آپ کو سواہا کر دیا" لا

جو ہوے ویسے فرشتے۔ دوسری جگہ لکھا ہے کام آ[illegible]

دیانندی تباویں کردل ویراگ کرچہ معنی دارد؟۔
پریم کی آگ کہاں کی ترکیب ہے کیا آتش عشق کا ترجمہ ہے؟ مگر لالہ جی پریم سنسکرت لفظ کے ساتھ آگ کا جوڑ دیانندی اختراع ہے۔
حجت الاسلام کے دیباچہ کے خاتمہ پر مکذب نے ایک عربی ضرب المثل لکھنے کی کوشش کی ہے مگر وہ بھی غلط ہے خدا جانے کس کی غلطی ہے کس کی لیاقت کی قلعی کھلی۔
ایک جگہ گلستاں کا ایک شعر لکھا ہے ؎

دیبائے فراواں نشود تیرہ بہ سنگے ✤ عارف کہ بر جید تنک آب ست ہنوز

کوئی عروض دان ہو تو سنگے لکھنے والے کے سر پر ایک دھول جڑ دے مگر دیانندیوں کی بلا سے وہ سنگ اور سنگے کو جانتے ہی نہیں۔ اسی شعر میں مکذب عارف کو آبیکست سے خبر اتنی ہی ہے کہ خلیج کو شربار دردا اور کوزہ یا نند نہیں لکھ مارا۔
حجت الاسلام صفحہ ۱۵ پر اپنشد سے ایک عبارت درج کی ہے اور صفحہ ۱۴ پر سمرت سے ایک شلوک لکھا ہے مگر دونوں ہی غلط اور ترجمہ بھی واہیات۔ سمرت والے شلوک میں چندن سے لدے ہوئے گدھے کا مضمون ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شاستروں کو صرف پڑھنا مگر مطلب نہ سمجھنا گدھے کی طرح چندن ڈھونا ہے گدھا چندن کی خاصیت نہیں جانتا ہی جانتا ہے کہ بوجھ لدا ہوا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے بیدوں کو پڑھا اور نہ شاستر و پران دیکھے وہ جب اُن کی علمیت کے دعویدار بن کر دنیا سے ہاتھا پائی کریں تو سچ کہنا چندن ڈھونے والے گدھے سے بھی بڑھ کر ہوئے یا نہیں؟ مبشر صرف دیانند کی پوتھی کے بھروسہ پر تم ساری دنیا سے مباحثے کرتے ہو سارے بید ابید اس اکیلی پوتھی میں آگئے۔ بہ قسمتی یہ کہ ایک شلوک صحیح نہ لکھ سکا نہ پڑھ کر ترجمہ کر سکو اور دعوی اتنا بلند ؎

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

اسی مقدمہ پر قرآن شریف سے ایک آیت نقل کی ہے مگر وہ بھی غلط آگئے مولانا روم کے اشعار نقل کئے ہیں مگر وہ بھی غلط لکھا ہے۔ ؎ تا نباشد علم کامل خود را ہمہ علم آید اول و ہمہ الجہال

پھر سعدی کے اشعار کی نقل میں لکھا ہے "آں فرومایہ را چہ علم و ہنر" دعا یہ کہ ول لکھ کر
سعدی کی مٹی خراب کی ہے اور یہ صرف اپنی جاہلیت کے زور سے۔ جہاں عربی فارسی
یا سنسکرت آئی ہے وہیں غلطی موجود ہے ص۵۵ میں فارسی کے دو شعر لکھے ہیں وہ بھی غلط۔
ص۵۶ میں سعدی کا ایک شعر ہے وہ بھی غلط۔ ص۶ میں حکیم جیبنی کی جو عبارت نقل کی
ہے وہ بھی غلط در غلط۔ ص۸ میں لکھا ہے سے

جاں میازار ہر چہ خواہی کن
کہ در شریعت ماغیر ازیں گناہے نیست

یہ شعر نہ لکھنے والیکو تمیز نہ چھاپنے اور شایع کرنے والوں کو عقل کہ ایک مصرعہ دو حروف کا
اور ایک چار گز کا۔

یہی حال ساری کتب کا ہے۔ اس کی غلطیاں ہی شمار کرنے ایک دفتر چاہیئے مگر وقتاً فوقتاً
ناظرین ملاحظہ کرتے رہیں گے۔

چو تہا بردہ

مکذب کی غلطیوں کا نمونہ تو آپ نے خوب دیکھا مگر اس کی وجہ بھی ملاحظہ کیجئے
جو آدمی دوسرے کی لاٹھی کے سہارے چلتا ہے اُس کا نالی میں گر کر ضرور ہی
پاؤں ٹوٹتا ہے مکذب کے پاس گھر کا مصالحہ خاک بھی نہ تھا۔ دوسروں کی کاسہ لیسی
پر اُس کی تصانیف کا دارومدار ہے۔ سب سے بڑی چوری لالہ اندرمن مشہور مُنہ پھٹ
کی تصانیف سے کی ہے جنہوں نے اسکی کتب دیکھی ہیں وہ مکذب کی کتب دیکھ کر
فوراً ہی بول اُٹھیں گے کہ یہ ڈاکہ زنی خوب کی ہے چونکہ اسلام کی مخالفت کے باعث
انہیں کوئی لکھنے والا نہ مل سکتے تھے اس لئے خود اُس کی کتب غلطیوں سے پُر ہیں
جس نے غلط نقل سے نقل کی ہو اُس کی کتب کا کیا حال ہوگا۔

پھر دوسری چوری لالہ کھنیا لال کی کی ہے۔ اس سے مکذب نے گالی وغیرہ کا
لینا اور بھاگ جانے کا طریقہ سیکھا ہے۔ کھنیا لال کی طبیعت میں ایک قسم کی طنز آمیز
ظرافت تھی جسے زہر خندہ بھی کہہ سکتے ہیں اور بعض جگہ مکذب نے بھی استعمال کیا ہے۔

[کنھیا] لال ہر قصے کی ایک من گھڑت تاویل کرنی جانتا تھا۔ مکذب نے بھی اسی کی پیروی [illegible]
[کی] کوشش کی۔ ایک بات میں مکذب کو کنھیا لال کا پکا شاگرد رشید کہنا چاہیئے یعنی [illegible]
[خو]ندھا پن اسے استاد سے ورثہ میں ملا تھا۔ کنھیا لال کو لکھتے لکھتے ہوش نہ رہتا تھا کہ
جس کی میں تعریف کر آیا ہوں اس کی برائی کیسے کرتا ہوں یہی حال مکذب کا ہے
[ا]یک آدمی کی ایک جگہ تعریف کی ہے دوسری جگہ تضحیک۔ عبارت کی جتنی مکذب
[م]یں کنھیا لال سے چوتھائی بھی نہیں۔

پانچواں پردہ

[ن]اظرین اب بڑے شوق و ذوق سے کاسہ لیسی اور چوری کا ثبوت دیکھنے کے لئے
سخت مضطرب ہونگے وہ بھی سنئے کہ مکذب نے درحقیقت کاسہ لیسی کی یا نہیں ہماری
[ز]یر نظر اس وقت حجت الاسلام ہے جس میں تمام قرآن شریف کی آیات مع حوالہ اندرمن
[کا] سرقہ ہے۔ تفسیر حسینی تفسیر جلالین سمجھنے والے دیانتداری کیا ان کا کوئی عمر بھی نہ ہوگا۔
[مو]لوی روم کی مثنوی کے اشعار۔ فرید الدین عطار کی من خدا یم تحفۃ الاسلام اور [illegible]
[سے] سرقہ کی ہے۔ مدعا یہ کہ مسلمانوں کے خلاف جو حوالے لئے اندرمن کی کتب سے لئے۔
"نبی تیرے فرشتے تیرے سارے" وغیرہ مثنوی اصول دین احمد کی نقل بے حوالہ
ہے۔ "بنام آنکہ نامش او نکارست" والا شعر خود اندرمن کا ہے اس کی کتب پر او نکار
چھپا ہے۔ مکذب نے صحت کے گھمنڈ پر اوم کار لکھ دیا ہے۔ اور غلطی پر ڈبل غلطی
[کی] ہے۔ کیونکہ کار کے ملنے سے میم کی آواز نون ہو جاتی ہے۔ گو بر پیشاب وغیرہ کے
[ج]وابات اندرمن کے ہیں۔ اب کنھیا لال کی چوری سنئے۔ گلے کو ماتا کہتے ہوئے
[ج]نیس کو تائی کہنے کا حوصلہ مکذب نے کیا ہے۔ یہ کنھیا لال کا بھوت اس کے [illegible]
[بو]لا۔ بشنو کو بام مارگی برہمن بشن کہنا۔ شیو کو پہاڑی راجہ کہنا بھی کنھیا لال شامی [illegible]
ہے مکذب کے سر میں ایسی احمقانہ بات تراشنے کی بھی عقل نہ تھی۔
اب آخر میں ہم مکذب کے ایک دلی دوست کی رائے اس کی نسبت
اس سبق کو یہاں تک ختم کرتے ہیں۔

(آریہ مسافر میگزین اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۹۱) ویدک دھرم کے ساتھ خاص پریم نے انہیں مکذب کو ویدک دھرم کے حق میں کسی قدر متعصب بنا دیا تھا اور ایسے وقت میں ہوئے دوسروں کی کمزوری کے لئے انہیں معاف کرنے کے قابل نہیں رہتے تھے ویدک مسئلوں کی تعریف سنکر وہ خاموش نہیں رہ سکتے تھے بلکہ بلا لحاظ رتبہ وغیرہ کی فریق مخالف پر بعض وقت سخت سے سخت حملے کر دیا کرتے تھے۔

پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ اُس کے دوست کاشی رام نے اسے سماج کے محلی کا خطاب دے رکھا تھا۔

پھر آخر میں لکھا ہے کہ لوگ اسکو سماج کی محبت میں پاگل خیال کرتے تھے؟ خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ مکذب ویدوں کا دلدادہ سخت مغلوب الغضب منہ پھٹ اور پاگل پن کی حد تک پہونچا ہوا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے مغلوب الغضب کی بات مذہبی معاملہ میں ہرگز قابل اعتماد نہیں ہو سکتی۔ پس یہی رائے اُس کی تصانیف کی بابت سمجھئے۔ باقی آیندہ

روس میں اشاعت اسلام

روس اور جاپان کی لڑائی کے بعد اسلامی اخبارات میں ہمیشہ اس قسم کی خبریں پڑھی گئی ہیں کہ آج فلاں فرقہ نے اظہار اسلام کیا آج فلاں قوم نے اپنے مسلمان ہونے کی باضابطہ رپورٹ دی۔ تازہ خبروں میں یہ خبر بھی کم فرحت بخش نہیں جس کو طرابلس شام نے شائع کیا ہے۔ کہ علاقہ روس میں پچاس ہزار عیسائی مسلمان ہو گئے ہیں ان نومسلموں نے اپنی مساجد کی تعمیر بھی شروع کر دی ہے اور یہ کہ عنقریب ۵ لاکھ کے قریب دیگر اقوام بھی اسلام میں پناہ لینے والے ہیں یہ سب کچھ اس بات کے ثبوت ہیں۔ کہ روسی مسلمان عزت کی زندگی بسر کر رہے ہیں ان میں فرقہ بندی اور تفرقہ پردازی کا ابھی تک رواج نہیں ہوا۔ جو کام کرنے میں متفقہ کوشش سے شروع کرتے ہیں اگر روس کا

گذشتہ تشدد روسی مسلمانوں کی ترقی کا سد راہ نہ ہوتا۔ تو جس طرح چند دنوں میں ان
باہمت مسلمانوں نے اپنے عظیم الشان کالج کے بعد یونیورسٹی قایم کر لی ہے آج تک
اُن کی کئی یونیورسٹیاں اور متعدد قومی کالج ہوتے۔ مگر اب ان باہمت اور زمانہ
شناس مسلمانوں نے کروٹ بدلی ہے۔ اُمید ہے کہ تھوڑے سے ہی عرصہ میں اسلامی
دنیا میں ایک نہایت خوش کن اور فرحت بخش نمونہ قایم کردینگے پھر یہ خبریں جنکو نہایت
تعجب کی نگاہ سے سمجھا جاتا ہے معمولی ہوجاوینگی۔ اللہ کی نصرت اور فتح اُن کے
ساتھ ہے جو لوگ اپنے آپکو صراط مستقیم پر چلاتے اور اپنی خداداد قابلیت
سے اچھے کام لیتے ہیں۔ مسلمان منچوریا میں بکثرت آباد ہیں اُن کی بہت سی مساجد اس
علاقہ میں پہلے سے بھی موجود تھیں مگر حال میں انہوں نے ایک اور عظیم الشان جامع مسجد
تعمیر کی ہے اُس کی تعمیر کرنے والوں میں زیادہ تعداد تاجروں کی ہے۔ مسجد کے ساتھ
ایک عالی شان مدرسہ اسلامیہ کی بھی بنیاد قایم کردی گئی ہے۔ جس کے لئے قوقاز
سے لایق اور متبحر مدرس طلب کئے جاوینگے۔ اس علاقہ میں مسلمانوں کی تجارت بھی
روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔ اللہم زد فزد۔ ضیاء الاسلام

نائیجیریا

ملک افریقہ کے نہایت وسیع اور عظیم ترین بر اعظم میں ایک علاقہ ہے اُس کی آبادی
ایک کروڑ سے زائد ہے اس میں [illegible] مسلمانوں کے دیگر مذاہب کے
پیرو بھی ہیں مگر سب کے سب واقعی نیم وحشیانہ زندگی بسر کرنے کے عادی ہیں۔ تھوڑا
عرصہ ہوا ہے کہ ہماری گورنمنٹ نے اُن کی تعلیم و تربیت کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ چنانچہ
پچھلے دنوں خاص اس ملک کی اصلاح و فلاح کی غرض سے بہت لایق اور
تجربہ کار پنجابی مسلمان مختلف کام کرنے اور چلانے والے بسرکردگی ایک ایک لیڈر روانہ
بحیثیت نائیجیریا بھیجے ہیں اب نائجر کے روشن خیال اور مقتدر ترین عالم اور اسلام کے ہمدرد مسلمان
وہاں بھیج چکے ہیں اور اپنے نائیجیریا کے بھائیوں میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں خدا اُنکو کامیاب کرے۔

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔ ذیل کا مضمون آریہ دھرم کی خاطر ارسال خدمت ہے اپنے رسالہ کے کسی گوشہ میں جگہ فرماکر مشکور فرما دیں

اسلام پاک پاکیزہ و لطیف اشیاء کو پسند کرتا ہے

مقدس اسلام کی ستودگی و حمیدگی میں کسی کو شک و شبہ نہیں ہے چونکہ اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے لہذا اس کی جملہ تعلیم و طریق عبادت وہ گی اصول و فروع اور تمام افعال و اقوال شائستہ و پسند ہیں اور سب اشیاء خوردنی و نوشیدنی لطیف نفیس و پاکیزہ ہیں۔ البتہ بعض دشمنان اسلام اس مقدس تعلیم پر اعتراض کر کے اپنی عداوت اور بغض کا ثبوت دیتے ہیں چہ جائے کہ باد مخالف سے ذرا بھی کبھی بدر منیر گرد آلود ہو واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اللہ تعالی اپنے نور کو پورا ہی کرے گا اگرچہ منکریں پڑے کڑھیں۔ اگرچہ۔۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ساری رات خاک اڑاتا رہے مگر نور القمر ویسا ہی درخشاں رہے گا۔

پنڈت لیکھرام اپنی کتاب تکذیب براہین احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ پر اعتراض درج کر کے اپنے بھائی آریوں سے وجہ فخر و صلہ تحسین حاصل کر کے ناموری کی امنگ رکھتا ہے

اعتراض اسلام کی مقدس کتاب قرآن شریف میں بعض جانور حلال ہیں جنکا کھانا درست ہے۔ اور بعض حرام روا ہو کر ان کا کھانا ناجائز ہے۔ ذیل میں تشریحی نوٹ درج کر کے اپنے عقل و پاکیزگی کی قلعی کھول دی ہے اسلام محض ضعیف آزار و ظلم پسند مذہب ہے چنانچہ وہ جانور و پرند جو حلال ہیں وہ سب ضعیف غریب ہیں اور آسانگی سے قبضہ میں آسکتے ہیں مگر وہ جانور حرام کر دیئے گئے جو سب درندہ اور موذی ہیں کیونکہ ان کے پکڑنے میں اپنی جان کا خوف ہے۔ اسپر ایسا بھائی حجت پکڑ کر

متعصبین کہ اسلام جواب سے قاصر ہے اور سخت اترا رہے ہیں۔
اعتراض ھذا کا جواب مدلل و صحیح چنداں عبرت انگیز و غلق نہ ہوگا۔ جتنا کہ
آپ لوگوں کے لغو و لچر اعتراض سے سامعین کو تعجب و حیرت پیدا ہوتی ہے۔ لغویت و لچریت
اعتراض آپ لوگوں کے بغض و کمال عداوت کی دلیل ہے۔ محض حسد کی پٹی آنکھوں پر چڑھا دی
کہ اتنی سمجھ بھی نہیں رکھتے۔ اعتراض و عقل میں کوسوں دور فاصلہ ہے۔ سچ ہے کہ گرگ ظالم
جس کو طمع نے اندھا کیا ہوا تھا چھ ماہ کے بزغالہ نسبت اتہام کی۔ کہ عرصہ دو سال ہوا تم نے
مجکو برا کہا بزغالہ نے اپنی جرم بری پیش کی تو جواب دیا خیر تو نہ ہوا تمہارا باپ ہوگا یہ ایک
بات ہے۔ یہ گرگ بھی کوئی آپ صاحب کرموں کی جنس بھیگے ہونگے ورنہ ایسی اندھی حجت
نہ اٹھاتے واہ اب بھی یہی لغو اعتراض دوسرے رنگ میں بھی وہی طریقہ ع

خوئے بد در طبیعتے کہ نشست
نرود جز بمرگ از دست

کا مصداق بھی آریوں پر پورا آیا۔
الخبیثات للخبیثین را بخواں + زود بشناس ایں سخن را بازداں
وہ پرندے جو نفیس و پاکیزہ منش ہیں اسلام میں حلال گردانکر اُن کا کھانا درست ہے۔ آریہ
معترض مسالہ سطور ذیل فرما کر انصاف فرماویں کہ اسلام کے حکم میں کسقدر حکمت و دانائی
اور پاکیزگی ہے مثلاً از قسم طیور۔ چڑیا۔ بٹیر۔ تیتر۔ کبوتر۔ کلنگ۔ بلبل۔ فاختہ۔ ممولہ
مینا۔ ہدہد وغیرہ مذہب اسلام میں حلال ہیں اور باز۔ چیل۔ کوا۔ گدھ۔ الو۔ چیچڑ۔ چمگادڑ
مکھی وغیرہ حرام ہیں جنکا کھانا ہرگز جائز نہیں جنس زاغ پر اس وجہ سے حکم نہیں کیا گیا کہ
آریہ بھائی ہی ہیں جو کرم کی سزا میں جنم بھگت رہے ہیں بلکہ اس وجہ سے کہ یہ ایک میل
خور و نجس پرندہ ہے اس کا مقابلہ کسی حلال پرندہ چڑیا۔ بٹیر۔ کبوتر کے ساتھ کریں تو صاف
واضح ہے کہ کوے کی شکل دیکھنے سے جی گھبراتا ہے کھانا تو درکنار۔ مگر چڑیا بٹیر وغیرہ
دلپسند و مرغوب اور پاکیزہ ہیں اُن کی غذا لوبیہ اور غلہ ہے جو پاکیزگی باعث انسان کی رغبت
اشتہامات کی محرک ہیں اگر گوشت کا لالچ ہوتا تو بھی کوا چیل گدھ وغیرہ حلال ٹھہرتے

شیر۔ بھیڑیا۔ چیتا وغیرہ موذی اور درندہ ہیں۔ چونکہ وہ پلید اور حرام جانور مار کر کھا جاتے ہیں مثلاً چوہے۔ گیدڑ کے گوشت کا خاص عاشق ہے باقی درندہ بھی خواہ گدھ۔ گیدڑ۔ کتا۔ لے مار کر کھا جانے میں۔ لہذا وہ نجس خور ہو کر حرام کئے گئے ہیں تعجب تو زیادہ اس امر پر ہے کہ انسان میں خداوند کریم نے جو اپنے فضل و کرم سے بالقوی نور عقل و تمیز رکھا ہے وہ بھی ویدک تعلیم کے اثر سے ضایع ہو گیا کیا خوب آفرین اے وید مقدس کہ قانون فطرت کو بھی ضایع کر دیا۔ جو جانور لایق خوردنی ہیں جسکو مقدس اسلام نے غذا کا شرف دی باقی پرندہ از قسم گدھ۔ چیل وغیرہ جو خاکروب ہیں کہ گندی اشیا مردہ بدبودار چیزوں کو کھا کر زمین کو نجس انسانی کے واسطے صاف کر دیا ہے ان خاکروبوں کے کھانے کا وید کی پاک تعلیم حکم کرتی ہے جب انکو آریہ صاحب چٹ کرنے لگ جاویں تو انکی منصبیہ کا امر خاکروبی بھی آریوں کے ذمہ آجائیں گے۔ واہ رے ظلمت وید تجھ پر ہزار آفرین کبھی کسی آریہ کے دل کو نور علم سے منور نہ کیا کیا آریہ صاحبو کبھی کسی ڈاکٹر یا حکیم سے پوچھا ہے کہ ریچھ۔ گیدڑ۔ گدھے۔ کتے اور الو چیل وغیرہ حرام جانوروں کے گوشت میں کیا تاثیر ہے اور جسم انسانی پر کیا اثر پیدا کرتا ہے ان میں کوئی کون بھی یا غیر بھی ہے ذرا آپ الو کا گوشت کھا کر دیکھیں تو عقل کی تیزی جناب کو تجربتاً ثابت ہو جائے گی علے ہذا القیاس باقی حیوانات حرام کے گوشت کی تاثیر بھی معلوم ہو جائے گی۔ آجکل یہ ہمارے قدرتاً منفعت نہیں ہوئی۔ نیوگ جیسا حیا سوز مسئلہ ان کا مقدسہ و مطہرہ اصول ہے۔ باقی حرام اشیا کے گوشت سے کب علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ بلکہ مشتاق ہیں جو دوسرے جنم میں اپنی ہوس پوری کر لیں گے والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ آریوں کا ہمدرد منشی محمد علی عطائی ساز تونسہ شریف۔

جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اُسکے ایمان کو ضایع نہیں کرتا جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اُس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا

چاہیئے کہ نمایش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائیں وہ اخلاق خدا کے لئے نہیں ہوتے اور اُن میں اخلاص کے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ فایدہ نہیں ہوتا۔ اس طرح پر بہت سے لوگ سرائیں وغیرہ بنا دیتے ہیں انکی اصل غرض شہرت ہوتی ہے اور اگر انسان خدا کے لئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اُسے ضایع نہیں کرتا اور اُس کا بدلہ دیتا ہے

تفسیر نیوگ

سلسلہ کے لئے دیکھو انوارالاسلام جلد ۵ نمبر ۶ صفحہ ۳۲

دیانندی تواریخی حوالہ نیوگ (۲)

دیانند نے نیوگ کی تائید میں پانڈو کی عورت کنتی و مادری کا اور چتر انگد و چتر ویرج کی عورتوں سے بیاس کا وغیرہ وغیرہ تاریخی حوالے دیئے ہیں ہماری دانست میں یہ حوالے ایسے نہیں کہ تھوڑی دیر کے لئے بھی انپر غور کیا جاوے چہ جائیکہ اُن کو ایک مذہبی مسئلہ کی تائید میں پیش کیا جاوے۔ چونکہ ہم نیوگ کے پیشوا کا منہ بند کرانے میں اس لئے یہ بتائیں ویدیوں میں جہالت و تاریکی کے زمانہ کی ہیں دیکھیاں دیانندیاں ایسی جب دیانندیوں کے بزرگ ویدکی اصلی تعلیم سے منحرف ہو کر موجودہ دیانندیوں کی طرح نیوگ۔ تناسخ۔ بت پرستی آتش پرستی۔ عناصر پرستی کی تعلیم کے حامی ہو رہے تھے۔ نیوگ کی تعلیم جہاں تک دیانند کی بیان کردہ تاریخ سے تعلق ہے ظلمت کے زمانہ کی ہے جو کسی طرح قابل سند نہیں اسی زمانہ میں راجہ یدھشٹر جیسے ست وادی اپنی عورت تک جوئے میں ہار بیٹھے تھے تو معلوم ہوا کہ نیوگ کی طرح قماربازی بھی وید کے رو سے جایز ہے جس کی نظیر

سے بعنوان کا انتظام کرنے کا حکم ہے ۵ میں عورت کو نیم سے زندگی کرنے
اور بعد ازاں انتظام خورد و نوش کے شوہر کے سفر کرنے میں سوت کاتنے سے یا
دستکاری سے اوقات گذاری کرنے کا حکم ہے (منو سمرتی مترجمہ کرپا رام دیانندی)
اس کے بعد ۷۶ میں مختلف صورتوں میں مختلف انتظار کرنے کا ہے نہ تو اسکے
بعد نیوگ کرنے کا حکم ہے اور نہ کچھ اور کرنے کا ۔ دیانند نے نیوگ کی تائید میں
اپنی طرف سے اس عرصہ کے بعد نیوگ کرنا لکھ دیا ۔ مگر دیگر شارح لکھتے ہیں کہ
اس عرصہ کے بعد خاوند کے پاس چلی جاوے ۔ کلوک بھٹ شارح منو سمرتی اور
مصنف لشٹشٹ سمرتی اسی کی تائید میں ہیں کہ خاوند کے پاس چلی جاوے اور شلوک
کے سیاق و سباق سے بظاہر یہی درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ گو خاوند دور گیا ہو مگر
وہ گمنام و بے نشان نہیں ہے ہاں اگر گمنام و بے نشان کا حوالہ اس شلوک میں
ہوتا تو دیانند کی تائید ہو جاتی یا ازدواج ثانی کا مسئلہ حل ہو جاتا ۔ جب عورت کو خاوند
کی نسبت یہاں تک معلوم ہے کہ وہ دھرم کی خاطر گیا ہے یا علم کے لئے یا
نوکری کے لئے تو میری دانست میں اُسے کسی حال میں نیوگ کی اجازت نہیں ہو
سکتی بجالیکہ اس میں کوئی نیوگ کی شرط ہی پوری نہیں ہوتی نہ تو مرد بیمار ہے نہ اولاد
پیدا کرنے کے ناقابل اور نہ اس کی لڑکیاں ہی ہیں تو خواہ مخواہ عورت کو حرامکاری
کی تعلیم دینا سخت بے غیرتی ہے کیوں نہ اُسے اپنے مرد کے پاس چلے جانے کی
اجازت دی جاوے ۔

ثبوت کثرت ازدواج وطلاق از دیانند

منو سمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۸۱ کا ترجمہ دیانند نے یہ کیا ہے "جب شادی شدہ خاوند
یا بعد عقد نیوگ شدہ خاوند سے تعلق قطع ہو جاوے ویسے ہی مرد کے لئے
بھی ہے جبکہ عورت بانجھ ہو تو آٹھویں برس اولاد ہو کر مر جاوے تو دسویں برس
لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں تو گیارھویں برس تک اور جو بدکلام بولنے والی ہو تو جلدی

ہی اُس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔
ویسے ہی اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہئے کہ اُس کو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کر کے اسی بیاہے خاوند کی وارث اولاد کو کرے۔ اس قسم کے حوالہ جات اور دلایل سے سوامی جی بیاہ اور نیوگ سے اپنے اپنے خاندان کی ترقی کرنی چاہئے۔
شلوک ۸۱ کا ترجمہ کرپا رام دیانندی نے یہ کیا ہے " بانجھ عورت اور جس کی اولاد پیدا ہو کر مر جاتی ہو اور جو صرف دختر ہی پیدا کرتی ہو ایسی عورت ہونے پر حسب سلسلہ آٹھویں دسویں گیارھویں سال دوسرا وواہ کرنا چاہئے اور بدزبان عورت کے اوپر تو فوراً دوسرا وواہ کرنا چاہئے۔
شلوک ۸۲ جو عورت مریض ہو لیکن خیرخواہ اور بامروت ہو تو اُس کی اجازت سے دوسرا وواہ کرنا چاہئے۔ مگر اُس کی بےقدری ہرگز نہ کرنی چاہئے۔
ہر دو ترجمہ کا فرق ناظرین خود ہی خیال کریں۔ دیانند کے ترجمے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دیانند کا مطلب یہ ہے کہ بدزبان وغیرہ عورت کو فوراً چھوڑ کر دوسری عورت سے بطور نیوگ گذارہ کرے یہ ناممکن ہے کہ بدزبان عورت کے ہوتے ہوئے دوسری عورت سے مجامعت کی جاوے اور وہ چپکی بیٹھی رہے بلکہ وہ زیادہ زبان درازی سے پیش آئے گی اس لئے دیانند نے اسکا علاج اُسے چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کرنے کا بتلایا ہے اور یہی دوسرے الفاظ میں طلاق ہے جب ایک کو چھوڑے گا۔ دوسری سے مجامعت کرے گا پہلی مطلقہ ہو گئی ہے۔
گو دیانند نے اپنی غلطی سے طلاق کا مسئلہ جیسا اسلام میں ہے ٹھیک طور پر نہ سمجھ کر اسے مضر بنا دیا ہے اگر وہ صرف ایسی حالت میں عورت چھوڑنے کا حکم دیتا جبکہ عورت مرد بباعث بدزبانی یا بدسلوکی گذارہ نہ کر سکتے ہوں تو یہ عین اسلامی مسئلہ کے مطابق تھا مگر اُس نے اُسکے علاوہ چھوڑنے یا بالفاظ دیگر طلاق دینے کی اور صورتیں ایزاد کر دی ہیں جو اسلامی شریعت کے رو سے

ہمارے ہاں بھی عورت کا بانجھ پن۔ اولاد مر جانا۔ لڑکیاں ہونا۔ دیانند ان حالتوں میں بھی کچھ عرصہ کے بعد عورت چھوڑنے کا حکم دیتا ہے۔ مگر اسلامی شریعت میں ایسی حالتوں میں طلاق روا نہیں۔ کیونکہ یہ امور انسانی طاقت سے باہر ہیں۔ وہ خدا سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہاں اُس کا علاج اسلام نے کثرت ازدواجی رکھا ہے وہ بھی اس شرط پر کہ عدل عورتوں میں قایم رکھے اور بطور احسان رکھ دے نہ طلاق دے کیونکہ نیوگ کی حالت میں وہ عورت بصورت اس نیوگی سے بھی اولاد نہ ہونے کے دس اور مردوں سے منہ کالا کرا سکتی ہے مگر احسان کے طور پر رکھنے سے خواہ دوسری عورت بھی بانجھ نکلے مرد اُسے اس حیلہ یا عذر پر ہرگز چھوڑ نہیں سکتا۔ اس کے بعد وہ تیسری عورت کر سکتا ہے جبکہ وہ اپنے اندر سب عورتوں میں عدل و انصاف سے برتنے کی طاقت دیکھتا ہے۔ اسی طرح چار تک کر سکتا ہے اگر علاج کے آخری درجہ تک اُسکو ناامیدی ہی رہے تو اُسے یہ معاملہ خدا پر چھوڑ دینا چاہئے۔ کہ گو علاج آخری درجہ تک کیا گیا۔ مگر شفا اُسی کے اختیار میں ہے۔

کرپا رام دیانندی کا ترجمہ صاف کثرت ازدواج کی تائید میں ہے اور بجائے نیوگ کے دوسرا ودواہ ثابت کرتا ہے اور اسی پر پراچین رشی منی راجے مہاراجے عمل کرتے تھے نہ معلوم دیانندی کیوں اس لشود ہرم نیوگ کی تائید میں استنے ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور تحریف و تبدیل سے اپنا مطلب نکالنا چاہتا ہے۔ ہم بطور ناصح کے دیانندیوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ اندھا دھند چلنے والے آپکے آرش رشی نے اپنی پانچویں لڑی وید ستیارتھ پرکاش میں دیکھ کر تمہارا مقابلہ کیا از کرم اصل کتب کر کے اصلیت کو پہونچیں آنکھ پراچین گرنتھوں شاستر سمرتی کا ملاحظہ کریں جب اس دھرم پر ستھا ہیں اور مہذبانہ علاج ان امراض کے موجود ہیں تو پھر کیوں لشو دہرم کی تائید میں زمین آسمان کے قلابے ملا کر جھوٹ کو فروغ دیتے ہیں اور اپنے گروہ کی تائید میں عقل کو خیرباد کہدینا اسہاتے ہیں آپکو وید کے مرج میں کثرت ازدواج کا ثبوت آپکے رشی منیوں کے حالات سے دے سکتا ہوں آپ

نیوگ کی تائید میں اُس زمانہ کا ایک واقعہ بھی بیان کریں تو ناحق نہ کہ فلاں رشی نے یہ
نیوگ کیا۔ یہ نیوگ بُت پرستی کے شروع زمانے (بقول دیانندیاں [illegible]
ہوئے بُت پرستی نئے ہیں) سے جاری ہو گیا۔ جب عورتیں تماشا بازی کے
ماڑ پر لگائی جاتی تھیں اور لڑکیاں اُڑا کر لے جاتی تھیں۔ بھائیو عقل سے کام لو
اور ایسے قبیح افعال سے توبہ کرو۔

دیانند نے مرد تکلیف دہندہ کی صورت میں بھی نیوگ کرنے کا عورت کو حکم دیا
ہے کہ خواہ اپنا مرد اولاد پیدا کرنے کے قابل ہو مگر صرف تکلیف دہندہ ہو تو عورت غیر
سے صحبت گرم کر سکتی ہے۔ نہ معلوم ایسے نیوگ میں کونسی حکمت عملی دیانند نے سوچی
ہے۔ جب نیوگ کا عملدرآمد منوجی نے بغیر والد کے حکم اور خاوند کی اجازت کے
ناجائز قرار دیا ہے اور دیانند خود بھی یہی لکھتا ہے۔ کہ نیوگ اور وواہ کے قواعد
قریباً یکساں ہیں تو کیا آپ ایک گھڑی بھر کے لئے یہ خیال کر سکتے ہیں کہ اُس کا اپنا
مرد یا مرد کا والد یا اُس کے دیگر رشتہ دار عورت کو اجازت دے سکیں گے۔ کہ جا
بھاگوان غیر سے صحبت گرم کر۔ حالانکہ خاوند مرد (نامرد نہیں) ہے اور تولید کی قابلیت
بھی رکھتا ہے دیانند کے اس حکم کی تعمیل تب تک عورت ہرگز نہیں کر سکتی جب تک وہ
خفیہ طور پر کسی سے زنا کی مرتکب نہ ہو۔ یعنی مرد یا اُس کے رشتہ داروں میں سے کسی کو
اس امر پر اطلاع نہ ہو۔ سو ایسی اولاد دیانندیوں کے نزدیک بھی حرامی ٹھیرتی ہے۔ ایسی
حالت میں وہ کیسے اصلی خاوند کی وارث کہلا سکتی ہے۔ یہ تو اس مسئلہ کی ایک
صورت ہے اب دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ حسب تحریر دیانند عورت
اپنے خاوند کو چھوڑ دے یعنی خود طلاق لے لے۔ اس صورت میں جب تکلیف (?)
کے باعث وہ مرد کو طلاق دیکر چھوڑ گئی۔ تو وہ مرد کیسے اُس کی آئندہ اولاد کو
اپنا وارث قرار دیگا ہرگز نہیں۔ اول تو پہلے ہی وہ عورت سے رنجیدہ ہے (?)
عورت اُسے چھوڑ کر غیر کی صحبت گرم کرتی رہی۔ پھر اُسے کیا ضرورت ہے
کہ ایسی حرامی اولاد اپنی وارث بنائے۔

مقصد ہو مگر جواب کچھ بن نہ آیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ محبی و مکرمی جناب حسین علی خان
صاحب جاگیردار کے علاج کے واسطے کرمی حبیب اللہ خاں ضلع ہزارہ تحصیل ایبٹ آباد
میں مجھے جانے کا اتفاق ہوا۔ اثناء علاج میں سرکاری جلسہ پشاور میں خانصاحب
مدعو کئے گئے یہ جلسہ جناب وائسرائے صاحب جدید کی بازدید کے متعلق تھا
خان صاحب نے مجھے کہا کہ آپ بھی میرے ساتھ چلئے۔ بدون آپ کے
میں راستہ میں دوا نہیں کھا سکتا ہوں۔ مجبوراً مجھے بھی اُن کے ساتھ جانا پڑا
پشاور پہونچتے ہی معلوم ہوا۔ کہ ۱۵ اور ۱۶۔ اپریل کو آریوں کا سالانہ جلسہ ہے
اور ۱۶۔ اپریل کے ۵ بجے سے ۶ بجے تک مباحثہ کا وقت مقرر کیا ہے۔ پس
عملاً علی قول اللہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ
الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن میں مباحثہ کے وقت پر آریہ سماج میں
پہونچ گیا۔ جاتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ہندو پرانے خیال کا مورتی پوجا پر لیکچر
دے رہا تھا۔ اول الذکر ویدوں سے بت پرستی ثابت کر رہا تھا اور موخر الذکر اس کی
تردید کرتا تھا۔ یہی موقعہ دیکھ کر آریوں کے سیکرٹری کو ایک رقعہ میں مضمون لکھا۔ کہ بموجب
اشتہار آپکے ہر اہل مذہب کو حق حاصل ہے کہ آپ کے ساتھ گفتگو کرے اگر آپ مجھ کو
اجازت دیں تو میں بھی اپنے خیالات آپ کے آگے ظاہر کروں اور بعض اعتراضات
آپکو سناؤں اور اُن کا جواب آپ سے لوں۔ آریوں کے سیکرٹری نے کہا۔ کہ آپ بڑی
خوشی سے مباحثہ میں وقت لے سکتے ہیں آپ کھڑے ہو جئے۔ اور جو کچھ کہنا ہو کہو
ہم بڑی خوشی سے جواب دینگے۔ لہذا میں نے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر
اول خدا کی حمد و ثنا کی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء رحمۃ للعالمین اور
آپ کی آل و اطہار و اصحاب کبار پر درود بھیجا اور کہا کہ مجھ سے پہلے جو شخص آپ سے مباحثہ
کر رہا تھا اُن کا موضوع بحث یا مبحوث عنہ مسئلہ مورتی پوجا تھا۔ میں بھی اس وقت اسی
کو لیتا ہوں اور آپ سے پوچھتا ہوں کہ کس منتر وید سے بت پرستی منع ہے۔ آپ لوگوں
کا بیشک دعویٰ ہے کہ بت پرستی اچھی نہیں مگر وید منتر سے دکھلائیے کہ جس میں

منتروں میں لکھا ہو کہ سوائے ایک خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ کے اور کو مت پوجو۔ جہانتک
لپنا تحقیق نہیں اور آریہ صاحبان کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ویدک تعلیم
ہرگز بت پرستی سے مبرا نہیں ہوسکتی۔ پنڈت دیانند صاحب نے گو بڑی کوشش کی ہے
کہ وید من کے چہرہ سے بت پرستی کے بدنما دھبہ کو دور کریں مگر تمام سعی اُن کی رائیگان گئی
بھلا حبشی سے کبھی سیاہی دور ہوسکتی ہے ہرگز نہیں ؎

کہ نتواں شستن از زنگی سیاہی

اگر پنڈت صاحب بجائے اسکے اسلام میں داخل ہو کر بت پرستی کا رد کرتے تو میں اُمید
کرتا ہوں کہ بہت سی کامیابی حاصل ہوتی۔ مگر افسوس کہ اُنھوں نے اُلٹا راستہ اختیار
کیا ہے۔ دیکھئے ویدوں میں صاف لکھا ہے۔ تت وایو یعنی وہ خدا ہوا ہے۔ تت
چندرماہ۔ وہ خدا چاند ہے۔ تت سورج۔ وہ سورج ہے۔ یہ تمام ضمائر غیب کی ہیں
مرجع اُن کا ایشور ہی نہ روح کیونکہ روح کا ماقبل میں ذکر نہیں ہے۔ پس اس عقد حلی میں علم
منطق کی رو سے اشیاء مادی اور خدا میں اتحاد ثابت ہوتا ہے پس جس نے اُن کی پوجا کی
اس نے عین خدا کی پرستش کی اس سے بھی مورتی پوجا ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ یہ بھی
معلوم ہوتا ہے کہ خدا یہ ہی اشیاء مادی و مجردات ہیں انکے علاوہ اور کوئی فوت نہیں
مع ان هذا المخالف للعقل والنقل۔ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۳۳ پر لکھا ہے
معلول میں وہی صفات ہوتے ہیں جو علت میں ہوں الخ اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۳ میں لکھا
ہے کہ ایشور تمام دنیا کی نت کا ان علت فاعلی ہے۔ دونوں قضیوں کو ملانے سے یہ
ثابت ہوا کہ جتنی صفتیں روح اور مادہ اور اُن کے مرکبات میں ہیں الخ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ
رزق دینا۔ مارنا۔ زندہ کرنا۔ تکالیف کو دور کرنا۔ اولاد کا دینا وغیرہ وغیرہ تمام اوصاف
خدا میں پائے جاتے ہیں اور جب یہ صفتیں ممکنات میں بھی ہوئیں تو ثابت ہوا کہ
اُن کی پرستش بھی جائز ہے۔ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۲۱ پر لکھا ہے۔ پرمیشور جسم
میں داخل ہوئے جیووں کے ساتھ داخل مابعد کی مانند ہو کر بذریعہ وید کے تمام
نام و اشکال وغیرہ کے حکم کو ظاہر کرتا ہے۔ اور جسم میں جیو کو داخل کر کے خود جیو

کے اندر داخل ہو رہا ہے۔ یہ عبارت صاف دلالت کرتی ہے کہ جسم میں جان کو
داخل کرنے کے بعد ایشور خود بھی داخل ہو جاتا ہے۔ پس جس نے روح اور جسم کی پوجا کی
اس نے ایشور کی پوجا کی۔ اس سے جیسا یہ معلوم ہوا۔ کہ وید کا مصنف حلول اور
اوتار ہونے کے قایل تھا ویسے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بت پرستی کا قایل تھا۔ وید منتر
پڑھ کے دیوتوں کو بلانا وید سے ثابت ہے۔ ستیارتھ کے صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے "اور
جس کے سہارے سے بانی سے کلام کی پرورتی (رفتار) ہوتی ہے اسی کو پرمیشور جان اور
عبادت کر اور جو من سے کر کے من میں نہیں آتا اور جس سے سب آنکھیں دیکھتی
ہیں اسی کو تو پرمیشور جان اور اسی کی تو عبادت کر۔ اور جو آنکھ سے نظر نہیں آتا اور
جس سے سب آنکھیں دیکھتی ہیں اسی کو تو پرمیشر جان۔ اور اسی کی عبادت کر جو کان سے
نہیں سنا جاتا اور جس سے کان سنتا ہے اسی کو تو پرمیشر جان۔ جو پرانوں سے چلایمان
نہیں ہوتا اور جس سے پران حرکت کو حاصل کرتا ہے اسی کو پرمیشر تو جان۔ اور
اسی کی عبادت کر۔

اس کلام میں جس قدر اوصاف ایشور کے بیان کئے ہیں وہ روح پر صادق آتے ہیں
لہذا وید روح پرستی سکھلاتا ہوا بت پرستی کا حکم دیتا ہے۔ وید میں ایک جگہ یہ بھی لکھا
ہے کہ اس ہنڈمی کی پوجا کرو اس میں بھی بت پرستی ہے۔ ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ
چاند اور سورج وایو وغیرہ ہماری حفاظت کریں (دیکھو وید کی حقیقت مصنفہ مولوی
ابو رحمت حسن صاحب اس میں بھی بت پرستی اور شرک پایا جاتا ہے۔ غرض میں کیا تک
بیان کروں کہ آریہ مت میں بھی بت پرستی کا حوالہ ملتا ہے۔ اکثر آریہ صاحبان
کے گھروں میں پنڈت دیانند کی تصویر پائی جاتی ہے۔ بعض دفعہ سماج میں بھی انکی
تصویر دیکھی گئی ہے۔ یہ بت پرستی کا آغاز ہے۔ ورنہ بتلاؤ کہ ان کی تصویر کیوں
بنائی گئی۔ کبھی آپ نے کسی مسلمان کے گھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر
بھی دیکھی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسلام یہاں تک بت پرستی کی ممانعت کرتا ہے۔ قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ المصور و المصور لہ یعنی ملعون

[illegible] امرتسر میں ایک لائق پنڈت جو سنسکرت کا واقف تھا آیا اور اُس نے آریوں کو ایک چیلنج دیا۔ کہ مجھ سے مباحثہ کرو۔ میں ویدوں سے بُت پرستی ثابت کرتا ہوں ایک دو جلسوں میں مجھے بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ منتروں کے منتر سناتا تھا جس سے کھلے طور پر بت پرستی نکلتی تھی۔ کسی آریہ کو توفیق نہ ہوئی کہ اس کا جواب دے یا مقابلہ کرے آریہ اُس سے ایسے بھاگتے تھے جیسے ہاتھی مست سے گیدڑ وغیرہ بھاگتے ہیں۔

اُس نے اور شاستروں و ویدوں سے ثابت کیا۔ کہ ایشور نے رامچندر وغیرہ میں اوتار کیا اور حلول کیا اسی طرح سے سکھ صاحبان نے بھی امرتسر کے ایک جلسہ میں ویدوں اور شاستروں اور آریوں کی معتبر کتابوں سے بتلایا کہ آریہ لوگ کبھی موحد بننے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ تعجب کا مقام ہے کہ جس قوم میں بُت پرستی مثل خمیر کے داخل ہو رہی ہے اور اُنکو پیدا ہوتے ہی گو رمتی بھی مورتی پوجا کی ملی ہو۔ اُٹھتے بیٹھتے ہی بُت پرستی ورد زبان ہو وہ قوم آج اُس قوم سے نبرد آزما ہو جنکے رگ اور ریشہ میں بُت شکنی سرایت کی ہو اور بڑے فخر سے بت شکن کا لقب اپنے واسطے پسند کیا ہو۔ اور جنکی مذہبی کتاب میں ابتدا سے اخیر تک ہر صفحہ میں بُت پرستی کی تردید لکھی ہو۔ توحید کا اگر دنیا میں ڈنکا بجتا ہے تو صرف اسلام ہی نے اُس کا بیج بو دیا اور اُسکو سرسبز کیا۔ آج جو چاروں طرف توحید کا غلغلہ سنا جاتا ہے یہ اسی اسلام کی برکت اور فیض ہے۔ [illegible] کوئی شخص بتلائے کہ وہ کونسا مذہب ہے جس میں توحید کا چشمہ جاری ہوا۔ اور لوگ اس کو پی کر سیراب ہو گئے ہوں۔ کیا عیسائی اس امر کے مدعی ہو سکتے ہیں جنہیں سب سے پہلے تثلیث ہی کی تخم ریزی کی جاتی ہے یا یہودی کہہ سکتے ہیں۔ جنہوں نے حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا بنایا یا ہندو اور آریہ دم مار سکتے ہیں جو روح اور مادہ کو قدیم مانتے ہیں اور شرک ثابت کرتے ہیں ہرگز نہیں۔ دنیا میں جتنے مذاہب آج نظر آ رہے ہیں سب کے سب توحید میں اسلام ہی مدعی ہے۔ باقی نام ہی نام ہے۔ الحمدللہ اور باقی مسئلہ توحید کا نام لیوا اور عاشق صادق بجز مسلمانوں کے اور کوئی نہیں۔ توحید کی خوبی و محسن اگر سننا ہو تو اہل اسلام سے سننا چاہیے۔ اور معارف کی

زبل بیل تواں شنید بچوں مثل او نخواند کسے ایں رسالہ را۔ غرض آریوں کی نہ بنی تھی بس
اور جتنے وید تسلیم کرتے اور مقابل تمسک جانتے ہیں اُن میں بت پرستی کوٹ کوٹ کر
بھری ہے ورنہ مہربانی فرما کر میری تمام تقریر کا مفصل جواب عنایت کریں۔ اتنے
میں میعاد وقت پورا ہو گیا اور لالہ تارام صاحب امرتسری جنہوں نے پہلے بھی کئی دفعہ وعدہ
وعدہ کئے تھے کھڑے ہوئے اور کہا کہ حکیم ابوتراب محمد عبدالحق صاحب امرتسری
نے جو کچھ وید کے مہر پر اعتراض کیا ہے بالکل غلط ہے منشا اُسکا عدم واقفیت زبان
سنسکرت ہے جس جگہ پنڈت صاحب نے یہ لکھا ہے کہ جمیع اوصاف علت کا
معلول میں پائی جاتی ہیں۔ وہاں مراد علت مادی ہے۔ نہ فاعلی۔ اور یہ
جو کہا کہ خدا روح کے بعد جسم میں داخل ہوتا ہے۔ تو وہاں مراد مجازاً ہے نہ حقیقتہً اور وید
میں کسی جگہ بت پرستی کا حکم نہیں ہے الغرض اسی طرح کچھ اور بھی اناپ شناپ
کر کے وقت کو پورا کیا۔ پھر میں نے کہا کہ افسوس آپکی پارٹی کا ترجمہ کیا ہوا ستیارتھ
پرکاش جو اردو میں ہے اس میں صاف لکھا ہے کہ جتنے اوصاف علت میں ہو
ہیں اتنی ہی معلول میں ہوتی ہیں وہاں علت مذکور ہے۔ نہ خاص علت مادی سیاق
اور سباق دیکھئے۔ چنانچہ اسی موقعہ پر ستیارتھ پرکاش جو میرے پاس تھی
اُن کو دکھلائی گئی اور خدا کا جسم میں داخل ہونا بھی حقیقتہً ہی مراد ہے نہ مجازاً۔ کیونکہ
پنڈت دیانند صاحب نے اس جگہ اس کی تصریح نہیں کی۔ بلکہ لکھتے ہیں جس طرح
ایک چیز دوسرے کے بعد داخل ہوتی ہے۔ اسی طرح ایشور بھی جسم میں روح کے بعد داخل
ہوتا ہے اب فرمائیے کہ یہاں کونسا لفظ دخول مجازی پر دال ہے۔ غرض اُن کی
جتنی تقریر تھی سبکا اچھی طرح سے رد کر کے پھر دوبارہ اپنے سوال کو اُن پر قائم کر دیا اور
باواز بلند کہا۔ کہ اے صاحبان حاضرین مجلس آپنے سن لیا جو کچھ ماسٹر تارام صاحب
نے کہا اور اسپر میں نے جو کچھ گذارش کی۔ آپ انصاف سے فرمائیں کہ ماسٹر صاحب کا
جواب کہاں تک صحیح ہے۔ اصلی مطلب پر نہیں آتے اور میرے اعتراض کا جواب
نہیں دیتے آپنے جو کچھ کہا اس سے یہ نہیں پایا جاتا۔ کہ وید کی تعلیم بت پرستی سے

قریب ہے تو فرمایئے کہ کاشی اور بندرابن وغیرہ جو بڑے بڑے تیرتھ ہندوؤں کے
ہیں اور جنکو بڑے خیال میں منبع اور چشمہ تعلیم وید کا کہنا بے جا نہ ہوگا۔ وہاں گھر گھر
بت پرستی کیوں ہے۔ کیا اسی پر ناز ہے اور اسی پر کہا جا رہا ہے کہ وید توحید کا مخزن
ہے اگر یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے ؟
عناصر پرستی دیوتا پرستی سورج پرستی چاند پرستی وغیرہ وغیرہ وید سے ثابت ہے تنت والے
وید کا منتر میں پہلے نقل کر چکا ہوں جس کا جواب ماسٹر صاحب نے مطلق نہیں
دیا تو آپ کو اس کا جواب آتا ہی نہیں یا دیدہ و دانستہ حق سے چشم پوشی کرتے ہیں
افسوس پنڈت دیانند صاحب کے کہنے پر بھی اب عمل نہیں کرتے۔ وہ لکھتے ہیں
کہ قبول حق کے لئے ہر وقت مستعد اور تیار رہنا چاہئے بخلاف اس کے ہم دیکھتے
ہیں کہ آریہ صاحبان خصوصاً ماسٹر تعصبانہ اور مکابرانہ انکار کرتے ہیں اور قبول حق
یعنی اسلام سے روگردانی کرتے ہیں ہماری طرف سے حجت پوری ہو چکی " ان الدین
عند اللہ الاسلام " ؂

خلاف پیمبر کسے راہ گزید ✤ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

وما علینا الا البلاغ ؂

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو ✖ اب آگے چاہو مانو یا نہ مانو

اس تقریر کے بعد پھر بھی اسی کے متعلق ماسٹر آتمارام صاحب نے کہا مگر چونکہ وہ تقریر فضول
تھی لہذا میں نے اس کو قلمبند نہیں کیا اور اپنے ناظرین کا عزیز وقت ضایع نہیں
کیا مگر خلاصہ اوپر لکھ دیا ہے کہ مباحثہ پشاور میں بمقابلہ اہل اسلام آریوں کو سخت
شکست ہوئی جو آجتک کسی جلسہ میں نہیں ہوئی۔ میں اس میں اپنا فخر نہیں کرتا
ہوں۔ اظہار امر واقعی ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ افوض
امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العلمین وصلی اللہ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔
راقم حکیم ابو تراب محمد عبد الحق ساکن امرتسر دروازہ خانکوہاں بازار سو چیاں۔ کرزن

اسلام میں دس سال

(عبدالحق سورایٹ از نیوزیلینڈ)

اپنی عمر کے چوبیسویں سال میں یعنی ۱۴ - مارچ ۱۸۹۶ء کو میں نے بہت سوچ بچار کے بعد - اور عیسائی اصول کا اسلامی توحید کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد اس وحدہ خدا کو قبول کیا - جو قرآن شریف میں پیش کیا گیا ہے - یسوع کو چھوڑ کر جس کو عیسائی اپنا منجی خیال کرتے ہیں اور جس کے بغیر عیسائیوں کو خدا سے تعلق نہیں - نہ خدا کو ان سے - میں نے اپنے ملک کے لوگوں کے مذہب کو چھوڑا اور اس طرح اپنے تئیں ان کی نظر میں حقیر بنایا - مگر حق کو پاکر میں نے لوگوں کی کچھ پرواہ نہ کی - اور مندرجہ بالا تاریخ پر میں نے شہر میلبورن واقعہ آسٹریلیا میں مسلمانوں کے ایک بڑے جلسہ میں اسلام کو قبول کیا اور شہادت دی - کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں - اور محمد اس کا رسول ہے - میں نے زمین و آسمان کے خالق پر جو مسلمانوں کا خدا ہے - ایمان لانا بہتر سمجھا - بجائے اس کے کہ یسوع کی پرستش کروں - اور اپنے آپ کو یسوع کے سپرد کروں - اور آسمانوں کی طرف نظر اٹھا کر کہوں کہ میرا منجی یسوع آسمانوں میں ہے - جیسا کہ عیسائی کرتے ہیں - جس خدا کو پادری پیش کرتے ہیں - اس کی نسبت اسلامی خدا کو ماننا بدرجہا اولیٰ ہے - قرآن کو پڑھ کر میں یسوع کی عبادت پر راضی نہیں ہو سکتا تھا - دنیا خدا کی ہے - نہ یسوع کی - اور خدا ہی دنیا پر حکومت کرتا ہے - نہ یسوع - اگر ایک ہی خدا ہے اور ایک ہی کائنات ہے - تو حق حکمت - سچا مذہب - سچا فلسفہ ایک ہی ہو سکتا ہے جو فطرت اور عقل کے مطابق ہو - لیکن چونکہ ممکن ہے کہ ایک ہی بات کے مختلف پہلو ہوں اور مختلف طرز کے لوگ مختلف طور پر ایک ہی بات کے مختلف معنے کریں - اس لئے اسلام

[illegible] کرنے کے بعد میں نے اسلام کے اصول کو نظر غور سے دیکھنا شروع کیا اور اپنے اعتقاد اور عمل میں عام مسلمانوں کے نمونے پر چلنے لگا۔

اسلامی فلسفے پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ وہ مخالفین کی اپنی غلطی ہے ان کے اعتراض عوام الناس کی عملی حالت پر مبنی ہیں۔ جو بڑے بڑے شہروں میں رہتے ہیں۔ جہاں عیسائی سلطنتوں کے ہونے کی وجہ سے عیسائی بدیاں پھیل گئی ہیں۔ میں نے عیسائی مصنفوں کی کتابیں پڑھی ہیں جن میں مسلمانوں کی تمدنی حالت پر حملے کئے گئے ہیں۔ اور صرف عیب لگانے کی کوشش کی گئی اور عمدہ اخلاق کی باتوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء اور سنہ ۱۹۰۲ء میں جبکہ میں ایک سرکاری کام پر متعین تھا مجھے تمام انگلستان میں پھرنے کا موقعہ ملا اور جو کچھ میں نے وہاں دیکھا۔ وہ ناگفتہ بہ ہے۔ میں امریکہ میں بھی تین سال رہ چکا ہوں اور جو خوفناک نظارے میں نے دیکھے ہیں۔ میں ان کو بیان نہیں کر سکتا میں سپین۔ فرانس۔ اٹلی اور نیز اپنے وطن اسٹریلیا میں بھی بہت پھرا ہوں۔ اور جو کچھ میں نے عیسائی ممالک میں دیکھا ہے۔ حیا اجازت نہیں دیتی کہ اسکو بیان کیا جاوے۔ یہی حال نیوزیلینڈ کا ہے جہاں میں رہتا ہوں۔ یہاں ہر ایک چیز خوبصورت ہے سوائے انسان کے جو ناپاک ہے۔

خدا کے جاننے کے لئے پہلے اپنے آپ کو جاننا ضروری ہے۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص اپنے نفس کو پہچانتا ہے۔ خدا کو پہچانتا ہے۔ اس لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کو پورے طور پر سمجھنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ میں اپنے نفس کا علم حاصل کروں اور جب میں اپنے نفس کا مطالعہ کرنے لگا تو مجھے جلدی یقین ہو گیا۔ کہ کوئی چیز میرے ایسی قریب نہیں ہے۔ جیسا کہ میرا نفس جب میں اپنے نفس کو اچھی طرح سے نہ پہچانوں تو کس طرح کسی اور چیز کو [illegible] سکتا ہوں۔ قرآن شریف کی ایک اور آیت کے معنے بھی میرے پر واضح ہو گئے ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ ہم اپنے نشان انکو آفاق میں دکھائیں گے اور

اُن کے اپنے نفسوں میں تاکہ وہ حق کو پہچانیں میں نے دیکھا۔ کہ متی کی انجیل باب ۲۲
آیت ۳۷ بھی اسی آیت کی تائید کرتی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ تو اپنے خداوند
خدا سے پیار کر۔ اپنے تمام دل کے ساتھ اور اپنی تمام روح کے ساتھ۔ اور اپنی
تمام جان کے ساتھ اسی مضمون کی تائید میں موسیٰؑ کا قول ہے کہ تو انتقام
نہ لے نہ اپنی قوم کے بچوں سے کینہ رکھ۔ بلکہ تو اپنے پڑوسی سے ایسا ہی پیار کر
جیسا کہ اپنے نفس سے پیار کرتا ہے۔ ۳۰ سال کے تجربے نے مجھے ثابت
کیا ہے کہ اس حکم کی تعمیل جیسے مسلمانوں میں ہوتی ہے۔ ایسی عیسائیوں میں
نہیں [illegible] میں نے دونوں قوموں میں رہ کر دیکھ لیا ہے۔ میں نے عموماً مسلمانوں
کو آزمایا ہے کہ وہ اس قاعدہ کی کیسی پابندی کرتے ہیں۔ میں نے اُن کو بڑا اچھا پایا
جیسا کہ وہ خدا کی عبادت میں پکے ہیں۔ ایسا ہی وہ مخلوق کی ہمدردی میں بھی
بڑے سرگرم ہیں۔ عیسائی دنیا کا تو یہی ایمان ہے کہ جو کچھ کما سکتے ہو کما لو۔ اور جو کچھ
کماؤ اُسکو اپنے پاس رکھو۔ ایسا پتھر ڈھونڈو جو کہ تمہارے سیسے کو بھی سونا کر دے
وہ یہ عذر کرتے ہیں کہ چونکہ انسان کاروبار میں بہت مصروف ہیں۔ ان کے پاس
اپنی جسمانی یا روحانی صحت کی طرف توجہ کرنے کے لئے کوئی وقت نہیں ہے
پانچ دفعہ خدا کے آگے گھٹنے ٹیک کر دعا کرنا تو کجا۔ عیسائی ممالک زیادہ مغرب
میں واقع ہیں اور جب اُن کی زندگی پر غور کیا جاوے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ
اُن کو خدا سے کوئی واسطہ نہیں۔ بلکہ اُن کی ساری کوششیں اس لئے ہیں کہ انکی
دولت بڑھے اور دنیاوی باتوں میں ترقی حاصل ہو۔ ہر ایک مرد اور عورت کے دماغ
میں صرف دولت کا ہی خیال سمایا ہوا ہے۔ وہ اپنی تہذیب پر بڑا فخر کرتے ہیں
مگر انکی تہذیب صرف دنیاوی تہذیب ہی ہے نہ وہ اپنی تمام جان سے خدا سے محبت
کرتے ہیں اور نہ وہ اپنے پڑوسیوں سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اپنے نفسوں سے
جیسا کہ اُن کو یسوع نے حکم دیا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ ملنے سے میری یہ غرض تھی کہ
حق اللہ اور حق العباد کے متعلق جو احکام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے ہیں اُن پر یہ

...س حد تک عمل کرتے ہیں۔ یہی وہ اصول ہیں جنکو مختلف رنگوں اور مختلف پہلوؤں
...ں اسلام میں پیش کیا گیا ہے۔ میں نے دنیا کے مذاہب کو پڑھا ہے۔ اور یہ دیکھنا
...ا ہے کہ کونسا مذہب عالمگیر مذہب ہوسکتا ہے جو مشرقی دنیا اور مغربی دنیا دونوں
...کے مناسب حال ہو۔ میں نے یونانیوں کی تعلیم کو پڑھا ہے۔ رومیوں عربوں اور ہندیوں
...کے مذاہب کو دیکھا ہے۔ پارسیوں اور چینیوں کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور
...میں دس سال کی تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ کوئی تعلیم اس سے زیادہ
...ک اس سے زیادہ خوبصورت اس سے زیادہ سادہ اور اس سے زیادہ معقول
نہیں ہے جیسا کہ مسلمانوں کے کلمہ طیبہ میں پائی جاتی ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ یہ ایسی تعلیم ہے کہ خواہ سب تعلیمیں مر جائیں مگر یہ تعلیم ہمیشہ تک زندہ رہیگی
جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اور کتنے کتنے بڑے تغیرات دنیا میں ہوئے ہیں۔ وہ سب خدا تعالیٰ
کے ارادے اور حکم سے ہوئے ہیں۔ میں ہر ایک بات میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ دیکھتا ہوں کہ
...م کر رہا ہے جو شخص خدا کو سمجھنا چاہتا ہے اور اپنے تئیں خدا کے سپرد کرنا چاہتا ہے۔ وہ
...محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کو قبول کرلے اور محمد صلعم کے مذہب کو اختیار کرلے۔ جو
نہایت ہی پاکیزہ مذہب ہے اور جس کا نام بھی نہایت ہی پیارا اور پاکیزہ ہے۔ یعنی اسلام
جس کے معنے ہیں اپنے تئیں خدا کے سپرد کر دینا۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ تم اپنے نفس کو
پہچانو اور اپنی پیدائش کی حقیقی غرض کو دیکھو۔ خدا میں ہو کر انسان بے حد ترقی کرسکتا ہے
اسلام کی تعلیم ہے کہ سعی کرو۔ یہی تقدیر ہے۔ مبارک ہیں جو اپنے کام کو پہچانے۔ اسکو
...سی اور برکت کے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی زندگی کے لئے ایک مدعا
رکھتا ہے۔ اس نے اسکو ڈھونڈ لیا ہے اور جب تک خدا اسکو مہلت دے گا وہ
...حاصل کرنے کی کوشش کرے گا کہ زندگی کس چیز کا نام ہے۔ کام کرنے کا۔ اپنے تمام
...ل سے جس سے خدا کی برکت نازل ہوتی ہے۔ اور انسان کو اپنے نفس کا علم حاصل
...تا ہے۔ اسلام ایک ایسا فلسفہ ہے جو عین فطرت اور قدرت کے مطابق ہے
ہمیں استقلال سیکھنا چاہئے جہاں جہالت۔ بیوقوفی یا تاریکی کو پائیں۔ اس کو

دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور قضا پر راضی ہو جانا چاہیئے۔ ندیرو

انسانی نسل کشی اور حفاظت اولاد کا مقابلہ

ایک انگریزی کتاب جس کا ترجمہ عنوان میں درج ہے میرے پاس بغرض ریویو پہنچی ہے اس کا مصنف ایک شخص اے ملٹن مسٹر نامی ہے اور اگرچہ صرف سالہ صفحہ کی کتاب ہے مگر اس کی ایک ایک سطر قابل قدر ہے۔ اس میں عیسائی ممالک کے جھوٹی پرہیزگاری کے دعوے کی حقیقت کھولکر دکھائی گئی ہے اور مصنف نے یہ دکھایا ہے کہ کونسی راہ اختیار کرنے سے عیسائی ممالک میں بدکاریوں کی کمی ہو سکتی ہے۔ جو واقعات بیان کئے گئے ہیں وہ حیرت میں ڈالنے والے ہیں مگر اس سے بڑھ کر حیرت میں ڈالنے والا یہ امر ہے کہ عیسائی صاحبان ان واقعات کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ تعجب ہے کہ ان قوموں میں جہاں ہزاروں دانشمند عجیب عجیب رنگوں میں اپنی ذہانت کے نئے نئے نمونے دکھاتے ہیں ایک بھی ایسا نہیں جو ان بیماریوں کے علاج کی طرف توجہ کرے جو عیسائی سوسائٹی کی جڑھ کو کھا رہی ہیں۔ مہذب دنیا اپنے عیش کے شغلوں میں اس طرح آنکھیں بند کرکے مصروف ہے کہ وہ کبھی یہ غور بھی نہیں کرتے کہ ان باتوں کا آخر انجام کیا ہوگا۔ بلکہ اگر کوئی شخص ان میں سے گندہ بدکاری پر لکھنے کی جرأت بھی کرتا ہے تو وہ مہذب سوسائٹی سے لعن وطعن کا ہی انعام پاتا ہے اور اس بات کو کہ اس تصویر ان سیاہ کاریوں کی کوئی کھینچے جو پھیلی ہوئی ہیں سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جو واقعات مسٹر صاحب نے اپنی کتاب میں بیان کئے ہیں۔ وہ انہوں نے عیسائی اخباروں یا عیسائیوں کی تحریروں سے ہی لئے ہیں سو ان میں سے میں بطور انتشار یہاں چند واقعات بیان کرتا ہوں جس سے میری غرض صرف یہ ہے کہ ان اصحاب کی طرف تہذیب کے دعویدار توجہ کر کے علاج کی تلاش میں لگیں

شکاگو کا ڈاکٹر نایٹ لکھتا ہے کہ امریکہ میں مرد و عورت کے تعلقات میں بدکاری بڑی تیزی سے پھیلتی جاتی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ نہ صرف حمل کے اسقاط میں ہی کثرت ہوتی جاتی ہے بلکہ بچہ کشی بہت پھیلتی جاتی ہے۔ اور ان دونوں باتوں کی کثرت ضرور قانون کو مجبور کریگی۔ کہ ان کے روکنے کے لئے سخت سزائیں خاص طور پر دیجاویں۔ حمل کو روکنے کی رسم بہت پھیل گئی ہے اور یہ ایک خطرناک بدی ہے۔ اصل وجہ اس کی یہ ہے کہ لوگ دنیا کی عیاشی اور نفسانی لذات کا حصول چاہتے ہیں۔ مگر جو نتایج ان اغراض کے پورا کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کو وہ خودغرضی کی وجہ سے برداشت کرنا نہیں چاہتے مسٹر ڈائیک کے بیان کے مطابق جو انجمن اصلاح قانون طلاق کا ممبر ہے ریاست متحدہ امریکہ میں ہر سال ۹ ہزار عورتوں کی جانیں اس کوشش میں تلف ہوتی ہیں۔ کہ وہ جنین کو ضایع کرنا چاہتی ہیں۔ یعنی اسقاط حمل کی وجہ سے۔ ویسٹمنسٹر ریویو لکھتا ہے کہ چھوٹے بچوں کی موت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ بچے عمداً ضایع کردیئے جاتے ہیں جنکی ضرورت نہیں سمجھی جاتی یعنی جنکے والدین غریب ہوتے ہیں مگر اکثر اور عموماً وہ ناجایز تعلق سے پیدا ہوتے ہیں جن کی سالانہ تعداد ہمارے ملک میں پچاس ہزار سے زیادہ ہے۔

ذیل کا حیرت میں ڈالنے والا واقعہ سفورڈ سنٹینل میں چھپا ہے یہاں ستارکلیولینڈ میں سخت بیماری عام طور پر پھیل گئی۔ اور چونکہ یہ بیماری کسی مقام سے مخصوص نہ تھی۔ اس لئے حکام نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ پانی میں کوئی نقص ہے۔ چنانچہ تالاب کا پانی نکالا گیا تو یہ وحشتناک بات معلوم ہوئی۔ کہ اس تالاب میں سات سو بچوں کی لاشیں ہیں وہی پرچہ آگے لکھتا ہے اگر معصوم بچوں کا اسقدر قتل عام کلیولینڈ میں ہوسکتا ہے تو پھر تجارت اور بدکاری کے بڑے بڑے مرکزوں میں کیا کچھ نہ ہوتا ہوگا۔ سینٹ لوئیس اور شکاگو کے بدکار شہروں کی کیا حالت ہوگی۔ اور سان فرانسسکو کے عیاش شہر میں کیا کیا ناقابل ذکر باتیں ہوتی ہونگی۔ یہ سات سو لاشیں ان بدکاریوں کا ایک چھوٹا سا نشان ہیں جو ہمارے ملک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ نسل کشی کا گناہ جو سخت درجہ کی بزدلی کا نتیجہ اور اللہ تعالی کے نزدیک نہایت خطرناک گناہوں میں سے ایک گناہ ہے صرف بچہ کشی تک ہی محدود نہیں بلکہ ایسی ہی

اور کتاب استعاطو کے ذریعہ بھی کیا جاتا ہے۔ یہ خاص عیسائی بدکاریاں ہیں یعنی ان کی کثرت عیسائی لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ لیکن عیسائی بزرگ کبھی انکا ذکر نہیں کرتے"!

میں ان شرمناک واقعات کے ذکر کو بڑا نہیں چاہتا۔ جو شخص مفصل واقفیت ان حالات سے حاصل کرنا چاہتا ہو وہ اصل کتاب کو پڑھے۔ وہ سیاہ کاری جس کا نام تمدنی بدی رکھا جاتا ہے۔ خطرناک طور پر عیسائی ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اور اسکو سب تسلیم کرتے ہیں۔ ایک عورت مسز ڈاشبل کیمپبل جو ایک مشہور مصنف ہے لکھتی ہے "میں یہ نہیں کہتی کہ ایک خاوند کی ایک ہی عورت ہونا اعلیٰ درجہ کا اصول نہیں مگر میں کہتی ہوں کہ اس زمانہ کے لوگ عملی طور پر زوج واحد کے قاعدے کو نباہ نہیں سکتے۔ بلکہ تعدد ازدواج کسی نہ کسی صورت میں ہمارے درمیان موجود ہے۔ یا تو کھلا کھلا جیسا یوٹا کی ریاست میں اور یا پوشیدہ طور پر جیسا کہ باقی کی تمام ریاستوں میں غرضیکہ عام رواج عیسائی ممالک میں تعدد ازدواج کا ہے اور جھوٹ موٹ کا قاعدہ زوج واحد کا ایک سخت دھوکا اور منافقت ہے اور نڈی بازی کو جھوٹ اور نفاق کے ساتھ چھپایا جاتا ہے۔ یہ امر کہ پانچ لاکھ عورت ہمارے درمیان اس قسم کی موجود ہے اور ہر ایک شہر اور قصبہ میں بحصہ رسدی وہ موجود ہیں۔ یہ کافی ثبوت ہے اس بات کا کہ ایسے خاوند جو نکاح کے معاہدے کو پوری طرح پر نگاہ رکھنے والے ہوں بہت کم پائے جاتے ہیں۔ اور عام قاعدہ کے تئے جو اسکے خلاف ہے بطور استثناء کے ہیں اب یہ تمام کی تمام عورتیں بذریعہ اغوا کسبیوں میں داخل شامل ہوتی ہیں اور یا خرید کر لائی جاتی ہیں اور پھر ہم میں ہی وہ مرد ہیں جو ان کے اس کسب میں گذارے کے لئے ان کو روپیہ دیتے ہیں جس سے وہ پوشاک اور خوراک خریدتی ہیں اور ہم میں ہی وہ مرد ہیں جنکی وجہ سے قریباً ایک لاکھ ایسی عورتیں ہر سال نکمی ہو جاتی ہیں اے مردو جو ہمارے ہی باپ یا بھائی ہو کب تک تم ہم سے دغابازی کرو گے۔ تمہارا دعوی تو یہ ہے کہ تم عورتوں سے جوانمردی کا اور فیاضی کا سلوک کرتے ہو مگر عمل تمہارا اس کے خلاف ہے اور تم ہر روز ہمیں دھوکا دیتے ہو۔ تم ظاہر میں نیکی اور پرہیزگاری کی عظمت دکھاتے ہو۔ مگر اپنی پرہیزگاری کا تمہیں کچھ بھی خیال نہیں ہے۔ تم ہمیں کہتے ہو کہ ہمیں کسبیوں کے پیشے سے نفرت ہے مگر تم ہی کسبیوں کے بازار میں جا کر پیسے دیکر عورتوں کو خریدتے

یا اللہ

رسالہ
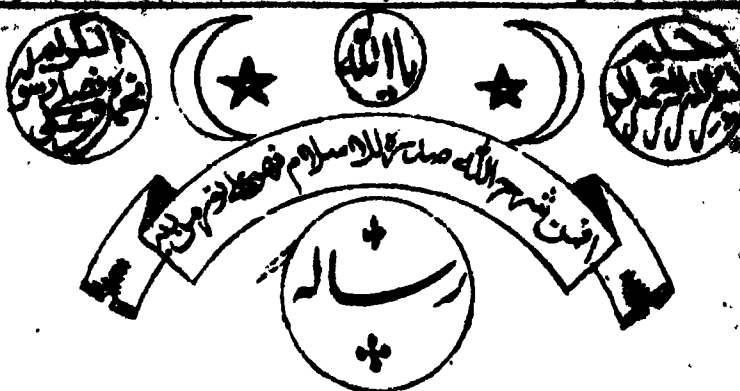
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

انسانی نسل کشی اور حفاظت اولاد کا مقابلہ

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۷ صفحہ

مگر ان تمام سیاہ کاریوں اور بدکاریوں کی عیسائی ممالک میں اس وجہ سے برداشت کی جاتی ہے کہ تعداد ازدواج کے خلاف ان کو سخت تعصب ہے۔ عیسائی ممالک میں ہر ایک بدکاری کی کھلی کھلی اجازت دی جاتی ہے۔ اور اگر روکا جاتا ہے تو تعدد ازدواج سے ہی روکا جاتا ہے۔ زنا۔ رنڈی بازی اور نسل کشی ان تمام بدکاریوں کو تعدد ازدواج پر ترجیح دی جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا مقام ہے جہاں دلائل کو دخل نہیں دیا جاتا اور مجبو دلائل کے شیدا اسجگہ دلیل کو نزدیک نہیں آنے دیتے ہیں جو اپنے فلاسفر مرد و عورت کے تعلقات کو بیان کرتے وقت عقلی دلائل کو بھول جاتے ہیں۔ انکے نزدیک ارتکاب زنا یا اغوا یا کسبیوں کا پیشہ اختیار

کرنا یا کسبیوں سے تعلقات رکھنا یا بچوں کا ضائع کرنا یہ بڑے گناہ
نہیں ہیں بلکہ ان سب سے بڑا گناہ جسکی وہ برداشت نہیں کر سکتے تعدد
ازدواج ہے۔ تمام بدکاریوں کی برداشت کیجا سکتی ہے مگر تعدد ازدواج
کی کسی صورت میں برداشت نہیں کی جا سکتی۔ اور انکے نزدیک یہی
سب سے بڑی بدی ہے۔ جسکو دنیا سے نیست و نابود کرنا چاہیئے۔ زانی
اور اغوا کرنے والا اور کسبیوں کے پاس جانیوالا انکے نزدیک قابل گرفت
نہیں۔ مگر تعدد ازدواج پر عمل کرنیوالا ہر طرح پر دکھ دیئے جانیکے لائق ہے
اور وہ ایسا خطرناک انسان ہے کہ اس کے پاس بھی کسی کو نہیں پھٹکنا
چاہیئے اور نہ اسے کسی قومی مشورہ میں شامل کرنا چاہیئے۔ میں حیران ہوں
کہ تعدد ازدواج کو برا کہنے والوں نے کبھی ایک لمحہ کے لئے یہ بھی غور کیا ہے
کہ آیا واقعی تعدد ازدواج زناکاری سے بدتر ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ ایسا
امر ہی نہیں جس میں عقل اور دلیل کو دخل دیا جاوے زانی اور اغوا کرنیوالا
اور منکوحہ کے سوا کئی کئی محبوبہ سے کھلا تعلق رکھنے والا یہ سب لوگ سوسائیٹی
میں عزت پانیکے قابل ہیں اور سوسائیٹی سے نکالے جانیکے قابل اگر کوئی شخص
ہے۔ تو وہ وہی ہے جو ایک سے زیادہ بیویاں کرے۔ سوسائیٹی تباہ ہو جاوے
اور ذلت کے اتھاہ گڑھے میں گر جاوے مگر تعدد ازدواج کا نفرت انگیز نام کسی
عیسائی کے منہ سے نہیں نکلنا چاہیئے۔ تعدد ازدواج کی نفرت گویا ان لوگوں
کے نزدیک ایک ایسی نیکی ہے جو خطرناک سے خطرناک بدکاریوں کا کفارہ ہو جاتی
ہے اور یہ عذر کہ ہمیں تعدد ازدواج سے نفرت ہے اس بات کے لئے کافی ہے
کہ عورتوں کو ذلیل سے ذلیل اور گندے سے گندے پیشوں کیلئے مجبور کیا
جاوے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ عیسائیوں میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جس کے ذہن
میں یہ باتیں نہ آتی ہوں اور جو اس احمقانہ تعصب پر جو انکو تعدد ازدواج کے

[illegible] سے ہے غالب نہ آگیا ہو۔ مسٹر صاحب جنکی کتاب اسوقت میرے سامنے ہے اعلیٰ درجہ کی اخلاقی جرأت دکھائی ہے۔ اور عیسائیوں کی عقل اور کانشنس کے سامنے پرزور اور پُرمعنی الفاظ میں یہ اپیل کی ہے کہ وہ ناحق کے تعصب کو چھوڑکر تعدد ازدواج کے سوال پر دلائل سے بحث کریں۔ انکے بعض فقرات اس قابل ہیں کہ انکا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاوے۔ مسٹر صاحب فرقہ مارمن کے عیسائی ہیں۔ اور وہ ایک خط میں جو انہوں نے ایک تعدد ازدواج کے مخالف کو مخاطب کرکے لکھا ہے ۔

"اب میں امر کے متعلق جس کو تم لوگ تعدد ازدواج کی ناپاک رسم کہتے ہو میں چند واقعات اور دلائل پیش کرنا چاہتا ہوں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری اس پاک رسم نکاح کو جو تعدد ازدواج ہے سچا ماننے اور اسپر عمل کرنیکے لئے کونسی تحریکات اور اغراض ہیں اور اس میں ہماری کیا نیت ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں اور کھلے الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک قسم کی زناکاری اور ناپاکی کیلئے ہمارے جذبِ قلب میں سخت درجہ کی نفرت ہے۔ اور ہمارے نزدیک زناکاری ایسا ہی خطرناک گناہ ہے جیسا کہ قتل۔ اور ابتدا سے جب سے ہم نے اس رسم کو اختیار کیا ہے۔ یہ ہمارے مسلمہ اصول میں سے ایک اصل ہے کہ مذہبی اور معمولی عدالتوں میں زناکاری کیلئے قوانین اور قواعد میں سخت سے سخت سزا تجویز ہونی چاہیئے۔

پرانے اور نئے عہدنامے میں شروع سے اخیر تک عورتوں کے صاحب اولاد ہونیکو خدائے تعالےٰ کا بڑا فضل کہا گیا ہے اور عقیم یعنی بانجھ ہونیکو اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا ایک نشان قرار دیا ہے۔ مارمن یا اور کوئی لوگ بڑے ہی بیوقوف اور سخت احمق ہوں اگر وہ ایک بات کو جسکو آپ لوگ وحشیانہ اور ظالمانہ طریق سے ناپاک رسم کہتے ہیں (حالانکہ وہ انسانی ترقی کی معاون ہے) محض جذبات نفسانی کے پورا کرنیکے لئے اختیار کریں خصوصاً اسی حالت میں

عیکہ ایسی خطرناک مخالفت بھی اسی وجہ سے ہو رہی ہو۔ درحالیکہ نفسانی اور شہوانی
جذبات کو وہ دوسرے مجذوم القلب عیسائیوں کی طرح بڑی آسانی سے پورا
کر سکتے ہیں جس میں نہ کوئی خرچ ہی ہے نہ کوئی ذمہ داری ہے نہ کوئی نباہنے
والا ہے۔ اگر صرف شہوت رانی ہی اصل مقصود نکاح کا سمجھ لیا جاوے تو کوئی
آدمی جسکی عقل چکرائی ہوئی نہ ہو۔ اس ذمہ داری کو ناحق اٹھانا پسند نہ کریگا
کہ اسکے بچوں کے بڑے بڑے کنبے ہوں جنکو تعلیم اور ترتیب دینا اور انکی
پرورش کرنا اور انکی ماؤں کے لئے خوراک پوشش مکان وغیرہ کا انتظام کرنا
اسکے ذمہ ہو۔ اور پھر ساتھ اسکے یہ باتیں اور بھی بڑھی ہوئی ہوں کہ اس کے
اس فعل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو جرمانہ کیا جاتا ہو سزائیں دیجاتی
ہوں مال و اسباب قرق کیا جاتا ہو۔ عبادتگاہیں ویران کیجاتی ہوں شہر
لوٹ لئے جاتے ہوں۔ وغیرہ ہزارہا قسم کی تکلیفیں پہونچائی جاتی ہوں۔
یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ دانشمند لوگ یہ سب تکلیفیں اور ذمہ واریاں محض
ایک نفسانی جذبہ کو پورا کرنیکے لئے اختیار کریں حالانکہ وہ اپنی آنکھوں سے
دیکھتے ہیں کہ انکے ہی بھائی نفسانی جذبات کو کسقدر آسانی سے پورا کرتے
ہیں اور بڑے سے بڑے شیطانی افعال کا ارتکاب کرتے ہیں انکو کسقدر
آسانیاں ہیں اور پھر ہر ایک برائے نام مہذب سوسائٹی میں اکثر تعداد
بیاہے ہوئے اور مجردوں کی ایسی ہی ہے جو بغیر کسی ذمہ واری کے اٹھانیکے
اور نہایت قلیل خرچ سے اغوا زناکاری اور ایسی ہی بدکاریوں کا ارتکاب
کر رہے ہیں اور اپنے جسم اور روح دونو کو تباہ کر رہے ہیں۔

"میں ایکدفعہ واشنگٹن میں گیا ہوا تھا کہ ایک بڑے مدبر نے جو ہر قسم
کی ناپاکی سے ہماری مذہبی نفرت کو خوب سمجھتا تھا سنجیدگی سے میرے پاس
یہ بیان کیا کہ کانگرس کے اجتماع کے دنوں میں اس شہر میں کوئی عورت جس
کے ساتھ کوئی محافظ نہ ہو عفت پر حملے سے محفوظ نہیں ہوتی۔ سوائے اس

شادی کی دیوی کے جسکا بت گنبذ پر موجود ہے۔ اور وہ بھی اسلئے محفوظ ہے
کہ وہاں تک کوئی پہنچ نہیں سکتا۔
وہ جے ایس بلنیٹ سکرٹری کہتا ہے کہ بعض مقامات پر جہاں صرف
ریاست ہائے متحدہ کی حکومت ہے جشیونی عورتوں کو بطور لونڈیوں کے
گھروں میں رکھا جاتا ہے۔ شہر واشنگٹن وہ غلے آدمیوں سے بھرا پڑا ہے حالانکہ
اُن میں سے ایک ہزار میں سے ایک بھی ایسا نہ ہوگا۔ جو جائز طور پر نکاح شدہ
والدین کی اولاد ہو۔
"کون آدمی زیادہ عزت کے لائق ہے وہ جو نکاح کی ذمہ داری کو نسل
انسانی کی ترقی دینے کیلئے اختیار کرتا ہے اور خوشی سے اسکی تمام پاک
اور بڑی بڑی ذمہ داریوں کو جو بحیثیت والد ہونیکے اُسے پیش آئیں گی اٹھاتا
ہے اور اس طرح ان حقوق کو ادا کرتا ہے۔ جو خدا اور ملک اور قوم کے حقوق اسکی
گردن پر ہیں۔ یا وہ آدمی عزت کے قابل ہو سکتا ہے جو محض ایک جذبہ کو پورا
کرنیکے لئے ایک وقتی تعلق محبت کا جس میں محرک صرف جوش شہوانی ہوتا
ہے پیدا کرتا ہے؟
"آپ لوگ خوب جانتے ہیں۔ کہ مہذب دُنیا میں لاکھوں بیاہی ہوئی
عورتیں ایسی موجود ہیں جو ضعیف اور عقیم ہو چکی ہیں۔ اور جنکا عقم قابل
علاج ہی نہیں پھر یہ کیسا ظلم کیسا خلاف فطرت انسانی کسقدر نا انصافی
کسقدر دور اندیشی سے بعید اور خدا کے قانون اور قدرت کے قانون اور ملک اور
قوم کے خلاف کیسا سخت جرم ہے کہ بڑے بڑے مشہور اور لائق آدمیوں
کے نام انکو مجبور کر کے ہمیشہ کیلئے محو کئے جائیں صرف اسوجہ سے کہ ایک
عورت جس سے انہوں نے بیاہ کیا ہے عقیم ثابت ہوئی ہے۔ یا کسی
اور وجہ سے اولاد پیدا کرنیکی قابلیت نہیں رکھتی۔ ایک آدمی جسکے کیسے زرخیز
ہیں وہ جاگیریں۔ ریل کی سڑکیں بنک جہاز کارخانے سونے کی کانیں [illegible]

بڑے بڑے محلے خرید سکتا اور انکا مالک ہوسکتا ہے۔ نہیں نہیں۔ بلکہ ایک ہی وقت میں جسقدر ہی چاہے محبوبہ رکھکر انسے ناجائز تعلق رکھ سکتا ہے اور ولد الحرام بچے پیدا کرسکتا ہے مگر جبتک کہ اسکی ناقابل اولاد صحت زندہ ہے اسوقت تک اسباب کا ہرگز اُسے اختیار نہیں کہ وہ جائز اولاد پیدا کرسکے خواہ اسکے دل میں اسکے لئے کیسی ہی تڑپ موجود ہو۔ ایسی اولاد جو اسکے نام کو قائم رکھنے والی ہو اور اس کی وارث ہو"

ایک عورت کے دل میں نکاح کی خواہش کیسی ہوتی ہے اسکے متعلق مسٹر صاحب نے ایک عورت کی ہی تحریر کو نقل کیا ہے وہ کہتی ہے "دس لاکھ عورت میں ایک بھی ایسی نہیں جسکو اگر نکاح کرنیکا موقع ملے تو وہ نکاح نہ کرے۔ خواہ وہ دانشمند ہو۔ یا بیوقوف۔ امیر ہو یا غریب خوبصورت ہو یا بدصورت نکاح اسکے لئے لشبر طیکہ وہ صحیح معنوں میں نکاح ہو اعلے درجہ کا بہشت ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ دنیا میں مرد کا بہشت بھی یہی ہے۔ عورت دوسرے کاموں میں مفید ثابت ہوسکتی ہے بڑی بن سکتی ہے۔ مگر اس کے تمام قوٰی جو قدرت نے اس کو دیئے ہیں اُنکی تکمیل سوائے نکاح کے نہیں ہوتی۔۔۔ جبتک کہ وہ ایک ماں یا عورت کی محبت کے اظہار کرنیکا موقع نہیں پاتی اسکے قوٰی کا ایک حصہ بالکل بند رہتا ہے۔ اور اُسپر گویا مُہر لگی رہتی ہے"

ان تمام شہادتوں سے ثابت ہے کہ اگر یورپ اور امریکہ کی کثرت فسق کا کوئی علاج ہے تو وہ صرف تعدد ازدواج ہے مگر افسوس ہے کہ عیسائی لوگ دق کے بیمار کیطرح جو اپنے آپ کو بیمار نہیں سمجھتا اور اس لئے دوائی استعمال نہیں کرتا بدکاری کی اس کثرت کے باوجود اپنی بیماری کو تسلیم نہیں کرتے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ روز بروز اس سوسائٹی کیحالت ابتر ہوتی جاتی ہے۔ کاش کہ وہ ٹھنڈے دل سے ان باتوںپر غور کریں اور دلونکو تعصب سے خالی کرکے ان دلائل کو وزن کریں کہ مسیحیوں کے پیشہ کی بخیلنی اسوقت تک غیر ممکن ہے

جب تک کہ عورتوں کیلئے کوئی ایسی راہ نہ کھولی جاوے کہ انکو خاوند کرنیکی ممانعت نہ ہو۔ خواہ وہ دوسری یا تیسری یا چوتھی بیوی بنکر ہی نکاح سے فائدہ اٹھا سکیں۔ وہ عورتیں جو اپنی جنس کیلئے کوئی عزت اپنے دلوں میں رکھتی ہیں سوچیں کہ ایک غریب اور معصوم لڑکی اسی وقت بدکاری سے بچ سکتی ہے جب اسکو موقع دیا جاوے کہ وہ معزز بیوی بن سکے۔ ہمدردی انسانی کا دعوے کرنیوالے فکر کریں کہ جبتک وہ نکاح کے بارے میں اپنے قوانین کو درست نہیں کریں گے سچی ترقی ناممکن ہے کسی اصلاح سے مایوس نہیں ہونا چاہئیے وہ خدا جس نے امراض پیدا کی ہیں انکے علاج بھی اس نے پیدا کئے ہیں ہاں تھوڑی سی اخلاقی جرأت لکار ہے کہ دوائی کو استعمال کیا جاوے۔ ریویو

اگر مسیح خدا تھے تو دعا کس خدا سے مانگنے خدا سے التجا کرنا منافی الوہیت ہے

متی ۲۷ باب ۴۶ یسوع نے بڑے شور سے چلّا کر کہا اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا۔ متی ۲۷ باب ۵۰ یسوع نے پھر بڑے شور سے چلّا کر جان دی مرقس ۱۵ باب ۳۴ یسوع بڑے آواز سے چلّا کر بولا اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑا۔ آئیت ۳۷ تب یسوع نے بڑے آواز سے چلّا کر دم چھوڑا۔ لوقا ۲۳ باب ۴۶ یسوع نے بڑے آواز سے پکار کے کہا کہ اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں سونپتا ہوں یہہ کہہ کے دم چھوڑ دیا۔ یوحنا ۱۹ باب ۲۹ میں مسیح کا جان دینا لکھا ہے۔ مرقس ۱۴ باب ۳۲۔ اُس نے (مسیح) نے شاگردوں کو کہا

جب تک کہ میں دعا مانگوں تم یہاں بیٹھے رہو ۳۳ پطرس اور یعقوب
اور یوحنا کو اپنے ساتھ اور وہ گھبرانے اور بہت اداس ہونے لگا اور ان
سے کہا میری جان کا غم موت ۔۳۵ کا سا ہے۔ تم یہاں ٹھیرو۔ اور جاگتے
رہو اور وہ تھوڑا آگے جا کر زمین پر گرا اور دعا مانگی کہ اگر ہو سکے۔ ۳۶
تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے اور کہا اے ابا اے باپ سب کچھ تجھ سے
ہو سکتا ہے اس پیالہ کو مجھ سے ٹال دے ۳۷ لیکن نہ وہ جو میں چاہتا
ہوں بلکہ جو تو چاہتا ہے آخر تک اس جگہ تین دفعہ دعا مانگنا ثابت ہے۔
متی ۲۶/۳۶ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا یہاں بیٹھو جب تک میں وہاں
جا کر دعا مانگوں تب اس نے پطرس اور زبدی کے دو بیٹے ساتھ لئے اور
غمگین اور نہایت دلگیر ہونے لگا ۔۳۸ تب اُسنے اُن سے کہا کہ میرا دل
نہایت غمگین ہے بلکہ میری موت کی سی حالت ہے تم یہاں ٹھیرو اور میرے
ساتھ جاگتے رہو ۳۹ اور کچھ آگے بڑھ کے منہ کے بل گرا اور دعا مانگتے ہوئے
کہا کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے گذر جائے تو بھی
میری خواہش نہیں بلکہ تیری خواہش کے مطابق ہو ۴۰ تب شاگردوں
کے پاس آیا اور انہیں سوتے پا کر پطرس سے کہا۔ کیا تم میرے ساتھ ایک
گھنٹہ نہیں جاگ سکے جاگو اور دعا مانگو پھر اس نے دوبارہ جا کر دعا مانگی
اور کہا کہ اے میرے باپ اگر میرے پینے کے بغیر یہ پیالہ مجھ سے نہیں
گذر سکتا تو تیری مرضی آخر تک ہو فقط اس جگہ بھی تین دفعہ دعا مانگی
لوقا ۲۲-۴۲ سے ۴۴ تک میں مسیح کے گھٹنے ٹیک کر دعا مانگنا اور
بوقت جان کنی فرشتہ سے امداد پانا اور گڑگڑا کر دعا مانگنا اور شاگردوں کو
دعا کے واسطے کہنا اور ان کا بے فرمان ہونا ثابت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مذہب اسلام

هو الله الذی لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمٰن
الرحیم ۝ هو الله الذی لا اله الا هو الملك القدوس السلام
المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر سبحٰن الله عما یشرکون
هو الله الخالق البارئ المصور له الاسماء الحسنٰی یسبح
له ما فی السمٰوٰت والارض وهو العزیز الحکیم ۝ (سورہ حشر)

وہی اللہ (اسم ذات) ماننے کے لائق ہے۔ جسکے سوا اور کوئی ایسا نہیں جو پوجا (عبادت) کے لائق ہو۔ وہی ظاہر اور باطن کا جاننے والا ہے۔ رحمت عامہ اور رحمت خاصہ کا وہی سرچشمہ ہے وہ اللہ ایسا ہے جسکے سوا کوئی معبود مطلق اور محبوب برحق نہیں پادشاہ نہایت پاک (جملہ عیوب سے) ہمیشہ سلامت (لایزال) اور سلامتی کا سرچشمہ۔ سب سکھوں کا داتا سب کا رکھوالا سب پر غالب۔ نقصان کو پورا کرنے والا۔ ٹوٹے کو جوڑنے والا تمام خوبیوں کا مالک اُسکی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں وہی اللہ پیدا کرنیوالا (مادہ اور روح) سب کا ہے حقیقی نقاش اور صورتگر۔ سب طرح کے اسماء حسنٰی (اچھے نام) اوسیکو زیبا ہیں۔ اگنی۔ وایو۔ چاند سورج۔ اندر۔ منگل۔ بُدھ۔ سنیچر وغیرہ اُسکے نام نہیں یہ مخلوقات اوسکے ہیں) آسمان زمین میں جو شے ہے سب اوسکی تسبیح (پاکیزگی) سے (پڑھ رہی ہے اور وہ بے نظیر حکمت والا ہے۔ (کچھ جیو اور پرکرتی اوسکی قدرت اور حکمت میں شریک و مثیل نہیں)

مذہب اسلام کی بنیاد قرآن مجید فرقان حمید پر قائم ہے۔ اسمیں توحید

کی اشاعت کی۔ شرک۔ کفر۔ بدعت۔ ضلالت۔ جہالت سب کو دنیا سے
ناپید کرنے پر کمر باندھی۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک
وسلم جلیل القدر پیغمبر نے بُت پرستی سے ہمیشہ نفرت کی قرآن شریف میں
ایک بھی آیت یا لفظ ایسا نہیں جس سے شرک ثابت ہو وہ لوگ محض
جھوٹے اور مکار و دھوکہ باز ہیں۔ جو قرآن شریف کی تعلیم شرک آمیز اور حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ بت پرست بیان کرتے ہیں آپ نے تین سو ساٹھ
بتوں کو جو کعبہ میں موجود تھے اور جنکی مدتہائے دراز سے قبل بعثت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شدومد کے ساتھ پرستش ہوتی تھی طرفۃ العین میں
اکھاڑ کر کعبہ کو نجاست پاک و صاف کر دیا۔ آپکے اہلبیت پاک اور ازواج
مطہرات اور تمام صحابہ تابعین اور تبع تابعین اور علمائے امت سلف وخلف
رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین ہمیشہ شرک اور بدعات سے بیزار رہے اور
بعون اللہ ہمیشہ بت پرستی اور شرک وبدعات کی بیخ کنی پر بجان ودل
علماء وصلحاء امت مستعد رہینگے۔ جیسی توحید مذہب اسلام میں پائی جاتی
ہے وہ کسی دوسرے مذہب میں نہیں۔ حاسد لوگ خواہ کیسی ہی کوشش
کریں اشاعت اسلام میں (جو عین حق پر ہے) ہرگز حارج نہیں ہو سکتے۔
یوں تو ہمیشہ سے مذہب اسلام پر معاندین ومخالفین اور حاسدین کے نئے نئے
رنگ وروش پر حملے ہوتے رہے ہیں۔ اور وہ سب بحول اللہ تعالےٰ بیں باد
ہوتے رہے۔ اس چھپر پھاڑ سے طرفۃ العین میں تمام روئے زمین نور اسلام
سے منور ہو گئی تمام دنیا میں اللہ جل جلالہٗ کی الوہیت کی شہادت مذہب اسلام
نے ہی باواز بلند اذان کے ذریعے پنجوقتہ پھیلا رکھی ہے۔ کسقدر جھوٹے
اور دھوکہ دینے والے ہیں وہ لوگ جو باوجود پنجوقتہ اذان سننے کے پھر بھی
اس مذہب اسلام کو شرک اور بت پرستی سے منسوب کرتے ہیں اس کو
دیدہ ودانستہ تعصب اور حسد ہرگز نہیں کہ دن دوپہر بعد غبار کا نام [illegible]

آفتاب اسلام کی نورانی شعاعوں کا انکار۔ لیسے ہی ہٹ دہرمی لوگ آپ گمراہ اور بیدین ہوکر راہ حق سے دور رہکر اوروں کو بھی اپنی ہی طرح کرنے پر آمادہ رہتے ہیں جب سوامی دیانند سرسبتی نے سمت ۱۹۳۹ بکرمی میں کتاب ستیارتھ پرکاش لکھی تو بباعث غیر مانوس زبان ہونیکے مسلمانوں نے اسکے مطالعہ کرنے پر مطلق توجہ نہ کی سوامی جی نے جو دہواں سولاس خاص کر قرآن شریف کے رد میں لکھا آریہ لوگوں کو موقع ملا گلی کوچہ ہر ایک سبھا میں یہ کتاب پیش نظر رہی مسلمان مسکتکیہ زبانی ہی جواب دیتے رہتے جب سے یہ کتاب اردو میں ترجمہ ہوکر مشتہر ہوئی اور ہر ایک دفعہ کے چھپنے پر ترمیم و تنسیخ و تحریف ہوتی گئی تو ہر ایک طرف سے جواب لکھے گئے کوئی نیا اعتراض نہیں کیا ہے۔ زیادہ تر پادری فنڈر صاحب اور پادری اسکاٹ صاحب کی لپی حورد پر ہاتھ مارا ہے اور کچھ اعتراضات منشی اندرمن صاحب کی کتابوں سے نئے جنکے ہزار ہا جواب ہوچکے کوئی نیا اعتراض نہیں ہاں دہوکا دینا نئی طرز پر بے شک دہوکا بازوں کا کام ہے —

ہدیۃ الاصنام اور پیغام محمدی۔ استفسار۔ فتح المبین۔ ظفر المبین۔ تحفۃ الہنود۔ حجۃ الہنود۔ خلعت الہنود۔ سوط اللہ الجبار۔ سیف اللہ القہار وغیرہ پہلے ہی کل اعتراضات کے جواب شائع ہوچکے کوئی مسلمان بہائی کسی آریہ کی میٹھی میٹھی باتوںمیں بھجن منڈلی اور استری منڈلی کی دلفریب حسن و خوش لہجہ پر فریفتہ نہ ہوجائے کوئی صاحب نیوگ کی عشرت پرستی اور آواگون کی سیر ہر ایک جنم کا مزہ چکھنے پر مائل نہو کوئی بہائی اپنے خدائے وحدہٗ لاشریک کو مادہ اور روح کا محتاج نہ گردانے —

اب خادم المسلمین محمد حسین ابن سید بخشش علی صاحب عفی اللہ عنہ سید پوری ضلع بدایوں آریوں کی موحدانہ تعلیم کا ستیارتھ پرکاش کے پہلے ہی سملاس سے فوٹو اُتارتا ہے دیکھیں دیانندی آریہ کیا تاویل کرتے ہیں۔

مجھے یہ رسالہ صرف حقیقات ظاہر کرنیکی غرض سے لکھا ہے تا معلوم ہو کہ

دیا وسو بہگے رشیوں منیوں اور اُنکے چیلوں کی کیا تعلیم رہی شرک
ست یہ دو ... ہے یا نہیں جو صاحب اس رسالہ کو اول سے آخر تک ضد اور
تعصب کو چھوڑکر بغور انصاف سے ملاحظہ فرماوینگے وہ اگر سچے اور حق طلبی
کے ساعی اور کوشاں ہیں تو بے شک سچے دل سے پکار اٹھینگے کہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پر ہم ایمان لائے سوائے ایک ایشور سرب شکتیمان کے جیو پرکرتی انادی ایک
ہی رام۔ کن سبہاؤ کے نہیں وُہی ایشور ہو جا رہا ہے۔ اور محمد صاحب
اُسی ایشور کے بھیجے آپا سک بھیجے ہوئے ہیں کہ ہمکو بیتر ہے اور خلاف مارگ
سے ہم کو سیدھے مارگ پر چلایا اور ہمیں اگنی اور مورتی ... ہو جا سے
چھڑایا۔ اور قرآن شریف جیسی روشن اور نورانی کتاب کو دنیا میں پھیلایا
اور ہمیں دین اسلام کا سیدھا رستہ دکھایا۔ ہم اُسی مولا کریم کی حمد و ثنا کرتے ہیں
اور اُسی سے ہر کام میں مدد واستعانت طلب کرتے ہیں کیونکہ اُسکے سوا ہمارا
کوئی مددگار نہیں۔ الٰہی تو ہی ہمارا رہبر اور تیرا کوئی ہمسر نہیں تو ہمیں شیطان سے
دور رکھ ہم تیرے رحمت کے قربان ہیں۔ ہم کل امیدیں تیرے در پر لائے ہیں
تو ہی ہمارے ہر آزار کا معالج ہے اور تو ہی ہمارے جان کے زخموں کی مرہم
ہے۔ تو اپنے فضل سے ہماری کل مرادیں پوری کرتا ہے اور عاجزوں
اور بیکسوں کا مددگار ہے جس نے ہماری ہدایت کے لیے جناب محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہان کے آفتاب جنسے کل زمین و آسمان
روشن ہوئے بھیجے اور ہمارے دلوں کو نورانی بنا دیا پس ہمارا سندی کیوں ایسے
ہادی رسول کے منکر ہیں قرآن دیا نندیوں کی آنکھیں کھول دے کہ وہ اس
نور سے اپنی آنکھیں اور دل روشن کریں۔ فقط

پہلا باب پرمیشور کے نام

وید کے متعلق جو کچھ بھی ہمکو لکھنا ہے وہ دوسرے باب میں لکھا ہے۔ یہاں پر صرف پرمیشور کے ناموں کا مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے جس سے آریوں کی مشرکانہ تعلیم کا خاکہ اُڑایا جاتا ہے۔ جب آریوں کے پیشوا دیانندجی نے دیکھا کہ اب ویدوں کی تمام مشرکانہ تعلیم کا چھپا ہوا پردہ جو ایک مدت دراز سے ایسا ہی چلا آتا ہے۔ وہ اب زمانہ کی روشنی پاکر صاف صاف کھلا جاتا ہے۔ یہانتک کہ تمام وید کی تعلیم نباتات وحیوانات وجمادات وکواکب ارضی وسماوی وثوابت وسیارگان کی پرستش پر مخلوقات کو رجوع کرتی ہے اور یہ بڑا بھاری اعتراض اور تکذیب وتردید اس امر کی ہوئی جاتی ہے۔ جو کہ آریہ لوگ وید کو ابتدائے آفرینش سے کلام الٰہی تصور کرتے چلے آتے ہیں۔ اور اُسکو اپنا دستور العمل مانتے ہیں تب ایک نئی چال یہ چلے کہ اپنا من مانا ایک نیا کوش (لغت) اسطرح بنایا کہ جن مقامات پر ملحدانہ ومشرکانہ الفاظ تھے اُنکے معنے ہی بدل ڈالے اور صاف ظاہر کردیا کہ جن برہمنوں اور پنڈتوں نے ہمارے خلاف معنی اور مطلب لکھا ہے۔ وہ وید مقدس کو نہیں سمجھے۔

صاحبو۔ میں اس باب میں یہ امر ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ دیکھو سوامی جی کیسا چال چلے ہیں اگرچہ عیب کو بہت چھپایا مگر اصل بات کہاں چھپ سکتی ہے۔ آپ اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش[1] کے صفحہ ۱۸ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اوم اللہ اگنی وغیرہ ناموں کے خاص معنے پرمیشور ہی ہیں۔ اب اسکے آگے

[1] ستیارتھ پرکاش مترجمہ راداکشن و پنڈت راجا رام مطبوعہ کرشن جند کمپنی لاہور بکری ۱۹۵۹

فرماتے ہیں۔ کہ چنانچہ ویاکرن (صرف ونحو) نرکت (الفاظ کی وجہ تسمیہ بیان کرنیوالا علم) برہمن (آریوں کی مقدس کتب جن مین کرم کانڈ کا بیان ہے) سوتر وغیرہ رشی منیوں کی تفسیر میں (ان الفاظ سے) پرمیشور ہی مراد ہے۔ اور ایسا ہی سب کو ماننا چاہئیے۔ لیکن اوم تو صرف پرمیشور کا ہی نام ہے۔ اور اگنی وغیرہ ناموں سے پرمیشور کے معنے لینے میں موقعہ اور صفت دونوں کا لحاظ رکھنا ضرور ہے۔

کیوں صاحب دیکھا کیا اچھا جبہ لکھا ہے۔ کیا صاف شرک فی الاسماء ہے سوا اسکے ہم صاف صاف ثابت کرتے ہیں۔ کہ اگنی وغیرہ ناموں نے سوا خدا کے مخلوقات بھی مراد ہے۔ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳ سے ۴ تک دیکھو پرمیشور کے نام۔ برہم۔ پرش۔ اگنی۔ پرکاش۔ برہما۔ وشنو۔ رُدھ اکشر۔ وایو۔ متر۔ ورن۔ یم۔ منو۔ پرش۔ بل۔ شیو) مہادیو۔ دیوی۔ لکھشمی۔ پرش۔ اندر۔ چاند۔ برہسپتی۔ سورج۔ پرتھوی۔ اکاش منگل۔ بدھ۔ سنیچر۔ راہو۔ کیتو۔ گن پتی۔ سرسوتی۔ دھرم راج کال۔ شیش۔ شنکر۔ بنا۔ پتا۔ ماتا۔ پرتاما۔ آنند۔ ستیہ۔ انت انادی۔ گیان۔ وغیرہ

اگنی۔ جل۔ پرش۔ پرم پرش۔ وایو۔ متر۔ دیو۔ دیوی۔ اور برہسپتی۔ سنیچر غرض ان کل ناموں کو ہمارے آریہ سماجی بھائی تو ضرور ہی فقط یاد کرتے ہونگے۔ اور انکے موقع و محل کو بھی جانتے ہونگے۔ اب ہم عام لوگوں کو انکے موقع اور محل بھی بتاتے ہیں۔ وہ بھی۔ آریہ نیم نمبر ۸ کے موجب اودیا کا ناش اور ودیا کی ورد ھی کرنی چاہئیے۔ کے موجب نہ کہ متعصب اور ضد کے طور پر جیسا کہ انکے ہم مشربوں کی عادت پڑ گئی ہے۔

تحفۃ الہنود مطبوعہ فاروقی دہلی ۱۳۰۴ ہجری کے صفحہ ۸ سے ۹ تک دیکھیں

سلہ اپنی ذات سے پرکاش مان (منور) ہونیکے باعث اگنی ستیارتھ پرکاش

بہ شرتی حق ملتا ہے ۔ ۸ تک رگ وید ترجمہ دہلی سوسائیٹی میں[1] اگنی دیوتا کی مہوم کا بڑا گرو کارکن اور دیوتاؤنکو نذریں پہونچانے والا بڑا ثروت والا ہے بلکہ تا ہوں ۔ ۳ ایسا ہو کہ اگنی جسکا بھلا الغرلیف زمانۂ قدیم اور زمانۂ حال کے رشی کرتے آئے ہیں دیوتاؤں کو اسطرف متوجہ کرے ۔

تو اگنی جو دو لکڑیوں کے باہم رگڑنے سے پیدا ہوئی ہے ۔ اس پاک کی ہوئی کشا پر دیوتاؤں کو لا تو ہماری جانب سے ان کا بلانیوالا ہے اور تیری پرستش ہوتی ہے ۔ اے اگنی آج ہماری خوش ذائقہ قربانی دیوتاؤں کو انکے کہانیکے واسطے پیش کر ۔ اے اگنی والو ۔ سورج وغیرہ دیوتاؤں کو ہماری نذر پیش کر ۔ اے بے عیب اگنی تو منجملہ اور دیوتاؤنکے ایک ہوشیار دیوتا ہے ۔ تو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے اور ہمیں اولاد عطا کرتا ہے تمام دولتوں کا تو ہی بخشنے والا ہے ۔ اگنی کا مبارک نام لے کر پکار جو کہ سب سے پہلا دیوتا ہے ۔ اے اگنی سرخ گہوڑوں کے سوامی ہماری اُستت سے پرسن ہو ۔ ۳۲ ۔ دیوتاؤں کو یہاں لا ۔ اے اگنی جیسا کہ تو ہے ۔ لوگ اپنے گہروں میں تجھے محفوظ جگہ میں ہمیشہ روشن رکھتے ہیں تو کہ سب کی زندگی کا باعث ہے ہمارے فائدہ کے لئے دولت والا ہو جا ۔ اے اگنی دیوتا جو کہ ہمیشہ جوان رہتا ہے بڑا عاقل ہے اور جگ کرنیوالیکے گہر کا محافظ ہے ۔ اور نذروں کا لیجانیوالا ہے ۔ جسکا منہ دیوتاؤں تک نذریں پہونچانیکا وسیلہ ہے اور گہر کی آگ سے روشن ہوا ہے ۔ لازوال اگنی اپنی خوراک کو اپنی لاٹ سے جلا کر اور اسکو جلدی سے تناول کرکے خشک لکڑی پر چڑھ گئی ہے جلانیوالے عنصر کا شعلہ چالاک گہوڑے کی مانند پہیلتا ہے اور بادل کی مانند ہو کر گرجتا ہے ۔ اے اگنی جگ جسکو کوئی نہیں روک سکتا ۔

[1] کتاب براہین احمدیہ کے صفحات ۴۲۴ تک کا خلاصہ رگ وید کی سنتا اشٹک ۱ ادہیائے ۱ سوکت ۱ سے تا ۷ ۱

اور جبکی تو ہر طرف سے رکشا کرنیوالا ہے۔ دیوتاؤں کو پہنچاتا ہے ۱۳ اے اگنی
مستقد تیرے سے ہو سکے اپنی نذر دینے والے کو فائدہ پہنچا وہ یقیناً تیرے ہی
پاس اے اینگیرا (انگارہ) واپس آویگا۔ ۱۴ اگنی کے وسیلے سے پوجاری کو ایسی دولت
حاصل ہوتی ہے جو روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ اور جو شہرت کا چشمہ اور انسان
کی نسل بڑہانے والی ہے ۱۵ اے اندر اے والیو یہ ارگ (پانی) تمہارے واسطے
چھڑکا گیا ہے۔ ہمارے واسطے کمانا لیکر ادہر آؤ۔ بڑے دیوتاؤں کو نمسکار
چھوٹے دیوتاؤں کو نمسکار ہو * بڑے دیوتاؤں کو نمسکار ہم سب دیوتاؤں کی حتے المقدور
پوجا کرتے ہیں ۱۶ اے اندر تو شکاری کے چھکڑا اور مجھ دمجہا رشی کو بڑا مالدار کر دی
۱۷ اے اندر تیری ہی سبب سے خوراک کی ہر جگہ کثرت ہے اور وہ بآسانی دستیاب
ہو سکتی ہے ۱۸ اے بجر کے تہامنے والے (کلوخ انداز) چراگاہوں کو سرسبز کر دو
اور بہت دولت عطا کرو ۱۹ اندر کیطرف اوسکی شفقت اور دولت اور کامل طاقت
حاصل کرنیکے لئے رجوع ہوتے ہیں کیونکہ وہ طاقتور اندر دولت بخشکر ہماری
رکشا کرنیکے قابل ہے ۲۰ اے سورج اور چاند ہمارے جگت کو کامیاب
کرو اور ہماری طاقت کو زیادہ کرو۔ تم بہت آدمیوں کے فائدہ کے واسطے پیدا
ہوتے ہو۔ ہمکو تمہارا ہی آسرا ہے ۲۱ سورج کے نکلنے پر ستارے معہ رات
کے چوروں کی مانند بہاگ جاتے ہیں ۲۲ ہم سورج دیوتا کے پاس جاتے ہیں
جو دیوتاؤں کے درمیان نہائیت عمدہ ہے ۲۳ اے چاند ہمیں تہمت سے
بچا گناہ سے محفوظ رکہہ۔ ہمارے توکل سے خوش ہو کر ہمارا دوست ہو جا ایسا
ہو کہ تیری قوت زیادہ ہو ۲۴ اے چاند تو دولت کا بخشنے والا ہے اور مشکلوں
سے نجات دینے والا ہے ہمارے مکان پر دلیر بہادروں کے ہمراہ آ ۲۵ اے
چاند اور اگنی تم مرتبہ میں برابر ہو ہماری تعریفوں کو آپس میں بانٹ لو کیونکہ تم ہمیشہ
دیوتاؤں کے سردار ہی ہو ۲۶ میں جل دیوتا کو جسمیں ہمارے مویشی پانی پیتے

لہ اندر بمعنی [illegible] سورج بمعنی خود منور سب کا پرکاش کرنیوالا تلہ جل بمعنی [illegible]

میں بُلاتا ہوں سمندر یا جو بہہ رہے ہیں انکو نا یں چڑھانا چاہئیں ایسا ہو کہ وہ جل جو سورج کے قریب ہیں۔ اور وہ سورج کے شریک رہتے ہیں ہماری اس ریت پر مہربان ہوں ۲۸ اے دھرتی (پرتھوی) دیوتا ایسا ہو کہ تو بہت وسیع ہو جاوے تجھ پر کانٹے نہ ہوں تو ہماری رہنے کی جگہ ہو جاوے اور ہمیں بڑی خوشی دے ۲۹ ایسا ہو کہ ورونا دیوتا ہمارا خاص مہربان ہو جاوے ۳۰ ایسا ہو کہ میترا دیوتا ہماری نگہبانی کرے۔ ایسا ہو کہ دونوں ملکر ہمیں نہایت دولتمند کر دیں ۳۱ اے نشتری دیوتا اور تیری بی بی جگت کے دیوتاؤں سے ہماری حفاظت کرو ۳۲ ہم اگنی کی جو مذہبی رسوم میں روشن کی جاتی ہے پرستش کرتے ہیں ۳۳ عاقلوں نے اے اگنی تجھے دیوتاؤں کا بلانیوالا کارکن بہ و بہت بڑی دولت بخشنے والا جلد سننے والا اور بہت مشہور پاکر اپنی جگہوں میں رکھا ہے ۳۴ اے اگنی ہوا سے بھڑک کر اور مشتعل ہو کر لکڑیوں میں تو آسانی گھس جاتی ہے ۳۵ اے اگنی جب تو سانڈ کیطرح بن میں گھس جاتی ہے تب تو سب طرف جاتی ہے تیرا راستہ سیاہ ہو جاتا ہے یعنی لکڑیوں کو جلا کر بھسم کر دی جاتی ہے اور سب چیزوں کو جو آگے آتی ہیں۔ خواہ ساکن ہوں یا متحرک جلا دیتی ہے ۳۶ میں اگنی کی جو ہر قسم کی دولت دینے والا ہے پوجا کرتا ہوں ۳۷ اگنی جو بن میں پیدا ہوا ہے اور انسان کا دوست ہے اور اپنے پوجاری کی اسطرح حفاظت کرتا ہے جیسے راجہ لائق آدمی پر مہربانی کرتا ہے ایسا ہو کہ وہ ہم پر مہربان ہو ۳۸ اے اگنی دیوتا تو خشک لکڑی کے رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے تب تمام تیرے پوجاری پاک رسم ادا کرتے ہیں ایسا ہو کہ وہ اگنی جو رنگ برنگ روشنی کی مالک ہے اس اپنے پوجاری کی خواہشوں کو جلد سے سننے ہمیشہ انگلیاں ہماری اگنی سے ایسی محبت کرتی ہیں جیسے عورتیں اپنے خاوندوں سے کرتی ہیں ۳۹ اے اگنی جبکہ پوجاری تجھے اپنے گھر میں روشن کرتا ہے اور تجھے

سلہ پرتھوی پر تھ سے بہی یعنی پھیلنا۔

ہو گیا ہے جسکی وہ ہر روز خواہش رکھتا ہے تو اے اگنی وہ طرح
سے زیادہ ہو کر اکثر اوقات سب ہی کے لوازم دیا کرتی ہے ایسا ہو کہ قوت
باضمہ بھی اگنی جو خوراک سے تعلق رکھتی ہے بھگتوں اور نامور پروہتوں
کی خدمت کرنیوالیکو بطور بخشش حرارت مردی کے دی جاوے اور ایسا ہو کہ اگنی
سے اسکا مضبوط اور بے عیب دو جوان اور فہیم لڑکا پیدا ہو ایسا ہو کہ
تیرے دولت مند لوگ ہماری بہت خوراک حاصل کریں ایسا ہو کہ بدوان جو
تیری تعریف کرتے ہیں اور تجھے روشن کرتے ہیں انکی عمر دراز ہو ایسا ہو کہ ہم
لڑائیوں میں اپنے دشمنوں سے لوٹ حاصل کریں ۲۴ جل میں لونڈیاں ہیں
پہلے سے برہم چاری[1] جل کی تعریف کرنیکو مستعد ہو رہے اے جل تمام بیماریوں
کے کھونیوالے چشموں کو ہمارے بدن کے فائدہ کے واسطے اپنا ۲۰ اے سوم رس
کے پینے والے اندر کو ہم مستحق ہوں پر تو ہمیں ہزار ہا عمدہ گوئیں اور گھوڑے
دیکر مالا مال کر ۲۱ اے خوبصورت اور طاقتور اندر خوراک کے مالک تیری
شفقت ہمیشہ قائم رہتی ہے ہمیں ہزاروں عمدہ گھوڑے اور گوئیں دے ہر ایک
کو جو ہمیں گالی دیتا ہے غارت کر ہر ایک کو جو ہمیں نقصان پہونچاتا ہے قتل کر
اور ہمیں ہزاروں گھوڑے اور گوئیں دے ۲۲ اے اندر جو ہماری بہتری
میں راضی ہوتا ہے ایسا کر کہ ہمیں خوراک بافراط ملے اور مضبوط اور بہت دودھ
دینے والی گوئیں ہمارے ہاتھ آویں جنکے باعث سے ہم عیش و عشرت میں مشغول
رہیں ۲۵ اے اندر اور اگنی میں جو دولت کا خواہشمند ہوں تم دونوں کو اپنے
دل میں رشتہ دار اور قرابتی تصور کرتا ہوں اور اک جو تم نے مجھے عنایت کیا
ہے کسی دوسرے نے کبھی نہیں دیا اور اسطرح بہرہ مند ہو کر میں نے یہ منتر

[1] برہم چاری تین قسم کے ہیں اول ۲۴ دوم ۴۴ سوم ۴۸ سال تک اپنے نفس کو قابو میں رکھنا ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۸

جسمیں میں نے اپنی خوراک کی خواہش ظاہر کی ہے تمہاری تعریف میں بنایا ہے
۱۳ اے اندر اور اگنی نعمتوں کے عطا کرنیوالو خواہ سُرگ لوک پاتال لوک
یا مرت لوک جہاں کہیں تم ہو وہاں سے یہاں آؤ اور کھلا ہوا رگ سوم پیئے
اے اندر اور اگنی بجر گہا نیولے شہروں کے غارت کرنیوالو ہمیں دولت
عطا کرو۔ لڑائیوں میں ہماری مدد کرو۔ ایسا ہو کہ منترا دیوتا اور ورن دیوتا اور
اِدِتی دیوی سمندر دیوتا دہرتی (پرتھوی) دیوی۔ آکاش (آسمان)
دیوتا یہ سب ملکر ہماری اس دعا پر متوجہ ہوں ۱۴۸ اے انسانوں پر مہربانی کرنیوالے
اندر تو بھی مخلوق ہی ہے پر پیدائش کے وقت سے آج تک کوئی نظیر نہیں ہوا
تو تینوں لوک اور تینوں کرہ آتش اور تمام اس عالم کا جو مخلوقات سے پُر ہے
سہارا دینے والا ہے اے اندر جو سب دیوتاؤں میں اول درجہ کا دیوتا ہے
ہم تجھے بلاتے ہیں تو نے لڑائیوں میں فتوحات حاصل کی ہیں ۱۵ ایسا ہو کہ
اندر جو کارساز تند اور تمام مانع چیزوں کا جڑ سے اکھاڑنیوالا ہے ہمارے رتبہ کو
لڑائیوں میں سب سے آگے رکھے ۱۶ ایسا ہو کہ اندر ہمارا ساتھی ہو کہ ہم سیدھے
راستہ سے خوراک کثیر حاصل کریں اور ایسا ہو کہ منترا دیوتا اور اِدِتی دیوی
سمندر دیوتا دھرتی دیوی۔ آکاش دیوتا ہمارے واسطے خوراک کی حفاظت
کریں بہت سی مہمات کا سر کرنیوالا سب دیوتاؤں سے اچھا دیوتا نعمتوں کا
عطا کرنیوالا سچی طاقت والا بہادر اندر ہے جو دولت کا لحاظ کرتا ہے اور اوس
شخص سے دولت چھین لیتا ہے جو جگ نہیں کرتا جیسے رہزن مسافر سے چھین
لیتا ہے اور اُسے جگ کرنیوالے کو دیتا ہے ۱۸ اے اندر تیری سب تعریف
کرتے ہیں ایسی کرپا کر کہ اور لوگوں سے ہمیں نقصان نہ پہنچے ۱۹ مروت۔
(ماروت) دیوتا تم دلیر اندر کے ہمراہ دونوں خوشی مناتے ہوئے اور یکساں
شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہوتے ۲۰ اے اجیت اندر ایسی
لڑائیوں میں ہماری حفاظت کر جہاں سے بہت لوٹ ہمارے ہاتھ آوے

میں کے ... برسانیوالا طاقتور اندر ہمیشہ درخواستیں قبول کرنیوالا انسانوں
کو اپنی طاقت عطا کرتا ہے جیسا ساندھ گئو دَر کے ریوڑ کی حفاظت کرتا ہے حقیقت
میں اندر کے گانے کے لائق یا پڑھنے کے لائق تعریف بار بار کرنی چاہیئے ۵۳ اے
اندر نعمتوں کے بخشنے والے اور اپنے پوجاری کی رکشا کرنیوالے میں نے تیری
تعریف کی ہے جو تجھ تک پہونچ گئی ہے اور جس کو تو نے منظور لیا ہے اے
متمول اندر اس رسم میں ہمیں دولت حاصل کرنیکے لئے دلیر کر کیونکہ ہم محنتی
اور مشہور ہیں ۵۴ اے اندر ہمیں بے اندازہ بے شمار اور لازوال دولت
بخش جو مویشی اور خوراک اور زندگی کا چشمہ ہے ۵۵ اے اندر ہمیں نامور
کر اور ایسی دولت دے جو ہزاروں طریقوں سے حاصل ہو اور وہ کھانیکی
چیزیں جو گاڑیوں سے چھکڑوں میں آتی ہیں عطا کر ۵۶ اے ستاکرتو اندر
سام وید کے پڑھنے والے تیری استت کرتے ہیں رگ وید کے پڑھنے والے
تیری تعریف کرنے میں جو کہ تو تعریف کے لائق ہے اور برہمن تجھے بانس کی
مانند بلند کرتے ہیں ۵۷ اندر نعمتیں بخشنے والا اپنے پوجاری کے مطلب
سے واقف ہے ۵۸ اے یا سو دیوتا ہماری اس پوجا میں آکر شامل ہو ہمارا
منتر اور تعریف اور دعاؤں کو قبول کر ہمارے جگ پر مہربان ہو اور بہت خوراک
دے ۵۹ اے اندر ہمیں بڑی نیو مٹی سے گائیں عطا کر ۶۰ اے تعریف
کے مستحق اندر ایسا ہو کہ ہم ہمیشہ تیری تعریف کرتے رہیں ایسا ہو کہ اس تعریف
سے اے بڑی عمر والے تیری قوت زیادہ ہو اور ایسا ہو کہ یہ تعریف ہماری تجھ
پسند آوے تاکہ ہمیں خوشی حاصل ہو ۶۱ ہم اگنی کو جو دیوتاؤں کا پیغمبر
اور بلانیوالا ہے اور بہت ثروت والا اور اس جگ کا سمپورن کرنیوالا
ہے منتخب کرتے ہیں ۶۲ اے روشن اگنی ہم نے تجھے گھی کا ہوم کرکے جلایا
ہے ہمارے دشمنوں کو جلا دے جنکی محافظ ناپاک ارواح ہیں ۶۳ اس
اگنی کی جگ میں تعریف کرو کہ جو بڑا عاقل صادق اور روشن ہے اور بیماری

کاکھو نیوالا ہے ۶۴ اے روشن اگنی دیوتاؤں کے پیغمبر اس نذریں پیش کرنے
والے کی حفاظت کر جو کہ تیری پوجا کرتا ہے ۶۵ اے اگنی ہماری جگ اور ہمارے
ہوگ میں دیوتاؤں کو لاتے ہیں تیری تعریف وہ منتر پیشکری ہے جو سب سے آخر
تصنیف ہوا ہے ہمیں خوراک عطا کر اور دولت ہوا ولاد کا چشمہ ہے عنایت کر
۶۶ اے اگنی کالو یعنی رشی لوگ تجھے بلاتے ہیں اور تیرے گُن گاتے ہیں
۶۷ اے اگنی معہ دیوتاؤں کے آ ۶۸ اے اگنی نیک کاموں کو ترقی دینے
والوں کو یعنی دیوتاؤں کو جنکی ہم پوجا کرتے ہیں اس نذر میں مع انکی بیبیوں کے
شریک کر ۶۹ اے اگنی انعام کی دینے والی اور رتھو دیوتا کے ساتھ جگ
میں حصہ لینے والی گھر کی آگ ہو کر پوجاری کی خاطر دیوتاؤں کی پرستش کرنے ۷۰ کی
ہمارے فوقیت رکھنے والی اگنی اپنے پوجاری کو درشن دے تاکہ اُسکو معلوم ہو کہ
میری پوجا قبول ہوئی تیرے بل آکاش اور دھرتی لرزاں ہیں تونے اس بوجھ
کو اُٹھایا ہے جسکے لئے پروہت مقرر کیا گیا۔ تونے بزرگ دیوتاؤں کی پرستش کی ہے
۷۱ تو اے اگنی خواہشوں کو پورا کرنیوالی ہے اپنے پوجاریوں کی دولت زیادہ
کرنیوالی ہے ۷۲ اے اگنی دولت کی خاطر ہم تیری پوجا کرتے ہیں اس ہوم
کے کرنیوالے کا نام کر دے ایسا ہو کہ تیری کرپا سے جو ہماری اولاد کو ہو پھر ہم یہ
رسم ادا کریں ۷۳ دھرتی۔ آکاش اور تمام دیوتاؤں سمیت ہمیں بچا۔
۷۴ اے اگنی تو ہمارے اس منتر سے جو اپنی لیاقت اور آگاہی کے موافق
پڑھتے ہیں ترقی پا۔ ہمیں دولتمند کر اور ہمیں نیک سمجھ دے اور بہت خوراک کیلئے
۷۵ ہم اے اگنی نذریں چڑھا کر تیری پوجا کرتے ہیں اے بہت خوراک دینے
والی مہربان آج مہربان ہو ۷۶ اے اگنی تو خوشی کے دینے والی دیوتاؤں کو ملانیوالی
اور پیغمبر اور انسان کی محافظ ہے وہ نیک اور دیرپا کام جو دیوتا کرتے ہیں
جس سب موجود ہیں ۷۷ اے اگنی خوراک کی بخشنے والی ہمارے خزانے پُر کر دے
۷۸ اے جان اور چمکدار اگنی ہمیں تاپاک روحوں سے اور کینہ ور آدمیوں سے

کو بخشش نہیں کرتا اور شودی جانوست اور ان لوگوں سے جو ہماری مارنیکی فکر میں
ہیں بچا۔ منتر ۷۹ اگنی کے شعلے روشن طاقتور اور خوفناک ہیں ان کا
اعتماد نہ کرنا چاہیئے۔ منتر ۸۰ اے اگنی جو کہ امید ہے اور تمام مخلوقات کی فریاد
رسی کرنیوالی ہے۔ صبح سے نذر پیش دینے والے کے پاس بہت قسم کی دولت ہے عمدہ
گھر کے لا آج یہاں دیوتاؤں کو لشٹ ہی لا۔ منتر ۸۱ آج ہم اگنی جو پیغمبر مکانوں
کے دینے والے بہر دل عزیز دھوئیں کی جھنڈے والی روشنی بخشنے والی اور علی الصباح
جو ہماری پوجا کرتا ہے اُسکی حفاظت کرنیوالی ہے منتخب کرتے ہیں منتر ۸۲ تو اے
اُسی علگوں کی حفاظت کرنیوالی ہے اور دیوتاؤں کی پیغمبر ہے آج یہاں دیوتاؤں
کو جو صبح راگشتے ہیں اور سورج کا دھیان کرتے ہیں منتر ۸۳ میں سونے کے
ہاتھ والے سورج کو اپنی حفاظت کیلئے بلاتا ہوں وہ پوجاریوں
کا درجہ مقرر کرتا ہے منتر ۸۴ سورج کی جو پانی کا مددگار نہیں ہے ہماری حفاظت
کے لئے تعریف کرو۔ ہم اُسکی پوجا کرنیکے لئے آرزو کرتے ہیں منتر ۸۵
دوستو بیٹھ جاؤ درحقیقت ہم سورج کی تعریف کرینگے کیونکہ وہ درحقیقت دولت
کا بخشنے والا ہے منتر ۸۶ عاقل ہمیشہ سورج کے اُس بڑے وجود کا دھیان
کرتے ہیں جیسے آنکھ آسمان کی سیر کرتی ہے منتر ۸۷۔ تو اے سورج سب سے
زیادہ چلتا ہے تو سبکو دکھلائی دیتا ہے تو چشمہ روشنی کا ہے تو تمام آسمان پر چمکتا
ہے منتر ۸۸ تو اے سورج بارت دیوتا کے سامنے نکلتا ہے۔ تو انسان کے روبرو
نکلتا ہے۔ اور تو اسطرح نکلتا ہے کہ تمام دیو لوگ تجھے دیکھ سکیں تو اس روشنی کے
ساتھ نمودار ہوتا ہے۔ جسکے ساتھ تو صاف کرنیوالا برائی سے بچانیوالا ہے۔ تو
فراخ آسمان کو دن اور رات کا اندازہ کرتا ہوا اور سب مخلوقات کو دیکھتا ہوا
طے کرتا ہے منتر ۸۹ تو اے سورج آرام دہندہ روشنی سے چمکتا ہوا نمودار ہو کر اور جب
بلند آسمان پر چڑھ کر میرے دل کی بیماری اور میرے بدن کی زردی کھو دی منتر ۹۰ روشنی
کو تاریکی کے پرے دیکھکر ہم سورج دیوتا کے پاس جاتے ہیں جو دیوتاؤں کے درمیان

ایک چیدہ دیوتا ہے۔ منٹ ۹۰ اے چاند دیوتا تو ہر دم کے کام کرنے سے نیکی کا کام
کرنیوالا ہے تو اپنے قوتوں کے باعث صاحب طاقتور اور سرب بیاپی ہے منٹ ۹۱۔ تو اپنی
بخشش کے باعث نعمتوں کا دینے والا اور اپنی بزرگی سے بزرگ ہے منٹ ۹۲
تو نے اے انسان کے رہنما جنگ کے چڑھاؤ دن سے خوب پرورش
پائی منٹ ۹۳ تیرے کام ورن راجہ کی مانند ہیں نیز تمام اسے چاند بڑا ہے تو عزیز تر
دیوتا کی مانند سب کا معاف کرنیوالا ہے تو ریچان دیوتا کی مانند سب کا بڑھانے والا ہے
چاند تیرے میں وہ خوبیاں ہیں جو تیرے سبب سے آسمان زمین پہاڑیوں اور
پانی سب میں برکت ہے منٹ ۹۴ اے چاند راجہ ہے اچھی طرح پیش آ اور ہماری
ہماری نذریں قبول کر منٹ ۹۴ تو اے چاند اس شخص کو جو تیری پوجا کرتا ہے خواہ وہ
جوان ہو۔ یا بوڑھا دولت دیتا ہے تاکہ وہ اس سے حظ اوٹھا وے اور زندہ رہے
منٹ ۹۵ اے چاند راجہ ہمیں اس سے جو نقصان پہونچانیکی فکر میں ہے محفوظ رکھ۔
تجھ سے دیوتا کا دوست کبھی نہیں مر سکتا منٹ ۹۶ اے چاند دیوتا ہماری
ایسی مدد کر رکشا کر جس سے بھوک لگانے والیکو خوشی حاصل ہوتی ہے ہمارے
اس بلیدان کو اور تعریف کو قبول فرما کر اے چاند دیوتا ہمارے پاس آ اور ہماری
رسم کا ترقی دینے والا ہو۔ چونکہ ہم منتروں سے واقف ہیں اس سبب سے ہم تیری
تعریف کر کر تیرا رتبہ بڑھاتے ہیں منٹ ۹۷ اے کرپاندھان چاند ادھر آ۔ اے دولت
بخشنے والے بیماری کھونے والے دولت سے آگاہ خوراک کے بڑھانے والے چاند
دیوتا ہمارا ایک لائق مددگار رہو منٹ ۹۸ اے چاند دیوتا ہمارے دلوں میں ایسا خوش
رہ جیسے مویشی سبزہ زاروں میں یا انسان اپنے گھروں میں خوش رہتا ہے منٹ ۹۹ اے
چاند دیوتا ایسا ہو کہ قوت تیری میں ہر طرف سے آوے ہمارے واسطے خوراک
مہیا کرنے میں سرگرم رہ منٹ ۱۰۰ اے چاند دیوتا سب بلیوں کے ساتھ بڑھتا جا
ہمارا دوست ہو خوراک کیطرف سے آسودہ حالی بخش تاہم پھلیں پھولیں منٹ ۱۰۱
چاند دیوتا اس شخص کو جو کہ نذریں چڑھاتا ہے دودھ والی گائے چالاک گھوڑا

اور ایک بیٹا جو کہ کاروبار میں ہوشیار خانگی تعلقات میں ہنرمند۔ یوجاؤں میں سرگرم
مجلس میں لائق اور جو اپنے باپ کی عزت کا باعث ہوتا ہے منتر اے چاند دیوتا
تجھے رن میں اٹل ہزاروں آدمیوں نے گروہ میں لڑکر فتحیاب ہونیوالا طاقت
زائل ہونے دینے والا جنگوں کے درمیان پیدا اور روشن مکان میں رہنے والا
مشہور اور بہادر جانکر خوش ہوتے ہیں منتر تو نے اے چاند یہ سب پانی کے اور
گئوئیں پیدا کی ہیں۔ تو نے کشادہ آسمان کو پھیلایا ہے۔ تو نے تاریکی کو روشنی
سے پراگندہ کر دیا ہے منتر اے طاقتور چاند دیوتا اپنی روشن دماغی کے ساتھ
دولت کا ایک حصہ دے ایسا ہو کہ کوئی مخالف تجھے دق نہ کر سکے تو کسی دو برابر
مخالفوں کی بہادری پر فوقیت رکھتا ہے ہمیں رن میں ہمارے دشمنوں سے
بچا منتر اسورج روشن صبح کے پیچھے جاتا ہے جیسے مرد نوجوان خوبصورت
عورت کے پیچھے جاتا ہے۔ اسوقت بہت آدمی تیر و فتح کی رسموں کو کرتے
ہیں اور مبارک سورج کو جو انعام کی خاطر لیتے ہیں تب اسکی پرستش کرتے
ہیں۔ منتر اسورج کے تیز رفتار زرد ہیولی فال نا تھنہ پاؤں کے مضبوط راستے
طے کرنیوالے گھوڑے جنکی ہم نے پرستش کی ہے اور جو تعریف
کئے جانیکے مستحق ہیں آسمان کی چوٹی پر پہونچ گئے ہیں اور جلد زمین آسمان کے
گرد پھر آتے ہیں منتر اسیا دیوتا ہے اور جلال سورج کا یہ ہے کہ جب وہ غروب ہو جاتا
ہے۔ وہ پھیلی ہوئی روشنی کو جو اسکے کام پر پھیلی ہوئی تھی اپنے میں چھپا لیتا ہے
جب اپنے گھوڑوں کو کھول دیتا ہے اس وقت رات کی تاریکی سب پر چھا جاتی ہے
آفتاب منترا دیوتا اور ورن دیوتا کے سامنے اپنی روشن صورت
آسمان کے درمیان ظاہر کرتا ہے اور اسکی کرنیں ایک تو اسکی بے حد روشن طاقت
کو پھیلاتی ہیں اور دوسری جب وہ چلی جاتی ہیں تب رات کی تاریکی لاتی
ہیں منتر آج دیوتا سورج کے نکلتے ہی ہمیں نالائق باتوں سے بچاؤ اور ایسا
ہو کہ منترا دیوتا ورن دیوتا ادیتی دیوی سمندر دیوتا دھرتی دیوی

آکاش دیوتا اس ہماری دعا پر متوجہ ہو کہ سنیں مختصراً چند منتر وید کے لکھے گئے اب انہیں منتروں میں سے کسیقدر کی شرح بھی لکھے دیتے ہیں تاکہ آریہ صاحبونکو جو ایک طرح سے وید کو کتاب التوحید ثابت کرنے پر اڑے ہوئے ہیں بخوبی تسلی اور اطمینان وید کی جاہلانہ اور مشرکانہ تعلیم پر ہو جاوے ٭

شرح بید کے منتروں کی

(ہمارا نمبر اول دیکھو) شارح لکھتا ہے کہ جس لفظ سے ثروت والا ترجمہ کیا گیا ہے وہ لفظ سنسکرت کی اصل عبارت میں رتنا دھاتما ہے جسکے معنی ہیں جواہر رکھنے والا۔ مگر رتن دولت کو بھی کہتے ہیں۔ اس شرتی میں شاعرانہ تناسب کا بیان ہے۔ یعنی آگ کو اول ایک ایسا دیوتا مقرر کیا گیا جسکو سب دیوتاؤں سے پہلے نذریں دینی پڑتی ہیں یعنی ہوم کا گھی وغیرہ پہلے پہل آگ ہی پر ڈالا جاتا ہے سو اس لحاظ سے وہ پہلا دیوتا ہے جسکی ویدوں میں سب سے پہلے تعریف ہوئی ہے۔ بلکہ رگوید کی عبارت شروع ہی اگنی کی تعریف سے ہوئی ہے اور جو نذریں دوسرے دیوتاؤں کو یہ اگنی دیوتا پہونچاتا ہے۔ ''وہ کیا شے ہے'' وہ اُن بخارات سے مراد ہے جو گھی وغیرہ کو آگ پر ڈالنے سے آگ میں سے اٹھتے ہیں اور ہوا میں جاملتے ہیں جو وایو دیوتا ہے اور پھر اندر دیوتا یعنی کرۂ زمہریر تک اُس کا اثر پہنچتا ہے سادہ پھر دھرتی دیوتا پر اس کا اثر پڑتا ہے یہ تو اس شرتی کا مطلب ہے اور لفظی صنعت اسمیں یہ ہے کہ آگ کو جسکا رنگ تاباں و درخشاں ہے رتنا دھاتما یعنی جواہر دار قرار دیدیا ہے کیونکہ آگ کی چمک کو جواہرات کی چمک سے ایک مناسبت ہے۔ گویا اگنی ایک جوہر دار اور دولتمند ایک دیوتا ہے جسکے پاس اسقدر جواہر ہیں جو دوسرے دیوتاؤں کو نذریں دیتا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ تناسب شاعرانہ تو سب ہوئے۔ مگر کیا اس شرتی میں

لہیں پرمیشور کا ذکر بھی ہے۔ اے آریو کچھ انصاف کرو۔ ایمانتاً اپنی
کانشنس سے ہی پوچھکر دیکھو کہ بجز اِس با قرینہ معنوں کے کوئی اور بھی اسکے
معنی بن سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں بن سکتے کیونکہ اگر اگنی سے پرمیشور مراد ہے تو
پھر وہ دوسرے دیوتے کون سے ہیں۔ جن کو پرمیشور نذریں پہونچاتا ہے۔ اور
نیز اِس صورت میں تشبیہ بھی ستیاناس ہو جائیگا کیونکہ اِس نازک خیال شاعر
نے اُس کو باعتبار چمکتے ہوئے رنگ کے ایک جواہر دار سے تشبیہ دی ہے جیساکہ
آگ کو جوہر تاباں سے اور شاعر بھی تشبیہ دیتے آئے ہیں شیخ سعدی
مرحوم نے بھی ایک شعر میں آتش کو جواہرات سے تشبیہ دیدی ہے۔ پس
اگر ہم اگنی سے آگ مراد نہ لیں۔ بلکہ پرمیشور مُراد لیں تو اِس ساری لطافت
کی مٹی پلید ہوئی۔ لیکن ہم کسیطرح اگنی سے مُراد پرمیشور نہیں لے سکتے۔ کیونکہ
اِس سے آگے آنیوالی شرتیوں سے اور بھی ویدوں کا بھانڈا پھوٹ گیا ہے
دیکھو اسی اگنی کی دوسری تعریف اسی اشٹک الوکا ۱ سکت (۱) منتر میں یہ
شرتی ہے بمار نمبر (۳) دیکھو۔ اب آریوں کو چاہئے کہ کیا پرمیشور دو لکڑیوں
کے رگڑنے سے پیدا ہوتا ہے۔ کیا اس سے کھلا کھلا کوئی اور نشان بھی ہوگا
کہ شاعر نے لکڑیوں کا بھی ذکر کردیا جو آگ کے بھڑکنے کا موجب ہے۔ پھر اگر اِس
شرتی پر بھی اعتبار نہ ہو۔ تو ایک اور شرتی ذیل میں لکھی جاتی ہے اسکو پڑھو اور
انصاف کرو۔ دیکھو اشٹک اول الوکا ۴۔ سکت ۳۔ اے اگنی نیک کاموں کو
ترقی دینے والی جن دیوتاؤں کی ہم پوجا کرتے ہیں اُنکو مع اُنکی استریوں کے
شریک کرا اے روشن زبان، والی انہیں سوم کا رس پینے کو دے۔
دیکھو اِس جگہ بھی شاعر نے باعتبار چمک کے اگنی آپ کو روشن زبان کہا اور
اُسکا کام یہ بتایا کہ وہ دوسرے دیوتاؤں کو اور نیز اُن کی عورتوں کو سوم
کا رس پلاتی ہے۔ پس آگ کو اُسکی نجار انگیزی کی وجہ سے دیوتاؤں کا ساقی
خیال کیا گیا۔ اب سوچو کہ یہ پرمیشور ہونگے یا جن میں پھر اگر یہ شرتی بھی ...

کاصبر کا دو ٹکڑیکے تو یہ ہے ایک شرتی اور بھی دیکھو وہی اشٹک اٹو کا سم سکت
سہ اے اگنی دیوتا اپنی چالاک اور اپنی طاقتور گھوڑیاں جنکو بتام روہت
نامزد کرتے ہیں اپنے رتھ میں جوت اور اُنکے وسیلہ یہاں دیوتاؤں کو لا۔
(شرح) اس شرتی میں شاعر نے آگ کے تیز شعلوں کو گھوڑی کی شکل پر
تصور کر لیا ہے اور مدعا اسکا یہ ہے کہ اس آگ سے بخار اُٹھیں گے اور ہوا وغیرہ
میں پہونچینگے ۔ جیسا کہ وہ ایک دوسری شرتی میں لکھتا ہے جسکا بھی اٹو کا
اور یہی سکت ہے ۔ اے اگنی تو اندر ۔ وایو ۔ برہسپتی ۔ مترا ۔ پیتان ۔ بھاگا
اور تیاون اور مروت کے گروہ کو نذر پیش کر (شرح اندر گروہ زہر یہ کا نام
وایو ہوا کا نام اور باقی چاروں برسات کے مہینوں کے نام ہیں اور مروت مہینہ کی
ہوائیں ہیں شاعر نے ان سب کو دیوتا مقرر کر دیا ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ اگنی
حرارت سے ہی بخارات اُٹھتے ہیں تو گویا اگنی بخارات کو پھر اُٹھا کر پھر انہیں اندر وغیرہ
کو وہ نذر پیش کرتی ہے تمام وید میں بھی جگہ جا بار بار ذکر کیا گیا ہے کہ پہلے پہل بخارات
ہوا میں ملکر اندر کے پیٹ میں پڑتے ہیں جیسا کہ اسی اشٹک اٹو کا ۳ سکت ایک
میں لکھا ہے ۔ اندر کا شکم سوم کا رس کثرت سے پینے کے باعث
سمندر کی مانند پھولتا ہے ۔ اور تالو کی نمی کی مانند ہمیشہ تر رہتا ہے
انہیں کھانوں سے اندر کا پیٹ بھرتا ہے اور قوت حاصل ہوتی
ہے ۔ اے خوبصورت زنخدان والے اندر ان تعریفوں سے خوش
ہو یہ اول بیان ہو چکا ہے کہ اندر کا ساقی اگنی ہی ہے اب ان تمام وجوہات سے
ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت اگنی سے مراد آگ ہی ہے اور اگنی کے عام اور لغوی
معنی آتش کے ہیں تمام مسلسل بیان رگوید کا اسی پر شہادت دے رہا ہے اور
دیدکے پہلے بھاشیکاروں نے بھی یہی معنے لکھے ہیں اور تناسبات شاعرانہ بھی
منتروں کے اسی کو چاہتے ہیں اور جن صفتوں سے اگنی کو منسوب کیا ہے وہ
بھی آگ کی ہی صفتیں ہیں نہ پرمیشور کی اور یہ خیال ہندوؤں کا قدیم سے چلا آیا ہے

اور اب بھی ہے اور اسی بنا پر جوالا مکھی کی آگ کروڑوں ہندوں کی نظر میں ایک بڑی بھاری دیوی ہے۔ چنانچہ ہم نے بہت سے ہندوؤں کو کہتے سنا ہے کہ اس کل یگ کے زمانہ میں کسی چیز میں ست باقی نہیں رہا مگر ایک جوالا مکھی میں۔ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ بہت سے ہندو آگ کو بھی پرمیشور سمجھتے ہیں اور ہندوؤں میں آتش پرستوں کے فرقے جنہیں ساگنک کہتے ہیں۔ اسی بنا پر جاری ہوئے ہیں۔

ملک کیا اچھا صاف بیان ہے کہ وہی اگنی خوش ذائقہ قربانی مصالحہ دار کرکے دیوتاؤں کو اگر پہونچا سکے تو نجات کے ہی ذریعہ سے پہونچا دے گا آریہ صاحب اس شہادت پر عمل کرو۔ خلاف وید کے ہے انبوشبت سے قربانی کرو اور اس کا ثواب اپنے دیوتاؤں کو پہونچاؤ۔

ہ یہی اگنی دیوتا ہوا اور سورج اور کل دیوتاؤں کو مندر میں پہونچانیکا اعلےٰ ذریعہ ہے کیا یہی تعریف پرمیشور کی ہے اور کوئی کام پرمیشور کا نہیں۔

ملک یہاں تو اگنی دیوتا بے عیب ہے اب کیا ہے مگر والدین کی قید میں پابند ہے یہ تو خود اپنے والدین کی اولاد ہے پھر بھلا غیروں کو اولاد اور دولت کیا بخشیگا کیا یہ شرک جلی نہیں ہے۔

ملک ربط عبارت سے ظاہر ہے کہ وہی اگنی کا نام پکارو اور پکارنا کیا وہی دعا مانگنا بھلا جو سب سے بڑا دیوتا ہوا گر اس سے دعا نہ مانگیں تو بس سہ

اگر صد سال گبر آتش فروزد ✦ چو یکدم اندران افتد بسوزد

کیونکہ صاحب اب اچھے برے سب کاموں میں اور ہر ایک قسم کی مصیبت تکلیف میں سوائے اس پہلے دیوتا کے اور کسکا نام لیا جاوے ✦

ملک دیکھو اسی اگنی کی تعریف ہے کہ وہ سرخ گھوڑوں کی سوامی ہے یعنی سرخ شعلوں کی مالک ہے کہیں اب بھی کچھ کسر رہی اسی اگنی دیوتا سے التجا ہے کہ ۳۳ دیوتاؤں کو یہاں لاوے (۳۳) گیارہ آکاش کے گیارہ عالم برزخ کے اور گیارہ دھرتی کے یہاں تک کہ یہی ۳۳ دیوتا پورے ۳۳ کروڑ ہو گئے گویا اگنی

جو پہلا دیوتا ہے ۳۳ کروڑ پر غالب ہے اور یہی اگنی ہماری تعریفوں سے خوش ہو گیا
اچھی وحدانیت ہے +

علا وہی اگنی دیوتا جو زندگی کا باعث ہے اور اپنے فائدہ کے لئے دولت والا
وسکا ہو جانا چاہتے ہیں وہ کیسی ہے۔ لو ہم سے سنو لوگ اسکو محفوظ جگہ میں
روشن کرتے ہیں واقعی بات تو یہ ہے کہ اس سے کھانا پکاتے ہیں یہی زندگی کا
باعث ہے آریہ ورت کے آریہ عجائب پرست تو ہمیشہ سے چلے ہی آتے ہیں۔
حسب ہی تو ایک ذرا سے خطۂ زمین پر ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پرستش ہو گئی جسکو
اب آریہ لوگ بالکل ہی ملیامیٹ اپنی حکمت سے بظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ممکن
نہیں کہ اس زردشتی آتش پرستی اور بت پرستی سے علیحدہ ہو سکیں اسکا
بیان انشاء اللہ آگے ہوگا ھون (ہوم) دیکھو۔

علا اب ملاحظہ والی وید اور ویدیوں کی ملاحظہ ہو اگنی دیوتا ہمیشہ ہی جان
سنتے ہیں آپ ذی عقل ذوی الحیات بھی ہیں بڑا عاقل اور ہوشیار ہے اور
جگ کرنیوالے کے گھر کی حفاظت تو ضرور ہی کرتا ہے اگر دالو دیوتا اگر اسکو ناراض
کر دے تو دیکھتا ہے کہ کہاں سے کہاں تک خاکستر و خاک سیاہ کرتا ہے سبکی سب
بھسم ہو جاتی ہے اب بڑی بات یہ ہے کہ یہی اگنی پرمیشور گھر کی آگ سے روشن ہوئی
ہے۔ اسکی کیا تاویل ہوگی۔

علا اب وہی اگنی دیوتا لازوال ہو گیا۔ کیوں آریو کتنی چیزیں لازوال ہو جاینگی
پرمیشور۔ مادہ۔ روح۔ اگنی غیرہ سے چار تو یہی لازوال ہوئے۔ اگر یہ کہا جاوے
کہ اگنی سے یہاں مراد خدا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ پرمیشور کیا کہاتا ہے جو اپنی
خوراک لاش سے ملا کر جلدی سے تناول کر کے خشک لکڑی پر جھٹ پٹ
چڑھ گئی کیا پرمیشور کا یہی کام ہے۔ یہاں اب کیا کہا جاویگا۔ اگر آگ لازوال
کہتے ہو تو چار چیزیں انادی ہوئیں اور اگر یہ پرمیشور مراد لو تو یہ پرمیشور میں آگ
کی صفت موجود ہے کہ سوکھی لکڑی کو جلد جلا کر خاک کر دیتی ہے۔

ع۱۲ پہلا جگ (ریگ) کی رکشا کرنیوالا سواء اگنی کے کون ہے یہاں تم
مزا دیتے کہدو لیکن یاد رکھو کہ یگ کی قربانیوں کی تدریں پرمیشور کس بڑے دیوتا
تو پہونچ والیا۔ اجتماع صندین اچھا ہے۔
ع۱۳ کیا اچھی مناجات ہے اب تو فائدہ کی خواہش ہوئی نذر چڑھانیوالے پجاری
کو اگنی فائدہ پہونچا دے اے شعلہ یاد رکھ کہ وہ تیرے پاس یقیناً آنیوالا ہے
اگر تو اسکا فائدہ نہ پہونچائیگی تو نہ معلوم کیا خرابی ہوگی آخر مر کر بھسم ہوجاویگا اب
کہانا اس سے کہتا ہے۔
ع۱۴ اگنی کی بدولت بھلا پوجاری کیوں نہ آسودگی حاصل ہوگی وہیں آویگا۔ پوجا
کرنیکو استریاں آوینگی ان پوجاریوں سے اولاد حاصل کرینگی نسل کی علت غائی
فی الواقع اگنی ہی ہوئی +
ع۱۵ اب اندر اور دایو کی طرف متوجہ ہو کر کس عاجزی اور لاچاری سے مناجات
کی جاتی ہے کہ ہمنے تیری ہی خاطر پانی چھڑکا چھڑکا دیا اب تو ہمارے واسطے کہانا
حسب لطف ناآباوی تو بڑے اور چھوٹے منجھلے نو عمروں بڑے بوڑھوں سب کو
نمسکار کہا نتک سب کا نام لیں ۳۳ کروڑ جو ہیں سب کی ہم پوجا ہی کرتے ہیں اب
بھی اگر مینہ نہ برسے اور ہوا نہ چلے تو سب پوجا پاٹ اکارت کیوں جی انہو اندر وایو
سے دعا مانگی کہیا بڑا ایرمیشور ہے +
ع۱۶ اب اندر ایک عابد کے فرزند بنگئے بند ہوگئے کہیں خالق کہیں مخلوق کہیں
وہی عابد کہیں معبود دیکہا یا کہتا ہے عابد یتر رشی کو مالدار کردے ۔
ع۱۷ ان ہی اندر صاحب کی بدولت تمام زمین میں خوراک کی کثرت ہے تمام میں
کیا بلکہ آریہ ورت میں تو اسی دیوتا کی بدولت خوراک کی کثرت ہے اگر ایک سال
بھی آریہ ورت میں اندر دیوتا کی کرپا نہو تو آریہ ورت کی تمام کایا پلٹ جاوے برسات
کا بھی ظہور ہے +
ع۱۸ اندر دیوتا اب بجر گہلنے والے ہوئے بجر کیا ہے ژالہ باری برف باری
چراگاہ ونکو سیراب کر کے ہماری مویشیاں چریں اور ہم کو دولت اور آرام حاصل ہو

منتر۲۱ کیا اچھا دعوے اشباتیہ ہے کامل طاقتور اور دولت بخشنے والا شفقت کرنیوالا رکشا کرنے والا اندر ہے اسلئے اُسکی جانب ہم رجوع ہوتے ۔

منتر۲۲ اب آریہ صاحبوں کو لازم ہے کہ اپنے گروجی کے کوش کی تائید کریں یعنی کہا تاویل کرتے ہیں۔ سورج اور چاند معبود حقیقی ہو گئے اگر کہو کہ پرمیشور مُراد ہے تو اگلی شرتی دیکھو کیا اچھا مضمون سلسلہ وار ہے کہ سورج کے نکلتے ہی رات اور تارے سب چور کیطرح بھاگ جاتے ہیں مثال بھی اچھی ہے نہ معلوم رات اور ستارے کہاں جاکر چھپ جاتے ہیں اور کون ایسا دوسرا پرمیشور ہے جیسے چور ونکو چھپا لیتا ہے۔ یہاں چاند کا ذکر ہے نہیں کہا ہر وقت سورج کے ساتھ ہی رہتا ہے +

منتر۲۳ کیوں نہ سورج کے پاس جاوُگے دنیں دھوپ گرمی روشنی ہوا اور سب خواص و تاثیرات اسکو حاصل ہیں رات دن میں سب سیاروں اور ستاروں کا روشنی بخشنے والا ہے چلو اگنی کی یاد گئی سورج دیوتا بڑے گرو کی یاد آئی گو بر کا کیڑا گو بر میں ۔

منتر۲۴ چاند سے مراد پرمیشور ہوگے یا کیا اگر پرمیشور مراد ہے تو اس کا کیا مطلب ہوگا " ایسا ہو کہ تیری قوت زیادہ ہو" اور اگر چاند ہی مراد ہے تو اچھی بات ہے۔ اگنی۔ سورج۔ چاند۔ پرمیشور۔ روح۔ مادہ چلو جھگڑا ہوا کہاں تین انادی تھے اب چھ ہو گئے اور اگر خیال کیا جاوے تو یہی چھ کیا بلکہ تمام مخلوقات ہی انادی ہے۔ سوچو اور غور کرو وہ کیا شے ہے جو ان تین سے خالی خدا۔ روح۔ مادہ۔ اور ان تینوں ازلی ہیں اور پیشوا آریہ کے قول کے مطابق صفت موصوف سے کبھی جدا نہیں ہوتی جیسا کہ مادہ اور روح کی قدامت ثابت کرنیمیں بیان کیا ہے ستیارتھ پرکاش دیکھو۔

اب اگر آریہ صاحبوں سے کہا جاوے کہ تم مشرک بت پرست

مخلوق پرست عجائب پرست گئو پرست وغیرہ ہو تو عام
کم علم اور جاہلوں کو معاف ہو کہ دینے کی غرض سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو
کچے موحد ہیں۔ سوائے ایسے بہانوں کے مکر و فریب سے بچو اگرچہ مورخین
محققین نے تو ۳۳ کروڑ ہی دیوتا شمار کئے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ اس
قدامت مادہ و روح نے تو ایسا وحدانیت سے دور رکھا کہ بیچارے اب بت
کچھ کوشش کرتے ہیں مگر تجربہ یہی باعث ہے کہ بالعموم آریہ اور ہندو مشرف
باسلام ہوتے چلے جاتے ہیں یہ مسئلہ تثلیث ہی ہے جسنے عیسائیوں اور
ہندوؤں اور آریوں کو گمراہ کر رکھا ہے متعصب اور ضدی صاحب تو ہماری
اس قول پر آنے سے باز رہ جاوینگے مگر منصف مزاج اور حق طلب جان لینگے
کہ بے شک یہ قول صحیح ہے دیکھو آتش پرستی زردشتی کا کیسا عقیدہ ہے
جسکو کہ اپنا دین اور ایمان سمجھ رہے ہیں ہیراپھیری تاویلات محض یعنی اور فضول
اسکا بیان انشاءاللہ آئندہ کیا جاویگا۔ اے آریو توبہ کرو شرک و بدعت
سے باز آؤ راہ راست پر چلو مشرف باسلام ہو جاؤ۔

ع۲۵ بھلا اس اختلاف اور اجتماع نقیضین کا کیا جواب ہوگا یہاں چاند اور اگنی
دونوں ہم رتبہ اور سب دیوتاؤں کے سردار ہیں۔ اور جو ہم تعریفیں کرتے
ہیں۔ ان کو برابر آپس میں بانٹ لو اگر زیادہ حصہ بانٹ میں کروگے تو اپنے
کئے کی سزا پاؤگے۔

ع۲۶ جہاں اور دیوتا ہیں وہاں ایک جل بھی آگیا اگر مراد پرمیشور ہے تو صریح
الزام ذات واحد پر ہے۔ جو قادر مطلق ہے اور اگر پانی ہی مراد ہے تو محض
مہمل خبط بے ربط ہے بھلا پانی کی بھاپ سورج کے پاس جاکر شریک ہو جاتی
ہے اور جل دیوتا کو بلانا کیا کیا وہ آجاویگا۔ بہتے دریاؤں کو ندیں کیا
چڑھائی جاتی ہیں جو وہ سورج کے پاس لیجاتے ہیں اور اسمیں سورج بھی
شریک ہو جاتا ہے سوا اسکے کہ بخارات یا بہتے دریا میں لاشوں کا بہانا وغیرہ

باقی آئندہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

اللہ اکبر

اللہ رسالہ اللہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

دیانند کی روح مختون کی جون میں

سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۷ صفحہ ۱

تیسرا سین

پہلا پردہ

لدھیانہ کا گرد و نواح ہے اور ایک گاؤں میں ایک نورباف بیٹھا کپڑا بن رہا ہے اسکے سامنے ایک دبلا پتلا لڑکا لنگوٹی باندھے ٹوٹے پھوٹے تاگوں کی مرمت میں مشغول ہے تھوڑی دیر میں میاں نورباف تو خدا کی یاد کرنے مسجد میں تشریف لیجاتے ہیں اُن کا گھر سے قدم باہر کرنا کہ وہی لڑکا

جو مغنی سورت بنائے ناگے گانے میں مشغول تھا سب کیا دھرا چھوڑ
چھپا کر کو وتہ بھانڈ ناٹکی کے لڑکوں کو دولتیاں لگاتا اور ان کو ہمراہ لیتا کبھی
میں مشغول ہے۔ گھر کے کام کاج کی کچھ پرواہ نہیں۔ بڑے میاں جونہی مسجد
سے نکل کر گھر آتے ہیں۔ دکان کو خالی پاکر عصا سنبھالتے اپنے لڑکے کی
تلاش میں سرگرداں ہیں آخر بعد مشکل اس لڑکے کو مارکٹائی کرکے گھر
پر لاتے ہیں۔ اور اُسے سمجھاتے ہیں کہ گھر کا کام کاج یعنی نور بافی جلد سیکھ لے
تاکہ ہمارا گذارہ بآسانی ہوجایا کرے۔ مگر لڑکا ہے کہ اسکا روزانہ یہی معمول
ہے آخر تنگ آ کے میاں لاچار ہو کر اس بد نصیب بچے کو مدرسے میں میانجی
کے سپرد کر آتے ہیں مگر [illegible] یہی نہیں یہ شوخ طبع لڑکا تمام مدرسے
میں اودھم مچا دیتا ہے اور اب روزمرہ کی شکایتیں سن سن کر علیحدہ کرتے
ہیں استاد جی علیحدہ نالاں ہیں بچے رہے نیک بخت۔ ماں باپ رات دن دعائیں
مانگتے ہیں کہ اس ناخلف لڑکے سے کسی طرح پیچھا چھوٹے۔ استاد جی اس
فکر میں ہیں کہ کسی نہ کسی طرح یہ شوخ لڑکا مدرسہ چھوڑ دے تاکہ مدرسے میں چند روز تو کسی کو
آرام مل سکے۔ آخر خدا کارساز ہے

دوسرا پردہ

وہ شوخ لڑکا کسی غیر مذہب کے آدمی سے ملتا ہے جو اُسے بہت تسلی
دیتا ہے اور اُسے کبھی کبھی اپنے گھر آنے کے لئے کہتا ہے یعنی جس طرح
صیاد دانہ پر شکار کو پھانستا ہے اسی طرح وہ غیر مذہب کا مشنری اس
کم عمر لڑکے پر ڈورے ڈالنے شروع کردیتا ہے کبھی مٹھائی کبھی پھٹا پرانا
کپڑا کبھی کوئی کتاب دے دیتا ہے۔ ہوتے ہوتے آخر اُسے کہہ دیتا ہے کہ میں
تیری تعلیم کا سارا بوجھ اٹھاتا ہوں کیونکہ تیرے والدین غریب ہیں۔ والدین
بیچارے پہلے ہی لڑکے کی عادات سے تنگ ہیں وہ بخوشی منظور کرلیتے ہیں
ہوتے ہوتے یہ لڑکا غیر مذاہب کے زیر سایہ پڑھتا لکھتا ہے۔ یہاں تک کہ مڈل

انٹرینس پاس کر کے ایف اے کا امتحان دیتے وقت اپنا مذہب برہمو سماج لکھاتا ہے۔ جو معلوم ہونے پر ہمیں اس پہلے ہمدردی کرنے والے غیر مذہب والے کی کارستانی کا پتہ چل جاتا ہے۔ کہ انہیں مشنریوں کے لئے جالوں میں مسلمانوں کے بچوں کو پھنسا کر آخر ایکدن مونڈ ڈالتے ہیں

تیسرا پردہ

اب یہ لڑکا بی۔ اے میں تعلیم پاتا ہے چونکہ نام کا مسلمان ہے اسی لئے رہتا سہتا مسلمان لڑکوں کے ساتھ ہے۔ مگر در پردہ غیر مذاہب کے جلسوں میں شریک ہوتا اور انکی کتب زیر نظر رکھتا اور انکی زہریلی تعلیم سے متاثر ہو چکا ہے۔ بی اے کا امتحان دیتے وقت ان مسلمان طلبا کے ساتھ ہی جنکے ہمراہ وہ رہتا ہے۔ اپنا مذہب اسلام ظاہر کرتا ہے آخر امتحان میں پاس ہو کر تلاش روزگار میں سرگردان ہے کئی جگہ عرضیاں پیش کرتا ہے۔ مگر خشک جواب پاکر بہت لاچار ہو جاتا ہے۔ آخر کار کہیں سے معلوم کر کے کہ کہیں اسلامیہ سکول میں ایک اسامی خالی ہے عرضی کرتا ہے اور بصد سفارش وہاں سے للہ بھرتی ہوتا ہے اور اپنے بچپن کی مارکٹائی کے بدلے طلبا سے عوض لینے شروع کر دیتا ہے۔ ۴۰ ۵۰ طلبا کو مار پیٹ کر سکول سے نکالتا ہے اور کئی معصوم بچوں پر اپنی اندرونی خباثت سے زہریلی تعلیم کا اثر ڈالنا چاہتا ہے مگر جلد ہی بھانڈا پھوٹ جاتا ہے اور سکول سے برخاست کر دیا جاتا ہے۔

چوتھا پردہ

ہم کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک لڑکا ڈاڑھی مونچھ منڈائے سر چھم کراسنے یا تبدیلی کے ایک مجمع میں کھڑا ہے گو ہم نزدیک بیٹھے ہیں مگر ہمیں کچھ سنائی نہیں

دیتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ دو چار لفظ منہ سے نکالتا ہے پھر شرمندہ ہو کر عورتوں کی طرح گردن نیچی کر لیتا ہے آخر نصف گھنٹہ کے بعد بیٹھ جاتا ہے۔ اور اپنے اردگرد بیٹھنے والے دیانندی ریوڑیاں بانٹنی شروع کر دیتے ہیں کہ خوب ہاتھ آیا۔ اب اس کی آڑ میں خوب شکار کھیلا جائیگا۔ اور اسلام پر جلے پھپھولے نکالنے کا خوب موقعہ ہاتھ آگیا۔ ناظرین آپنے کچھ سمجھا بھی کہ یہ لڑکا کون ہے تسبیح ہم آپکو انتظار میں نہیں رہنے دینگے اور بتائے دیتے ہیں کہ یہ وہی میاں نور باف کا دلاریا لڑکا نگر شوخ لڑکا ہے جسنے ماں باپ کا ناک میں دم کر دیا تھا جنہوں نے اسکا نام عبدالغفور رکھا تھا اور اب یہ برہمو سماج سے نکل کر دیانندی سماج کی بھیڑوں میں شامل ہوتا ہے۔ اور بقول دیانندیاں مولوی فاضل جناب مولانا مولوی محمد عبدالغفور صاحب سے دھرم پال بنتا ہے یہ کیوں اسلئے کہ سو دسکے روپے کے دنیا کے کاروبار چلنے مشکل ہیں تیس چالیس میں ایک تعلیم یافتہ کا گذارہ کیسے ہو سکتا ہے پھر اسپر میاں نور باف کو ولائیت ولائیت جانے کی تڑپاہٹ ہے۔ اب روپیہ ہاتھ آئے تو کیسے۔ آخر بعد تلاش بیچارے کو روپے کی کان مل گئی ہے۔ سو پچھ سر منڈا کان میں کھودی پڑتا ہے۔ شاید گوہر مراد ہاتھ آجاوے۔

پانچوان پردہ

ہم دیکھتے ہیں کہ دیانندی صاحبان ایک ستر بہتر صفحہ کا ایک رسالہ دیانند و مقتول کی خرافات سے چن چنا کر اور گوجرانوالہ سے چھپوا کر ہر کس و ناکس کے ہاتھ میں دلکھ رہے ہیں اور اسے لالہ نور باف کا لکچر (شاید ویدک زمانہ میں اسی طرز کے لکچر دیئے جایا کرتے ہونگے اور انکی عبارت بھی ایسی ہوا کرتی ہوگی) بیان کر کے بڑے زور شور سے شائع کر رہے ہیں اور خواہ مخواہ بیچارے ناکردہ گناہ پر ہیکڑ بازی کی اتنی بھاری گٹھڑی رکھ رہے ہیں جسے وہ اٹھانے کے ناقابل

گو یہ عادت اُسے بچپن سے ہے مگر انبو تعلیم یافتہ ہونے کے باعث تہذیب سے کچھ حصہ مل گیا تھا = مرتا کیا نہ کرتا۔ آخر ہم دیکھ رہے ہیں کہ گو بوجھ کے باعث اس کے منہ سے آواز بھی نہیں نکلتی اور جو ذرا آنخواری کے لہجہ میں بدعی ظاہر کرتا ہے اُسی کو کھانے دوڑتا ہے۔ مگر تاہم وہ اس بوجھ کو نرمی سختی سے اُٹھائے جارہا ہے اور دیانندیوں کی جان کو رو رہا ہے۔ کچھ دیر تک تو اس بوجھ کو بیچارہ اٹھائے رہتا ہے اور ناصحان مشفق کی کوئی کوئی بات سُن لیتا ہے آخر کار حبب وہ سمجھتا ہے کہ یہ لوگ تو نصیحتیں کرتے کرتے تھکے۔ صل مطلب نرکشیدن سے باز رکھنا چاہتے ہیں تو وہ گٹھری اٹھائے بڑے بڑے مہاتماؤں کے قدموں پر جاگرتا ہے۔ اور بصد عاجزی منت کرتا ہے کہ لالہ دیانند کے واسطے میری عزت رکھ لینا۔ ورنہ میں لوگوں سے سخت شرمندہ ہوں۔ خود تو عربی فارسی سنسکرت کی لیاقت نہیں رکھتا تاکہ کسی کو جواب دوں یا بڑہے وید کی تعلیم پر حسب وعدہ کچھ لکھ سکوں۔ اسلئے آپکی امداد سے میرا کام بن جائیگا۔ اور میری عزت میرعربی دانی کا تو یہ حال ہے کہ آریہ میگزین جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۴۴ میں آیت ہے۔

امّا الذین فی قلوبہم مرض فزادتہم رجساً الیٰ رجسہم وماتوا وہم کافرون ترجمہ: پس وہ لوگ جنکے دلمیں بیماری ہے۔ بڑہائی (خدا نے) انکی گندگی پر گندگی اور وہ مرگئے درحالیکہ کافر تھے۔ "زادت کا فاعل بریکیٹ میں خدا لکھدیا ہے حالانکہ زادت مونث کا صیغہ ہے خدا فاعل ہرگز نہیں ہو سکتا۔

پھر ترک اسلام ص ۴۴ میں اِنّ شانئک ھوالابتر ترجمہ۔ تیری جھگی کی قسم کہ وہ شخص ابتر ہے کیا ہے۔ اب ایسی فاش غلطیوں کے ہوتے ہوئے میں سخت شرمسار ہوں میری مدد کرو۔ اور کچھ علاج کرو۔

چھٹا پردہ

اس وقت ہم ہردوار کے قریب کانگڑی میں پہنچکر کیا دیکھتے ہیں کہ دیانندی مہاتماؤں کا ایک جلسہ منعقد ہے جس میں ہمارے ہیرو مختون دیانندی بھی سر جھکائے ڈاڑھی مونچھ منڈائے بیٹھے ہیں۔ یہ جلسہ ایک خاص غرض کے لئے کیا گیا تھا۔ یعنی مختون دیانندی کو مسلمانوں نے جو نصیحت آمیز خط لکھے ہیں اور اُسکے اُسکی غلطیوں پر متنبہ کیا ہے اُنکا جواب کسطریقہ سے دیا جاوے سب سے پہلے ایک مہاشے تجویز کرتے ہیں کہ جسطرح ہو تحقیقی جواب دیئے جاویں۔ مگر دیگر مہاشے چلا اُٹھتے ہیں کہ تحقیق جواب لاؤگے کہاں سے بید کا ترجمہ ہی کوئی مکمل نہیں۔ جو لالہ دیانند نے شور اہبت کیا ہے۔ اسکے ایک ایک نقطہ پر مسلمان جرح کر رہے ہیں اِدہر اُدہر مانگے تانگے سے گھر پورا ہونا مشکل ہے آخر کار تجویز کنندہ مہاشے جی اپنی تجویز کو بصد حسرت واپس لے لیتے ہیں۔ پھر کثرت رائے اسطرف ہوتی ہے کہ فلاں فلاں مہاشے جی لالہ مختون کو ایک جواب جو عیسائیوں اندرمن مکذب دیانند کے اعتراضات سے کاسہ لیسی کر کے معجون مرکب بنایا گیا ہو۔ تحریر کر کے دیں۔ اور مختون کے نام سے شائع کریں۔ اور فی الحال مختون کو ننگا پیوں کا لباس پہنا کر گالی گلوچ کے مدرسے میں داخل کر دیا جاوے تاکہ وہ بھی ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد گالی گلوچ اور بدزبانی میں شہرہ آفاق ہو جاوے اور اُسکی بچپن کی عادت جو تعلیم پانے سے قدرے جاتی رہی تھی پھر عود کر آوے۔

ساتواں پردہ

اب ہم مختون کو نیا جنم دہار کر گالی گلوچ کی مالا ہاتھ میں لئے سٹیج میں آن ہاں سے بیٹھے دیکھتے ہیں اسوقت اسکی بدزبانی پوری جوش پر ہے۔ جس سے

اُسے منافقت کی اسی پر گالیوں کی بوچھاڑ شروع ہے گو کوئی نامع اس سے مخاطب ہو یا نہ ہو مگر وہ اُسے بھی بدزبانی کے بغیر نہیں چھوڑتا۔ وہی بات ہوئی ایک تو کریلا دوسرا نیم چڑھا۔ ایک تو چھوٹی ذات کا شوخ لڑکا اور پھر ویانندی تہذیب کا پرورش یافتہ۔ جو کچھ لکھے سو کم ہے۔ اس وقت اسکی بدزبانی کا نشانہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ بنے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں نے اس بدزبان کو مخاطب تک نہیں کیا مگر وہ خواہ مخواہ آپکو گالیاں دینے سے باز نہیں آتا اور خدا سے ذرا نہیں ڈرتا۔ اصل میں مجبور ہے کیونکہ جو آدمی بداعمال و دہان دراز ہو اُسے اپنی بدعادات ہمیشہ ستاتی رہتی ہیں۔ اور اُسے یقین ہوتا ہے کہ میری بداعمالی کی پاداش ضرور کسی نہ کسی دن مجھے مل رہے گی ایک مثل ہے کہ جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہروں کو بھاگتا ہے اسی طرح جب بداعمال آدمی کی شامت آتی ہے تو وہ نیک بختوں کے گلے بہت پڑتا ہے۔ یہی حال آجکل محنون کا ہے۔ مگر اُسے صبر کرنا چاہئے جب اسکی زبان درازی اور بکواس ایک خاص حد تک پہنچ جائیگی تب وہ خدا کے قہر کے نیچے داخل ہو جائیگا۔ خدا تعالے ہمیشہ بداعمالوں کو ڈھیل دیتا ہے کہ شاید وہ سنبھل جاویں مگر آخر کار جب پانی سر سے گذر جاتا ہے اور اُنکی صلاحیت کی سب امیدیں ٹوٹ جاتی ہیں تو اُسوقت اُسکا عذاب نازل ہو کر بداعمالوں کو بھسم کر ڈالتا ہے۔

ڈراپ سین

سماج کا تانا بانا ہی ٹوٹ گیا

اب جب سماج کے بانی کو رشی اور مہرشی کے خطاب دیئے جاتے ہیں۔ اور اسکو بڑا خاندانی بتایا جاتا ہے۔ تو محقق لالہ صاحب کی اصلیت تحقیق کرنے کے لئے سب طرف دوڑتے ہیں ایک صاحب دیو رتن سکرٹری دیوسماج

فولالہ دیانند جیسا مذکورہ پتہ بہری جا پہنچتے ہیں اور قصبے کو گھر تک پہنچاتے
کمشنر لالہ صاحب کی مصنفیت کی بابت ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے ٹربیون میں اس
اسطرح لکھتے ہیں۔

جناب من

میں کاٹھیاوار کی ریاست موروی سے واپس آرہا ہوں یہاں کے میں مشہور
پنڈت دیانند سرستی کے جنم استھان کو بذات خود ملاحظہ کرنے اور اسکی اوائل
عمر کے واقعات کے مطالعہ کرنے کو گیا تھا یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ مرحوم نے
سرستی ہمیشہ اپنی ٹھیک جنم استھان اور اپنے والدین کے نام بتلانے سے
گریز کرتا تھا اسکے پنجابی مریدوں نے خاص موروی کو جو کہ اسی نام کی ریاست
کا دار الخلافہ ہے اسکے جنم استھان ہونے کی عزت دی ہے اور پنڈت
انبا شنکر اوجے اسکے باپ کا نام لکھا ہے بعضوں نے انکی ماں بہین کا نام
بتلایا ہے اور سلسلہ ملازمت ریاست مذکور میں اسکے باپ کی خاص حیثیت
تبلائی ہے سوامی سرستی خود بھی اپنے باپ کی حیثیت کا ذکر کیا کرتے تھے
اس تمام واقفیت کو لیکر میں موروی پہنچا۔ اور خوش قسمتی سے ایک شاستری
کا جو کل کاٹھیاوار میں معتبر ہے جان ہوا۔ میری ملاقات بوڑھے پنڈت شنکرلال
شاستری سے ہوئی جو کہ موروی میں ان باتوں کے سب سے زیادہ باخبر خیال
کئے جاتے ہیں اس کا اس امر پر مشورہ لینے کے علاوہ میں شہر کی تقریباً تمام
گلیوں میں گیا اور وہاں کے بیسیوں بوڑھے سے بوڑھے باشندوں سے
دریافت کیا اور اوجے برہمنوں کے جتھیل یعنی چودھریوں سے بھی دریافت
کیا اور ریاست کے تقریباً تمام بڑے افسروں سے ملاقات کی لیکن وہ تمام
کے تمام متفق الرائے تھے۔ کہ کوئی ایسے اشخاص باسمی پنڈت انبا شنکر اور
انکا میا گذشتہ صدی کے درمیان موروی میں نہیں رہے مسٹر مرارجی منگل
بانڈیہ جو آجکل قائم مقام دیوان ریاست مذکور کا ہے اور جو خود بھی چند

سالگذشتہ میں اس سوال میں دلچسپی ظاہر کرتے رہے ہیں۔ اور انہنے کئی دفعہ بجواب سوالات چند اشخاص مثلاً لیکھرام مقتول اور مسٹر ڈی این مکرجی وغیرہ کے تحقیقات میں کیے تھے انکی بھی یہی رائے تھی کہ مرحوم بڑے آدمی کے جنم استھان اور والدین کا کوئی پتہ آجتک ٹھیک ٹھیک نہیں لگا میری درخواست پر ریاست کی مراسلات دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ تھا کہ پنڈت دیانند سرشتی کے باپ کے نام والے کسی اودیچ برہمن نے گذشتہ صدی میں ریاست میں ملازمت نہیں کی نہ کوئی ایسا برہمن کوئی جائداد از قسم اراضی ریاست مذکور میں رکھتا ہے یا کبھی رکھی اسلئے میں پنڈت دیانند سرستی کے وقایع نگاروں کیخدمت میں سرگرمی سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اپنے بیانات کو واقعات کا حوالہ دیکر لکھیں اور اس ضروری سوال پر ٹھیک روشنی ڈالیں۔

مسٹر دیورتن نے تو سماج کی بنیاد ہی ہلا ڈالی۔ مگر بہتر ہوتا کہ وہ اتنی سردردی کرنے کی بجائے ہم سے ہی لالہ دیانند کی جنم استھان کا پتہ پوچھ لیتے تو ہم انکو صحیح جواب دیدیتے۔ اصل میں لالہ صاحب آدسرشٹی کی امیتھنی سرشٹی پیدائیش میں پیدا ہونے کے لائق تھے مگر وزن سے عمل کی کمی کی وجہ سے آپ نے پونے دوارب سال کے بعد اسی امیتھنی سرشٹی کے قاعدے کے مطابق جنم لیا۔ اور پانچواں وید ہمراہ لائے پھر ہم مسٹر دیورتن یا دوسرے سماج کے مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ لالہ دیانند کے والدین کی تلاش ہی کیوں کیجاتی ہے جبکہ وہ امیتھنی سرشٹی کے پیدا شدہ ہیں۔ بھلا اگر ویدک ایشور نے تین ویدوں کے انتخاب سے چوتھا وید بنایا تھا تو چاروں کے انتخاب سے پانچواں وید دیانند جی کو نہ دینا ضرور ہوتا چنانچہ دیا ہی بھائی جب چار ویدوں کے ملہم مجہول الاسم و وطن تھے تو پانچویں وید کا ملہم ان صفات سے موصوف ہوتا تو کتنی کسر شان تھی۔ سچ ہے

جھوٹ کے پیر کہاں۔

راقم
سوہدروی

تفسیر نیوگ

سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۵ نمبر ۳ صفحہ ۳

پھر دیانند صاحب لگے ہولنے میں اصل مطلب کو صاف طور پر بیان کرتے ہیں اس سے پہلے تو آپ دیسی زبان سے نیوگ کی آڑ پکڑتے رہے۔ مگر اب اپنا اصل مطلب بیان کر ہی چھوڑا کہ نیوگ کس بات کا نام ہے۔ وہ لکھتا ہے جبکہ ایک بیاہ ہوگا ایک مرد کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کے لئے ایک مرد رہیگا۔ اس عرصہ میں عورت حاملہ۔ دائم المریض یا مرد دائم المریض ہو جاوے اور دونوں کا عالم شباب ہو اور رہا نہ جائے۔ تو پھر کیا کریں + اس کا جواب وہ خود ہی دیتا ہے کہ اس کا جواب نیوگ کے مضمون میں دے چکے ہیں۔ اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد سے یا عورت سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ کر کے اس کے لئے اولاد پیدا کر دے لیکن رنڈی بازی یا زنا کبھی نہ کریں۔ پیارے ناظرین یہ جواب بالکل لغو اور شاستر کے برخلاف ہے۔ اگر آپ منوسمرتی کو اسپار وہیں ملاحظہ کرینگے تو اسمیں سوائے دوسرے دوا یا پتی برت دہرم کو قائم رکھنے کے اور کوئی علاج نہیں یہ نیا نیوگ کا علاج دیانند کا اپنا ایجاد کردہ ہے ورنہ منوسمرتی اسے پشو دہرم قرار دیتی ہے سو پھر دیانند کا یہ لکھنا کہ حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد یا عورت سے رہا نہ جائے تو نیوگ کر کے اولاد پیدا کریں بالکل لغو ہے حاملہ عورت سے ایسے وقت نیوگ کرانا کیا معنے رکھتا ہے کیا دیانندی اصول میں حمل پر حمل ہو سکتا ؟ اور لطف کی بات سنئے دیانند لکھتا ہے کہ عورت یا مرد سے بوجہ عالم شباب رہا نہ جائے تو نیوگ کریں یہاں دیانند نے نیوگ کی اصل غرض و غائیت اور اس مسئلہ کی ایجاد کرنے کی ضرورت کو واضح طور

تفسیر نیوگ

سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۱ نمبر ۲ صفحہ

پھر دیانند صاحب لگے حوالے میں اصل مطلب کو صاف طور پر بیان کرتے ہیں اس سے پہلے تو آپ دبی زبان سے نیوگ کی آڑ پکڑتے رہے۔ مگر اب اپنا اصل مطلب بیان کر ہی چھوڑا کہ نیوگ کس بات کا نام ہے۔ وہ لکھتا ہے جبکہ ایک بیاہ ہو گا ایک مرد کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کے لئے ایک مرد رہیگا۔ اس عرصہ میں عورت حاملہ۔ دائم المریض یا مرد دائم المریض ہو جاوے اور دونوں کا عالم شباب ہو اور رہا نہ جائے۔ تو پھر کیا کریں + اس کا جواب وہ خود ہی دیتا ہے کہ اس کا جواب نیوگ کے مضمون میں دے چکے ہیں۔ اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد سے یا عورت سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ کر کے اس کے لئے اولاد پیدا کر دے لیکن رنڈی بازی یا زنا کبھی نہ کریں۔ پیارے ناظرین یہ جواب بالکل لغو اور شائستگی کے برخلاف ہے۔ اگر آپ منوسمرتی کو اس بارہ میں ملاحظہ کرینگے تو اسمیں سوائے دوسرے دوا یا پتی برت دہرم کو قائم رکھنے کے اور کوئی علاج نہیں۔ یہ نیا نیوگ کا علاج دیانند کا اپنا ایجاد کردہ ہے ورنہ منوسمرتی اسے پشو دہرم قرار دیتی ہے۔ پھر دیانند کا یہ لکھنا کہ حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد یا عورت سے رہا نہ جائے تو نیوگ کر کے اولاد پیدا کریں بالکل لغو ہے حاملہ عورت سے ایسے وقت نیوگ کرانا کیا معنے رکھتا ہے کیا دیانندی اصول میں حمل پر حمل ہو سکتا؟ اور لطف کی بات سنئے دیانند لکھتا ہے کہ عورت یا مرد سے بوجہ عالم شباب رہا نہ جائے تو نیوگ کریں یہاں دیانند نے نیوگ کی اصل غرض و غایت اور اس مسئلہ کی ایجاد کرنے کی ضرورت کو واضح طور

پر ظاہر کر دیا ہے کسی قدیم رشی یا منی یا شاستر کار نے بوجہ عالم شباب نہ رہ سکنے کو آپت کال نہیں لکھا اور نہ دیانندی اسیارہ میں کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ کہ عالم شباب کے باعث نہ رہ سکنا آپت کال ہے حالانکہ اس سے پہلے دیانند صرف لاولدی کو آپت کال لکھ چکا ہے۔ عالم شباب کے باعث نہ رہ سکنے کا یہ علاج تجویز کرنا خواہشات نفسانی کے پورا کرنے کا ذریعہ ہے شکر آپت کال رکھیا دیانندی اپنے گرو کے بیان کردہ تواریخی واقعات نیوگ سے ایک بھی عالم شباب کے باعث نہ رہ سکنے کے آپت کال واقعہ کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو نیوگ کیا ہے۔ رنڈی بازی۔ زنا کاری جس کا نام دیانندی اصطلاح میں نیوگ رکھدیا گیا ہے۔ رنڈی بازی کا موجودہ طریقہ بیشک قابل اصلاح تھا کیونکہ دیانند عوام کا خیر خواہ تھا اس فرقے کی خیر خواہی بھی کر گذرا کہ بغیر مرد نہ رہیں بلکہ خاوند کرکے فیشن ایبل اور ریفارم کردہ رنڈی بازی کے مرتکب ہوں۔

ہم نے دیانند کے دلائل کو بخوبی پرکھ کر دکھا دیا ہے کہ جن دلائل کی بنا پر اسنے اس غیر مہذبانہ مسئلے کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اسمیں وہ بالکل کسی قاعدے کے رو سے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ شرکت کیا کرن۔ پرکرن سب اسکے مخالف ہیں۔ یہ کمزور اور بے بنیاد دلیلیں۔ صرف وہی مدعی سے خامی بالبو مان سکتے ہیں۔ جو آنچہ استاد ازل گفت ہماں مے گویم پر آنکھ بند کرکے عمل پیرا ہیں۔ صرف ایک فائدہ آپ کو اس مسئلے کے عام رواج سے مل سکتا ہے وہ کہا ہے کہ دیگر مذاہب کے کام و تیم تلکے پیرو اس خاطر آپکا شکار بن جایا کرینگے۔ اور دیانندی پنتھ ان کی نظروں میں آب حیات معلوم ہوگا۔ ورنہ مہذب شائستہ اور باحیا مرد۔ باغیرت انسان آپکے دامن تزویر میں پھنسنا ہرگز پسند نہ کریگا۔ دیانند کے دلائل تو آپنے دیکھ لئے اب میرا ارادہ ہے کہ باقی دیانندیوں

مثل مقتول مکذب۔ آتمارام ، یوگندرپال وغیرہ نے جو درافشانی اس معاملہ میں کی ہے ذرا ان کی دلیلوں کو بھی پرکھا جاوے تاکہ دیانتداری اس مسئلہ سے دست بردار ہوکر مہذب انسان اور باغیرت وآبرودار بنیں۔ مقتول مکذب نے اپنے رسالہ مسئلہ نیوگ مشمولہ کلیات آریہ مسافر کے جلد ۲۸ پر نیوگ اور نیہ وواہ کو مترادف الفاظ قرار دیکر دیانتداری چالاکی سے کام لیا ہے جو تابالکل جھوٹ پر مبنی ہے دیانند نے اپنے مصنفہ وید یعنی ستیارتھ پرکاش میں نیوگ کے بیان میں نیوگ اور نیہ وواہ کا بڑا فرق ظاہر کیا ہے جیسے ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ وہ سوال کرتا ہے کہ نیہ وواہ اور نیوگ میں کیا فرق ہے پھر خود ہی اس کا جواب دیتا ہے (پہلا) بیاہ کرنے میں لڑکی اپنے باپ کا گھر چھوڑ خاوند کے گھر جاتی ہے اور اس کا باپ سے زیادہ تعلق نہیں رہتا مگر بیوہ عورت اسی بیاہے خاوند کے گھر رہتی ہے گو نیوگ ہو جاوے (دوسرا) اس بیاہی عورت کے لڑکے اسی بیاہے خاوند کے وارث ہوتے ہیں مگر نیکتا عورت کے لڑکے ویرج داتا کے نہ بیٹے کہلاتے ہیں نہ اس کا گوتر ہوتا ہے اور نہ اس کا اختیار ان لڑکوں پر رہتا ہے بلکہ وے متوفی خاوند کے بیٹے کہلاتے ہیں اسی کا گوتر رہتا ہے اسی کی جائداد کے وارث ہوکر اسیکے گھر میں رہتے ہیں (تیسرا) بیاہی عورت اور مرد کو باہم خدمت اور پرورش کرنی لازمی ہے مگر نیکتا عورت مرد کا اس قسم کا کوئی تعلق نہیں رہتا (چوتھا) بیاہی عورت مرد کا تعلق دونو کی موت تک رہتا ہے مگر نیوگ شدہ عورت مرد کا تعلق کاریہ کے بعد چھوٹ جاتا ہے (پانچواں) بیاہی عورت مرد باہم گھر کے کاموں کو سرانجام دینے میں کوشش کیا کرتے ہیں۔ اور نیوگ شدہ عورت مرد اپنے اپنے گھر کے کام کیا کرتے ہیں۔

ناظرین آپ مقتول کی تحریر کا ملاحظہ کرکے فیصلہ کرلیں کہ نیوگ کو وہ دل سے کیسا برا جانتا تھا کہ اس بے غیرتی کے مسئلہ کے اعتراضات سے

بچنے کے لئے اُسے بینر بواہ کی بحث میں لانے کی کوشش کی جسمیں اس کا کامیاب ہونا دشوار امر ہے بینر بواہ اور نیوگ میں زمین آسمان کا فرق ہوتے ہوئے وہ ان کو مترادف قرار نہیں دے سکتا ہم نے اُسکے گرو کی تحریر سے مفصل طور پر نیوگ اور بینر بواہ کا فرق بیان کر دیا ہے۔ اسلئے ہم بینر بواہ کی بحث کو بالائے طاق رکھکر اُسکی دلائل متائید نیوگ کو پرکھینگے۔

اُسنے نیوگ کی تائید میں رگوید منڈل دس سوکت دس ورگ سات پیش کیا ہے جنمیں سے منتر ۱۰ سے نیوگ کی تائید یا تردید کچھ ظاہر نہیں ہوتی بلکہ اس میں بھی نیوگ کا ذکر تک نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے دوسرے بیاہ شدہ عورت مرد آپس میں رہتے ہیں ویسے ہم بھی (یعنی جواب شادی کرنا کرنا چاہتے ہیں) ہیں۔ اسکی مثال ایسے ہے کہ جیسے عورت مرد کہیں کہ جیسے دوسروں کی اولاد پیاری ہوتی ہے ویسی ہماری بھی ہو۔ پس اس منتر سے نیوگ کا مسئلہ حل کرنا اختراع دیانندی کے سوا اور کچھ نہیں منتر ۸ میں لفظ بینر بواہ کی تحت میں کھینچ تانکر نیوگ لایا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے کہ تم دواہ کے خواہش مند کیساتھ گرہست روپ چکر کے چلانے والی ہے۔ اسمیں نیوگ کی بالکل تردید ہے کیونکہ دواہ اور چیز ہے نیوگ اور چیز ہے منتر ۹ یہ منتر مہمل ہے۔ نہ اسمیں نیوگ کی شرائط ہیں اور نہ قواعد ہیں تاں اگر دیباسارہ میں گنگ نہ ہوتے بلکہ دعوے کرتے اور خود ہی اسبات کی دلیل دیتے کہ نیوگ کا یہ فائیدہ ہے اور یہ قواعد ہیں ستو قابل غور تھا مگر یہاں تو بینر بواہ کو نیوگ کہا جاتا ہے اور اس گندگی پر مٹی ڈالی جا رہی ہے۔ منتر ۱۰ کا ترجمہ مقتول نے چالاکی سے بالکل غلط کیا ہے اس منتر کا اصل ترجمہ یہ ہے وے اتر یگ آوینگے (یعنی ایسا کلجگ کا زمانہ آئیگا) جن یگوں میں بھگنیاں بھگنی اسے علیدہ ہستیہ بہت کرم نکرینگے (یعنی اُن وقتوں میں بہنیں عورتوں کی مانند کام کرینگی اچھے بھا ئیوں سے) اسواسطے ہے سو بھاگیہ والی میرے ستہ انیہ پتی کی اچھیا کر (یعنی اسے)

سہاگ دان چونکہ یہ وہ زمانہ نہیں اسلئے تو مجھ سے سوا کسی اور مرد مرد سے بیاہ کر لے محبت سے ایسی خواہش ذکر۔ اس منتر کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی باتیں زمانہ آئیندہ یعنی کلجگ میں ہونگی کہ بہنیں بھائیوں سے خواہش مجامعت کرینگی۔ ہمارے اس ترجمہ کی تائید اگلے منتر صاف کرتے ہیں جنہیں صاف طور پر اسکی تشریح میں بھائی کے بیاہ کی تردید کی گئی ہے منتر ۱۲ میں مقتول لکھتا ہے تب ہے کا سنا یکت میں تیرے شریر سے شریر نہ ملاؤنگا کیونکہ جو پرس ہمشیرہ سے صحبت کرتا ہے اُسے پاپی کہتے ہیں اس کارن میرے بغیر کسی اور گن کرم انوسار پرش سے شاستر ریتی سے شادی کر۔ تیرا بھائی اس پاپ کو نہیں کرنا چاہتا۔ مقتول کے اس ترجمہ نے صاف ظاہر کر دیا ہے کہ یہ ساری گفتگو جوان مندرجہ بالا منتروں میں ہے بھائی بہن ہے۔ جسکا نام یمی یم ہے اسمیں نیوگ وغیرہ کا ہرگز ذکر نہیں۔ نروکت ادھیائے ۱۱ پاد ۳ کھنڈ ۳۴ میں صاف طور پر یمی کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور اس کا قایل وہی یم اس کا بھائی ہے۔ خواہ مقتول یا دوسرے دیا نندی کتنا تڑپیں مگر اصل حقیقت سے وہ منہ چھپا نہیں سکتے۔ افسوس تو یہ ہے کہ مقتول نے مضمون کی سرخی کو بھی خیال نہیں کیا اس سوکت کے شروع میں لکھا ہے کہ یہ چودہ منتر یم یمی کے سمواد کے ہیں جو آپس میں بھائی بہن کا رشتہ رکھتے تھے۔ مگر آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یم۔ یمی سے مراد رات اور دن ہیں اور چونکہ سکت کے شروع میں لکھا ہے کہ یہ دیوسوتہ کے یم یمی کا سمواد ہے اور دیوسوتیہ سورج کو کہتے ہیں۔ تو سورج کے بیٹے بیٹی سے مراد رات و دن ہے جو خوب + پیراں کے پہند۔ مریلاں ہے یا نند والی مثل ہو گئی وید تو گنگ مگر مقتول ہے کہ کہ اسکے خرافات قصوں کو تاویلی شکنجے میں کس کر اسکی کمزوری ثابت کر رہا ہے اول تو سورج کے بیٹے بیٹی کی مثال ہی غلط اور غیر احسن ہے دن کو تو خیر بیٹا بنا لیا مگر افسوس کہ سورج کی بیٹی تھی پیدا ہوتی ہے۔ جب سورج صاحب اس جہان سے چل دیتے

ہیں اور جونہی آپ واپس آتے ہیں بیٹی منہ چھپا کر بھاگتی نظر آتی ہے یہ بھی اسکی
شرم ولحاظ اور حیاداری کی دلیل ہے مگر افسوس کہ دیانندی پنتھ شرم وحیا سے
ایسا خالی ہے کہ مرد کے سامنے ویرج دانا کارروائی کرکے منہ کالا کر رہا ہے۔ مگر
آپ ہیں کہ لعل بدخشاں کی موہوم خوشی میں بے غیرتی سے خوش ہو رہے ہیں۔
اسی مثال سے شرم وحیا کا سبق لیں۔ وجہ دوم یہ ہے کہ سورج اور رات کی باپ
بیٹی کی مثال ہی غلط ٹھہرتی ہے کیونکہ دیانند نے بھاش بھومکا صفحہ ۱۶۸ پر چاند
کو رات کا خاوند اور سورج کو اسکی عورت اہلیا (رات) کا فنا کرنے والا بتایا ہے
جاؤ رے وید تو کیا یاد کریگا۔ اب تو دیانندیوں نے تجھے موم کی ناک بنا رکھا ہے
اور جیسا مرضی ہے کر گذرتے ہیں۔ نیز سے قصوں پر انکار کا جامہ پہنا کر انہیں
عجیب وغریب ہے اور جیستاں بنا رہے ہیں۔ اصل میں وید کیا ہیں دیانندی
خیال کے پیرو ہیں جہاں کہیں سے تاویل کرنے کی راہ مل سکی ہے۔ بیچاروں
نے کمی نہیں کی۔ اور اسطرح وید کی مشرکانہ تعلیم کو دوسرا پیرایہ دیا جا رہا ہے
اب بالفرض اگر مقتول کی ڈھکوسلا مان لیا جاوے کہ دیو سوتیہ سورج ہے یم یمی
دن اور رات ہیں۔ تو جن منتروں کا ترجمہ مقتول نے کیا ہے ان کا اس سرخی
سے کیا تعلق ہے جیسے بحوالہ کاتیاین مقتول نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اس
سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ منتر بھی استعارہ ہیں ورنہ ان کا بیاہ۔ نیوگ بہن بھائی
کے رشتہ کے جواز یا ناجواز سے کیا تعلق ہے اور اس سرخی کے تحت میں ان
مسائل کے لانے کی کیا وجہ ہے سوائے اسکے اور کوئی وجہ نہیں کہ یہ ایک قصہ ہے
جسکے مختلف پہلو ہیں۔ اگر نیوگ کا مسئلہ وید کا مانا ہوا ہوتا تو منوجی اپنی سمرتی
ادھیائے ۹ شلوک ۶۵ (مترجمہ کرپا رام دیانندی) میں یہ کبھی نہ لکھتا کہ بیاہ کے
منتر میں نیوگ کا ذکر نہیں اور نہ بیوہ عورت کے ساتھ زنا جائز ہے + پھر عجیب
بات یہ ہے کہ دیانند ستیارتھ پرکاش میں بجواب سوال ۱۱۰ لکھتا ہے کہ نیوگ
اپنے ورن میں یا اپنے سے افضل ورن والے مرد کیساتھ یعنی ویش عورت ویش

کھشتری اور برہمن مرد کے ساتھ ۔ کھشتانی ۔ کشتری اور برہمن کے ساتھ برہمنی برہمن کے ساتھ نیوگ کر سکتی ہے مدعا یہ ہے کہ ویرج برابر یا افضل ورن کا ہونا چاہئے اپنے سے ادنے ورن کا نہیں ۔ مگر اسبارہ میں منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۵۹ میں لکھا ہے کہ جسطرح بواہ اپنے ورن میں ٹھیک ہے ایسے ہی نیوگ بھی اپنے ورن میں ہونا چاہئے دوسرے ورن سے بواہ اور نیوگ ناجائز ہے اور بعد کرپا رام ویانندی یعنی دیانندیوں کا ورشٹ شنبدھی اسپر حاشیہ چڑہاتا ہے ۔ کہ نیوگ دوسرے ورنوں سے ناجائز ہوتا ہے کیونکہ اس سے اولاد ورن سنکر پیدا ہوتی ہے گویا لائق شش گرد اپنے گرو کی اصلاح کرتا ہے اور اُسکی غلطی کو درست کرتا ہے ۔ نہ معلوم دیانندی اپنے گرو کے اس ورن سنکر حکم کو کس بات پر محمول کرینگے ہم موقعہ بموقعہ پر چھپن شاستروں سے دیانندیوں کی غلطی کھولتے جائینگے مقتول لکھتا ہے ۔ (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۲۸۳) کہ جیتے جی نیوگ صرف سخت مریض ہو جانے یا مریض کے ساتھ غلطی سے بیاہ ہو جانے کے سبب سے ہے یہ صرف آپت کال کا دہرم ہے یعنی جب مرد یا عورت پتی برت دہرم کو پالن نہ کر سکیں تو سب اہل برادری کے سامنے مثل شادی کے دوسرا بیاہ یا نیوگ کرے ۔

ناظرین مقتول کی چالاکی پر غور کرو ۔ دبی زبان سے نیوگ انکاری بھی ہے مگر تعصب کے سبب نیوگ کو دوسرا بیاہ ۔ قرار دیتا ہے حالانکہ ہم دوسرے بیاہ اور نیوگ کا فرق اسکے گرو کے حوالے سے پہلے دکہا چکے ہیں ۔ اب آپت دہرم کا سنئے ۔ اگر مقتول ضدی اور متعصب نہ ہوتا تو دیانند کی اس تحریر مندرجہ ستیارتھ پرکاش پر کہ دونوں کا عالم شباب ہو اور رہا نہ جاوے ۔ غور کرکے شرماتا ۔ کہ یا نہ رک سکنا آپت کال کا دہرم ہے یہ تو صاف شہوت رانی ہے کہ جب کام دیوتا نے زور کیا جہٹ نیوگن موجود ہے ۔ اسے تو دیانندیوں کے سوا کوئی عاقل آپت کال نہ کہیگا ۔ دوسروں پر اعتراض کرنا آسان ہے مگر اپنی حقیقت کھلتے دیکھنا مشکل ہے خدا اس نہ رہ سکنے کی تاویل کرکے دکہاوے تو بغیر

مقتول کا یہ لکھنا کہ وید میں بے غیرتی کی ہرگز تعلیم نہیں اسکی کم عقلی پر دلالت کرتا ہے دیانند وید میں باپ بیٹی کی باہمی مجامعت۔ نیوگ یا رنڈی بازی دو دو عورتیں کرنے کو جائز بتلائے اور آپ اس سے انکاری ہوں خدارا گوید بھاش بھومکا غور سے دیکھو۔ اس سے آگے مقتول نے کوئی دلیل نیوگ کی تائید میں نہیں دی۔ دیانندی ان دلائل کے سوا (اگر ان کو دلیل کہا جاوے) جو دیانند نے لکھی ہیں اور کوئی عقلی یا نقلی دلیل نیوگ کی تائید میں نہیں دی۔ دیانند کی سب دلائل کو ہم نے براہین قاطعہ سے توڑ دیا ہے۔ اگر دیانندیوں کی اس مختصر تحریر سے تسلی نہ ہوئی تو ہم اس بحث پر اور مفصل لکھنے کو تیار ہیں وہ تسلی رکھیں۔ (راقم سہروردی)

ویدوں کی ابتدا

ہندوستان کی موجودہ اور گذشتہ حالات کے جاننے والے آریہ ورت کے قدیم شان وشوکت کی خواب کے تعبیر کرنیوالے اس بات کو بلا کم وکاست تسلیم کرتے ہیں کہ جب ہندوستان میں مسلمان فاتحانہ صورت میں داخل ہوئے تھے اس سے پہلے علم تاریخ کا کوئی وجود نہیں تھا یا تو ان لوگوں کو تاریخ کا مذاق نہیں تھا یا وہ لوگ بباعث جہالت اور عدم واقفیت تاریخ نویسی کے فوائد اور غرض سے محض نابلد تھے اگر رامچندر جی مہاراج اور کرشن جی کے عجیب وغریب حالات کا واقعہ ہوا ہوتا تو شائد رامائن اور مہابھارت کا بھی وجود نہ ہوتا۔ ان دونوں ناٹکوں کے علاوہ اور کوئی تیسری کتاب ایسی نہیں جن سے آریہ ورت کے گذشتہ واقعات کا سراغ مل سکے یہی وجہ ہے کہ ملہان وید کی کوئی جھوٹی بھی ساکھری حسب اعتقاد دیانندیاں متقدمین کی کتابوں سے نہیں مل سکتی۔ سوامی دیانند کے مقلدوں نے ان منگلوں کی

کے لکھنے میں جسقدر تصنع سے کام لیا ہے یا اپنی جودت طبع کے جوہر دکھائے ہیں اور
ساتھ ہی دُنیا کے ابتدا سے آجتک کا سن بھی اپنی تالیفات پر چھاپ کر دیا ہے اس
کا بھی منقولی یا معقولی کوئی ثبوت نہیں۔ جب قدیم ہندوستان کی تاریخ ہی نہیں مرتب
ہوئی جب مسلمانوں کے آنے سے پہلے کے حالات ہی نہایت گہری تاریکی میں پوشیدہ ہیں۔ تو
پھر اِدھر اُدھر سے کھینچ تان کر ایک فرضی بت کھڑا کیا ہے اس کا معتقد ہوتا اس قدر نادانی
اور کم سمجھی ہے اس موقعہ پر مجھ کو ایک لطیفہ یاد آ گیا ہے جو آریوں کے بالکل حسب حال
ہے کہتے ہیں کہ کسی تحصیل میں کوئی صاحب تحصیلدار تھے۔ مگر علم حساب سے بے بہرہ تھے
تحصیل کے ماتحتوں نے یا حاسدوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس ان کی
شکایت کی کہ فلاں تحصیلدار صاحب علم حساب میں بہت کمزور یا بالکل عاری ہیں۔
ڈپٹی کمشنر صاحب نے ان شکایتوں پر تو کچھ توجہ نہ کی۔ مگر اپنی پاکٹ بک میں
اس امر کو نوٹ کر لیا۔ کہ فلاں تاریخ وہاں پہنچ کر خود بدولت اس کا امتحان لینگے۔ الغرض
صاحب بہادر ایک دن وہاں تشریف لے گئے تحصیل کا ملاحظہ کیا۔ کاغذات متعلقہ
کی پڑتال کی بہت خوش ہوئے۔ تحصیلدار کے حسن انتظام کی تعریف کی۔ مگر جب
شام کو ڈاک بنگلہ میں تشریف لائے تو آپ کو تحصیلدار کا امتحان لینا یاد آ گیا تحصیلدار
کو بلوا بھیجا۔ اسوقت سات ہو گئی تھی آسمان پر تاروں کی دیپوت مالا ہو رہی تھی۔ بے
شمار عجیب قدرتی چراغ روشن تھے اسی اثنا میں تحصیلدار صاحب حاضر ہوئے
صاحب بہادر نے دیکھتے ہی پوچھا۔

”ویل تحصیلدار ہم نے سنا ہے کہ تم حساب نہیں جانتے“

تحصیلدار: حضور اگر میں حساب نہ جانتا ہوتا تو اتنی بڑی تحصیل کا اسقدر طول طویل
حساب کس طرح درست رکھ سکتا؟

صاحب بہادر: ہم خود امتحان لینگے!

تحصیلدار: بہت بہتر جناب!

صاحب بہادر: تحصیلدار بتاؤ اس وقت آسمان پر کس قدر ستارے ہیں؟

تحصیلدار بہت [illegible] کر کاغذ پر حساب کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا حضور ایک ارب [illegible] لاکھ دس ہزار نو سو چورانوے میں نے دو تین دفعہ ان کو دور [illegible] کر لیا ہے۔

صاحب بہادر اتنی بڑی تعداد سن کر خوش ہو گئے۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ جن لوگوں نے تمہاری شکایت کی تھی ان کو تمہارے معلومات کا علم نہیں۔ اچھا جاؤ رخصت یہی حال ہمارے آریہ دوستوں کا نظر آتا ہے جب دیکھا کہ ویدک دھرم اور اس کے ماننے والے تو واقعی گمنامی کے عالم میں زندگی گذار کر مختلف اجسام میں آواگون چکر میں مبتلا ہیں۔ ہم انکے نام لیوا ان کی بزرگی اور حالات زندگی کا کس طرح ثبوت دیں۔ کیونکہ مخالفین ویدک دھرم کو یقین دلائیں کہ وید فلاں وقت سے فلاں رشی پر پرکاش ہوئے ہیں۔ جھٹ اس تحصیلدار کی طرح بہت سے ہندسوں کا طومار اکٹھا کر کے اپنی کتابوں میں درج کر دیا۔ ہم نے آج تک کسی مہاشہ کی ایسی تقریر تحریر نہیں دیکھی جن میں سن مجوزہ اور موضوع کی صحت کو ثابت کر کے دکھایا گیا ہو۔ باقی رہی طرح ان وید یا خود وید مقدس سو ویدوں کی تالیف اور ترتیب میں خود شاستران وید کا ان کی تالیف میں اسقدر اختلاف ہے کہ ان کی صداقت کا خیال بھی دل سے محو ہو جاتا ہے۔ منو جی مہاراج نے جہاں کہیں ویدوں کا ذکر کیا ہے وہاں تین ہی ذکر کئے ہیں منو سمرتی کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کہ اتھرو ان وید منو جی کے زمانہ تک تالیف نہیں ہوا تھا۔ ورنہ جس طرح رگو وید۔ یجر وید۔ شام وید کا بار ہا منو جی نے ذکر کیا ہے۔ اتھرون وید کا بھی ذکر کرتے جن محققوں نے ویدوں کے مضامین پر غور کرتے ہوئے اس کی تالیف کا سراغ لگایا ہے۔ وہ رگو وید کو پہلی اور پرانی تصنیف مانتے ہیں چونکہ یجر وید اور شام وید میں بھی قریباً وہی مضامین میں اور ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراتے ہیں۔ لہذا وہ پورے وثوق کے ساتھ اس بات کو ثابت کرتے ہیں۔ کہ یجر اور شام وید کا اصلی منبع اور حقیقی مخرج رگو وید ہی ہے مگر ہمارے زمانہ کے مشہور معروف طماع ویدک دھرم کے

جبدہ آریہ سماج کے سرتاج سوامی دیانند جی مہاراج ویدوں کو ایشور کا گیان مانتے ہوئے ویدوں کی قدامت کے قایل ہیں۔ اگر اس خیال سے کہ ایشور قدیم ہے اس کی جو صفات بھی انادی ہیں۔ چونکہ منجملہ ایشوری صفات کے ایک گیان بھی ہے اور وید بموجب ایشور کا گیان ہیں لہذا یہ بھی قدیم ہیں۔ مگر ویدوں کے حالات سے اور ان مضامین سے جو ویدوں میں کھلے کھلے لفظوں میں موجود ہیں جن میں نہایت ہی دھندلی حالت میں بعض لوگوں کے حالات کا پتہ چلتا ہے صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ وید انادی نہیں۔

گیان پرمانتی کا مصنف جس نے ویدوں کے مختلف مضامین پر نہایت بسط سے بحث کی ہے کہ وہ اس بات کو مانتا ہے کہ وید مختلف رشیوں کی تصنیف ہیں۔ جن منتروں کے خاتمہ پر رشیوں کے نام دیئے گئے ہیں۔ درحقیقت وہی ان کے مصنف ہیں۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ ان رشیوں کے نام ہیں انہوں نے اس منتر کے اصلی مفہوم کو سمجھا ہے۔ وہ یقیناً غلطی پر ہیں۔

جب یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ وید ابتداء سرشٹی میں نازل ہوئے ہیں اور یہ کہ ایشور ان معہودہ چار رشیوں کو ابتداء پیدایش میں وید کا علم پڑھانا تھا اسی سے بیج تعلیم کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ دنیا کا ابتدائی سلسلہ ہے نیز اس لئے کہ یہ نو وارد مہمان جہالت اور گمراہی سے محفوظ رہیں۔ کیونکہ حسب عقاید مقلدان مہیں ویدوں ہی سے علم و معرفت۔ نیکی و ہدایت کا حصول ہوتا ہے اس وقت بھی جہاں کہیں علم و عقل کا چرچا اور نیکی و سعادت کا مذکور سنا یا دیکھا جاتا ہے وہ سب ویدوں کی ہی بدولت ہے۔

تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب جس وقت ایشور نے ان چار رشیوں پر وید کو پرکاش کیا تھا یا حسب تحریر سوامی دیانند جی مہاراج خود ایشور نے ان رشیوں کو وید پڑھائے تھے۔ تو یہ تعلیم معنوی اور لفظی تھی یا اس کے معانی اور مطالب بھی سمجھا دیئے گئے تھے۔ گر ان رشیوں کو صرف طوطی کی طرح وید یاد کرائے گئے تھے

تو انہوں نے خاک اُس پر عمل کیا ہوگا۔ اور اُس وقت کی مخلوقات کی کیا درگت ہوئی ہوگی۔ اُن کی اس جہالت ضلالت گمراہی اور بے راہی کا کون ذمے دار ہوگا جس پالشیور نے ان رشیوں کو طوطے کی طرح وید رٹائے تھے۔ کیا اس بات پر قادر نہیں تھا کہ وہ ان رشیوں کو ویدوں کے علوم اور مفہوم سے بھی خبردار کر دے۔ اگر واقعی وہ رشی ویدوں کے علوم اور فنون وغیرہ سے بھی خبردار تھے۔ تو بعد میں جن رشیوں کا دم چھلا وید منتر کے ساتھ ساتھ چلا آتا ہے اسکا کیا مطلب ہے۔

غرض اگر یہ تسلیم کیا جاوے کہ وید ابتدائے سرشٹی میں رشیوں پر نازل ہوئے مگر ان بیچاروں نے ویدوں کے مضامین سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا تو الشیور کی حکمت اور قدرت پر دھبہ لگتا ہے۔ کہ ویدوں کے مطالب اور معانی کے حل ہونے کے زمانہ تک کروڑہا مخلوقات محض حیوانی زندگی گزار کر چلی گئی ہوگی۔ خود بہاں وید بھی نہایت حیرانی اور سرگردانی کی حالت میں ناکام اور بے مرام دنیا سے تشریف لئے ہونگے۔ اور اگر بہاں وید اس الشیوری گیان کو بخوبی جانتے تھے اور اس پر عملدرآمد بھی ابتدا میں شروع ہوگیا تھا تو بعد میں ان رشیوں کا نام وید منتروں کے خاتمہ پر کیوں اور کس حکمت سے لگایا گیا۔

اس لئے قرین قیاس اور سیاق وسباق اسی بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وید ابتدائے سرشٹی میں نہیں بلکہ بہت ہی قریب زمانہ کی تصنیف ہیں واقعی جن رشیوں کے نام منتروں کے خاتمہ پر موجود ہیں۔ وہی ان کے مصنف اور مولف ہیں۔

جب عقلاً یہ بات ثابت ہوگئی کہ وید ابتدائے سرشٹی میں پرکاش نہیں ہوئے اور یہ کہ جن رشیوں کے نام وید منتروں کے ساتھ ساتھ لکھے ہوئے موجود ہیں وہی ان کے مولف اور وہی ان کے مصنف ہیں۔ تو معاً یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا کہ موجودہ وید ایک ہی وقت اور ایک ہی شہر اور ایک ہی جگہ میں بھی تدوین نہیں ہوئے۔ بلکہ کئی ہزار برس کے عرصہ میں یہ چار وید اس موجودہ صورت میں جمع ہوتے ہیں۔ چنانچہ منوسمرتی کے حوالے سے عرض کیا گیا ہے کہ جب منوسمرتی کی تالیف ہوئی ہے اس زمانہ میں

اتھروان وید شروع دنیا پر موجود نہیں تھا اور بعد میں کسی رشی نے پہلے ویدوں کو ناقص اور ناقابل عمل سمجھ کر چوتھا وید تصنیف کیا۔

اب رہی یہ بات کہ ویدوں میں کہیں کہیں ایشور کی صفات اور فعل و فطرت کا بیان ہے اور اس میں بغرض محال ایشور سے دعائیں بھی مانگی گئی ہیں۔ اس لئے وید ایشور کا گیان ہے اس سے بھی دیانندیوں کا مطلب پورا نہیں ہوتا۔ اس سے ہر شخص الہامی کتاب کو جس میں ایشور کی ذات و صفات کا نہایت پاکیزہ پیرایہ میں ذکر کیا ہو۔ تا قانون قدرت کے بعض عجائبات کے اسرار اور ضوابط ظاہر کئے گئے ہوں۔ انسان کے حال و آئندہ کے واسطے نہایت عمدہ قانون منضبط کئے گئے ہوں۔ الہامی کتاب سکتا ہے۔ ن ندن ہے۔ (منقول ... م)

مہمان اور مسافر کا حق

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ ع۶ صہ

مسافر پروری اور مہمان نوازی نہایت عمدہ وصف ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں مسافر اور مہمان کو کھانا کھلانا اور اُن کی عزت کرنے کی کئی جگہ تاکید فرمائی ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے تکلیف کا کھانا اُس کو ایک دن رات ہے معمولی خوراک تین دن تک۔ اور اُس کے بعد صدقہ ہے۔ مہمان کو جائز نہیں کہ بے ضرورت تین دن سے زیادہ میزبان کے پاس ٹھیرے۔ اور اُس کو تکلیف میں ڈالے ✦

حضرت انس رضہ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں کبھی مہمان داخل نہ ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے ✦

یتیم کا حق

قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے یتیم کے ساتھ سلوک کرنے کی کمال تاکید فرمائی ہے۔ اور اُسے اعلےٰ درجہ کا ثواب کا کام بیان فرمایا ہے۔ اور یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی کمال مذمت اور برائی بیان فرمائی ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق ناروا کھاتے ہیں گویا وہ پیٹوں میں آگ ڈالتے ہیں۔ اور سورہ والضحیٰ میں اللہ تعالےٰ نے آں حضرت صلعم کی طرف خطاب کرکے فرمایا۔ فاما الیتیم فلا تقھر یتیم پر سختی نہ کر۔

الا تا نگرید کہ عرش عظیم بلرزد ہمی چوں بگرید یتیم
چو بینی یتیمے سر افگندہ پیش مدہ بوسہ بر روئے فرزند خویش

آں حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ میں اور یتیم کا متکفل بہشت میں ایک درجہ پر ہوں گے۔ اور فرمایا کہ جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے ہر بال کے برابر ایک نیکی کا ثواب ہوتا ہے۔

اور فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ نیک سلوک کیا جاتا ہو۔ اور سب سے برا وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ سختی سے برتاؤ کیا جاتا ہو۔ یتیم کی تعلیم اور تربیت اور تادیب کا ایسا ثواب ہے۔ کہ کوئی عمل اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یتیم کو دکھ دینا کبیرہ گناہ ہے۔

لونڈی غلام اور خادم کا حق

لونڈی غلام کا حق ہے کہ جہاں کہیں نظر آئے۔ اپنے جیسا بندہ سمجھ کر ان کے آزاد کرنے اور کرانے کی فکر کی جائے قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے بار بار غلام

آزاد کرنے کی کمال تاکید اور فضیلت بیان فرمائی ہے۔

ضرورتاً کوئی غلام رکھا جائے یا کوئی اور خادم مقرر کیا جائے تو اُس کے مفصلہ ذیل حقوق ہیں۔

اُسے حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اُس پر تکبر نہ کرے اس کو مارے نہیں ساتھ کھلائے پہنائے۔ اُسکی تعلیم اور تربیت میں بچوں کی طرح سعی کرے۔ دین پر قائم کرے اور فرائض الٰہی سے غافل نہ ہونے دے۔ اُس کی طاقت سے بڑھ کر کام نہ دے اور اگر دے تو آپ مدد کرے۔ ہمیشہ محبت اور پیار سے سلوک کرے۔

ابو ذر رض سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں خدا نے اُن کو تمہارے زیر دست کیا ہے پس اُس شخص کو کہ جو اس کا بھائی (اُس جیسا آدمی) اُسکے ماتحت کرے۔ چاہیئے کہ اُس کو اس چیز سے کھلائے جس سے وہ آپ کھاتا ہے۔ اور اُس چیز سے پہنائے جس سے آپ پہنتا ہے۔ اور اس کام کی اُس کو تکلیف نہ دے۔ جو اُسکی طاقت سے باہر ہو۔ اگر کوئی ایسا ہی مشکل کام آپڑے تو آپ بھی شریک ہو کر اُس کی پوری پوری مدد کرے۔

آں حضرت صلعم لونڈی غلاموں کے حقوق کی نگہداشت کی بابت مرض الموت تک تاکید فرماتے گئے۔

عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہم اپنے خدمت گاروں کے قصور کے دفعہ معاف کریں حضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ ہر روز ستر بار اُن کے قصور معاف کرو۔

ایک شخص سلمان فارسی رضہ کے پاس آیا۔ اور آپ اُس وقت آٹا گوندھ رہے تھے پس اُس نے کہا کہ اے عبد اللہ اُس وقت کیا کر رہے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم نے خدمتگار کو کسی کام کے لئے باہر بھیجا ہے۔ پس ہم نے ناگوار سمجھا کہ اُس پر دو کام کا بوجھ ڈالیں۔ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ آپ صلعم نے ایک شخص کو اپنی سواری پر پیچھا غلام پیچھے پیچھے دوڑتا آتا تھا۔ فرمایا کہ اے بندہ خدا اس کو بھی اپنے پیچھے بٹھا لے کہ وہ تیرا بھائی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ
رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

تقیہ دماغ مسافر

الا اے بیدی بیدین شرار بید می جوئی

بجواب مسافر آگرہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲

بے علم و بے خبر مسافر آگرہ نے بزعم خود وید و قرآن کا مقابلہ و موازنہ کیا ہے
مگر سخت افسوس ہے۔ کہ اسنے اپنی بے علمی سے نہ تو قرآن مجید کی آیت کا
مطلب سمجھا ہے اور نہ ویدک منتر پر ہی غور کی ہے۔ اسنے یجروید ادھیاے اول
منتر ۱ کا مقابلہ قرآن مجید کی ایک آیت سے کیا ہے۔ مگر اپنی بے علمی کے
باعث بہت کچھ تعصب کا کنہ ظاہر کیا ہے مقابلہ تو دو تعلیموں کا تبھی معلوم ہو سکتا

ہے جبکہ منتر و آیت ایک ہی مضمون کی لیکر اُن کے حسن و قبح پر بحث کیجاوے
بندہ یہاں ویدک منتر و **قرآن مجید** کی آیت کا صحیح مطلب بیان کرتا ہے
ویدک مصنف منتر کے شروع میں کہتا ہے کہ اے ودوان لوگو جیسے ہمارا
لالہ مسافرانہ نا سمجھ سکا کہ یہ منتر ویدک ایشور کیطرف سے ہے اور سرشٹی کے آغاز
میں نازل ہوا ہے۔ بدیں وجہ ودوانوں کو مخاطب کرنیکے لفظ سے ہی اسبات کا
ثبوت ملتا ہے کہ جس وقت یہ منتر ویدک مصنف نے گھڑا اُس وقت ودوان لوگ
اس دنیا میں موجود تھے تبھی تو وہ ودوانوں کرکے پکارے گئے۔ اب اسکے خلاف
لالہ دیانند کہتا ہے کہ جس وقت وید گھڑے گئے۔ اسوقت انسان بچپن کی سی
حالت میں تھے جنکے لئے کوئی امر و نہی نہ تھا۔ (اپدیش منجری صفحہ ۶) اب دو باتیں
ہیں یا تو ویدک ایشور جھوٹ بول رہا ہے اور یا دیانند نے اس منتر کا من مانا ترجمہ کیا
ہے یہ ظاہر ہے کہ بچپن کی حالت میں کسی انسان کو ودوان کرکے نہیں پکار سکتے
خصوصاً اس حالت میں کہ اُسے نیکی بدی کی تمیز نہ ہو (اپدیش منجری صفحہ ۶) یہ
کیسے ممکن ہے کہ صرف منتر وہ بھی بے معنی و مطلب جاننے سے کوئی شخص ودوان
کہلائے جانے کا مستحق ہو سکے ودوان صاحب کمال وہی لوگ کہلائے جا سکتے ہیں
جنکو مختلف علوم کی پوری پوری استعداد ہو ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ دیانند کا یہ کہنا
کہ وید اس وقت نازل ہوئے جبکہ انسان بچپن کی سی حالت میں تھے بالکل گپ ہے بلکہ ضرور
اسوقت ودوان لوگ موجود تھے۔ اگر یہ بات نہ تھی تو ویدک مصنف جھوٹا ہے ہر حال میں
زد دیانندیوں کے گھر ہی پڑتی ہے۔ اگر لالہ جی یہ کہدیں کہ منتر سے مخاطب تمام آئندہ
زمانہ کے ودوان ہیں تو یہ محض گپ ہے۔ کیونکہ سب سے اول اسکے مخاطب ملہم ہوسکتے ہیں
جو محض ..... مطلق تھے۔ کیونکہ بقول دیانند (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۲) وید کے منتروں
کے معنے و مطلب سب سے اول بہت زمانہ گذرنے کے بعد مختلف رشیوں نے ظاہر کئے
جن سے پہلے کسی نے نہ کئے تھے۔ گویا ویدک ملہم صرف فونوگراف کی مانند بے جان
تھے اور فونوگراف کیطرح منتر بولے جاتے تھے مگر یہ معلوم تک نہ تھا کہ اُن کے کیا

تو کیا مطلب ہے ورنہ اگر وہ خود وید منتروں کے معنے و مطلب بیان کر جانتے تو لالہ دیانند
ستیارتھ پرکاش میں ان کو جاہل مطلق بیان نہ کرتا۔ آگے چلکر لالہ جی کہتے ہیں کہ اس منتر میں
ویدک مصنف بارش کا علم کرتے ہیں اور نیز یہ کہ تم لوگ آب ہوا و آتش سے ہر قسم کی اور تیز
چلنے والی سواریاں بنا کر مراد حاصل کرو ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ویدک مصنف کا اصل مطلب لالہ
جی نے بھی غتربود کر دیا ہے اس کا اصل مطلب تو اس منتر کے بیان کرنے سے ہون کرانے
کا۔ اور اگنی دیوتا کی بھینٹ اچھی اچھی چیزیں چڑھانے کا ہے۔ جیسے دیانند نے سری
سے ہی نکال لیا ہے۔ لالہ جی کہتے ہیں کہ جو پانی زمین سے بذریعہ شعاع آفتاب خلا
کو جاتا ہے وہ اکثر پودوں کا رس ملنے سے غیر مفید ہو جاتا ہے۔ جو بذریعہ ہون
صاف کیا جاتا ہے مگر عقل کے اندھوں کو یہ خیال نہ آیا کہ ایشور اتنا ہی بے سمجھ
تھا جو انسانی کوشش کا تابع ہوا۔ کہ اسنے خود ہوا و پانی کی صفائی کے سامان
نہ کئے بلکہ چیلوں کو ہون کے ذریعے صفا کرنے کا حکم دیا میں وعدے سے کہتا
ہوں کہ قدرت نے جو اصول بارش کے رکھے ہیں وہ سب پاکیزگی پر مبنی ہیں۔ دیکھو
انسان کے اندر سے جو خراب ہوا نکلتی ہے۔ اسکی درستی کے لئے قدرت نے نباتات
پیدا کر رکھی ہے۔

اسیطرح آب و ہوا کی صفائی کے لئے قدرت نے علیحدہ علیحدہ انتظام کر
رکھا ہے بھلا دیانندیوں کے دو چار سیروں کی اشیا کے جلنے سے تمام دنیا کی آب ہوا
صفا ہو چکی اگر ویدک ایشور کا یہی مطلب ہون سے ہوتا جو اب دیانندی بیان کرتے
ہیں تو وہ اپنے پیروؤں کو خواہ مخواہ ہوا کے گندہ کرنے کا حکم نہ دیتا یعنی مردہ
جلانے یا جنگل میں چھوڑ آتے یا گرم لوہے کے پلنگ پر لٹا کر سزا دینے جو صریحاً
آب و ہوا کی خرابی کا باعث ہیں۔ اگر یہ کہا جاوے کہ مردہ جلاتے وقت یا جنگل
میں چھوڑ آتے وقت یا لوہے کے گرم پلنگ پر لٹا کر سزا دیتے وقت گھی من سامگری
ڈالی جانی ضروری ہے تو ہم ایسی لایعنی بات کو کبھی نہیں مان سکتے جبتک
کہ ہم کو قدیم ویدیوں کی تواریخ سے اسبات کا ثبوت نہ دیا جائے کہ آیا وہ ایسی

صور تو ان بہ دیانندی احکام کے مطابق کارروائی کرتے تھے۔ راجہ رام چندر کرشن جی۔ دیاس جی یا کورو پانڈو کی جنگ کے مردے اسی سامگری کے ساتھ جلائے گئے تھے۔

چونکہ آتش پرستی ویدیوں کا عقیدہ تھا اسلئے کرموجب دیانند کی کہنے کے (اپدیش منجری صفحہ) ویدبھی ایسی لایعنی باتوں کا منبع ہے یہ منتر صاف طور پر اس عقیدہ کی تائید میں ہے نہ کہ اس سے کلوں کے اصول نکلتے ہیں۔ افسوس کہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کسی رشی منی نے کوئی کل ایجاد نہ کی اور نہ کسی وید منتر سے کلو ہی بنانے کا اصول ہی سمجھا۔ صرف ایک راجہ کے وقت میں جو وہ بھی ویدک تنزلی کے زمانہ میں تھا چند ایک ایسی باتوں کی نسبت کہا جاتی ہے مگر وہ ویدکی پیروی یا منتروں کے حوالے سے نہ تھیں بلکہ عقل خدا داد برتنے اور ویدوں کی پیروی کم کرنے سے۔ بدیں وجہ آتش پرستی کے عوض کے مقابلہ پر وحدانیت کی تعلیم دینے والی کتاب کا رکھنا بے شرمی نہیں تو اور کیا ہے۔ لالہ جی فرماتے ہیں۔ کہ آجکل کے سائنس دان وید کے ہر منتر سے متفق الرائے ہوکر عمل کر رہے ہیں مگر جب ہم غور کرتے ہیں تو نتیجہ اسکے برعکس نکلتا ہے یعنی ویدی ہر ایک منتر کو کھینچ گھسیٹ کر موجودہ سائنس دانوں کے ظاہر کردہ علوم پر لگا رہے ہیں گو وید کی پول خالی ہے مگر یہ گنبد ملا بھر کر اسے خالی ڈھول کیطرح بجائے جا رہے ہیں۔

قرآن مجید کی جو آیت لالہ صاحب نے پیش کی ہے اسکا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ جو عہد الٰہی کو اسکی پختگی کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اللہ نے جس چیز کے ملے رہنے کا حکم دیا ہے اس کو قطع کرتے (یعنی اتفاق وغیرہ جیسا دیانندی کر رہے ہیں) اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں (جسطرح دیانندی مہاشے ہند میں پھیلا رہے ہیں) یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ اللہ سے تم کیسے کفر کرتے ہو اور تم مردہ تھے (یعنی بے نام و نشان) پس تم کو زندہ کیا پھر تمکو مردہ کریگا۔ پھر اسکی ف

لوٹتے جاؤ گے۔

لالہ جی اپنی طبیعت کے میلان تعصب سے مجبور و معذور ہو کر اسپر لوٹ جاتے ہیں کہ یہ یہودیوں کا جھگڑا ہے جنہوں نے اقرار توڑ دیا تھا۔ حالانکہ قرآن شریف کی آیت سے صاف طور پر عمومیت پائی جاتی ہے یعنی تمام نافرمان انسانوں کو مخاطب کرکے فرمایا گیا کہ تم وہ عہد جو خدا کی خدائی اور اپنی عبودیت کی نسبت ہر ایک فطرت میں ہے اور نیز نیکی بدی کا علم جو ہر ایک انسان کی فطرت میں منقش ہے توڑ دیتے ہو اور حالانکہ خدا نے اتفاق و اتحاد اور باہمی یگانگت کا حکم دے رکھا ہے مگر تم اسے قطع کر دیتے اور باہمی نااتفاقی سے زمین میں فساد پھیلاتے ہو انہیں کے باعث سے تم خسارہ پانے والے ہوگئے۔ اسکے بعد انسانوں کو نعمت یاد دلائی ہے کہ تم بے نام و نشان اور مردہ تھے پھر خدا نے تمکو پیدا کیا پھر وہی تم کو مارے گا پس تمکو کفر ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔

اب ایک منصف مزاج اس آیت کا وید کے منتر کے ساتھ مقابلہ کرکے دیکھے کہ ان میں سے روحانی تعلیم اور خدا پرستی کی تعلیم کس میں دیگئی ہے۔ لالہ صاحب کے جھوٹ ہونے کے مطابق ہمیں کہیں اس آیت میں یہود کا یا رسول کا ذکر تک نہیں۔ یہ تو قرآن مجید کی رحیمانہ تعلیم ہے۔ اب اس کے مقابلہ پر ویدکی دغابازی و فریبی تعلیم کا ملاحظہ کیجیئے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۰ پر لکھا ہے کہ جب یہ معلوم ہو جاوے کہ فوراً لڑائی کرنے سے کسی قدر تکلیف پہنچیگی اور بعد میں کرنے سے اپنی بہتری اور فتح ضروری ہوگی تب دشمن سے میل کرکے وقت مناسب تک صبر کرے (منو ۷-۱۶۹) جب اپنی تمام رعایا فوج کو غایت درجہ خوشحال ترقی پذیر سعادت مند جانے اور ویسا ہی اپنے کو بھی سمجھے تب دشمن سے جنگ یعنی وگرہ کر لیوے (منو ۷-۱۷۰)

ناظرین قرآن مجید کی اتفاق کی تعلیم اور وید کی دغابازی کی تعلیم کا خود ہی مقابلہ کرلیں ہمیں لالہ جی کیطرح جھوٹے حاشیے چڑھانے کی ضرورت نہیں۔

مندرجہ بالا تعلیم سے ہی دیانندیوں کے قول وقرار کے فریبی ہونے کا یقین کرلیں فدا اور بھی دیکھیئے منوجی کا ترجمہ درشنا نند دیانندی نے یہ کہا ہے کہ دوسرے موقعہ پر بھی جب فتح حاصل ہونے کا یقین ہو تب بگاڑ کرکے جاوے اور دشمن کے اوپر جب دُکھ دیکھے تب بھی جاوے۔

ناظرین اب اس سے زیادہ دغابازی کی تعلیم کیا ہوسکتی ہے بھلا جب پنتھ کی تعلیم ہی یہی ہو۔ کہ ویدکے منکر کو ملک سے ہی نکالدو دستیارتھ صفحہ) وہ پنتھ عقلی تعلیم کا کہاں تک حامی ہوسکتا ہے۔ پھر جس پنتھ میں لڑائی و فساد کو مہا دھن (دولت عظیم) کا مترادف قرار دیا گیا ہے (دیانند آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ) وہ کہاں تک اتفاق کی تعلیم دینے کا حامی کہلایا جاسکتا ہے لالہ صاحب دنیا بے وقوف نہیں کہ تمہارے جھوٹ کی پیروی کرکے اپنی عاقبت خراب کرے گی۔ فی الحال اس پر بس کرتا ہوں۔ امید ہے آپ اپنی کتب کے حوالجات کو ملاحظہ فرماکر ان کا جواب باصواب دیںگے اور نری گپوں سے کام نہ چلائینگے۔

خبط مسافر

بجواب

مسافر آگرہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ

لالہ مسافر راہگذر فرماتے ہیں کہ ۲۳ فروری کو جلسہ آریہ سماج آگرہ کی تقریب سے دیانندیوں میں عید مناتی جارہی تھی اور مسافر بے راہ فرط ونشاط بے اندازہ میں محو تفکرات دنیوی سے سہو قدرتی شان وشوکت کا منظر تھا کہ یکایک محمد مسعود ہمدردی کے توپ خانہ کا گولہ اس دیانندی کیمپ کے بیچ میں آکر پھٹ پڑا جس نے تمام دیانندی جلسہ کے حاضرین کو زخمی اور مسافر

کے سینہ پر گینہ کے اندر چار گز کا گہرا چھید کر دیا اور اس محفل نیوگ کو ماتم پرستی کا اکھاڑہ بنا دیا۔ اور دیانندیوں کو اپنے منتھ کا جنازہ نکلتے ہوئے سامنے نظر آگیا۔ ہر چند اس مسافر پلید نے اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی کرنی چاہی مگر یہ ایسا گولا نہ تھا کہ جس کا زخم کبھی اچھا ہو سکے جس طرح مقتول مکذب ایک راست باز کے مقابلہ پر دیانندی منتھ اور اسلام کی سچائی پر کہتا ہوا اپنے منتھ کی تکذیب پر اپنے خون کی مہر لگا گیا۔ اس طرح آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس کی ستے چاٹنے والے بھولے بھٹکے مسافر اپنی چھ گز کی لمبی زبان کی قینچی سے ویدک منتروں کو کاٹ کاٹ کر اپنے زخمی سینوں کو ٹانکے لگا رہے ہیں اور جونہی کہ وہ ایک ٹانکا سینے کے قریب ہوتے ہیں۔ تو وہیں وید میں دوسرا چھید نکل آتا ہے۔ ہم ہیں کہ ان عقل کے اندھوں کو وید کے چھید دکھاتے جا رہے ہیں خیر ہم لالہ جی کو اپنے زخمی ٹانکے سیتے چھوڑ کر ذرا ان کی دلجوئی بھی کر ہی دیتے ہیں۔

مسافر۔ آپنے ہماری ایک کتاب کا بھی حوالہ نہیں دیا۔

رہبر۔ لالہ جی گھبرانے کی بات نہیں یہ کتاب آپکی کسی دو ورقی کا جواب نہیں ہے بلکہ صرف ویدک چیلوں کا ایک فوٹو ہے تاہم آپکی خاطر اخیر میں دیانندی تعلیم کے نتائج عمدہ طور پر باحوالہ بیان کر دیئے ہیں۔

مسافر۔ ہماری کتب تو آپکی خواب میں بھی نہ آئی ہونگی۔

رہبر۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔ کیا تمہاری کتابیں لالہ دیانند اگنی کنڈ میں جاتے وقت ہمراہ لے گیا تھا۔ اگر نہیں تو پھر ایسی بیوقوفی ظاہر کرنے سے کیا حاصل۔ مجھے یقین ہے کہ تم نے کبھی ان کتب کا نام بھی نہ سنا ہوگا جو کتب دیانندی میں نے دیکھ رکھی ہیں اسپر زیادہ کہنا لاحاصل ہے میدان میں نکلنے پر جوہر ظاہر ہو جائینگے۔ ابھی سے گھبرانے کی آپکو ضرورت نہیں۔

مسافر۔ ایک فرضی ناول منجانب وبھوتی پرشاد ورمکپوڑی مل کے لکھکر خوب ہی دل کھولکر شریفوں کو صلواتیں سناتے ہیں۔

رہبر۔ شریفوں کی ایک ہی کہی۔ اگر شریفوں کی بجائے نیوگی شریفوں کہتے تو بہت بجا ہوتا۔ بھلا نیوگ اور شرافت ایک جا رہ سکتی ہیں ؎

ایں خیال است و محال است و جنوں۔

لالہ جی یہ فرضی باتیں نہیں یہ آپکی سماجوں کا اندرونی کچا چٹھا ہے۔ اور سماجیوں کے سیاہ دلوں کا فوٹو ہے۔

مسافر۔ مسافر کو ایسی تحریرات سے احتراز ہے۔

رہبر۔ مسافر تو پولوسیوں اور مقتول مکذب کی قے تک چاٹ جاتا ہے ہاں جس بات کا جواب نہ آئے اُسے تھو تھو نہ کہا جاوے تو اور کیا کیا جاوے۔

مسافر۔ ذرا میدان علمی معرکہ میں آ۔

رہبر۔ سورج کے ظاہر ہوتے ہی چمگاڈر نے منہ چھپا لینا ہے ذرا اپنا پرچہ باقاعدہ بھیجتا رہ پھر تجھے علمی میدان کا مزا چکھا دونگا۔ کہ اگر ساری عمر تونے کبھی اسلام پر اعتراض کا نام لیا تو کہنا۔

مسافر۔ روح کی بابت قرآن صرف **ویسئلونک عن الروح** الخ کہکر خاموش ہوجاتا ہے۔

رہبر۔ شکر ہے کہ لالہ صاحب صفحہ اول سے بلا اعتراض پھاند پھوند کر نصف پر جاکر ایک اعتراض لے ہی آئے ہیں۔ اسلئے ہم آپکی خاطر اسی آیت کا مفصل جواب عرض کرتے ہیں افسوس ہے کہ آپنے لاعلمی و ناواقفیت اور ناسمجھی کی حالت میں اعتراض کرنے کے لئے زبان کھولی۔ آپنے یہ کہاں سے سُن لیا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت ؐ کو خدا کیطرف سے علم روح نہیں دیا گیا۔ تو آپنے قرآن مجید میں کس جگہ اور کہاں دیکھ لیا

[illegible] روح کے علم سے بے بہرہ تھے میں چاہتا ہوں کہ آپکو اپنی
عقل ناتمام کی شامت سے اس آیت کے سمجھنے میں دھوکا لگا ہے جو قرآن
شریف میں وارد ہے جس آیت پر آپکا اعتراض ہے اسکا ترجمہ یہ ہے
اور کفار تجھ سے (اے محمدؐ) پوچھتے ہیں کہ روح کیا ہے اور کس چیز سے
اور کیونکر پیدا ہوئی ہے۔ ان کو کہدے کہ روح میرے رب کے امر میں
سے ہے اور تم کو اے کافرو علم روح اور علم اسرار الٰہی نہیں دیا گیا۔ مگر کچھ
تھوڑا سا۔ سو اس جگہ اے مسافر بے راہ تمکو اپنے نقصان فہم سے یہ
غلطی لگی کہ آپنے اس عبارت کا مخاطب رکہ تمکو علم روح نہیں دیا گیا آنحضرت
کو سمجھ لیا حالانکہ لفظ ما اوتیتم جسکا ترجمہ یہ ہے کہ تمکو نہیں دیا گیا جمع کا صیغہ
ہے جو صاف دلالت کر رہا ہے کہ اس آیت کے مخاطب کفار ہیں کیونکہ ان
آیات میں جمع کے صیغے سے کسی جگہ آنحضرتؐ کو خطاب نہیں کیا گیا بلکہ جابجا
واحد کے صیغے سے خطاب کیا گیا ہے اور جمع کے صیغے سے کفار کی جماعت کو
بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایسا سوال کرتے ہیں سو اگر کوئی ذرا اندھا نہ ہو تو سمجھ
سکتا ہے کہ ان دونوں آیتوں میں دو جمع کے صیغے وارد ہیں اول یسئلون
یعنی سوال کرتے ہیں دوم ما اوتیتم یعنی تم نہیں دیئے گئے اور جیسا کہ ظاہر
ہے کہ یسئلون کے صیغہ جمع سے مراد کافر ہیں جنہوں نے روح کی کیفیت
کے بارے سوال کیا تھا ایسا ہی ظاہر ہے کہ ما اوتیتم کے صیغہ جمع سے
بھی مراد کافر ہی ہیں کیونکہ آنحضرتؐ کو کسی جگہ جمع کے صیغے سے خطاب نہیں
کیا گیا بلکہ اول مجرد کاف سے جو واحد پر دلالت کرتا ہے خطاب کیا
گیا یعنی یہ کہا گیا کہ تجھ سے کفار پوچھتے ہیں یہ نہیں کہا گیا کہ تم سے
[illegible] ایسا ہی لفظ واحد سے (قل) [illegible] کو کہدے
[illegible] کفار سے کہ ان کو کہدو [illegible]
[illegible] بیان کیا ہے [illegible] کے سیدھے [illegible]

سیاق سباق کلام سے جو جانتے ہیں، صاف صاف عبارت سے نکلتے ہیں یہی ہیں کہ اے محمدؐ کفار تجھ سے روح کی کیفیت پوچھتے ہیں۔ کہ روح کیا چیز ہے۔ اور کس چیز سے پیدا ہوئی ہے سو انکو کہدے کہ روح امر ربی ہے یعنی عالم امر میں سے ہے۔ اور تم اے کافرو کیا جانو کہ روح کیا چیز ہے کیونکہ علم روح حاصل کرنے کیلئے اہل اندار اور عارف باللہ ہونا ضروری ہے مگر ان باتوں میں سے تم میں کوئی بھی بات نہیں۔

اب ہر ایک منصف سمجھ سکتا ہے کہ نادانی اور شتاب کاری کی [illegible] سے کیا کیا ندامتیں اٹھانی پڑتی ہیں غور کرنا چاہئے کہ ان آیات مذکورہ بالا کا کیسا مطلب صاف صاف تھا کہ کفار کی ایک جماعت نے آنحضرت سے روح کے بارے میں سوال کیا کہ روح کیا چیز ہے۔ تب ایسی جماعت کو جیسا کہ صورت موجہ تھی۔ صیغہ جمع مخاطب کرکے جواب دیا گیا کہ روح عالم امر میں سے ہے یعنی کلمۃ اللہ یا ظل کلمہ ہے۔ جو بحکمت و قدرت الٰہی روح کی شکل پر وجود پذیر ہو گئی ہے اور اس کو خدائی سے کچھ حصہ نہیں بلکہ وہ درحقیقت مخلوق اور بندۂ خدا ہے اور یہ قدرت ربانی کا ایک بھید دقیق ہے جسکو تم اے کافرو سمجھ نہیں سکتے۔ مگر کچھ تھوڑا سا جسکی وجہ سے تم مکلف بایمان ہو تمہاری عقلیں بھی دریافت کر سکتی ہیں اس کھلے کھلے مطلب کے سمجھنے میں اللہ مسافر [illegible] نے کتنی بڑی غلطی کھائی ہے اور یہ سمجھ بیٹھا کہ گویا یہ خطاب لاعلمی کیفیت روح کا آنحضرت ؐ کی طرف ہے لاحول ولا قوۃ پھر پڑتا ایسا سمجھ [illegible] مسافر بیچارہ نے کچھ تھوڑی سی عربی پڑھی ہوتی یا کچھ تھوڑا سا قاعدہ صرف و نحو کا ہی دیکھا ہوتا۔ سے بے علم مسافر یہ ایک بڑی بھاری حماقت کا بیان ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ ربوبیت الٰہی دو طور سے [illegible] کو پیدا کرتی ہے اور دونو طور کے پیدا کرنے میں پیدا شدہ چیزوں کے [illegible] نام رکھے جاتے ہیں جب خدا تعالیٰ کسی چیز کو اس طور سے پیدا [illegible]

کہ پہلے اُس چیز کا کچھ بھی وجود نہ ہو تو ایسے پیدا کرنے کا نام اصطلاح
قرآنی میں امر ہے اور اگر ایسے طور سے کسی چیز کو پیدا کرے کہ پہلے وہ چیز
کسی اور صورت میں یا مادہ وجود رکھتی ہے تو اُس طرز پیدائش کا نام خلق ہے
خلاصہ کلام یہ کہ بسیط چیز کا عدم محض سے پیدا کرنا عالم امر میں سے ہے اور
مرکب چیز کو کسی شکل یا ہیئت خاص سے متشکل کرنا عالم خلق سے ہے جیسے
خدا تعالےٰ دوسرے مقام میں قرآن شریف میں فرماتا ہے الا له الخلق و
الامر یعنی بسائط کا عدم محض سے پیدا کرنا اور مرکبات کو ظہور خاص میں
لانا دونوں خدا کے فعل ہیں اور بسیط اور مرکب دونو خدا کی پیدائش ہے
دیکھا بے علم و بیراہ مسافر کہ یہ کیسی اعلا و عمدہ صداقت ہے جسے خدا نے
چند محدود الفاظ میں ادا کر دیا۔

اب اس کے مقابلہ پر ویدک تعلیم کا حال سُنئے

منو سمرتی مترجمہ ورشنا نند ادھیائے اوّل شلوک ۸۔ اسکے دل میں
خواہش ہوئی کہ اپنے بدن سے ایک قسم کی خلقت پیدا کرنی چاہئے۔
تو اس نے پہلے پانی یعنی جل کو پیدا کیا پھر اُس پانی میں بیج ڈالا (شلوک ۹)
وہ بیج مثل طلاء و آفتاب کے بصورت براٹ کی گولائی کو انڈا بنگیا پھر اُسنے
برہما جی یعنی ویدوں کے جاننے والے اور سب رشی جو تمام مخلوقات کے پیدا کرنے
والے ہیں آپ سے آپ پیدا ہوئے۔

ناظرین خدا ویدک فلاسفی کی ٹانگ ٹوٹتی ہوئی ملاحظہ فرماویں۔ اس
فلاسفی کے خلاف اب لالہ دیانند کے گھوڑے بھی سنئے۔ وہ اُپدیش منجری میں
یہ لکھتا ہے کہ پرماتما نے پہلے آکاش کیا اُس آکاش سے وایو۔ وایو سے اگنی
اگنی سے جل۔ جل سے پرتھوی۔ پرتھوی سے اناج۔ اناج سے ویرج اور ویرج
سے انسان پیدا کئے" اب پانی میں بیج ڈالنے کی عبادت پر غور کرئیے۔ اور
پیدائش کے سبب آپ ہونے پر ذرا وچار کریئے۔ اسی بیہودہ تعلیم کو لیکر

لالہ صاحبان دنیا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔

مسافر۔ اس کا جواب ویدک سدھانت یہی دیتا ہے کہ ایشور کی پریرنا (حکم) سے ہر ایک جیو قالب عنصری پاتا ہے۔

رہبر۔ دروغ گو را حافظہ نباشد تو۔ لالہ جی ہوش کرو کہیں رشی کیش سے بھنگ کا پیالہ تو نہیں چڑھا آئے۔ آپکا درشنانند منو سمرتی ادھیائے اول شلوک میں لکھتا ہے کہ "جو مکت جیو اندریوں سے الگ وباریک و پوشیدہ و ہمیشہ بیفکر و سب مخلوقات کی جان ہے آپ سے آپ سانکلپک شریروں میں داخل ہوئے" یہاں سے تو ثابت ہو گیا کہ قفس میں کوئی ظاہرا خود بخود آ داخل ہوا اور مقید ہوا حالانکہ تم نے لکھا ہے کہ "جونکہ روح قالب انسانی میں جس کو عقلاء نے ایک قفس عنصری سے تشبیہ دی ہے اور قفس میں کوئی ظاہرا خود بخود نہیں آنا چاہتا ہے نہ کوئی خود بخود مقید ہونا چاہتا ہے" اسی بے علمی اور بے سمجھی کے باعث تمکو مسافر بے راہ کا خطاب دیا گیا ہے۔

مسافر۔ سورہ بنی اسرائیل و سورہ النجم بھی کہتی ہے کہ بنا ہوا گارا اللہ کے پاس موجود تھا جس سے آدم پہلا آدمی ابتدائے آفرینش میں پیدا کیا۔

رہبر۔ ناظرین جب ایک آدمی جان بوجھکر بیوقوف بننا شروع کر دے تو اسکا کیا علاج۔ اگر دیانندیوں کو اپنی ہی کتب سمجھنے کی ذرا بھی قابلیت ہوتی تو وہ ایسے فضول اعتراض قرآن شریف پر نہ کرتے۔ لالہ جی ذرا کان لگا کر سنئے۔ لالہ دیانند نے تیتریہ اپنشد کے حوالے سے اُپدیش منجری [illegible] و [illegible] اور ستیارتھ پرکاش [illegible] ۲۲۹ میں لکھا ہے کہ جل سے وید کی اشد [illegible] پرتھوی بنائی اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ جل سے [illegible] کیسے بنگئی یا وہ پانی گاڑھا ہو کر گارے کیطرح بنا تھا جس سے زمین بنی اور ویسے ہی بہتے پانی سے۔ صورت اول صحیح اور تجربہ پر مبنی ہے [illegible]

دوم بالکل غلط اور خلاف تجربہ ہے حسب خود تمہاری کتب کا یہ حال ہے تو کس منہ سے قرآن مجید پر اعتراض کرتے ہو۔ دیکھو تم کہتے ہو کہ جل سے پرتھوی۔ پرتھوی سے انّ۔ انّ سے ویرج۔ ویرج سے انسان پیدا ہوا اور اگر ہم درمیانی مدارج کو چھوڑ کر صرف یہ کہدیں کہ مٹی سے انسان پیدا ہوا یا کہ جل سے یا پانی سے تو بتاؤ کونسی خلاف عقل بات ہے اُسکی مثال ایسی جیسا ہم کہدیں کہ مسافر بے راہ کو ایشور نے پیدا کیا حالانکہ ظاہر ہے کہ مسافر بے راہ ایشور کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا بلکہ اپنی ماں کے پیٹ اور باپ کے نطفے سے پیدا ہوا۔ مگر ہم نے درمیانی وسائط کو چھوڑ کر ایشور کی پیدائش بیان کردی۔ کیا اب بھی آپکی موٹی سمجھ میں آیا یا نہیں۔

مسافر۔ کیا اپنی روح سے تھوڑی سی کاٹ کر یا اپنے پاس سے روح ڈالی۔

رہبر۔ یہ اعتراض تو اُس فیتہ پر آسکتا ہے جو یہ عقیدہ رکھے (منوسمرتی ادھیائے اول شلوک ۸) "اور اسکے دلمیں یہ خواہش ہوئی کہ اپنے بدن سے ایک قسم کی خلقت پیدا کرنی چاہئے" مگر قرآن شریف ہرگز ایسی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ وہ روح کو خدا کی پیدا شدہ بتاتا ہے نہ کہ اسکے جسم کا ٹکڑا جیسا ویدیوں کا عقیدہ ہے

مسافر۔ روح مادہ کی پیدائش کی بابت کہیں ذکر نہیں۔

رہبر۔ قرآن شریف پیدائش کے مضمون سے تو بھرا پڑا ہے اور بار بار اسنے شرک کو مٹانے کے لئے اپنے خالق کل ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا اور فرمایا کہ **قل اللہ خالق کل شیئ وھو الواحد القھار** اور پھر ویسے بیان ہی نہیں کہ ویدوں کیطرح دعوے بلا دلیل کردیا اور نہ اپنے پیروؤں کو فقط اسی پر سارا دارومدار رکھا بلکہ بہت عمدہ طور پر اس دعوے کے دلائل کو بھی بیان کردیا مثلاً ذیل کے دلائل پر غور کرو۔

دلیل اول یعنی لمّی دلیل جسے سنسکرت میں انومان کی قسم میں پوروت کہتے ہیں یہ ہے۔ کہ فرمایا اللّٰہ خالق کل شیئٍ وھو الواحد القہار یعنی اللہ ہر ایک چیز کا خالق ہے اور اس دعوے کی یہ دلیل دی ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات میں بے ہمتا اپنی صفات میں یکتا اور افعال میں وہ لیس کمثلہ ہے اور یہ تمام معانی الواحد کے ہیں جب یہ لفظ اللہ تعالےٰ کی نسبت بولا جاوے اور وہ سب کا حکمراں و متصرف ہے اور سب کو اپنے ماتحت رکھتا ہے اور یہ معانی القہار کے ہیں جب خدا تعالےٰ پر اسکا اطلاق ہو۔ اب اللّٰہ خالق کل شیئٍ کا دعوے جس مسلم بات پر مبنی ہے وہ الواحد القہار کا لفظ ہے کیونکہ اگر وہ ہر ایک چیز کا خالق نہ ہو تو کچھ چیزیں اس کی خلق سے باہر بھی ہونگی اور جو اشیاء خلق سے باہر ہونگی بہر حال وہ چیزیں ضرور کسی نہ کسی پہلو میں اللہ تعالےٰ کی شریک ہی ہونگی جیسے دیانندی کہتے ہیں کہ تمام ارواح حتی کہ کیڑے کوڑے بلکہ درختوں کی روحیں بھی خدا کی بنائی ہوئی نہیں یا جو عالم اللہ تعالےٰ کا بنایا ہوا نہیں زمانہ آکاش بھی خدا کا بنایا ہوا نہیں وغیرہ وغیرہ پھر یہ چیزیں ازلی ہونے میں خدا کی شریک اپنی حقیقی ہستی میں خدا کی شریک اور پھر یہ اشیاء نہ اپنی ذات میں خدا کی محتاج نہ اپنے خواص میں نہ اپنے عادات میں اور نہ اپنے افعال میں خدا کی دست نگر یا ہیں پھر خدا کو بوجہ انکے حکمران مانتے ہیں۔

دلیل دوسری انی ہے جسے سنسکرت میں انومان کی قسم میں شیش ونت کہتے ہیں۔ کیا معنی مخلوق سے خالق شناسی حاصل کرنا اور وہ یہ ہے لم یکن لہٗ شریک فی الملک وخلق کل شیئٍ فقدرہٗ تقدیرا۔ یعنی اللہ تعالےٰ لاشریک ہے سب کا خالق ہے دلیل یہ ہے کہ ہر ایک چیز ایک اندازہ پر ہے اور محدود ہے اور ہر ایک محدود کے لئے حد بندی کرنے والا ضروری ہے پھر مادہ جیسکی حد بندی کرنے والا سوائے خدا اور کون ہے پس وہ ان کا خالق بھی ہے۔

دلیل خلف۔ فرمایا ام خلقوا من غیر شیئ ام ھم الخالقون ام خلقوا السموٰت والارض بل لا یوقنون۔ ام عندھم خزائن ربک۔ ام ھم المصیطرون۔ یعنی کیا یہ لوگ خود بخود ہوگئے (عدم سے وجود بلا مرجح کیونکر ہوا) کیا یہ اپنے آپ خالق ہیں یہ بات ہیں وجدان اور اپنی طاقتوں کے لحاظ سے غلط معلوم ہوتی ہے۔ اول تو اسلئے کہ جوں جوں ہم سمجھتے جاویں کمزوری بڑھتی نظر آتی ہے دوم ہم تجارب کے بعد بھی انسان کیا کیڑا بھی بنانے کے قابل نہیں علاوہ بریں اسمیں تقدم اپنی ذات سے اور دور لازم آتا ہے) کیا آسمانوں اور زمینوں کے یہ خالق ہیں یہ صریح غلط ہے اور اس سے تعدد آلہ بھی لازم آتا ہے کیا انکے پاس بے انت خزانے ہیں جنسے ان کو پتہ لگا کہ یہ چیز مثلاً روح یا فلاں اشیاء مادہ ودماغ وغیرہ مخلوق نہیں نفس انسانی تو محدود ہے خدا کی بے انت باتوں کا احاطہ کیونکر کرسکتا ہے۔ کیا یہ آزاد ہیں اور کسی کے تحت وتصرف میں نہیں یہ بات مشاہدہ کے خلاف ہے انسان کھانے پینے جینے مرنے سب میں کسی کے نیچے ہے اور کسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ پس جب یہ باتیں غلط ہیں تو خدا سب اشیاء کا خالق ہے۔

قیاس اقترانی سے فرمایا ھو اللہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنیٰ یعنی اللہ تعالےٰ ہے اندازہ کرنے والا (خلق کے معنے لغت عرب میں تقدیر کے بھی آتے ہیں۔ اسی واسطے خلق لکم ما فی الارض بلفظ ماضی صحیح ہے) وجود بخشنے والا اور رنگ برنگ صورتیں عطا کرنیوالا تمام صفات کاملہ سے موصوف تمام نقصوں سے منزہ نیستی سے ہست کرنیوالا کیونکہ یہ ایک کمال ہے اور خدا کو سب کمالات حاصل ہیں۔ خدا کو انسان اپنے پر قیاس نہ کرے۔ غرض اسطرح کے بے شمار دلایل کا سمندر قرآن کریم میں موجزن ہے۔

اب آپ اپنی دودور قی اور مکذب ~~[illegible]~~ خیالات کا [illegible]
کی سبمنیٹ کردیں اور اپنا انعام مخبوطا کے بنریان کو جلانے میں صرف کریں
اگر تمہارے دماغ کا کیڑا ابھی نہ مرا تو اس کی دوبارہ بھی خبر لیجاوے گی
مسافر - یہ علمی مسائل ہیں یہاں پر محض اعتقاد وحشیانہ سے کام
نہیں چلتا -

رہبر - بس اگر ویدک ایشور کی علمی طاقت یہی ہے تو وہ لالہ دیانند
سے بڑھکر کوئی چیز ثابت نہیں ہوتا - جیسے لالہ صاحب کے کوڑ مغز میں الہی
فلسفہ نہ آیا اسیطرح ویدک ایشور بھی اپنی ودوانیوں شری ولکشمی کے عشق
میں ایسا دیوانہ ہو رہا ہے کہ اُسے کسی چیز کا علم تک نہیں - آپ جیسے بے علم
مسافروں کی گالیوں اور بد زبانی نے اپنی بے علمی کو چھپانا چاہتا
ہے یہ عجیب علمی مسائل ہیں کہ جن کے علم سے ویدک ایشور بھی بے علم ہے اور
وحشیوں کیطرح اپنی بے علمی کو بذریعہ وید کے ظاہر کیا -

مسافر - پرماتما کی موجودگی میں آدم کو سجدہ کرنے کی کیا ضرورت ہے

رہبر - مادہ جیو کی موجودگی میں پرمیشور کی ضرورت ہی کیا ہے اور ایشور
کی موجودگی میں دو والوں کو کیوں سجدہ کیا جاوے دیکھو یجروید ادھیائے
۱۶ منتر ۳۲) جسکا اشرید یوں ہے ابھی تک سپری پاؤنا یعنی پاؤں پڑتا اور
سر کو آدمی کے پاؤں پر رکھکر سجدہ کرنا موجود ہے یہ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے
جو ویدنے مخلوق پرستی اور لنگ پرستی کی دی ہے برخلاف اس کے مسلمان سوائے
خدا کسی کو سجدہ کرنا شرک جانتے ہیں - اگر آپ کو ذرا بھی سمجھ ہے تو وید
کا کوئی منتر تو پیش کریں جسمیں شرک کی برائی اور مشرک کے لئے عذاب کا
وعدہ ہو - یوں بک بک کرنا فائدہ نہیں رکھتا مسلمان کبھی آدم کو سجدہ
نہیں کرتے یہ اعتراض ہی مخبوط الحواسی پر مبنی ہے -

مسافر - بائبل کی موجودگی میں قرآن کی کیا ضرورت ہے

[illegible] ویدوں اور شاستروں کی موجودگی اور پرانوں کی موجودگی میں ستیارتھ پرکاش
جیسی خرافات دیانندیاں کی کیا ضرورت ہے قرآن کی ضرورت تو
مسلمان اور ویدیوں کے مشرکانہ خیالات اور نیوگ پرستی آتش پرستی
کو مٹانے کے لیے ضروری ثابت ہوتی ہے مگر ستیارتھ پرکاش نے سوائے
نیوگ پرستی کے کیا کیا۔ بس اس کی یہی ضرورت تھی کہ حرامکاری کی حمایت
کرے اور اسے زور شور سے رواج دے اور آریستان کو سپوت ہونے سے جواب دے۔

مسافر۔ وید کی موجودگی میں ان تمام مزخرفات کی کیا ضرورت
ہے۔

مہیش۔ یہ صحیح ہے پس سب سے پہلا کام یہی کرو کہ دیانندیوں کی سب
مزخرفات کو آتی ممبا کے حوالے کرکے ہمیں اطلاع دو تاکہ تم کو نیوگ پرستی
چھوڑنے کا تمغہ بھیجا جاوے۔

مسافر۔ تخم درخت میں سب طاقت ہے مگر کاشت کرنے والے کی
کیا ضرورت ہے۔

مہیش۔ مگر وید تو ایک چھوڑ گیارہ گیارہ کاشت کار ایک دنیوگن
عورت کیلئے تجویز کرتا ہے تم کہتے ہو کاشت کرنے والے کی ضرورت ہی
نہیں۔ پس یہ سب تمہاری مکواس لایعنی ہے لالہ جی ہمارے اعتراض
پر مادہ میں ملنے کی طاقت خود بخود ہے بہت سٹ پٹاتے ہیں۔ مگر جواب
دیتے اور کوئی منہ سے نہ نکلا کہ یہ جھوٹ ہے ارے بے عقل خدا اپنے
دادوں یعنی یورپین علماء کا اعتقاد اس بارے میں ہی ملاحظہ کر جنکی تعلیم کی
بدولت سے وید بگاڑا ہے اور لالہ دیانند نے انکی تقلید میں بڑی ہانکی ہیں۔

مسافر۔ وید بحر ذخار بے کنارہ ہے۔

مہیش۔ کیا کوئی ایسا بحر یعنی سمندر بھی موجود ہے جو بے کنارہ ہو ہمیں
تو معلوم ہوا کہ [illegible] خانہ کا بچہ جو نیوگیوں کے آزار کے ساتھ لٹکا ہوتا

رسم ستی اور مسافر آگرہ کی گتی

ویدک زمانہ کی بڑی رسومات کی یادگاریں نیوگ وغیرہ زمانہ حال کے محققوں کو قدیم وحشی ویدیوں کی تہذیب کا بخوبی پتہ دیتی ہیں مگر موجودہ متعصب اور دروغ گو گروہ جو بدانست خود وید کا بڑا حامی گنا جاتا ہے ان تمام ویدک بد تہذیبیوں کا الزام مسلمانوں کے ذمہ لگاتا رہتا ہے۔ گو ہر بار وہ منہ کی کھاتے ہیں مگر وہ بھی ایسے ہیں کہ پھر بھی باز نہیں آتے منجملہ دیگر الزاموں کے دیانندیوں کا دروغ گو پرچہ "مسافر آگرہ" اپنی ۳۰ / اپریل ۱۹۲۶ء کی اشاعت میں "کرشمات عالم" کے ہیڈنگ کے نیچے صفحہ ۸ کالم ۲ سطر ۱۰ میں لکھتا ہے کہ

"جہانتک ہمارا خیال ہے یہ مکروہ رسم مسلمانوں کے خونخوار زمانہ سے شروع ہوئی ہے"۔

"کیونکہ اس وقت ایک بیکس ہندو بیوہ اپنے پتی کے بعد شریر مسلمانوں کے ہاتھ سے"

"اپنی عصمت بچانا محال خیال کر کے خود کو پتی کی عزت اور اپنی غیرت پر قربان کر دیتی تھی"۔

"... صرف اپنی عزت کے بچاؤ کے لئے ہی یہ رسم ادا کی جاتی تھی"۔

یہ الفاظ ہیں جو اس دروغ گو اخبار نے لکھ کر اپنے ورق سیاہ کئے ہیں مگر ہم ذیل میں دیانندیوں کی مسلمہ کتب کے تواریخی حوالوں سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جہانتک ہمارا خیال ہے یہ مکروہ رسم ویدک بد تہذیبی اور حرامکاری کے زمانہ سے شروع ہوئی ہے کیونکہ اس وقت ایک بیکس بیوہ عورت اپنے پتی

کے بعد شریر ویدیوں کے ہاتھ سے اپنی عصمت بچانا محال خیال کرکے
خود کو بچی کی عزت اور اپنی غیرت پر قربان کر دیتی تھی۔ اور صرف ویدک
رشیوں کے من گھڑت نیوگ کے مسئلے سے اپنی عزت کے بچاؤ کے لئے بھی
یہ رسم ادا کی جاتی تھی۔ ذیل کے حوالے ہمارے بیانات مندرجہ بالا پر کافی
شاہد ہیں۔

(بھارت کی شجاع استریوں کے کارنامے حصہ اول صفحہ ۴۶) میں لکھا ہے کہ کرم
دیوی راجہ آنیت کی لڑکی نے خودکشی کی اور ستی ہوئی۔

(بھارت کی شجاع استریوں کے کارنامے حصہ پنجم صفحہ ۴۰) میں لکھا ہے کہ راجہ
نل کی عورت بھی ستی ہونے پر تیار تھی۔

(بھارت کی شجاع استریوں کے کارنامے حصہ نہم صفحہ ۱۱۵) میں لکھا ہے کہ سولوچنا
اپنے خاوند میگھ ناد کے سر کے ساتھ ستی ہو گئی۔

پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ شوجی کی مہارانی ستی بھی ستی ہوئی تھی
(ایڈیشن منجری صفحہ ۱۲۴) میں لکھا ہے کہ پانڈو کی رانی مادری بھی ستی ہوئی تھی۔

اب مندرجہ بالا حوالوں سے جو بطور نمونہ مشتے از خروارے ہیں صاف
ثابت ہوتا ہے کہ یہ ستی ہونا اسلام سے بہت پہلے ویدک رشیوں کے زمانہ
سے چلا آتا ہے۔ اور بیوہ عورتیں اپنے آپ کو ویدک نیوگ کی تعلیم سے بچنے کے
لئے ہجرت کے باعث یہ رسم بجالاتی تھیں تاکہ شریر ویدیوں کے ہاتھ سے
اپنی عزت خراب نہ ہو۔ امید ہے لالہ مسافر کی عقل ٹھکانے لگ گئی ہوگی
ورنہ اور حوالے بھی موجود ہیں۔

دیانندی لیڈر منشی رام کا جھوٹ

ناظرین یہی نہیں کہ عوام دیانندی اپنی کتب سے محض ناواقف ہیں بلکہ خواص
بھی جو دیانندی پنتھ کے سورج بنے پھرتے ہیں بقول چراغ تلے اندھیرا آپ

کتب کی تعلیم سے جاہل مطلق ہیں اُن کے دعوے دیکھو تو جھوٹ کے طومار باندھے گئے۔ اُنکی چکنی چپڑی باتیں سنو تو بگلہ بھگت نظر آئینگے۔ مگر اندر سے ڈھول کا پول ظاہر ہوگا۔ ان کو آپس ہی میں تو خبر نہیں لگتی کہ کونسا مسئلہ اُن کے گروہ کا مسئلہ ہے اور کونسا نہیں جو جی میں آیا دھر گھسیٹتے ہیں۔ مثال کیلئے لالہ منشی رام کا اخبار ستیہ دھرم پرچارک مورخہ ۲۱ ر ماگھ سنہ ۱۹۶۲ بکرمی صفحہ ۸ کالم ۳ ملاحظہ کیجئے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"ہمیں یاد ہے کہ چند سال ہوئے ایک معزز کالج پارٹی کے لیڈر کے ساتھ تعلیم میں رشی دیانند کی پوزیشن پر ہماری بحث ہوئی اثنائے گفتگو میں ہمارے بزرگ بھائی نے فرمایا کہ ہم کس طرح سوامی جی کی ہر ایک بات کو صحیح تسلیم کر سکتے ہیں جبکہ اُنکی کئی باتیں صاف طور پر سائینس کے مسلم اصولوں کے برخلاف ہیں مثال کے طور پر انہوں نے فرمایا کہ سوامی جی کا عقیدہ ہے کہ کئی اجسام فلکی آباد ہیں۔ لیکن سائینس سے اسکی تصدیق نہیں ہوتی ہمنے جواب میں عرض کیا کہ ابھی تک اس مسئلہ پر سائینس دانوں کی کوئی نشچت رائے نہیں لیکن ہمیں وشواش ہے کہ جب سائینس دان اس پوزیشن میں ہونگے کہ اِس معمہ کو حل کرسکیں تو انکا فیصلہ مہرشی دیانند کے حق میں ہوگا حال ہی میں جب ہمنے اخبار میں پڑھا کہ لنڈن کی رائل انسٹی ٹیوشن میں لکچر دیتے ہوئے پروفیسر ٹرنر صاحب نے فرمایا کہ ان کا یقین ہے کہ اجسام فلکی میں آبادی ہے تو رشی کی تعلیم کی بزرگی کے سامنے ہمارا سر جھک گیا اور ہمارے منہ سے بے اختیار یہ شبد نکلے کہ تیر درشٹا رشی کا واکیہ نراتھک نہیں ہوسکتا"۔ پروفیسر صاحب نے اپنے لکچر میں فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ جن پر انہوں کے بادو ماننگیں ویل اور پیپھیرے وغیرہ ہوں اُن میں وہانت نہیں ہوسکتی آپنے یہ بھی فرمایا کہ ایسے پرانی بھی ہیں جو وائلیو اور ہیٹ اور گرمی کی سہایتا کے بنا زندہ رہ سکتے ہیں آپنے تجربوں سے ثابت کرکے دکھلایا کہ سوس کی ہوتی والیوں میں بھی پرانی رہ سکتے ہیں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سورج چندرما میں رہنے والے منش کرہ ارض کی طرح پر رہتے ہیں اس دشٹہ پر رشی واکیہ یہ ہے منتیس ولیار عمات پر تھوی جل اگنی

مالیو اکا فل جنید رما سور یہ اور نکشترپ سرشٹی کا نواس ستھان ہونے سے آٹھ وسو" یہ بات سمرن رکھنے کے یوگیہ ہے کہ سرشٹی شبھ کے ارتھ رچنا کے ہیں نہ کہ کسی دیش پرکار کی رچنا"

ناظرین ہم نے محض حق اور جھوٹ کو علیحدہ کرنے کے لئے اصل عبارت دیانندی کی لکھدی ہے اگر آپ نے غور سے دیکھینگے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ عبارت سر سے پاتک جھوٹ کے طومار سے بھری ہوئی ہے اس مضمون کے شروع میں دیانندی نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ جو کچھ دیانند کہہ گیا ہے سب سچ اور قابل تسلیم ہے گویا وہ غلطی سے بالکل مبرا ہے۔ گویا دیانند اور وید کے ایشور کا درجہ ایک ہی ہے سو ایک انسان کو اور پھر ایسے انسان کو جسکی سوانح عمری مرتبہ دیانندیاں ہی جاہلیت تلون مزاجی اور بداعتقادی سے بھری پڑی ہو غلطی سے مبرا کہہ دینا دیانندیوں کی کم فہمی یا خوش فہمی پر دلالت کرتا ہے۔ پھر اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ماس پارٹی کے نزدیک دیانند کے اصول صاف طور پر مسلمہ سائنس کے اصولوں کے برخلاف بھی ہیں اور یہ کہنے والوں کیلئے کہ جہاں جہاں سائنس کا علم ہوگا وید کا جھنڈا لہرائیگا۔ قابل غور ہیں۔ دیانندی نے پروفیسر کے اس بیان کو بھی کہ جن پرانیوں کے ناڑو نا نگیں پھیپھڑے دل نہ ہوں ان میں ذہانت نہیں ہو سکتی اور کہ ایسے پرانی بھی ہیں جو والیو پانی اور گرمی کی سہایتا کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں مگر مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ لالہ صاحب نے اپنی بے علمی کے باعث سخت دروغ بیانی سے کام لیا ہے لالہ دیانند صاحب اسکے برخلاف اپنی کتاب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۳۰ پر لکھتے ہیں کہ عمدہ صاف اناج پانی اور ہوا وغیرہ ہی سے جاندار سکھ کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اُن کے بغیر کوئی نہیں جی سکتا"۔ اب اس صاف عبارت کے برخلاف یہ کہدینا کہ لالہ دیانند کا یہ عقیدہ ہے کہ پانی اور ہوا وغیرہ کے بغیر بھی کوئی زندہ رہ سکتا ہے کذب صریح ہے اور خواہ مخواہ یورپین لوگوں کی پیروی ہے تاکہ لوگوں پر ظاہر ہو کہ وید کے اصول سچے ہیں۔ اور لالہ دیانند

لئے جو کہا۔ اب مندرجہ بالا حوالہ کتب دیانند سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں یا تو دیانند جھوٹا ہے۔ یا اس کا چیلہ۔

اس سے آگے دیانندی لکھتا ہے کہ لالہ دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سورج چندرما میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں اس جگہ تو دیانندی لیڈر نے جھوٹ کے بھی کان کتر دیئے ہیں اور نہ صرف جھوٹ سے کام لیا ہے بلکہ اپنی بے علمی کا بھی پردہ فاش کر دیا ہے ہم اپنی طرف سے کچھ ایزاد کرنا نامناسب خیال کر کے لالہ دیانند کی اصل عبارت اسیارہ میں درج کر دیتے ہیں ناظرین خود اندازہ لگالیں کہ دیانند کے پیرو یہ لوگوں کی تحقیقات کو اپنے گھر کے مسائل بنا بنا کر کہاں تک جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ اور ذرا بھی خوفِ خدا نہیں کرتے۔ بہرحال لالہ دیانند کی اصل عبارت اسیارہ میں یہ ہے۔

(ستیارتھ پرکاش ص۲۴۱ سملاس ۸ دفعہ ۶۵) سوال: جیسے اس ملک میں انسان وغیرہ مخلوقات کی صورت اور اعضاء ہیں ویسے ہی دیگر لوگوں (کروں) میں ہونگے یا اسکے برعکس۔ جواب: کچھ کچھ صورت میں اختلاف ہونا ممکن ہے جسطرح اس کرہ زمین پر چینی حبشی اور آریہ ورت اور یورپ والوں کے اعضاء رنگ روپ اور شکل میں تھوڑا تھوڑا فرق ہوتا ہے اسی طرح دیگر کروں میں بھی فرق ہوتا ہے لیکن جس نوع کی جیسی خلقت اس دنیا میں ہے اسی نوع کی خلقت دیگر لوگوں (کروں) میں بھی ہے جس جس جسم کے حصے میں آنکھ وغیرہ اعضاء ہیں دیگر کروں میں بھی اسی نوع کے اعضاء اسی طرح اور اسی مقام میں ہوتے ہیں کیونکہ دھاتا پرمیشور نے جس قسم کے سورج چاند روشنی زمین آسمان اور ان کے اندر سامان راحت کو پہلے کلپ میں بنایا تھا ویسا ہی اس کلپ یعنی اس سرشٹی میں بھی بنایا ہے نیز سب لوک لوکانتر بھی بنانے میں فرق ذرا بھی نہیں ہوتا اب اس صحیح عبارت کے برخلاف دیانندی مہاشے کا یہ لکھنا کہ رشی دیانند نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ سورج چاند میں رہنے والے منش اسی پرکار کے ہونگے جس پرکار کے منش کہ اس پرتھوی پر رہتے ہیں"۔ کہاں تک صحیح

ثابت ہوتا ہے۔ لالہ صاحبان خدا کے لئے غور کرو اور دوسروں کی نکتہ چینی کرتے وقت اپنے مسایل پر قلمی نہ پھیرتے جایا کریں۔ اگر یورپین لوگوں کی تحقیقات سے فائدہ اُٹھانا ہے تو وید کو سب سے پہلے اگنی دیوتا کی بھینٹ کر دو اور ایسی فضول کتاب کو ردی میں پھینک دو جو انسان کی کھینچ و تان کی محتاج بن رہی ہے۔ امید ہے دیانندیوں کے لیڈر صاحب اور اُن کے مدح خوان اُس جھوٹ صریح کی وجہ ضرور بیان کرینگے۔

تردید قدامت دنیا

{جہاں جہاں سچے علم عقل اور سائنس کی روشنی پہنچیگی وہاں وہاں سے
ویدک مت کا جھنڈا سب سے پہلے اکھڑتا دکھائی دے گا}

لالہ دیانند صاحب نے جیسے بے بنیاد ڈھکوسلوں پر اپنے متھ کی بنیاد رکھی ہے انہیں میں ایک پیدائش دُنیا کے بارہ میں ہے۔ آپنے بلا کسی تواریخی و مذہبی ثبوت کے دنیا کی پیدائش کا زمانہ دو ارب کے قریب لکھ مارا اور جہانتک ہوسکا آپنے اس جھوٹ کے اثر لانے کیلئے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے اور ایک جھوٹ موٹ شجرہ بھی ستیارتھ پرکاش میں دھر گھسیٹا اور پھر ماشاء اللہ اُبہر لشئی منجری میں ایک باقاعدہ و سلسلہ وار تواریخ بھی بیان کر دی۔ مگر ایک عالم اُسکی بے بنیاد باتوں پر غور کرکے صحیح نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آپ نے ہزاروں اور سینکڑوں سالوں کے عرصہ کو اربوں اور کروڑوں سالوں کا عرصہ بیان کرنے میں خوب کمال دکھایا ہے۔ آپکے پیرو بھی ایسے عقل کے پتلے ہیں کہ ایسی بے بنیاد باتوں کو آمنّا و صدقنا کہے جاتے ہیں۔ اور اپنی علمیت کی ڈگریوں کو بٹہ لگا رہے ہیں دور کیوں جاؤ ایک ہزار سال کے شجرہ بیان کرنے میں لالہ دیانند صاحب کی تواریخ دانی کا حال ظاہر ہو رہا ہے مگر ایسی باتوں کی تحقیقات تو وہ کرنے بیٹھے جسے سچی باتوں کی تلاش کا خیال ہو

اس جھوٹ کے ریتیلے تودے پر مقتول مکذب نے ایک بڑی عمارت بنانے کی کوشش
کی جو معہ اپنے بنانے والے سطح زمین سے جا ملی۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اسکی سفید
چاٹنے والے بڑے منہ بنا بنا کر اس کی تعریف کے راگ گا رہے ہیں اور فضولیات
کے مجموعے کو وید سے بھی بڑھکر درجہ دے رہے ہیں۔ مقتول مکذب کے لئے لازمی
تو یہ تھا کہ لالہ دیانند نے جو مجموعہ تواریخی ویدک زمانہ کا بیان کیا تھا اسکی سچائی
کی تحقیقات کر کے مفصل تواریخ لکھتا اور پھر اسکا نام تواریخ رکھتا بھی بھلا معلوم
ہوتا۔ مگر اسکی ناکامیابی تو اسی سے ظاہر ہے کہ اسنے یورپ کے مختلف الخیال لوگوں
کے ڈھکوسلے اکٹھے کر کے اپنی تائید میں پیش کئے کہ ضرور دنیا کی پیدائش کئی ارب
سالوں سے ہے افسوس کہ اسے اتنا خیال نہ آیا کہ اگر یورپین لوگوں کی تحقیقات ہی
وید کی سچائی پر دلیل ہے تو جو تحقیقات وہ وید کی تصنیف کے بارے میں بعد کامل
غور و فکر کے کر چکے ہیں۔ وہ ان مختلف الخیال ڈھکوسلوں سے جنکا اختلاف بھی
ان کی بے بنیادی کی دلیل ہے بدرجہا ماننے کے قابل ہے کیونکہ اس بارہ میں سب
یورپین قریباً ہم خیال ہیں اور وید کی تصنیف کا ایک ہی زمانہ قرار دیتے ہیں بخلاف
مقتول کے بیانکردہ آرام کے جنمیں کوئی دو چار بھی آپسمیں متفق نہیں ہیں۔ ہم مقتول
مکذب کی تواریخ کا ریویو علیحدہ ٹریکٹ کے ذریعہ کرینگے فی الحال ہمارے سامنے
آریہ مسافر میگزین ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کے مضمون قدامت دنیا بصفحہ ۲۴۶ کی طرف
ہے جسمیں ایک نادان دیانندی نے ویدک کذب کو پھیلانے کیلئے بہت ہاتھ پاؤں
مارے ہیں۔ ناظرین ذرا آپکی راگنی بھی سن لیں لکھا ہے۔

دیانندی مسلمان اور عیسائی وغیرہ دنیا کی پیدائش چھ سات ہزار سال
سے بتلا کر عوام کو بہکاتا اور آتا میں تیا۔ یورپ کی روشنی سائنس سوک اور
ہو جانے کے ازلی ابدی تعلقات کے متعلق بد اعتقادی کا شکار بنائے ہوئے گمراہ کر رہے
الخبر - واہ سبحان اللہ بھلا عیسائیوں کو تو جانے دو آپنے کس مسلمان سے
ایسا سن لیا کہ دنیا کی پیدائش چھ سات ہزار سال سے ہے قرآن شریف تو صاف

میں کچھ نہیں کہتا کیونکہ ایسے سوالات ہی لغو ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی معطل اور بیکار نہیں ہوتا اور اسلئے کہ زمانہ مقدار فعل کا نام ہے اور مقدار فعل فعل سے پیدا ہوتا ہے اور فعل فاعل سے تو زمانہ خود مخلوق ہوا۔ ہاں صرف یہ بتایا کہ ہوالاول اسکے معنے ہمارے پیغمبر صاحب نے فرمائے ہیں کہ لیس قبلہ شئی اور فرمایا الی ربک المنتہیٰ

باقی رہا آپکا پرماتما اور آتما میں پتا پوتر کا ازلی ابدی تعلق بیان کرنا سو ہمیں آجتک وید کا یہ فلسفہ سمجھ میں نہیں آیا کہ بیٹا اپنے باپ کے ساتھ ازلی ابدی کیونکر ہوسکتا ہے قاعدہ قدرت تو یہ چاہتا ہے کہ بیٹا باپ کے بعد ہو مگر دیانندی اور ان کے استاد عیسائی ایک نیا قانون پیش کرتے ہیں کہ باپ بیٹا ہر دو ازلی ابدی ہیں اگر ایسی ہی صداقتوں پر ایسے پنتھوں کے جھنڈے لہرانے ہیں تو حقیقی سچائی کو دنیا سے نابود ہونا پڑے گا۔ لالہ جی ہماری آتنی اور درخواست ہے کہ وہ یہ بیان کر دیں کہ آتما جو پرماتما کا بیٹا ہے وہ کس قسم کا بیٹا ہے نیوگی ہے۔ یا پوتر ہو۔ یا اورس۔ کشیترج۔ دتک۔ کرترم۔ گوڈھوتپن۔ آپ ددھ ہو میں سے ہے اور یا کانین۔ سہوڑھ۔ کرنیت۔ سویم دت یا شودر بیٹا میں سے۔

دیانندی - پیدائش وفنا کا سلسلہ ازلی و ابدی ہے بطریق تسلسل کے

الوار - مگر لالہ جی دور تسلسل ہی باطل ہے بوجوہات ذیل:-

تسلسل کے معنے یہ ہیں کہ بےشمار امور جانب ازل (ازل سبد کی جانب غیر محدود کو کہتے ہیں) میں لگاتار ہوتے ہوتے چلے جائیں اور یہ سلسلہ کہیں ختم ہی نہ ہو اور یہ بالکل خلاف عقل اور ناممکن ہے کیونکہ اس کے ماننے سے بےشمار محالات لازم آتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو چیز محال کو مستلزم ہے وہ محال ہے۔

اب تردید تسلسل کی دلائل سنئے۔

ہر عقل سلیم کے نزدیک یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ عدد ناقص اپنی اکائیوں کی تعداد کے لحاظ سے عدد تام کے ہرگز برابر نہیں ہوسکتا مثلاً پانچ کا عدد چھ کے اعتبار سے ناقص ہے تو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ جتنی پانچ میں اکائیاں

ہیں اتنی ہی سات میں بھی ہوں۔ بلکہ سات میں پانچ اکائیوں سے دو اکائیاں
اور زائد ہیں اسیطرح ہر چھوٹے عدد کو بڑے عدد کے اعتبار سے سمجھ لو خلاصہ
یہ کہ ہر عدد ناقص اور زائد کا یعنی چھوٹے اور بڑے عدد کا اکائیوں برابر ہوجانا
صریح محال ہے۔ اسیطرح عقل یہ بھی حکم کرتی ہے کہ جو مقدار دو حدوں کے درمیان
گھری ہوگی وہ ضرور محدود اور متناہی ہوگی اور یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی شے دو
حدود کے درمیان گھری بھی ہو اور غیر محدود بھی ہو۔ ان ہر دو امور کا جمع ہونا
سراسر محال ہے اب دلیل بطلان تسلسل لیجئے:-

اگر تسلسل ممکن ہو تو ضرور ہمیں جائز ہوگا کہ ہم ایسے دو خطوط فرض کریں
کہ جو ایک نقطے سے مثلث کی ہر دو ساقوں کے مثل نکل کر لگاتار چلے جائیں پس
ان کے اجزاء بمنزلہ آن غیر محدودہ کے ٹھیرینگے کہ جو جانب ازل میں مرتب ہوتے
ہوتے چلے گئے ہوں ہیں۔ ہم ان ہر دو کے درمیان کی مسافت ظاہر کرنے کیلئے
عرضی پے در پے خطوط فرض کرسکتے ہیں اور پھر وہ مسافت ظاہر کرنیوالے خطوط بھی
طول میں اتنے ہی زیادہ ہوتے جائینگے جتنے کہ وہ پہلے کے ہر دو خطوط مفروضہ
بڑھتے جائینگے اس کی صورت یوں سمجھئے

پس جب ہم نے ان خطوں کو غیر متناہی مانا ہے تو ضرور ہے کہ ان ہر دو خطوں کے
درمیان کی مسافت بھی جسکو ہم نے خطوط سے ظاہر کیا ہے غیر متناہی ہو پس
ان خطوط میں سے وہ خط بھی جو غیر متناہی مسافت کو ظاہر کرے گا ضرور غیر
متناہی ہوگا حالانکہ وہ دو حدوں کے درمیان گھرا ہوا ہے کیونکہ اسکے درمیانی مسافت
کی دو حدود کے مابین گھرے اور محصور ہونے میں ذرا بھی شک نہیں اور وہ دونوں
حدیں وہی دو خطوط مفروضہ ہیں حالانکہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ جو مقدار دو حدوں

دائرہ میں محصور ہو گی وہ ضرور متناہی ہو گی اور یہ کہ باوجود اسطرح پر محصور ہونے
کے اسکا غیر متناہی ہونا محال ہے پس جو امر کہ اس محال کو مستلزم ہے اور
وہ اس موقع پر دونو خطوں کا غیر محدود ماننا ہے جس کو کہ تسلسل کہتے ہیں وہ
بھی ضرور محال ہوا۔
اسکے علاوہ اور بہت سی دلائل جو کہ تسلسل کے بطلان پر ہیں جو پھر کسی موقعہ
پر بیان ہونگیں۔

دیانندی۔ موجودہ سرشٹی کو بنے ہوئے ایک ارب ۹۶ کروڑ۔ کئی لاکھ
سال ہوئے ہیں۔

انوار۔ بھلا اُسپر کوئی عقلی یا نقلی دلیل بھی دی ہوتی نرا دعوے ہی دعوے
کر دینا محض فضول ہے۔ ویدوں کی طرز عبارت اور پھر اُسپر لالہ دیانند کی بیان
کردہ تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ وید ۴ ہزار سال کی تصنیف ہیں۔ اس سے زیادہ
نری لالہ صاحبان کی گپیں ہیں۔

دیانندی۔ مقتول مکذب نے تواریخ دنیا لکھکر تسلی کرنی چاہی مگر آخر پیشگوئی
کر گیا کہ جہاں جہاں علم و عقل کی ترقی ہو گی وہاں ویدک جھنڈا لہرائیگا۔

انوار۔ مقتول کی لاطائل گپوں پر دیانندیوں ہی کی تسلی ہو سکتی ہے ورنہ سمجھدار
آدمی تو اسکی تحریر پر مسخری کرتے ہیں کیونکہ درحقیقت ہی وہ بقول آریہ مسافر
(اکتوبر ۱۹۰۳ء) نرا سماج کا محلی ہی تھا۔ اور پاگل پن کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ اسکی
پیشگوئی کا بطلان تو اسی سے ظاہر ہے کہ اسلام کے مقابلہ پر خود پیشگوئی کی قربانی
چڑھ گیا۔ اور دیانندی مت پر دروغ بے فروغ ہونے کا ٹیکا لگ گیا۔ اگر وہ بجائے
اس پیشگوئی یہ کہہ جاتا کہ جس جس ملک میں حرامکاری کی ترقی ہو گی وہاں وہاں نیوگی
جھنڈا سب سے پہلے جا کر لہرائیگا تو بہتر ہوتا۔

دیانندی۔ نظیر کے لئے ہم ۴ اپریل ۱۹۰۸ء کا مسلاتی اخبار پیش کر جاتے ہیں
انوار۔ افسوس کہ اس مسلاتی اخبار کا نام زبان پر بھی ذرا سکا مگر ایسا اخبار معلوم

نے لکھا بھی ہو تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ اسی لاکھ سال کی ہی مخلوق ہے کیا کوئی لاکھ سال والی عمر والا انسان موجود ہے جیسے چشم دید واقعہ بیان کیا ہے یہ صرف قیاس ہی قیاس ہے اور صرف ظن کی پیروی کرکے ایک منیتہ کی سچائی پر دلیل قائم کرنی ڈوبنے کو تنکے کا سہارا والی مثل صادق آتی ہے۔

دیانندی۔ قرآنی مسائل کو علم عقل وسائنس کے مطابق کرنے کی کوشش کرنے میں مسلمانوں نے عجیب پوزیشن گھڑی۔

انوار۔ قرآن شریف کے مسایل تو سراسر عقل ونقل کے مطابق ہیں کس نے آجتک اس سے نئے معنے گھڑ کر بت پرستی۔ آتش پرستی۔ لنگ پرستی۔ سبک پرستی۔ شنامہ پرستی۔ نیوگ پرستی نہیں نکالی مگر وید کی ان ذلیل پوجاؤں کو عقل کے مطابق کرنے کے لیئے لالہ دیانند نے ایک عجیب ہی روش اختیار کی اور سب قدیم ویدک مہاتماؤں کو جھوٹا قرار دیدیا۔ اس جھوٹ کے بدلے اسے یہ سزا ملی کہ صرف پوتے دو وید ہی تحریف کر سکا اور نامراد دنیا سے سدہار گیا باقی وید وہی بت پرستی اور آتش پرستی وبیہودہ خیالات کا مجموعہ موجود ہیں۔

دیانندی۔ کیا خدا میں انسانی پیدایش کی طاقت نہ تھی اگر تھی تو اسنے تمام دنیا اور اسکی بیشمار چیزوں کو بالکل بیفائدہ طور پر کئی کروڑ سال پہلے بنا چھوڑا اور اس سے فائدہ اٹھانے والوں کے عدم میں رکھا۔

انوار۔ ہمیں لالہ جی کی اس بیہودہ تحریر کا مطلب ہرگز سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا اول جلول دہر گھسیٹا۔ آپکا مطلب شاید یہ ہے کہ مسلمان مانتے ہیں کہ پہلے ہزار ہا کروڑ ہا سال سے انسان موجود نہ تھے صرف دنیا تھی۔ مگر جبتک لالہ جی ہمارا یہ اعتقاد قرآن سے نہ دکھائیں۔ ایسے بے سمجھ اور متعصب کو کچھ کہنا لاحاصل ہے جہاں بے سمجھی کی یہانتک حالت پہنچ جاوے وہاں سچی بات کون سنتا ہے۔

دیانندی۔ قرآن کے مسائل کو زندہ رکھنے کیلیئے ہاتھ پاؤں مارنے والوں کی نسبت یہی کہنا پڑتا ہے۔

الفرقان۔ لالہ صاحب قرآن کے مسائل ہمیشہ زندہ ہیں اور زندہ رہینگے۔ آپ اپنی خبر لیجئے اور نیوگ کے چیتھڑوں کو جاکر جوڑیئے جس فضول کتاب کی پیروی کرتے ۵ ہزار سال کے عرصہ میں ایک آدمی بھی مکتی نہ پاسکے اُسے گنگا میں بہا دینا بہتر ہے یا اُسے مردے پھونکنے کے کام میں لایا جانا ضروری ہے۔ رہ سہکر ایک نیم جاہل آدمی پیدا ہوا وہ بھی ایک بات پر قرار نہ پکڑ سکا اور صبح شام منتے بدلتا رہا۔ آخر عمر میں سنا گیا ہے ویدوں پر سے اُسکا اعتقاد ہی اُڑ چکا ہو گیا تھا امید ہے اگر چند یوم اور رہتا تو ویدوں کی خوب ہی مٹی خراب کرتا۔ فی الحال اسی قدر کافی ہے۔ ضرورت ہوئی تو ہم دیا کو برابر پہنچا کر آئینگے۔

مسافر آگرہ کی جہالت

لالہ مسافر جس نے اسلام کے خلاف بک بک اور جھک جھک کرنیکا ٹھیکہ لے رکھا ہے آپ نے ۷ مئی ۱۹۰۶ء کے پرچہ صفحہ ۶ میں لکھتا ہے کہ چونکہ ویدک تعلیم شرک و زنا سے مبرا ہے اسکی بنیاد برہمچریہ جیسے متبرک اصول پر قایم لاخطاہی وید دھرمیوں سے اس گناہ عظیم کا سرزد ہونا ناممکن الوقوع ہے جو انسان عربی تعلیم سے آشنا ہے۔ اُسپر آپکا سوال ساشیہ ہنا ہے۔ دو وجوں سے یہ امر ناممکن المحال ہے۔ آجتک ہوا اور نہ آیندہ ہونے کا خیال ہے لالہ جی کی یہ تحریر پڑھکر اور ویدک رشیوں کے اعمال کے ساتھ اُسکا مقابلہ کرنے سے مجھے سخت افسوس ہوا کہ ویدک رشی تو عورتوں کے دلدادہ اور زنا کے شیدا پائے جاتے ہیں حتے کہ ویدک ایشور بھی دو رانیوں شری اور لکشمی کے بغیر زندہ نہ رہ سکا (یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۲۲) ویدک رشیوں نے تو سواے ان کاموں کے اور کسی کو پسند ہی نہیں کیا اور وید کے نزول سے پہلے ہی وہ بھوگ کے شیدا تھے۔ اب اتنا زمانہ دراز گذرنے پر مسافر جیسے نیوگی پرچے ان کے اعمال قبیحہ پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اصل حقیقت کو کون چھپا سکتا ہے۔ ہمارے سامنے ویدک تصانیف

کا کافی ذخیرہ ہے جسکے پڑھنے سے سوائے اعوذ باللہ من الشیطان کے
کہنے کے اور کچھ نہیں کہا سکتا۔ فی الحال ویدک دھرمیوں کا تھوڑا سا نمونہ دکھلاتا
ہوں تاکہ مسافر اپنے دہرم اور راج رشیوں کے دہرم کا موازنہ کر لے اور اسے معلوم
ہو جائے کہ زنا کا شروع انہی ویدک رشیوں کی مہربانی سے ہوا۔ نہ کسی اور طرح
سے :-

(ملاحظہ ہو کتاب شرنگار شتک مصنفہ یوگی راج بھرتری جی مترجمہ سری لال
دیاتندی شلوک نمبر اول) جس نے مہادیو اور برہما اور وشنو کو بھی عورتوں کے کار
خدمات کیواسطے غلام بنا رکھا ہے اور طرح طرح کے چلتروں میں ہوشیار جسکا
بیان نہیں ہو سکتا ایسے پھولوں کے ہتھیار رکھنے والے کام دیو کو سجدہ
کرتا ہوں الخ۔

مسافر جی ذرا غور سے اسے پڑھو۔ خدا کا سجدہ کرنے کی بجائے کام دیو
کے سجدے ہو رہے ہیں اور بسم اللہ ہی کام دیو سے شروع ہے پھر مہادیو برہما
اور وشنو بھی عورتوں کی غلامی کا دم بھرتے رہے۔

آگے شلوک ۲ میں عورتوں کی تعریف یہاں تک کی ہے کہ سبحان اللہ فرماتے ہیں
(دنیا سوال) شوقینوں کے دیکھنے کے لائق عمدہ کیا چیز ہے (جواب) عورتوں کی
رشک غزال آنکھیں۔ خندہ پیشانی سونگھنے کی چیزوں میں انکی سانس سننے میں
شیریں کلام خوش ذائقہ چیزوں میں لعاب دہن۔ چھونے کی چیزوں میں جسم۔ اور تصور
کے قابل ان کا جوبن اور رنگ و روپ ہے۔

پھر شلوک ۳ سنئے۔ ایسی عورتیں جنکے کنگنوں کی آواز اور گھنگھرؤں کی چھنا چھن
کی جھنکار سے راج ہنس اپنی چال بھولے وہ نوجوان عورت ہرن کی سی آنکھوں
کا سندر اوبال کر کسکو نہیں پھنسا لیتی۔

شلوک ۴ عطر صندل وغیرہ جس کے جسم پر ملا ہوا اور گورے گورے ابھرے
ہوئے سینہ پر ہار جھومتا ہو اور پاؤں نازک کے خلخال کی دلکش آواز سنائی

خبریں

۲۰ جون بروز جمعہ ہمارے مہربان بابو گنپت رائے صاحب کلیتہ داروغا فنیون ستیاپور
کے لڑکے نوجوان صاحبزادہ بابو مہادیو پرشاد صاحب کے بمقام لکھنؤ مشرف باسلام ہوئے
اسلامی نام عبدالحق و عبدالہادی رکھے گئے۔

۱۸ جون بروز دوشنبہ شیو راج برہمن ہیڈ کانسٹبل پولیس مسجد پولیس لین
میں بعد عشاء حضرت مسلمان ہوا اسلامی نام محمد خان رکھا گیا۔

ساحل افریقہ کے کسی جزیرہ میں ایک ہیرے کی کان نکل آئی ہے جسکے لئے ۵۰ ہزار
پونڈ کے سرمایہ سے ولائت میں ایک کمپنی ہے۔

سان فرانسسکو کو از سر نو آباد کرنے کے ذیل میں یہ بات بھی قرار پائی ہے۔
کہ ایک ۵۰ منزل کا آہنی مکان بھی ہو۔ جو بنیاد سے چوٹی تک فولادی چادروں کا جہانکی
شکل پر بنایا جائے گا یہ مکان اپنی نوعیت میں نرالا ہوگا۔

سان فرانسسکو کو جرمنی سے جو آہنی سامان جائے گا اسے لے جانے کیلئے انگریزی
جہاز مانگے گئے ہیں۔

چہارشنبہ کو چھاما جی بمبئی کے روئی کی میں آگ لگ گئی جس سے سوا لاکھ
کا نقصان ہوا۔

اپریل کے مہینے سے بمبئی کے گوداموں میں ۴۲ بار آگ لگ چکی ہے جس سے
۱۸ لاکھ کا نقصان ہوا۔ اس لئے اسکے اسباب پر غور کرنے کے لئے بمبئی میں بیمہ کمپنیوں
کے ایجنٹوں کا جلسہ ۲۸ جون کو ہوا۔ مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آگ کیسے لگ
جاتی ہے۔

مسٹر ولدن ایجنٹ بنک بنگال مقیم رنگون پر ان کے دربان نے حملہ کرکے انہیں
سخت زخمی کیا مسٹر ولدن اب شفاخانہ میں ہیں۔

راولپنڈی میں بارش اس زور سے ہوئی کہ شیشم کے درخت گر گئے
آورنٹیل کالج لاہور کے طلبا نے مولوی اور مولوی عالم اور مولوی فاضل
میں سے کل چھ امیدواروں کو وظیفہ ملا۔ مولوی عالم کی جماعت میں سے دو طالب
علموں کو اور مولوی کی جماعت میں صرف دو ہی کو وظیفہ ملا۔ اسیطرح مولوی فاضل
کی جماعت میں بھی دو طلبا کو وظیفہ دیا گیا۔

حاجی علی المغربی نے جو شہر بوسٹن (امریکہ) میں ایک سال سے مقیم ہیں اسلام
میں اشاعت اسلام کر رہے ہیں ایک چندہ کی فہرست اس غرض سے کھولی ہے
کہ بوسٹن میں جہاں مسلمانوں کی تعداد پانچسو تک پہونچگئی ہے ایک مسجد تعمیر کرائیں

ایک روسی اخبار لکھتا ہے کہ اورنبرگ کے نوح کے رہنے والے سب کے سب ہے
عیسوی تبرک کر کے مشرف باسلام ہوگئے ہیں۔ عیسائیوں کی اسقدر بڑی جماعت
کے اسلام کے قبول کر لینے سے روس میں ایک اندیشہ پیدا ہوگیا ہے۔

روسی مسلمانوں نے اپنی حالت درست کرنے پر نہایت مستعدی سے کمر باندھی
ہے۔ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ انہوں نے عرض معروض کرکے روسی قومی مجلس میں
مسلمان ممبروں کی کافی تعداد داخل کر لی ہے اور اب معلوم ہوا کہ انہوں
روسی حکومت سے احاطہ پارلیمنٹ کے اندر ایک موزون قطعۂ زمین مسجد کیلئے
حاصل کر لیا ہے جسمیں وہ بوقت جلسہ اسلامی فرائض ادا کیا کرینگے۔ فالحمدللہ

ولایت اورنبرگ (روس) کے رہنے والے تیس کاسک برضا و رغبت
ہوگئے اور اب اس فرقہ میں بتدریج اشاعت اسلام کے اچھے آثار نظر آتے ہیں

گنجہ (روس) میں جو اسلامی انجمن (اتفاق) نامی قایم ہوئی تھی اس نے علما
اور مسجد کے اماموں کے نام اخبارات جاری کرنے کا اہتمام کیا ہے پہلے اس نے
طالبعلموں کو اخبار بینی پر مائل بنایا تھا (القواد)

شہر ماسکو (روس) کے مسلمانوں نے وہاں ایک عظیم الشان نئی جامع مسجد
اور مدرسہ بنوایا ہے اسکے افتتاح کا بہت بڑا جلسہ کیا گیا۔

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

انوار الاسلام

۱۵ - جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

قرآن مجید کلام الٰہی ہے یا سماجیوں کی افسوسناک حالت

بجواب آریہ مسافر مارچ سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۴۳

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۹ نمبر ۹ صفحہ ۱)

دیانندی ۔ آیہ ویسئلونک ماذا ینفقون الخ میں سوال دیگر جواب دیگر ہے

سوال تو یہ ہے کہ کونسی چیز خرچ کریں جواب ملتا ہے زیادہ۔ اور قریبی رشتہ داروں اور

یتیموں وغیرہ وغیرہ کو دیا کرو ۔

انوار الاسلام ۔ دیانندی صاحب آپکی عقل کے صدقے جاؤں دوسروں کی کتابوں میں تحریف کرنا اسی کا نام دیانندی حماقت ہے۔ اگر آپ محض اعتراض کرنے کے لئے آنکھیں بند نہ کر لیتے تو آپکو معلوم ہو جاتا کہ سوال دیگر جواب دیگر کا معاملہ نہیں بلکہ جواب دیکر اس کی تفصیل کر دی ہے۔ نفس سوال یہ ہے کہ کیا خرچ کریں جواب ہے ما انفقتم من خیر یعنی خیر طریق سے جو کچھ بھی خرچ کرو۔ اس سے آگے تفصیل کر دی ہے کہ اس خیر کے طریق سے خرچ کئے ہونے کا سب سے اول حقدار کون ہے ۔

دیانندی ۔ ویقولون متی ھذا الوعد الخ میں بھی وہی بات ہے ۔

انوار الاسلام اگر آپ قرآن شریف کی آیت میں غور سے کام لیتے تو آپکو اعتراض کی گنجایش نہ رہتی قیامت کے بارے میں خدا تعالی نے ان کے سوالات کے جوابات سورہ احزاب اور اعراف میں ذکر کر دیئے ہیں یہاں سوالات و جوابات کا کوئی ذکر انکار نہیں کیونکہ قرآن مجید میں مخالفین نے جو جو اعتراض یا سوال پیش کئے وہ الفاظ یسئلونک سے شروع کئے گئے ہیں اور انکی باتوں اور اقوال کو لفظ قول سے بیان کیا گیا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ وہ یعنی کفار یہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا۔ خدا تعالی نے آنحضرتؐ کو فرمایا کہ یہ لوگ ایسی ایسی باتیں کہتے ہیں انکو معلوم نہیں کہ وعدہ جب آیا تو یہ غافل ہونگے اور اسباب کا خواب و خیال بھی نہ رکھتے ہونگے ۔

دلیل دوم ۔ دیانندی صاحب کہتے ہیں کہ اختلاف کا نہ ہونا بھی سچائی کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک مصنف بھی اس بات کا خیال رکھ سکتا ہے اور اپنے اصول پر قایم رہکر اختلاف بیان سے بچ سکتا ہے ۔

انوار الاسلام ۔ اگر یہ بھی سچائی کی دلیل نہیں تو لالہ دیانند نے اس دلیل کو کیوں ستیارتھ پرکاش سملاس ساتواں دفعہ ۳۷ میں وید کے ایشوری کلام ہونے کے لئے

اسے پیش کیا۔ بہتر ہے کہ آپ پہلے اسے ستیارتھ پرکاش سے نکال ڈالیں۔ اور پھر اعتراض دوسروں پر کریں۔

دیانندی۔ ایک جگہ کافروں کے افعال بد کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا اور دوسری جگہ شیطان کی طرف یہ اختلاف ہے۔

انوار الاسلام۔ بموجب عقیدہ اہل اسلام انسان کسب افعال میں خود مختار اور آزاد ہے اور جس طرح کے افعال و اعمال وہ چاہے کر سکتا ہے۔ قرآن شریف میں جہاں جہاں خدا تعالیٰ نے افعال انسانی کو اپنی طرف منسوب کیا وہ صرف بوجہ علت العلل مسبب الاسباب اور مبدء کل ہونے کے ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو دنیا میں توحید خالص پھیلانا اور شرک کی تمام اقسام کا مٹانا منظور تھا جو کہ نزول قرآن مجید کے وقت لوگوں میں پھیل رہا تھا اور لوگ نیکی اور بدی کا الگ الگ خالق بنائے بیٹھے تھے اسلئے یہ قرآن مجید کا فرض اولیٰ تھا کہ ایسے مشرکانہ خیالات کی جڑ اکھاڑ دے یہی باعث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلحاظ مبدء کل و علت العلل ہونے کے انسانوں کے تمام افعال کو خواہ وہ نیک ہوں یا بد اپنی طرف منسوب کیا۔ مثلاً دیکھئے سانپ بچھو وغیرہ جانور جو انسان کی ہلاکت کا باعث ہیں انکو بھی اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے اور اُسی کی طرف منسوب کی جاتی ہیں تو اگر افعال انسانی جو افراط تفریط سے شرک کی مد میں داخل ہو جاویں اور در اصل بالواسطہ اُن افعال کا خالق اللہ ہی ہے جس نے ان افعال کے کرنے والے انسان کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا جاوے۔ تو کونسا محل اعتراض ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ضلالت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا کسی قدر بے ادبی معلوم ہوتی ہے جیسے بدبو اور گندگی کو خدا کی طرف منسوب کرنا۔ لیکن اُس وقت جبکہ کوئی ایسا فرقہ موجود ہو جو خوشبو کو تو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرے۔ اور بدبو کا

خالق کسی اقد کو بنا مے تو ایک مجددین کو ضرور کہنا پڑتا ہے کہ ان اشیا کا خالق بھی مستقل ہی ہے کوئی دوسرا مستقل خالق نہیں۔ اسبارہ میں مفصل دیکھنا ہو تو جائے دھگر کی بھی دیان کو نکلنے کے کتاب انسان اور اس کی تقدیر دیکھو۔

جس کا جواب تا حال کسی دیانندی سے نہیں ہو سکا۔ اگران میں ذرہ بھی حیا کا مادہ ہو تو پہلے ہماری کتب کا مطالعہ کر کے بادلایل اعتراض کریں۔

دیانندی۔ جہاد پر اعتراض کیا ہے کہ دین میں زبردستی جائز ہے۔

انوارالاسلام۔ اسبارہ میں کتاب ضرورۃ الجہاد کافی اور زیادہ روشنی ڈالتی ہے اسلام اور دیانندی جہاد کا ہر دو مذاہب کی کتب سے مقابلہ کر کے ثابت کر دیا گیا ہے کہ دیانندی **مذہبی جنگ** اسلام سے بڑھ چڑھ کر انسانی نسل کے لئے خوفناک ہیں۔ اسی کتاب میں مقتول مکذب لیکھو کے فاسد اعتراضات کے دندان شکن جواب دیئے جا چکے ہیں اگر کچھ بھی حیا باقی ہے تو اس کا جواب سماج کے ذمہ باقی ہے۔ اس سے سرخرو ہو جاویں

آگے چلکر دیانندی نے مکذب مقتول لیکھو کی کتب سے اقتباس کر کے چند ایک اختلافات جنکو اُس نے اپنی ناسمجھی سے اختلاف خیال کیا ہے اور جو در اصل اختلاف نہیں درج کئے ہیں۔ چونکہ ایسی لالعینی باتوں کے جوابات بارہا دیئے جا چکے ہیں اسلئے ہم ناظرین کو کتاب **تصدیق براھین احمدیہ** کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اور لالہ صاحب سے دیانندی وید کے اختلافات کی حقیقت سننا چاہتے ہیں۔ امید ہے کوئی وِدوان مہاشہ اسبارہ میں ہماری تسلی کر دے گا۔

اختلافات وید

(۱) وید کے اختلافات تو علیحدہ رہے پہلے بیچارے وید کے وجود کا ہی محققین نے صفایا بولدیا ہے۔ بڑے بڑے قدیمی پنڈتوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ دیانندی وید

اصل وید نہیں بلکہ شاکھا (شرح) ہیں۔ قبل اسکے کہ دیانندی صاحبان ہمارے سامنے
وید کو کلام الٰہی کے طور پر پیش کریں انپر فرض ہے کہ پہلے اس کے وجود کو ثابت کریں۔ کہ آیا
فی الحقیقت یہ اصل وید ہیں یا محض شاکھا ہیں جنکو رشی منی لوگوں نے بنایا ہے۔ ۱۸۷۵ء میں
جبکہ لالہ دیانند پونا میں لکچربازی کرتا تھا اس کا عقیدہ تھا کہ وید کی گیارہ سو اکتیس شاکھا ہیں۔
(ایڈیشن منجری صفحہ ۱۰۱) مگر بعد ازاں جب لالہ صاحب کو اصل ویدوں کا پتہ نہ چلا تو مجبوراً اسکو
اپنا خیال پلٹنا پڑا یعنی ان گیارہ سو اکتیس ۱۱۳۱ میں سے چار شاکھاؤں کو اس نے وید مقرر کرلیا اور
گیارہ سو ستائیس ۱۱۲۷ کو شاکھا ماننے لگ پڑا اور اپنا یہی خیال قایم کرکے رگوید آدی بھاشیہ
بھومکا صفحہ ۱ میں ظاہر کردیا۔ مگر افسوس کہنا پڑتا ہے کہ ستیارتھ پرکاش بنانے وقت اسی
ایک ہزار پوری شاکھاؤں سے دست بردار ہونا پڑا۔ اور ستیارتھ پرکاش اڈیشن دوم
سملاس ساتواں صفحہ ۲۳۳ پر اس سوال کے جواب میں کہ ویدوں کی کتنی شاکھا ہیں لکھتا ہے
کہ ایک سو ستائیس یعنی ایک ہزار چھوڑ بیٹھا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اس کی عمر وفا کرتی تو وہ
بہت جلد اپنے مقرر کردہ ویدوں اور ایک سو ستائیس شاکھاؤں سے بھی بہت جلد
دست برداری اختیار کرتا۔ آریہ صاحبان کو ہمپر اعتراض کرنے کی کیا پڑ گئی ہے۔ پہلے
اپنی پوزیشن تو صاف کرکے دکھاویں۔ لالہ دیانند نے وہی وید جو شاکھا ہیں ہیں جیسا
کہ قدیم ویدیوں کا عقیدہ تھا یعنی دیانندی رگوید کو آشولائن گرہیہ سوتر کی تحریر کے
بموجب شاکل شاکھا مانا گیا ہے اور دیانندی یجروید مادھینندن شاکھا ہے
اسکا ثبوت یہ ہے کہ اسکے ہر ادھیائے کے آخر میں یجروید مادھینندن شاکھا لکھا ہے
اور شت پتھ برہمن کے ہر صفحہ پر اسکو مادھینندن شاکھا کا برہمن لکھا ہے اسی طرح مہیدھر
داؤ بھٹ بھاشیہ کاروں اور کاتیاین منی نے اپنے بنائے ہوئے سوتر اور سروانوکرم سوتروں
کے شروع میں اسے مادھینندن شاکھا لکھا ہے۔ دیانندی سام وید کو چرن
بیوہ میں کوتھمی شاکھا لکھا ہے۔ دیانندی اتھرب وید کو سائنہ چاریہ

نے اپنے بھاشیہ کے اول میں شونکیہ شاکھا لکھا ہے۔ اب پنڈت رابن حکیم
سے التماس ہے کہ براہ مہربانی چاروں ویدوں کی خبر لیجئے پھر قول افترا پر اعتراض کیجئے
اور اپنے گرو کے غلط عقیدہ کو چھوڑ کر راستی اختیار کیجئے۔ ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ لالہ
دیانند کے خیالات محض ڈھکوسلہ بازی پر مبنی تھے اُسکے پاس کوئی زبردست دلیل
نہ تھی کہ وید حقیقت میں کلام الٰہی ہے۔ دیانندی وید کے مضامین ہی عجیب تمسخر آمیز
ہیں۔ لالہ صاحب نے جنگ دیواسر۔ گیا شہر اودھ۔ تیرتھ گنگا جمنا کی عجیب عجیب تاویلیں
کی ہیں حالانکہ معلوم ہوتا ہے کہ ان شاکھاؤں کے بنانے والوں نے لڑائیوں اور تیرتھوں
وغیرہ کے تذکرے اپنی کتاب میں درج کئے تھے۔ مگر چونکہ لالہ دیانند کو اصل وید دل سے لگے
تھے اور ان چار شاکھاؤں کو وید بنانا منظور تھا اس لئے اُسنے دریاؤں اور تیرتھوں کے
ناموں کی بھی تاویلیں کرنے کے سوا چارہ نہ دیکھا۔ بھلا ایسی باتوں کو خدائی احکام اور
الٰہی معرفت سے کیا تعلق ہے۔ پس موجودہ ویدک تعلیم چونکہ خدا کی کسی مستند کتاب پر
مبنی نہیں اسلئے اُس کا ماننا اور قبول کرنا کسی عقلمند انسان پر فرض نہیں وما
علینا الا البلاغ۔

قرآن شریف کے احسان عیسائیوں پر

قرآن پاک پر جلدی سے یا غصہ سے اعتراض تو کرنا آسان ہے لیکن غور کرو کہ قرآن کے
احسان عیسائیوں پر کسقدر ہیں۔ یہود نے مسیح کو جھٹلایا۔ مریم صدیقہ کو شرمناک تہمتیں
لگائیں۔ مگر عیسائیوں کے پاس بیرونی شہادت کوئی نہ تھی۔ قرآن پاک نے ظہور پکڑا اور
مسیح و مریم کی صداقت وطہارت کا اظہار کیا اور یہود کے جھٹلانے کو ۳۶ کروڑ
مسلمانوں کی شہادت پیدا کر دی۔

عیسائیوں کی مذہبی کونسلوں نے ایسے ایسے اعتقادات قایم کئے۔ نیز حکم اور تلوار کے زور سے اُن اعتقادات کو پھیلایا۔ کہ مسیح کو اقانیم ثلاثہ میں سے ایک اُقنوم اور الوہیت و انسانیت کا مجموعہ اور خدا کا بیٹا مانا جائے۔ ایسے اعتقاد صرف مذہبی کونسلوں نے ایجاد کیا تھا۔ اور انجیل کے لفظوں کی لمبی دور از کار تاویلیں کی گئی تھیں۔ قرآن مجید نے ان غلطیوں کو کھول دیا۔ اور مسیح کی اصل تعلیم سچی عظمت کا اظہار کر دیا۔ کیا یہ عیسائیوں پر احسان نہیں۔

مذہبی کونسلوں نے عیسائی مذہب کو بالکل بُت پرستی کے مشابہ کر دیا تھا۔ اور خدائے پاک کے لامحدود اختیارات کی کنجیاں پوپ صاحب کے سپرد کر دی تھیں۔ قرآن پاک کی خالص توحید کی تعلیم نے عیسائیوں کو جگایا۔ اُن میں مارٹن لوتھر صاحب جیسے اُٹھے اور اُس نے قرآن پاک سے فایدہ اُٹھا کر ظاہر بت پرستی کو دور کیا۔ اُمید نہیں کہ پرائسٹنٹ والے اس امر کو تسلیم کریں کہ لوتھر نے قرآن پاک سے فایدہ اُٹھایا۔ لیکن سنو کہ رومن کیتھلک والے اُسے کیا کہتے ہیں۔ وہ لوتھر کو مسلمان ہونے کا بہتان لگاتے ہیں اور اُس کے ثبوت میں تیرہ ایسے مسایل جو اُس نے اسلام سے لئے تھے پیش کرتے ہیں۔

اسی قرآن نے عیسائیوں میں یونیٹیرین کا وجود قایم کیا۔ جو تثلیث کے بعید از قیاس مسئلہ کے منکر ہیں۔ ہاں اسی قرآن شریف نے ہندوستان میں گرونانک صاحب کبیر جی اور راجہ رام موہن رائے جیسے ریفارمروں کو روشن خیال بنایا۔ اور اسی قرآن شریف نے دیانند جی جیسے اشخاص کو اپنی ہی مت کے اندر توحید ثابت کرنے کی توجہ دلائی۔ علمی احسانات کا ہم اس جگہ ذکر نہیں کرتے کہ کوئی شخص جس کو علم تاریخ سے ذرا لگاؤ ہو۔ اور وہ اہل اسلام کی کوششوں سے جو تبلیغ قرآن شریف کے متعلق اُنھوں نے کی ہیں واقف ہو اور جس طرح مسلمانوں سے

مکر و کید کی تشریح اور معانی

اور لفظ اگنی کی تشریح اور معانی

یا

آریوں کے انصاف اور راستی کا امتحان

واضح ہو کہ پیشتر اسکے کہ ہم الفاظ مکر اور کید کے معانی معلوم کرنے کے لئے لغات عرب اور محاورات زبان عرب اور لاکھوں کروڑوں زندہ عربی بولنے والوں کا حوالہ دیں۔ مقدم بیان کرنا ضروری ہے کہ قرآن کریم میں خود بیان آچکا ہے کہ مکر برا بھی ہوتا ہے اور مکر اچھا بھی ہوتا ہے اور نیز کید بُرے معنوں میں بھی آتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ ۲۲ یعنی بُرا منصوبہ منصوبہ کرنے والے ہی پر الٹ پڑتا ہے۔ اب جائے غور ہے کہ اگر مکر کے معنے صرف دغابازی کے ہوتے اور نیک بھی کے نہ ہوتے۔ تو اس کے ساتھ **بُرا** کا لفظ کیوں لگایا گیا۔ کیا کبھی اردو میں کوئی ایسا بولتا ہے کہ بُری دغابازی بُرے دغاباز پر الٹ پڑتی ہے اور نیک دغابازی نیک پر۔

دغابازی کا لفظ ہی ایسا مذموم ہے کہ اس پر لفظ بُرا لگانا ہی غلطی ہے۔ اسی طرح قرآن شریف میں لفظ مکر کے ساتھ بُرا (السیئ) کا لفظ بھی ساتھ لگایا ہے تاکہ معلوم ہو کہ جہاں صرف لفظ مکر آیا ہے وہاں مطلق تدبیر کے معنی میں آتا ہے۔ اور جہاں مکر السیئ آیا ہے یا سیاق کلام مقتضی ہوتا ہے۔ وہاں بری تدبیر کے معنوں کا فائدہ

کرتا ہے۔ مگر جہاں یہ آیا ہے انہم یکیدون کیداً واکید کیداً ۸۶ یعنی مخالفین
تدبیریں کرتے ہیں اور میں بھی تدبیر کرتا ہوں۔ اس کے وہی معنے ہیں جیسے پولیس انسپکٹر یا
گورنمنٹ کہے۔ کہ بلحاظ فتنہ پرداز امن عامہ میں خلل اندازی کے لئے بُری تدبیریں کر رہے
ہیں گو ہم بھی تدبیریں کر رہے ہیں۔ اب فتنہ پرداز لوگوں کا مکر ایسا ہے کہ اس کے ساتھ عربی زبان
میں اور قرآن میں (السیئی) کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ مگر گورنمنٹ کی تدبیر اور
مصلحت جس سے بدامنی اندیشوں کا قلع وقمع ہو۔ وہ عین خیر و برکت پر مبنی ہوتا ہے۔ گو
اس کے ساتھ لفظ السیئی کا ہرگز نہیں اور جو گورنمنٹ کی مخفی تدبیر مذکورہ بالا کو مدنظر
رکھ کر گورنمنٹ کو مکار اور بدنیت کہے۔ وہ خود بے ایمان اور باغیانہ حرکات کا باعث ہوگا
نہ کہ نیک اور باایمان۔ یہی جواب ہے سوسائٹی کی مکر ایمان والا آریہ کہلا سکے اور بے ایمان شعور
اور پیچ در پیچ بیہودہ ثابت ہونے کے سیاہ داغ کو اپنی پیشانی سے دھو سکے۔ اسی طرح کید
کا لفظ بھی ایک یا محض تدبیر پر اطلاق پاتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ ان
کیدی متین یعنی میری (اللہ تعالیٰ کی) تدبیر متانت پر مبنی ہوتی ہے۔ لیکن
جن عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پھسلانا چاہا تھا۔ ان کے حق میں جو لفظ
کید کا مستعمل ہوا ہے۔ اس کے ساتھ متانت اور شرافت کا لااستعمال نہیں ہوا
کیونکہ سیاق کلام خود ظاہر کر رہا ہے کہ ان بدکار عورتوں کا کید (تدبیر بد) متانت اور
شرافت سے دور تھا اور رکھتا ہے۔ ان کیدکن عظیم ۱۲ یعنی ان بدکار
عورتوں کی تدبیر بہت بُری تھی جو یوسف ؑ کو زنا کی طرف ترغیب دیتی تھیں۔ چنانچہ اس
بُری تدبیر یا بُرے مکر یا منصوبہ کا ثبوت اس آیہ سے ظاہر ہے کہ واستغفری
لذنبک انک کنت من الخاطئین ۱۲ یعنی اے عورت! تو اپنے گناہ کی معافی
مانگ۔ کیونکہ تو خطاکار تھی کہ ایسا منصوبہ کیا۔ اسی طرح حضرت یوسف ؑ کے بھائی
یوسف ؑ کی ہلاکت اور ضرر رسانی کے لئے بُری تدبیر (مکر السیئی) عمل میں لائے

مگر اللہ تعالیٰ نے ایسی پاک تدابیر سے کام لیا کہ اُن غارت گروں اور بد اندیش گمراہوں کے
منصوبہ کو خاک میں ملا دیا اور اُن سب کو خائب و خاسر ہو کر یوسف علیہ السلام کے دست نگر
ہونا پڑا جیسے گذشتہ صدی میں اکثر بدمعاشوں اور قزاقوں کو گورنمنٹ کے آگے پابزنجیر ہو کر
حکم جان بخشی کا طالب ہونا پڑتا تھا۔ گر گورنمنٹ نے بھی رہزنوں اور غارتگروں کی ہلاکت کے
لئے مخفی در مخفی تدابیر پر عمل کیا اور ٹھگوں اور ڈاکوؤں نے بھی اپنی باریک در باریک تدابیر سے
صدہا جتن کئے۔ مگر کوئی بدبخت گمراہ ایسا نہیں کہ گورنمنٹ ہند کو مکار دغاباز کہے اور اس
کی تدابیر خفیہ کو بُرا کہے۔ ہاں چوروں اور ڈاکوؤں کی تدابیر ہی کو بُرا کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں لکھا ہے
ان اللہ لا یہدی کید الخائنین ۱۲/۷ یعنی خائن لوگوں کے منصوبے اور تدابیر کو
خدا کارگر نہیں ہونے دیتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ خیانت گر لوگوں کا کید (تدبیر) خدا کی
نظر میں منظور نہیں لیکن ان کیدی متین ۹/۱۲ یعنی متانت اور شرافت اور نیک نیتی
کی تدبیر (کید) کارگر ہوتی ہے جیسے کہ یوسف علیہ السلام کے حق میں ہوا۔ اور یہ کہنا کہ
خدا کیوں مخفی تدابیر سے کام لیتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ وہ ویدک ایشور سے پوچھو
کہ وہ کیوں درخت اور نباتات اور انسانوں کے بیجوں کو مخفی جگہوں میں تاریک در تاریک
اندھیروں کے اندر پیدا کرتا اور نشو و نما دیتا ہے؟ اور خدا کی مخفی تدابیر سے یہی ہے کہ اوائل میں
رسولوں کے دشمن انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے مگر وہ [illegible] جلد باز نہیں کہ ہر ایک
کو اس کی شرارت پر معاً [illegible] سزا دیدے یا بقول ویدک اصول جھٹ پٹ کتے بلے کے جنم
میں طرفۃ العین میں [illegible] شریر مجرم کے کان [illegible] ہو جائیں۔ مگر وہ بموجب قول "دیر گیرد
سخت گیرد" [illegible] جب دیکھتا ہے کہ اس کی شرارت حد سے گذر گئی ہے اور وہ باز نہیں آتا
تو پھر ادنے جرم کی تحریک سے بھی بوجہ عظیم گناہوں کے یک لخت اپنی گذشتہ کرتوتوں کی پاداش
کو بیکبار مردہ اور دیانند افسردہ کی طرح پراپت (ظاہر) ہوتا ہے۔ اور اگر ان کی ہر ایک شرارت
پر اُن کا ہاتھ پکڑا جاتا۔ تو وہ آزاد کیونکر رہتے۔ اور مستوجب سزائے اُخروی کیونکر قرار پاتے

[illegible] کی گئی کہا گیا ہے۔ پھر کیا دلیل اور حوالہ ہے اور اگنی کو جو لاز اگنی اور دیوتا
[illegible] اگنی اور رشی اگنی جس پر وید نازل ہوا مانا جاتا ہو۔ اس لفظ اگنی کے ساتھ کون سا
مطلب کا پر لگا ہوا ہے کہ اگنی کو ہر طرف گھسیٹ مارتے ہو۔ لالہ دیانند اگنی کو نام الشیئی
نام پنڈت نام رشی نام تیسا اہنوگی خصم وغیرہ ایک شعلہ انگیز ہتھیار وغیرہ پر لگانا نشانہ
کو وایل سے محض تہی دست رہے۔ اجی اوم کا لفظ گم ہوگیا تھا۔ کہ اگنی کی اتنی مٹی پلید کی گئی
ہر طرف اسکو گھسیٹ کر اُس کی دھجیاں اُڑائی گئیں۔ اسپر یہ بحث لفظ اگنی نے دنیا میں
اسقدر کشت و خون اور گمراہی کا سامان پیدا کر دیا کہ دفتر سیاہ کروائے ہیں۔ اگر وید کا مصنف بد قسمتی
سے اگنی کو اتنے مختلف معنوں میں مستعمل نہ کرتا۔ تو کروڑوں باشندگان ہند اور اہالیان فارس
کو آتش پرست نہ بننا پڑتا۔ کیا اچھا ہوتا اگر اگنی۔ وایو۔ انگرا۔ آدت سے وید میں دعائیں
نہ مانگی جاتیں۔ اس نیک بخت کا کیا بگڑتا تھا اگر آگ کا نام بجائے خدا کے استعمال نہ کرتا۔
ہوا اور سورج چاند کا نام لفظ خدا کا مترادف نہ ٹھہراتا۔ جب اس نے دانستہ ایک لفظ برابر
استعمال کیا ہے۔ جو دس اور چیزوں پر اطلاق پا سکتا ہے۔ اور خصوصاً جب ہوا۔ آگ اور
سورج وغیرہ سے دعائیں مانگی گئی ہیں۔ جو عبادت عناصر اربعہ پر کھلم کھلا دلیل ہے تو معلوم ہوا
ہے کہ اس نے دیدہ و دانستہ لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کی کوشش میں مصنف
وید بڑی خوبی کے ساتھ کامیاب ہوا ہے۔ کیونکہ جب تاریخ کا پتہ لگتا ہے۔ یہی معلوم
ہوتا ہے کہ عناصر پرستی اور بیج مارگی اور وام مارگی اور چولی وغیرہ مت اسے دروازے سے یہاں تک
گمراہ ہوگئے۔ کہ بول و براز کے اکل و شرب تک فرق نہ کیا۔ دیکھو ستیارتھ [illegible] ۱۲۔ مگر یہ بڑا ظلم
ہے کہ مسلمانوں کو کہا جاتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو مکار دغاباز مان کر صفات ذمیمہ سے متصف
کرتے ہو۔ کون ایسا شخص ہے کہ اس نے کید اور مکر کے الفاظ سے گمراہ ہو کر خدا کے
حق میں ایسے نابکار الفاظ برتے ہوں جب ایسی گمراہی قومیں آئی ہی نہیں۔ تو پھر کیوں
ناحق لوگوں کو مغالطہ میں ڈالا جاتا ہے اور تہمت لگائی جاتی ہے۔ اچھا اگر فرصت ہو تو

نہیں آتے تو خوب یاد رکھیں کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے اور بنی بنائی عمارت گرا کر
چہلے اعتراض میں ایک ناپاک جھوٹ یہ لکھا ہے کہ غیر ممالک کی زبان سے جو
الفاظ دوسری زبان میں آجاتے ہیں وہ اپنے اصلی معنے ساتھ لے آتے ہیں۔ معانی
میں کمی بیشی ہرگز تو عین نہیں آتی۔ اب سوچنے کا مقام ہے کہ شراب عربی زبان
میں ہر ایک پینے والی چیز یعنی شیرہ شربت پر بولا جاتا ہے۔ مگر ایسا نہیں کہ شراب خانہ
خراب پر اس کا اطلاق ہو مگر اردو زبان میں لفظ شراب مستی چیز یعنی خمر پر بولا جاتا ہے
اور اس سے مختص ہو گیا ہے۔ اب بتلاؤ کہ اس کے معانی میں تفرقہ پیدا ہوا ہے یا نہیں
سب لوگ جانتے ہیں کہ شراب خانہ خراب کو عربی میں خمر بولتے ہیں مگر اردو والے
خمر کو لفظ شراب سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی طرح لفظ کید یا مکر دو معانی کا محتمل ہے۔ جیسے
بقول پانڈا اگنی پانچ سات معنوں کا محتمل ہے یہ کیسی بے ایمانی ہے کہ دو معانی تو قبول
نہیں کرتے مگر گھر کے پانچ سات معانی آسانی سے حلق کے نیچے اتر گئے اور ہمارے دو معانی
الفاظ پر لاکھوں زندہ عربی لوگ گواہ ہیں۔ لغت شاہد ہے۔ مگر اگنی کی اس تاویل و دلیل
پر کوئی عقلمند ایک منٹ کے لئے شہادت نہیں دے سکتا ہے کہ جس نااہل نیوگی کو
کارخانہ میں تیسری مرتبہ اتفاق بدنصیب ہوا ہو اس میں غیر معمولی حرارت پیدا ہو جاتی
ہے (منقول از تعلیم الاسلام بجواب تہذیب الاسلام)۔

بالفعل ہم نے ایک ہی سوال کا جواب رسالہ ہذا میں طبع کرایا ہے۔ پس سمجھ لیں کہ
باقی ایک سو ساٹھ سوالوں کا جواب ایسا ہی ہے میں امید کرتا ہوں کہ اس سوال کے جواب
کو پڑھ کر بعض آریہ صاحبان عقل و انصاف کی داد دیں۔ ورنہ انصاف اُن کے گھر پر ماتم
کرے گا اور تعصب اور بیجا ہٹ دھرمی کا داغ اُن پر چمکے گا۔ اب میں امید کرتا ہوں۔ کہ
آریہ صاحبان مکر اور کید اور جبر الماکرین کے لچر اعتراضات کو واپس لینگے اگر نہ
لینگے تو اُن کی ہٹ دھرمی اور اپنے چوتھے اصول سے روگردانی اور دیانند کی فرمانی معلوم ہوگی

سوال

دعا مانگنے اور استغفار کرنے سے کیا فایدے حاصل ہوتے ہیں اور تقدیر کے کیا معنی ہیں؟

جواب

بہت سی مصیبتیں اور آنیوالی آفتیں دعا اور استغفار کرنے سے دور کی جاتی ہیں کیونکہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ غفور اور رحیم ہے۔ تقدیر دو طرح کی ہوتی ہے۔ مبرم اور معلق۔ مبرم تو ایسی تقدیر ہوتی ہے جو ایک صورت میں واقع ہونے والی ہوتی ہے۔ لیکن بعض امور کے متعلق خدا نے ایسی تقدیر ٹھہرائی ہوتی ہے کہ صدقہ اور خیرات سے وہ تقدیر بدل جاتی ہے اور آنیوالی تکلیف جو مقدر ہوتی ہیں اُنہیں خدا تعالیٰ ٹال دیتا ہے کیونکہ وہ ہر شے پر قادر ہے یعنی جن غلطیوں اور گناہوں کی سزا خدا نے معلق ٹھیرائی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر تضرع اور رجوع اور انابت اور صدقہ و خیرات سے ہم جناب الٰہی میں رو رو کر دعائیں کریں اور اُسکا خوف دل میں رکھ کر گذشتہ غلط کاریوں سے رجوع کریں اور بالمقابل نیکیوں کو اختیار کر لیں تو اللہ تعالیٰ گذشتہ اعمال بد کے نتایج بد سے محفوظ کر لیتا ہے اور عذاب اور عتاب سے امان بخشتا ہے۔ ان ہر دو تقدیروں کی مثال دنیا میں بھی دیکھی جاتی ہے اور وہ اس طرح پر ہے کہ بعض بدپرہیز بیماروں نے سخت بے اعتدالیوں سے اپنی ایسی ابتر حالت بنائی ہوئی ہے اور وہ ایسے بدپرہیز ہو گئے ہوتے ہیں کہ اب اُنکی حالت لاعلاج اور گئی گذری ہوتی ہے اور اب خواہ وہ سو توبہ کریں۔ یعنی سو بار گذشتہ بے اعتدالیوں سے پرہیز کریں۔ اُن کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ گذشتہ بدکاریوں سے اُسکے اندر سل نشک وغیرہ کی نہایت تیز

اور مہلک زہر سارے جسم میں سرایت کر چکی ہوتی ہے اور اعصاب [illegible]
نوبت تک پہنچ چکی ہوتی ہے۔ پس ایسے لوگوں کو کوئی دوائی اثر نہیں کرتی۔ بلکہ [illegible]
دوائی ان کے لئے دُکھ کا موجب ہوتی ہے۔ گویا اب ایسا شخص اپنی بد اعتدالیوں
خلاف ورزیوں کی وجہ سے خدا کی درگاہ میں واجب القتل مجرم قرار پا چکا ہوتا ہے گویا
اس کے حق میں خدا نے قطعی طور سے ہلاک کرنا ٹھہرالیا ہوتا ہے۔ پس ایسی قطعی اور
اٹل تقدیر یعنی اندازے کو تقدیر مبرم بولتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے معمولی بدپرہیزی
کی ہوئی ہوتی ہے اور جس سے انہیں معمولی بخار اور زکام وغیرہ عارض ہو گیا ہوتا ہے
اگر وہ تھوڑی سی توبہ کریں اور دوا استعمال کریں تو ان کی تکلیف دور ہو جاتی ہے اور اُنکی
توبہ یہی ہے کہ سردی گرمی سے بچیں اور دوائی کا استعمال کریں۔ پس ایسے لوگوں کی تقدیر
معلق ہوتی ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ اُن کی صحت معلق اور بحالت تذبذب ہوتی ہے یعنی خدا
ان کی صحت بحال کر دیتا ہے اور آئندہ کے لئے وہ بدپرہیزی اور بے اعتدالی سے بچیں
اور نیکوئی (دوائی) میں کوشاں ہوں۔ پس یہی حال روحانی بیماروں کا ہوتا ہے۔ یعنی
جن لوگوں کی بدکاریاں بعد نافرمانیاں حد تک پہونچگئی ہوئی ہیں۔ وہ ایک لاعلاج بیمار
کی طرح موت کے دروازہ پر کھڑے ہوتے ہیں۔ اُن کی تقدیر مبرم سے یہ مراد ہے کہ اُنکی
گناہونکی رفتار ایسی تیز ہو چکی ہے کہ وہ یقیناً ہلاک ہونیوالے ہوتے ہیں اور اس آخری وقت
اور گرفتاری کی ساعت میں اُن کی طرف سے کوئی توبہ اور صدقہ اور خیرات کارگر
نہیں ہوتا۔ لیکن جن لوگوں نے صغائر یعنی چھوٹے گناہوں کا ارتکاب کیا ہوتا ہے
اگر اُن پر کوئی مصائب اور آفات آ دیں تو وہ اپنی آفات کو صدقہ و خیرات اور رجوع
الی اللہ سے ٹال سکتے ہیں۔ پس اگر وہ ایسی توبہ نہ کریں تو اُن کی تقدیر معلق جو دونو طرفوں
میں سے کسی ایک پہلو کو اختیار کرنے والی ہوتی ہے۔ اسی سے وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔
دعا اور کثرت استغفار کا یہ فایدہ ہے کہ انسان کئی آفتوں اور مصیبتوں سے نکل سکتا ہے۔

اور معانی بیان کئے گئے ہیں۔ اسقدر امر بیان کردینا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اکثر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ تقدیر مانع ترقیات ہے۔ اس کے متعلق لوگوں کو بڑے بڑے شکوک اور وسوسے لگے ہیں جو تقدیر کے اصل معانی اور مفہوم سے ناواقفی سے ناشی ہوتے ہیں جیسے لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ بوجہ جبر اور تحکم کی راہ سے نیکی بدی انسان مجبور ہو کر کرتا ہے یا خدا اس سے نیکی بدی کرواتا ہے۔ لیکن یہ سراسر باطل ہے لکھا ہے کہ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ یعنی نیکی بدی کا اندازہ جناب الٰہی کی طرف سے مقرر ہو چکا ہے یعنی تصوری نیکی اور بدی کی سزا اور اس کا عذاب ایک خاص اندازہ اور مقدار پر قرار پا چکا ہے اور سنگین جرایم کی سزا کا اندازہ بقدر اس کے مقدار کے زیادہ شدید ہے یعنی جس قدر کوئی نیکی یا بدی کا ارتکاب کرتا ہے اسی کے موافق خدا اُسے جزا یا سزا دیتا ہے اور حدیثوں میں جو آیا ہے کہ تقدیر میں کلام نہ کرو۔ اسکا بھی یہی مطلب ہے کہ خدا نے جو زنا کی سزا کا اندازہ افلاس مقرر کر رکھا ہے یا دیگر معاصی کی سزا کا اندازہ یا گناہوں کا عذاب آخری جو خاص اندازہ پر مقرر کیا ہوا ہے اُس میں کوئی کلام نہیں کرنی چاہیے کہ فلاں گناہ کی سزا کم ہونی چاہیے یا زیادہ یعنی جس قدر سزائیں لوگوں کو اُن کے معاصی کے متعلق درگاہ الٰہی سے دیجاتی ہیں وہ مقرر کردہ قانون اور اندازہ الٰہی سے دیجاتی ہیں اور قیامت کو دی جاوینگی یہ ہرگز صحیح نہیں کہ جو کچھ انسان کرتا ہے وہ خدا نے اُس کے لئے کرنا لازمی اور حتمی ٹھیرا دیا ہے اور انسان خود بخود کچھ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے وان لیس الانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یریٰ (نجم) یعنی انسان جس امر کے لئے سعی کرتا ہے وہ اُس کا پھل دیکھ لیتا ہے یعنی جیسا کوئی کرے ویسا بھرے۔ یعنی جیسے دنیا میں زنا چوری جعلسازی اور قتل بیجا اور رہزنی اور ڈاکہ مارنے کی دفعات و سزائیں اور دفعات گورنمنٹ نے مقرر کردی ہوئی ہیں اسی طرح خدا نے بھی گناہ کی سزائیں مقرر کی ہوئی ہے۔ ان کی کمی بیشی میں آدمی کو عبث بحث نہیں کرنی چاہیے اور خدا تعالیٰ کا اختیار مطلق اور اقتدار اسکا اصل ہو قوانین

پہ ہے وہ منزلوں میں کمی بھی کرسکتا ہے۔ ناظم ناشر عبدالرحمان رہبر گنگا اور گپو زنطہ۔

ریویو

تحفہ احسن

احسن مارہری ایسے شخص ہیں کہ جنسے اب پبلک واقف ہوا ہے لڑکوں اور لڑکیوں کی نحو اور مسئلوں اور کہاوتوں کو دلچسپ اور عمدہ قصوں اور نصیحتوں کے ساتھ ایک اسّی صفحہ کے خوشنما رسالہ میں نظم کیا ہے۔ اس رسالہ کی ظاہری باطنی خوبی نے اور اسمیں جلا دیدی ہے کاغذ ولایتی استعمال کیا گیا ہے لکھائی چھپائی اچھی اور صاف ہے۔ کرم الدین صاحب تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے باقاعدہ جملہ حقوق تالیف اسکو چھپایا ہے۔ اور ۲؍ قیمت رکھی ہے جو کچھ گراں نہیں ہے ہماری رائے میں اس رسالہ کی ہر گھر میں ایک جلد رہنا چاہیئے۔

کیشل پورنتی آبادی مکھیداس صاحب تاجر کتب لدھیانہ دیپیاس

خدائی اور انسانی کلام کا مقابلہ

یعنی

تثلیث کا رد

حمد خالق مطلق کو جو اپنی ذات وصفات میں یکتا و بے مثل ہے۔ وہ وحدہ لاشریک جنس وہ ئی سے بالکل پاک اور منزہ ہے۔ مگر افسوس ہے عیسائی عقائد پر کہ کبھی اُس ذات کو تین سے اور کبھی تین کو ملا کر ایک ذات بیان کیا ہے مگر اتنا بھی خیال نہیں۔ کہ جب تین ملکر ایک تھا۔ تو اپنی ذات میں کامل رہا۔

اور جب ایک ہوکر تین نوع پر تقسیم ہوا تو حادث ہونے کے باعث خدا نہ رہا۔ کیونکہ جو حادث ہے وہ فنا کے قابل ہے۔ اعاذنا اللہ ھذہ العقیدۃ الفاسدۃ عیسائی عقیدہ ہے۔ باپ ازلی۔ بیٹا ازلی۔ روح القدس ازلی۔ ایک ازلی باپ قادر مطلق۔ بیٹا قادر مطلق۔ روح القدس قادر مطلق۔ ایک قادر مطلق۔ جب عیسائیوں نے خدا وحدہٗ لاشریک کے تین حصے کرکے خلق خدا کو گمراہ کرنا چاہا۔ اور اپنے دام تزویر میں پھنسانے کیواسطے مختلف اقسام کے جال پھیلانے شروع کئے تو اس قادر مطلق نے اپنی غیریت کا کام میں لاکر آپنے ہادی مطلق ہونیکا ثبوت دینے کو حضرت محمد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے ہدایت کے مبعوث فرمایا اور اس پیغمبر برحق نے بذریعہ دلائل قاطع و براہین ساطع (جو ہروقت خدا کی طرف سے اس رحمۃ للعالمین کے سینہ میں منور تھیں)

ایسے ایسے ثبوت خدا کی وحدانیت پر پیش کئے۔ کہ معتبرین عیسائیوں نے قرآن شریف کے اس دعوے یحرفون الکلم عن مواضعہ کو مان لیا۔ اور صرف مانا ہی نہیں۔ بلکہ اپنے تحریری دستخط بھی کر دیئے۔ چنانچہ یونیٹیرین گواہی دے رہے ہیں۔ کہ یہہ بدعت (مسئلہ تثلیث) کسی شریر نے۔ مذہب عیسوی میں داخل کر دی ہے۔ جو ہرگز پہلے موجود نہ تھی۔ چنانچہ کئی دوسرے عیسائی بھی اعلان کر رہے ہیں۔ کہ کوئی عیسائی ہو مسیح کی الوہیت کے بارے میں ایک ہی آیت انجیل سے پیش کرے۔ بشرطیکہ بانئے مذہب کے اپنے الفاظ ہوں۔ ایرہ وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ اب ہم قرآن شریف اس کی تردید کرتے ہیں قال اللہ تعالیٰ۔ وقالوا اتخذ اللہ ولداً سبحانہ بل لہ مافی السمٰوت والارض کل لہ قانتون بدیع السمٰوت والارض اذا قضیٰ امراً فانما یقول لہ کن فیکون ؛ اور کہا انہوں نے

خدا تعالےٰ نے بیٹا اختیار کیا ہے وہ پاک ہے بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اُسی کا ہے۔ سب اسکے تابع ہیں وہ زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کرنے والا ہے جب کسی امر کا حکم دیتا ہے۔ تو صرف کن لفظ کہنے سے ہو جاتا ہے۔ جاننا چاہیے اس آیت میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی حرکت شنیعہ کا بیان ہے۔ کیونکہ ان سب نے خدا تعالےٰ کی اولاد ثابت کی ہے۔ اس واسطے کہ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بیٹا اور مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بیان کرتے تھے۔ سبحانہٗ تنزیہ کا حکم ہے یعنی خدا تعالےٰ ان باتوں سے پاک ہے۔ اور اس کی تنزیہ میں حسب ذیل دلائل ہیں۔ جسکو نمبروار بیان کیا جاتا ہے۔ وھو ھذا

(۱) جو چیز واجب تعالےٰ کے سوا ہے وہ ممکن لذاتہٖ ہے اور جو چیز ممکن لذاتہٖ ہے وہ حادث ہے اور ہر حادث مخلوق ہے اور مخلوق خالق کی اولاد نہیں ہوسکتا اس بات کا بیان کہ سوا واجب تعالےٰ کے سب ممکن بالذات اسطرح پر ہے کہ اگر دو واجب بالذات پائے جائیں تو دونوں وجوب میں شریک ہوں گے اور ہر ایک دوسرے سے کسی وجہ کیساتھ ممتاز ہوگا۔ اور ما بہ الاشتراک ما بہ الامتیاز کے غیر ہوتا ہے۔ اور اس سے ایک کا دو قیدوں سے مرکب ہونا لازم آئیگا۔ اور ہر مرکب اپنی ہر جزو کی طرف محتاج ہوتا ہے۔ اور ہر جزو اپنے مرکب سے غیر ہوتا ہے ہر مرکب غیر کیطرف محتاج ہوتا ہے ہر محتاج ممکن بالذات ہوتا ہے پس جن دونوں کو واجب مانا تھا دونوں ممکن بالذات ہوگئے یہ خلاف فرض ہے پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر ان دو جزوں میں سے ہر ایک واجب ہو تو وہی دلیل اُن میں جاری کیجائیگی اور علیٰ ہٰذا القیاس اجزاء میں اور اس طرح سے اس واجب کا اجزاء غیر متناہیہ سے مرکب ہونا لازم آئیگا۔ اور

یہ بات محال ہے اور اگر اسکو تسلیم کیا جائے کہ محال نہیں ہے تب بھی مقصود حاصل ہے اسواسطے کہ ہر کثرت کیلئے واحد کا ہونا ضروری ہے اور یہ احاد اگر واجب لذاتہ ہیں۔ تو ان کا مرکب ہونا لازم ہوگا جیساکہ اوپر ثابت ہوا۔ پس بسیط کا مرکب ہونا لازم آئیگا اور یہ خلاف فرض کے ہے اور اگر وہ احاد ممکن ہونگے تو جو مرکب اُنکی طرف محتاج ہوگا وہ ضرور ممکن ہوگا پس اس برہان سے ثابت ہوا کہ واجب الوجود کے سوا سب ممکن لذاتہ ہیں اور ہر ممکن لذاتہ موثر کیطرف محتاج ہوتا ہے۔ اور اس مؤثر کی تاثیر اس ممکن میں دو حال سے خالی نہیں حالت عدم میں ہوگی یا حالت وجود میں اگر حالت عدم میں ہوگی وہ ممکن محدث ہوگا۔ اور اگر حالت وجود میں ہوگی تو اس موجود کی احتیاج موثر کیطرف حالت بقا میں ہوگی یا حالت حدوث میں اور اول محال ہے اسواسطے کہ اُسکا مقتضے اس موجود کا ایجاد ہے پس دوسری صورت متعین ہوگی اور اُسکا مقتضے یہ ہے کہ وہ ممکن محدث ہو پس ثابت ہوا کہ ہر ما سواء اللہ محدث اور مسبوق بالعدم ہے اور اُسکا وجود خدا تعالےٰ کے خلق اور ایجاد اور ابداع سے ہے پس ثابت ہوا کہ جو چیز اسکے سوا ہے اُسکی مملوک اور عبد ہے پس یہ بات محال ہے۔ کہ کوئی چیز اس کی اولاد ہو اور یہ برہان ہمکو بل لہ ما فی السموٰت والارض سے معلوم ہوئی یعنے سب چیزیں بطریق ملک اور خلق اور ایجاد اور ابداع کے اسکے لئے ہیں

(۲) جس چیز کو خدا کی اولاد کہا جائے دو حال سے خالی نہیں ہے قدیم اور ازلی ہوگی یا محدث اگر ازلی ہے اور واجب الوجود بھی قدیم اور ازلی ہے تو ایک کو دوسرے کی اولاد کہنا اور اسکو اُسکی اولاد نہ کہنا ترجیح بلا مرجح ہوگا۔ اور ترجیح بلا مرجح محال ہے اور اگر وہ حادث ہو تو وہ حادث اس

قدیم کے لئے مخلوق اور عبد ہوگا۔ اولاد نہیں ہوسکتا۔
(۳) ولد کے لئے ضرور ہے کہ والد کی جنس سے ہو پس اگر واجب الوجود کیلئے
العیاذ باللہ کوئی ولد ہوتا تو ضرور تھا کہ بعض وجوہ میں واجب الوجود
کا شریک اور بعض وجوہ میں اُسکا ممتاز ہوتا اور اسکا مقتضا یہ ہے وہ
دونوں مرکب اور حادث ہوں اور یہ بات محال ہے تو ثابت ہوا کہ مجانست
نہیں ہوسکتی اور جب مجانست نہیں ہوسکتی تو ولدیت بھی نہیں ہوسکتی
(۴) اولاد اسلئے ہوتی ہے کہ بڑھاپے میں ماں باپ کے کام آئے اور جب
ماں باپ عاجز ہوجائیں تو اولاد سے اُنکو نفع ہو پس ثابت ہوا کہ اولاد
اس شخص کے لئے ہوسکتی ہے جس میں احتیاج اور عاجزی کے معنے پائے
جائیں اور جب یہ بات حضرت خداوندی میں محال ہے تو اولاد کا بھی ہونا
محال ہے۔ اور جاننا چاہئیے کہ خدا تعالےٰ نے بہت مقامات میں ان لوگوں
کے قول کا بیان فرمایا ہے جو خدا تعالےٰ کی اولاد ثابت کرتے ہیں اور اس دلیل
خدا تعالیٰ نے ان کے قول باطل کی تردید فرمائی ہے کہ زمین آسمان میں
جو کچھ ہے سب اسیکے بندے ہیں اور اسطرح پر کہ جب وہ کسی چیز کو پیدا
کرنا چاہتا ہے تو اس سے صرف اتنا ارشاد فرماتا ہے کہ کُن وہ چیز فوراً ہو
جاتی ہے اور اس سورت کے آخر میں ارشاد فرمایا وقالوا اتخذ الرحمٰن
ولداً لقد جئتم شیئاً ادا تکاد السمٰوٰت یتفطرن وتنشق
الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمٰن ولدا وما
ینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولداً ان کل من فی السمٰوٰت
والارض الا اٰتی الرحمٰن عبداً یعنی کہا انہوں نے کہ
خدا تعالےٰ نے اولاد بنائی ہے تم بھاری چیز لائے بہت قریب ہیں کہ آسمان

پھٹ جائیں اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں کہ انہوں نے رحمٰن کے لئے اولاد تو تبلایا اور رحمٰن کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اولاد اختیار کرے آسمانوں میں اور زمین میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو بندہ ہو کر رحمان کے پاس نہ ہو۔

اس کے بعد لفظ کل لہ قانتون وارد ہے۔ یعنی سب خدا کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے تابعدار ہیں۔ تو ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ نصارٰی جو عیسٰی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ اور خدا کا ایک جز (تین میں سے ایک) مانتے ہیں۔ تو عیسٰی علیہ السلام کس کی عبادت کرتے تھے۔ خدا خدا کی عبادت کرے یہ امر محال ہے۔ اس جگہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کا وہ تذکرہ جو ایک عیسائی کے ساتھ ہوا۔ خالی از لطف نہ ہوگا۔ منقول ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک نصرانی سے دریافت کیا۔ اگر عیسٰی علیہ السلام خدا کی عبادت میں تمرد نہ فرماتے تو میں اُن کا دین اختیار کر لیتا۔ اُس نصرانی نے کہا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام خدا کی طرف یہ گمان کس طرح ہو سکتا ہے۔ وہ خدا کی عبادت بہت کرتے اور عبادت الٰہی میں بہت مشقت اُٹھاتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام خدا تھے۔ تو وہ دوسرے کی عبادت کس طرح کرتے تھے۔ عبادت کرنا بندہ کی شان کے مناسب ہے۔ نہ خدا کی شان کے۔ یہ بات سُن کر عیسائی ششدر رہ گیا؟

اس کے بعد ایک اور دلیل بیان کر کے ہم اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

(۱) کیا عیسٰی علیہ السلام کی اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ میں غذا خون حیض تھی یا نہیں۔

(۲) کیا طعام دنیاوی اُن کی غذا تھی یا نہیں کیا اُن کو پیاس بجھانے کے
واسطے پانی کی ضرورت ہوا کرتی تھی یا نہیں۔
(۳) کیا مسیح علیہ السلام کپڑے پہنتے تھے یا نہیں (یا خدا کا بیٹا بغیر ستر
عورت ہی پھرا کرتا تھا)

غالبًا ہر ذی عقل اس کا یہی جواب دیگا۔ کہ ضرور عیسٰے علیہ السلام
کو ان چیزوں کی حاجت تھی۔ تو ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ یہ چیزیں حادث
ہیں یا ازلی مانوگے۔ تو عیسائیوں کے قول کے مطابق خدا کی ذات محض
بیکار ثابت ہوگی۔ اور یہ محال ہے؟

اور اگر حادث مانوگے۔ تو روٹی پانی وغیرہ پر ایک ایسا بھی زمانہ ہوگا
یا ہو لیگا۔ کہ موجود نہ ہونگی۔ کیونکہ حادث فنا پذیر ہے۔ اور ہمیشہ محتاج
بالغیر۔ تو جب یہ نہ ہونگی۔ اور حضرت عیسٰے علیہ السلام کو ان اشیاء
کی حاجت ہے۔ تو حضرت عیسٰے علیہ السلام (یعنی خدا کا بیٹا یا خدا کا جز)
بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ جو چیز محتاج بالغیر ہو۔ وہ اُس وقت تک قائم رہتی ہے۔
جب تک اُس کو سہارا ملتا رہے۔ اس سے صاف نتیجہ نکلا۔ کہ ایک
وقت حضرت عیسٰی علیہ السلام نہ ہونگے۔ جب نہ ہونگے۔ تو مسیح علیہ السلام
بقول عیسائیاں خدا کا جز ہے۔ بغیر اُس کے خدا ۲/۳ ہے۔ تو جب ۲/۳ ہے
وہ کامل نہیں۔ جب کامل نہیں تو وہ خدائی کے لائق نہیں۔ پس خدا وہی
ہے جس کو قرآن شریف اسطرح بیان کرتا ہے۔ قال اللہ تعالےٰ قل ھو اللہ احد
اللہ الصمد۔ لم یلد۔ ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفوًا احد۔ کہہ اللہ
ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ جنا۔ نہ جنا گیا۔ اور نہیں ہے واسطے اُسکے
کوئی ہمسر ہے۔ ہر گیاہے کہ از زمین روید + وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید۔

کیونکہ ہمیشہ آپ بندہ شیطان ہیں اسواسطے مسلمان مواحدین سے آپ لوگوں کے جھوٹ و بہتان ہیں۔ عقل سے دور ہو شعور سے کافور ہو۔

قولہ - اب وہی اعتراض قرآن شریف پر بھی طرح سے عائد ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف اس غرض کو مکمل ضرور نہ کر سکا جسکے واسطے بموجب قول اسلام ہے نہ امریکہ کے باشندوں میں نہ اسٹریلیا میں ہے نہ آکثر جزائر جزیرہ نما۔ ہند چینی۔ نہ افریقہ کے جنگلی باشندوں میں پس نہ کوہ قاف نہ بحر منجمد شمالی میں پس نہ جنوبی میں غرض کہ قرآن کا وہاں کوئی نام لیوا تو کیا جانتا ہی نہیں کہ کس بلا کا نام ہے بلکہ ایران و یونان سے اسکا قریبًا ملیا میٹ ہی ہو گیا۔

اقول صابر - آپ کی تاریخ دانی و جغرافیہ دانی پر وارے جاؤں آپ پر ہزاروں پھول نثار کر دوں۔ اگر چمگادڑ روز روشن آفتاب کو نہ دیکھے تو کسکا قصور ہے۔ اگر اُلّو دن کو نہ نکلے تو کون معذور ہے۔ انوار اسلام تمام دنیا میں نور افشاں ہے اور تنویر اسلام تمام جہان میں تاباں ہے مگر افسوس کہ چغد و بوم کی ابصارت میں ظلمات ہے۔ لہذا ہوش گوش سے سنتے جانا اور کرہ ارض کے نقشہ کو سامنے رکھکر غور سے ملاحظہ فرمایئے

(۱) گریٹ برٹن میں اسلام کا نور ہے شیخ الاسلام عبداللہ کوئلیم کا ظہور ہے (لیورپول)+

(۲) امریکہ میں مسٹر الگزنڈر رسل وب ہے۔ ان کا عقیدہ نبی برحق احمد ہے (نیویارک و شکاگو)+

(۳) افریقہ میں ہزاروں مسلمان ہیں۔ جو معتصم حبل اللہ قرآن ہیں (جنوبی افریقہ کیپ ٹون نتال - روڈیشیا - ملایا اقوام)+

(۴) آشنٹی۔ افریقہ۔ ممباسہ۔ زنگبار۔ موزمبیق۔ چندی۔ ...میں بھی ...
اسلام ہے۔ مگر یہاں مفقود فعل لگا رہا ہے۔
(۵) سنٹرل افریقہ کی بستی ہے جہاں ہمیشہ رحمت برستی ہے (آئیے تشریف
لائیے میرے سپتال میں کافر مسلمان شدہ دیکھ جائیے)۔
(۶) سوڈان۔ خرطوم میں مسلمانوں کا نور ظہور ہے مگر خباب کے وید مفقود
اور عقل بردوکا نور ہیں درویشوں کی اقوام کے بھی سنتے جائیے اوّل لارڈ کچنر صاحب
بہادر کمانڈر انچیف سے پوچھ آئیے۔ پھر ہمکو جھٹلائیے۔ یا مسلم اینڈ گریٹ برٹن
کا رسالہ ملاحظہ فرمائیے۔
(۷) اسٹریلیا اور فلپائن میں مسلمانوں کا راج ہے۔ مگر افسوس حضور کی
تقرر تاراج ہے (جنگ فلپائن معہ امریکہ)۔
(۸) دیگر جو چین اور جاپان میں ... میں لاکھوں مسلمان ہیں (دیکھو کا ئم
لو فاراسٹ)۔
(۹) برہما اور جو ہندوستان ہے وہ تو مسلمانوں کا اپنا مکان ہے۔
(۱۰) پنجاب کی جو بنیاد ہے وہ سراسر مسلمانوں سے آباد ہے۔
(۱۱) فرانٹیر پنجاب میں سب پٹھان ہیں وہ تو سب کے سب موحد مسلمان ہیں۔
(۱۲) کوئٹہ معہ بلوچستان ہے۔ خاص بلوچیوں کا استھان ہے۔ (پوچھ
آہیہ سماج کوئٹہ سے)۔
(۱۳) جس کا نام سیستان ہے۔ وہ خاص مسکن مسلمان ہے (پوچھو ایجنٹ
صاحب بہادر سیستان سے)۔
(۱۴) یارقند۔ تاشقند۔ تبت۔ چترال ہے وہ تو مسلمانوں کا ہی
مال ہے (پوچھو جنرل کانڈنگ چترال۔ گرزن سے)۔

(۱۵) مسلمانوں کا بادشاہ مظفر جنرل ہے۔ وہاں عیسائی کا ہونا محال ہے۔

(۱۶) اس سے آگے ملک بدخشان ہے۔ یہ تو اعلیٰ درجہ سنّی مسلمانوں کا مکان ہے۔

(۱۷) کل علاقہ افغانستان و کافرستان ہے اسکا والی امیر حبیب اللہ خان ہے۔

(۱۸) اس سے آگے جو ایران کا سردار ہے وہ خاص مسلمان مظفر الدین شاہ قاچار ہے۔ آپ کا قول کہ اسلام مفقود از ایران ہے یہ آپ کا سراسر تعصب و بہتان ہے۔

(۱۹) روس کی سلطنت کا مسلمانوں پر مدار ہے۔ ایک خاصہ رسالہ مسلمانان تیار ہے (پوچھو شاہنشہ روس سے)۔

(۲۰) جو ممالک کوہ قاف ہیں وہاں تو ہمارے اصحاب کہف ہیں۔

(۲۱) جو تمام ملک بغداد و عربستان ہیں وہ تو خادم سردار دو جہاںؐ ہیں۔

(۲۲) وہ جو ملک شام ہے وہ تو خاص دار اسلام ہے۔

(۲۳) وہ جو ترکی کے مسلمان ہیں وہ زیر اطاعت سلطان عبدالمجید خان ہیں۔ ترکی کے بادشاہ خلیفہ اسلام مسلمان ہیں۔

(۲۴) جس کا نام بیت المقدس یا یروشلیم ہے وہ تو خاص مسکن مسلم ہے۔

(۲۵) خطہ یونان میں ہزاروں مسلمان ہیں۔ مگر کچھ عقل و ہوش میں نقصان ہیں۔

(۲۶) سب سے زبردست علاقہ مصر ہے۔ جہاں نہ بدمالک اور مسلمانوں کا گذر ہے۔

(۲۷) گویا جہاں جہاں آسمانی نشان ہیں۔ وہاں وہاں سب عاشق قرآن ہیں۔ نہ کہیں ایسی جگہوں میں وید کا ثبوت ہے۔ نہ اُن کا پرچار نہ کرتوت ہے۔ براہ مہربانی جغرافیہ عالم سامنے دھر و اور مسلمانوں کی آبادی کا خیال کرو۔

(۲۸) بحر منجمد شمالی و جنوبی برفانی مکان ہیں جنکے ذاکر دلنشین جیسے حیران ہیں۔ مسلمانوں کی کمی کا سراسر غلط زبون ہے۔ جس کے واسطے یہ مفرح دمقوی معجون ہے۔

مہاشہ بابو گنگا رام۔ آداب۔ برائے ملاحظہ کرزن گزٹ المؤید اللواء پیسہ و شمس الاخبار ہے جس میں مسلمانوں کی تعداد کا شمار ہے۔ اگر کچھ پوچھنا درکار ہے تو پیسہ اخبار کا ایڈیٹر جواب دیگا کو نیا کی

نقشہ تعداد مسلمانان دنیا فانی

خاص موحدین رحمانی عاشق قرآنی عرش آشیانی

یعنی

مسلمانوں کا شمار کتنا ہے۔ ذیل کی جدول سے اسلامی آبادی کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے

نام ملک	مسلمان آبادی	نام ملک	مسلمان آبادی
مراکو	۹۰۰۰۰۰۰	الجیرہ	۴۵۰۰۰۰۰
ٹونس	۱۵۰۰۰۰۰	طرابلس الغرب	۱۴۰۰۰۰۰
مصر	۱۰۰۰۰۰۰۰	سوڈان مصری	۶۰۰۰۰۰۰
صحرائے اعظم	۲۰۰۰۰۰۰	فرانسیسی سوڈان	۱۳۰۰۰۰۰۰
انگریزی سوڈان	۹۰۰۰۰۰۰	وسطی سوڈان	۵۰۰۰۰۰۰
کونگو	۱۵۰۰۰۰	کامرون	۴۰۰۰۰۰۰
اوگنڈہ	۳۰۰۰۰۰۰	ملک حبش	۳۵۰۰۰۰۰
موزمبیق مڈغاسکر و زنگبار متعلقہ وسطی افریقہ	۳۰۰۰۰۰۰۰		

مجموعی تعداد مسلمانان افریقہ ۱۰۵۲۰۰۰۰۰

یہ تعداد ظاہر کرتی ہے کہ براعظم افریقہ میں کتنے مسلمان آباد ہیں اب حسب ذیل ملاحظہ فرمائیے۔

		مجموعہ
یوروپین ٹرکی	۲۵۰۰۰۰۰	
بوسینیا و ہرسک	۷۰۰۰۰۰	۴۲۶۰۰۰۰
بلگیریا ۔ رومیلیا	۱۰۰۰۰۰۰	

رومانیا	۶۰۰۰۰		
سرویا	۶۰۰۰۰	جبل اسود	۱۰۰۰۰
یونان	۳۰۰۰۰		
یوروپین روس اور کوہ قاف	۲۵۰۰۰۰۰		
مجموعی تعداد مسلمانان یورپ	۲۶۰۰۰۰۰		

یورپ کے بعد اب ہم ایشیا کی جدول پیش کرتے ہیں۔

اناطول	۷۰۰۰۰۰۰	آرمینیا	۴۰۰۰۰۰۰
عراق	۲۵۰۰۰۰۰	شام	۱۲۰۰۰۰۰
جزیرہ عرب	۱۲۰۰۰۰۰۰	سیبیریا روس	۱۰۰۰۰۰۰
ایران	۱۲۰۰۰۰۰۰	افغانستان	۹۰۰۰۰۰۰
بلوچستان	۵۰۰۰۰۰	ہندوستان	۹۰۰۰۰۰۰۰
سیام	۱۰۰۰۰۰۰	ہند چینی	۲۰۰۰۰۰۰
چین	۳۵۰۰۰۰۰۰		
مجموعی تعداد مسلمانان ایشیا	۱۲۶۰۰۰۰۰۰		

یہ تعداد مسلمانوں کی ایشیا میں اسوقت ہے۔ اب ہم اوقیانوس میں مسلمانوں کی تعداد ظاہر کرتے ہیں۔

فلپین	۵۰۰۰۰۰	سوماترا	۴۰۰۰۰۰۰
جاوا	۳۷۰۰۰۰۰۰	بورنیو	۵۰۰۰
مالیسیا وغیرہ	۹۰۰۰۰۰		
مجموعی تعداد مسلمانان اوقیانوس	۵۱۰۰۰۰۰۰		

افریقہ کے سوا باقی مسلم شماری بیس کروڑ۔ مسٹرل اور مالشین۔ ولیم [illegible] جنرل [illegible]
(دیکھو) سن پور گزٹ ۱۰ اپریل ۱۸۸۸ء جلد ۱ نمبر ۴ صفحہ ۸ -
اگر افریقہ کا یہ شمار ساتھ ملایا جاوے تو تیس کروڑ ۴۰ لاکھ ہوتے ہیں اور اگر موجودہ مردم شماری
کا ملی خلاصہ لیا جاوے تو ہر ملک میں اور دنیا کے ہر گوشہ میں مسلم شماری بکثرت اور روبہ ترقی ہے

نوٹ

ملاحظہ فرمائیے ۲۳ جنوری ۱۹۰۲ء کا کرزن گزٹ۔ تب حضور کو ہوش آئے۔ گو کہ ابھی آپکو
اوپر والا نقشہ دکھا دیا گیا ہے مگر آپکی تردید بے عقل وجہل کو اتنا کافی ہے۔ ساتھ ہی آپکی
خبط الحواسی کے لئے معجون صابریہ شافی ہے۔
اصلی وجہ کا اخبار المؤید گواہ ہے۔ اس میں کہیں آریہ اور وید کا پتہ ہے -
آپ کی رہنمائی کے واسطے نقشہ ہے۔ ورنہ ازلی گمراہ کے واسطے علاج کیا ہے۔
یہ نقشہ آپ کا جواب باصواب ہے۔ اگر اب بھی نہ مانو تو پھر خدائی عذاب ہے۔
حقانیت جتانا اس کا نام ہے۔ دنداں شکن جواب دینا صابر کا کام ہے۔

اعتراض - قال گنگارام - بھلا اگر ہم مان لیں کہ محمد صاحب رسول اللہ
و قرآن شریف خدا نے اسواسطے بھیجے کہ عرب یا نیز دنیا بھر سے بت پرستوں - بیدینوں اور
کافروں مشرکوں کو دور کر کے ایک نیا دین چلا دے جس کا علم شاید اُسے پہلے نہ تھا یا
اربوں برس سے دنیا کو پیدا کر کے گویا سو ہی رہا تھا جو یہ اعتراض اٹھتے ہیں۔
(۱) خدا زود رنج ہے مستقل مزاج نہیں جو شان خدائی سے دُور ہے -
(۲) اس نے انسان کو فعل مختار بنایا اور نیکی بدی کے واسطے دوزخ بہشت رکھے
تو پھر ایسی خونریزیاں کیوں کرائیں بہتر تھا کہ ایسے لوگوں کو جن کے واسطے اس کا غصہ
ایسا بھڑکا کہ کروڑہا خون کروا دیئے - قیامت کے دن دوزخ میں ڈالتا -
(۳) وہ ہمہ دان بھی نہیں ورنہ اُس نے ایسی باتوں سے ایسا ہی بھڑک ہی اُٹھتا تھا

[illegible] میں نہ چاہتا تھا کہ کوئی کرے تو انسان کو ایسے کام کرنے کی پہلے طاقت نہ دیتا جس کے لئے اُسے پہلے سے ہی متحمل کر لینا تھا۔

(۴) دنیا بھر کو جو مقصود تھا مندرجہ بالا بدعتوں سے پاک نہ کر سکا۔ مثلاً ہند۔ برہما چین۔ جاپان۔ سیام۔ انام۔ لنکا۔ شانگ ٹاتار۔ تبت۔ نیپال وغیرہ وغیرہ کرۂ زمین پر سینکڑوں حصے ہیں جہاں یہ رسومات جاری ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ خدائے محمدیاں قادر مطلق نہیں ہے۔

(۵) جہاں جہاں سے اسلام کو ضعف پہونچ رہا ہے خدا مدد کیوں نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرضی ہی نہیں کہ اسلام بڑھے۔ اور نہ خدا نے مندرجہ یعنی خونریزیاں کرائیں۔

(۶) اگر خدا کو سب بت پرست وغیرہ مارنے ہی منظور تھے تو کیا کسی وبا یا موت سے نہیں مار سکتا تھا۔ چونکہ خدا نے ایسا نہیں کیا یہ سب انسانی باتیں ہیں۔ نہ خدا نے محمد صاحب کو ایسے کام کے واسطے بھیجا۔ نہ قرآن خدا کا کلام ہے اور نہ ہی خدا میں ایسے نقص ہیں جو مندرجہ بالا عیبوں سے انپن ہوتے ہیں۔

اقول صابر تکذیب آریا۔ اگر کج شرطہ نہ لگا بیٹھو ضرور مان ملیئے کہ **سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** ہے اور خداوند کریم واحد یکتا ہے اور دین اسلام کو جو آپ نیا دین بتاتے ہوئے ہیں۔ یہ آپ صاحبان کی سراسر غلطی ہے۔ ابتدائے آفرینش سے لیکر جناب سرور دوجہان صلعم کے زمانہ تک تمام دنیا میں جتنے رشی منی یا پیغمبر گذرے ہیں۔ اُن سب کا ایک ہی مت تھا۔ توحید الٰہی پر عوام الناس کو چلایا۔ خواہ ہند ہو یا عرب افریقہ ہو یا امریکہ۔ **لکل قوم ھاد** ہر ایک قوم کے واسطے ہادی۔ رسول۔ نبی۔ ہرافث۔ بھیجا گیا کہ انسان کو انسان ہی سمجھائے۔ سیدھا تا لوگ ایک ہی لڑی کے موتی تھے ایک ہی اصول تھا اور دنیا کو خواہ اربوں برس سے یا کھربوں برس سے پیدا کیا مگر جب سے

انسان کی پیدایش ہوئی تب ہی سے سلسلہ نبوت و اسلام جاری ہے۔ اسلام کو
عربی لفظ جانکر بھاگ جانیے اسلام کے معنے فرمانبرداری کرنا حکم کو ماننا گیان دینا۔
(۱) خداوند کریم زود رنج نہیں ہے بلکہ حلیم ہے۔ صبور ہے منتقم حقیقی یوم النشور ہے
(۲) خداوند کریم نے انسان کو خود مختار بنایا اس میں نیکی و بدی کے اوصاف سمجھا ساتھ
ہی بہاتما لوگوں کو رہبر بنایا اور تمام اعلیٰ سامان ترقی پیدا کئے اگر انسان بھٹکا پھرے
اور احکام الٰہی سے سرکشی ہو تو کس کا قصور ہے۔ بعد میعاد مقررہ یعنی بعد موت اُسکو اپنی
کروا کے ثمرل جائیں گے۔ اور جس کو آپ آریہ صاحبان خونریزیاں سمجھے بیٹھے ہیں۔ یہ
حفاظت جسم و جان و دین کے واسطے تھیں۔ غور سے پڑھئے
اگر جناب کو کوئی شخص خوب پیٹے تو آپ چپکے بیٹھے سہینگے۔ یا جواب دینگے۔
چور کو چوری کی سزا کیوں دی جاتی ہے۔ قاتل کو پھانسی کیوں چڑھائی جاتی ہے۔
الی و زانیہ کو کیوں پھٹکار کی جاتی ہے۔ لچے اور گنڈے کی سرکار کیوں ضمانت لیتی ہے
بچوں کو ٹیکا کیوں لگایا جاتا ہے۔ بھوک و پیاس کے وقت کھانا کیوں کھایا جاتا ہے
اور پانی پیا جاتا ہے۔
شرابی کو کیوں جرمانہ ہوتا ہے۔ باغیوں کو کیوں توپ کے آگے اُڑایا جاتا ہے۔
(۳) خداوند کریم ہمہ دان و عالم غیب انتریامی ہے۔ مگر جناب کی ہی عقل کی خامی ہے
اگر ایسا ہے تو رشی منی چار رالھیشہ کیوں بھیجے۔ چار وید سب سے اول کیوں اُتارے کیا خداوند
کریم یہ نہیں جانتا تھا انسان کے اندر گیان نہیں ڈال سکتا تھا کہ رالھیشروں کو پیدا کیا
کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ برہمن لوگ اس کی کلام کا
ستیاناس کر دینگے کیا وہ ناواقف تھا کہ تمام دنیا میں اسلام
پھیل جائیگا اور وید منقلب کو کوئی پوچھے گا بھی نہیں کیا وہ انتریامی نہیں تھا

جلد ۹ نمبر ۱۱

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

اَنْوَارُ الاِسْلَامُ

یکم اگست ۱۹۰۸ء

جہاد

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۹ نمبر ۸) صفحہ ۱۰

اور پھر اونٹوں کو مخالف سمت میں دوڑایا گیا پس وہ آدم میں ایسے چر گئے۔ جیسے گاجر یا مولی چیری جاتی ہے مگر افسوس کہ موجودہ زمانہ میں اسلام کی اچھی تعلیم نظر انداز کر دی گئی ہے اور مخالفان اسلام کو اعتراض کا موقعہ دیا گیا ہے۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے کیا یہی کہ ہر وقت موسوم آزادی تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اُس

زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اسکے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اسکے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہانتک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہونچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے۔ اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہانتک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قد افلح من زکٰھا یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کی میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔ دیکھو یہ وقت قلمی جہاد کا ہے اور مخالفین اسلام دیانندی و عیسائی پادری عجیب عجیب پیرایوں سے اسلام کی مخالفت بذریعہ قلم کر رہے ہیں۔ اب تمہارے لئے وقت ہے کہ زور شور سے قلمی اور مالی جہاد کرو۔ اسلام کی حمایت میں قلمیں اٹھاؤ اور اگر خود نہیں اٹھا سکتے تو جو مجاہدان اسلام قلمی جہاد کر رہے ہیں انکی مالی امداد کر کے مالی جہاد کرو۔ وما علینا الا البلاغ المبین

کیا وید منبع علوم و فنون ہیں؟

ناظرین کو بخوبی معلوم ہے کہ اس رسالہ کے ذریعہ سے ویدوں کے علوم و فنون کی بہت سی حقیقت تو دنیا پر کھل چکی ہے اور جو کچھ رہ بھی گئی ہے وہ برابر کھلتی چلی جا رہی ہے۔ بھلا جن ویدوں نے اس رنگا رنگ کی مخلوقات کے وجود میں اپنی فلاسفی یہ بتائی کہ یہ سب چیزیں اور سب ارواح یہانتک کہ ذرہ ذرہ عالم کا اپنے وجود کا آپ ہی رب ہے کوئی انکا موجد و پیدا کنندہ حقیقی سہارا نہیں ضرور اُن میں اور علوم و فنون بھی ہونگے ایسے لایق ویدوں کا وجود کب بے نہرہ علم رہ سکتا ہے اگرچہ ویدوں کی عجیب حکمت پر خود ذاتی طور پر ہمیں بہت سی اطلاع ہے لیکن آریوں کے لایق رشی لالہ دیانند نے جو ستیارتھ پرکاش میں ویدک فلاسفی کی ٹانگ توڑی ہے اُسی سے ناظرین بطور نمونہ سمجھ سکتے ہیں کہ آریوں کا وید مقدس کس قدر عالی رتبہ کی کتاب ہے۔

چنانچہ منجملہ ان کے ایک مسئلہ یہی حجوب تناسخ کو ہی دیکھو جس میں ویدک فلاسفی کی رو سے ہمیشہ روحوں کا اسی دنیا میں پھر پھر آنا اور بڑی بڑی عارف گیانی رشی اور دیوتے بننے کے بعد بھی ہمیشہ کتے بلے کیڑے مکوڑے بننا واجب و لازم ہے اس بدبختی کا اصل موجب یہی ہے کہ ارواح محدود اور اپنے پیدا کرنے سے عاجز بالکل ناطاقت بلکہ کچھ بھی نہیں پھر اگر یہی مکتی یافتہ بار بار انسان۔ کتے وغیرہ بنتے رہیں تو دنیا کیونکر قایم رہے مگر اس اصل دلیل کو چھپا کر ایک جھوٹی دلیل ویدک طرف سے پیش کیگئی ہے کہ مکتی خانہ میں ہمیشہ رہنے کے لئے انسانوں کے عمل وفا نہیں کر سکتے اور پرمیشر اتنا ہی دیگا جتنا کہ انکا حق ہے کم و بیش نہیں بہت خوب۔ لیکن یہ تقریر اُس صورت میں کچھ چسپاں ہو سکتی ہے کہ جب مکتی کو ایک ایسی شے سمجھا جائے کہ جو تہک بچاؤ کی طرح فروخت ہوتی ہے اور پرمیشر کو ایک بنیا قرار دیا جائے جو اُس جنس کو دام ہو کے موافق بیچتا ہے۔ یا یہ خیال کیا جائے کہ پرمیشر کا مکتی خانہ کرایہ پر چلتا ہے جتنے دنوں کا کرایہ دیا اُتنے دن

رہاہو پھر نکالے گئے۔ اب ہم دیانندیوں کے بڑے بڑے دستاربندوں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا مکتی کی حقیقت میں یہی فلاسفی ہے جس کو آپ کا وید مقدس سکھاتا ہے کیا وید کا یہی علم و ہنر ہے جس پر ناز کیا جاتا ہے سب دانشمند جانتے ہیں کہ نجات کی جڑ اور اصل نور جس سے یہ روشنی پیدا ہوتی ہے یہی ہے کہ ماسوا اللہ سے انقطاع کلی ہو کر خدا تعالیٰ سے ایسا سچا تعلق پیدا ہو جائے کہ وہ محبت اور عشق کے غلبہ سے ہر ایک چیز بلکہ اپنی جان پر بھی مقدم ہو جائے اور آرام اور انس اور شوق اور دل کی خوشی اُسی سے اور کسی کے ساتھ ہو اور جیسا کہ وہ حقیقت میں واحد لاشریک ہے ایسا ہی پیار کی نظر سے بھی اپنی عظمت اور جلال اور ساری کامل صفتوں میں واحد لاشریک ہی نظر آوے یہ نور نجات ہے جو اسی دنیا سے محب صادق کے ساتھ جاتا ہے اور اُسکے وجود میں جان کی طرح داخل ہو کر ہمیشہ اُسکے ساتھ رہتا ہے سو جبکہ شخص نجات یافتہ ہمیشہ کے لئے یہ علت موجب نجات اپنے ساتھ رکھتا ہے تو پھر یہ وید کی کس قسم کی عقلمندی ہے کہ باوجود موجودیت علت تامہ کے یعنی نور نجات کے معلول تخلف یعنی نجات کا اُس سے روا رکھتا ہے کیا کوئی دیانندی اپنے وید کی اس عجیب فلاسفی کو ہمیں سمجھا سکتا ہے۔

اور پھر ثبوت تناسخ پر دلیل بھی کیا ہی عمدہ بیان کی جاتی ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُسی وقت اپنی ماں کا دودھ پینے لگتا ہے سبب یہ کہ اُسکو پہلے جنم کا خیال بنا رہتا ہے پس اس سے ثابت ہو گیا کہ تناسخ سچ ہے تعجب ہے کہ ایسے تیز عقل پنڈت دیانند نے کبھی حیض کے خون کو بھی جو پیٹ کے اندر بچہ کی خوراک بنتا ہے اسی طرح پہلے جنم کی یادداشت پر دلیل نہ ٹھیرایا تاکہ ایک کی بجائے دو دلیلیں ہو جاتیں۔

افسوس ہے کہ یہ لوگ تناسخ کے جال میں پھنسکر اور جونوں کے خیال محال میں مبتلا ہو کر اس قدر ایسے مدہوش ہو گئے ہیں کہ پھر کسی چیز نامعلوم اور اسباب کا سچا سبب تلاش کرنے کے عادی ہی نہ رہے اور ویدوں کی گمراہ کنندہ تعلیموں نے بڑا بھاری عمدہ دلیل

[illegible] کا منہ پھیر کر ہلاکت کے ہی گڑھے میں گرا ڈالا اور سارے عالم کو قید خانہ
ہی سمجھ لیا ایک غلط حرف اُن کے دل میں بیٹھ گیا کہ دنیا کا وجود اور زمین و آسمان
محض نتیجہ انسانی اعمال کی شامت سے ہے نہ کسی صانع کی حکمت کاملہ سے اگر بدکاریاں
اور بدعملیاں نہ ہوں تو پھر گائے بیل وغیرہ انسانی ضرورت کی چیزیں بھی نہ ہوں۔ بلکہ خود
انسان میں سے عورت کی قسم بھی نہ ہو سو اسی وجہ سے یہ لوگ حکیمانہ اور باقاعدہ تحقیقات
سے ہمیشہ انحراف اختیار کر کے بلکہ اس مذاق سے بالکل خالی اور بے بہرہ اور سادہ لوح رہکر
اپنی زندگی کے قابل تفتیش رازوں اور دوسرے تمام مخلوقات کے بے انتہا اسرار کو یوں ہی کسی
گذشتہ جنم کی شامت اعمال یا نیکی افعال پر حمل کر کے پھر آئندہ اس میں کچھ جستجو ہی نہیں کرتے
اور اس طرح پر ایک چھوٹے اور بے اصل خیال کو مضبوط پکڑنے سے نہایت سچی اور
صحیح صداقتوں کے قبول کرنے سے محروم اور بے نصیب رہ جاتے ہیں۔ ہر چند
اس عالم کا ہر ایک جوہر اور عرض ہزارہا باریک حکمتوں اور لطیف بھیدوں اور حقیقتوں
سے پُر ہے اور جو کچھ صانع نے جس جس جگہ رکھا ہے نہایت ہی موزون اور جواہرات
حکمت و معقولیت سے بھرا ہوا ہے مگر ان کور باطنوں کی نظر میں یہ سب کچھ صرف
گذشتہ جنموں کے نتایج کا ایک گڑبڑ ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں اور پرمیشور ایسا اصل
بیکار اور ایک فضول اور بے نفع وجود ہے کہ نہ تو کبھی رحم اور فضل و کرم اُس سے ظہور
میں آیا اور نہ کبھی اسکو اپنی حکمت و قدرت دکھلانے کا موقعہ ملا اور نہ کبھی اُسنے اپنے وجود
میں طاقت پائی کہ اپنی خدائی کے نشان ظاہر کرے عقل تو پکار پکار کر کہتی ہے کہ یہ
سب چیزیں خدا تعالیٰ کے ملنے کا ہمارے لئے راہ بتانے والی اور اُس کے احسانات کا ایک
رشتہ قایم کرنے والی ہیں مگر اُنکا وید کہتا ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں یہ سب کچھ اتفاقی ہے جو
گذشتہ جنموں کی شامت سے ظہور پذیر ہو رہا ہے ورنہ ایک قطرہ پانی کا بھی جس میں صدہا
کیڑے ہیں پرمیشور کی طرف سے عطا نہیں ہوا بلکہ خود ان کیڑوں نے کسی پہلے زمانہ کی اپنی ہی

جا ملانی پلنے کے وجود اور ہماری آبنوشی کا باعث ہو گئی ہے اور جسکے پر میشور کا یہ حال ہے کہ ایک قطرہ پانی پر بھی اختیار نہیں کہ خود بخود پیدا کر سکے تو کیا ایسے ضعیف اور ناتوان کو نام پر میشور رکھنا جائز ہے یا نہیں اور ایسا بدنصیب پرمیشر کس تعریف اور شکر گذاری یا کس مدح و ثنا کے لائق ہو گا جس کی ملکیت ایک بوند پانی بھی نہیں ہے ہائے افسوس ان لوگوں نے الٰہی قدرتوں اور حکمتوں اور صنعتوں کو اواگون اور وید کی محبت میں پھنسکر کیسے خاک میں ملا دیا ہے صرف ایک "تناسخ کے بیہودہ خیال سے ہزارہا صداقتوں کا خون کرتے جاتے ہیں اور فلسفی اور طبعی تحقیقاتوں کی طرز پر کسی چیز میں پیدا شدہ رخنہ کا حقیقی سبب ہرگز تلاش نہیں کرتے۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ کسی امر مجہول کی واقعی حقیقت دریافت کرنے کے لئے بڑی وسیع تحقیقات کی جاتی ہے اور ایک جزئی کی خاطر تمام جزئیات پر نظر ڈالنی پڑتی ہے۔ اور محققانہ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کہ یہ خاص جزئی جس کا کوئی حال یا عارضہ متنازعہ فیہ قرار دیا گیا ہے کیا اس کی یہ خاصیت جس میں نزاع کی گئی ہے اسی کی ذات تک محدود ہے۔ یا ایک عام بات ہے جو دوسری کئی جزئیات میں یا جمیع جزئیات میں پائی جاتی ہے پھر اگر کھوج لگانے لگاتے اس حد تک پہونچ جائیں جو اس جزئی کا اس حال یا عارضہ متنازعہ فیہ میں دوسری جزئیات سے ممتاز ہونا ثابت ہو جائے یا دوسری جزئیات اس کے شریک نکل آئیں یعنی جیسی کہ صورت ہو اسپر عمل کیا جاتا ہے اور ناحق ایک عام کو خاص یا خاص کو عام نہیں بنایا جاتا لیکن اس فلسفیانہ طرز سے دیانندی پالیسی الگ ہی ہے۔ خیال کرنا چاہئے کہ اس بندہ خدا نے تناسخ کے بارے میں کیا شستہ ثبوت دیا ہے جس کے پیش کرنے کے وقت نہ تو یہ سوچا کہ یہ جو دعویٰ کیا گیا ہے کہ ضرور نوزاد بچہ اپنی ماں کے پستان کی طرف ہی جاتا ہے نہ کسی اور طرف یہ دعویٰ در اصل صحیح ہے یا غلط اور نہ یہ خیال کیا کہ جیسے میرا دعویٰ عام ہے دلیل جو پیش کرتا ہوں وہ بھی عام ہے یا نہیں خیر اگر اس نے نہ سوچا اور نہ سمجھا تو

اب ہم بھی دیانندی منطق کا نمونہ ظاہر کرنے کے لئے اسکی قلعی کھول دیتے ہیں سو واضح ہو
کہ یہ دعویٰ کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسی وقت اپنی ماں کے دودھ پینے لگتا ہے یہ در
اصل موٹی ہی فاسد ہے کیونکہ مشاہدہ کے رو سے فقط اتنا مسلم ہے کہ بچہ بہ سبب زندہ
اور جاندار ہونے کے غذا کا طالب ہوتا ہے لیکن یہ ہرگز نہیں مانا جا سکتا کہ خواہ نخواہ
ماں کے پستان ہی کی طرف دوڑے بلکہ بہ بداہت ثابت ہے کہ اُس وقت وہ ایک سادہ
نفس ہوتا ہے اور جس عادت پر وہ لگا دیا جائے اُسی پر لگ جاتا ہے اور اُسی کو پختہ طور پر
پکڑ لیتا ہے مثلاً اگر بچہ کو پیدا ہونے کے بعد بتی سے یا نلی سے دودھ پلانا شروع کریں۔ تو
فی الفور اُسی طرح سے پینا شروع کر دیتا ہے پھر ممکن نہیں کہ بآسانی ماں کے پستان کی
طرف رُخ بھی کرے مگر شاید بڑی مشقت اور مصیبت کے بعد پہلی عادت کو چھوڑے
اور دوسری عادت کو پکڑے۔ ہاں یہ تو سچ ہے کہ پیدا ہونے کے بعد غذا کی طرف بچہ کی خواہش
جنبش کرتی ہے مگر وہ خواہش فقط دردِ اشتہا سے پیدا ہوتی ہے نہ کسی اور سبب سے
اور تجارب روزمرہ صاف اور صریح شہادت دیتے ہیں کہ انسان یا حیوان یا کسی
پرند یا کسی کیڑے مکوڑے کا پیدا ہونے کے بعد اپنی غذا کی طرف توجہ کرنا حقیقت میں ایک
میل طبعی ہے جو حکیم مطلق نے اپنی حکمت کاملہ کی وجہ سے ہر ایک جاندار میں بلکہ نباتات
وجمادات کی فطرت میں بھی رکھی ہوئی ہے تا وہ بالطبع اپنی اس غذا کی طالب ہوں جو
اُن کے مناسب حال ہے اسی وجہ سے ہر ایک چیز اپنے طور پر جو اُس کے وجود
کی بناوٹ میں مقدر کیا گیا ہے تحصیل غذا کے لئے میل کرتی ہے اور جیسے ایک بچہ انسان
یا حیوان کا غذا کو حاصل کرنا چاہتا ہے ایسا ہی درختوں اور بوٹیوں کی جڑیں بھی تخمی حالت
سے آگے قدم رکھتی ہیں اور قوت نامیہ کا پردہ تو وہ پاتی ہیں اپنی غذا کو جو پانی ہے اپنی
طرف کھینچنا شروع کر دیتی ہیں اور وہ جڑیں اپنی قوت جاذبہ سے دور دور سے پانی کھینچ
لاتی ہیں غرض حکمت کاملہ الہیہ نے ہر ایک چیز میں تحصیل غذا کے لئے پہلے ہی سے ایک

قوت رکھی جاتی ہے۔ خواہ وہ چیز پتھر ہو یا درخت یا انسان یا حیوان
ایک ہی قوت کی تحریکوں سے حصول غذا کے لئے متوجہ کیجاتی ہیں اور اسباب کے
یں کہ کیوں یہ چاروں قسم کی چیزیں غذا کی طالب ہیں کوئی جدا جدا بیان
کسی جگہ پہلے جنم کی یادداشت اور اس کا خیال بناوٹ سمجھا جائے اور کسی جگہ کوئی اور
وجہ بتلائی جائے بلکہ بدرحقیقت ان چاروں چیزوں کا تحصیل غذا کے لئے میل کرنا ایک
ہی باعث سے ہے یعنی فطرتی قوت جو وجود پیدا ہونے کے ساتھ ہی اس میں پیدا ہو
جاتی ہے اور اسی کی طرف اس پاک اور مقدس کلام میں اشارہ ہے جو فلسفی صداقتوں
سے بھرا ہوا ہے جیسا کہ وہ جل شانہ فرماتا ہے اعطی کل شیء خلقہ ثم ھدیٰ یعنی
تمہارا وہ خدا ہے جس نے ہر ایک چیز کو مناسب حال اُسکے وجود بخشا پھر غذا وغیرہ کی طلب کے
لئے جس پر اس کی بقا موقوف ہے اُس کے دل میں آپ خواہش ڈالی۔ سو یہی صداقت حقہ
ہے جس کو ایک قاعدہ کلی کے طور پر اللہ جل شانہ نے اپنی کتاب عزیز میں بیان فرمایا ہے
نادانوں اور جاہلوں کی نظر محیط نہیں ہوتی اسلئے وہ فقط ایک جزئی کو دیکھکر اپنی زعم
فاسد کے مطابق اُس کے لئے ایک جھوٹ منصوبہ گھڑ لیتے ہیں اور دوسرے جزئیات
کو جو اسی کے شریک ہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسی ہی دیانندی فلاسفی ہے جو آنکھیں
بند کر کے وید کی خاطر گھڑی گئی ہے بھلا کوئی سوچے کہ پہلے جنم کی یادداشت کہاں سے
اور کس دلیل سے سمجھی گئی ہے کیا یہ سچ نہیں کہ ہمیشہ دیکھا جاتا ہے اور روزمرہ کے تجارب
اسپر شاہد ہیں کہ جن بچوں کو پیدا ہونے کے بعد بکری کے پستان پر لگایا جائے پھر وہ کسی
عورت کے پستان سے دودھ پینا نہیں چاہتے اور جنکو مثلاً انگریزی شیشی پر لگایا
جائے ان کے لئے ماں کا یا بکری کا دودھ پینا ایسا مشکل کہ گویا موت ہے۔ ہزار
حیلہ کرو اس طرف رخ بھی نہیں کرتے۔ اب اگر دیانندی مسئلہ سچا ہوتا تو چاہئے تھا کہ
کوئی لڑکا بجز ماں کے پستان کے اور کسی طور سے دودھ نہ پیتا۔ سو نوزاد بچوں کی یہ حالت

بالصراحت ابطال تناسخ پر دلیل ہے نہ کہ ثبوت تناسخ پر کوئی دلیل اس سے پیدا ہوسکی
اب دعویٰ کی خوبی کا تو بیان ہو چکا۔ دیانندی دلیل کی بھی کیفیت سنئے۔ وہ کہتے
ہیں کہ ماں کا دودھ پینا یہ پہلے جنم کا خیال ہے میں کہتا ہوں کہ اگر ویدوں کی یہ دلیل
سچی ہوتی تو پھر اُصول تناسخ کا یہ چاہئے تھا کہ ہر ایک جانور کا بچہ اپنے پہلے جنم میں
بھی اُسی نوع میں سے ہوتا ہے جس میں اب پیدا ہوا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ
انسان کا بچہ پیدا ہونے کے بعد دودھ کا محتاج ہوتا ہے اور مُرغ کا بچہ پیدا ہونے
کے بعد دانہ مانگتا ہے جونک کا بچہ مٹی کھاتا ہے اور شہد کی مکھی کا بچہ شہد سی خوراک
پاتا ہے سو اگر یہ میل طبعی نہیں ہے بلکہ بقول دیانند پہلے جنم کا خیال بنا ہوا ہے۔ تو
اس سے لازم آتا ہے کہ انسان کا بچہ اپنے پہلے جنم میں ضرور انسان ہی ہو کچھ اور
نہ ہو۔ ایسا ہی یہ بھی واجب ٹھہرتا ہے کہ مرغ کا بچہ بھی اپنے پہلے جنم میں ضرور
مرغ ہی ہو اور جونک کا بچہ اپنے پہلے جنم میں جونک ہی ہو نہ اور کچھ۔ اور مکھی کا
بچہ اپنے پہلے جنم میں مکھی ہی ہو نہ کچھ اور۔ کیونکہ یہ سب مختلف قسم کے جاندار
پیدا ہونے کے بعد اُسی طور اور اُسی قسم کی غذا کو طلب کرتے ہیں جو اُن کی نوع
کے لئے مقرر ہے۔ اب دیکھو ویدک فلاسفی کی کیسی قلعی کھل گئی۔

اب ہم اگر ایسی فلاسفی کو دور سے سلام نہ کریں تو اور کیا کریں کیوں لالہ صاحب!
یہ وہی ویدوں کے علوم ہیں جن سے تمام دنیا فیضیاب ہوتی ہے روح کا شبنم کی
طرح زمین پر گرنا اور پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کسی گھاس پات پر پھیلنا اور پھر وہی بچہ پیدا
ہونے کا موجب ہونا جیسا کہ رسالہ سرمہ چشم آریہ [illegible] میں اور ستیارتھ پرکاش
صفحہ ۲۶۶ میں مفصل درج ہے یہ ویدوں کے ذریعہ سے ہی علوم و فنون حاصل ہوئے ہیں
عجیب تر یہ کہ ایسی بوٹیوں کو شوہر دار عورتیں ہی کھاتی ہیں یا کبھی باکرہ اور عفیفہ عورتیں یا
مرد بھی کھا لیتے تا ان سب کو حمل ٹھہر جائے۔ ایسی گھاس پات کو دیانند بھی کھا لیتا

تو ایک تماشا ہوتا اور ویدوں کے گن خوب ظاہر ہوتے ۔

قربان جائیں ایسے ویدوں پر جو کسی حکیم یا فیلسوف کی بلا کو بھی خبر نہیں کہ مینہ
بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر سبز کھیتوں پہ پڑا کرتی ہے اور پھر وہ سب ٹکڑے کوئی عورت
کھا جاتی ہے اُس سے حمل ہوتا ہے ۔ ویدوں کو ایسی روحانی غذا سے کچھ حصہ نہیں
پہنچی بلا دلیل بچوں کو اپنے باپوں سے اخلاق وغیرہ میں روحانی مشابہت ہوتی
ہے اس سے بڑھ کر ویدوں کے جامع العلوم ہونے پر اور کیا دلیل ہوگی گوتم رشی جو ویدوں کو
سراسر بعید از صداقت اور طفلانہ خیالات سمجھتا تھا کیا یہ حکمت کی باتیں اُسکو نہ
ملیں تا وہ بھی ایشر خدا ہو جاتا دیکھو بدھ شاستر ادھیائے دو سوتر اول) دیانند کو بھی
مچھلی کی طرح پتھر چاٹ کر آخیر پر کہنا پڑا کہ اب میرا ایمان ویدوں پر نہیں رہا ۔ دیکھو چرچہ
دھرم جیون ۱۸۸۳ء اسوقت مجھے ایک اور پنڈت صاحب بھی یاد آگئے ۔ جنکا
نام کنور سنگھ ہے یہ صاحب ویدوں کی حمایت میں بحث کرنے کے لئے ہماری
بزرگ کی خدمت میں پہونچے اور وہاں کے دیانندیوں نے بہت شور مچایا ۔ کہ جناب
پنڈت ایسا عالم فاضل ہے کہ چاروں وید اُسے کنٹھ ہیں پھر جب بحث شروع ہوئی
تو پنڈت صاحب کا ایسا بُرا حال ہوا کہ ناگفتہ بہ اور سب تعریفیں وید کی بھول گئیں
دنیا طلبی کی وجہ سے اسلام تو قبول نہ کیا ۔ مگر وہاں سے لوٹتے ہی وید کو سلام کر کے
استعفا لے لیا اور اپنے لیکچر میں جو ریاض ہند اور چشمہ نور امرتسر
میں اُنہوں نے چھپوایا ہے صاف صاف یہ عبارت لکھی کہ وید علوم الٰہی اور
راستی سے بے نصیب ہیں اس لئے وہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتے اور دیانندیوں کو
ویدوں کے علم اور فلسفہ اور قدامت کے بارے میں ایک باطل خیال ہے اس تنگ
بنیاد پر وہ دل اور راہ کے لئے اپنی امیدوں کی عمارت اٹھانے میں سادہ اسی
جھلکتی ہوئی روشنی کے ساتھ زندگی اور موت پر خوش ہیں ۔

[illegible] ان سب واقف کاروں کی شہادت اور خود وید کی غلط فلاسفی کو
[illegible] کے قبول بھی کریں اگرچہ وید دینی صداقتوں سے خالی ہیں اور بظاہر انہیں
[illegible] علوم اور فنون بھی نہیں پائے جاتے مگر معماری اور نجاری کے متعلق بعض
علوم صنعت انکی نسکے اور چھپے ہوئے ہیں تو اس سے اگر کچھ ثابت بھی ہو تو یہی ثابت
ہوگا کہ وید کسی لوہار یا معمار کے پرانے خیالات ہیں۔

یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ جس قدر ہندوؤں کے ہاتھ میں علوم طبعی و طبابت و ہیئت
وغیرہ ہیں یہ سب در حقیقت وید ہی سے نکلے ہیں یہ بیان ویدوں کے لئے کچھ موجب
عزت نہیں ہے بلکہ باعث رسوائی و ذلت ہے کیونکہ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ ہندی علوم
کا مخرج و مبدء وید ہی ہیں تو ضرور وہ ساری غلطیاں جو نئی روشنی کی فلاسفی نے ان پرانے
علوموں میں نکالی ہیں وہ سب داغ ملامت کی طرح وید کی پیشانی پر وارد ہونگی ہم ناظرین
کو تیقن دلاتے ہیں کہ ویدوں میں بجز منتر کا نہ تعلیم کے کوئی معرفت اور حکمت کا بیان
نہیں سب سے پہلے کتاب الٰہی اپنی اس ذمہ واری میں آزمائی جاتی ہے کہ وہ معارف
دینی کو ایسا کہ انکی ضرورت ہے تفصیل و توضیح سے بیان کرے نہ یہ کہ دعویٰ تو کرے دینی
رہنما ہونے کا اور پھر عاجز ہو کر کہے کہ یہ تو نہیں مگر ریل کا انجن مجھے ضرور بنانا آتا ہے
بھلا اگر آریوں کو خدا تعالیٰ نے کچھ بھی ندرت کا مادہ بخشا ہے تو قرآن شریف کی ان دو
آیات کا ہی مضمون کسی اپنے وید سے بحوالہ نام وید و انوکا و سکت وغیرہ نکال کر
دکھائیں چنانچہ ان میں سے ایک یہ ہے لا تسجدوا للشمس ولا للقمر
واسجدوا للہ الذی خلقھن الجزو ۲۴ ۔ تم نہ سورج کی پرستش کرو اور نہ چاند
کی بلکہ فقط اس ذات قدیم کی پرستش کرو جس نے ان علوی و سفلی چیزوں کو وجود بخشا
ہے۔ ہم دعویٰ کہتے ہیں کہ ویدوں میں مضمون اس صداقت کا ہرگز نہیں نکلے گا کیونکہ
[illegible]تیوں نے اپنے پرمیشر کی معزولی کی تو ٹر رکھی ہیں نہ وہ اپنی پرستش میں شرکت غیر کو

محفوظ ہے نہ اپنی قدامت اور غیر مخلوق ہونے میں۔

دوسری آیت یہ ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ الخ (پ ۱۴) خدا کا تمکو یہ حکم ہے کہ تم اس سے اور اس کی خلقت سے عدل کا معاملہ کرو یعنی حق اللہ اور حق العباد بجا لاؤ اور اگر اس سے بڑھ کر ہو سکے تو صرف عدل بلکہ احسان کرو یعنی فرائض سے زیادہ اور ایسے اخلاص سے خدا کی بندگی کرو کہ گویا تم اسکو دیکھتے ہو اور حقوق سے زیادہ لوگوں کے ساتھ مروت و سلوک کرو۔ اور اگر اس سے بڑھ کر ہو سکے تو ایسے بے علت اور بے غرض خدا کی عبادت اور خلق اللہ کی خدمت بجا لاؤ کہ جیسے کوئی قرابت کے جوش سے کرتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چند اقوال

دنیا نیست ہونے والی ہے اس میں ثبات نہیں۔

دنیا کی شکل کڑی کے گھر کی سی ہے جو ادنے حرکت سے برباد ہو جاتا ہے۔

اے طالب تجکو جو روزی ملتی ہے اُسپہ قناعت کر۔

قسم ہے مجکو اپنی تھوڑی عمر کی کہ جتنے جاندار دنیا میں ہیں وہ فنا ہونیوالی ہیں۔

اگر دنیا سمجھ اور عقل اور فضل سے حاصل ہوتی تو ہم اسی مرتبہ کو پہونچتے لیکن روزی کا حصہ فضل خداوندی سے منقسم ہے۔ طلب کرنے والے کے حیلے سے مل نہیں سکتا۔

دنیا سے کنارہ کر۔ کیونکہ دنیا فنا کے محل میں ہے۔ بقا کے محل میں نہیں ہے اس کی صفائی کدورت سے ملی ہوئی ہے اور اسکی راحت رنج ہے۔

بہت بڑی چیز خدا کی دی ہوئی انسان کے پاس عقل ہے کوئی ایسی سے اچھی

چیز اسکے مقابل میں نہیں ہے۔ خدا نے جس وقت آدمی کی عقل کو کامل کر دیا سارے عادات اور اخلاق اسکے کمال کو پہونچ جاتے ہیں۔ الراقم سید شاہ عزیز حسین ۔ جعفر پور ۔ ضلع پٹنہ

خریدار رسالہ اخبار الاسلام ۵۵۴۸

حضرت امام عبداللہ ابن مبارک خراسانی رحمۃ اللہ کے چند نصائح

تجھے دنیا کے لئے تحصیل علم کی لیکن (وہ تو مار آستین نکلا) اُلٹا دنیا ہی کو مجھ سے چھڑا دیا۔

طالب علم کو پانچ چیزیں لازم ہیں (۱) نیت صحیح (۲) اُستاد کے بیان کو کمال توجہ سے سننا (۳) سنکر بغور اُسکے مطلب کو سمجھنا (۴) پھر یاد کرنا (۵) پھر تلامذہ و مستفیدین کو سکھانا (بذریعہ تالیف و تصنیف و بیان کے) اُسکو تمام پھیلانا۔ جس نے ان شروط پنجگانہ میں سے ایک کو بھی پورا نہ کیا اُسکا علم کبھی کامل نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ ناقص۔

فرمایا۔ میں نے چار ہزار حدیث سے چار باتیں منتخب کی ہیں (۱) دنیا کے مال پر مغرور نہ ہونا چاہئے اور فریب نہ کہانا چاہئے (۲) جس قدر ہضم کی طاقت ہو اُس سے زیادہ نہیں کھانا چاہئے (۳) علم اُتنا ہی سیکھنا چاہئے جتنا فائدہ مند ہو (۴) عورت پر کسی چیز میں اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔ فقط

الراقم وہی اور یہ والا ۵۵۴۸

مومنوں کو ان ہر دو نصائح پر عمل کرنے سے ایمان کی ترقی ہوتی ہے اور سینہ روشن۔ مولا کریم ہر ایک مسلمان کو ایسی مبارک نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ ایڈیٹر

۷۸۶

جناب ایڈیٹر صاحب تسلیم۔ گذارش ہے کہ ذیل کے چند شعر اپنے پیارے رسالہ کے کسی کونہ میں درج فرماویں۔

آریو شرم کرو

اے آریاؤ تم نے اپنی شرم گنوائی
غیرت نہیں ہے تمکو کیوں ہو گئے سودائی

سمجھا ہے گھڑا یہ مسئلہ جسکو نیوگ کہتے
عزت سب اپنی تمنے ہے خاک میں ملائی

وہ وید خوب ہو گا جس میں یہ مسئلہ ہے
زناجروں کو جس نے نیچی جگہ دکھائی

اپنی زنوں کو تمنے واہ کیا کیا ہے آزاد
کچھ شرم بھی تو کرو تو کیوں دیر ہے لگائی

جس واسطے یہ مسئلہ تمنے گھڑا ہے افسوس
میری سمجھ میں اچھی طرح ہے یہ بات آئی

تمکو ہوں جب زناتا۔ بیوی بریں بعلت کیا
ذرا کان دھر کے سننا سب اپنی کم ادائی

تمنے یہ بات سوچی گر ہو نامرد کوئی
کچھ ہو سکے نہ اس سے عورت کرے لڑائی

اس نے سبب ہر کسی کے اولاد ہو ہی جائے
جلدی کرے ترقی یہ قوم آریائی

بلکہ اس قسم کو چھوڑو اے آریاؤ
کیوں ہو نادان بنتے دنیا مچی دہائی

بقلم شیخ شاہ محمد نمبردار محسن پور ضلع
جالندھر تحصیل نکودر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔ مزاج شریف۔
میرے چچا صاحب کے نام آپ کا رسالہ انوار الاسلام جاری ہے۔ مجھ کو بھی اکثر دفعہ اسکے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ چونکہ اس میں اکثر نظمیں وغیرہ بھی ہوا کرتی ہیں لہٰذا میں بھی ایک غزل ارسال کرتا ہوں۔ آپ اسے اپنے رسالہ کے کسی کونہ میں جگہ

[illegible] یہ پہلا ہی موقع ہے کہ میں غزل ارسال کرتا ہوں۔ امید ہے کہ [illegible] اسے درج رسالہ کرکے میری حوصلہ افزائی کرینگے۔ تاکہ بندہ آئندہ بھی کچھ لکھتا رہے۔ فقط المرقوم ۲ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

غزل

کلام پاک قرآں کی عجب عظمت عجب شاں ہے
یہ وہ شاں ہے صفائے جس پہ ہر فرد مسلماں ہے
پڑھیں اسکو محقق ہوں جو تحقیق حقیقی کے
برائے تشنگانِ راستی یہ آبِ حیواں ہے
خدا کے فضل سے ہے راہبر اس بھولے بھٹکے کا
تناسخ جیسے چکر میں جو سرگرداں و حیراں ہے
سدا ہم سے دیانندی شکست فاش کھاتے ہیں
فزوں تر چار ویدوں سے ہمارا پاک قرآں ہے
جو دیکھا خوب آخر وید بھید بے ثمر پایا
ورق ہر ایک اس کا بنجر و دشت و بیاباں ہے
مسایل ایسے لاینحل کہ حیراں عالم و عاقل
ہر اک دانا و فاضل سوچ میں سر در گریباں ہے
نہ ہوتا گر نیوگ ان میں کبھی کے منعدم ہوتے
یہی اک لے کے اک یارو پسِ پشت غرباں ہے
نہیں اولاد کی خواہش دیانندی نگوڑی کو
تلاش یار میں یا مد یہ حیراں پریشاں ہے

بغل میں غیر لوگوں کے سلائیں اپنی جورو کو
اسی شرم و حیا پر قوم آج شاد و شاداں ہے

حیا کر کچھ دیانتداری کہاں تک انتہی بے شرمی
گیارہ شوہر اک جورو بعید از فعل انساں ہے

گیارہ ہی پکارے ہیں میرا بیٹا ۔ میرا بیٹا
نئے پھرتی ہو گن ایک بچہ زیر داماں ہے

گیارہ باپ بیٹا اک سمجھ میں کچھ نہیں آتا
عجب کچھ ہے معمہ یہ خرد اس میں تو حیراں ہے

مبارک ہو عزیز ان کو سگ و خنزیر بن جانا
ہمارا تو ٹھکانا بعد مردن باغ رضواں ہے

الراقم عزیز محمد عزیز بیتی دانشمنداں متصل چھوٹی مسجد ۔ جالندھر

تاریخ وصال مرد باکمال عالم باعمل فاضل اجل محب الفقرا والمساکین حضرت مولانا مولوی فیروز الدین صاحب فیروز دسکوی رحمۃ اللہ علیہ از طبع خادم العلماء و الفقراء سراپا قصور احقر عبد الغفور المتخلص بہ قیس لودیوی عفی اللہ عنہ

مورخہ [illegible]

مَاتَ فِی الْحُبِّ لِلّٰہِ مَوْلَوِی فِیْرُوْزُ الدِّیْن
اَنْتَ اِرْثُ الْاَنْبِیَاءِ لَا مِثْلَ لَا عَدِیْل

رحمت اللہ علیہ ہل جزا یغفر لہٗ

اللّٰھم اغفر و ارحم سفرہ سفر طویل

میں قل انا الیہ راجعون فی الفراق

والدعا المغفرت فاطلب عن الرب الجلیل

یغفر لہ صاف تاریخ ہجری ہے رحمت اللہ علیہ ہل کے

۲۵ ۱۲ ۴ ۲ ۸

اعداد کو یغفر لہ کے اعداد تاریخی میں جمع کریں تو دو ہزار ایکسو ننانویں (۲۱۹۹) ہوئے ان ۲۱۹۹ میں سے (صبر) کے ۲۹۲ اعداد منہا کریں تو تاریخ عیسوی سنہ ۱۹۰۷ء نکل آئیگی } ؂ صنعت اعدادی سے صبر شامل کیا گیا جو انعہ موت میں پسماندگان کی حیات کا ذریعہ ہے۔

اگر ہر شخص مصرع کے اول آخر کے حرفوں کے اعداد جمع کرکے چار میں ضرب دیں تو ماسفر حصہ (۲۸) اٹھائیس اعداد (اے وائے) (جو کلمہ افسوس ہی) خارج کئے جاویں تو تاریخ ہجری سنہ ۱۳۲۴ نکل آئیگی } ؂ صنعت اعدادی سے اے وائے شامل کیا گیا ہے جو اکثر موت انکے گھر والوں اور دوستوں کے لب پر اچانک آجاتا ہے۔

مولوی صاحب کے انتقال حسرت مآل کا جسقدر بھی رنج و ملال دل نازک خیال پر گذرے بہت کم ہے۔ مولوی صاحب واقعی خزینۂ علم و افضال اور ایک مرد باکمال شخص تھے آپکی تصنیف و تالیف کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت کا اعزاز بخشا ہے کوئی مخالف و معاند اسلام آپکے کلام فیض التیام کے آگے سر نہیں اٹھا سکتا تھا۔ آپ مخالفین و معاندین اسلام کے سخت دشمن اور حق پرست انسان تھے اللہ تعالیٰ آپکو غریق رحمت فرمائے اور بجوار انوار

و تجلیات کا غواص بناتے۔ اللھم آمین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ○۔

اختراع قیس مداح النبی رضی اللہ عنہ

قیس جوں ہر حرف سے نام اللہ ہے آشکار
ویسے ہی ہر لفظ سے نام محمدؐ بے شمار

ہر حرف یا ہر لفظ یا کسی نام یا عبارت کے اعداد بقاعدہ ابجد نکالکر جمع کرلو پھر انکو آٹھ میں ضرب دو اور حاصلضرب میں چار (۴) جمع کرو حاصل جمع کو دس (۱۰) میں ضرب دو حاصلضرب کو سولہ (۱۶) پر تقسیم کرو باقی تقسیم کو اٹھارہ (۱۸) میں ضرب دو حاصل ضرب سے ایکسو آٹھ (۱۰۸) نفی کرنے سے اللہ کے نام کے چھتیس ۳۶ اعداد رہجائینگے اور اگر اُسی حاصلضرب سے باون (۵۲) عدد منہا کریں تو نام محمدؐ کے بانوے (۹۲) اعداد نکل آئینگے۔

مثال

ہمنے ایک حرف (ب) لیا جس کے اعداد بقاعدہ ابجد دو (۲) ہیں دو (۲) کو آٹھ (۸) میں ضرب دینے سے سولہ (۱۶) ہوئے سولہ (۱۶) میں چار جمع کرنے سے بیس (۲۰) ہوئے بیس (۲۰) کو دس (۱۰) میں ضرب دینے سے دوسو (۲۰۰) ہوئے دوسو (۲۰۰) کو سولہ (۱۶) پر تقسیم کرنے سے آٹھ (۸) بچے آٹھ کو اٹھارہ (۱۸) میں ضرب دینے سے ایک سو چوالیس (۱۴۴) ہوئے. یک سو چوالیس (۱۴۴) سے اگر ایکسو آٹھ (۱۰۸) نفی کئے تو اللہ کے نام کے چھتیس (۳۶) اعداد رہ گئے اور اگر باون (۵۲) منہا کئے تو نام محمدؐ کے بانوے (۹۲) اعداد نکل آئے علی ہذا القیاس ہر لفظ ہر حرف کے اعداد سے ایسا ہی نتیجہ نکلے گا۔

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰

ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

ایسی اُلجھی ہے نیوگ کی تانی

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۹ نمبر ۶)

ہمارا دلی منشا تو نہ تھا کہ ہم کسی آریہ نامیہ جیسے لوگوں سے ہمکلام ہوں لیکن جب ہمکو ہیرالال صاحب سیکرٹری آریہ اور بخشا ورسنگھ صاحب اوپ منتری آریہ جیبیوں نے دق ہی کرنا شروع کر دیا تو مجبوراً بولنا ہی پڑا۔ چنانچہ آج ۱۰ جون سنہ ۱۹۱۶ء کو بخشاور سنگھ اوپ منتری نے انوار الاسلام جلد ۹ نمبر ۶ میں صفحہ ۱۲ و ۱۳ پر ہمارا مضمون کو پڑھ کر کہا کہ میں اُس وقت کو یاد کر کے پچھتا رہا ہوں کہ جس وقت میں نے آپکو چھیڑ دیا تھا سبحان اللہ والحمد للہ

اس غازی اسلام (انوار الاسلام) کے نام پر فتح کا ڈنکا ہے کہ جس نے

مُدعی کے منہ سے یہ الفاظ مذکورہ نکلوائے ع آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو۔
لیکن یہ الفاظ ابھی تک ہمارے لئے چنداں مسرت بخش نہیں ہیں جبتک کہ وہ اپنے متعصبانہ خیالات کو دور کر کے قبول اسلام پر مجبور نہ ہوں۔
ہمنے ایک مضمون بدیں عنوان ایسی اُلجھی ہے نیوگ کی تانی انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۱۵ و ۲۱ میں شائع کیا تھا جس میں نیوگ کی پر مذاق کیفیت کے علاوہ سوامی دیانند کی دق الجمالی فلک سیری مبزدماغی کی بھنگڑانہ حالت کا نقشہ ویدی ایشور کی کرتوت گزشت خوری مذ تناسخ کا ثبوت وغیرہ وغیرہ بڑی دلچسپی سے بیچ تھا امید ہے کہ ناظرین انوار الاسلام نے ان اشعار کو زبانی یاد کر کے آریہ دل آزار یہ لوگوں کی کور بند کی ہوگی۔
آج ہمکو تہذیب الاسلام مصنفہ مرحوم ہال جی بی-اے- میں صفحہ ۳ پر یہ مضمون ملا

کہ (دنیا میں سب سے بڑا فریبی کون ہے؟) اور اس سوال کو حل کرنے میں مصنف الہام نے اپنے عقل و علم کو منٹ پر ایک طرف رکھدیا ہے صرف بے علمی اور بے عقلی کا مادہ جہاں پر موجود رہ گیا تھا اُس سے اس سوال کو حل کرنا چاہا ہے جو سراسر نادانی اور نا سمجھی ہے آسمانی وحی ایک بے عقل اور بے علم کی سمجھ میں کیسے آسکتی ہے جبکہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہی مثل فونوگراف تار برقی ریل گاڑی وغیرہ جو زمین والوں کی ایجادیں ہیں بدون علم و عقل سمجھ میں نہیں آتی پھر آسمانی وحی کو ایک نادان بے سمجھ آدمی کب سمجھ سکتا ہے ع چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔ بندر چونکہ ایک حیوان جانور ہے اُس میں انسانی ادراک کا مادہ موجود نہیں ہے لہذا وہ انسان کی طرح کوئی اپنی جدید ایجاد قوت ادراکیہ سے ہرگز نہیں کر سکتا بلکہ جو کچھ بھی کھیل بازی وغیرہ مداری لوگوں کے بندر کیا کرتے ہیں یہ سب کچھ انسانی ادراک ہی کا کرشمہ ہے۔

اگر ایک شخص اپنی بدکرداری و مکاری سے قانون گورنمنٹ عالیہ کی خلاف ورزی کرکے کسی کو قتل کردیوے یا کسی کی آبروریزی کے درپے ہوجاوے یا کسی کا مال چرا لاوے اور گورنمنٹ قاتل کو قتل کرادیوے اور چور بدمعاش کو قید میں پہونچا دیوے تو اُس وقت گورنمنٹ عالیہ عادل منصف کہلائیگی نہ کہ بدکردار مکار بلکہ بدکار و مکار کہلانے کے لائق وہی اشخاص ہیں کہ جنہوں نے گورنمنٹ عالیہ کے احکام کی خلاف ورزی اختیار کی ہوئی ہے؟

بہاری و گلزاری دونو ایک سکول میں پڑھتے ہیں اگر بہاری نے گلزاری کے طمانچہ مارا اور در اصل بہاری بے قصور لڑکا ہے اور اُسنے ہیڈ ماسٹر صاحب سے گلزاری کی شکایت طمانچہ زنی کی اور ہیڈ ماسٹر صاحب نے گلزاری کو بلا کر جو ایک بدچلن لڑکا ہے اُسکے بھی ایک طمانچہ مار دیا تو ہیڈ ماسٹر صاحب اس طمانچہ زنی سے ظالم نہیں کہلا سکتے بلکہ منصف و عادل ہی کہلانے کے مستحق ہیں۔ اگر گلزاری جو بہاری کا ملازم ہے وہ بہاری کی ایسی صندوقچی جس میں بہاری کا زیور سونے اشرفیاں وغیرہ بھری ہوئی تھی لیکر بھاگ جاوے اور

[illegible] کی حیثیت صحیح کرانے پر انسپکٹر پولیس کسی سراغ رسان کو تفتیش و گرفتاری ملازم مقرر [illegible]
[illegible] وہ افسر اغرساں اپنی پوشش اور وضع قطع کی حیثیت کو تبدیل کر کے گلزاری کو
[illegible] کر کیہ اور بہاری کی مندرجہ بالا بیماری کو واپس ملا کر گلزاری کو جیلخانہ نہ پہنچاوے تو اسمیں انسپکٹر پولیس
سراغرساں علاوہ منصف ہی کیا اسکے قابل ہیں کہ گلزاری کو مکاری سے گرفتار کیا ہو لیکن مطلب اسکے سزا دلانا
ہو تھا تاکہ وہ اس فعل کے نتیجہ کو یاد کرے کیونکہ جب اور کرپشن گورنمنٹ عالیہ کے قوانین اور تعزیرات ہند میں مفصل
جتا یا جا چکا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو اسکو یہ سزا دی جاوے گی۔

اگر کوئی نالائق آدمی گورنمنٹ مدیدہ دام اقبالہا کی احسان فراموشی کرے تو کیا وہ شخص قابل خلاصی ہو سکتا
ہے ہرگز نہیں بلکہ جو کچھ بھی اسکو سزا دیجائے عین عدل و انصاف ہی ہے اگر سری لکشمی کا شوہر (پرمیشور)
سری لکشمی کو بغرض حصول اولاد نیوگ کیلئے مجبور کرے اور سری لکشمی بموجب حکم پرمیشور سوامی دیانند
جو کتصادات کے مخالف پرمیشر کے ہم پلہ ہیں) ان سے نیوگ نہ کراویں اور پرمیشر ان اپنی ودیا استر بول
کو سبب حکمی انکی سکھے نیاک ہی تو بیچارے پرمیشر کی اسمیں کیا خطا ہے اور ایسی حالت میں ان نافرمانی بیویوں
کا نیاک دینا ہرگز جرم نہیں ہو سکتا کیونکہ نیوگ کا معاملہ اسکے پاس پہلے ہی سے موجود تھا وہ اسکو کیوں
استعمال میں نہ لاتیں۔

جو ایک شخص جو رسی مدد کر کی عورت سے مباشرت کرنے نیک آدمیوں کو ملامت میں ڈالنے وغیرہ وغیرہ جرائم
میں مبتلا ہو کر مر گیا اگر پرمیشور اسکو درخت وغیرہ غیر متحرک قالبوں میں پیدا کر دیوے تو بیچارے پرمیشور کی اسمیں
کیا غلطی ہے۔ بیری۔ آم۔ شہتوت۔ انار وغیرہ درخت بھی مثل سکونی آریہ یا آرین ہی ہونگے۔ کیونکہ
انکا انسانی جون میں بھی بذریعہ نیوگ دوسرا پیوند چڑھوانے کی ضرورت درپیش رہتی تھی اور بنا تی جون
میں بھی ایک دوسرے کا پیوند قبول کرتی ہیں حیوانی جون کا تو کچھ کہنا ہی نہیں دیکھو کتے کتیاں بکری مرغیاں
گھوڑیاں وغیرہ) اگر پرمیشر کسی آریہ کو اسکی زبان سے کئی ہوئی بات کے جرم میں اسکے مرنے کے بعد جنگلی
[illegible] جیسی جون میں پیدا کر دیوے تو بیچارے پرمیشور کا اسمیں کیا قصور ہے اگر پرمیشور کسی آریہ کو جو
[illegible] اسکے مرنے کے بعد اسکی جان کو کسی چنڈال کے قالب میں ڈالدے تو پرمیشور انصاف ہی [illegible]

تعصب اور ہرگز نہیں ٹھہر سکتا بلکہ متعصب اور لعہ آریہ ہی ہیں کہ اُنہے ایسے کرم کیوں کئے تھے جس سے اُسکو یہ چنڈالی جون بھگتنا پڑا۔

اگر آریہ صاحبان رگوید منڈل اول سکت ۲۷ کے تیرھویں منتر کے مطابق بڑے چھوٹے نوجوان بوڑھے دیوتاؤں کو سلام اور سب دیوتا و نیکی حتی القدور پوجا کریں اور بڑی وجہ اونکی مدد و ثنا حصول چاویں اعلاس جرم کی پاداش میں ایشور انکو کسی ایسی جونی حکم دیں لگا دیکر جس کا دور دوزخ اربسال میں بھی ختم نہ ہو تو ایشور کبھی غیر منصف نہیں کہلا سکتے۔

اگر آریہ صاحبان بموجب یجروید ادھیائے سولہ منتر اغاثیس گئے اور گنوں کے پالنے والوں کو اعلی درانیوالوں کو رولانے والا اونکا ... پالنے والوں کو اونکی گردن والیکو سلام نہ کریں اور ایشور اس خطاکاری کے سبب اپنی بیزاری سے آریہ صاحبان کو مقتول لیکھرام کی طرح قتل کردیوے تو ایشور کبھی خطاکار متصور نہیں ہوسکتا۔ افسوس ہے کہ آریہ صاحب اپنی آنکھوں تعصب کی پٹی دور کرکے نہیں دیکھتے کہ وید کلام الٰہی کیسے ہوسکتا ہے جس میں سراسر مشرکانہ تعلیم بھری پڑی ہو۔ واقعی یہ کسی پرونہت کی رام کہانی لکھی ہوئی ہے۔

کیوں جناب اب بھی کہوگے کہ وید فریبیوں کا نہیں ہے۔ کہا ویدوں کا مصنف (ایشور) اک تامہ سے فریبیوں کا مذہبی پہلوانوں کا چالباز نہیں ٹھہر سکتا۔ کیوں نہیں بلکہ ٹھہر سکتا ہے (دیکھو رگوید منڈل (۱) سکت (۱۱) منتر (۷) اے اندر تو نے مکار سوشناک کو فریب سے قتل کیا دانا آدمی تیری اس بزرگی سے آگاہ ہیں انہیں بافراغت خوراک عطا کرتا کہ یہ تجھ سے تازہ ہوکر تیری طرح بزرگی اور فضیلت حاصل کریں۔

کیوں صاحب سوشناک کو فریب سے قتل کرنے میں دغابازی فریب قتل ڈکیتی مکاری جیسے جرائم کا مرتکب ہونا ایشور ہی تو ہوا۔ فی الحقیقت پرمیشور ہی فریبیوں کا گرو ظالموں کا ظالم دغابازوں کا دغاباز ڈکیتوں کا ڈکیت مکاروں کا مکار ہزاروں فتنہ پردازوں کا فتنہ پرداز لاکھوں زبان درازوں کا زبان دراز کروڑوں نیوگیوں کا نیوگی اربوں گرگوں کا گرو کہ ان سے ملقوب رہی تو ہے۔

اب ہمارے معزز دوست آریہ صاحبان کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ وید ہرگز خدا کا کلام نہیں ہے لیکن

کسی اندر پرست مشرک جیسے آدمی کا کلام ضرور ہی کیونکہ اندر (بجلی) کا کام کبھی قتل کرنا نہیں ہوسکتا
بلکہ اندر (بجلی) کا کام جلا پھونک دینا ہی جب کسی انسان یا حیوان یا درخت پر بجلی گرتی ہی تو کوئی
یوں نہیں کہتا کہ بجلی گرنے سے فلاں شئے قتل ہوگئی۔ ہاں البتہ یہ ضرور کہتے ہیں کہ بجلی کے گرنے سے
فلاں شخص ہلاک ہوگیا فلاں درخت جل گیا وغیرہ۔ اب تنقیح سے صاف واضح ہوگیا کہ اندر کسی چھتری
کا نام ہے جسنے سوشاک جیسے مکار شخص کو کسی داؤ گھات سے [illegible] تلوار سے قتل کر دیا ہو
یعنی سوشاک کا خیر خواہ جو مکار ہی ہوگا فی ماندہ مکاروں کو اس چھتری کے سامنے داناؤں
کے لفظ سے یاد کرکے سفارشی ہو رہا ہے کہ یہ اندر (چھتری) تو ان داناؤں کو سوشاک کی طرح
مکار مت سمجھ بلکہ انکو بافراط کھانے کو دے اور محبت سے پرورش کر تاکہ [illegible] ہوکر تیری ہی
طرح بزرگی اور فضیلت حاصل کریں۔ اب تو ہمارے معزز ناظرین کو سوشاک جیسے مکار کے خیر خواہ
کا جو فی الواقع کوئی مکار ہی تھا مافی الضمیر بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ ہمارا یہ اندر (چھتری) ہم
سبکو سوشاک کی طرح سے ہی مکار جھوٹے سمجھکر تلوار کے گھاٹ نہ اتار دے۔ اگر ہم اسوقت
بھی کوئی مکر نہ کا نمقتیں گے تو یہ اندر (چھتری) کوئی دم میں ہمارا بھی کام تمام کر دیگا اگر فرضاً
یہ کلام پرمیشور ہی کا ہو تو پرمیشور بھی بڑا اعلیٰ درجہ کا مکار ہوا۔

اب صاف واضح ہوگیا کہ وید قدیم نہیں ہیں اور یہ رگوید چھتریوں کے زمانے میں کسی جھوٹے
مکار آدمی نے تصنیف کیا ہے اس وید میں سراسر دنیا کی جھوٹی تعریف لکھی ہے اور یہ
وید سن عیسوی سے ایکہزار چار سو سال پہلے کا تالیف ہی رگوید کا نام ہی تبلا رہا ہی کہ یہ
جھوٹی تعریف کی کتاب ہی اور اس میں دنیا کی جھوٹی تعریف ہی لکھی ہوئی ہے اسی طرح یجروید
جس میں جگ کرنے اور قربانیوں کا حال مفصل اور مجمل طور سے لکھا ہے لیکن یہ رگوید کے
بعد تصنیف ہوا ہی اس زمانے میں راجسو جگ اشومیدھ یگ اور جانوروں[5] قتل کھولی

۵ انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات قربانیوں کی بابت آئندہ مفصل تحریر کریں گے کہ یجروید کے زمانے میں جو
لوگ کیسی ترقی تھی اور ان یجروید کے تابعوں نے کسقدر جانوروں کے خون کئے ہیں۔

وغیرہ کی قربانیاں ہوتی تھیں نہیں معلوم کہ اب کیا بلی نے چھینک دیا جو دفعۃً اشو

گھوڑوں کی قربانیاں کرنی ترک کر دی گئی)۔

اس وید کی تعلیم کا بھی ملاحظہ ہو یجروید ادھیائے منتر ۱۴۔ ششش (ای شاگرد)

میں تیرے لنگ (آلہ تناسل) کو پوتر (پاک) کرتا ہوں میں تیری گدا اندری (مقعد یا سرین)

کو پاک کرتا ہوں۔

واہ صاحب کیا کہنے کلام تو کسی بیہودہ شہوت پرست کا اور منڈھا گیا۔ بیچارے پرمیشور

کے ذمے منصفان زمانہ اس ایک منتر ہی سے سارے یجروید کا اندازہ لگا سکتے ہیں

کہ فی الحقیقت ایسا فحش کلام خدا کا کلام نہیں ہو سکتا اور یہ قدامت و دوامت وید

سب باطل ہے۔

اور یہی حال سام وید کا ہے چونکہ سام وید میں بھی راگنیاں ہی راگنیاں بھری پڑی

ہیں جس سے صاف واضح ہے کہ یہ کسی راگنی باز کا کلام ہے۔ نیز یہ یجروید سے ہی پیچھے

کا تصنیف شدہ وید ہے اسکی راگنیوں ہی کی کالی چھندا بالی گمٹھا سے خود ہی منکشف ہو

کہ یہ وید (باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)۔

الراقم خادم القوم نیاز مند احقر العباد عبد الغفور نفیس محرر چونگی بوڑیہ ۵۷۹۰

معاونین رسالہ اہل قلم

[illegible]

خبریں

موٹھ کی مسجد جو دہلی اور قطب صاحب کے راستہ میں قدیم زمانے کی ایک عمدہ مسجد تھی ایک مدت سے ہندو جاٹوں کے قبضہ میں چلی آتی تھی۔ اب وہ واگذاشت ہو گئی ہے اس لئے حاجی الٰہی بخش صاحب سوداگر سنہ فارغ ہو چکنے سے اسکی بہت عمدہ مرمت کرادی ہے۔ اسی طرح گورنمنٹ نے آجکل آگرہ میں ایک مسجد مسلمانوں کے سپرد کی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ لنڈے بازار کی مسجد شہید گنج جو کچھ عرصہ سے سکھوں کے قبضہ میں ہے اور اُس کی سخت بیحرمتی ہوتی ہے گورنمنٹ کی وساطت سے واگذار نہ کرائی جائے۔ لاہور کے مسلمان پند وقت اس کا مناسب معاوضہ دینے کو طیار ہیں اگر اُسکا معاوضہ دینا ضروری ہے اس صورت میں کوئی وجہ نہیں کہ جو سکھ لوگ اسپر قابض ہیں اسے اس مطلب کے لئے کیوں نہ حوالے کردیں کہ جس کے لئے یہ تعمیر کی گئی تھی۔ پیسہ

کلکتہ کی میونسپلٹی نے ایک قطعہ اراضی قیمتی پندرہ ہزار روپے چاندنی ہسپتال کی توسیع کے واسطے بلاقیمت عطا کردیا ہے۔ ؍؍

نواب صاحب ڈھاکہ نے اطلاع شائع کی ہے کہ جو مولوی مغویانہ وعظ کہے اسے پکڑ کر پولیس کے حوالہ کردو۔ ؍؍

بنگلہ کے ایک پنشن خوار مسلمان نے اپنے بھتیجے داماد اور ایک بھتیجی کو اکٹھے دیکھکر قاتلانہ حملہ کیا۔ اول الذکر مرگیا اور آخر الذکر ہنوز زندہ ہے۔ ؍؍

ایک شخص میا سنگ نامی جو ۱۸۵۷ء میں غدر میں شریک ہونے کی پاداش میں کالے پانی بھیجا گیا تھا وہ چند روز ہوئے رنگون میں پہونچا۔ کمشنر پولیس نے اُسے ہدایت کی۔ کہ ہر ایک مہینے کی پہلی تاریخ کو سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اپنی حاضری کی اطلاع دیا کرو۔ یہ

شخص ۴۰ سال سے کالے پانی میں قید رہا ہے ۔

کوتوالی لاہور کے متصل ایک حلوائی کے نوکر نے اپنے مالک کی ساٹھ مہریں چرالیں۔ تلاش کرنے پر اُسی دن سٹیشن میانمیر سے ملزم پکڑا گیا۔ پولیس نے تحقیقات کرکے اُسکا چالان کردیا ہے ۔

نائب تحصیلداراں و دربند وبست کے نائب تحصیلداروں کا امتحان ۵ اگست آئندہ سے شروع ہوگا ۔

ملک معظم مع ملکہ معظمہ شمالی ویلز۔ آیرلینڈ اور جنوبی ویلز میں دورہ کرنیکو تشریف لے گئے ہیں۔ ڈبلن کی نمائش میں رونق افروز ہونگے ۔

ڈبلن میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کے استقبال کی بنا پر بیان کرتے وقت جب شاہی خلعت فاخرہ نکالنے کی ضرورت لاحق ہوئی تو وہ قلعہ ڈبلن سے برآمد نہیں ہوا اس کی قیمت پچاس ہزار پونڈ ہے اس لئے خطاب دینے کا دربار منعقد کرنے کی تجویز ملتوی کردی گئی ہے ۔

قبول اسلام

جناب ایڈیٹر صاحب انوار الاسلام زاد لطفہٗ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مکلف ہوں کہ آپ اس مژدہ جانفزا کو اپنے رسالہ انوار الاسلام کے کسی گوشہ میں جگہ دے کر ممنون و مشکور فرماویں۔ ایک عورت مقام لنگایت ہندو بعمر (۳۵) سال وقت ۳ بجے دن کے بعد نماز جمعہ صدق دل سے مشائخ و پیر طریقت حضرت سید خواجہ محی الدین شاہ قادری کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی۔ مشائخ صاحب نے مشرف باسلام کرکے فرمایا کہ بموجب حدیث شریف من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ

اور اس عورت کا ہندو نام بتاسا تہا۔ اسلامی نام کلثوم رکہا گیا۔ متوطن ملک میسور ضلع احسن تعلقہ الور۔ قصبہ کرپ گال۔ مولا کریم اسکو اسلام پر قایم رکہے۔ اسی دن اس عورت کا نکاح بعد مغرب ایک مسمی میران نامی سے کیا گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک

الراقم محمد شمس الدین ہیڈ مدرس گورنمنٹ ہندوستانی سکول الور۔

مکرم و محترم دام مجدکم۔ تسلیم مسنون۔ مزاج اقدس۔ انجمن دعوۃ الاسلام اور انجمن ضیاء الاسلام کی کوشش سے ایک صاحب مسٹر جانسن ولیم عیسائی کل انجمن دعوۃ الاسلام میں مسلمان ہوئے اسلامی نام عبد الستار رکہا گیا۔ یہ صاحب انگریزی فارسی دان ہیں اور سالویشن آرمی میں شریک تہے دو ہفتہ کے مناظرہ کا یہ نتیجہ نکلا اور اللہ کا فضل شامل حال ہوا۔ اور شب شنبہ کو انجمن ضیاء الاسلام میں فضایل اسلام پر نہایت عمدہ اور قابلانہ لکچر دیا۔ الراقم خادم العلما بندہ ظہیر حسن عفا عنہ محمد علی مشتری۔ از بمبئی نیلی محلہ ۔

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔ ان چند سطور کو انوار الاسلام میں جگہ دیکر ممنون فرماویں۔ بیجناتہ لعل ساکن قصبہ بہار قوم کا یستہ معہ اپنی بی بی اور دو لڑکی اور ایک لڑکے کے مشرف باسلام ہوئے جسوقت انہوں نے مسلمان ہونے کا ارادہ ظاہر کیا تو اسوقت انکے ہم مشربوں نے انہیں بہت کچھ سمجہایا اور دہمکایا بھی۔ مگر اسلام کی نورانی شعاعوں نے انکے سینے منور کر دیئے تہے انکی دہمکی وغیرہ ذرا بھی کارگر نہ ہوئی جب قوم نے دیکہا کہ یہ باز نہیں آتے ہیں تب ان لوگوں نے انکی معاش جو آٹہ سو روپے سال کی تہی انکے بڑے لڑکے کو جو ہنوز گمراہ ہے زبردستی دلوا دی۔ ناظرین سے دعا کا خواہاں ہوں کہ وہ دعا کریں کہ انکو اللہ تعالی اسلام پر ثابت قدم رکہے۔

راقم عزیز حسین از خسرو پور ضلع پٹنہ

یکم اگست آیندہ سے ایک آنہ کا سکہ تمام بڑے بڑے خزانوں سے مل سکے گا۔ زم

مہتر صاحب چترال ماہ ستمبر آیندہ میں وایسرائے کی ملاقات کو شملہ میں آنیوالی ہیں ۔ کرنال کے قصابوں نے ہڑتال کردی ہے اور محصول میونسپلٹی کی بیشی کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سے اپیل کی۔

ناظرین کے لئے نیا تحفہ

جناب مینجر صاحب تسلیم۔ براہ نوازش ذیل کی چند سطور درج رسالہ فرماکر مشکور فرماویں

وہو ہذا

صاحبان! مجھے رسالہ الوار الاسلام سے دلی محبت ہے کیونکہ یہ ہمارے پیارے دین کا حامی اور مددگار ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اس کی اشاعت کسی نہ کسی طرح بڑھ جائے اس واسطے میں نے یہ طریقہ نکالا ہے۔ کہ جو صاحب ۱۵۔ اگست ۱۹۰۸ء تک سب سے پہلے پانچ خریدار رسالہ ہذا کو دیدیں۔ انکو میں ایک لذیذ تاریخی اسلامی ناول جس کی قیمت ۱۲؎ ہے مفت ارسال کرونگا۔ مینجر صاحب کو واضح ہو کہ اُس صاحب کا نام معہ کل پتہ کے درج رسالہ فرماویں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

نیازمند شیخ شاہ محمد تحجم زمجسم پور تحصیل نکودر ضلع جالندھر

الاسلام علی گڈھ

تمام دریدہ دہن آریہ اخباروں کا سنجیدگی اور متانت سے مدلل طریقہ پر جواب دینے والا ہفتہ وار پرچہ ہے جو ہر جمعہ کو علیگڈھ سے شایع ہوتا ہے۔ قیمت صرف دو روپیہ سال ہے اگر اب تک آپنے الاسلام کو نہیں دیکھا تو ایک پرچہ طلب کرکے ضرور ملاحظہ فرمایئے۔ نفقط والسلام۔ خاکسار محمد عبدالاحد ایڈیٹر۔

کتب خانہ محبوبیہ

متعلق

مدرسہ احسانی

کتب خانہ حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت شاہ عبد القادر جیلانی کے نام نامی پر منسوب کر کے نام کتب خانہ محبوبیہ قایم کیا گیا۔ اور کتب خانہ کا افتتاح تاریخ ۲۹۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۵ ہجری سے ہوا ہے۔ چونکہ یہ کتب خانہ مدرسہ احسانی بمبئی کی ایک شاخ ہے اس لئے اس میں تعلیمی سلسلہ بہ نیت دین جاری رکھا ہے آٹھ بجے سے ۹ ½ بجے تک شب تک۔ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ گجراتی۔ جن صاحبوں کو علم کا شوق ہو وہ تشریف لا کر بلا فیس کے پڑھ سکتے ہیں۔

المشتھر محمد احسان اللہ عرف کملی شاہ حسینی صفوی منتظم کتب خانہ محبوبیہ متعلق مدرسہ احسانی بمبئی بھنڈی بازار پیرولین۔

تازہ ترخبروں سے پایا جاتا ہے کہ آجکل باب عالی اور حکومت سرویہ کے تعلقات مخلصانہ اور دوستانہ ہیں اور اُس کا ثبوت یہ ہے کہ جلالت مآب حضرت سلطان المعظم نے شاہ سرویہ اور اُس کی بیٹی اور عنبرہ کے عالی قدر مراتب تین، اعلے درجہ کے تمغے اور تین عربی نسل کے گھوڑے بطور تحفہ شاہی روانہ کئے ہیں اگر تعلقات بدستور سابق کشیدہ گی ہوتی تو ہرگز ایسا نہ ہوتا۔ ط

باب عالی نے سور بھار کی مرمت کیواسطے جہاں عصائے نبوی محفوظ ہے اور امام جعفر صادق کی مزار کی تعمیر کے لئے رقم وافر کی منظوری دی۔ د

چونکہ بصرہ میں طاعون پھیلتا جاتا ہے اس لئے آیندہ وہاں جانے والوں پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

یا اللہ — یا اللہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

مسافر آگرہ کی جہالت

(سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۱ صفحہ ۲۴)

نازنین عورت دنیا میں کس کا دل نہیں چرالیتی۔

شوک ص۱۵ پر اُسنے اپنا مطلب صاف بیان کر دیاہے وہ لکھتاہے ”ابھری ہوئی چھاتیوں اور شوخ نگاہوں۔ عشوہ انگیز ابروؤں آب حیات کے ذائقہ والے لبوں نے تو مجھے بیتاب کیاہے۔ مگر کام دیو کے ہاتھ کی لکھی ہوئی باریک رونگٹوں کی قطار نے جو وسط مقام پر پڑی ہوئی ہے زیادہ تر بے قرار کیاہے۔

شوک ص۲۳ جلد کھلنے والی مالتی کی کلیوں کا ہار پہنے ہوئے پوشاک معطر ہو اور نازنین مہ جبینوں کے منہ سے لپٹا ہو تو یہ جانو کہ بہشت یہیں حاصل ہے۔

شوک ص۲۵ میں لکھتا ہے کہ شریف خاندان کی عورت سے محبت اچھی ہوتی ہے۔

شلوک ۲۶ میں لکھتا ہے کہ چھاتی پر لیٹی ہوئی زلف عنبرین بکھری ہوئی آنکھیں
نیم باز کچھ حرکت کرتی ہوئی۔ محنت جماع سے رخسار سے عرق آلودہ میں ایسی
عورتوں کا بوسہ صاحب نصیب کو میسر ہوتا ہے۔

ناظرین ہم نے ویدک یوگی راج جی کی کتاب کی اصل عبارت کا نمونہ یہاں
پر لکھ دیا ہے۔ جسنے ایسے یوگ کے افعال نمونہ دیکھنا ہو وہ اُسکی کتب غور سے
پڑھے۔ بھلا ویدک یوگی راجوں کے ایسے خیالات نیک نیتی پر مبنی ہو سکتے ہیں
ہرگز نہیں۔ دیکھیں لالہ مسافر اسکا کیا جواب دیتا ہے۔

اب ہم ویدک رشیوں کے حالات سے مندرجہ بالا خیالات کی تطبیق دینا
چاہتے ہیں کہ وہ کہاں تک کام دیو کے پیرو تھے۔ دیکھو شتپتھ برہمن کا مصنف
یاگیہ ولکیہ رشی دو عورتیں بنام میتریئی و کاتیائنی رکھتا تھا۔ راجہ دشرتھ صاحب
کی علاوہ کیکئی کے دو اور رانیاں تھیں۔ مہاراجہ ادتان پاد کی دو رانیاں سوروچی
اور سونیتی تھیں۔ شری ولس کی دو عورتیں سمبدرا اور چنتا تھیں وسیرو کی پانچ
عورتیں تھیں۔ ایلیا۔ بھرمی۔ الا۔ وصنیا۔ ویجی۔ پانڈو کی دو عورتیں کنتی۔ مادری تھیں
یہ فہرست بہت بڑی ہو سکتی ہے۔ مگر بطور نمونہ اتنا ہی کافی ہے۔ اب فرمائیے۔ کیا مندرجہ
بالا رشی و راجے دوجوں سے باہر تھے اور شودر تھے اور کیا وہ ویدک دھرم کے
پیرو اور موجودہ لاعلم دیانندیوں سے وید کا علم کم جاننے والے تھے خصوصاً شتپتھ
برہمن کا مصنف ان سب باتوں کے علاوہ ایک نیوگ کا مسئلہ ہی زنا کی اہمیت
کو ظاہر کر رہا ہے کہ کس طرح ویدک رشی زنا کا پرچار کیا کرتے ہیں۔ ہم اپنی طرف
سے نیوگ کی تعریف نہیں کرتے صرف ایک عدالت کی تعریف لکھکر دکھانا کافی
سمجھتے ہیں وھو ہذا۔

۱۹۰۸ء میں ایک مقدمہ منجانب دیانندیاں کے ایک سناتن دھرمی پر ہوا
تھا جو عدالت سے خارج ہو گیا صاحب مجسٹریٹ نے فیصلہ میں لکھا کہ اسبات سے
انکار نہیں ہو سکتا ہے کہ دیانند جی کی خاص دھرم پستک ستیارتھ پرکاش میں

مجامعت کی تعلیم درج ہے مدعی خود اسبات کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ اصولوں پر جنمیں ایک بیاہی عورت کو اپنے اصلی خاوند کے جیتے جی کسی دوسرے بیاہے ہوئے آدمی کے ساتھ ہمبستری کی ہدایت ہے ایمان رکھتا ہے یہ رسم بیشک مشتبہ زناکاری ہے۔ اسواسطے یہ ذکر کرتے ہوئے کہ دیانند کے چیلے اسکے مندرجہ بالا اصولوں پر ایمان لاتے ہوئے رسم زناکاری کا آغاز کر رہے ہیں۔ اور اگر ان اصولوں پر انکا یقین اسی طرح رہا تو وہ اسے (زناکاری کو) زیادہ ترقی دینگے مدعا علیہ نے راستبازی سے ایک برہنہ حقیقت کو قلمبند کیا ہے۔

اس فیصلہ کا اپیل سشن جج کی عدالت میں دیانندیوں کی طرف سے ہوا اور ان سے بھی وہ خارج ہوگیا فیصلہ میں صاحب سشن جج نے مندرجہ ذیل ریمارک دیا ہے "دیانند کے اصول اس قسم کے اصول ہیں کہ وہ اہل ہنود اور دیگر مذاہب کی حسن اخلاق کی سخت اہانت کرتے ہیں اور اس کتاب ستیارتھ پرکاش کے [illegible] خود بھی نہایت ہی مخش ہیں۔"

اس عدالتی فیصلہ کی سچائی پر ہمیں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں واقعات خود اس کی صحت کی تائید کر رہے ہیں۔ ہم نیوگ اور طلاق پر مفصل ایک علیحدہ ٹریکٹ کے ذریعہ کافی بحث کر چکے ہیں ناظرین وہاں دیکھیں۔ الزانیۃ لا ینکحها الا زان او مشرک خدا کا قرآن شریف میں صاف حکم ہے۔ زانیہ عورت کو کوئی مومن صاحب عصمت نہیں رکھ سکتا۔ ہاں اس صورت میں رکھنے کی اجازت ہے۔ کہ سمجھا کر بہت جلد اُسے راہ راست پر لے آوے اور آئندہ ہمیشہ کے لئے اُسے اس کام سے روک دے۔

مسافر لکھتا ہے کہ دیانندیوں میں ایسی بری ہوا چلی ہے کہ اُسنے آریہ سماج کے تیس سالہ پرچار پر پانی پھیر دیا اور آج ہر دیانندی اپنے آپکو ہندو پکار رہا ہے۔ کیوں نہ ہو آخر ہر ایک چیز اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے ہندوؤں کے بچے ہندو نہ کہلائیں تو اور کیا کہلائیں۔ دیانند کا آریہ پن مفسدہ پردازی تھی

جسنے تمام اقوام ہند کے تعلقات پر پانی پھیر دیا۔ لالہ صاحب اس آڑ میں اپنا ہی شکار کھیلنا چاہتے تھے۔ (راقم سمیعی)

تردید الآریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

یا اللہ تیرا شکر و احسان تیرا جود و کرم تیری عطیات تیرا فضل و رحم انسان ضعیف البیان سے ادا ہونا ناممکن ہے۔ اللہ تو نے انسان کو اشرف المخلوقات کیا اور قوت نطق دیا جیسا کہ اپنے کلام پاک میں ارشاد کیا۔

خلق الانسان علمہ البیان ترجمہ۔ انسان کو پیدا کر کے خدا نے سکھا دیا + صاحب بیان اسکو کیا پل میں برملا۔

خداوندا نہیں طاقت ہے کسی بشر میں جو تیرے حبیب مکرم شفیع معظم سلطان دوجہان تاجدار لامکان سرور عالم برگزیدہ نوع بنی آدم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ فداہ ابی و امی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں زبان کھولے جسکی شان میں تو نے ارشاد فرمایا ہے۔

لولاک لما خلقت الافلاک ترجمہ معہ تفسیر

اللہ تھا اور کچھ بھی نہ تھا اور نہ ہوتا۔ پیدا جو اگر احمد مختار نہ ہوتا۔

غفور الرحیم تو نے اپنے محبوب کی امت میں پیدا کر کے تعر جہنم سے بچایا بستان ارم دکھایا۔ اب اس دعا پر یہ بندہ ناچیز ختم کرتا ہے۔ کہ بطفیل سید عالم فخر بنی آدم فداہ ابی و امی علیہ الصلوۃ والسلام سچے مذہب اسلام کو کل مذاہب پر غالب رکھ اور دشمنان اسلام کو ہزیمت دے۔

اما بعد۔ چونکہ زمانہ حال میں ہر شخص اپنے مذہب کو حق بتلاتا ہے اور دوسروں کو باطل بتلاتا ہے اور اپنی کتب عقائد کو مستند و الہامی مانتا ہے

اور دوسرے کی کتب عقائد کو غیر مستند اور غیر الہامی ثابت کرتا ہے۔ لہذا یہ پرچہ تردید الآریہ اس غرض سے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے تاکہ جملہ اصحاب مذہب آریہ سماج کے پیچ و لچر اصول اور ناقابل اطمینان تعلیم سے واقف ہو جاویں اور آریوں کے جال میں نہ آویں اور انشاء اللہ تعالیٰ اگر پرچہ انوار الاسلام میں مختصراً بیان مذہب آریہ سماج اور مذہب عیسوی کے متعلق عرض کیا کروں گا لہذا جو بیان متعلق آریہ سماج ہے اس مضمون کا نام تردید الآریہ رکھا گیا اور مذہب عیسوی کے متعلق جو تقریر ہے اس پرچہ کا نام تردید مذہب التثلیث ہے۔ ہمکو اپنے ناظرین والاتمکین سے امید ہے کہ مجھ عاجز خادم المسلمین کی تقریر جو متعلق مسئلہ تناسخ ہے دیکھ کر داد دیں گے اگر کوئی غلطی ہووے تو معاف فرما کر اطلاع بخشیں گے والسلام خادم المسلمین محمد عزیز اللہ خان عفی اللہ عنہ متوطن قصبہ کٹرہ ضلع شاہجہاں پور وارد حال شاہ گانوں ۔

ابطال التناسخ

ایہا الناظرین مذہب آریہ سماج کا اصول ہے کہ جو شخص مرتا ہے۔ اگر اس نے گناہ کئے ہیں تو وہ کسی حیوان کے قالب میں جا کر دکھ بھوگیگا۔ خواہ وہ قالب بیل کا ہو یا سوءر کا یا کتے کا اور اگر نیک عمل کئے ہیں تو وہ انسان کے قالب میں آکر نجات یافتہ سمجھا جاتا ہے اور کل قالب ایک لاکھ چوراسی ہزار ہیں اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ بغیر جرم کے کسی ناپسندیدہ قالب میں نہیں جا سکتا۔

اب ذرا انصاف فرمایئے کہ شروع دنیا میں ضرور ہر طرح کی خلقت پیدا کی گئی ہوگی۔ حیوان بھی ہونگے۔ انسان بھی ہونگے۔ نیک بھی ہونگے بد بھی ہونگے امیر بھی ہونگے غریب بھی ہونگے تو بتلایئے کہ ان روحوں نے کیا قصور کیا تھا جو ابتدائے آفرینش ہی میں مبتلائے عذاب کئے گئے اگر کہا جاوے کہ عالم

سابقہ میں جو گناہ سرزد ہوتے تھے اُنکا بدلہ اس دنیا میں لیا گیا تو پہلا سوال
سب سے پہلی دنیا پر ہوگا۔ اور از روی عقل و فہم یہ بات سراسر ناممکن ہے کہ ایک
ہی طرح کی مخلوقات پیدا کی گئی تھی اگر یہ بات تھوڑی دیر کیواسطے مان بھی لی
تو یہ اعتراض ہوگا کہ دنیا کا کام کسطرح چلا غرضیکہ اس مسئلہ سے روحوں کو نجات
ابدی کبھی نہیں ہو سکتی ہے فرض کرو ایک شخص نے گناہ کیا اور وہ بتقلید و بموجب
مسئلہ تناسخ حیوان بنایا گیا اور بعد گذرنے میعاد مقررہ کے پھر وہ انسانی قالب
میں تشریف لے آئے اور یہاں آکر حضرت انسان بنکر پھر جوگ جیسا بُرا کام کرنے
لگے اور پھر وہ حیوانی جامہ میں منقلب کئے گئے یہ خوب مسئلہ تناسخ کیا ہوا لڑکوں کا
کھیل ہوا جیسا کہ وہ کھیلتے ہیں۔ (جاکے جامین جاکے بامین جاکے چھپنے) اور پھر
آجکل تو گناہ و شرارت کثرت سے دنیا میں جاری ہے۔ اسلئے زیادہ تعداد
حیوانوں کی ہونی چاہیئے۔ مگر برعکس اسکے ہر سال ہر مقام پر دنیا کی مردم شماری
زیادہ ہے۔ تو کیا ایشری نیم (قانون) ٹوٹ گیا مہاشہ دوستو تمہارا آمار تناسخ
تار عنکبوت سے بھی ضعیف ہے +

اب رہا وہ مسئلہ کہ انسان کے قالب میں روح کو مکتی یافتہ سمجھنا۔

یہ سراسر بے علمی اور ناواقفی کی دلیل ہے کیونکہ انسان سرتاپا ملوث معصیت
ہے اور روح آپ جوہر لطیف ہے اول تو ہماری روح کو مہاشہ صاحبان کے
کے ساتھ رکھکر سور اور کتے اور بندر کی جونوں میں سیر کرنی پڑی اور پھر مکتی بھی ملی
تو انسان کے قالب میں یہ سراسر انصاف کا خون ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے
بوڑھے لالہ پرمیشور کو خبط ہو گیا ہے تب ہی تو ایسے ناواقفی کے مسئلہ چھیڑتا ہے
اب وہ کہانی سنئے کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار قالب ہیں۔ منوجی لکھتے ہیں کہ جو
آدمی کسی جانور کو قتل کریگا تو جتنے اوس جیو کے بال ہونگے اتنے
ہی جونوں میں جاکر دکھ بھوگیگا +

اس اندھیر نگری کو دیکھکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر فرض کرو کہ

اس جانور کے بال ایک لاکھ چوراسی ہزار سے زیادہ ہوتے تو باقی جونیں
تمہارے محبوط الحواس ایشورجی مہاراج ادھر اُدھر کہاں سے لائیں گے اور
یہ بھی تمہارے ایشور مہاراج نیوگی کی گپ ہے الگ ٹھہرا کہ ایک مرتبہ کے سوا جو
دوسری بار اس قالب میں وہ جا نہیں سکتا۔ سبحان اللہ منو جی بھی جھوٹے ٹھہرے
اور منوسمرتی بھی جھوٹی ٹھہری اور ایشور مہاراج کی بھی گپ گپوڑا شنکر سوامی کی
جون میں چلی گئی ہائے کیسا انصاف کا خون کیا ہے۔ افسوس کوئی بھی عاقل
ایسی واہیات تعلیم کا قائل نہیں ہو سکتا (ختم باقی آئندہ)

بابو عبدالغفور بی اے دھرم پال کی فہم نارسا پر افسوس

(نوٹ) بابو عبدالغفور بی اے دھرم پال نے اپنے رسالہ ترک اسلام کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ مجھ کو گنگا جمنا کی لہروں نے عرب کے ریگستان سے نکال کر اپنی طرف کھینچا۔ تقریر۔ انسانی زندگی اور موت دو قسم کی ہے۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ جو شخص یاد الٰہی سے غافل اپنے پروردگار سے بےخبر اس امر سے کہ کس کام کو آیا ہوں اور کیا کر رہا ہوں از خود فراموش اور صدق و کذب میں امتیاز نہیں رکھتا وہ بظاہر زندہ ہے اور در حقیقت باطن میں مردہ اسی طرح جو شخص اہل اللہ و فنا فی اللہ صاحب ایمان مشغول بہ یاد الٰہی اپنے پروردگار کا رضا جو اپنے اس کام میں جس کے واسطے آیا سرگرم ہے وہ زندہ ہے اور اس کی موت بھی حاصل حیات ہے۔ البتہ ظاہری جسمانی حیات نہیں رہتی۔ وہ زندہ ہی جو عاشق اللہ ہے + مردہ ہے بے شبہ جو گمراہ ہے۔ اس سے صاف طور پر یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے

اور اسمیں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ زندہ عاشق الٰہی ہے اور جو گم کردہ راہ ہے وہ مردہ ہے۔ ناظرین یہ مقام غور ہے کہ گنگا کی خاصیت ہے کہ وہ مردوں کو اپنی جانب کھینچتی ہے۔ اس کی یہ عادت قدیمی ہے جو تعلیم وید کا باعث ہے اور اس کشش کے ذریعہ سے دور دراز ملک سے وہ اوس کو لاتے ہیں کسی وجہ سے مردہ نعش تو راستہ میں رہ جاتی ہے [illegible] مردوں کا اپنی سمت کھینچنا گنگا کا کام ہے۔ اور وہ ہمیشہ پانی کو گنگا نے اپنی جانب کھینچ لیا۔ [illegible] وہ مردہ ہے۔ اور ظاہری زندہ ہے اور جو واصل مردہ ہے (بموجب مضمون مذکور) وہ گمراہ ہے پس گمراہ گمراہوں میں جا ملا اور اس [illegible] تعلیم و مذہب کی قلعی کھل گئی عرب ریگستان جسکے ذروں نے [illegible] کفر و ظلمات کو پانی پانی کرکے بہادیا [illegible] ذرہ ذرہ آنکھ کی [illegible] کم نہیں ہے اسکی گرمی نے اس رطوبت کو جو صد ہا انواع و اقسام کے مہلک امراض پیدا کرتی ہے [illegible] جس نے دل و دماغ میں کہ رطوبت [illegible] تھی اور [illegible] کے باعث مریض [illegible] تھی انکو ریگستان کے ایک معمولی جھونکے نے جانکنی کی مصیبت سے بچا کر شفا بخشی جسکی تصدیق منہ کے [illegible] اہل اسلام میں یہ نفظ (باقی آئندہ)

ہزار ثنا و صفت اوس خداوند منان کو کہ جس نے انسان ضعیف و ناقص کو علم و عرفان سے مشرف فرمایا اور بے حد بے شمار درود و رحمت اس ہادی خاتم زمان کو جس نے عرب کے مشرکوں کو [illegible] سے موحد بنایا اور ہم مسلمانوں کو بت پرستی سے پاک و صاف کرکے صراط مستقیم جنت دکھایا

امابعد یہ احقر بخدمت مسلمین عرض پرداز ہے کہ زمانہ حال میں نصاری

کی عملداری ہونیکی وجہ سے پادریوں نے بہت زور کیا ہے یہاں تک کہ ہر کوچہ و بازار میں نکل دیتے پھرتے ہیں اور غیر مذہب والوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں اوروں پر ایسا موٹا اعتراض کرتے ہیں کہ جس کی جواب دینے میں عقلاء کو فکر بھی نہو لیکن اپنے اوپر ایسا موٹا اعتراض اٹھا رکھتے ہیں کہ تا قیامت اونسے جواب نہ بن پڑے اور خواہ مخواہ خواہ بیچارہ دل کو بہکاتے ہیں چونکہ عام لوگ اونکے مذہب کی غلطیوں سے محض ناواقف ہیں انہیں کچھ سنکے چپ رہتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب بولتے بھی ہیں تو بوجہ معقول جواب نہ جاننے کے پادریوں کے بہکانے سے لاجواب ہوتے ہیں بنابراں سے میری ہمدردی کا اقتضا یہ ہوا کہ اصول مذہب عیسوی کو بدلائل عقلی و نقلی توڑ دیجئے جسکو اردو خوان مطالعہ کرکے انکو بند کریں اور ہندو مسلمان دعا دیں۔ امید ہے کہ سب حضرات اسکو بلا تعصب ملاحظہ فرما کر ممنون فرمائیگا۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان والرجحان حضرات من مذہب عیسوی کا اصل اصول یہ ہے کہ وہ اعتقاد کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے الوہیت تامہ اور انسانیت کاملہ کے ساتھ تمام جہانوں کے کفارہ ہونیکو دنیا میں تشریف لائے

اب سنئے جناب من مسیح علیہ السلام کا ابن اللہ ہونا بداہۃً محال و باطل ہے (۱) کہ باپ بیٹے میں مماثلت بھی ضروری ہے جب تک مماثلت نہو گی بیٹا باپ ہونا از روئے عقل و تجربہ محال ہے مسیح علیہ السلام اور خدا میں مماثلت تو بالائے طاق بلکہ منافات کلیہ ہے۔

مسیح علیہ السلام کو بول و براز اور کھانے پینے کی حاجت تھی۔ خدا ان چیزوں سے بے نیاز و پاک ہے۔ مسیح علیہ السلام پر مرض موت کا دباؤ آشکار خدا دباؤ سے سراسر درکنار۔ خدا قدیم خالق و قادر و مسرور مسیح علیہ السلام حادث و عاجز و مخلوق و مجبور۔ خدا غیر محدود مسیح علیہ السلام محدود اتنے منافات ہوتے ہوئے خدا کا بیٹا ہونا از روئے عقل و تجربہ و وقوعہ بالکل محال ہے (۲) پادریو تم خدا و مسیح علیہ السلام ہم

بر دونوں کو قدیم بالذات کہتے ہو یا ممکن بالذات یا ایک کو قدیم بالذات
اور دوسرے کو ممکن بالذات اگر دونوں کو قدیم بالذات مانتے ہو تو مسیح کا
فرزند خدا ہونا بدیہی باطل ہے کیونکہ بیٹا ہونے کے واسطے یہ شرط ہے کہ بیٹے کا
باپ کے بعد ہونا واجب ہے ورنہ ولدیت ہرگز ثابت نہ ہوگی چنانچہ ظاہر ہے سب
کوئی جانتے ہیں ہاں جو صاحب عقل سے بے بہرہ ہیں وہ تو جناب لیکھر
فقیہ مہاشہ سمجھیں تو میری کیا تقصیر۔

جب پادریوں نے دونوں کو وجود واجب تسلیم کیا تو پھر مسیح کا ابن
خدا ہونا بدیہی محال ہے۔ کیونکہ جب مسیح خدا کے بیٹے ہوئے تو لامحال وجود
خدا کے بعد مسیح کا وجود ہوگا۔ جس سے صاف مسیح کا حدوث ثابت ہوگا سوا
ابتداء مسیح کی نکلیگی۔ اور یہ مسئلہ تمام عقلائے جہان کے مسلمہ ہے کہ
جو شے کہ اسکی ابتدا ہے وہ حادث ہے تو اب مسیح واجب نہ رہے حالانکہ
تم مسیح کو واجب بالذات کہہ چکے اگر دونوں کو ممکن بالذات کہتے ہو تو ثبوت
ثابت ہوگی۔ مگر خدا نے واجب تشریف لیگئے۔ ترک ہوگیا یہ بھی محال کیونکہ
واجب کا ممکن ہونا محال ہے۔ اگر کہو باپ واجب ہے بیٹا ممکن تو بعد یہ
نکلیگی۔ مگر مماثلت نہ رہی بغیر مماثلت رکھنے کا ہونا محال عقلی و وقوعی ہے
بہر تقدیر مسیح کا فرزند خدا ہونا بدیہی محال ہے (۳) اگر پادری صاحب کے
گھر ایک بچہ بجل گھوڑا ہو تو پادری صاحب انصاف سے بتائیے کہ آپکو کسقدر
شرم آئیگی حالانکہ آپ میں اور گھوڑے میں بہتری مناسبت ہے۔ جیسا وہ
کھاتا پیتا ہے آپ بھی کھاتے پیتے ہیں جیسا وہ ہگنے موتنے کی آفت میں مبتلا
ہے آپ بھی خالی نہیں جسطرح وہ حادث و مخلوق مجبور آپ بھی ان صفتوں
سے معمور جیسا خون و گوشت اوس کا ویسا آپکا بھی جیسا وہ حیوان آپ
بھی تو حیوان ہیں ہاں فرق اتنا ہے کہ آپ حیوان ناطق ہیں اور وہ حیوان
جاہل۔ آپ کمالات علمیہ میں ہوشیار وہ ان کمالات سے بیکار باوجود

اتنی مناسبت ومشابہت لے تو آپکو شرم آئیگی کہ ہائے میرے گھر کیسا نکما بچہ پیدا ہوا مگر آپ خدا کا ایسا لیسا بچہ تجویز کرتے ہیں کہ مناسبت ومماثلت تو در کنار بلکہ منافات ہے سراسر کیا خدا کو ایسے نا قابل لڑکے ہونے میں شرم نہیں ہوگی کیا معاذ اللہ خدا باوریوں سے بھی گیا گذرا ہے غرض مسیح کا فرزند خدا ہونے سے خدا کی بے عزتی لازم آتی ہے اور یہ محال ہے پس مسیح کا ابن اللہ ہونا بھی محال وباطل ہے۔ (۴) نبوۃ خاصہ ہے مخلوق کا اور خاصے کا وہ ہے جو اس میں پایا جاوے جیسے ہنسی خاصہ ہے انسان کا جو افراد انسانیہ کے غیر میں نہیں پائی جاتی نبوۃ جب مخلوق ہی کا خاصہ مسلمہ ٹھیرا یہ خالق میں پایا جانا محال ہے۔ اب مسیح کا فرزند خدا ہونا بھی محال ہے سلاوہ نبوۃ لازم ہے تغیر کو چنانچہ یہ بھی مسلم ہے تجربہ وعقل سلیمہ شاہد ہے اور جو چیز متغیر ہوتی ہے وہ حادث ہے بر تقدیر محال اگر خدا میں نبوۃ پائی جاوے تو خدا بھی بحکم مقدمہ مسلمہ مرقومہ سابقہ متغیر ہوا۔ جو خدا متغیر ہو تو بدایتہً خدا حادث ہوا کیونکہ تغیر حدوث کو لازم ہے چونکہ خدا کا متغیر ہونا محال مسلم ہے لہذا مسیح کا خدا ہونا بھی محال ہے۔ فقط

لونڈی غلام اور خادم کا حق

سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۲ نمبر ۳

ایک حدیث میں ہے۔ جب خادم دھواں اُٹھا کر اور کھانا پکا کر سامنے رکھے تو ضرور اس میں سے خادم کو بھی کھلاؤ۔ زیادہ گنجائش نہ ہو۔ تو چند ایک لقمے ضرور چکھا دو۔

آقاء کا حق

آقا کی ہر حال میں خیر خواہی کرنی اس کے مال وغیرہ میں خیانت نہ کرنی

اس کے حکموں کو جو خلاف شرع نہ ہوں ماننا واجب ہے۔
آں حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب ایک غلام اپنے مالک کی بھی خیرخواہی کرے اور خدا کی عبادت میں بھی لگا رہے۔ تو اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔
ایک حدیث میں آیا ہے۔ کیا اچھا خادم ہے۔ جو اللہ کی بھی اطاعت کرے۔ اور اپنے مالک کا بھی حق ادا کرے۔
آں حضرت سے روایت ہے جب خادم اپنے آقا کے یہاں سے بھاگا تو اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی +

بیمار قیدی اور بھوکے کا حق

بیمار کی عبادت کرنا کمال ثواب کا کام ہے۔ آں حضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص بیمار کی عیادت کریگا۔ وہ ہمیشہ کے لئے جنت کے میووں سے بہرہ ور ہوگا۔
بیمار کے پاس جا کر اس کا حال پوچھو۔ تشفی دو۔ ممکن ہو۔ تو ساتھ کوئی کامل حکیم یا ڈاکٹر لے جاؤ۔ آں حضرت نے فرمایا چھڑاؤ بے گناہ قیدی کو۔ کھانا کھلاؤ بھوکے کو۔ اور خیر و عافیت پوچھو بیمار کی +

غیر مسلموں اور کفار کے حقوق

آں حضرت نے فرمایا۔ کہ تمام مخلوقات اللہ کا عیال ہے۔ پس سب سے اچھا آدمی وہ ہے۔ جس کا سلوک خدا کے عیال سے سب سے بہتر ہے +
اس حدیث میں غور کیا جائے تو کافر و مومن ہر ایک شخص کی خیر خواہی

جو شریعت اسلامیہ کے [illegible] ہیں ۔ ان کا یہ حق ہے کہ ان کو اسلام کیطرف دعوت کیجائے سمجھا بوجھا کر اسلام کی طرف مائل کیا جاوے اور جب مسلمان ہو جاویں ۔ تو ہر بات میں اُن کو مسلمان کے برابر حق دیئے جائیں +

ہر ایک منکر اسلام کو لطف اور نرمی سے سمجھا کر اسلام کیطرف مائل کرنا چاہیئے ۔ اللہ تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے ۔ کہ تو لوگوں کو اپنے رب کے راستہ کی طرف دانشمندی اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلا ۔ اور اُن کے ساتھ احسن طور پر مباحثہ کر +

سوائے اُن کفار کے جو دین کی آزادی کے مزاحم ہوں ۔ یا جان و مال کے لاگو ہو جائیں ۔ باقی تمام غیر مسلموں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا سلوک کرنا چاہیئے ۔ اللہ تعالے قرآن کریم کی سورہ ممتحنہ میں فرماتا ہے ۔ خدا تم کو اس بات سے نہیں روکتا ۔ کہ تم اُن لوگوں سے خوش سلوکی یا انصاف کرو ۔ جو دین کے بارہ میں تم سے لڑتے نہیں ۔ اللہ کو تو انصاف کرنے والے ہر حال میں پسند ہیں ۔ وہ تو تم کو صرف انہی لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں لڑتے ہیں ۔ یا دوسروں کو تمہارے مقابل مدد دیتے ہیں ۔

مسلمان کے لیئے ضروری ہے کہ وہ کفار کے ساتھ بھی نرمی و ملائمت اور شفقت کا سلوک کرے ۔ اُن سے ہمیشہ با اخلاق پیش آئے ۔ کوئی سچا مسلمان دینی حیثیت سے کسی کافر کو اچھا نہیں کہہ سکتا ۔ نہ دینی محبت اس سے ڈال سکتا ہے ۔ لیکن دنیاوی حیثیت سے ہر ایک غیر مسلم کے ساتھ اخلاق اور حسن معاملات سے پیش آنا چاہیئے ۔ کسی کافر کے ساتھ بیوفائی عہد شکنی ظلم بے انصافی بدمعاملگی کرنی جائز نہیں ۔ نہ اُسکا مال و اسباب بلا اس کی اجازت کے تصرف میں لانا جائز ہے ۔ بلکہ کفار کے سامنے ہر ایک مسلمان کو

خوش معاملگی، عدہ وعدہ وفائی، شفقت اور مواسات کا ایسا نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ کہ وہ دل سے اسلام کا گرویدہ ہو جائے۔ بد عہد اور بد معاملہ آدمی خواہ مسلمان ہو۔ انسان کہلانے کے لائق نہیں۔

ہمسایہ کافر ہو۔ تو اُس کی ہمدردی اور مواسات بھی واجب ہے آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ایک ہمسایہ ایسا ہے جس کا ایک ہی حق ہے۔ وہ ہمسایہ کافر ہے ایک ہمسایہ وہ ہے۔ جس کے دو حق ہیں۔ وہ ہمسایہ مسلمان ہے۔ ایک ہمسایہ ہے جسکے تین حق ہیں وہ ہمسایہ یگانہ ہے۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں مخالفین دین کے ساتھ دینی امور میں محبت کرنے سے منع کیا ہے۔ بہر طرح پر شفقت کے لئے سخت تاکید فرمائی ہے۔ محبت اور شفقت میں یہ فرق ہے کہ محبت اپنے محبوب کے تمام اقوال وافعال کو بنظر استحسان دیکھتا ہے۔ اور رغبت رکھتا ہے کہ ایسے امور اُس میں بھی پیدا ہو جائیں۔ اور اُس کے رنگ سے بکلی رنگین ہو جائے۔ سو کوئی مسلمان دینی امور میں کافر اور مشرک کے رنگ سے رنگین ہونا پسند نہیں کر سکتا۔ اور نہ اُن سے محبت کر سکتا ہے[1]۔ خدا نے اسی قسم کی محبت سے مومن کو منع کیا ہے۔ اور فرمایا۔ لا تتخذوا الیہود والنصارٰی اولیاء لا تتخذوا بطانۃ من دونکم یہود و نصاریٰ کو اولیاء محب دینی مت ٹھیراؤ۔ دینی امور میں اپنے سوا دوسروں کو راز دار نہ بناؤ۔

لیکن شفقت۔ صرف ہمدردی خوش سلوکی اور خیر خواہی خلائق کا نام ہے خواہ مومن کی نسبت بجا لائی جائے خواہ کافر کی نسبت اسلام میں حکم ہے

[1] ہاں دنیاوی امور میں اُن سے محبت اور تعلق پیدا کر سکتا ہے۔ اور دنیاوی ترقی میں ان کے رنگ میں رنگین ہونا پسند کر سکتا ہے۔ سو دنیاوی امور میں دنیاوی حیثیت سے کسی قسم کی محبت ہرگز منع نہیں۔ بلکہ عین مناسب ہے۔

کہ بلا امتیاز مومن و کافر کے۔ تمام خلائق سے شفقت برتو۔ مگر محبت صرف مومنوں سے رکھو۔

قرآن شریف کے موافق ہر ایک مومن کو غیر مسلموں سے کمال درجہ کی شفقت برتنی چاہیئے۔ جس طرح ایک رحیم آدمی جذامیوں اور اندھے لوگوں اور لنگڑے وغیرہ پر شفقت رکھتا ہے۔ لیکن ان کے رنگ سے رنگین ہونے اور صحبت رکھنے اور دلی محبت کرنے سے باز رہنا چاہیئے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار پر شفقت کرنے کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم۔ کا فروں کی ایسا شفیق ہے۔ جو تمہارے دکھ کو دیکھ نہیں سکتا۔ نہایت درجہ خواہشمند ہے۔ کہ تم ہر قسم کی بلاؤں سے نجات پاجاؤ۔ اور پھر فرمایا۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ اے نبی شاید تو اس غم سے ہلاک ہوجائیگا۔ کہ یہ کفار لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے مطلب یہ ہے۔ کہ تیری شفقت اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ تو اُن کے غم میں ہلاک ہونے کے قریب ہے اور پھر ایک مقام میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمہ۔ یعنی مومن وہی ہیں جو ایک دوسرے کو صبر اور مرحمت کی نصیحت کرتے ہیں۔ یعنے یہ ہدایت کرتے ہیں۔ کہ شدائد پر صبر کرو۔ اور خدا کے بندوں پر شفقت کرو یہاں مرحمت کے معنے رحم اور شفقت ہی کے ہیں اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء رحم کرو ان لوگوں پر جو زمین پر ہیں۔ رحم کریگا تم پر وہ جو آسمان میں ہے۔

بعض نادان عیسائی اسلام کی نسبت یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اُس میں حکم ہے۔ کہ عیسائی وغیرہ غیر مسلم لوگوں سے محبت نہ کریں لیکن افسوس کہ وہ اتنا نہیں سوچتے کہ ہر ایک لفظ اپنے موقع پر مستعمل ہوتا

ہم بے شک مانتے ہیں کہ اسلام میں غیر مسلمانوں کے ساتھ محبت کرنے کا حکم نہیں۔ لیکن شفقت مواسات۔ ہمدردی۔ رحم خوش معاملگی انصاف برتنے کا صاف حکم ہے۔ محبت کا جو اصل مفہوم ہے وہ کفار کے ساتھ ممکن ہی نہیں۔ فاسقوں اور کافروں سے محبت کے تو یہی معنے ہیں کہ ان کے کفر او فسق سے حصہ لے لیا جاتے۔ اور ان کے رنگ سے انسان رنگین ہوجاتے۔ لیکن کیا کوئی مسلمان کفار و فساق کے کفر و فسق سے حصہ لے سکتا ہے؟ ایسا ہرگز ممکن نہیں بس نہایت جاہل ہے وہ شخص جو یہ تعلیم دیتا ہے کہ دشمنان دین سے محبت رکھو محبت تو نام ہی اسکا ہے کہ محبوب کے قول و فعل اور عادات و خلق اور چال ڈھال کو رضا کے رنگ میں دیکھیں اور اس پر خوش ہوں اور اس کا اثر اپنے دل میں ڈال لیں ایسا ہونا مومن سے کافر کی نسبت ممکن نہیں۔ ہاں خدا۔ رسول۔ صالحین کی نسبت ایسی محبت ضروری ہے۔ لیں مومن کافر سے محبت نہیں کریگا۔ پر شفقت کریگا اور تمام دقائق ہمدردی بجا لائیگا۔ اور اسکی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا غمگسار ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ بغیر لحاظ مذہب ملت کے دنیا کے تمام لوگوں سے ہمدردی کرو۔ بھوکوں کو کھلاؤ غلاموں کو آزاد کراؤ۔ قرضداروں کے قرض ادا کرو۔ اور زیرباروں کے بار اٹھاؤ۔ اور بنی نوع سے ہمدردی کا حق ادا کرو۔ اور فرمایا ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاذ القربیٰ یعنے خدا تعالےٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ عدل کرو اور عدل سے بڑھ کر یہ کہ احسان کرو جیسے بچہ سے اس کی والدہ یا کوئی اور شخص محض قرابت کے جوش سے کسی کی ہمدردی کرتا ہے اور پھر فرمایا۔

سلہ۔ ہاں عرف عام میں جیسے ... دوستی کہلتے ہیں اس طرح اس لفظ کا استعمال کفار کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن لفظ کے اصلی مفہوم کے رو سے ہرگز نہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشتہار انعامی مبلغ ۵۰۰

یہ اشتہار اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ جو کوئی آریہ منش از روے عقاید مذہبی و دلایل عقلی آریہ اور دہریے میں فرق بیں کر دکھلا دے۔ تو اسکو فریق ثالث یعنی غیر مذہب والوں کے چند ثقہ آدمیوں کے متفق اقرار اور شہادت حقہ کے بعد فی الفور مبلغ ۵۰۰ روپے بطور انعام پیشکش کئے جاوینگے اور کسی قسم کا عذر نہ ہوگا۔ لیکن ایسے فرق کرنے والے کو لازم ہے۔ کہ سوامی دیانند سرستی کا عملاً فعلاً قولاً مقلد۔ ورپکا آریہ ہو۔ اور برائے نام ہی آریہ نہ ہو۔ بلکہ اعلےٰ درجہ قابل نجات آریہ کے اوصاف حمیدہ سے متصف اور دہریہ نہ ہو۔ **کامل آریہ سے مراد وہی ہے۔ جو سوامی جی ستیارتھ پرکاش** کے صفحہ ۱۱ اور ۲۰۵ میں لکھتے ہیں جس کی عمر چار سو سال کی ہوتی از بس ضروری ہے۔ مگر ہم صرف اعلیٰ درجہ کے آریہ پر ہی اس انعام کو محدود نہیں کرتے۔ بلکہ اگر کامل آریہ آریہ ورت میں مفقود اور کافور ہو۔ تو البتہ دویم درجے کا آریہ ہی منظور ہے۔ جو دو سو سال کا ہو۔ مگر ادنےٰ درجہ کا آریہ جو جملہ اوصاف حمیدہ سے موصوف نہ ہو۔ وہ ناقص ہوکر ہمارا مخاطب نہیں ہوسکتا۔ اور ایسا نہ ہو۔ کہ زبان سے تو سوامی جی کی تعلیم کا اقراری ہو مگر عملاً اسکی تعلیم اور دہرم سے روگردان اور بے ایمان ہو۔ اور ہم رسالہ انتخاب الاسلام میں بتفصیل لکھ آئے ہیں۔ کہ مہاتما آریہ کے لئے کون کون سے اعلےٰ روحانی فرائض واجب الادا ہیں۔ جنکی ادائیگی کے بغیر کوئی آریہ آریہ نہیں رہتا۔ پس ایسے آریہ کو خصوصاً اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ جس صورت میں مادہ اور ارواح قدیمی ابدی اور انادی ہیں۔ اور انفصال اور اتصال کی قوتیں

بھی ان میں قدیم سے ہیں۔ تو پھر حیوانوں اور انسانوں کے مرنے جینے اور
دوسرے جنم میں اتار لینے کے معاملہ میں پرمیشر کی کیا ضرورت۔ اور حاجت
بنی ارواح ہیں بقول سوامی دیانند سرستی ایک مادے یا جسم سے ملنے اور
الگ ہو جانے کی طاقت قدیمی اور ازلی ابدی ہے جس طرح پودے خاص
وقت تک بڑھتے ہیں۔ اور پھلتے اور [illegible] لتے ہیں۔ پھر ایک خاص وقت کے
بعد ان کے اجزا بوسیدہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہ روح کی جان ان سے خود بخود
قطع تعلق کر لی جاتی ہے۔ تو پھر پرمیشور کا اسکے لئے ہونا نہ ہونا برابر ہے کیونکہ
جوڑنے جاڑنے کا فعل روح کی از خود کرنا پڑتا ہے۔ اور آریہ صاحبان مانتے
ہیں کہ مادہ اور ارواح معہ اپنی تمام قوتوں اور استعدادوں کے ازلی ابدی اور
قدیمی ہیں۔ ایشور کا کام صاف جوڑنے جاڑنے کا ہے۔ لیکن سوامی جی جوڑنے
جاڑنے سے بھی اُسے ایک جگہ جواب دیئے گئے۔ اور ایشور کا ہونا نہ ہونا
تسلیم کرتے ہیں چنانچہ سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش کے باب
صفحہ ۲۱۲ و ۲۱۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ ارواح میں ہمیشہ ارادہ خواہش اور نفرت
محبت اور جوڑنے جاڑنے کی طاقت اور تحریک و ملاپ جدائی اور جدا کرنا اور
ملانا اور گیان اور فعل وغیرہ کی وہ ساری چوبیس[24] طاقتیں ہمیشہ ساتھ رہتی
ہیں۔ جو ہم سب انسان عین حیات میں رکھتے ہیں۔ سو جس طرح ہم انفصال اور
اتصال کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور جو دل میں آتا ہے۔ اسکو عند الطلب وطاقت
کر گذرتے ہیں۔ اور ہر ایک سعی اور فعل کا نتیجہ اپنے ہاتھوں سے مہیا کر لیتے ہیں
اسی طرح ارواح میں انسانی جسم کی ساری طاقتیں ہمیشہ ساتھ رہتی ہیں سو جس
طرح ہم محنت استقلال اور جفاکشی سے اعلےٰ مکانوں اور اعلےٰ درجے کے
لوگوں کے مجالس اور سوسائٹی میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اور عمدہ گھر لباس اور
ما یحتاج کو دست بدست حاصل کر سکتے ہیں۔ اور جان کاہ دکھ درد اور حادثات
آفات اور امراض مہلکہ سے باحتیاط محفوظ رہ سکتے اسی طرح ارواح اپنے

اپنے اعمال جفاکشیوں اور نیک و بد شرارتوں سے بہرہ ور ہوکر ادنیٰ و اعلیٰ
انسانی یا حیوانی جامہ پہن لیتے ہیں۔ اور اونچے و اعلیٰ مکانوں میں حسب مراتب
و طاقت قدرت جا بستے ہیں۔ کیونکہ روح آزاد ہے۔ اور مرنے کے بعد اپنے
اعمال کے لحاظ سے وہاں تک پرواز کر سکتی ہے۔ جہانتک نیک اعمال کا
زادراہ اور قوت بازو اسکی دستگیری کرتا ہے۔ پھر اس بات کا ذکر کرنا
کہ پرمیشور کا ان میں واسطہ ہوتا ہے۔ وہ بے معنی ہے۔ یعنی جسطرح زید
محنت مزدوری کرکے اپنی کمائی سے اپنے تئیں پالتا ہے۔ اور درخت
زمین سے اس خود بخود چوس کر اپنا نشو ونما حاصل کرتا ہے۔ پھر اسمیں
ثالث کا کیا ذکر ٹھیرا۔ ہر ایک اپنے کئے کا پھل پاتا ہے پرمیشور کی اسمیں
کونسی کرپا ہے۔ اگر کوئی جاپ آنے کماتا ہے۔ تو اپنی محنت سے اگر کوئی
امیر بنتا ہے۔ تو اپنی محنت سے کیونکہ پرمیشور بغیر محنت کے حبہ تک دینے
کا روادار نہیں۔ اگر پہلوان مضبوط ہوتا ہے۔ تو اپنی ورزش اور محنت
سے اگر کوئی روح ایک جسم سے الگ ہوتی ہے۔ اور دوسرے جسم میں نفوذ
کرتی ہے تو آپنے دکھ درد ازلی ابدی قوی یعنی انفصال اور اتصال کی
طاقتوں اور خاصیتوں اور وسائل سے پھر ان تمام صورتوں کو یکجائی
طور پر دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے۔ اور وہ تعطل
آریہ خود بخود ہوتا ہے۔ اور ہمیں کوئی سمجھائے کہ اسمیں ایشور نے کونسی
کرپا کی ہے۔ کیونکہ ہر نعمت اور تنگی ترشی سیاہی سفیدی تمام اسباب بھی
ہمارے اعمال پر منحصر ہے۔ یا ازلی قوا اور استعداد وغیرہ پر۔ ہمارے خیال میں
آتا ہے۔ کہ آریہ صاحب اور ناستک غائب دہریہ میں کوئی چنداں تفرقہ
نہیں۔ بعض روحیں غربت امارت جاری کی ازلی گن ہیں۔ پھر تناسخ کہاں
رہا۔ (منقول از اخبار الاسلام جلد سوم)

(ماسٹر عبدالرحمٰن نو مسلم سابق مہر سنگھ)

تہذیب آریہ

ناظرین ! اگر آپکو ناگوار خاطر نہو تو از راہ عنایت اس طرف تشریف لائیے ہم آپکو حضرت انسان کی ابتدائی حالت کا نقشہ دکھائیں گے۔

کتب تواریخ سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ حضرت انسان ابتدائی زمانہ میں مثل ان چوپاؤں ۔ درندوں ۔ گزندوں کے تھے جو جنگلوں ۔ بنوں پہاڑوں میں چھپے اور مارے پھرتے پھرتے تھے کوئی تمیز نہیں اور انہیں نہ تھی یا نہ ملتے اپنی انبار جنس کو اب نہ دیکھیں گا ۔ جو پہاڑوں اور غاروں میں مثل بہائم کے بسر کرتے ہیں آپکو جناب انسانیت کا اعلیٰ مرتبہ پر پایا جاتا ہے یہ علم اور عقل کا طفیل ہے اسی کی باعث آپ اشرف المخلوقات ٹھہرے سب سے پہلا ذریعہ جو آپکی ترقی کا ہوا ایک کلمہ کی زبان ہے باہم گفتگو کرنا اپنی دلی مدعا ظاہر کرنا اسی سے ہوا یہ عام قاعدہ مسلمہ ہے کہ اب سے جسقدر زمانہ میں پیچھا پایا جاتا ہے ہماری حالت موجودہ سے اسیقدر خرابی پائی جاتی ہے ہماری ابتدائی حالت بمقابلہ موجودہ حالت کے نہایت ہی خراب تھی ابتدائی اور حال کی زبان کو ہی دیکھو اول کی زبان جناب پچھلی کتابوں میں دیکھیں ہیں تو بوجہ ثقل و سقم ہونے کے غیر مانوس متروک الاستعمال ٹھہری اول کی رسم و رواج ۔ طور طریق ۔ عادت خصلت سب مہذب اور شائستہ ملکوں میں نہایت ہی خراب اور گندی شرمناک پائی جاتی ہیں جس قوم کے نزدیک انسانی پیدائش کو ۱۹۶۰۸۵۳۰۰۵ سال آریہ ہوئے بھلا خیال تو فرمائیے ان لوگوں کے اطوار و افعال و اقوال کا تناسب شائستگی کے زمانہ سے زمین و آسمان کا پایا جاتا ہے اگر آپ نہ مانیں تو ہم سے دو سکے جنگلی اور بن مانس دیکھ لیں انکی زبان کسی ملک کے شستہ کی زبان نہونیکے باعث اکثر پچھلے لکیر کے فقیر اسکو دیو بانی تصور کریں یعنی دیوتوں کی بولی جنگلی پہاڑی اور جزائر کے وحشی آدمی شائستہ ہوتے جاتے ہیں

اپنا بھائی اور خراب قابل شرم وحیا عادتیں چھوڑتے جاتے ہیں لائق عالموں
عقلمندوں نے اگرچہ بہت کوشش کرکے اپنے بزرگوں کی قابل اصلاح و شرمناک
رسوم واقسام وافعال کو محض تاویلات سے چھپانا چاہا مگر ۔ **بیت**

چھپتا نہیں سے صاف بنائی ہوئی کبھی ✦ آخر کو ہوکے رہتی ہے اصلیت آشکار

اگر کوئی صاحب اس بیان کو غلط مانیں تو لیجئے ہم انکو ادہر کا ہی نقشہ اپنے
بیان کی صداقت میں دکھلاتے ہیں ۔ آریوں کے سوامی سنیاسی پنڈت دیانند سرسوتی
جی (جو سمت ۱۸۸۱ بکرمی میں پیدا ہوئے اور سمت ۱۹۴۰ بکرمی میں فوت ہوئے) نے انکی کتابوں کی
اصلاح میں بہت ہی کوشش کی یہاں تک علم وعقل کا زور مارا کر اگلے رشیوں منیوں
کی کتابیں اور تفسیریں اور شرحیں سب غلط کردیں اپنا نیا لغت جاری کیا سب
کو جاہل گمراہ بیدین بنا دیا لیکن کملی کو کہ ہزار بار دہوئے سے دہونے پر بھی کالا ہی
رہا ۔ خیر آپ صاحبوں کی خاطر ہم پچھلی کتابوں کے حوالے چھوڑ کر خود انکی ہی سکھ
مرتبہ کتابوں کی سیر کرائے دیتے ہیں مگر خیال رہے کہ آپکی تضیع اوقات منظور نہیں اور
طول باعث ملال ہے لہذا ع انہی کی مختصر گریم وید کی تہذیب وید بھاشیہ
سنسکار ودہی ستیارتھ پرکاش سوامی جی کی کتابیں اور ہمارے رسالے آریہ
اپدیشک آریہ کرم ستیا چار ۔ آریہ اپدیش ۔ وید کی تبدیہ ۔ اور تکذیب خبط فن و
فریب وہر موچیدن و اگنی ہوترا خبار ست دھرم پرچارک دیکھا نہیں تہذیب
آریہ کا ایسا نقشہ نظر آئیگا سلا (۱) اگر عورت مرد جیسے دہوبہ کو بیوہ اور سہاگن
سچا وند کو لیکر پلنگ پر جمع ہوتی اور اولاد کو اسطرح سے حاصل کرتی ہے
ایسے ہی تم دونوں میاں بیوی کہاں رات کو اور کہاں دن میں لیٹے تھے کہاں
شہوت کو حاصل کیا اور کس وقت کہاں رہتے رہے تمہاری سونے کی جگہ کہاں ہے تم کون
گھر کے رہنے والے ہو (۲) جب مرد اولاد جننے کے قابل نرہے اسوقت اپنی بیوی کو
کہدے کر ہے سہاگوان کسی مرد سے اولاد حاصل کرلے (۳) ہے دیور [illegible] کے قابل
اقبال آدمی تو اس ازدواج شدہ عورت یا بیوہ عورتوں کو اچھے لڑکوں والی ہو

خوش نصیب کر۔ اس شادی شدہ عورت دس لڑکے پیدا کر اور گیارہویں
عورت کو مان اے عورت تو بھی شادی شدہ مرد یا نیوگ شدہ مردوں سے دس
بچے پیدا کر اور گیارہویں خاوند کو سمجھ (۴) اولاد کی ہونے میں سسر وغیرہ کی
اجازت لیکر عورت کسی رشتہ دار سے یا دیور سے خاطر خواہ اولاد حاصل کرے سوئم
اور جیٹھ وغیرہ والد کا حکم پاکر بیوہ ان میں کسی لگا کر جیب جاپ بیوہ سے ہم بستری
کرلے جب حمل ٹھہر جاوے تب بڑا بھائی گرو کی مانند اور چھوٹے بھائی کی بیوی بیٹی کی
بیوی کی مانند باہم رہنے لگیں۔ لیکن یہ حکم اس وقت ہے جبکہ والد وغیرہ کے حکم سے یہ کام
کیا گیا ہو جو اپنی مرضی سے دونوں ہم بستر ہو گئے ہوں تو جیسے چاہیں مذکر یہ
مدعا اولیت سے گر جاتے ہیں جس طرح دوسری اولاد ازروئے وید وراثت مال دولت
لیتی ہے اسیطرح وہ لڑکا جو عورت نے سسر وغیرہ کے حکم سے حاصل کیا ہے
حصہ لیوے کیونکہ کھیت والیکا بیج ہے اور اسکی پیدائش دھرم سے ہے مرے ہوئے
بھائی کی جورو اور دولت کو جو اسکا بھائی اپنی حفاظت میں رکھے وہی اس بیچاری
کو بچہ جناوے اور جو بیوہ کے بچہ پیدا ہو وہی مال و دولت مذکورہ کو لیوے (۵)
جب خاوند نامرد یا بیمار ہو تب ایک عام جلسہ میں عورت کو لیجا کر اجازت دے کہ اے
نیک بخت عورت تو میرے سوا کسی دوسرے خصم کی خواہش کر کیونکہ میں نامرد
ہوں مجھسے اولاد پیدا ہونیکی آس چھوڑ دے اسیطرح جب عورت بانجھ ہو یا بیمار تب
وہ بھی خصم سے کہدے کہ ہے سوامی مجھسے اولاد کی آس مت رکھ کسی دوسری بیوہ
عورت سے نیوگ کرکے اولاد حاصل کر (۶) اگر خاوند دھرم کی خاطر پردیس گیا ہو
تو آٹھ سال تک۔ اگر بغرض طلب علم و حصول جاہ و مراتب کے گیا ہو تو چھ سال
تک۔ اگر تجارت یا دولت کمانیکی غرض سے گیا ہو تو تین سال تک عورت مرد کا
انتظار کرکے کسی رنڈوے سنڈے سے نیوگ کرکے اپنے لئے یا دوسروں کے لئے
اولاد جنتی رہے جب خاوند سفر سے آجائے جھٹ اسکی بغل میں جا بیٹھے (۷) اگر
عورت بانجھ ہو تو بیاہ سے آٹھ سال تک۔ اگر اولاد پیدا ہوکر مر جاتی ہو تو دس سال تک

عورت لڑکیاں ہی جنتی ہو۔ تو گیارہ سال تک رکھکر چھوڑ دی بدزبان کو تو فوراً ہی گھر سے باہر نکال دے کسی اچھی عورت زیادہ بچے جننے والی سے کہے کہ میں تجھ سے اولاد حاصل کرنے کو نیوگ کرتا ہوں ونس بچے تو دے تی لوں اگر مرد بدزبان ہو تو عورت بھی فوراً چھوڑ کر کسی اور سے گٹھ جائے (۸) جن عورتوں کے نام درخت پہاڑ۔ ندی ستارے۔ وغیرہ کے نام پر ہوں انسے تو مرد بیاہ نہ کریں اگر کر لیا تو چھوڑ دیں (ایسا ہی سلوک عورتیں بھی مرد کے ساتھ کریں تو اچھا ہی) (۹) عورت کے حاملہ ہونے پر اگر مرد سے نہ رہا جاوے تو سال بھر تک دوسری سے نیوگ کرکے اور عورتوں کو یا نامردوں کو اولاد تیار ہی (۱۰) بدفعلی عورت کی جبلی عادت ہی یہ وید میں لکھا ہی دیکھنے والا بحالت زناکاری یوں کہکر خاموش ہو رہے کہ اگر نطفہ نے قرار پکڑا ہے تو اسی کا خصم اسکو پاک کرے ورنہ حیض آنے سے خود ہی پاک ہو جاویگی (۱۱) اپنی ماتا کی زناکاری دیکھکر کہنا چاہیے کہ میری ماں نے میرے باپ کے سوا کسی دوسرے مرد میں رغبت کی اور یہ پھل پایا اب میری والدہ کے اس بیج اور روپ کو یعنی دوسرے مرد کے اس نطفہ کو میرا باپ پاک کرے جو چیزیں پاک کرنے کے قابل ہیں وہ مٹی اور پانی سے جلنے سے اور جسکا دل غیر مرد سے ملگیا ہو وہ حیض آنے سے اور برہمن فقیر ہو جانے سے پاک ہو جاتا ہے (۱۲) جو بنڈی دام لیکر زنا سے انکار کرے اور بیمار نہ ہو تو دوچند اور بغیر ٹھہرائے اقرار پر انکار کرے تو وہی دام واپس کرے یہی حکم مرد کو ہے (۱۳) جس قسم کے مرد سے عورت ہمبستر ہوتی ہے ویسا ہی بچہ پیدا کرتی ہے اس لئے اولاد پاک ہونیکے لئے عورت کی حتی المقدور حفاظت کرنی چاہیے (۱۴) جہاں سچ بولنے میں برہمن چھتری ویش شودر قتل ہوتا ہو وہاں جھوٹ بولنا سچ سے بھی زیادہ اچھا ہے (اور قوموں کو قتل ہونے دو) (۱۵) جیسے برہمن کا دہن کبھی نہ نے و آفت ہو تب کسو نشا کام کرے لیا اور شاستر میں لکھی ہوئے کام کو چھوڑ دیوا جو برہمن یا چھتری ہو جائیگے گھر سے چھٹی کرے اور سزا دیوے دستر بہات ہند میں مرتد کی علت کیوں رکھی ہے اے شادی شدہ بیاگناہی

عورت میں تیرا خاوند جسم تیری تندرست اور پاک رحم ہو اور جسم تیرا گیسے کے قابل
حمل ہو جس حمل کے خوبصورت اور سیدھے اعضا ہیں اس کو حمل کی خواہش کیلیا
تیرے ساتھ ہم بستری کر کے دہ ہر ملکیت کرتا ہے ایسی طرح حاصل کروں۔
صاحبو ہم اپنے اس مضمون کو بس ہی تہذیب پر ختم کرتے ہیں۔ آریوں کی شہوت
رانی کا متعلق جو فحش اور خلاف تہذیب محض گندی اپنی تعلیم کا مدار پھیلانے والے وید اور
شاستروں کو احکام ہیں انکو لکھنے سے اسلامی تہذیب مانع ہے جب آریوں کے رشی منی جا کر
گرو جی ہی نے جانہ تہذیب زیب تن نہ فرمایا صرف برائے نام جا بجا ننگی لنگوٹی باندھکر پھرتے
عورتوں میں مادہ اور روح کا ازلی ہونا تناسخ اور نیوگ کا اجرا اور دیگر
مذاہب و اہل مذاہب پر طعن و تشنیع اور فحش گالیاں بکنا اور دوسرے اپنے
معتقدوں کو سبھا اور بھجن منڈلی کے ذریعہ ایسی ہی تہذیب کا پھیلانا۔ لڑائی
جھگڑے جھوٹے اشتہارات اور خلاف تہذیب کتابیں اور رسالے شائع کرنا انکا
شیوہ رہا ہے اور کس شمار میں ہے جو کوئی بد تہذیب ہونا چاہے آریہ ہو جائے
دیکھو عبد الغفور نام کے مسلمان جبتک برائے نام بھی مسلمان رہے مہذب رہے اس
دلدادہ نیوگ کا آریہ ہونا تھا کہ چار انگل جامہ تہذیب بھی ہاتھ سے گیا۔ کھاجن صاحبوں
کو لعن و طعن اور فحش گالیاں سیکھنا ہوں تو آریوں کی کتابیں و رسالے و اشتہارات
دیکھیں۔ آریہ صاحب جب تک مادہ اور روح کو ازلی مانیں گے شرک فی الذات
و شرک فی الصفات سے شرک فی الاسماء نہیں بچ سکتے اور جبتک نیوگ نہ چھوڑینگے
زناکاری اور فحش براہیوں سے نہ بچیں گے اور جبتک تناسخ کے معتقد رہیں گے
نجات دائمی نہ پائینگے ہمیشہ مرد سے عورت عورت سے مرد ہی الٹ پلٹ ماں باپ
زوج زوجہ بیٹی بیٹا سانپ بچھو کیڑے کوڑے گائے بیل ہر ایک قسم کے درخت
گھاس پھونس میں بنتے رہیں گے اگر کیا موحد بننا ہے ہر ایک قسم کی بری باتوں سے
بچنا ہے دائمی نجات حاصل کرنا ہے تو سچے دل سے مسلمان ہو جاؤ و ما علینا

الا البلاغ۔

قدامت دنیا

بجواب آریہ مسافر بابت مارچ ۱۹۲۵ء

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا ہی کرے گا اگرچہ منکرین بُرے گڑھیں
یہ ایک زبردست پیشین گوئی کلام پاک کی ہے کیونکہ بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا تنہا ہزاروں اور لاکھوں نہیں بلکہ تمام دنیا کے مقابلہ میں دعوے
رسالت کرنا اور تمام دنیا کا مع جملہ عزیز و اقارب کے مخالف بنجانا اور سب
پر آپ ہی کا غالب آنا یہی اس پیشین گوئی کا پورا ہونا ہے اور تا قیام قیامت
انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا۔

پس ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ یہ دیانندی جنکی تعداد انگلیوں پر گننے
کے قابل ہے کس شمار و قطار میں ہیں جو اسلام کی مخالفت آپکے
نام میں غلط فہمی پھیلا رہے ہیں۔ چنانچہ انہیں میں سے ایک صاحب
[illegible] ہے باعث شرم اپنا نام [illegible] رکھا رسالہ ہذا میں بعنوان بالا خامہ
فرسائی کرتے ہوئے ابتداء ہی میں تحریر فرماتے ہیں کہ (مسلمان اور عیسائی
وغیرہ دنیا کی پیدائش چھ سات ہزار سال سے بتلا کر عوام کو پرماتما
... کے ازلی ابدی تعلقات یا اعتقادی کا [illegible] رہتے ہیں) اس تحریر
سے ثابت ہے کہ اس دیانندی کو نہ تحقیق سے غرض ہے نہ تفتیش سے
کام۔ بلکہ ان کذب بھری تکذیب سے متاثر ہو کر مکھی پر مکھی مار رہا ہے جو عوام میں

اسلام کے خلاف غلط فہمی پھیلا رہے ہیں کاش کہ اگر تحقیق سے کام اور اگر پوچھنا عار سمجھا تھا تو کم سے کم (حدوث دنیا) مصنفہ مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب کو دیکھ لیتا تو یوں ٹھوکر نہ کھاتا اور جان لیتا کہ یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ ان میں سے بعض نے محض یہود و نصاریٰ کی غیر محققانہ تقلید میں ایسا لکھ مارا ہے

آگے چلکر ہمارا دیانندی دوست ایک اسلامی اخبار کے حوالے سے جسکا نام بھی اس کو نہیں معلوم ایک جانور کی اسی لاکھ برس پیشتر کی پرانی لاش کا مقام مونٹانا میں نکلنا بتلاتا ہے اور اس جدید تحقیقات پر نازاں ہو کر سوال کرتا ہے کہ (کیا اللہ میاں کے قرآنی کن فیکون والے جیمہ منتر میں انسانی پیدائش کی طاقت نہیں تھی اگر تھی تو ہر قسم کی کائنات کو ختم المرسلین اور انکی امت کی خاطر پیدا شدہ ماننے والے وہ اس میں کونسی مصلحت بتا سکتے ہیں کہ اللہ میاں نے تمام دنیا اور اس کی بے شمار چیزوں کو بالکل بے فائدہ طور پر کئی کروڑ سال پہلے بنا چھوڑا اور ان سے فائدہ اٹھانے والوں کو عدم میں رکھا)

ناظرین! لفظ فیکون کی بجائے فیکن لکھنا ہمارے دوست کی علمیت کا پتہ دیتا ہے۔ اور کیوں صاحب۔ کیا آپ لوگ اس بات کو نہیں مانتے۔ کہ خدا تعالےٰ کے کن کہنے یعنی ارادہ کرنے سے ہی تمام دنیا پیدا ہو جاتی ہے۔ مہاپرلے کے بعد جب دنیا پیدا ہوتی ہے۔ تو کیا وہ کن فیکون کہنے سے پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ مسلمان جب کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے آسمان و زمین کو چھ دن میں بنایا تو آریہ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اسقدر دیر کیوں لگی۔ کیوں نہ خدا نے لمحہ بھر میں زمین و آسمان کو پیدا کر لیا۔ جیسا کہ ہمارا اعتقاد ہے۔ کہ وہ مہاپرلے کے بعد لمحہ بھر میں دنیا و مافیہا کو پیدا کر لیتا ہے۔ تو تعجب ہے۔ کہ آریہ خود تو کن فیکون سے

پیدا کرنے کے قایل ہوں۔ اور مسلمانوں کے ان الفاظ پر محض عداوت
اور تعصب سے اعتراض کریں۔ آریہ تو پرمتما اور پیدائش کو اس سے
کسی کم عرصہ میں وجود میں آجانے کے قایل ہیں۔ تو مسلمانوں پر پہلے اعتراض
کیا۔ ہاں مادہ عالم پر اعتراض ہے۔ تو یاد رکھو۔ کہ مادہ ہرگز ہرگز قدیم
نہیں ہوسکتا۔ مادہ بے شعور۔ اپنی ہستی تک سے بے خبر دوسرے کی
قدرت میں مقہور۔ ہر طرح مجبور خاص خواص سے مخصوص۔ خاص حدود
سے مقید۔ آپ سے آپ کیسے ہوسکتا ہے۔ کوئی شے ماسوی اللہ
آپ سے آپ ہو نہیں سکتی۔ واجب ہستی صرف وہی ہوسکتی۔ جو کمال کے
اعلےٰ ترین درجہ پر ہو۔ جس سے پرے کچھ تجویز کرنا ممکن ہی نہیں۔ اور وہ
صرف خدا تعالےٰ جل جلالہ۔ کہ اسکے سوائے تمام چیزیں نقص و عیب کے
داغ سے آلودہ ہیں۔ اور کوئی ناقص شے واجب بالذات نہیں ہوسکتی
نہ مستقل وجود رکھ سکتی۔ یہ آریوں ہی کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہے۔ کہ روح
و مادہ کو نقص و عیوب کے داغ سے آلودہ اور ہر طرح مجبور و مقہور مان کر
پھر واجب بالذات اور ازلی و قدیم مانتے ہیں۔ حالانکہ سوائے ایک ذات
ربانی کے کوئی شے اپنے وجود سے مستقل اور واجب بالذات ہو ہی
نہیں سکتی۔ واجب اللہ تعالےٰ کے سوائے کسی شے کا وجود مستقل نہیں۔ اور
نہ کوئی شے واجب بالذات ہوسکتی ہے۔ تو دنیا کا حادث اور خدا تعالےٰ
کی قوت ایجادیہ کا اثر۔ صفت کا نقش اور قدرت کا پرتو ہونا آپ سے آپ
ثابت ہوگیا۔

اس جانور کا اسی لاکھ برس کی پیدایش ہونا محض ایک اٹکل اور
بے ہودہ گوئی اور ظنی تخمینہ ہے جسکا مذہب میں جو یقینیات پر مبنی ہوتا ہے ذرا تک
بھی اعتبار نہیں۔ ان بادہائے ہوائی پر مذہب کی بنیاد ڈالنا آریوں
ہی کا کام ہے۔

آ۔ یو اُنہی فلاسفروں کا بھی قول ہے کہ دنیا پہلے آتشی گولہ تھی آہستہ آہستہ ٹھنڈی ہو کر حیوانی بود و باش کے قابل ہوئے۔ کیا ان حکماء کا یہ قول تمہارے مذہب کی بیخ کنی نہیں کرتا جس کا اعتقاد ہے۔ کہ زمین کے پیدا ہوتے ہی بہت سے بہت سے آدمی پیدا ہو گئے تھے۔ حالانکہ یہ بھی عقل و نقل کے خلاف ہے۔ جیسا کہ برق اسلام میں اسکا ثبوت دیا گیا ہے۔

دوسرے جزو کی نسبت اگر یہ اپنی حالت پر غور کرتے کہ جب کوئی شخص کسی کی دعوت کرتا ہے۔ تو کس قدر پہلے اُس کے لئے جملہ سامان مہیا کرتا ہے اور جب سمجھ لیتا ہے کہ اب وقت پر کسی چیز کی ضرورت نہ ہوگی تب مہمان کو بلاتا ہے۔ پس بلا تشبیہ اسی طرح اس حکیم مطلق نے جب اس حضرت انسان کو جسے اشرف المخلوقات کا مرتبہ بخشا پیدا کرنا چاہا اُسکے لئے پہلے سے ہر قسم کا سامان عیش مہیا کیا۔

پھر ماہران علم طبقات الارض نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ زمین بھی مثل دیگر سیارات کے ہے اور کچھ زمانہ قبل یہ بالکل گرم تھی اور اب یہ کرہ ٹھنڈہ ہو رہا ہے اوپر کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا اور اندرونی ساخت اسکی اپنی اصلی حالت پر ہے۔ لیکن گرمی برابر باہر نکل رہی ہے لہٰذا زمانہ ایسا آنیوالا ہے کہ یہ کرہ بالکل ٹھنڈا ہو جاویگا۔ دیکھو اردو جغرافیہ

حصہ سوم۔

کرہ ارض کی اصل گرم حالت میں ہی نباتات و حیوانات کا پایا جانا ممکن نہیں ہے مگر۔ آج تک بتا رہا ہے کہ آفریقہ کے میدانوں میں نباتات و حیوانات کا پتہ نہیں ہے۔ باوجودیکہ اسکی گرمی اصل گرمی سے بدرجہا کم ہے صرف آفریقہ کے میدانوں پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ خط استوا پر کل زمین کی یہی حالت ہے منطقہ حارہ کی حالت کو ناظرین جغرافیہ بخوبی جانتے ہونگے اور ہمارا

دوست کو ضرور ہی واقف ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلقت حیوانی (متعلق)
زمین پر اسی وقت ہوئی جب تک کرہ کی سطح ٹھنڈی ہوئی اب ہم اپنے
دوست کو اسکے گروکے عقیدے مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۲۵۲ کیطرف توجہ
دلاتے ہیں جہاں وہ لکھتا ہے کہ (ابتدا میں انیک یعنی سینکڑوں
ہزاروں جوان انسان پیدا ہوئے) پس حال کی مردم شماری پر
جو ایک خاص تعداد میں بڑھتی آ رہی ہے نظر کرکے اسکو چاہیئے کہ
غور کرکے بتائے کہ وہ انسانوں کی تعداد ضرور بالضرور موجودہ شمار سے
بہت کم تھی اور ایک ہی چھوٹے حصہ زمین پر بقول پنڈت دیانندجی مندرجہ
ستیارتھ صفحہ ۲۵۳ بمقام تبت وہ لوگ تھے اور اب قریب قریب کل زمین
مخلوقات سے ملو ہے پس کیا ضرورت تھی کہ انیک (بیشمار) انسان پیدا
کئے گئے اور کن وجوہات سے ایک انسانی جوڑا پیدا کرنا کافی نہ تھا؟ کیا
اشیہ میں آ نہی سکتی نہ تھی پھر بیشمار تعداد جوڑوں میں پیدا کیگئی یا کم وبیش
اگر جوڑوں میں پیدا کیگئی تو اسکے لئے کافی دلیل ہونا چاہیئے کہ کیوں ایک
خاص تعداد میں خود مختار ہوکر جیو ایسے عمل کرتا ہے جو کمی بیشی نہیں واقع
ہوتی اور پھر دنیا کی ابتدا میں برابر تعداد مرد اور عورت کی ہوجاتی ہے اور
اگر کم وبیش ہوئی تو تقسیم کی کیا صورت ہوئی آیا نیوگ کا پرچار ہوتا رہا
اور صورت پیدائش کیونکر وقوع میں آئی تھی آیا درختوں کی طرح زمین سے
اُگے یا اولوں کی طرح آسمان سے گرے ان صورتوں پر غور کرتے ہوئے دوست
کو ابتداء آفرینش میں ایک ہی جوڑے انسان سے جیسے اہل اسلام کا مذہب
ہے تسلیم کرتے ہیں نظام عالم میں نسل انسانی کا پھیلنا ماننا پڑیگا ورنہ تاویلی
روشن چوسائیلی ضرورت ہے جسکے صاف کرنیکے لئے ہم منتظر جواب موجب
ہیں۔ فقط (دیانندیوں کا بہی خواہ بشیر ستناپوری)

مثنوی

نقش حیا مٹا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
آنکھیں نہیں ملاتے لجاتے ہیں آریے
لالہ ہیں خار چشم نیوگن میں اب
یا وصل صنم نے خواہش اولاد دی جلا
لالہ تو مدتوں سے ہیں پردیس میں مقیم
لالہ کو بھی نوید ولادت پہنچ گئی
لالہ فدا کسی پہ نیوگن کسی پہ غش
ایسا نہ ہو نیوگی سے ہو جائے راز فاش
بیوہ ہے ایک اور نیوگی ہیں بے شمار
جی چاہیگا جسے اسے کرلیگی خود پسند
لڑکی جنی جو لالی تو لالہ نے یوں کہا
لالہ کی بدزبانی سے لالی نکل گئی
لالی ہوئی جو گرم تو لالہ کو بھی وہیں
غیروں کے پاس زن کو ہیں نامرد بھیجتے
ایجاد آریوں کی ہے یہ نطفہ مانگنا
غیروں کا نطفہ بیٹا ہے اپنا ہے غیر کا
اکنی کے ساتھ آج نیوگن نکل گئی
صدمات ہجر برسوں سے جو تھی اٹھا رہی
عباس بس بھی کر کہ یہ قصہ طویل ہے

غیرت کا گھر جلا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
نیچا انہیں دکھا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
یہ گل نیا کھلا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
اسقاط بھر کرا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
لالی کو یہاں جنا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
مژدہ نیا سنا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
یہ ماجرا دکھا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
یہ فکر نو لگا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
ہنگامہ یہ مچا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
مختار لیے بنا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
الٹا اثر دکھا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
یہ راستہ بتا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
دلدار سے ملا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
دیوث انہیں بنا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
پیشہ نیا سکھا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
یہ فلسفہ پڑھا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
لالہ کا جی جلا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
پل میں انہیں ملا دیا کس نے ؟ نیوگ نے
ہمکو بس ستا دیا کس نے ؟ نیوگ نے

(عبد الحق طالب العلم از بستی دانشمنداں)

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ معجزہ حضور نے ہر طرف دکھا دیا
وحشی تھا اک جہاں اسے انساں بنا دیا

کافور ہو گئی وہیں سب تیرگی کفر
جب شمس رخ نے آپکے جلوہ دکھا دیا

تھے فیض یاب دوست و دشمن جناب سے
دریائے جود آپنے گویا بہا دیا

حرف غلط کی طرح مٹا کر جہاں سے شرک
توحید کا ہر ایک کو کلمہ پڑھا دیا

تھا نقشہ بعث و نشر کا بعثت حضور کی
سب مردگان جہل کو جسنے جلا دیا

تھا بتکدہ ہی بن چکا بیت خدا مگر
قبضہ بتوں کا آپنے واں سے اٹھا دیا

چلتے بھٹک نہ ظلمت غفلت میں تا کوئی
ہر راہ میں چراغ ہدایت جلا دیا

دختر کشی کی رسم اٹھا دی جہان سے
ہر ظلم کے غبار کو یکسر بٹھا دیا

ابرار کو بشارت رحمت سے خوش کیا
اشرار کو خدا کے غضب سے ڈرا دیا

آگاہ کر کے بادہ کی بدیوں سے یا نبی
صہبائے ذوق سے ہمیں بے خود بنا دیا

نقصان قمار کے ہمیں تونے دئیے جتا
اور سود کا زیان بھی ہمکو سمجھا دیا

بے وحدتوں کو وحدت حق تو نے دی سکھا
لوح جہاں سے نقش دوئی کو مٹا دیا

نور خدا سے کر کے منور جہان کو
آتش کدوں کی نار کو تو نے بجھا دیا

سو دشمنوں نے گو ستایا بہت بہت
پر تیرے حلم نے انہیں نیچا دکھا دیا

عباس پر بھی پھر خدا اک نگاہ لطف
اس گردش زمانہ نے اس کو مٹا دیا

احقر الناس عبدالحق عباس طالب العلم [illegible]

ترقی اسلام

اسلام

اندنوں دنیا کے چاروں اطراف سے ترقی اسلام کی خبریں دھڑا دھڑ آ رہی ہیں۔ چنانچہ شہر
امدمی میں دو دولتمند چینی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں داخلہ اسلام کے
بعد جب اونہیں معلوم ہوا کہ اسلام میں سود حرام ہے تو اونہوں نے جملہ
سودی مبلغ کو نام بنام اپنی اسامیوں کو بانٹ دیا۔ قزان (روسی) کا اسلامی
اخبار مخبری لکھتا ہے کہ شہر کنخہ میں آرمینیوں کی کثیر التعداد جماعت مشرف باسلام
ہوئی ہے اور امید کیجاتی ہے کہ عنقریب ایک دوسری جماعت بھی اسی طرح مسلمان ہو
روس میں اشاعت اسلام کی ایک اور نئی خبر آئی ہے ہمعصر بیروت (شام) لکھتا ہے
کہ قوندی نام نخاح موشاک ضلع الوغہ میں ایک آباد قریہ ہے جس کے مرد
مرد عورت مسلمان ہو گئے ہیں۔ اب کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ جہاں تک
جلد ممکن ہو مسجدیں اور مدرسہ قریہ مذکور میں طیار ہو جائیں۔ تا کہ شعائر
اسلامیہ پورے طور سے ادا ہو سکیں۔ اگر اس قدر لوگ آریہ یا عیسائی
ہو جاتے تو آریہ اور عیسائی دنیا میں مارے خوشی کے شور مچ جاتا اور
جا بجا خوشی کے جلسے ہوتے اور اخباروں کے ورق سیاہ کئے جاتے
جیسا کہ عبدالغفور کے آریہ ہونے پر ہوئے تھے ان کثیر التعداد اشخاص کے
مشرف باسلام ہونے پر کسی آریہ یا عیسائی اخبار نے ایک لفظ تک
نہیں لکھا۔ لکھیں کس طرح اس پر لکھنے سے اون کو اپنے بھائیوں کے
برگشتہ اور مذبذب ہونے کا احتمال ہے جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ
اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے۔ اونکو اپنے دلوں سے اس غلط خیال کو دور
کر دینا چاہئے۔ اور سوچنا چاہئے کہ جبکہ اسلام کا کوئی مشن نہیں کوئی منادیا امداد نہیں
اسلام کی نسبت پر چیز متعدی نہیں لوگ خود بخود بلا کسی کی تحریک کے اسلام کو قبول کر

خوشخبری

روسیوں کا اسلام لانا

ہم اس مضمون کو البیان سے نقل کرتے ہیں جسکو اونہوں نے المصلح (نمبر ۳۴ مورخہ یکم جون) و طرابلس شام (نمبر ۱۳۰۳ مورخہ ۱ مئی) و ثمرات الفنون (نمبر ۱۵۶۱ مورخہ ربیع الآخر) سے لیکر شایع کیا ہے مضمون کا مفاد یہ ہے۔

روس کے ثقہ و معتبر اخباروں کا بیان ہے کہ شہر ولڑسا کے ایک لڑکے عیسائیوں کی معتقد کو چھوڑ کر مذہب اسلام کا طریقہ اختیار کر لیا۔ اور کچھ روز کے بعد تحقیق حق کا زیادہ شوق ہوا تو اسلام کو اختیار کیا اور علانیہ اپنے مسلمان ہونیکا اعلان کر دیا تازہ خبریں ہیں کہ مضافات صوبہ جبیطاشی واقع روس کے مواضع آقا و آتقسوہ قصبہ جابرین کے باشندوں نے جنکی تعداد تین ہزار ہے، سبھوں نے اسلام اختیار کر لیا اور سرکاری طور پر اپنے اسلام کو ظاہر کر دیا گورنمنٹ کیطرف سے انکی مذہبی تبدیلی جائز قرار دی گئی۔

جو اسلام میں داخل ہونیکے لئے موضع الکی منضافات صوبہ تبوتقی واقع روس کے ۲۲ خاندان روسی جلبی کے موضع کوجات کوک کوز پرگنہ بارش واقع ضلع شنوس (روس) کو انھی شوق اسلام کو اختیار کیا انکو گورنمنٹ سے درخواست کی کہ مذہب کی تبدیلی کا جواز دیجئے گورنمنٹ نے اونکی درخواست منظور کر کے اس بات کی اجازت دیدی کہ اونکی مذہبی رسوم کے لئے مسجد تعمیر کریں اسکے امام مولوی حاجی اور حاجی فیض اللہ بن عبدالرحمن آفندی کو جو ایک فاضل عالم ہیں اونکا امام مقرر کیا ہے مولوی صاحب موصوف ان لوگوں کو عقائد اسلام کی تعلیم دینگے۔

ایک فرقہ روسی جماعت بھی جس کو کرشچیون کہتے ہیں اور جنکی بود و باش کجی بولغا شنا کی ایک ضلع میں ہے اسلام لائی ہے اور دفتر میں اپنے اسلام کو لکھوا دیا ہے۔ گورنمنٹ نے انکے لئے بھی ایک ...

ضلع سمارا ... روس۔ کا ایک مشہور شہر ہے جہاں کے باشندوں نے روس کی آخری ... میں سب سے زیادہ حصہ لیا تھا اور حرکت شورش کا ... کا ساتھ دیا تھا ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم — الحمد للہ — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

نیک صلاح

جب سے کہ غازئے اسلام انوار الاسلام کے مربی و سرپرست جناب منشی کریم بخش صاحب مرحوم و مغفور دنیا فانی سے طرف عالم جاودانی کے راہی ہوئے میں اسی فکر و تردد میں تھا کہ کوئی ایسی تدبیر کی جاوے کہ جس سے غازئے اسلام کی اشاعت میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہویدا ہو۔ اسی خیال میں تھا کہ یکبارگی یہ تدبیر عمدہ معلوم ہوئی چونکہ میں تصنیف و تالیف سے زیادہ دلچسپی رکھتا ہوں۔ اسلئے لازم ہے کہ تو اپنی کوئی کتاب حضرت غازئے اسلام کی نذر کر جس سے دینی و دنیاوی فایدہ تجکو اور تیرے بھائی بندوں کو ہو چونکہ واقعہ ۷ شہر ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ روز چہارشنبہ بوقت ۸ بجے شب میرے پیارے بھائی سید مظہر حسین صاحب مرحوم و مغفور نے اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی

کے کچھ کہہ نہ سکا ۔ پس مناسب معلوم ہوا کہ اپنے بھائی کی یادگار میں ایک مجموعہ رسائل کا غازیِ اسلام کی مدد کروں اور اسکا حق تصنیف بھی ہمیشہ کو بلا معاوضہ ہبہ کروں ۔ لہذا تعدادی بیش جلدیں قیمت فی جلد ۲ر اسوقت بھیجتا ہوں ۔ میں چاہتا ہوں کہ جو حضرات مصنفین و مؤلفین میری طرح اپنی تازہ تصنیفات در بیان بحث و مناظرہ بالخصوص مسئلہ آریہ و عیسائی بمد غازیِ اسلام کی نذر کیا کریں اگر یہ سلسلہ قایم رہے تو ایک معقول مدد غازیِ اسلام کو پہونچتی رہے گی اور اہل اسلام کو بھی ایک ذخیرہ کتب مباحثہ کا ایک ہی جگہ سے دستیاب ہوتا رہے گا ۔ غازیِ اسلام میں اُن حضرات کا پتہ مع عطیہ و شکریہ کے ساتھ درج ہوا کرے اور جس نظر سے یا یادگاری میں وہ صاحب مرحمت فرمائیں اُس کا حوالہ دیں ۔

میں جملہ ناظرین رسالہ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے پیارے بھائی سید مظہر حسین صاحب مرحوم کے حق میں دعا مغفرت کریں

ضروری اطلاع

مجموعہ رسالہ یعنی آرین نقش بورڈ آریہ دھرم ۔ تہذیب آریہ ۔ ایسا ذخیرہ معلومات کا ہے کہ اسکو دیکھکر پھر آریوں کی کسی کتاب کے دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ اس مجموعہ کو ضرور ہی خریدے بہت کتابیں نہ دیکھئے صرف اس ایک مجموعہ رسالہ کو دیکھئے ۲ برس چھپے ہو گئے مگر اسوقت تک کسی صاحب نے اس نایاب مجموعہ کا جواب نہیں لکھا قیمت صرف ۲ر مصنف سے بھی یہ مجموعہ بقیمت مل سکتا ہے جب دوبارہ چھپوانے کا ارادہ ہو تو مجکو مطلع کیجئے تاکہ درست کردوں ۔ اڈیٹر غازیِ اسلام کو اجازت دیجاتی ہے کہ وہ اپنے نفع کی غرض سے خود چھاپے ۔ رسید وصولیابی کی مطلوب ہو ورنہ ہوا

مصلح خادم المسلمین سید محمد حسین [illegible] اہل [illegible] سلیمان سید پوری ۔
۱۰ جون [illegible]

جناب اڈیٹر صاحب سلام مسنون۔ عرض ہے کہ تاریخ وفات منشی کریم بخش صاحب مرحوم و مغفور منجانب رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ ارسال خدمت ہے۔ امید کہ آپ رسالہ انوار الاسلام کے کسی نمبر میں کسی صفحہ پر جگہ دیکر تحریر فرما دیجئے۔

قطعہ تاریخ وفات منشی کریم بخش صاحب مرحوم و مغفور

ساری مخلوقات کو ہے بس فنا — سب کو چکھنا ہے مزا اس موت کا
باغ دنیا کیا پھلا پھولا ہے پر — آخرش چل جائے گی بادِ فنا
باغ دنیا میں نظر آتے ہیں گل — ہے نہیں ان کو ہمیشہ کی بقا
اس چمن میں جو نظر آتے ہیں شجر — ایک دن برباد کر دے گی قضا
ہے یہ جو دنیا فنا کا ہے مقام — كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ ہے غیر از خدا
جبکہ ہے ہر ایک شے حادث ضرور — وہ فنا ہوگا کہ جو پیدا ہوا
فرق بندہ اور خدا میں ہے یہی — یعنی ہے بندہ فنا قائم خدا
کیا بھروسہ ہے ترا دنیائے دون — چل بسے سب انبیاء و اولیا
عالم و فاضل و لائق اور ذہین — اور تھے دنیا و دیں کے پیشوا
عابد و زاہد کریم و متقی — اور جن کا نفس پر قابو رہا
سرورِ عالم نے دنیا چھوڑ دی — واسطے جن کے ہوا عالم بپا
ایسے ایسے آدمی جب اٹھ گئے — کون باقی رہ سکے غیر از خدا
ایک ہمارے تھے مکرم دوستو — تھے بڑے وہ باحیا و باصفا
تھے وہ عابد اور زاہد متقی — اور کریم النفس تھے وہ پارسا
خیرخواہ سچے تھے وہ اسلام کے — نام پر اسلام کے ہوتے تھے فدا
ان کے دم سے تھی اشاعت دین کی — خود نمونہ اسلام کا جیتا ہوا

ہائے دنیا سے وہ رحلت کر گئے
فکر رضوی نے کیا تاریخ کا
فکر کیا تجکو ہوا لکھ دے یہی
یہ دعا رضوی کی ہے شام و پگاہ
کرم سے اپنے کریا بخش دے
ان کے تمغے سے جو بچے ہیں یتیم
آخری رضوی دعا کرتا ہے یہ
اور اشاعت اس رسالہ کی بڑھے

کر دیا دنیا کو بے نور و ضیا
ہاتف غیبی نے دی انکو ندا
داخل جنت وہ مغفور ہوگیا ۱۳۲۰
بخش دے تو بخش دے یا ربنا
اور کر مرحوم کو جنت عطا
صبر دے بیوہ کو ان کی ربنا
جاری رکھ تو یہ رسالہ ایخدا
استقدر جس کی نہ ہو کچھ انتہا

داخل کی ق کے تم اور مغفور کے ۱۳۲۰ کل ۱۳۲۴ سنہ ہجری

رقیمہ نیاز منیاد علی رضوی دراسوی متعلم ٹریننگ کلاس تحصیلی اسکول
غازی آباد ضلع میرٹھ خریدار نمبر ۶۷۲۵

سکھ صاحبان کی توجہ کے لائق

کب نہ ہیں جو نانک کے ہیں خاک پا
اکساد ہیں جو اس کے لئے مرتے ہیں
جو کرتے ہیں اس کے لئے جاں فدا
سچ ہے واک اس کا وہی کرتے ہیں

معزز ناظرین! اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ خداوند نے انسان کو شرف المخلوقات پیدا کیا ہے گو جو قدرتی کمزوری انسان کے گلے کا ہار ہوگئی ہے۔ وہ ذرہ بھی آگے نہیں بڑھنے دیتی ہے جنکہ انسان یہ چاہتا ہے کہ میں آگے بڑھوں اور جہاں تک ہو سکتا ہے الہی قرب حاصل کر سکوں اس لئے انسان کو ہمیشہ محتاط رہنا چاہئے کہ ایسی کمزوری ے ہر وقت بچارہے۔ میں نے بھی جب سے ہوش سنبھالا ہے عقل اور انسانیت کا

ہوتا ہے۔ مجھے یہ بھی خواہش تھی کہ کسی طرح سے صراط مستقیم رست مارگ کا رستہ ملے۔ مگر بہت سے گڑھوں سے نکلکر باہر آیا۔ اور گڑھے بھی اسقدر گہرے تھے کہ جن سے نکلنا محال تھا چونکہ فضل الٰہی میرے شامل حال تھا۔ مجکو ان گڑھوں سے ایسا نکالا جیسے چاہ سے یوسفؑ۔ خدا کی قدرت شاید اسی واسطے میرا نام بھی یوسف رکھا گیا تھا۔ اب میں ان گڑھوں کا کچھ مختصر ذکر کروں گا جن میں مجکو بہت سی مشکلات پیش آئی تھیں۔ پہلا گڑھا آریوں کا تھا جس میں خوب غور اور خوض کیا گیا۔ لیکن اسکی تعلیم اسقدر بیہودہ اور پایہ تہذیب سے گری ہوئی تھی۔ کہ اگر کوئی شریف اور مہذب آدمی سکھیے بغور فرماوے تو اسکو ہرگز ہرگز قبول نہیں کریگا۔ بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھ کر کوسوں دور بھاگے گا۔ اول انکی ویدک تعلیم میں سے ایک مسئلہ نیوگ کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بانی نے آریوں کو ایسا بے لگامی کا سبق دیا۔ پانڈو اور کورو کی مثال بہاتوں اور رشیوں کے لئے ایک سیدھی سڑک بنا دی جس سے اس کی خواہش تھی کہ کوئی شخص بھی اس دنیا سے پاک اور پوتر اور بے لوث نہ جاوے۔ اور یہی تعلیم تھی جس نے سکھوں اور برہمنوں اور راجپوتوں وغیرہ کی خانگی زندگی پر اپنا اثر ڈالا اور ایسی متبرک زندگی کو پاک اور پوتر سمجھا گیا۔ مختصر یہ کہ ایک چھلکے کی بنا ڈال دی مگر باقاعدہ دوبارہ شادی کی اجازت نہ دی اور اس میں یہ بھی کوئی قید نہیں کہ مرد کا بلا عورت اور عورت کا بلا مرد ہونا ضروری ہے بلکہ جب کبھی عشق جوش مارے اور قوت شہوانی غالب ہو تو مرد یا عورت عورت یا مرد بلا تمیز ہمبستر ہو سکتے ہیں واہ رے دیانند تیرا علم جری ہے

جستجو سے تیری وحشت کا چلن ثابت ہوا
لغو باتوں سے تیرا دیوانہ پن ثابت ہوا
آجتک دعویٰ پہ جس کی تھا مدار زندگی
وائے محرومی وہی پیماں شکن ثابت ہوا

نیک کا دعویٰ نکلا زاہد صورت پرست
شیخ سمجھے تھے جسے وہ برہمن ثابت ہوا

اب ذرا آپ صاحبان وید کی حقیقت کی طرف توجہ مبذول فرمادیں۔ سری گنیش آئیمہ۔ یہ منتر سامرو یدو کشور پریس کاشی کے نسخہ میں جہاں سے شروع ہوتا ہے اور تمام ویدوں کے ہر ایک بید کے شروع میں آتا ہے۔ ترجمہ اس کا یہ ہے گنیش دیوتا کو سلام۔ گویا ابتداء تمام ویدوں کی یہی ہے۔ اسے معلوم ہوا اگر آریہ دھرم سچا اور وید ایشور کا کلام ہوتا تو پرمیشور کے نام سے شروع ہوتا۔ بنا گنیش دیوتا کے نام سے۔ اگر وہ پرمیشور کا نام ہے تو کس نے رکھا ہے۔ اور معلوم ہوا کہ اس سرشٹی میں ان سے دیوتا افضل ہے کہ وہ اس کے نام سے ویدوں کو شروع کرتا ہے۔ اور فضیلت بھی پرمیشر کے نام ونشان کو ابتدا میں اسی کو یاد کرتی ہے۔

(۲) اوم پرماتمہ آئیمہ یعنی پرماتما کو سلام۔ اگر پرماتما ایشور کا نام ہے اور سب آتما (روحیں) اسی سے نکلے ہیں تو معلوم ہوا کہ پرمیشر روحوں کا چشمہ ہے اسی وجہ سے اسکو جگت آتما بھی کہتے ہیں پھر کہاں رہی ایشور کی فضیلت اور پرماتما سے اگر کوئی بڑی روح مراد ہے تو پرمیشر ہے۔

(۳) یہ سام وید کا پہلا منتر ہے۔ **سوامی دیانند جی** مہاراج نے ترجمہ کیا ہے۔ کہ ہے اگنی تم گیان سروپ ہو میں تمہاری ہی تعریف کرتا ہوں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وید کا کرتا (بنانے والا فاعل) کوئی پروہت ہے۔ پرمیشور نہیں کیونکہ یہ اگر خدا کا کلام ہوتا۔ کہ میں اگنی کی تعریف کرتا ہوں۔ تو ایسا نہ ہوتا۔ بلکہ اگنی وغیرہ سب اس کے تحت تعریفیں ہیں۔ ایسا ہوتا۔ یہ رگوید کی پہلی منڈلی سوکت ۲۷ کا تیرھواں منتر ہے۔ دھرم سبھا والوں نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ بڑے دیوتاؤں کو سلام۔ چھوٹے دیوتاؤں کو سلام۔ نوجوان دیوتاؤں کو سلام۔ دیانند جی بھی پیشم

کا کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ بھول چوک سے پاک ہے اور اُس کی ذات کے سوا کوئی پوجے جانے کے لائق نہیں۔ وہ خود معبود ہے۔ دیوتاؤں وغیرہ کا پوجاری نہیں ہو سکتا۔ یہ وید کے کرتے کی لیاقت کا نقصان ہے۔ کہ وہ بڑے اور چھوٹے اور سب کو سلام بھی کر گذرا مگر یہ نہ بتلایا کہ جنکو میں نمسکار کر رہا ہوں۔ کیا وہ دیوتا ہیں یا پرمیشور۔ یا حیوان یا بندے اور حسب منشا دیانند جی اُس کے یہ معنے ہوئے۔ بڑے پرمیشروں کو سلام چھوٹے پرمیشروں کو سلام۔ نوجوان پرمیشروں کو سلام۔ اور ہم سب پرمیشروں کو حتی المقدور سلام کرتے ہیں واہ رے دیانند تیری سمرتی۔ اس ہیر پھیری سے تنگ ہو کر جب میں نے پھر حق کی جستجو کی تو سکھوں کے گرنتھ میں پھنس گیا اور گرنتھ کو اول تا آخر خوب غور اور خوض کے ساتھ پڑھا۔ تو اُس کو اسلامی تعلیم سے بھرپور پایا۔ سو چند شلوک باوا نانک جی کے بطور نمونہ کے عرض کرتا ہوں:-

آو گرنتھ شلوک ص ۳۴۶

اول اللہ نور اوپایا قدرت دے سب بندے
اک نور تیں سب جگ اُپجیا کون بھلے کون مندے

یعنی خدا تعالیٰ نے اول ایک نور پیدا کر کے اُس نور سے تمام کائنات کو پیدا کیا۔ پس پیدائش کے لحاظ سے تمام ارواح نوری ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ باوا صاحب اواگون کے ہرگز ہرگز قائل نہ تھے۔

دویم ص ۵۶۵ آدگرنتھ

وید پڑھنت برہما موئے چاروں وید کہانی
سادھو کی مہما وید نہ جانی

یعنی برہما بھی وید پڑھ کر مر گیا اور حیات جاودانی حاصل نہ کر سکا۔ چاروں وید سراسر کہانی ہیں اور بیہودہ گوئی ہیں۔ پھر باوا نانک جی صاحب فرماتے ہیں:-

آدی گرنتھ صفحہ ۴۶۶۔ "ہندو اتاں مسلمان کانا دوہاں وچوں جوگی سیانا۔" اس سے
یہ مقصود نہیں کہ مسلمان درحقیقت خدا کی شناخت سے کانے تھے۔ نہیں نہیں ہرگز
نہیں کیونکہ جس زمانے میں باوا نانک جی پیدا ہوئے تھے وہ فیج اعوج کا زمانہ تھا
اور اس سے مقصود یہ ہے کہ اس گئے گذرے وقت میں بھی جبکہ اکثر مسلمان رسم اور
عادت کے طور پر مسلمان تھے اور اسلام کی حقیقت ان میں نہیں پائی جاتی تھی تاہم
اس گئے گذرے وقت میں بھی مسلمان ہندوؤں کی طرح خدا کی شناخت سے بالکل
اندھے نہ تھے چونکہ یہ سب بعد زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان میں بہت سی خرابیاں
پیدا ہو چکی تھیں اس واسطے الٰہی روشنی گو نصف رہ گئی تھی۔ تاہم ایک چشم والا بینا کہلاتا
ہے اور یہاں جوگی سے مسلمان صوفی فقیر مراد ہیں۔ (۲) اس جگہ باوا صاحب کیسے
صاف لفظوں میں اسلام کی شہادت دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:-

(اول) کلمہ یاد کر اور نہ بھول کو بات
نفس ہوائی کرن دیں تس سیں موئیں نات

(دوم کلام) لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کرین
تھوڑا بہتا کھٹیا ہتھوں ہتھ گوین

یعنی ان لوگوں پر لعنت ہے جو نماز کو ترک کرتے ہیں جو کچھ تھوڑا بہت کمایا
تھا اسکو بھی دست بدست ضائع کر رہے ہیں۔ ہائے افسوس۔ مگر معلوم نہیں کہ
سکھ صاحبان باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتے اور باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتے
اور باوجود سننے کے نہیں سنتے مگر اس میں بھولے بھالے سکھوں کا کیا قصور
ہے۔ چنانچہ پنجابی میں مثل مشہور ہے۔ "گرجس لائی گلیں اوسے نال اٹھ چلی"
سو ہمارے سکھ بھائیوں کا حال ہے۔ کیونکہ بعد میں باوا گوبند سنگھ نے اس تعلیم
کو دوسرے پہلو میں بدل دیا۔ چنانچہ میں ایک شلوک باوا نانک جی کا اور ایک

شلوک: واگوبند سنگھ جی کا برائے مقابلہ بطور نمونہ کے پیش کرتا ہوں۔ آدگرنتھ میں ص ۵۴۵ باوا نانک جی توحید کی کیا خوب داد دیتے ہیں

شلوک

دوسر کا ہے سمریئے جمے تے مرجا

اک وسمرو نانکا جو جل تھل رہیا سما

مگر ساتھ ہی آدگرنتھ میں اس صفحہ پہ گورو گوبند سنگھ کس دشمنی سے باوا نانک جی کی توحید کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں شلوک

اکال پرکھ کے حکم سے تبھی چلاؤ پنتھ

سب سکھن کو حکم ہے گرو مانیو گرنتھ

اور پھر باوا نانک جی آدگرنتھ صفحہ ۲۷۹ میں فرماتے ہیں۔ شلوک

ایکس بھگت بھگوان بہین پرانی کو ناہیں من

جیسے سوکر سوان نانک جانو ناہیں تن۔

یعنے جس انسان کے دل میں خدا کی محبت نہیں وہ انسان سور اور کتے سے بھی بدتر ہے۔ مگر ہائے تعصب تیرا ستیاناش ہو۔ یہہ اس گورو کا حکم ہے۔ جسکے چیلوں کا یہہ من بھاتا کھاجا ہے۔ جسکو باوا صاحب نے تمام روئے زمین کی چیزوں سے نکھد شمار کیا ہے۔ ابھی سکھ صاحبان انصاف آپکے ہی اوپر چھوڑتے ہیں۔ آپ صرف دس منٹ کیلیئے بے تعصب ہوکر اور خدا کو حاضر ناظر جانکر بروئے انصاف خود ہی نتیجہ نکالیں کہ باوا گوبند سنگھ نے جو مخالفانہ اور منافقانہ جوش آپ لوگوں کے دلوں

نہیں معیوب ہے وہ کہاں تک تمہاری نجات (مکتی) کا موجب
ہو سکتا ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جسوقت بابا نانک
جیسے مہاتما نے اسلام کی شہادت دی ہے۔ تو اس میں کوئی تکلف نہیں
ہے۔ کہ اگر کوئی سچا مذہب دنیا میں ہے تو اسلام ہے۔ اسی میں نے
خالصہ دھرم کو بھی اسلام کہا۔ کیونکہ گرنتھ ہماری رہبری یا رہنمائی
نہیں کرسکتا ہے۔ اسواسطے خالصہ دھرم زندہ و مستقل کہلانے کے
لائق نہیں۔ کیونکہ خالصہ دھرم میں جیسے کسی غیر کے ساتھ شادی کرنیکا
مستحق ہوسکتا ہے۔ ویسا ہی ماں بہن کے ساتھ۔ کیونکہ گرنتھ میں کچھ
ممانعت نہیں ہے۔ آج فقط اسلام ہی صفحہ ہستی پر اندرونی اور بیرونی
خوبیوں کے ایک ایسا مستقل اور زندہ مذہب ہے۔ جو آپنے صدور
الہامیہ پر بڑے بڑے واضح اور قاطع دلائل پیش کرکے متلاشیان
حق کو معقول طور پر تسلی اور اطمینان کرا سکتا ہے۔ اور ذات باریتعالے
کو واجب الوجود واجب الاطاعت ثابت کرکے اس سے قرابت پیدا کرنیکے
ڈھنگ اور انکے نتائج سے طالب صادق کو بالتفصیل آگاہی دیتا ہے
خصوصیت کے ساتھ جن معنوں سے میں نے اسلام کو ممتاز پایا ہے
اُن میں سے اختصاراً دو تین باتیں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اول سب سے
بڑی خوبی اور تمام کامیابیوں کی جڑ جسمیں قریباً قریباً دنیا کی کل قوموں نے
غلط فہمی سے کام لے رکھا ہے۔ خدا کی ہستی اور اسکی صفات کا مسئلہ
ہے۔ اسلام نے اس ذات باریتعالے کو ایسی بے نقص اور جامع صفات
کاملہ ہستی میں پیش کیا ہے۔ کہ اس کے قادرانہ جلال اور حاکمانہ حیرت
اور مکمل تجلی کا خیال ہوتے ہی روحیں سجدہ میں گر جاتی ہیں بالخصوص

اس حالت میں جبکہ نادان آریہ کا ویدی الیشور جو کہ بزعم اُنکے خالق نہ بارتیا ور پرمیشور رہے۔ نعوذ باللہ اُنکے ذہن کوئی بے اختیار پرمیشور ہے۔ اور باوجود سرب شکتی مان ہونیکے معطل ہے۔ دوئم اسلام کا عمل درآمد ایک ایسی جامع قوانین کتاب پر ہے جسمیں قرانی ضوابط کے علاوہ خدا تعالےٰ نے سورج اور چاند سے بھی کہیں بڑھ کر خوفناک تاری کیونکہ دور کرنے والی روشنی کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ اور طرفہ یہ کہ اس صغیر الحجم کتاب میں موثر ہونیکا وہ اعجاز رکھا ہے جس سے کل دنیا کی الہامی کتابیں محروم ہیں۔ وہ کوئی صداقت نہیں جوانسے عقل کار آمد ہے۔ اور اسکا تذکرہ اس کتاب میں نہ پایا جاوے۔ اور ایک طرف وہ نرمی اور صفائی ہے۔ اعلیٰ ترتیب سے انسانی ضروریات کے متعلق پیدائیش تادم واپسین تک کے احکام جن پر دین اور دنیا کی فلاح اور بہبودی کا دارومدار ہے۔ صاف صاف بیان کئے ہیں۔ کہ ایک عام آدمی بھی ایک باریک سے باریک نکتہ اس فلاسفہ کی طرح پورا پورا اُن سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ دوسری طرف اس کتاب میں بڑے بڑے ضروری اور اہم معاملات مثلاً خدا اور اُسکی ضرورت نبوت وہ اسکی معاد انسانی ہستی اور اسکے اغراض اور حصول مقاصد کے ذرائع حشر و نشر اور اُسکے جزا اور سزا پر نہایت ہی عالمانہ طرز اختیار کر کے ایسی لطیف بحث کی ہے۔ اور اُن کی فلاسفی کے متعلق حقائق اور معارف بیان کرنے میں فصاحت اور بلاغت پر ایسا زور دیا ہے کہ علوم کی بڑی بڑی لافیں مارنے والے اسلامی مخالف بھی اسکے سامنے ہتھیار رکھ دینے کے سوا کچھ چارہ نہیں دیکھتے۔ خدا کی عبادت کے لئے

وہ الفاظ اور ایسے قواعد تجویز کرتے ہیں جن سے بڑھ کر خدا کی تمجید
اور تسبیح بیان کرنے والے اصول بندگانِ انسانی پر واضح ہونے سے بالکل
بالاتر ہے۔ میں امید رکھتا ہوں۔ کہ اگر ہر صبح سے روئی نکلنے والے
اور جاتے ہوئے بجائے ہر صبح اور شام مردہ انسانوں سے سہانا
چاہنے والے صرف دس منٹ کیلئے بے تعصب ہوکر اور پنچ باتی کو
بالکل بالائے طاق رکھکر خدا کو حاضر ناظر سمجھہ کر اسلامی نماز کے ساتھہ
جو اللہ کے نام سے شروع ہوکر اللہ کے نام پر ختم ہوتی ہے۔ اور
مساجد کو کم از کم فی یوم پانچ دفعہ دربار باری تعالے میں حاضر کرکے عرض
و عرض پیش کرنیکا موقعہ دیتی ہے۔ اپنی عبادت کا مقابلہ کریں تو ممکن
نہیں کہ وہ ان ہماری نمازوں کے جنہوں نے ان کی عجائب میں
نہ ہوں تو زمین کی طرف جھکا رکھا ہے۔ میں گمان نہیں کرسکتا۔ کہ ایک
حقایق پسند اور انصاف پرست دل جسکے دلمیں روزِ ازل سے رب کی
توحید کا تخم بویا گیا ہو۔ نظر کرنیکے بعد کبھی قرآنی تعلیم سے استعفا اختیار
کرسکے۔

معزز ناظرین ہر ایک دردمند دل اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے
کہ مذہب کا تبدیل کرنا کچھہ آسان بات نہیں۔ اسکے ثبوت میں یہہ کہدینا
ہی کافی ہوگا کہ اپنے پیارے مہربان والدین بھائیوں اور بہنوں اور دیگر
رشتہ داروں سے کس چیز نے چھڑایا۔ وطن سے بے وطن کس چیز نے
اور گھر سے نکال کر غیروں کے دربدر کس نے پھرایا۔ والدین کے ناشگفتہ
ترک کرنا اور غیروں کے جور و ستم کس نے دکھلائے۔ وہ کونسے سچائیاں
ہوا تھے جسکی طمع میں والدین کی درد انگیز آہوں کی کچھہ پرواہ نا کی گئی

وہ کونسا پیارا خزانہ تھا جسکے عوض غیروں کی گالیاں اور طعن بسر چشم منظور رکھے گئے۔ وہ کونسا امولک رتن تھا جس کی خاطر جو نہائیت چاہیے تھے وہ نہائیت خطرناک دشمن بن گئے۔ صرف صراط مستقیم یا دکیول ست مارگ کی خاطر) مگر معلوم اسی کو ہوتا ہے جیسکے دل پر گذرتی ہے۔ اوروں کیلئے تو کہانی ہوتی ہے۔ نیز ہم نے پہلے تمام نفع نقصان کا فیصلہ کرلیا تہا۔ اور بعد میں حلقہ اسلام میں پاؤں رکھا تھا۔ اور اب تو یہہ حالت ہے ؎

بیٹھے ہیں تیرے در پہ تو کچھ کرکے اُٹھینگے۔
یا وصل ہی ہو جائیگی یا مر کے اُٹھینگے۔

میں ہوں آپکا سیوک

محمد یوسف مدرس مدرسہ نشین سنگ بلوچستان سابق اسوان سنگھ برہم چاری

مسافر آگرہ کی ہزلیات

۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ پر

مسافر آگرہ ایک مضمون بعنوان مولوی عبد الفتاح کو چیلنج دیکر لکھتا ہے کہ آریہ پرشوں نے ہمیشہ مسلمانوں کو میدان مناظرہ میں نیچا دکھایا ہے اور پچھاڑ رہے ہیں اور باوجود چند مرتبہ چیلنج دینے کے کسی ملّانے موتھہ نہیں دکہلایا۔ پھر آخر میں چل کر لکھتا ہے کہ ہم تراشے انکشاف تعبیہ مولوی عبد الفتاح کو چیلنج دیتے ہیں کہ ہم سے ایک ایک عقدہ حل کرالیویں۔ لالہ صاحب کی یہہ ہزلیات پڑھکر ہمیں تعجب ہوا کہ یہ نندہ اور مسور کی دال۔ دیانندی

اور فتح اور جیت سمجھتے۔ خیر یہ حال ہمارا کام جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کا ہے
اسلئے ہم لالہ صاحب سے ایک عقدہ حل کروانے ہیں وہ یہ ہے کہ لالہ
دیانند ستیارتھ پرکاش گیارہویں سمولاس میں لکھتا ہے کہ منوسمرتی دنیا
کی ابتدا میں لکھی گئی تھی جبکہ دیانند جی کے موجودہ پیشیوں کا جونکا
زور شور تھا اسلئے ضرور ہے کہ منو نے اپنے دھرم شاستر میں ویدوں کا
مفصل ذکر کیا ہوگا۔ سو لالہ مسافر صاحب ہمیں منوسمرتی سے چاروید معہ
نام ملہمان کے ثابت کر دیں۔ اور جو شلوک لیے ثبوت میں پیش کریں اسکا
مستند ترجمہ بھی ساتھ لکھیں جو ان کے کسی لیڈر کا مسلمہ ہو۔ مولوی
عبدالفتاح کی بجائے اخوان الاسلام آپکے چیلنج کو منظور کرتا ہے اور آپسے
ان تمام مضامین کے جوابات جو دیانندی پنتھ کے خلاف اسمیں شائع ہوچکے
ہیں طلب کرتا ہے جواب دیانندی کتب کے حوالہ اور مستند کتب کی
بنا پر دیا جاوے۔ ذہنی تخیلات بالکل قابل قبول نہ ہونگی۔

لالہ مسافر اسی پرچہ میں لکھتا ہے کہ "ہندو مسلمانوں میں اتفاق بہت ہی
مشکل بلکہ ناممکن ہے"۔ اسمیں شک نہیں کہ جب تک اس باہمی نفاق و فساد
دیانندی پنتھ کا وجود ہند میں رہیگا ہندو مسلمانوں یا دیگر اقوام کا
اتفاق ناممکن امر ہے۔ کیونکہ اس پنتھ کا اصول ہی جھگڑے فساد کا ہے
کبھی تو امرتسر کے دربار صاحب سے مورتیاں اٹھائے جانے پر ہندوؤں
کی خیر خواہی کر کے سکھوں اور ہندوؤں میں جھگڑا ڈالدیتے ہیں کبھی
سکھوں کے گرو صاحبان کے حالات لکھکر ان کو مسلمانوں کے خلاف
بھڑکاتے ہیں۔ کبھی خود ہی ہندو بنکر مسلمانوں کے خلاف بھولے بھالے
ہندوؤں کو ابھارتے ہیں اسلئے جمیع مذاہب ہند کا یہ عین فرض ہونا چاہئے

کہ اگر وہ ملک میں اتفاق دیکھنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ایک مجتمع قوت
سے اس بانیٔ فساد پنتھ کی تردید بذریعہ اپنے اپنے اخبارات و رسالہ جات
و واعظان کے کریں تاکہ عوام ان کے اصلی اور واقعی حالات سے خبردار
ہو جاویں پھر اتفاق کا نام نہیں۔

مسافر اسی پرچہ میں ایک عجیب و غریب بیل کی نسبت ہندوستانی کے حوالے
سے لکھتا ہے کہ لکھنؤ میں ہیرانند سادھو ایک بیل لایا ہے جو ہر ایک بات
بتا دیتا ہے لوگوں کی مختلف اقوام بتا دیتا ہے مالک مکان وغیرہ بتا دیتا
ہے پھر لکھتا ہے کہ لوگ حیران ہیں کہ معاملہ کیا ہے ہماری دانست میں حیرانگی
کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کیونکہ دیانندی پنتھ کی ڈکشنری دیکھنے سے
ہمیں یہ جواب ملتا ہے کہ یہ بیل گذشتہ جنم میں ایک بڑا جتنی ستی رشی تھا جو
نہایت درجہ کے تموگنی اعمال کرنے کے باعث مویشی کے جون میں آیا۔ اور
یہ بھی وید اور دیانندی پنتھ کی سچائی پر ایک دلیل ہے۔

یہی ہمعصر اپنے ایک نامہ نگار سامیت کے حوالہ سے پردہ پر
اعتراض کرتا ہوا لکھتا ہے کہ مدراس کا ایک مسلمان اخبار رہنمائے [illegible] میں
پردہ کا رواج مسلمانوں کے عہد سے بتاتا ہے اور اس سے پہلے ہندوؤں
میں اسکا رواج نہ تھا۔ آپ لالہ جی دھوتی سے باہر ہو رہے ہیں مگر انکو
کہ آپکو اگر اپنے گھر کا حال معلوم ہوتا تو خوشیاں نہ مناتے سنئے لالہ دیانند
پردہ کا اصول بہت عمدہ طرح سے بیان کرتا ہے جو اسنے منوسمرتی کے
حوالے آیڈیشن منجری صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ "اندریاں اسقدر
زبردست ہیں کہ ماں بہن اور لڑکی وغیرہ کے ساتھ بھی ہوشیاری
سے رہنا چاہئے دوسروں کا تو کیا کہنا تھے منوجی کا یہ اصول پردہ

شباعت ہے جسکی پیروی نہ کرنے کے باعث آریہ ورت میں حرام کاری
کا وہ بازار گرم ہوا کہ وام مارگی فرقے ویکے متبع ماں بہن بیٹی کے ساتھ
بھی منہ کالا کرتے ہیں۔ اسی پر ہی بس نہیں بلکہ بڑے بڑے آریوں کے
مرتیوں کے سر کے بھی اس اصول پردہ کی پیروی نہ کرنے کے باعث
وقوع میں آئے۔ دیکھئے عبارت کی شجاع استریوں کے کارنامے حصہ
دوازدہم صک میں مصنف کتاب جوہر اکسیر دیانندی ہے لکھتا ہے
کہ رام راون کی لڑائی۔ بیدوبنشی کورو کیشتر میں لڑنے نل کی جلاوطنی اور
بھرتری کا راج چھوڑنا سب عورتوں کے باعث ہوا۔ اسی کی تائید میں
راج رشی بھرتری جی اپنی کتاب شرنگار شتک ص۲۶ پر لکھتے ہیں کہ شجاعت
پر استر وہ بھی گلعذار عورتوں کو دیکھکر فریب میں آتے۔ وہی بھرتری جی
ویراگ شتک ص۲۳ میں لکھتے ہیں کہ سب دنیا میں ایک آدمی بھی نفسانی
خواہشات کو روکنے والا نہ ملا۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے اگر دیانندی
صاحبان منوجی کے بیان کردہ پردہ پر عمل نہیں کرتے تو یہ انکی حماقت
ہے جسکا خمیازہ نیوگ کی صورت میں جلوہ گر ہے۔ لالہ دیا نند بھی لڑکوں
لڑکیوں تک کو علیحدہ رکھنے کی تعلیم دیتا ہے (ستیارتھ سلاس تین) اسپر بھی
دیانندیوں کا پردہ کو برا کہنا انکی جہالت اور ہٹ دھرمی ہے پھر مسافر
کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے کبھی اسقدر عزت اور وقعت اہل
ہند کے دلوں میں ہرگز نہیں پائی کہ وہ پردہ مسلمانوں سے بطور نقل کے
لیتے۔ یہ فقرہ دیکھکر مجھے اس بے سمجھ نامہ نگار کی بے علمی پر افسوس ہوا
کہ اسے اتنی خبر تک نہیں کہ مسلمان بادشاہ اہل ہند کے نزدیک اتنے
باعزت اور باوقعت ہو گذرے ہیں کہ ہندؤں نے خوشی سے اپنی لڑکیاں

(دیکھو آئندہ)

آریوں کی مکتی کا انجام اور نتیجہ

واضح ہو کہ چونکہ ہر ایک شخص جو مذہب میں دلچسپی رکھتا ہے اور اس کی خاطر صدہا رنج و غم اور مالی جانی نقصانات تک بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اس لئے ضرور ہے کہ ہر ایک دانشمند اپنے مذہب کی علت غائی یعنی مسئلہ نجات کو خوب غور و فکر سے سمجھ لے۔ ایسا نہ ہو کہ جس چیز کے لئے اپنے بیگانے اور بیگانے اپنے بنائے جاتے ہیں وہ انجام کار تشنہ آب کے لئے سحر سراب ثابت ہو۔

اس عاجز نے قبولیت اسلام پر دو تین کتابیں بھی لکھی ہیں اور صدہا مرتبہ آریوں سے مسئلہ نجات پر بحث بھی کی ہے۔ مگر اب تک وہ خاموش رہے ہیں۔ اس لئے مناسب دیکھتا ہوں کہ رسالہ انوار الاسلام کے ذریعہ سے ہی اس مسئلہ پر کچھ آریہ صاحبان بولیں یا لکھیں۔

میری قدیمی بزرگوں اور مہربانوں کا یہ مذہب ہے کہ خدا بقول آریہ صاحبان کسی گناہ کو کبھی نہیں بخشتا اور نہیں ٹلتا اور نہیں باز آتا جب تک کہ مجرم بدبخت کو پوری سزا نہ دے لے ورنہ اسکا انصاف قائم نہیں رہتا۔

اور بقول لیکھرام یہ ضرور ہے کہ تمام کرموں (اعمال) کا پھل ملے خواہ وہ بھول اور زہول سے ہوئے ہوں۔ یادیدہ و دانستہ (دیکھو کلیات آریہ مسافر در بیان ثبوت تناسخ صفحہ ۵۰) اور چیونٹی تنگے وغیرہ کو ہلاکت گاہ سے آہستہ ہٹا دینا چاہئے ورنہ (پاؤں کے نیچے دب کر) یا آگ میں جل کر

مر جاویگا۔ مقتہیں پاپ ہوگا (دیکھو مجموعہ مکاشفات ۳) اب ہولناک
سوال یہ ہے کہ فاضل سائنس دانوں نے ایک قطرہ آب میں بھی بارہ ہزار
کیڑے دکھا دیئے ہیں۔ اور ہر روز پاؤں کے نیچے صدہا کیڑے مرجاتے ہیں تو
ایسا تو ہو نہیں سکتا۔ کہ پھونک پھونک کر قدم رکھا جاوے۔ پس جو ایماندار
ہر روز پاؤں کے نیچے کیڑے مکوڑے کو مار اور پانی کے چند پیالے پی
کے کروڑوں کیڑوں کا خون بیدریغ کر گرا اور لاکھوں جیو مشینوں کا خون جگر
کرے گا تو پھر وہ آدمی کی جون میں جنم نہیں لے سکتا۔ کیونکہ ایک ادنیٰ خون
اور گناہ کے بدلے ہزاروں برس ادنے جونوں میں سرگرداں ہونا اٹل اور
لابدی ہے یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ ایشر مجرم بدبخت کو ایک مکھی یا مچھر کی
درد انگیز موت کی سزا سے رہائی اور معافی دیوے یا اُس کی توبہ قبول کرے
پھر ناچار اس مجرم کو کتے یا ادنے جانور کی جنم لینا پڑتا ہے مگر کتا بھی بدبختی
سے مرغیوں اور چوہوں اور پانی کے قطروں پر ظالمانہ کارروائیاں کرکے مکڑی
کی جون میں مبتلا ہو کر رہیگا۔ پھر وہ بدبخت مکڑی بھی ہزاروں مکھیوں کو
بے خانماں کرکے نجاست کے کیڑے کی طرف عود کرے گی۔ پس اس دور
و تسلسل سے وہ جیو (روح) دوبارہ کتا یا بدبخت شیر ہو ہی نہیں سکتا چہ جائیکہ
انسان ہو سکے۔ اگر ایشور کے انصاف کو بالائے طاق رکھ کر زبردستی سے نصیب
ہو بھی گیا تو پھر ممکن نہیں کہ وہ شب فقرہ فاقہ اور زہد و تقویٰ اور تپسیا سے زندگی
بسر کرے اور جنگلی جانوروں کو بجائے مار کر کھانے سے اُنکی حفاظت میں
اپنے آپ کو قربان کر دے۔ اور کیڑے مکوڑوں کو پاؤں کے نیچے نہ روندے
دکو روح جیتین بھی ہو۔ علاوہ ازیں سوامی دیانند جی لکھتے ہیں کہ انسان اور
تمام جانداروں میں جیو یعنی روح ایک سی ہے (ستیارتھ صفحہ) اور پھر معلوم

واسطے سے اس نے ترین ہی چاہتا ہے کہ کبھی نہ مریں پس ہم ایسی بات کہیں
اور کریں جس سے جانداروں کی بہبودی ہو اور فنا اور تباہی نہ ہو (بھومکا
صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹) پس دوستو! بقول آریہ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ آدمی اشرف المخلوق
ہو کر ادنے جانوروں کو ہلاک کر کے سزا سے مستغنی ہو جاوے۔ بلکہ جتنا کوئی عقل والا
اور عزت والا ہے۔ اتنی ہی زیادہ اس کی سزا مقدر ہے کیونکہ اس نے جان
بوجھ کر یا دانستہ غفلت اور لاپرواہی سے کیڑے اور چیونٹے روند کر ہلاک کر ڈالے
اسی واسطے راجہ کو عام لوگوں کی نسبت ہزار گنے اور وزیر کو آٹھ سو گنے سزا
دینی واجب ہے (دیکھو ستیارتھ صفحہ ۳۲۳) پس سوامی جی بہ ہدایت مذکورہ
کی رو سے عام آدمی کو جو بمقابلہ ادنے حیوانوں کے راجا (آدمی) جانداروں
کو ناحق ستاتا پھرے اور پھونک پھونک قدم نہ دھرے اور وید کے پرمیشر
اس خونی انسان کی طرفداری اور ناحق رعایت کر کے لاکھوں برسوں کی
قید تناسخ سے چھوڑ دے اور مظلوم اور درندگی سے کچلے ہوئے کیڑوں کا
آہ و نالہ نہ سنے اگر ایسا کریگا تو وہ نیاکاری کہاں رہا اور آریہ سماج کا دوسرا
اصول کہ پرماتما دیالو کرپالو اور نیاکاری ہے یعنی رحیم کریم عادل ہے دریا برد ہو
جاویگا۔ پس ان تمام امور کو یکجائی طور پر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر میں
آریہ ہی رہتا تو از روئے ویدک اصول کبھی بھی کیڑے کوڑے بننے کی آفت
سے نجات پانے کے لائق نہ ہوتا۔ اور نہ چار سو سال کی عمر پا کر ایمان والا آریہ
کہلا سکتا۔ پس میرے بزرگ دوستو! تم سوچو سمجھو کہ اگر خدا کوئی گناہ نہیں
بخشتا تو پھر تم کس طرح بیگناہ ہو کر مکتی حاصل کر سکو گے۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ
علاج مرض طاعون و سل و میوہ جات وغیرہ میں کیڑے کیوں تباہ کئے جاتے
ہیں۔ کیا ان کی نسبت تمہاری جان بہت پیاری ہے۔ اگر ایک بکری کا

ہیں بہت خوش ہونگے اور جو لوگ بجائے لفظ شدہ کے کوئی اور الفاظ پسند کرتے ہیں شائد اس سے کوئی اور خیال کریں مگر ہمارے نزدیک سبکا مفہوم ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ سبکو نیک اخلاق کرنے چاہئے اور ایک وحدہٗ لاشریک ذات کا تابعدار ہونا چاہئے اور ہرایک کا مفہوم اور مقصود یہی یہی ہے خواہ الفاظ کئی قسم کے استعمال کیوں نہ کئے جاویں۔ بقول

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

یہ بھی یاد رہے کہ ایک عمدہ لفظ کو اپنے حق میں استعمال کرنے سے خود عمدہ نہیں بن سکتے۔ بلکہ اس کے پرکھنے کے واسطے ہر مذہب کے اوضاع و اطوار اور گفتگو اور اُس کی مذہبی تعلیم سے کام لیا جاویگا۔ اس وقت ہمارا خیال اُسی مذہب کی طرف ہے جس نے لفظ شدہ کو اپنے واسطے پسند کیا ہے اس واسطے ہم اُس مذہب کو اُس کی تعلیم سے معلوم کرتے ہیں کہ کس درجہ پر ہے کیونکہ ہر چیز اپنے اوصاف اور ہر درخت اپنے ثمر سے اپنے حسن و قبح کو ثابت کردیتا ہے اور ہر انسان کا فرض بھی یہی ہے کہ تعصب سے پاک ہوکر ہر مذہب کی تعلیم کو نظر غور سے مطالعہ کرے۔ راستی کا تابعدار اور ناراستی سے پرہیز کرے۔ کیونکہ یہ انسانی زندگی ایک نایاب اور قیمتی چیز ہے۔ خیال کرو۔ کہ انسان ایک آدھے پیسہ کی دیاسلائی بازار سے خرید کرتے وقت کس قدر جدوجہد سے دیکھ بھال کرتا ہے کہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ مگر افسوس اور سخت افسوس ہے اُن لوگوں پر جو تعصب اور تقلید کے پھندے میں پھنسے ہوئے آبائی طریق کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔ ناحق اپنی عمر کو ضائع اور رائیگاں برباد کرتے ہیں؟۔

اسوقت مذکورہ بالا گروہ جس نے لفظ شدھ کو اپنے واسطے پسند کیا ہے
محقق ہونیکا مدعی ہے۔ اسواسطے ہمنے بھی اُن کے ساتھ متفق ہوکر تحقیق سے
کام لینا چاہا ہے مگر بجز لفاظی محقق بننے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ
یہاں تک ہمارا خیال ہے یہ گروہ تحقیق کے سایہ تک بھی نہیں پہونچا ہے
یہانتک کہ پنڈت دیانند مہاراج کی نسبت عام شکایت ہے کہ صاحب
موصوف نے وید کو تاویلوں سے پیچھے پڑ ڈالا ہے۔ ہم کسی کے قول کو تو
باور نہ کرتے مگر جب ہمنے خود غور وفکر سے کام لیا۔ تو یہ بات واقعی سچ
اور بالکل درست نکلی۔ کہ پنڈت صاحب نے جیسا موقعہ ومحل دیکھا۔ اُسی کے
مطابق اپنی رائے کو ظاہر کیا۔ مثلاً ستیارتھ میں پنڈت صاحب نے وید کا الہام
اس طرح مانا ہے۔ کہ ابتدا پیدایش ہوئی اور اُس وقت وید کا الہام جیسا کہ
آریہ مسافر میگزین بابت ماہ جنوری ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں لکھتا ہے

کہ ہم آریہ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے اور ہم مانتے ہیں کہ اگنی
وایو۔ انگرہ۔ ادتیہ یہ چاروں رشی آدی سرشٹی کے موقعہ
پر عین عالم شباب میں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے
اور ایک منٹ بھی گمراہ نہ ہوئے۔ بلکہ پیدا ہوتے ہی
انہوں نے جہاں مادی آنکھوں کے لئے سورج کی روشنی
پائی۔ وہاں روحانی آنکھوں کے لئے ایشوری علم کی
تحریک دل میں حاصل کی یعنی ملہم ہوئے؟۔

اس بیان میں مندرجہ ذیل امور ہیں:۔

(۱) پیدایش جوانی کی حالت میں (۲) پیدایش کے ہوتے ہی الہام کا ہونا اور ایک
منٹ کی بھی دیر نہ ہونا؟۔

مگر جب ہم نے اپدیش منجری پنڈت صاحب موصوف کا مطالعہ کیا۔ تو بالکل اسکے برعکس وہ ھذا پیدائش کے وقت ہی الہام نہیں ہوا بلکہ کچھ عرصہ کے بعد دیکھو اُپدیش منجری منٹ۔

جیسے چھوٹے بچوں کو اب بھی پیدا ہو کر کچھ عرصہ جینے تک باوجود اسی طرح مرجانے پر کسی طرح کی سزا نہیں ملتی اس طرح آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے اُن کے لئے کوئی امر و نہی نہ تھا۔ نہ ہی اب تک کوئی قانون تھا۔ آنکھوں سے روپ دیکھنا اور کانوں سے شبد سننا۔ پاؤں سے چلنا وغیرہ۔ بس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی۔ پھر پرمیشور نے منشیول کو وید گیان دیا۔ دیکھو بھر دیداد صیاء ۔ ہم منتر ۸۔

ناظرین پنڈت صاحب کی اس عبارت میں مندرجہ ذیل اُمور ہیں:۔

(۱) پیدائش بچپن کی سی حالت میں۔ اور اُن کے لئے کوئی امر و نہی نہ ہونا۔ (کیونکہ وہ امر و نہی کے سمجھنے کے لائق نہ تھے)۔

(۲) آدی سرشٹی یعنی دنیا کی ابتدا کا یہی وقت تھا۔ (حالانکہ آریہ صاحبان دنیا کی ابتدا نہیں جانتے)۔

(۳) وید کا الہام پیدائش سے کچھ عرصہ کے بعد ہوا۔

اے آریہ سبھو۔ دیانندی محققو۔ کیا آپکی تحقیق اسی درجہ تک ہی ہے کہ پنڈت صاحب کی صاف عبارت کو نہیں سمجھتے۔

کہاں یہ بات کہ پیدائش کے بعد ایک منٹ کا بھی نہ گذرنا اور وید کا الہام

پڑ جانا۔ کہاں کچھ عرصہ تک مخلوق کا بغیر امر و نہی کے اوقات بسر کرنا اور
پھر یکدم الہام ہونا۔ کہاں پیدائش جوانی کی حالت میں اور کہاں بچپن کی
سی حالت میں عقل و فہم سے کام لو۔ آپ ہی سوچ کر لوگوں کو شدھی کی ترغیب
دو۔ کیا اذا تعارضا تساقطا یہ سب کچھ گت ربود نہیں ہوتا۔ میں نے
ان متناقض بیانات کو رسالہ ویدی عقاید کی بے ثباتی میں
طبع کرا دیا ہے۔ جس کی خواہش ہو۔ مطالعہ کرے۔ اسی طرح پنڈت صاحب نے
الہام کے لئے آٹھ شرطیں مقرر کی ہیں۔ جنسے میں نے ثابت کر دیا ہے کہ
وید خود ان شرائط پر پورا نہیں آتا۔ اور وہ رسالہ بھی تردید شرائط
الہام ویانندی طبع کرا دیا ہے اگر کوئی صاحب میرے ان دونوں
رسالوں کا جواب مہذبانہ طور پر دیوے تو میں شدھ ہونے کو تیار ہوں
اگر جواب نہ ملے۔ یا یہی کہہ کر ٹال دیا جاوے کہ یہ کتاب مطبع میں غلط طبع ہو گئی
ہے۔ تو یہ عذر کافی نہ ہوگا۔ کیونکہ دیانندیوں کے مطبع تو اپنے ہوں۔ اور ان کی
کتابیں دو دو تین تین دفعہ طبع ہو چکی ہوں۔ مگر جب کوئی آدمی کوئی بات معلوم
کر کے جواب طلب کرے۔ تو یہ کہہ کر ٹال دینا کہ مطبع والوں کی غلطی ہے۔ بعید
از انصاف ہے۔

آریہ صاحبان کا سب سے بڑا عقیدہ تناسخ پر ہے جس کو میں نے مفصل
ویدی عقاید کی بے ثباتی میں بیان کیا ہے۔ مختصر طور پر اس جگہ بیان کرتا ہوں
پنڈت صاحب ستیارتھ [illegible] دفعہ ۱۷ کے سوال کے جواب میں تحریر
کرتے ہیں:۔

وہی چار جیو سب جیوں سے زیادہ تر پاک آتما تھی دوسرے
لوگ اُن کی مانند نہیں تھے۔ اس لئے علم کا اظہار

تا جو دیکھو دنیا کو کچھ عرصہ آباد ہوئے گذر چکا تھا اور وہ بچپن کی سی حالت میں گذارا کرتے تھے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد پرمیشور نے منشوں کو ہدایت دیا ایڈیشن نمبری ۵۹۔

پھر پنڈت صاحب ایڈیشن نمبری ۵۸ میں تحریر کرتے ہیں۔ ماں کے رحم میں بھی ایک بچے کو دکھ ہوتا ہے اور وہیں دوسرے کو سکھ ہوتا ہے۔ ایک دھرماتما کے یہاں جنم لیتا ہی دوسرا پاپ کی جگہ میں پیدا ہوتا ہے۔ پس بتلاؤ کہ یہ فرق کس طرح پر اور کہاں سے ہوا۔ اسپر بھی غور کرو۔ کہ تناسخ نہ مانتے ہوئے اس فرق کی وجہ سے ایشور پر کتنا بڑا الزام آتا ہے؟۔

اس جگہ تو پنڈت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تناسخ کو نہ ماننے سے ایشور پر الزام آتا ہے۔ پنڈت صاحب ایشور کو ملزم بنانے میں تو بڑے ماہر ہیں مگر اصل بات پنڈت صاحب کی یہ ہے ع۔

بس الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مد کل قصور پنڈت صاحب کا اپنا ہے۔ حالانکہ چھوٹے بچوں کی سزا کے پنڈت صاحب خود قایل نہیں مگر اس جگہ تناسخ کو درست کرنے کے لئے قبول کرتے ہیں۔ ایڈیشن نمبری ۶۰ جیسے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اب بھی پیدا ہو کر کچھ عرصہ جینے کے باوجود اسی طرح مرجاتے پر کسی طرح کی سزا نہیں ہوتی۔ اسی طرح آدمی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے۔ ان کیلئے کوئی امر و نہی نہ تھا۔ نہ ہی اب تک کوئی قانون تھا۔ غلطی و نسیان

مگر بشہادت پنڈت صاحب نمبر اعمال کے چار آدمیوں کو وید کا الہام دیا گیا
اور [illegible] کا لزوم ٹھہرا [illegible] وغیرہ ان کا جواب باصواب دیگر وید کے
الہام سے اول جو شبد استعمال ہوتے تھے وہ کس زبان کے تھے اور رشیوں
نے کہاں سے سیکھے تھے۔ فتدبر۔

ہمارا کام کہنا ہے یارو سو اب آگے خواہ مانو یا نہ مانو

آپکا خیر خواہ محمد فضل الدین از مراڑہ ضلع گورداسپور۔

نوٹ۔ ایڈیٹر صاحبان جس پرچہ اخبار میں آپ اسکا جواب درج کریں وہ پرچہ براہ
مہربانی عنایت فرما دیں۔ خواہ قیمت اسکی اول طلب کر لو؟ ۔

اخبار نور افشاں کے ایک مضمون نویس کی جہالت[1]

نور افشاں مطبوعہ یکم دسمبر ۱۹۰۵ء جلد ۳۳ نمبر ۴۸ کے صفحہ ۳ میں ایک گمنام
عیسائی نے قرآن پاک پر حملہ کیا ہے۔ مگر بباعث بزدلی اپنا نام صاحب مضمون
نے نہیں لکھا۔ اور اس مضمون کی سرخی یہ ہے "قرآن کس کے لئے اور

[1] یہ مضمون ہمارے [illegible] جناب مولوی [illegible] الدین صاحب واعظ انجمن حمایت اسلام لاہور
[illegible] نے عرصہ دو ماہ سے برائے [illegible] رسالہ انوار الاسلام ارسال کیا ہوا تھا مگر بباعث
[illegible] جناب منشی کریم بخش صاحب مرحوم و مغفور ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ و عدم
گنجائش کے درج نہ ہو سکا۔ اسواسطے امید ہے کہ مولوی صاحب موصوف معاف فرماوینگے
اور آئندہ اپنے مضمون برائے اشاعت رسالہ ہذا ارسال فرما کر ممنون و مشکور فرماتے رہا کرینگے۔

نیازمند منیجر

کیوں ہے؟ اب ہم اس مضمون کی تھوڑی تھوڑی عبارت نقل کر کے اسکا جواب دیتے ہیں۔

قولہ جس طرح جسمانی تندرستوں کے لئے حکیم کی ضرورت نہیں اسی طرح راستبازوں کے لئے کسی الہامی کتاب کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جواب جسمانی تندرستوں کو اپنی تندرستی قایم رکھنے کے لئے حفظان صحت کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت بدون حکیم حاذق کے پوری نہیں ہو سکتی۔ رہا آپکا یہ فرمانا کہ راستبازوں کے لئے کسی الہامی کتاب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر آپ صاحب پہلے راستبازی اور راستی کی حقیقت تو معلوم کی ہوتی۔ سنیئے حضرت راستبازی یعنی سچائی اور سچ بولنا جو خدا کی خوشنودی کا باعث ہے خدا کی کلام ہی سے اسکی خوبی اور اسکے نیک اجر کا پتہ لگتا ہے اور راستباز ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ جبتک کلام الٰہی راستبازوں کا دستور العمل نہ ہو اور یہ آپکا لکھنا بالکل غلط ہو گیا۔ کہ راستبازوں کے لئے الہامی کتاب کی ضرورت نہیں ہوتی۔

قولہ ضرورت ہی اس امر کا موجب اور شاہد ہے کہ اہل ضرورت محتاج بالغیر ہیں اور محتاجی محتاج کی کمی کو ظاہر کرتی ہے۔ جب انسان روحانی طور پر قاصر اور محتاج بالغیر ہے تو اسکی ہدایت اور امداد کے لئے کسی کتاب آسمانی کی ضرورت پڑتی ہے یا بہ الفاظ دیگر کسی آسمانی کتاب کا مقصد اور مدعا یہی ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ کہ وہ گمراہوں اور دوسروں سے فائدہ اور تسلی کا موجب ہو۔

جواب سب سے اول بڑی ضرورت انسان کو اپنا ایمان درست کرنا ہے اور ایمان کی درستگی کا مدار عرفان الٰہی پر مبنی ہے کیونکہ جب انسان کو اسماء ذاتی صفاتی خداوندی کا عرفان نہیں وہ شخص خدائے حقیقی یعنی معبود برحق کے سوا مخلوق پرستی میں مبتلا ہو جاتا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ جتنے ماسوی اللہ کے پوجاری

اندھے مشرک ہیں تو وہ عدم عرفان الٰہی کی وجہ سے غیر معبودوں کے پرستار ہو
بن جاتے ہیں سو یاد رہے انسان کی روحانی ترقی کا پہلا ذریعہ عرفان الٰہی ہے جو
بدون کتاب آسمانی کامل کے مجرد عقل اُس کی رہبر نہیں ہو سکتی۔ دوم عرفان
الٰہی سے ہی خدا کی سچی عبادت ہو سکتی ہے اور اللہ کی فرمانبرداری اور ایمان کامل
نزول رحمت باری تعالیٰ کا سبب ہو جاتے ہیں اور خدا کی رحمت اور شفقت
ہی سے نجات ابدی حاصل ہو سکتی ہے اور آسمانی کتاب کا مقصد اللہ عالیٰ ہی ہوتا
ہے کہ وہ انسانوں کو تاریکی سے نکال کر روشنی اور نجات سرمدی تک پہونچا وے
سو یہ تمام خوبیاں قرآن شریف میں موجود ہیں۔ کیا کوئی عیسائی کتاب آستر
سے انسانی ضروریات مذکورہ بالا کا ثبوت دے سکتی ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز
نہیں۔ اے حضرات کتاب آستر سے کوئی عیسائی عرفان الٰہی کیا بیان کر سکتا
ہے۔ اس بدنصیب کتاب کے گو۔ دس باب ہیں۔ مگر ایک جا بھی خدا کا نام
اس میں پایا نہیں جاتا۔ پھر وہ کتاب آدمیوں کی کیا رہبری کر سکتی ہے اے
عیسائیو اس کتاب آستر پر ایمان لا کر تم کیا روحانی یا عرفانی فائدہ اُٹھا سکتے ہو
تو اسکو بائیبل سے نکال ڈالیں پھر دوسری کتاب غزل الغزلات کی طرف توجہ
کریں افسوس عیسائیوں کی حالت زار پر آستر جیسی بدنصیب کتاب پر ایمان
لاویں اور قرآن شریف پر نکتہ چینیاں کریں۔

قولہ۔ اگر سوال کیا جائے کہ قرآن کس کے لئے اور کیوں آیا؟ تو جواب
بالعکس مذکورہ بالا بیان کے پایا جاتا ہے قرآن میں جا بجا یہی لکھا ہے۔ کہ یہ
کتاب متقیوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے فاسقوں اور فاجروں کے
لئے گمراہ کرنیوالا ہے۔

جواب۔ قرآن شریف کا یہ ارشاد کہ کلام الٰہی متقیوں کے لئے ہدایت

طریقہ ظاہر نہیں کیا گیا۔

جواب نجات کا پہلا ذریعہ قرآن شریف نے فضل خدا و رحم الٰہی کہا ہے جس کا ثبوت اوپر دے چکا ہوں۔ اور دوسرا ذریعہ نجات شفاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کا ثبوت سورہ نساء رکوع ۹۔ اور سورہ ممتحنہ رکوع ۲۔ اور سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ میں موجود ہے ناظرین خود ملاحظہ فرمادیں۔ سچی توبہ اور اعمال حسنہ بھی ذریعہ نجات ہو سکتے ہیں مفصل بیان نجات ابدی کا پانا از روئے قرآن پاک ہم نے اپنی رسالہ مسائل نجات میں بخوبی کیا ہے جو عنقریب چھپنے والا ہے۔ اور رہا اس گروہ عیسائی کا یہ کہنا کہ کوئی انسان بکمال یعنے پورے پورے اعمال کر ہی نہیں سکتا۔ سو اُسکا رد حضرت یوحنا حواری کے قول سے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ خط اول یوحنا باب ۵ آیت ۳ میں لکھا ہے کیونکہ خدا کی محبت یہ ہے کہ ہم اسکے حکموں پر عمل کریں اور اُسکے حکم بھاری نہیں ہوتے۔ یعنی خدا کے حکم بکمال احتیاط پورے کرنے ممکن ہیں کوئی غیر ممکن امر نہیں اور اکثر بندگان خدا نے ذکر و طاعت خدا کی تمام شریعت پر پورے پورے عمل کئے ہیں ثبوت اسکا انجیل لوقا باب اول آیت ۵ میں موجود ہے۔ یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے دنوں میں ابیاہ کے فریق میں زکریا نامی ایک کاہن تھا اُس کی جورو ہارون کی بیٹیوں میں تھی اور اُسکا نام الیشبات تھا وے دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے۔ انتہی۔

حضرت زکریا اور انکی بیوی صاحبہ خدا کے تمام حکموں اور قانونوں پر عمل کرنے والے گناہوں سے بالکل پاک ثابت ہوئے اور انجیل متی باب ۹ آیت ۱۲ میں لکھا ہے کہ بھلے چنگوں کو حکیم درکار نہیں جس سے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ بے گناہوں کو

بحکم یسوع تحصیل ہوتی تھی جیسا کہ انجیلوں میں لوگوں کا مال اور نقدی [illegible]
یسوع تحصیلی یہودا ہی کے پاس رہتا اسکا ثبوت تفسیر انجیل یوحنا [illegible]
سلیوو شتلو سبعنت سطر ۲۹ میں موجود ہے۔ اب التماس ہے کہ یہ نقدی
جو جمع کیا جاتا تھا لوگ بطور خدمت یہ چندہ دیتے تھے یا یسوع کو کوئی تحفہ [illegible]
خدمت وصول کیا کرتے تھے بہر صورت بطور خدمت چندہ ہی ضیافتوں کو کھانا
پہنچا جس سے خدمت بندگان خدا کی ثابت ہو گئی۔ اور خوبی یہ کہ اس نقدی میں سے
جو تحصیل میں بحکم یسوع جمع ہوتا تھا تحصیلی بعد چوری چرا بھی لیا کرتا تھا۔ دیکھو انجیل یوحنا
باب ۱۲ آیت ۶ ◆
اور ایک بازاری عورت یعنی کسبی کا اپنی ناپاک خرچی کی کمائی سے خرید کردہ عطر [illegible]
خدمت یسوع کے بدن پر ملنا جس کا ثبوت انجیل لوقا باب ۷ آیت ۳۷ سے ۳۸ تک
مطالعہ کرنے سے بخوبی ہو سکتا ہے اور کسی کی ناپاک کمائی کا حرام ہونا کتاب استثنا باب ۲۳
آیت ۱۸ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ رہا اس کسبی کا توبہ کرنا یہ بات جُدی ہے [illegible]
تو از راہ خدمت بازاری عورت کا اپنے مال حرام سے خدمت کرنے سے [illegible]
حضرت گمنام صاحب ابن آدم کا خدمت لینا انجیل ہی سے ثابت ہو گیا۔ اب
اس فقرے کے غلط ہونے میں کلام ہی کیا ہے کہ ابن آدم اس لئے نہیں
آیا کہ خدمت لے۔

قولہ۔ اور اپنی جان بہتوں کے لئے فدیہ دے۔

جواب۔ اے گمنام صاحب اگر مسیح اپنی جان بہتوں کے لئے فدیہ میں
دینے کے واسطے تشریف لائے تھے تو بروقت صلیب چیخے اور چلائے کیوں بلکہ
بیقراری کی حالت میں کیوں یہاں تک بولے ایلی ایلی لما سبقتنی
یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ انجیل متی باب [illegible]

[illegible] کہ [illegible] کی [illegible] نہیں [illegible]

جواب ۔ لوگوں کی [illegible] تو [illegible] بنا لیں [illegible] تو گویا [illegible] کو
[illegible] کی [illegible] کا انکار کر کے کہنے لگے دیکھو انجیل یوحنا باب [illegible] آیت [illegible]
مسلمان [illegible] ہوئے اور عیسائی آپکو خدا بنا کر مشرک ہو گئے مشرکوں پر الٰہی فتوی
[illegible] صادر ہو چکا ہے چنانچہ قرآن شریف سورہ مائدہ رکوع [illegible] میں ارشاد
ہوتا ہے مقرر جس نے شریک کیا ساتھ خدا کے سو بالیقین حرام کر دیا اللہ نے اس پر
بہشت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور نہیں ہے واسطے ظالموں کے کوئی مددگار ۔
ہاں اگر کوئی مسیح کی رسالت کا فایدہ پہونچا ہے تو اہل اسلام کو پہونچا ہے ۔ انجیل
یوحنا باب ۱۷ آیت ۳ ۔ حیات ابدی یہ ہے کہ وے تجھ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو
جسے تو نے بھیجا ہے جانیں ۔ دیکھی حیات ابدی کا دارومدار خدا کی توحید اور حضرت
مسیح کی رسالت کے قبول کرنے پر ہے جو اہل اسلام نے مانا ہے ۔ اب باقی رہا گمنام
صاحب کا یہ سفید جھوٹ کہ تمام قرآن شریف میں ایک آیت بھی متی باب ۱۱
آیت ۲۸ کے برابر نہیں سو اسکا جواب یہ ہے کہ یا تو اس عیسائی نے قرآن شریف
پڑھا نہیں کیا یا دیدہ دانستہ صریح جھوٹ بولکر پادریوں کو خوش کرنا چاہتا ہے تاکہ ترقی
تنخواہ ہو ۔

اے ناظرین متی باب ۱۱ آیت ۲۸ کی تعلیم جس کے بارے میں یہ گمنام عیسائی فخر کرتا
ہے اُس کا نقص اوپر بیان کر چکا ہوں ۔ اب اس انجیلی تعلیم سے بڑھ چڑھ کر قرآن شریف
کی پاک تعلیم پیش ناظرین کرتا ہوں ۔ دیکھو سورہ اعراف رکوع ۱۹ میں اللہ جل شانہ
فرماتا ہے وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں رسول کی جو نبی اُمّی ہے یعنی جس نے
کبھی پڑھنے کے لئے کسی اُستاد کے آگے زانو خم نہیں کیا ، جس کی خبر پاتے ہیں اپنے
پاس توریت اور انجیل میں دیکھئے کتاب استثنا باب ۱۸ آیت ۱۵ و ۱۸ میں اور انجیل یوحنا

[illegible] طیبات [illegible] سورہ [illegible] آیت ۱۶ [illegible]
اور خبائث۔ تعلیم دیتا ہے نیک کاموں کی اور منع کرتا ہے بُرے کاموں سے اور حلال کرتا ہے
ان کے واسطے پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ناپاک اور اتارتا ہے اُن سے بوجھ اور
پھانسیاں جو اُن پر تھیں یعنی پوپ کی غلامی اور انجیل متی باب ۱۲ آیت ۲۸ میں
ہر ایک عیسائی کو جو صلیبی موت کی تعلیم دی گئی تھی۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور حضور
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کی حمایت کی اور ان کو مدد دی اور جو نور ہدایت
یعنی قرآن شریف اُن کے ساتھ بھیجا گیا ہے اُسکے احکام کی پیروی کی یہی لوگ کامیاب
یعنی نجات یافتہ ہیں۔

اے عیسائیو آؤ اب اُس نبی برحق کی پیروی کرو جس کی خبریں حضرت موسیٰ و عیسیٰ
علیہم السلام دے چکے ہیں۔ یاد رکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار فی الحقیقت
حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کا انکار کرنا ہے۔

کمترین شیخ الدین واعظ انجمن حمایت اسلام لاہور حال
وارد دہلی کھاری باؤلی مطبع قاسمی۔

غیر مسلموں اور کُفّار کے حقوق

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ ص۱۱ ص۱۶)

لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم
من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین
یعنے نصاریٰ وغیرہ سے جو خدا نے محبت کرنی منع فرمائی ہے تو اس سے یہ مطلب [illegible]
کہ وہ تم کو احسان اور ہمدردی کرنے سے تمہیں منع کرتا ہے نہیں بلکہ جن لوگوں نے

خبریں

ینبوع سے مدینہ منورہ تک کی برقی لائن مکمل ہو گئی افتتاحی رسم ایک بڑی مجلس میں ادا کی گئی۔

کلکتہ میں عبدالرؤف نامی ایک شخص گرفتار ہوا ہے جس نے گذشتہ چار سال میں اپنے آپ کو نواب مشہور کر کے بہت کچھ لوٹا تھا۔

سوئزرلینڈ کے مقام جرادمو کی جھیل میں ایک آدمی نے پائک قسم کی ایک مچھلی پکڑی جس کا وزن ۳۰ پونڈ نکلا۔ ایک باورچی نے اسکو مول لیا اور جب اسکا پیٹ چاک کیا تو اُس میں سے ایک بٹوا نکلا جس کے اندر ۱۵ اشرفیاں رکھی ہوئی ملیں۔ اغلباً کسی شخص کا بٹوا جھیل میں گر گیا ہوگا اور اُسکو مچھلی نے کھا لیا۔

مغربی افریقہ کے شہر ممباسہ میں ایک معزز انگریز مع اپنے نوجوان لڑکے کے مسلمان ہو گیا

مظفرآباد کشمیر۔ ہفتہ گذشتہ میں مقام بقہ ضلع ہزارہ میں رات کو سخت آتشزدگی ہوئی قریباً ۱۵۰ دوکانیں جلکر خاکستر ہو گئیں۔ نقصان کا تخمینہ ابتک نہیں کیا گیا علاوہ ازیں گھر بھی جلکر خاک ہو گیا۔ لوٹ بھی بہت ہوئی۔

حال ۱۲ جولائی ۱۹۰۳ء کو بوقت ۳ بجے دن کے دریائے توی میں ایک کشتی غرق ہو گئی۔ وجہ بیان کیجاتی ہے کہ جن ملاحوں کو یہ کشتی سپرد ہے وہ اُس جگہ حاضر نہیں تھے ایک ناواقف آدمی اُنھوں نے چھوڑ رکھا ہے جس سے کہ اس موقعہ پر کشتی نہ سنبھالی گئی۔

جالندھر میں ۲۰ ماہ جولائی کو سردار امر سنگھ اہلوالیہ کے مکان پر ایک بیوہ عورت [illegible] رام پرلیما المعروف اہلووالیہ کے ساتھ بڑی دھوم دھام کے [illegible] اپنی قسم کی پہلی شادی ہے جو اس فرقہ میں ہوئی۔ نامی گرامی اصحاب

سوتھ بریز والی ارمذ تھے۔

ہرکسر میں ایک شخص قطب الدین نامی جو پنشن یافتہ ایجنٹر اسسٹنٹ کمشنر ہے لنگدل سے لوآبادیوں کی اراضی کے لئے پانچ روپے فی کس فیس لیتا تھا اور اسطرح بہت روپیہ جمع کر لیا تھا مگر آخر گرفتار ہوا۔

خسام کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حماۃ سے حلب ریلوے لاین بن کر تیار ہو گئی ہے اور ماہ اگست کے اواخر میں اسکا افتتاح ہوگا۔

بر منگہم انگلستان کے ایک مالدار تاجر جون بیکر نامی نے شیخ الاسلام شیخ عبداللہ کوئلیم کو بذریعہ ایک خط کے اطلاع دی تھی کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ مصری اخبارات المؤید نے لکھا ہے کہ یہ شخص بغیر کسی تحریک کے محض اسلامی لٹریچر سے سرسری واقفیت پیدا کر کے اس مقدس مذہب کا ایسا گرویدہ ہو گیا۔ کہ فوراً اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔

مصر کے ایک مقام کفر الشہداء کی جب ایک عیسائی لیڈی نے مسلمان ہونا چاہا۔ تو حسب قاعدہ اُس نے صوبیدار ضلع کو اپنے تغیر مذہب کی اطلاع دی۔ صوبیدار نے پادریوں کو کہا کہ اپنی متفقہ کوشش سے اس عورت کو سمجھا کر اس خیال سے باز آ جائے۔ مگر پادریوں کی تمام کوششیں بیکار گئیں اور وہ لیڈی مسلمان ہو گئی۔

۱۴۔ اگست ۱۹۰۶ء سیالکوٹ میں ایک نو دس سال کی لڑکی ندی ایک میں ڈوب گئی جس کی لاش تک کا پتہ نہیں ملا۔

ملتان سٹیشن پر سے ایک شخص اپنی دو لڑکیوں کو لئے ہوئے گھر کو جا رہا تھا ایک لڑکی لاین پر چلی گئی۔ باپ جو اس کے بچانے کو دوڑا تو سامنے سے آنے والے انجن سے کٹ گیا۔ گود کی لڑکی کی بھی ٹانگ کٹ گئی۔ مگر جس لڑکی کے بچانے کو وہ دوڑا تھا وہ بچ رہی۔

کریم بخش رحیم بخش اسسٹنٹ ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے اہتمام سے چھپکر رفیق عام پریس لاہور سیالکوٹ سے شائع ہوا۔

انوار الاسلام سیالکوٹ — جلد ۸ نمبر ۱

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

مصنف وید کی پھکڑ بازی

(از یجروید ادھیائے اول)

منتر ۱ - پاپی چور ٹھگ کو - منتر ۲ - پاپی - منتر ۷ - نشٹ کرنے والا - نرنتر سنتاپ دینے
والا - منتر ۹ ناش کرنے والا - منتر ۱۶ - چور - بیری - منتر ۱۷ - دُشٹ - منتر ۱۸
خنتر - منتر ۱۹ - دُشٹ نش - منتر ۲۶ - دشٹ - منتر - ان کو مارو - دشمنوں کا کلیجہ چھیدو
منتر ۲۹ - نرنتر سنتاپ - ناش کرنا - دوش فیتر - (ادھیائے ۲) منتر ۱۵ ناقابل
برداشت دشمن - اپاے دشٹ مورکھ موڑھ - منتر ۲۰ دشٹ - منتر ۲۲ دشٹ
منتر ۲۵ دشٹ - مورکھوں کو نشٹ کر دیں منتر ۳۰ دشٹ - منتر ۳۲ ناش دشمن
دشٹ جیو - اسی طرح اسر راکشس ملیچھ پاپی جاہل - گمراہ - شریر - بداعمال کی کمزوریع

پڑھنے۔ تنگدل۔ خبیث العقل۔ دھرم سے بے بہرہ۔ بیوقوف۔ اس قسم کے الفاظ اور منتر کی پڑتال شروع کریں تو ویدک پھکڑ بازی کا ایک نیا وید بن سکتا ہے یہ پھکڑ بازی ہی کا نتیجہ تھا کہ ہندیوں کو بدزبانی کی طفیل نسبتست نکال دیا گیا۔ یہ بدزبانی کا ہی نتیجہ ہے کہ جب ویدک رشی مہارشی اول درجے کے گندہ دہن نکلے جس نے زیادہ وید پڑھا انہی ہی وہ پھکڑباز بنا ثبوت کے لئے دیانند کی بکواس ملاحظہ ہو۔

دیانندیوں کا پرمیشور

آریہ نیوگی صاحبان زور شور سے اپنے آپکو موحد یعنی ایک خدا کو ماننے والا بتاتے ہیں مگر جب ان کے اعمال پر نظر کی جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ایک انسان بھی ان کا پرمیشور ہو سکتا ہے ہم نے آج تک کوئی بات بلا حوالہ نہیں لکھی کیونکہ ہم راستہ صدق کی اشاعت چاہتے ہیں۔ ان نیوگی صاحبان نے دیانند کو چڑھاتے چڑھاتے ایشور کا درجہ دیدیا ہے حالانکہ ان کے ایشور نے ایسے ایسے بھیجے ہیں کہ بڑے بڑے چلباز وں کے کان کترڈالے مدت تک آپ رشی رہے ان سے نکلکر آپ شومتی بن گئے اور ردور کشس کی لاپینٹ تھے جب وہاں بھی حلوا مانڈا میسر آیا تو بیچ علیحدہ سماج قایم کر کے ایشور بن بیٹھے۔ ۸۔ جون کا آگرہ کا نیوگی بازاری پرچہ مہرشی کی تعریف اپنے گندے دماغ سے یوں کرتا ہے۔ "گرچہ سوامی جی مہرشی تھے اور مہرشی سے آجتک کوئی سہو ہوئی اور نہ ہوگی اسلئے سوامی جی بھی بنطی تھے"۔ مہرشی کی یہ نئی نیوگی دماغ سے نکلی ہوئی تعریف دیکھکر ہمیں سخت حیرت ہوئی اور تعجب ہوا کہ پھر انسان اور ایشور میں فرق ہی کیا سمجھا کیونکہ دیانند یعنی نیوگیوں کا ایشور رشی وید استھیار تھ پرکاش سملاس ۷ دفعہ ۹۲

آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی کی بدحالی پر اپنے جی میں خوش نہ ہو۔ کہ اللہ
پر رحم کرے گا اور تجھ کو اس حال میں مبتلا کرے گا۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو فحش گالی۔ بُری بات کہنی اور بُری
بات کا جواب بڑھا کر دینا پسند نہیں ہے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا جس میں نرمی نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ اور
آپؐ نے فرمایا کہ سب سے بدتر خدا کے نزدیک وہ ہے جس کی زبان درازی اور
بے حیائی سے لوگ اس کا ملنا چھوڑ دیں۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جو شخص ضامن ہو میرے لئے اس چیز کی محافظت کا
جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان کا کہ اس سے کوئی
خلاف شرع بات نہ نکالے، اور اس چیز کا جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے
(یعنی شرمگاہ کا کہ اس کو کسی قسم کی بدکاری میں استعمال نہ کرے۔ میں اس کے لئے
جنت کا ضامن ہوں"

ابن عباسؓ سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو نہ جھگڑ اپنے بھائی سے
اور نہ ٹھٹھا کر اس سے اور نہ وعدہ خلافی کر اس سے۔

اور آپؐ نے فرمایا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ گالیاں دینے والے اور بکواس کرنیوالے
کو دشمن رکھتا ہے۔

اور فرمایا کہ مومن آدمی کی شان نہیں ہے کہ لعن طعن کرنے والا گالیاں
دینے اور بیہودہ بکنے والا ہو۔

حذیفہ رضہ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا چغل خور اور لُترا بہشت میں نہیں جائیگا
اور فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے بدتر دو رویہ منافق ہے جو کسی جماعت کے پاس
کسی طرح کی اور کسی گروہ کے پاس کسی طرح کی بات کیا کرتا ہے۔

اور آپ نے فرمایا دو آدمیوں کے درمیان دشمنی ڈالنا۔ انسان کی دنیا و آخرت
کو تباہ کر دیتا ہے۔
اور فرمایا کہ حیا اور نرمی ایمان کا نشان ہے اور سخت گو اور سخت خو بہشت میں
داخل نہیں ہوگا۔ اور یہ کہ سب سے زیادہ دشمن خدا کا جھگڑالو ہے۔ اور قرآن شریف میں یہ
احکام ہیں (۱) اپنے گھروں کے سوا بغیر اجازت کے کسی گھر میں داخل نہ ہو۔ اگر اجازت
نہ ملے تو واپس چلے آؤ۔ اجازت سے پہلے سلام کرو پھر داخل ہو۔ جب اپنے گھروں
میں جاؤ تو اپنے گھر والوں پر سلام کرو۔
(۲) لوگوں کو صدقہ اور خیرات دو۔ نیکی کے کاموں میں روپیہ خرچ کرو۔ اور قرض
حسنہ دیا کرو۔
(۳) ہمیشہ اچھی مشورہ کرو۔ صدقہ دینے کا یا کسی کے ساتھ بھلائی کرنے کا یا لوگوں کے
درمیان اصلاح کرانے کا۔
(۴) اللہ سے ڈرو اور آپس کے معاملات ٹھیک کرو۔
(۵) اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھو۔
(۶) لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرو۔ کبھی بے انصافی نہ کرو۔
(۷) نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی امداد کرو۔ گناہ اور تعدی پر کسی کی
مدد مت کرو۔
(۸) جھوٹی گواہی مت دو۔
(۹) ہمیشہ نیک کام کا حکم دیتے رہو۔ اور برے کام سے منع کرتے رہو۔
(۱۰) حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دشمنوں کو اسلام کی طرف بلاؤ۔
(۱۱) اپنے تول ٹھیک رکھو۔ نہ کم تول کر دو۔ نہ زیادہ لو۔
(۱۲) ہر ایک کام باہمی مشورہ سے کرو۔ باقی آئندہ

خبریں

گورنمنٹ آف انڈیا کی وہ چٹھی جو انڈر سیکرٹری نے وائسرائے کے حسب ارشاد ملّا عبد القیوم صاحب آنریری سیکرٹری سنٹرل کمیٹی حجاز ریلوے فنڈ کے نام شملہ سے ۶ جولائی ۱۹۰۸ء کو لکھی تھی بعینہٖ درج اخبار کرتے ہیں اور وہ یہ ہے آپکی چٹھی نمبری ۳۹۸ مورخہ ۷ اپریل کے جواب میں جس میں حضور وائسرائے سے حیدرآباد دکن حجاز ریلوے فنڈ ایسوسی ایشن کے مربی و سرپرست بننے کی درخواست کی گئی ہے آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ ہر اکسیلنسی اہل اسلام کی اس خواہش سے کہ انکی اعلے عبادت گاہوں (مکہ مدینہ) کا راستہ بہ نسبت حال کے سہل تر ہو جائیگا۔ دلی خواہش اور ہمدردی ظاہر فرماتے ہیں بلکہ گورنمنٹ اس سہولت کے سرانجام کے متعلق ہر قسم کی امداد دینے کو تیار رہے۔ مگر افسوس کہ گورنمنٹ اس درخواست کے قبول کرنے سے بدیں وجہ معذور ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند کسی ایسی ریلوے فنڈ کی سرپرستی قبول کرنے کی مجاز نہیں ہے جو ہندوستان کی حدود سے باہر ہو۔　　دستخط ایس ہجرویل انڈر سیکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا

نواب صاحب بہاولپور وسط نومبر میں زیارت مکہ کرمہ کے لئے روانہ ہونگے۔ مولوی حاجی رحیم بخش وزیر خارجہ حج سے مشرف ہو چکے ہیں۔ ہز ہائینس کی معیت میں ہونگے۔ ریاست میں اعلان ہو گیا ہے کہ جو لوگ قلت خرچ کی وجہ سے مکہ معظمہ نہ جا سکتے ہوں۔ وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔

ایک چمار آریہ سماج ہو گیا تھا اور انبالہ میں سے پولیس کی نوکری بھی مل گئی تھی۔ اب اسپر یہ جرم لگایا گیا تھا کہ اُسنے بھرتی ہونے کے وقت یہ اطلاع نہیں دی کہ میں چمار ہوں اس لئے دوسری ... کے لوگوں کے ساتھ کھاتا پیتا رہا۔ مقدمہ عدالت میں جانے پر صاحب مجسٹریٹ نے مقدمہ اس بنا پر خارج کر دیا کہ بھرتی کے وقت اس سے یہ نہیں پوچھا گیا تھا کہ یہ ... [illegible]

ضلع راولپنڈی میں ایک سکھ نوجوان نے جو ایک سکھ رجمنٹ میں گرنتھی تھا [illegible] مگر سکھ ریتی کے بجائے برہمنی طریقہ پر شادی کرنا گوارا نہ کیا چنانچہ برات خالی واپس آگئی اور لڑکی والوں نے لڑکی وقت مقررہ پر ایک اور شخص کو بیاہ دی۔

ریاست نیپال نے جو چھ نوجوان سرکاری خرچ پر صنعتی تعلیم کے لئے جاپان بھیجے تھے وہ فارغ التحصیل ہو کر واپس آگئے ہیں۔

بلوچستان کے تمام محکموں میں مسلمانوں کی قلت کی شکایت مدت دراز سے چلی آتی ہے پچھلے دنوں ایک انصاف پسند ایجنٹ کی کوشش سے کہیں کہیں اب مسلمان دکھائی دینے لگے ہیں لیکن جیسا کہ [illegible] سول ملٹری گزٹ کے ایک نامہ نگار کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے وہ ابتک بھی آٹے میں نمک کی مثال ہیں ایک خالص مسلمانی علاقہ میں اور علاقہ بھی ایسا جو فتح ہو کر نہیں بلکہ ایک اسلامی ریاست سے اجارہ پر حاصل کیا گیا ہے اور جہاں کے تمام باشندے مسلمان ہیں سرکاری ملازمت میں غیر مسلموں کا اس قدر غلبہ مصلحت ملکی کے بھی نقیض ہے۔

جلالت مآب حضرت سلطان المعظم نے عبدی پاشا کی مسجد واقعہ شہر [illegible] کی مرمت کے لئے مبلغ [illegible] پونڈ عثمانی مرحمت فرمائے اور قورغون کی مسجد کی مرمت کے لئے بھی معتد بہ رقم عنایت کی۔

دمشق میں ٹریموے اور برقی روشنی کا افتتاح ہو گیا۔

خدیو مصر واپس اپنے ملک میں پہونچ چکے ہیں۔ اس ہفتہ آپ نے طنطہ میں مصر کی مختلف اقسام کپاس کی نمائش گاہ کا افتتاح کیا۔ لارڈ کرومر بھی ۱۲ اکتوبر کو [illegible] سے مصر کی جانب روانہ ہو گئے۔

ہانگ کانگ کے نزدیک [illegible] کا جہاز کسی چٹان سے ٹکرا کر ڈوب گیا کپتان [illegible] اور [illegible] مسافر ہلاک ہوئے چیف انجینئر ۲۳ ملاح اور دو عورتیں ایک بہتے تختے پر بچ [illegible]

مغربی و جنوبی برطانیہ میں سخت طوفان باد و باران آیا جس سے سخت نقصان ہوا باہر کا کام کاج بند ہے۔

آپ کے دشمن جھگڑے کیا ہیں۔ جینز مبی فسادات زمیں تواریخ اول سے اخیر تک یہی ثابت کرتی ہے کہ ہر کچھ جنگ وجدل قتل عام ہوا ہے۔ اس میں ضرور مذہبی دخل تھا۔ فرانسیسیوں اور انگریزوں کی لڑائیاں اور گاؤں کی دیوتی کا پیدا ہونا اور حضرت مسیح کی صلیب اس پر مقتول ہونا اور ہزارہا فرانسیسیوں کا کٹ کر مرنا کیا تھا۔

صرف لفظ جہاد پر تلوار کو نکیر چلانا سمجھنا کہ اسلام تلوار سے پھیلا سراسر لاعلمی ہے اور عدم واقفیت تواریخ۔

عدم ثبوت جہاد۔ کیا اسلام تلوار سے پھیلا۔

اگر فرض کیا جائے کہ اسلام تلوار سے پھیلا جو کوئی شخص بھی ثابت نہیں کر سکتا تو اس میں کیا نقصان ہے۔

رگوید منڈل سکت ۱۰۳ کا منتر ۳۔ دشٹ لوگوں کو امن قایم کرنے کے واسطے سزا دلاتا ہے۔ زیادہ دیکھو منتبار نظ پکاش

تو جو دشٹ یا باغیان سلطنت آسمانی مشرک منکر و ملحد۔ کافر۔ خداوند کریم کے منکر ہیں اگر تلوار چلائی گئی تو کیا برا ہوا۔ تلوار ہمیشہ حفاظت دین کے واسطے اٹھائی گئی ہے نہ اشاعت دین کی خاطر۔ ... یہ مثال ہے کہ اگر کوئی کسی کو مارنا چاہتا ہو تو بچاؤ کی خاطر اپنا ہاتھ آگے کرتا ہے۔

امثال (۱) جب کوئی بدن کا عضو سڑ جاتا ہے تو اسکو قطع کر ڈالتے ہیں تاکہ دوسرا عضو خراب نہ ہو۔

(۲) جب کوئی پھوڑا پک جاتا ہے اور اس کا مواد پھیلنا شروع ہوتا ہے تو اسکو نشتر سے کھولا جاتا ہے

(۳) جب انسان کی آنکھ خراب ہو جاتی ہے تو اسکو نکال ڈالتے ہیں تاکہ دوسری

آگے خراب نہ ہو۔

(۴) جب کوئی مرض طاعون یا ہیضہ یا چیچک پھیل جاتی ہے تو جابجا کوارنٹین قائم کر دیتے ہیں اور آدمیوں کی آمد و رفت بالکل بند تا کہ دوسرے صحیح سالم تک نوبت نہ پہونچے مکانوں و اسبابوں کو جلا دیا جاتا ہے یا دھونی دی جاتی ہے۔

(۵) ہمیشہ چور۔ اچکا۔ ڈاکو۔ مفسد۔ زانی۔ بدمعاش کو سزائیں دی جاتی ہیں تاکہ دوسرے لوگ اس سے عبرت پکڑیں اور امن عامہ میں خلل واقع نہ ہو۔

(۶) جب رعیت باغی ہو جاتی ہے تو اس فساد کو روکنے کے واسطے پولیس یا فوج کی ضرورت پڑتی ہے۔ دھمکا کر سمجھا کر یا توپ و بندوق سے اڑا کر تسلط بٹھایا جاتا ہے۔

(۷) ہمیشہ استاد بچے کو کان گوشی۔ یا مار کر سمجھاتا ہے۔ کیا وہ برا کرتا ہے۔

(۸) ایک حکیم کسی مریض کو دوائی تلخ دیتا ہے کیا وہ برا کرتا ہے۔

(۹) کوئی ہوا گر ہیضہ طاعون زدہ اسباب کو جلا کر پھینک دیتا ہے۔ کیا وہ دشمنی کرتا ہے۔ ایسی ہزاروں مثالیں ہیں تو باغیان سلطنت آسمانی یعنی مشرکوں کا فروں ملحدوں ابن اللہ کہنے والوں کو دس سال کامل ملکہ زیادہ تک سمجھایا گیا ان کی تمام اذیتیں سہی گئیں وطن سے ہجرت کی گئی۔ ملک سے باہر حبش میں چلے گئے۔ مگر کفار نے پیچھا نہ چھوڑا۔ تب تنگ آ کر جنگ آید حفاظت دین و جسم کی خاطر مجبوراً تلوار کو ہاتھ میں لینا پڑا (دیکھو تواریخ اسلام)

مختصر حالات جناب خاتم النبیین شفیع المذنبین مقدس نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جناب سرور کائنات سردار دو جہان کی پیدائش سے اول تمام دنیا میں جہالت و کفر و شرک و بت پرستی۔ ستارہ پرستی۔ سورج پرستی۔ مہادیو پرستی

راشن پرستی - گنگا پرستی جمنا پرستی - دختر کشی ستی کی رسم - بردہ فروشی - زنا لواطت جنگ وجدال - فسادات - جن پرستی - شیطان پرستی - دشمنی و بغض عداوت شراب نوشی کی کثرت - رشوت خوری عام ظلم وستم - چوری - سینہ زوری پھیلی ہوئی تھی - ہندوستان میں گائی کی پوجا ہوتی تھی - گھر گھر بت رکھے جاتے تھے - گھر گھر کا ربجہ الگ تھا - گرجے بت برتن گئے - روم (اٹلی) کے بازاروں میں بکتے تھے - صرف سلطنت رومتہ الکبرے تھی - ہرقل عیسائی مذہب تھا - نجاشی بھی حضرت مسیح کو ابن اللہ مانتا تھا - یہودی لوگ کتابوں کو تحریف کرنے جاتے تھے - انکے عالم رسول بن بیٹھے تھے - زمانہ جاہلیت (دیکھو انوار القرآن)

غرض اس اندھا دھندی اندھیاری میں شرک و کفر کو مٹانے اور اُن لوگوں کو راہ مستقیم کی طرف لانے کیلئے - سب سے کئی مشرکوں اور کافروں ملحدوں کے شہر میں خداوند کریم قادر مطلق نے فاران کے پہاڑوں سے نورِ آفتاب محمدی نبی صلعم جلوہ گر کیا - کہ یکایک تاریکی و ظلمات دور ہو گئی - یعنی فخر رسل رحمتہ العالمین شفیع المذنبین - امام المتقین - رہبر دین متین پیدا ہوئے (مرحبا بک یا رسول اللہ) وہاں کی رسم ورواج کے موافق سات روز کے بعد دائی حلیمہ کو واسطے پرورش مقرر کیا آپ عرب کی قبائل میں سے اعلیٰ ومعزز خاندان ہاشمی میں پیدا ہوئے تھے آپ کی چھ سال کی عمر کے اول ہی اول والدین سر سے گذر گئے - آپ اپنے دادا عبدالمطلب کی سرپرستی میں آئے - ۹ برس کی عمر میں عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا - اُنکی وفات کے بعد حضرت ابی طالب نے ذمہ پرورش کا لیا جو جناب مقدس نبی کے حقیقی چچا تھے - اور حضرت علی ؑ کے والد شریف - ۲۵ برس کی عمر میں آپکا نکاح ہوا جو جناب صدیقہ امہات المومنین رضی اللہ عنہا - جناب سردار عالم کے چالیس سال زمانہ نبوت تک زندہ رہیں پورے چالیس برس کی عمر میں حضرت اقدس اطہر کو

۴ ہادیٔ دین ہادی جناب محمد مصطفیٰ صلعم ۲۹ - اگست سنہ ۵۷۰ء مطابق ۱۲ ماہ ربیع الاول سال فیل میں

[illegible] ہونا شروع ہوا۔ جناب نے مجمع عام میں جبکہ کل اکابر قریش
عرب موجود تھے۔ بڑے بڑے سردار حاضر تھے جا کر پکارا۔ کہ اے بھائیو میں
تم لوگوں کو [illegible] اس پہاڑ کے پیچھے دشمن ہے تو اسکو مانوگے؟ سب پکار
اٹھے آپ امین ہیں سچ کہنے والے ہیں آپکی عمر گذشتہ سے ہم بخوبی واقف
ہیں سب عیبوں سے مبرا ہیں آپ عالی خاندان سے ہیں۔ آپ کی شرافت و
نجابت اظہر من الشمس ہے۔ جناب اقدس نے فرمایا:۔

یا ایھا الناس ان اللہ یامرکم ان تعبدوہ ولا تشرکوا
بہ شیئا۔ ترجمہ۔ اے لوگو خدا تعالیٰ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ اسی کی عبادت
کرو اور اس کی عبادت میں شریک نہ کرو۔ بتوں کو نہ پوجو۔ پس کیا صدا تھی بجلی کا
سا اثر رکھتی تھی۔ کہ یکایک سنتے ہی تمام حاضرین کو بکا بکا حیران کر دیا۔ سب ششدر
رہ گئے۔ سالہا سال سے صرف ایک خدا کی پوجا کو نہ سنا تھا۔ بتوں کی مذمت سنکر
سب کے سب جوش میں آگئے۔ چاروں طرف سے کفر۔ صرف اکیلے تن تنہا زمانہ
بغیر مونس و یار جناب پیغمبر برحق کردگار تھے۔ ہزاروں نے گالیاں سنائیں سینکڑوں نے
[illegible] میں کہا۔ بہتوں نے دھینگا مشتی تک نوبت پہونچائی۔ بیسیوں نے پتھر
پھینکے اس رسول برحق و ناصح مطلق کو اکیلا سمجھکر جسکے سر پر نہ والدین رہے اور نہ
دادا عبدالمطلب اگرچہ چچا غمگسار تھے تو موجود نہ تھے۔ ہزارہا تکالیف دیں کہ قلم تحریر
کرنے سے کانپ اٹھتا ہے۔ کوئی منکر رسالت کہتا ہے۔ کوئی عیسائی کہہ سکتا ہے
کہ آپ نے ان لوگوں کا کیا قصور کیا تھا۔ ہادی راہ مستقیم اور راہبر راہ سلیم کو تو
ایسا ہی کرنا چاہئے۔

غرض ہرگاہ اس نے تو ہزاروں کو مسلمان کر دیا۔ یہ آوازہ تمام عرب میں پھیل گئی
اور گھر گھر چرچا ہوا۔ یہودی و نصاریٰ جو کتب سے جناب اقدس صلعم کی

پیشگوئیاں دیکھکر زیارت کو آنے لگے۔ حضرت علیؓ۔ حضرت صدیق اکبرؓ
حضرت بلال حبشیؓ۔ حضرت زیدؓ۔ حضرت عثمان ابن عفانؓ
عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ سعد بن ابی وقاصؓ۔ زبیر بن عوامؓ
سب جلد ایمان لائے اور محکم ہو گئے۔ یہ حضرات دولتمند بڑے متمول شریف تھے۔ یہ
حضرات صداقت و اولوالعزمی ثروت اور دولت میں نامور رئیس تھے۔ غرض صداقت
اپنا راستہ خود کر لیتی ہے کیا یہ بڑا معجزہ نہیں ہے ایک بے سروسامان یتیم و مسکین اکیلے تنہا
رسول پر ایمان لائیں انہوں نے جناب اقدسؐ کے پاس کونسی زیادہ دولت دیکھی
تھی جو اپنی دولت کو لات ماری انکو کیا حکومت کی طمع تھی یا کسی عورتوں یا لوٹ کے
غنیمت کی حرص تھی۔ آریہ صاحبان ذرا غور سے سوچنا۔ کچھ تو خوف خدا کھاؤ۔
بالخصوص یہ بات ظاہر ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی سرداران قریش کے سامنے پرورش پائی۔ چھوٹے سے بڑے ہوئے۔ پھر
انہی لوگوں کے آگے دعوی نبوت اور جس دعوی کو شروع کیا تھا اسکو پورا کر دکھایا
سرداران قریش کے مسلمان ہوتے ہی جماعت قریش میں کھلبلی مچ گئی۔
اب مخالفت پر کمر باندھ لی۔ ادھر جناب رسالتمآبؐ نے اپنا وعظ جاری رکھا۔ کہ
خدا کو واحد جانو۔ بت پرستی کو چھوڑ دو۔ اپنے خالق حقیقی کے سامنے جھک جاؤ۔
پتھروں میں عمر مت گنواؤ۔ اعمال صالحہ پر دل لگاؤ۔ مگر بت پرستی و وسوسہ شیطانی
شرک کہ انکے دلوں میں گھر کر گیا تھا پھر تو کیا تھا چاروں طرف سے بھڑک اٹھی
جناب رسالتمآب کو ہزاروں گالیاں دیں۔ مسلمانوں کو ستایا۔ کہیں پتھروں
سے سر توڑا۔ کہیں جلتے عبادت میں کانٹے بچھائے۔ اونٹوں کی اوجھریاں
پھینکیں گلے گھونٹے۔ کہیں راستہ چلتے خاک دھول پھینکی۔ مسلمانوں کو
پیٹ پیٹ کر مارا۔ ان کو گرم ریت پر سلایا۔ گرم پتھر کر کے جسم پر لگائے۔ کسی نے لکھا ہیں

سر پر ڈالیں۔ کسی نے تیر سے چھلنی کی۔ کسی نے برچھی ماری غرض دنیاوی تکالیف کی کوئی حد باقی نہ رہی۔ ادھر صبر و استقلال ہے۔ گالیوں کے عوض دعائیں دی جاتی تھیں۔ تکلیف کے بدلے برکت۔ یہ تھی شان نبوت۔ یہ ہے شان اسلام

اے مقدس نبی قربان جاؤں میں آپ پر آپ نے کیا کیا تکالیف اٹھائیں مگر توحید کو نہ چھوڑا۔ اے برگزیدہ رسول مقبول فداک امی وابی آپ کو کیا کیا اذیتیں قریش نے دیں مگر آپ نے اپنے وعظ سے منہ نہ موڑا۔ پر نہ موڑا۔ اے حضور آپ رسول خدا ہیں۔ بیشک آپ پیغمبر رب العلیٰ ہیں۔ آپ کی پاک زندگی صاف ثابت کرتی ہے کہ آپ صلعم مقبول الٰہی ہیں۔ آپ کو نہ زر کی ضرورت تھی نہ ملک کی ضرورت کیونکہ آپ معزز شاہی خاندان قریش سے تھے۔ آپ کو ان تکالیف کے سامنے کی کیا ضرورت تھی۔ بلا ریب تائید آسمانی و ظل الٰہی شامل جناب تھے کہ جس نے آپ تنہا کے سامنے تمام دنیا کا سر جھکا دیا۔

جب قریش کی اذیتیں تکالیف جناب سرور کائنات پر حد تک پہنچ گئیں اور آپ نے اپنا مشن نہ چھوڑا تو سب ملکر سردار دوجہان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تمام تواریخ گواہ ہیں اور عرض کیا کہ اگر آپ کو ملک و عزت درکار ہے تو ہم سب آپکو سردار بناتے ہیں۔

اگر آپ کو عورتیں درکار ہیں تو ہم خوبصورت سے خوبصورت عورتیں حاضر کر دیتے ہیں۔

اگر آپ کو زر درکار ہے تو توڑے کے توڑے لاکر رکھ دیتے ہیں اونٹ اور باغات وغیرہ۔

جواب سردارِ دوجہان صلی اللہ علیہ وسلّم۔ مجکو خداوند کریم نے نبی مبعوث کیا ہے اس دنیائے دون کی مجھے کچھ ضرورت نہیں نہ ان اشیاء

کی مجھے حاجت ہے۔ میرا یہی کام کہنا اور سنانا اور اللہ
کی سیدھی راہ چلانا اگر نہ مانو گے تو میں صبر کرونگا جبتک
خداوند کریم واحد لاشریک میرا اور تمہارا فیصلہ نہ کردے۔

ہجرت اولے

جب حضور پرنور کے معتقدین و موحدین پر تکالیف و مصایب کا کوئی حد و
حساب نہ رہا تو ان اصحاب کو نجاشی بادشاہ کے ملک حبش میں جانے کا حکم ہوا
نبوت کے پانچویں سال ۶۱۵ء میں پہلے باد نجرے ۸۳ - آدمی اور ۱۸ مستورات
جنمیں حضرت جعفر طیار و حضرت عثمان غنی رضوان اللہ
تعالی عنہم اجمعین روانہ ہوئیں یہ چھوٹا سا موحدین کا قافلہ اپنے
وطن مالوف۔ جائیداد۔ اسباب۔ مال و دھن۔ مویشی مال و متاع کو لیکر مسافر ہو گیا

مسافر کا حال پوچھیو صابر کے حال سے

آریہ صاحبان غور کی جا ہے۔ انصاف کرنا روا ہے۔ کہ ان
لوگوں نے کیوں وطن سے منہ موڑا۔ کیوں جائیداد کو چھوڑا۔
شب و روز کی تکالیف کو سر پر اٹھالیا۔ دشمن کا ملک دور
درازی سفر۔ اللہ رے صداقت و موحدین کا ایمان کامل
آجکل تو کوئی گز بھی نہیں چھوڑتا۔ یہہ تھی حقانیت اور
توحید الٰہی کے انوار۔

غرض یہ چھوٹا سا قافلہ مہاجرین کا تو روانہ ہوا مگر کفار نے اُن کا بھی پیچھا نہ چھوڑا۔
اور بادشاہ حبش نجاشی کے پاس تحائف لیکر وفد بھیجا اور اُن کو باغیان سلطنت
بتاکر ان ولایت منصوبے قرار دیے۔ مگر سیدنا حضرت جعفرؓ ابن ابی طالب
کی تقریر دلپذیر نے سب کو شرمندہ کر دیا۔ اور وہ ناکام لوٹائے گئے۔

سرداران قریش ابو سفیان۔ ولید اور ابو جہل علیہ لعنۃ الی یوم القیامۃ
جناب رسول اقدس صلعم کے چچا حضرت ابی طالب کے پاس گروہ کے گروہ سردار
بن کر آئے کہ اپنے بھتیجے کو منع کرو کہ وہ وعظ نہ کیا کرے۔ جب حضرت ابی طالب نے جناب
سرور دو جہاں کے آگے عرض کیا کہ آپ کھلم کھلا بتوں کی مذمت نہ کیجئے
کیونکہ اس سے فساد اور شرارت بڑھتی جاتی ہے۔ مگر وہ اور ہے شان نبوت اور
تائید قدرت رب۔ جناب صلعم نے فرمایا۔ اے چچا جان۔ آپکے احسان مجھ پر
بہت زیادہ ہیں آپ نے میری پرورش کی ہے۔

"اگر قریش کہ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ پر اور ماہتاب کو
میرے بائیں ہاتھ پر رکھدیں اور پھر یہ زور ڈالیں کہ میں اپنے
واحد لاشریک کی تبلیغ کو روک دوں اور ایک مالک کی عبادت
کی منادی نہ کروں تو یہ بالکل ناممکن ہے کہ میں اپنے کام سے
باز آؤں جس توحید کے لئے میں پیدا ہوا ہوں جب تک
اس کا کوئی نتیجہ نکل نہ آئے اور واحد لاشریک خدا تعالیٰ کا سچا
جلال دنیا میں نہ چمک جائے یا میں اس مشن میں نیست ونابود
نہ ہو جاؤں۔ ہرگز باز نہیں آسکتا۔ ہرگز باز نہیں
آسکتا۔"

اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب

باقی آئندہ

بیدی لبید

یا

آریوں کی خاطرداری

جوتش پاترا!

[illegible]

ستیارتھ پرکاش ص۲۴۴ موسموں کی تبدیلی کے وقت اُن کے دورہ وں کے تعلق سے انسان پر اُس کے اپنے مزاج کے مطابق اُسکے سُکھ یا دُکھ کا باعث ہوتے ہیں اُیک تو منڈو برہمن مانا ہے۔ جب ایک برج سے دوسرے برج میں کوئی گرہ ہوتی ہے تو اثر بدلتا ہے۔ سنسکار ودھی کے صفہ۱۳ سطر ۱ میں سوامی جی تحریر فرماتے ہیں:۔

جس عورت کے حمل قایم ہونا ہو اُسکو تین بار پنسون پلانا چاہئے جس سے لڑکا پیدا ہو اور پھر اُسکے ہی صفہ سطر ۵ میں لکھتے ہیں کہ جس روز نچھتر پونرس شروَن نذکر نچھتر کا چندرمان ہو اُس روز پنسون پلانا چاہئے جس سے کہ لڑکا ہی پیدا ہو۔

ستیارتھ پرکاش کے ص۱ میں لکھا ہے سطر ۱ پدرناشی آسمی کرنے مندرجہ بالا طریق کے مطابق اولاد پیدا کرنے ...... کیا نامرد اور بانجھ عورت سے بھی اس طریق کے مطابق دیانندی اولاد اور خاصکر لڑکا پیدا کرسکتے ہیں۔ یہ دیانندی ویدیک جوان البتہ اول نامرد کو مرد اور بانجھ عورت کو قابل اولاد کرنیکے بعد اسکا استعمال کرتے پھر جو چاہتے سو کرتے۔

اب ہم موافق علم نجوم کے تاثیرات قمر کا بیان کرتے ہیں جس کا بیان سوامی جی نے پدرناشی کی خصوصیت سے کیا ہے اور مترجم ستیارتھ نے اسکو مالا ہے کہ اس سے

لہ پیوش برشنی جلد دوم صفہ۲۱ فرخ آباد

چندرمان یا اور کوئی کرہ مراد نہیں ہے جب تمام بید کے معنے اور مطلب ایسے ہی ہیں جو ہر ایک کی سمجھ سے باہر ہیں تو نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ اسکو سوائے دیانند جی کے اور کوئی سمجھا ہی نہیں۔

تاثیرات قمر حکماء ہیئت کو اتفاق ہے کہ تاثیر قمر کی اس دنیا پر کئی وجہ سے ہے منجملہ ان کے یہ کہ منجملہ سیارگان و اقمار سے یہ زمین کے نزدیک ہے اور ان سیاروں و اقمار میں مثل کرۂ ارضی کے آبادی ہی ہے لیکن بوجہ قرب و بُعد نیر اعظم کی ہیئت و شکل وغیرہ میں فرق ہے اور سب نیر اعظم کی روشنی سے فیضیاب ہیں ہمیں ان امورات سے بھی ہوتے ہیں قمر اور زمین کے درمیان کوئی دوسرا قمر یا سیارہ حایل نہیں جو اس کی تابشوں کو جو کہ نیر اعظم کے ذریعہ باعث ہیں نہیں روک سکتا۔ پس ایام زوائد النور و نواقص النور کا اثر زمین پر ظاہر میں مشہور ہے۔

زوائد النور (شکل بکش) میں زیادہ کی طرف اور زیادہ تر کی طرف طبعی رجوعات کرتی ہے جس سے سلسلہ توالد و تناسل ترقی پذیر ہوتا ہے۔ حیوانات کی چربی کا اثر بھی نور قمر کی کمی و بیشی پر ہے۔ ایام زوائد النور میں شیر کی چربی کا استعمال اکثر اسی باعث سے کیا جاتا ہے۔ تمام جانوروں کے انڈوں میں نور قمر کے ہی باعث سفیدی پیدا ہوتی ہے۔ تمام بری اور بحری حیوانات نور قمر میں کلولیں کرتے ہیں اور اُن میں ایک جوش مسرت قدرتی پیدا ہوتا ہے۔ ایام ناقص النور (کرشن پکش) میں اسکے برعکس اثر ہوتا ہے۔ جو درخت ایام زائد النور میں اُگتے ہیں خوب پھل لاتے ہیں تمام معدنیات حیوانات سب پر اسی طرح کا اثر ہے۔ حیات الشمس جو نیر اعظم ہے و بری اور بحری اور معدنی چیزوں کو اضطراب میں ڈال دیتی ہے۔ کون ہے اسکی حدت حرارت کا متحمل ہو سکے الّا وہی کہ جنکے مزاج اسکے موافق ہیں۔

ایک حکیم نے ایام زائد النور کے ۱۵ دنوں کو اس طرح تقسیم کیا ہے۔ کہ اول

طریقوں میں عورتوں کی خواہش نفسانی جانب چپ ہوتی ہے۔ (۱) بائیں پاؤں کا انگوٹھا (۲) کف پا (۳) ٹخنہ (۴) زیر زانو (۵) مقام ...... (۶) ناف (۷) سینہ (۸) پستان (۹) بغل (۱۰) گلو (۱۱) رخسارہ (۱۲) لب (۱۳) چشم (۱۴) زلف (۱۵) سر۔ کرشن پکش میں اسکے برخلاف جانب راست۔

ناظرین انصاف پسند اب آپ ملاحظہ فرمایئے کہ صفحہ میں ... کا انکار صفحہ میں اقرار بلکہ پڑھنے کا حکم سنسکار بدھی کے صفحہ ۱۳۱ پر ستارہ ل قمر کی تاثیر کا اقرار۔ بھلا اب پنڈت و ودوان سنیاسی کو کیا یہ ضروری امر تھا کہ الشور سرب شکتیمان کو اس قابل بھی نہ جانا کہ وہ اولاد دے سکتا ہے۔ پھر بھی کیا انہیں منتروں کچھ ... تروں میں جو کہ مذکور ہیں یہ اسی غرض سے کہ لڑکا پیدا ہو۔ پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ جوتش جھوٹا کتاب میں اسکی جھوٹی جنم پتر شوکھ پتر ہے اور اگر اعتراض کیا جاتا ہے تو کہدیتے ہیں کہ سوامی جی نے جوتش پڑھنے کی آگیا دی ہے پھلت کی نہیں۔ بلکہ گنت کی۔

یہ سب عیاریاں دیانندی عیاروں کی ہیں تاکہ کسی طرح معترضین انصاف بین سے پیچھا چھوٹے۔ بھلا یہ عقل اور علم کے پتلے اتنا نہ سوچے کہ اگر منتروں کے پڑھنے یا پلانے سے خاص طرح منتروں میں پلانے سے لڑکا پیدا ہو سکتا ہے تو آریہ صاحبوں میں سے ہر ایک کے بغیر نیوگ کئے ہی کم از کم دس دس لڑکے تو ضرور ہی ہوتے۔ افسوس اور تعجب ان آریوں بیچاروں پر کہ اپنے محسن گرو سنیاسی کی عدول حکمی کرتے ہیں نہ تو عورتیں ہی اور نہ مرد ہی نیوگ سے دس لڑکے حاصل کرنے میں اور نہ منتروں ہی کا استعمال

بھکشو پنڑلیس شرون میں کرتے ہیں۔ رنڈوے۔ رنڈی کنواری
مرد اور عورتیں اب بھی ان گنت ہندوؤں آریوں میں ہیں
جو نیوگ کرے گا بیاہ نہ کرے گا نرک کو جاویگا۔

دیانندی بھید گروجی نے اگرچہ بہت ہی کوشش کی کہ کسی طرح
اس آفت سے اپنے قدیمی سادہ لوح ہندوؤں کو بچائیں جو دن بدن مسلمان ہوتے
چلے جا رہے ہیں اور یہ سب خرابی ویدک ہے۔ بھلا پوران اور شاستر تو نشٹ کرتے ہی
یہ کہکر جھوٹ گھڑنے۔ ان ویدوں کو کیا کریں کہ جنہیں بیچ شرک اور کفر اور ملحدانہ مضامین
کثرت سے بھرے پڑے ہیں تو نے من گھڑت معنی اور تفسیر لکھی مگر پھر بھی عیب نہ
چھپا سکے۔ بیچارے ہندو۔ برھمن جوتشی کیا کریں۔ جب ایشور کو
سرب گیان جانا اور اس کے نام چندرمان۔ منگل۔ بدھ۔ برہسپت
شکر۔ سنیچر۔ راہو۔ کیتو وغیرہ جو نام سیاروں ستاروں اتفاق کے ہیں وہی
اس ایشور کے ہیں اور جس اسم صفاتی ایشور کا جس مقام مخصوص صفت پر پایا اسی کے
اعتبار سے اس ستارہ کا بھی خواص اور اثر جانکر جوتش کے علم کی بنا بھی جیسا کہ اب ہو موجود
بالذات حقیقی تصور کر کے بروج مقرر کر کے ہر ایک کی روش مقرر کی پھر اس پر عمل کرنے لگے
اگر فی الواقعہ یہی نام ایشور کے ہیں اور یہی معنے جو آریوں کے گروجی نے لکھے ہیں تو کیا
اعتراض کیوں نہ کہدیں کہ جوتش ٹھیک ہے اور اگر اسکے برخلاف ہے تو ستاروں سیاروں اتفاق
کے نام بدل دیئے ہوتے کیا خوب میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا تھو تھو
دیانندی اندھکار ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۲۲ پر سنیاسی کا دھرم لکھا ہے
تعصب سے پاک ہونا۔ انصاف پہ چلنا۔ راستی کا قبول کرنا۔ جھوٹ کا ترک کرنا۔

وید کے احکام کی پیروی۔ ایشور کی بھلائی کرنا راستگوئی وغیرہ مذہب کے اوصاف تو
سب آدمیوں یعنی بنی نوع انسان کے لئے ایک ہی ہیں اور ص۶۷۵ میں لکھتے ہیں جس
طرح میں تعصب سے پاک ہو کر اپنے یا غیر مذہب کے نقص ظاہر کرتا ہوں۔ اسی طرح اگر سب
عالم کیا کریں تو یقین واثق ہے کہ آپس کی مخالفت معدوم ہو جائے اور اسی صفحہ میں اس
عبارت سے اوپر آپ فرماتے ہیں کہ جو چند ایک باتیں اس میں (قرآن شریف میں) صحیح اور
راست ہیں تو وید وغیرہ مستند کتابوں کے مطابق ہونے سے جیسا اور مذہب کے راستی پسند
علماء کے لئے قابل تسلیم ہیں ویسا ہی مجھے بھی ہیں

ایسی عبارتوں کو سنکر اور دیکھکر غیر مذہب والے ضرور دھوکہ میں آ جاتے ہونگے اور
خاصکر اس پر دیانندی پنتھ کے سادھو بھی ایک ہی ہیں مگر گرو دیانند جی کی بات ہی
کہ ایسے سنیاسی ہو کر جانی کو بھی تعصب نے راہ حق سے ہٹا دیا نہ معلوم قرآن مجید
و فرقان حمید کی کونسی باتیں وید کے مطابق پاکر مان لی گئیں جو صرف کہنے کی ہی
بات ہو ورنہ اصل ہی اول بسم اللہ شریف پر جو اعتراض کیا ہے کیا تعصب سے
پاک ہو کر بھلا جس پاک اور موحد مذہب میں شرک فی الاسماء تک ناجائز
رکھا گیا ہو اور اللہ جل جلالہ کو ہمہ اوصاف جلیلہ موصوف بیان
کیا ہو اس کی نسبت ص۶۸۵ پر لکھ دیا کہ مسلمانوں کا خدا رحیم بھی نہیں
اور اسکے کہتے ہیں رحمٰن بھی نہیں۔ آپ ص۶۷۹ پر لکھتے ہیں کہ تعصب نے
دنیا میں جو جو غضب کیا ہے وہ تو سب پہ عیاں ہی ہے

ص۲۲۲ پر ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ جیو اور ایشور دونوں چیتن سروپ ہیں [illegible]
صفتوں کا پاک اور گیانی و دھارک وغیرہ ہے لیکن پرمیشور کے ذاتی کام یہ ہیں دنیا
کی پیدایش قیام۔ فنا (اسکو اندھیرا بھی) سب قانون کے انتظام کرنا جیوں کو
نیک و بد اعمال کی جزا و سزا دینا وغیرہ اور جیو کے اولاد پیدا کرنا ان کی پرورش کرنا۔

صنعت وصفت وغیرہ جیسے سب کام ہیں۔ ایشور کے صفات یہ ہیں۔ علم جاودانی
راحت جاودانی اور لاانتہا طاقت وغیرہ۔

صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے کہ ایشور، جیو، پرکرتی یعنی ایشور، روح، مادہ ازلی ہیں۔

صفحہ ۳۱۲ پر لکھتے ہیں کہ مسلمان ساتویں آسمان پر نجات مانتے ہیں۔

انصاف پسند صاحبو غور کرنے کا مقام ہے دیکھا کسقدر تعصب اور اختلاف اور خرک اس عبارت میں بھرا ہوا ہے۔ تعصب آدمی کو ایسا اندھا کر دیتا ہے کہ اصل حقیقت خواہ کیسی ہی عمدہ ہو مگر وہ بری دکھائی دیتی ہے۔ دیکھو اسماء باری تعالیٰ کی ہی متعلق کلام مجید میں قولہ الاسماء الحسنیٰ آیا ہے بھلا ایشور کے ناموں کے متعلق ایسی شرتی کوئی دکھا تو دیوے۔ اور سنئے رحمن اور رحیم پر بڑا بھاری اعتراض کر کے الاسینہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا اور آریوں کا کیا جدا جدا خالق ہے سوامی جی نے مطلب ولی جو اُن کے دل میں تھا لکھا تو لیکن صاف طور پر بیان نہ کیا فی الواقع یہ تحریر کرنا اُن کا ایک طرح درست ہے کہ مسلمانوں کا خدا اور ہے اور آریوں کا ایشور سرو شکتیمان۔ اور سنو ہمارا خدا قادر مطلق خالق حقیقی وحدہٗ لاشریک ہے اور اُن کا سرب شکتیمان نعوذ باللہ محتاج غریب کنگال یہ سنکر آریہ صاحب چونک پڑینگے کہ بھلا ایشور باوجودیکہ سرب شکتیمان ہے پھر بھی محتاج اور غریب کنگال کیونکر ہے یہ مسلمانوں کی من گھڑت یونہی جھوٹی بات ہے۔

صاحبو یہ بات تو آریوں کے کہنے کی ہے کہ وہ قادر مطلق ہے اور یہ صرف ایک دھوکا ہی تھا ہے۔ مگر خیال تو فرمائیے کہ ایشور، جیو، پرکرتی تینوں جو خاص پہلے اپنے خالق ہیں کہ نہیں وہ سرب شکتیمان اتنی بھی سکت نہیں رکھتا۔ کہ ان کی تخلیق میں کچھ بھی دخل رکھے۔ پنڈت جی نے ایشور جیو پرکرتی کے بارہ میں اگرچہ ۷ و ۸ و ۹ باب میں بہت کچھ آپ ہی سوال و جواب کے طور پر بحث کی ہے لاہ

سمجھا یا مگر پر چشمہ کو سرشت کبیان بھی ثابت نہ کر سکے - اچھا ہم اب بھی کہتے ہیں کہ کوئی
پانندی چیلا ثابت کر دے تو ہمنے جانا اگر کوئی ثابت کر بھی دیگا
تو بیشک پکا مسلمان ہو جاویگا - آوا گون کی قید سے چھوٹ جاویگا
مسئلہ تثلیث کو ترک کریگا - نیوگ جو زنا کاری کا پہلا
زینہ ہے نہ چڑھے گا - ایشور کے نام جو اسماء الحسنیٰ میں پایا
انکو یاد کریگا - رحمان اور رحیم کی صفت سنو پارہ (۲) رکوع ۱۹ سورہ بقر دیکھو
والٰهکم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحیم یعنی تمہارا معبود صرف
ایک ہی ہے جسے اللہ کہتے ہیں وہ ہر ایک اوصاف کاملہ سے موصوف ہر ایک برائی
سے پاک بن مانگے احسانات کا کرنیوالا - مانگنے والوں کے سوال و محنت پر عنایت
فرما - اس اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں - اب لفظ اللہ کے اوصاف سنو جو کہ
جسنے بے عیب ائک معبود کہا ہے - پارہ (۳۰) سورہ اخلاص)
قل هو الله احد الله الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له
کفوا احد - اللہ جل جلالہٗ کی ذات و صفات کے پہچاننے میں بڑے بڑے
عقلا اور فلاسفر قاصر ہے ان آریوں کو ہی نہ دیکھو کہ اربوں برس سے وید وید پکار
رہے ہیں مگر اس کی ذات کو نہ پہچانا مشرک کے مشرک ہی رہے - اسی طرح اہل عرب بھی
اس کی ذات و صفات کے بارہ میں گمراہ تھے کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ جب یہ سوال
ہمارے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
بھی کیا گیا تو آپ پر وحی نازل ہوا اور حکم ربانی ہوا کہ (اے محمد) کہدی کہ اصل بات تو یہ
ہے کہ خود بخود موجود جس کا نام ہے اللہ عبادت کے لائق فرمانبرداری کا مستحق وہ ایک
ہے اپنی ذات میں یکتا صفات میں بے ہمتا ترکیب و تعدد سے پاک اللہ جس کا نام

ہے وہ اصل مقصود بالذات ہر حال میں بنا ہوا ہے جس اندر نہ کچھ داخل ہو سکتا ہے نہ جسمیں کا محتاج نہ اس کے اندر سے کچھ نکلے کہ کسی کا باپ بنے پس وہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا اسکے وجود میں اسکے بقا میں اسکی ذات میں اس کی صفات میں کوئی بھی اس کے جوڑ کا نہیں۔

ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ کوئی صاحب بھی وید سے اس مضمون کی تعلیم دکھادیں اگر صرف یہی کہہ دیں گے ہیں مسلمانوں کا خدا رحمان نہیں رحیم نہیں۔

آریوں کا مسلمانوں کا احسان مند ہونا چاہئے جن کے الوالعزم بادشاہوں نے ان کی مذہبی کتابوں کی حفاظت اور ترجمے کرائے کیا ایام غدر کے بعد ہندوؤں نے مسلمانوں کے ساتھ تھوڑا تھوڑا ظلم کیا کیا اب بھی بعض رجواڑوں میں مسلمانوں کی خوراک پوشاک عبادات معاملات میں تنگدلی اور ناانصافی ہو رہی ہے ایشور بھجن میں جو منتر لکھے ہیں یا لکھے ہیں تو دشمنوں کے حق میں کیا کیا دعائیں مانگی ہیں پس اگر یہی بات ہے تو آریوں کا ایشور رحیم اور پتا ماتا۔ دیا وان وغیرہ کچھ بھی نہیں مگر ہم یہ نہیں کہتے۔ صرف پنڈت جی کے لکھے کے موجب کہا ورنہ ہمارا اور انکا اور سب مخلوقات کا وہی ایک خدا ہے۔

یہ بدتہذیبی بد اخلاقی بزرگان دین کی شان میں گستاخی ان ہی حضرات آریہ ہندیوں اور ان کے پیشواؤں کو ہی مبارک ہو اصل تہذیب اور اخلاق اہل اسلام میں ہی ہے دیکھو پیشوا آریہ نے اپنا عیب نہ دیکھا دوسرے کی خوبی کو عیب سمجھا۔ کہ مسلمان جانوروں کو بھی بسم اللہ سے ذبح کرتے ہیں تو اُن کا خدا رحمان رحیم نہیں رہا۔ باقی آئندہ

کیا وید الہامی ہیں؟

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ ۱۶ صلہ ۲۶)

الفاظ سے پہلو کرتے ہیں۔ باقی رہے بابا صاحب کے وہ شلوک جنسے وید سے الہامی
ہونیکا ثبوت ملتا ہے سو آپ لوگ ان شلوکوں کا مطلب ہی نہیں سمجھے اور ایسے
شلوکوں میں وید سے مراد علم الٰہی ہے نہ یہ پستک جو دیوتا پرستی سکھاتے ہیں بھی خدا
کے کلام میں یہ ممکن ہے کہ وہ دیوتاؤں کی پرستش سکھاوے نہ نا کہ لائق عبادت سوائے
خدا کے کوئی نہیں اور سوامی جی بھی ستیارتھ پرکاش میں مانتے ہیں کہ بیدوں میں
دیوتا پرستی ہے۔ لیکن اسکی پرستش تاویلاً مانتے ہیں یعنی ان دیوتوں سے مراد نہ
نہیں لیتے بلکہ کہتے ہیں کہ اگنی پرمیشر کا ہی نام ہے حالانکہ بید کے منتروں میں اگنی
کی تعریف یہ کی گئی ہے جو لکڑی سے پیدا ہوتی ہے وغیرہ بھلا پرمیشر بھی لکڑیوں کے
رگڑنے سے ہی نکلا کرتا ہے۔ آخر میں میں اپنے مسلمان دوستوں کے سوال کی طرف توجہ دلاتا
ہوں کیونکہ تمام بات اس ایک ہی سوال سے حل ہو سکتی ہے۔

آریہ۔ وید کے معنے ہر جا علم کے لینے نامناسب ہیں اور بابا صاحب کے کلام میں
بید سے علم کے معنے لینا غلطی ہے اور یہ کب ہو سکتا ہے کہ وہ ہندو نہ ہو ہندوؤں
کے گھر جنم لیا اور ہندوؤں کے گھر پرورش پائی باپ دادا یہ ہندو نہیں تو کیا ہیں کوئی
مسلمان کہتا ہے کوئی سکھ کوئی ہندو۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ ہندو تھے۔ بیدوں میں
دیوتا پرستی بالکل نہیں ہے ہاں منتروں کے شروع میں دیوتا کا نام ہے جس سے مراد یہ
ہے کہ اس منتر میں کسی دیوتا کا ذکر ہے تاکہ پڑھنے والا صاحب سمجھے کہ منتر کا مطلب
کیا ہے ہم جب کبھی کسی نیک اور بزرگ آدمی کو دیکھتے ہیں تو اسے دیوتا کہتے ہیں
لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم اسے پرمیشر ہی مانتے ہیں اور بیدوں کو دیوتا

کرموں کی یہ صفت نہیں لہذا کرم حادث ہونگے اور پھر کرم یا بُرے ہونگے یا بھلے ہونگے اور اس لحاظ سے ماننا پڑے گا کہ جو جیو کے کرم بھلے ہیں وہ ہمیشہ سے ہی آرام میں ہیں اور جن کے بُرے ہیں وہ ہمیشہ سے کیڑے مکوڑے کی جون میں ہوگا جس کے خود سماجی قائل نہیں۔ جب کرم ناش ہوتے ہیں وہ قدیم کیونکر ہوسکتے ہیں"

اب رہا قرآن پاک پر بار بار حملہ کرنا سو میں بتا دیتا ہوں کہ قرآن شریف اسی طرح قدیم ہے جیسے وید قدیم ہے یعنے اگرچہ وید قدیم ہے پر اسکا نزول تو خاص وقت میں ہوا۔ اگرچہ وہ ابتدائے سرشٹی میں ہی ظاہر ہوا۔ لیکن چونکہ سرشٹی خود مخلوق ہے اس کا تعلق بھی حادث ہوا۔ اسی طرح سمجھ لو کہ قرآن پاک تو وہ ہے جو خدا کا علم قدیم ہے لیکن آج سے ۱۳ سو برس پہلے دنیا میں اسکا ظہور ہوا۔ اور قرآن مجید میں صاف لکھا ہے بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔ یعنی یہ قرآن وہ ہے جو خدا کے علم قدیم کے لوح محفوظ میں ہے یعنی یہ قدیمی ہے حادث نہیں۔ اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو بات سچی ہے اگرچہ وہ آج معلوم ہو وہ قدیم ہوگی۔ اگر آدم کے وقت میں دو اور دو چار تھے تو آج بھی دو اور دو چار ہی ہونگے اگرچہ تھوڑے عرصے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ زمین گھومتی ہے مگر یہ ماننا پڑے گا کہ جب سے زمین ہے تب سے ہی وہ گھومتی ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ راستی قدیم ہوتی ہے۔ اب وید کی قدامت میں کوئی تخصیص نہ رہی۔ اس شرط کے لحاظ سے تمام راستی کی باتیں الہامی ہوتیں اور یہی حق ہے۔ اب اگر اس شرط کو مان کر قرآن پر کوئی اعتراض ہو تو کرو میں جواب دونگا۔"

آریہ۔ ہمارے مسلمان دوست نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ قرآن میں تمام کہانیاں ہیں وہ الہامی نہیں ہو سکتا اور وید ایسی باتوں سے مبرا ہے۔ اگر وید کے الہام کو قدیم اور مخلوقات کو قدیم نہیں مانتے تو کیا اللہ میاں آدم سے پہلے سویا

بیٹھا تھا یا کیا قیامت کے بعد سو رہے گا۔ یہ خدا کی ہتک ہے اور ہم لوگ ایسا نہیں
ہم یہ مانتے ہیں کہ ایشور ہمیشہ سے ہے اور اس کے صفات بھی ہمیشہ سے ہیں۔ اور دنیا
کا سلسلہ بھی ازلی ہے۔ یہ پرماتما کی شان ہے کہ ہمیشہ وہ دنیا کو پیدا کرتا رہا ہے
اے مسلمانو! انصاف سے کہو کہ پرماتما کی عظمت کا ہمارے عقیدے کی رو سے
کتنا خیال رکھا جاتا ہے۔ یہ اعتراض کہ وید دیوتا پرستی سکھاتے ہیں۔ اس لئے وہ
شرک کا منبع ہے محض سنسکرت کی ناواقفی سے کیا جاتا ہے۔ سوامی جی نے ثابت کر دیا
ہے کہ ویدوں میں دیوتا پرستی نہیں ہے۔

اس کے بعد خاکسار پھر اٹھا مگر پریذیڈنٹ صاحب نے روک دیا اور کہا کہ کوئی اور
صاحب آویں۔ تب مہاشہ برجلال درویش کہکر میں بیٹھ گیا اور ایک سکھ سردار صاحب
بولے:۔

سکھ سردار۔ چونکہ آریہ صاحبان مسلمان دوست کے سوال کی طرف رجوع نہیں
لاتے اور اور باتوں میں وقت ٹالنا چاہتے ہیں۔ میں بھی اب اپنا پہلو بدلتا ہوں
ویدوں کو دیوتا پرستی سے بری ثابت کیا جا رہا ہے۔ لیکن سوامی جی تو ستیارتھ پرکاش
میں سوم دیوتا کو مانتے ہیں جو تاویلیں انہوں نے کہیں وہ غلط ہیں۔ وید میں جابجا عناصر
اور چاند سورج سے دعائیں مانگی گئی ہیں۔ پھر نہیں معلوم چاند اور سورج پرماتما کیونکر
بن گئے۔ آج تک تمام ہندو یہی مانتے آئے کہ ویدوں میں دیوتا پرستی ضرور ہے۔ اور قدیم
زمانے کے مندر اور رامائن مہابھارت کے قصے پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں
میں بت پرستی قدیم سے چلی آتی ہے اور آج تک سناتنی پنڈت بڑے زوروں سے
چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی آریہ سماجی ثابت کر دے کہ ویدوں میں دیوتا پرستی نہیں

آریہ۔ سناتنیوں کا ہمیں چیلنج کرنا کہ ہم ویدوں سے یہ ثابت نہیں کر سکتے۔
اس میں دیوتا پرستی نہیں بالکل لغو ہے اور یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہر ایک شخص اپنے

مذہب مذہب کو یہی چیلنج کرتا ہے۔ تو کیا سب مذہب باطل ہیں اور یہ آپ کو بتا دیا گیا کہ دیوتا سے کیا مراد ہے۔ ہم ایک بزرگ آدمی کو دیکھتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ وہ دیوتا ہے تو کیا اس سے دیوتا پرستی ثابت ہو گئی ہرگز نہیں۔ ہم ایشور کو ہی مانتے ہیں اور کسی کو نہیں

اب پھر میں ہی گیا۔ اگرچہ مجھے روکا گیا مگر میں نے کہا کہ اور کوئی نہیں ہے جو بولے مجھے اجازت دی جاوے تو پریزیڈنٹ صاحب نے بجبر و اکراہ سے اجازت دی۔ تو میں نے کہا:۔

"جو کچھ اب تک کہا جا چکا ہے اسکو سب صاحب جانتے ہیں مجھے ضرورت نہیں کہ میں کہوں کہ میرے سوال کا جواب دینے سے بالکل پہلو تہی کی جاتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ ویدوں میں دیوتا پرستی نہیں ہے لیکن اسکا ثبوت فقط یہ دیا ہے۔ کہ سوامی جی نے ثابت کر دیا ہے کہ اس میں دیوتا پرستی نہیں ہے بلکہ دیوتا تو ہم خدا کو ہی سمجھتے ہیں میرے خیال میں اسکا آسان فیصلہ یوں ہو سکتا ہے کہ ہم سوامی جی کی تاویلوں پر غور کریں۔ سوامی جی فرماتے ہیں کہ اگنی پرمیشر کا نام ہے کیونکہ جیسے آگ روشنی دیتی ہے اور جہان کو منور کرتی ہے ویسے ہی پرماتما بھی کرتے ہیں۔ پھر آریہ استری کے تیسرے نیوگی خاوند کو بھی اگنی کہتے ہیں کہ اس میں اگنی زیادہ ہو۔ اب اس تاویل کی حقیقت پر غور کیا جاوے۔ تو صاف کھل جاتا ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔

اگر آپ نے وید کی شرتیوں کی تاویلوں کی قلعی کھلی ہوئی دیکھنی ہے تو بہتر ہے کہ آپ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب نومسلم سکھ سردار کی کتاب اختیار الاسلام و تعلیم الاسلام بجواب تہذیب الاسلام ملاحظہ کریں ماسٹر صاحب نے اختیار الاسلام میں وید کی تعلیم کا پورا پورا فوٹو کھینچا ہے

اور ثابت کر دیا ہے کہ وہ پرمیشر کا کلام تو کیا کسی عقلمند کا بھی کلام نہیں ہے اور
نہایت متانت سے اپنے اسلام کے اختیار کرنے کا ذکر کیا ہے اور تمام مباحثات
جو انہیں وقتاً فوقتاً کرنے پڑے اس میں درج کئے ہیں اور آریہ سماج سے آجتک
اسکا جواب بن نہیں پڑا اور میں اُمید کرتا ہوں کہ آریہ سماج قیامت تک بھی
جواب شائع نہ کر سکے گی۔ افسوس تو یہ ہے کہ آریہ سماجیوں کے لئے باوجودیکہ فقط
ایک روپیہ میں تینوں حصے دینے کا ماسٹر صاحب وعدہ کرتے ہیں کوئی خرید کر
پڑھنا بھی نہیں اجی خرید کر تو بھی ہے بلکہ بھی پڑھتے نہیں مگر وہ جانتے ہیں کہ بہتر
یہی ہے کہ ہمکو دیکھنا ہی نہ جاوے۔ شرم! شرم!۔
یقین ہے اگر وہ کتاب کو از اول تا آخر پڑھیں ہدایت پاویں جیسے کہ
ابھی ایک اور سکھ سردار نے اس کتاب کو پڑھکر اسلام کو قبول کیا ہے۔ نمونہ کے
طور پر سماجی دوستوں کو میں اس اختیار الاسلام میں سے بھی کچھ سناتا
ہوں جو میں مناسب موقعہ بھی ہے۔
مذکورہ بالا دلیل پر ماسٹر عبدالرحمن صاحب لکھتے ہیں کہ اگر اگنی پرمیشر کا نام
اسلئے ہے کہ وہ دنیا کو روشنی دیتا ہے جیسے آگ دیتی ہے تو یہی کہتا ہوں کہ تمام جہان
کی چیزیں پرمیشر کا ہی نام ہے جنکے کرنے سے کوئی ہم پرمیشر کہہ سکتے ہیں کیونکہ دنیا میں
جس قدر چیزیں ہیں وہ کسی نہ کسی کام میں آتی ہیں اور اس فایدہ کے لحاظ سے جو کسی
چیز سے حاصل ہے۔
ہم یہ کہکر کہ پرمیشر بھی فایدہ رساں ہے یہ چیز بھی فیض بخش ہے لہذا یہ بھی خدا ہوئی
یا خدا کا نام سل بٹہ ہے۔ پھر ماسٹر صاحب پوچھتے ہیں کہ ہمیں بتا دیا جاوے کہ آریہ عورت
کے تیسرے نیوگی خسم میں کیوں زیادہ حرارت ہوتی ہے " (یہ الفاظ میری اپنی
عبارت ہے اصل کتاب میں فصاحت سے درج ہے)۔

اب میں آپ ہی کے اصول کی بنا پر سوال کرتا ہوں کہ کیوں لنگ پوجا جائز نہیں کیونکہ جیسے پرماتما پیدا کرتا ہے ویسے ہی لنگ سے بھی پیدائش ہوتی ہے پس جیسا پیدا کرنیوالا لنگ ہے ویسے ہی . . . . . ہے۔ پس لنگ بھی پرمیشر کا ہی نام ہوا (معاذ اللہ۔ الاماں ایسے عقیدے سے الاماں)۔

المختصر میرا مطلب یہ ہے کہ اس تاویل کے قاعدے کے رو سے تمام جاندار اور بیجان پرمیشر ہو سکتے ہیں اور پھر ہمہ اوست کا مسئلہ صحیح ماننا پڑے گا جس کی تردید خود سوامی جی کرتے ہیں "

اس بیان پر آریہ سماجی جھنجھنا گئے اور بجائے جواب کے سکھوں پر اعتراض شروع کر دئیے اور وہ بھی انا پ شناپ اور کہا کہ ہم مسلمان دوست کے سوال کا کافی جواب دے چکے ہیں اب اور جواب کی ضرورت نہیں۔ ہم نے جب یہ کہدیا کہ کرم انادی ہے جیسے انادی ہیں وید انادی ہے تو کرموں سے وید کا الہام کہنا تو سراسر غلطی ہے۔ یہ کہکر وہ تو بیٹھ گئے اور میں اب بات کو سنکر رہ نہ سکا اور چاہا کہ کچھ کہوں۔ لیکن ابھی میں نے جا کر تقریر شروع ہی کی تھی کہ پردہان صاحب جو ایک وکیل ہیں غصے میں آ گئے اور کہنے لگے کہ یہ بحث تناسخ پر نہیں ہے۔ ویدوں کی الہامی اور غیر الہامی ہونے پر ہی ثابت کرو کہ وید الہامی ہیں یا نہیں نہ یہ کہ آپ امکان الہام سے ہی بحث کریں میں نے کہا کہ مہربان یہ آپ جانتے ہیں کہ درخت پھلوں سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ پھر وید کو اگر اس کے اپنے اصول کے ذریعہ ہی پرکھا جاوے تو کیا بیجا ہے۔ آخر بحث کے لئے کوئی اصول تو پیش کرنا ہی ہوگا۔ جو کچھ آپ پیش کریں گے وہ یہ ہوگا۔ کہ وید کی تعلیم کو دیکھا جاوے اگر وہ سچی ہے تو مان لیا جاوے ورنہ چھوڑ دیا جاوے۔ پس جو کچھ میں نے کہا وہ بجا ہی ہے۔ پھر اعتراض کیا ہے اس پر پریذیڈنٹ صاحب نے جھنجھلا کر کہا ہم آپکو بولنے ہی نہیں دینگے۔ میں نے

آہنی تلوار کی ضرورت نہیں ہے دیکھو اس بے سروسامانی کی اضطراب حالت میں
جوق اسلام روزافزوں ہے چاروں طرف سے **قبول اسلام** کی صدا بلند ہو رہی
ہے اگر کان رکھنے والے ہیں تو سنیں کہ فخر العلماء زبدۃ الواعظین حامی دین متین مولانا مولوی
عبد السبحان صاحب نقشبندی دہلوی عرف مولوی سبحان اللہ مدظلہ پٹھان کوٹ سے
سجان پور تشریف لے گئے۔ سبحان اللہ شہر میں دین کی رونق ہو رہی ہے۔ شائقین نزدیک و دور
سے کیا ہندو کیا مسلمان جوق جوق چلے آرہے ہیں فقیر محمد داروغہ صفائی کے اہتمام سے
میدان شہر میں مجمع ہوا۔ اس خوش الحانی سے آپنے وعظ فرمایا کہ نعرہ مرحبا سے ہال گونج
اٹھا۔ اسی طرح دو تین جگہ میدان میں آپکا وعظ ہوا۔ وعظ ہے یا سحر بیانی جس کے اثر نے
بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملوا دیا۔ اہل حدیث و حنفی باتفاق ایک جگہ مولانا صاحب
کے اقتدا میں جمعہ پڑھتے ہیں۔ انکا وعظ سنتے ہیں آثار وعظ میں فرما دیا۔ اسرار قرآنی
و نکات معانی بیان ہوتے ہیں کہ قرآن شریف کا زندہ معجزہ پیش نظر ہو جاتا ہے
چنانچہ چودھری دیوی دتا و چودھری گوپال سنگھ متاثر ہوئے۔ جو کئی جلسوں میں شریک ہو چکے
تھے۔ چودھری حسن خان کے باغ میں وعظ ہو رہا ہے۔ آم پکے جاتے ہیں۔ وعظ میں
میوہ ہائے جنت کا بیان شروع ہو گیا۔ مولوی صاحب نے وعظ کہتے ہوئے منبر پر سے
ہاتھ بڑھایا تو ایک پکا آم آگیا۔ **ودانیۃ علیہم ظلالہا وذللت قطوفہا
تذلیلا**۔ اس وقت کا سماں جنت کا نقشہ دکھا رہا تھا۔ چودھری دیوی دتا
سوت ملو ولد بھال سنگھ [illegible] چودھری نہال [illegible] ساکن موضع شیرپور نے
صدق دل سے اسلام قبول کیا۔ اسکے ساتھ ہی گوپال سنگھ ولد دیا سنگھ راجپوت ہیرا
ساکن نروٹ [illegible] نے اظہار اسلام کیا مولانا صاحب نے دونوں کو مشرف باسلام کرکے
فرمایا کہ بموجب حدیث شریف (۱) **من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ
(۲) ثم مات دخل الجنۃ (۳) مستیقنا بها قلبه دخل الجنۃ**

پھر جنت مباح ہو گئی۔ مولوی آپ بیہوش ہو کر کہنے لگے کہ سابقہ اعمال شرک و بت پرستی
کی سزا جہنم ہے۔ مولوی صاحب نے اُن کی تسکین کی کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سابقہ گناہوں کو اسلام دور کر دیتا ہے۔ ان الاسلام
یہدم ما کان قبلہ۔ غرض اُس وقت کا سماں صداقت اسلام کی شان کا
ایک نمونہ تھا۔ کیا آریوں میں کوئی انصاف پسند طبیعت رکھنے والا بھی ہے۔ جو
انصاف سے یہ کہے کہ ان ہر دو دل سے اسلام دین قبول کر لینے والوں کی گردن پر
کسی نے آرہ رکھا تھا یا تلوار کا وار کیا تھا۔ یہ زندہ معجزہ قرآن کا ہے کہ چاروں طرف
سے پھر پھرا کر ٹھوکریں کھا کر قرآن کے حضور سر جھکاتے ہیں الحمدللہ۔ اسلام کے بڑھتی ہوئے
دن پر دن انوار نثار ہوتے جاتے ہیں دشمن اسلام جلتے ہیں جلتے ہی رہینگے واللہ
متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ ہم اپنے رسالہ انوار الاسلام کی روز افزوں ترقی
کفر و ضلالت کو دور کرتی بڑھتی جاتی ہے۔ اے عالی ہمت جوانمردو۔ اے دین اسلام
کے ہمدردو یہ ایک رسالہ اپنی شان کا نرالا آریوں اور عیسائیوں کے واہی خیالات
رد کرنے والا۔ آپ کی امداد کا انتظار کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ دین اسلام کی حمایت رسالہ
انوار الاسلام کی اعانت کی ہمت عطا کرے آمین۔ اسلامی نام اول کا عبداللہ
دوم کا عبدالرحیم رکھا گیا اور سند کا کاغذ دیا گیا فقط

راقم منشی عبداللہ مدرس دوم مدرسہ سرکاری سوہان پور خادم
مولانا صاحب دام فیضہ

سیالکوٹ۔ ۱۰۔ اکتوبر۔ ایک عورت قوم کی میگھ مع ایک لڑکے اور لڑکی
کے مولوی حاجی حافظ محمد ابراہیم صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی
لڑکے کا نام رحمت اللہ اور لڑکی کا نام مریم اور اُس عورت کا نام رکھا
گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

کہیں گے منہ پر خواہ مرچیں ہی لگیں

جولائی کا مہینہ ہے اور دوپہر کا وقت ہے۔ اور آفتاب عالمتاب عین ناف آسمان پر زمین کی طرف بھونڈی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ تمام جنگل سنسان اور آفتاب کی شعاعیں اسوقت اپنا اثر خوب دکھا رہی ہیں۔ گرمی سے تمام جہان گرہ نار دکھائی دے رہا تھا اور جنگل العطش العطش کی صدائیں بلند کر رہا تھا۔ مگر ایک طرف کچھ سبزہ لہلہاتا دکھائی دیا۔ ذرا آگے بڑھ کر انگریزی طرز کے کوارٹر اور مارکیٹیں دکھائی دیں جس سے معلوم ہوتا تھا کہ لاہور کا سٹیشن نزدیک آگیا ہے۔ طبیعت میں کچھ سرور آنے لگا۔ سبحان اللہ لوگوں کی سٹیشن پر بھیڑ بھاڑ۔ اخاہ! آج کیسے زور شور سے سٹیشن پر مسافروں کی بھیڑ ہے۔ کہ طبیعت خوف کھاجاتی ہے اور یہ ایک عجیب سین دیکھکر بے اختیار منہ سے اس مولا حقیقی کی حمد نکلتی ہے۔ اتنے میں انجن نے وسل دیا۔ ریل کے جس کمرے میں یہ عاجز بیٹھا ہوا تھا۔ اس میں ایک طرف دو سکھ سردار جو خالصہ کالج امرتسر کے گریجویٹ کلاس

میں تعلیم پاتے تھے۔ ایک طرف یہ عاجز اور ہم دونوں کے درمیان ایک مہاشہ جی آسن جمائے بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاقاً سیگرٹ کے دھوئیں نے سکھ صاحبان کی طرف پرواز کیا۔ دفعۃً دو ودیارتھیوں (طالب علموں) نے ایک شرم آلودہ نگاہ سے مہاشہ جی کی طرف دیکھکر کہا۔ کیا تمکو معلوم نہیں کہ ہم باوا گوبند سنگھ جی کے ہونہار سنگھ ہیں۔ ان کلمات کو سنتے ہی مہاشہ جی نے میری طرف منہ پھیر لیا۔ اور طالب علم نے نہایت عاجزی سے جواب دیا لالہ جی میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ اگر وے گوبند سنگھ جی کے سکھ ہیں تو یہ عاجز بھی محمدی سکھ ہے۔ طالب کے اس لفظ کو سنکر دونوں ودیارتھیوں نے اس عاجز کی طرف تمسخر کی نگاہ سے دیکھا اور مجھ سے یوں مخاطب ہوئے۔ کہ ہیں ہیں اجی محمدی سکھ یہ کب اور کہاں لفظ بند ہے۔ نہایت عاجزی سے عرض کیا۔ کہ ایک وقت وہ تھا۔ جبکہ یہ طالب بھی آپ لوگوں کی طرح ہر وقت شراب میں مخمور رہتا تھا۔ اور خالق و مخلوق اور عبد و معبود میں کچھ تمیز نہیں کر سکتا تھا۔ مگر چونکہ آپ لوگوں نے سکھ کا بعد ان کو سنگھ (شیر) سے بدل لیا جس سے آپ لوگوں کے دلوں میں ایک تکبر اور غرور پیدا ہوگیا۔ مگر اس عاجز نے سکھی پر ہی اکتفا کیا اور باوا نانک جی کا ہونہار چیلا بن کر اُس کا حکم بجا لایا اور دین محمدی میں داخل ہو کر اور صدق دل سے کلمۂ توحید

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پڑھ لیا

جیسا کہ باوا نانک جی کا راگ ہے (کافی) کلمہ یاد کرا اور نہ بھاکھو بات ۔
نفس ہوائی رکن دین تس سیں ہوئے مات ۔ یعنی ایک لا الٰہ الا اللہ کا جاپ کرو اسی سے ہی شیطانی خیالات دور ہوتے ہیں اور پھر دیکھو جنم ساکھی بھائی بالے والی صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۲ :-

ترہی حرف قرآن دے تہی سپارے کیں
تس وچہ بہت نصیحتاں سُن کرکر و یقیں

باوا نانک جی فرماتے ہیں کہ قرآن شریف کے تیس ہی حروف ہیں اور تیس ہی سیپارے کئے گئے ہیں اور اس میں بہت سی نصیحتیں ہیں۔ اے سکھو تم سُنکر یقین کرو۔ اور باوا نانک جی کا حکم مان کر دین محمدی میں داخل ہو گیا اور اس واسطے محمدی سکھ کہلایا میری اس انوکھی اور دلچسپ تقریر کو سُنکر دونوں سکھ سردار ملں کا دل اوپر تلے ہونے لگا۔

سکھ سردار۔ اجی کیا آپ باوا نانک جی کے دلدادہ سکھ ہیں۔ کیا یہ واقعی صحیح ہے۔ دراصل آپ نے بہت غلطی ہے۔ کیونکہ آپ نے گروؤں کے دھکوں سے واکون کو نہیں پہچانا ہے۔ کیونکہ ہمارے دشم گرو گوبند سنگھ نے ہمارے لئے عالمگیر لاثانی بے نظیر مذہب عطا کیا ہے جس کا ثانی روئے زمین پر ملنا ناممکن بلکہ محال ہے۔ آپ اب بھی توبہ کریں ابھی کچھ بھی ضایع نہیں ہوا۔ ہم ملتان شہر میں اُترینگے آپکو امرت چکھا کر سنگھ بنا دینگے مگر طالب خاموشی سے ان کی تقریر کو سنتا رہا۔ مگر میری خاموشی سے انہوں نے نیم رضا کا مسئلہ بیکر آپس میں لگے کانا پھوسی کرنے۔ اسی اثنا میں ملتان شہر کی نزدیک آگیا۔ اور ننکو ران سکھ سرداران نے کہا اُتریئے جی سٹیشن نزدیک آگیا ہے۔

طالب۔ ست بچن سبھے کچھ عذر نہیں۔ بہتر ہوگا۔ کہ آپ دونوں میں سے ایک اپنی بہین کے ساتھ اور دوسرا اپنی ماں کے ساتھ شادی کر لیوے۔ اور ہم بھی اس مبارک رسم میں شامل ہو کر پوہل لے لینگے۔ ایک پنتھ دو کاج کا معاملہ ہو جائے گا۔ یہ سچی بات سنکر میری طرف بھورے بھینسے کی طرح دیکھنے لگے۔ مگر میں نے نہایت نرمی سے عرض کیا کہ اس طالب نے کونسا گناہ کیا ہے۔ سنا اگر منہ پھول مارا۔ مگر کہیں یہ پتہ نہ ملا کہ

فلاں سے شادی کرنی حلال ہے اور فلاں سے حرام ہے۔ کیوں نہ ہوتا۔ عالمگیر جو ہوا۔ واہ
جانتی ہی واہ! عالم گیری اسی بات پر ختم ہے۔ گر یہ تمام قصہ سنکر مہاشہ جی نے بھی نیوگ
کی اندھیری کوٹھڑی سے کان پھٹکتے ہوئے سر نکالا اور دو تین منٹ ادھر ادھر دیکھنے
کے بعد یوں گویا ہوئے۔ کہ سکھوں کی عقل بباعث کثرت مو ہے تاکل ہوتی ہے
اسی واسطے یہ لوگ دور اندیش نہیں ہوتے۔ بہتر ہے کہ آپ آریہ مت میں شامل ہو جاویں
جو ایک پرانی اور عالم گیر مذہب ہے۔

طالب۔ خوب آریہ کے شدھ ہونے کی بھی ایک ہی کہی۔ مگر میں خوب تجربہ کار ہوں ؎

حسینوں سے نہ مل اے دل ہمارے دیکھے بھالے ہیں
نہیں ڈسنے سے رکتے کے ستمگر ناگ کالے ہیں

آپ بتائیے کب سے آریہ مذہب میں داخل ہوئے ہیں۔

مہاشہ جی۔ ہم نسلاً بعد نسلاً آریہ ہی چلے آتے ہیں کوئی ایک دو سال کی بات
تھوڑی ہی ہے۔

طالب۔ خوب ہی خوب ؎

ادھر آ صاحب ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

آپ کے دادا کی کیا عمر تھی۔؟

مہاشہ جی۔ ٹھیک تو یاد نہیں مگر سو سال سے کم۔

طالب۔ آپ کے والد کی کیا عمر تھی؟۔

مہاشہ جی۔ کوئی ستر سال سے کم ہی ہو گی۔

طالب۔ حیرت زدہ ہو کر۔ کیا آریہ مذہب عالمگیر۔ کیونکہ سوامی دیانند جی لکھ گئے ہیں
کہ نیک و دانا ایمان آریہ کو چار سو سال کی عمر بھوگ کر مرنا چاہیے۔ ادنےٰ یعنی نیچ آریہ بھی

منڈ سو سال کی عمر حاصل کرے۔ ستیارتھ پرکاش منت ۵۱ و ۵۲ کاش کہ آپکے آباؤ اجداد بھی ایسے ہی ہوتے تو ہم چند دنوں کے لئے برہمچر و اتارہ کر نیوگ کے گلچھرے اُڑا لیتے۔ مگر یہ بات آپکے آباؤ اجداد پر ہی منحصر نہیں۔ بلکہ آریہ قوم کے رہنما سوامی دیانند باوجود مجرد (برہمچاری) رہنے کے ستر سال کی عمر میں سفید ریش ہو کر اور بڑھاپے کے نشان دکھا کر سدھار گئے۔ چار سو سال والے کی عمر کو تو ستر سال میں داڑھی بھی نہیں آنی چاہئے تھی۔

آریو! اگر دین و ایمان سے کچھ واسطہ نہیں اور مذہب صرف بک بک کا نام ہے تو خیر پہلے کامل آریہ بنو اور پھر بحث مباحثہ کرو۔ بے فایدہ غوغو بحث بحث کرنے سے کچھ بھی فایدہ نہیں ہے اور مہاشہ جی کے یہ عالمگیر (کوٹھڑی گیر) اصول سنکر تنقیح کے طوطے اُڑ گئے۔ اور شرمسار ہو کر نیوگ کی اندھیر کوٹھڑی میں مُنہ چھپانے کے لئے دوڑے۔ پیشتر اسکے کہ وہ نیوگ خانہ میں پناہ لیتے۔ طالب نے بآواز بلند پکارا ؎

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے۔ — دین و دنیا میں اُن کی خواری ہے
جس کے مذہب میں ایسی بے شرمی — عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے عار — اُن کی شیطاں نے عقل ماری ہے
وید کی کھل گئی حقیقت کھل — اب تو ناحق کی پردہ داری ہے
جس کے باعث یہ گندگی پھیلی — وہ تو اک خبث کی پٹاری ہے
دوسرا بیاہ کیوں حرام نہ ہو — جب کہ رسم نیوگ جاری ہے
کیوں نہ پوشیدہ نیوگ کی رسم — اس کے اظہار میں تو خواری ہے
چھپکے چھپکے حرام کروانا — آریوں کا اصول بھاری ہے
زنِ بیگانہ پر یہ شیدا ہیں — جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
لائقِ سوختن ہیں ان کے مرد — ان کی ناری ہر ایک ناری ہے
واہ وا! کیا دھرم ہے کیا ایمان — جس میں واجب حرامکاری ہے

آریو دل میں غور سے سوچو — شرم و غیرت کہاں تمہاری ہے
دیکھ اس کا ہے بُرا ویتوش — اعتقاد اسپہ بدشعاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ — سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے — وہ نہ بیوی زنِ بازاری ہے
ہے وہ چنڈال دُشٹ اور پاپی — جنت اُس کی کوئی چماری ہے
ہیں کروڑوں نیوگ کے بچے — آریہ دیس میں یہ خواری ہے
ایسی اولاد پر خدا کی مار — یہ نہ اولاد قہرِ باری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط — یار کی اُسکو آہ و زاری ہے
دشمنوں سے کروا چکی زنا لیکن — پاک دامن ابھی بچاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں — اُن کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اسکے یاروں کو — ایسی جورو کی پاسداری ہے
اُس کے یاروں کو دیکھنے کے لئے — سرِ بازار اُن کی باری ہے
جورو جی پر فدا ہیں یہ جی سے — وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے
شرم و غیرت ذرا نہیں باقی — کس قدر اُن میں بردباری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش اُنہیں — خوب جورو کی حق گذاری ہے
تاکہ کروائیں پھر اُسے گندی — پاک ہونے کی انتظاری ہے
خاک میں ملتے ہیں پسر کے لئے — کیا شریروں میں خاکساری ہے
قابلِ شرم بھیک لیتے ہیں — بھیک کی رسم یہ نیاری ہے
گھر بہ گھر ہیں نیوگ کے چرچے — نہ حیا ہے نہ شرمساری ہے
گو زمانہ میں روشنی پھیلی — ان میں اندھیر اب بھی طاری ہے
کیا کریں وید کا یہی ہے حکم — ترک کرنا گناہ گاری ہے

ہے یہ قرآں کی دشمنی کا وبال | بالیقیں رائے یہ ہماری ہے

قسم خدا میں آریوں اور سکھوں کے گھر کا بھیدی ہوں (پس مجھ سے ان لوگوں کو بہت ڈرنا چاہئے ورنہ وقت گذر جائے گا۔

قوم کا خادم محمد یوسف طالب مدرس مدرسہ پشین
رسالی سوہن سنگھ برہمچاری چیلے ۲۲

نماز باادب پڑھو

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ یا فلان الا تحسن صلاتك الا ینظر المصلی اذا صلی کیف یصلی فانما یصلی لنفسہ انی لابصر من ورآئی کما ابصر من بین یدیی۔ اے فلانے تو کیوں نہیں اپنی نماز خوبی سے پڑھتا کیوں نہیں دیکھتا۔ نمازی جب نماز پڑھتا ہے کہ کس طرح پڑھتا ہے سو وہ تو اپنے بھلے کے واسطے پڑھتا ہے میں دیکھتا ہوں اپنے پیچھے سے جیسا اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ ایک شخص حضرت کے پیچھے صف میں نماز پڑھتا تھا اور ادھر ادھر دیکھتا جاتا تھا جب حضرت صلعم نماز پڑھ چکے تو فرمایا یعنی یہ کہ نماز باادب حضور دل سے چاہئے ادھر ادھر دیکھنا اپنے مالک کے روبرو کمال بے ادبی ہے اور یہ معجزہ آنحضرت م کا تھا کہ جیسا سامنے سے دیکھتے تھے ویسا ہی پشت سے ہ

حضرت انس رض روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے کہ ایہا الناس انی امامکم فلا تسبقونی بالرکوع ولا بالسجود ولا بالقیام ولا بالانصراف فانی اراکم امامی ومن خلفی ثم قال والذی نفس محمد بیدہ لو رأیتم ما رأیت لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا قالوا وما رأیت یا رسول اللہ قال رأیت الجنۃ والنار۔ اے لوگو میں تمہارا امام ہوں مجھ سے آگے رکوع نہ کیا کرو اور نہ سجدہ اور نہ قیام اور نہ سلام پھیرنا

اس واسطے کہ میں دیکھتا ہوں اپنے آگے سے اور پیچھے سے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قابو میں محمدؐ کی جان ہے کہ اگر تم دیکھتے جو میں نے دیکھا تو تھوڑا ہنستے اور بہت روتے۔ اصحاب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کیا دیکھا حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ میں نے بہشت اور دوزخ کو دیکھا۔ پس معلوم ہوا کہ مقتدی کو امام کی اطاعت واجب ہی رکوع و سجود اور قیام اور قعود میں امام سے سبقت حرام ہے۔ جب اول امام رکوع سجود کر لیوے تو مقتدی کریں۔ پھر ہنسنے کی برائی بیان کی کہ اس کا سبب غفلت ہی اور رونے کی تعریف کی کہ اسکا سبب بیداری اور علم ہے۔

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے فرمایا اذا قضی احدکم الصلوٰۃ فلیجعل لبیته نصیباً من الصلوٰۃ فان اللہ جاعل فی بیته من صلاته خیراً۔ جب کوئی شخص نماز ادا کر چکے تو چاہئے کہ اپنے گھر کے واسطے بھی نمازیں سے کچھ حصہ رکھے۔ اس واسطے کہ خدا اُس کے گھر میں نماز کے سبب بہتری اور برکت کرنے والا ہے یعنی جب مسجد میں فرض پڑھے تو سنت اور نفل گھر میں پڑھے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ سوائے فرض کے سب نمازیں گھر ہی میں افضل ہیں تاکہ خیر اور برکت گھر میں ہو اور شیطان کا دخل نہ ہو۔

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے فرمایا۔ اذا کان احدکم علی الطعام فلا یعجل حتی یقضی حاجته منه وان اقیمت الصلوٰۃ جب کوئی کھانے کو بیٹھے تو جلدی نہ کرے جب تک کھانے سے فراغت نہ کر لیوے۔ اگرچہ نماز کی تکبیر بھی ہو گئی ہو۔ یعنی جلدی کرنا اس واسطے منع فرمایا۔ کہ کھانے کی طرف دل لگا رہیگا حضور دل سے نماز نہ ہو گی اور اگر جانے کہ غلبہ بھوک کا نہیں ہے اور کھانا کھانے تک جماعت ہو چکے گی تو نماز میں شریک ہو۔

عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کباب کھاتے تھے اتنے میں جماعت کی تکبیر ہوئی تو عبد اللہ بن عباس نے ابو ہریرہؓ سے کہا کہ جلدی نہ کرو اسکو کھا لو تاکہ نماز میں کبابوں کی طرف دل نہ لگا رہے۔

تھی ٹھیک دیر بتیساب تعمیر کرتی تھی کہ آپ کا گرد تھا جس سے کفار کی منہ تکتی ہوتی
بجلی کی چمک تھی کہ جس سے تمام اوجالا ہوگیا۔ یہ تقریر سنکر آپ کئی قدم نکل گئے تو حضرت
ابی طالب کو اپنی بھتیجی جناب رحمت العالمین سے زیادہ محبت تھی۔ آواز دی یا محمد (صلعم)
یا محمد (صلعم) آپ م حضور پُرنور اپنے چچا جان کی آواز سنکر واپس پھرے۔ کیونکہ آپکو اپنے
چچا سے بے حد محبت تھی۔ حضرت ابی طالب نے فرمایا۔ جو کچھ آپ کا جی چاہے کہو اور
کرو۔ میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑنے کا۔

اس کے بعد جناب حضرت امیر عمر صاحب رضی اللہ عنہ قرآن شریف
کی سورت طٰہٰ سنکر ایمان لائے۔ پھر تو کفار و مشرکین کی کمر ٹوٹ گئی۔ کیونکہ یہ ایک زبردست
جری شجاع اولوالعزم رئیس الرئیس تھے۔ صداقت نے گھر کر لیا۔ دنیا و دون کو لات مار کر
جناب سرور کونین کی گدائی کو فخر سمجھا۔ بعدہٗ سچے دین اسلام کی وہ خدمات کیں
کہ کل دنیا میں آپ کا نام جرنل عمر ہے۔ یوروپین و یہود۔ اسرائیلوں و رومیوں اور آسیہ ورتوں
کے ناک میں دم کر دیا۔ اور چنے چبوائے۔ کروڑ ہا مخلوق زنار شرک کو توڑ کر حلقۂ توحید کو گلے میں
ڈال دیا۔

نبوت کا ساتواں سال ۱۶۶۱ھ

سرداران قریش میں سے حضرت ابوبکر۔ حضرت امیر حمزہ اور حضرت امیر عمر اور حضرت عثمان غنی
رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بہت ہی مشہور نامور و ممتاز تھے۔ تو اب مجبوراً جب
اسلام کی پے درپے اور زائد کامیابیوں سے قریش اور بھی بھڑکے جنکا سرغنہ ابوجہل ملعون تھا
ان لوگوں نے ہاشمیوں سے راہ و رسم لین دین بند کر دیا۔ حتّٰے کہ جناب سرور کائنات
صلعم اور اُن کے اصحاب معہ دیگر اقربین اور حضرت ابی طالب کو محاصرہ میں گھیر دیا جہاں
تین سال کامل گھیرے رہے۔ گو کہ محاصرہ کے باہر تو مینہ لگی تھیں اگر تلواروں کی چمک تھی
تیروں کی دمک تھی۔ مگر سب دشتم کے بادل پھونکے جاتے تھے۔ پتھروں کے فلاخن گھوم

رحمت پتھروں کی بارش کی جاتی تھی۔ خورد و نوش کی چیزیں بند کر دی گئی تھیں جناب
سرورِ کائنات صلعم یہ تمام تکالیف اور مایوسانہ حالت مستورات اور بچوں کی بھوک سے
آہ و زاری کی صدائیں دیکھا و سنا کرتے تھے ہمیشہ دست بدعا بجناب رب العلیٰ اٹھاتے تھے

غرض تین سال بعد معجزۂ نبوت سے محاصرہ ٹوٹا۔ کفار کو لکھا گیا کہ خانہ کعبہ
میں جو تمہارے کاغذ ... آویزاں ہیں۔ سوائے خدا تعالیٰ کے نام کے سب دیمک نے چاٹ لیا جب
کھول کر دیکھا گیا تو مہر نبوت ... محاصرہ کی حالت وہی جانتا ہے جو خود محاصرہ میں رہ چکا ہو
چہ قدر ... کی وہ جانے جو ... جو ہو سے ... کو کیا جانے۔

میں ابتدائی ... محاصرہ میں ... رہا ہوں اس کی کیفیت میں ہی جانتا ہوں (دیکھو
میری کتاب تاریخ جنگ ... اس سال کے بعد حضرت ابی طالب اور جناب کی
زوجہ مطہرہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو تشریف فرما ہو گئے اسلام
میں یہ سال غم کہلاتا ہے۔

ان دونوں وفاتوں نے قریش کو زیادہ مخالفت کا موقعہ دیا اور کھلم کھلا دشمنی کرنے لگے
ایک غمزدہ و غمگین ... غمگسار نبی مقدس کی بہت ہتک کی۔ کیا لکھیں انصاف پسند
لوگ خود سمجھ سکتے ہیں کہ جناب اقدس صلعم نے ان کا کیا بگاڑا تھا۔ مگر تعصب کا کوئی علاج
نہیں۔ جب جناب سرور عالم نے دیکھ لیا کہ یہ لوگ سخت بت پرست ہیں کہ اپنی شرک و کفر
سے باز نہیں آتے تو حضور انور **شہر طائف کو تشریف فرما ہوئے**

آپ کے ہمراہ جناب کا ملازم تھا جب وہاں کے لوگوں میں توحید کی منادی کی شرک
کی برائیاں ظاہر کیں بت پرستی کی مذمت کی شراب جوا زنا کی نہی فرمائی۔ تو اہل طائف
میں سے کمینے۔ گنڈے۔ بچے اور عوام و خواص پتھروں کے ... اور آپ کو پتھراؤ کیا۔ آپ
سخت ہی مجروح ہوئے تمام جسم لہولہان ہو گیا آپ زخموں سے چور تھے۔ وطن مالوف سے دور تھے
نہ وہاں کوئی مددگار تھا نہ مونس و غمگسار تھا۔ صرف اللہ ہی مددگار تھا۔ آپ حضور اقدس طائف سے

خون بھری حالت میں تمام تن و بدن زخموں سے چور واپس پھرے۔ چند قدم چلکر اور تھک کر درختوں
کے نیچے بیٹھ کر آرام لیا اور اپنے دونوں مجروح ہاتھوں کو اٹھا کر دعا مانگنے لگے۔ بدن اور ہاتھوں سے
تر بتر خون جاری تھا۔ نہ کوئی جراح نہ ڈاکٹر نہ دوست نہ آشنا افسوس کی جا ہے۔ کہ جناب کی
دعا کے ساتھ آمین کہنے والا بھی کوئی نہ تھا۔

آریہ صاحبان ذرا غور فرمانا جس مقدس نبی و برگزیدہ رسول پر آپ لوگوں نے
بے جا حملے کئے ہیں۔ آپ کے حاسد پنڈت لیکھرام نے فحش گوئی و زبان درازی کا کوئی دقیقہ باقی
نہ چھوڑا اور پنڈت نے ضد و تعصب کی پٹی آنکھ پر باندھ کر جناب کے جھوٹ پر از کذب اور افتراء
بہتان ادھر ادھر سے قصے جمع کر کے سوانحعمری نکلی جیسی بن لکھی ہے جس کا کوئی سر نہ پیر اور
بازاری گالیوں سے کام لیا ہے۔ تمام جہان کے عیب حضور اقدس پر لگا دیے ہیں
جنکو ایک مہذب و شریف جنٹلمین ہرگز پسند نہیں کرتا۔ افسوس کہ عوام الناس کی تو عزت کی جاتی
ہے اور برگزیدہ رسول برحق کی توہین۔ کہ جس نے توحید کا ڈنکا بجانے کی
خاطر ہزاروں مصائب جھیلے۔ وطن چھوڑا مگر توحید کے مشن
سے منہ نہ موڑا۔ آپ لوگوں نے رائی کا پہاڑ بنا دیا۔ حق سے منہ چھپا دیا۔

اس دعا کا ترجمہ جو برگزیدہ و مقدس نبی نے تن تنہا درختوں کے نیچے فرمائی تھی

اے رب جلیل (والی ہر پیدا شدہ) یہ مسکین بندہ و ذلیل عبد تیری عزت و جلال کی بارگاہ میں
اپنی کمزوری اور بے قوت کی کمی، اور اپنی ذلت و خواری کی فریاد لایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے زیادہ رحم
والا اور ہر ایک عاجز و ناتوان کا مددگار اور میرا مالک اور پروردگار ہے تو مجھے کس کے حوالہ کرتا ہے

کیا ایسے دوست کی جو مجھے دیکھ کے ناک بھوں چڑھائے یا ایسے دشمن کی جس کو تو نے میرا معاملہ سونپ دیا ہے یعنی اگر یہ بلا تیری خفگی کی وجہ سے نہیں ہے تو مجھے اس کی کچھ پروا نہیں۔ لیکن تیری حفاظت میرے لئے بہت زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری قدرت و رحمت کے نور میں جو تمام تاریکیوں کو روشن کر دینے والا اور دنیا و آخرت کے بگڑے ہوئے کاموں کو سنوارنے والا ہے تیرے غیظ و غضب کے نزول سے پناہ لیتا ہوں لیکن اگر خفگی ہی میں میری بھلائی ہے تو مجھے وہاں تک اختیار رہے کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے اور بغیر تیری مدد کے نہ میں برائی ہی سے بچ سکتا ہوں اور نہ نیکی ہی کی طاقت و قدرت رکھتا ہوں (منقول از تفسیر القرآن)

آریہ صاحبان — یہ خیال فرمائیں کہ جن لوگوں نے بغیر گناہ و خطا کے جناب احمد کو مجروح کیا کیا ان کی نسبت آپ نے کوئی کلمہ بد دعائیہ نکالا جس رہنماء دین حق کے یہ طرز تعلیم اور دشمنوں کی ملامت نظر انداشت ہو اس کو جہاد جہاد اور تلوار تلوار پکارنا سراسر تعصب ہے۔ اس دعا کے بعد تو انوار الاسلام ایسے چمکے کہ منور اسلام نے دیکھے کہ دن بدن جوق جوق مسلمان ہونے لگے۔

ایام حج میں بہت لوگ آپ کے کلام مبارک کو سن گئے اور تمام ممالک میں مشتہر کر دیا کہ ایک نبی یا رسول مکہ شریف میں مبعوث ہوا اور دعوت حق کی طرف بلاتا ہے۔ شہر یثرب یعنی مدینہ والوں کے دل نرم و موم ہو گئے۔ نور ایمان ان کے دلوں میں چمک اٹھا۔ سب نے عرض کی یا حضرت وہاں تشریف لے آئیے اور اپنے وعظ سے ہم کو گمراہی سے بچائیے۔

ہجرت بطرف یثرب — آخر کار تمام قریش دار الندوہ میں جمع ہوئے اور مشورت کی کہ جناب قدس حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو سب مل کر قتل کر ڈالیں جس سے عزت پہنچے اور لات و عزی کی ذلت و توہین سے بچ جائیں۔ ابوجہل ملعون کے مشورے سے چند کفار جناب نبی مقدس صلعم کی خوابگاہ کو رات کے وقت تلواریں لیکر برچھے سنبھال کر گھیر لیا۔ مگر مارنے والے سے بچانے والا بہت افضل ہے۔ جناب صلعم تو اس مکان کی کھڑکی کے راستہ سے کود کر اور جناب علی المرتضیٰ کو

کو اپنا سبز جبہ دیکر حضرت ابو بکر صدیق رض کے مکان پر تشریف لائے اور انکو ساتھ لیجا کر غار ثور میں پوشیدہ ہوئے۔ جب کفار عرب نے جناب کو نہ پایا تو انکی آتش غضب اور بھی بھڑکی۔ تمام مکہ شہر و گرد و نواح میں پیادے و سوار دوڑ گئے۔ اور گھر گھر تلاشی ہونے لگی۔

آپ صاحبان برائے خدا انصاف فرمانا۔ کیوں تلاشی ہوئی۔ کیا آنجناب نے کسی کا خون کیا تھا یا چوری۔ یا ڈاکہ زنی۔ اگر قصور تھا تو یہی کہ ایک خداوند کریم خالق کل کی عبادت کرو اور بت پرستی چھوڑ دو۔ تمام شہر میں ڈھنڈورا پٹ گیا کہ جو کوئی حضرت محمد صاحب صلعم کا سر لائیگا وہ انعام پائے گا۔ انعام کے لالچ سے ہر ایک کافر دوڑ پڑا۔ بیچو بیچو۔ دوڑیو دوڑیو۔ جانے نہ پائے کہ کمل ہی بچ گئی۔ وہ وقت بھی کیسا نازک و خطرناک نظارہ تھا۔ الامان۔ الامان (فداک امی و ابی یا رسول اللہ صلعم)۔

الغرض جناب ۲ جون ۶۲۲ء بروز جمعہ ۱۲۔ ماہ ربیع الاول کو یثرب یا مدینہ میں داخل ہوئے آپ کی آمد آمد سنکر جو کچھ عزت و اقبال اہل مدینہ نے کیا ہے وہ بہت ہی پر اثر نظارہ ہے (دیکھو تاریخ عرب گبن صاحب کی) انصار یعنی مدینہ والوں نے اس یثرب کا نام **مدینة النبی** رکھا جو مدینہ طیبہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہاں ایک مسجد بنائی گئی۔ دن بدن اسلام کو ترقی ہوتی گئی اور لوگ مسلمان ہوتے گئے۔ کل شہر مدینہ طیبہ وعظ و نصیحت سے اکدم مسلمان ہو گیا جو ہزاروں کی بستی تھی (کیا یہ جہاد تھا یا تلوار)۔

ہجرت کے بعد چند حالات

مدینہ شریف کے گرد و نواح میں یعنی کر قصبوں میں یا گاؤں سمجھیے۔ یہودیوں کی تین قومیں بر دست بستی تھیں اور ساتھ ہی عیسائی بھی ہزاروں رہتے تھے۔ اسلام کی ترقی خداداد کو دیکھکر انکی آتش حسد بھڑک اٹھی۔ ادھر کفار مکہ نے بھی پیچھا نہ چھوڑا۔

غرض کفار و مشرکین مکہ۔ یہود و نصاری مدینہ سب اکٹھے ہو گئے۔ بظاہر انکی لعنت کی اور مشرکین عرب سے خط و کتابت جاری رکھی۔ گو کہ پہلے معاہدہ جناب اقدس صلعم

سے کر چکے تھے۔ مگر اسپر نہ رہے۔ سب کے سب کفار نے ایک لشکر تیار کیا۔ ع

کلالاں کا فراں مذہب چہ پرسی
سگ و سگ زادگاں کرسی بہ کرسی

آنجناب سرور کائنات فخر موجودات بہت ہی غم و الم میں ہوئے اور مایوسانہ حالت میں گریہ وزاری کرنے لگے۔ اپنے چند رفقا کی آئندہ مصیبت کا خیال فرمایا۔ آپ کی ہر گز یہ منشا نہ تھی کہ جنگ و جدل کیا جائے اور خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ جناب کو ہمیشہ یہی درد تھا کہ ضعیف بیچارہ مخلوق خدا نہ کٹے۔ یہ لوگ راہ راست پر آئیں اور توحید کو مان جائیں۔ مگر افسوس کہ کفار ان کو جنگ کے سامان سے لیس ہو کر مضافات مدینہ شریف میں پہونچے آتے ہی مسلمانوں کے باغوں کو جلا دیا۔ ان کے مال و متاع کو پکڑ لیا۔ جو مسلمان نظر آیا اسکو خوب پیٹا۔ ادھر یہودیوں نے استہزا کرنا شروع کیا۔ توہین نبوت۔ ہزاروں سوال پوچھنے لگے۔ مسلمانوں کی لڑکیوں کو چھیڑنا شروع کیا۔ ان کی ہتک عزت کی۔ العظمۃ للہ یہ وقت تو جناب پر کسے بہت ابتر تھا۔ مگر واہ رے شان نبوت۔ آپ نے صبر و استقلال سے کام لیا۔

جنگ بدر

سب سے اول مقام بدر پر مورچے جم گئے۔ ابو جہل ملعون کفار کا سپہ سالار تھا ادھر شام سے ابوسفیان قافلہ کا سوار تھا۔ بدر کے مقام پر نو ہزاروں کفار مشرک یہود و نصاریٰ جمع اور مسلمانوں کی کل تعداد تین سو سے زیادہ نہ تھی نہ پورے سوار تھے نہ ہتیار۔ نہ کوئی جنگ کے واسطے تیار نہ کوئی مال غنیمت کا ارادہ۔ بلکہ حفاظت دین و جان و مال پر آمادہ۔

جب حضور انور نے مشرکین کفار کی اس فوج جرار کو دیکھا اور ان کے ساز و سامان پھر ان کے ساتھ عورتیں دف بجانے والی۔ شاعر جرأت دلانے والے موجود۔ جب آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی۔:۔

یا پاک پروردگار واحد لاشریک تو ہی مدد کیجیو اور اپنا وعدہ نہ بھولیو۔ اگر یہ چھوٹا سا گروہ نیست
نابود ہو گیا تو تیری خالص عبادت کرنے والا ایک شخص بھی نہیں رہے گا۔ غرض میدان کارزار
گرم ہوا۔ اور مشرکین عرب نے پیش دستی کر کے تیر و تبر و برچھا و تلوار چلائی۔ تلوار کھٹا کھٹ چل رہی تھی
اور سر ادھر سے ادھر ہو رہے اور ہوا کے جھکڑ چل رہے تھے کہ یکایک کفار و مشرکین میں ہلچل
پڑ گئی اور بھاگ نکلے۔ اُن کے بہت سے سوار قتل ہوئے بہت سے قیدی ہوئے اور
ابوجہل ملعون اسی جنگ میں مارا گیا۔ قیدیوں کے ساتھ جو سلوک جناب رسول برحق
نے فرمایا کسی دیگر سلطنت نے اپنے قیدیوں سے ایسا سلوک نہ کیا ہو گا۔ حضور پرنور نے
کفار کی لاشوں کے پاس جا کر فرمایا کہ اے ابوجہل و فلاں فلاں۔ دیکھا خدا کا وعدہ پورا ہوا
اسلام کے واسطے جو چاک ستے تھے تم لوگ واصل جہنم ہوئے۔ اس کے بعد دن بدن لڑائیاں بڑھتی
گئیں اور کفار عرب پھر کتے تھے آخر کسی لڑائی میں فتح کامل نہ پائی۔

جناب سرور دوجہان اس دنیا میں بعد نبوت ۲۳ سال کل رونق فرماتے رہے ہزاروں
لوگ حلقہ اسلام میں آتے رہے۔ شاہ نجاشی معہ اپنے ملک کے بغیر تلوار کے مسلمان ہوا۔
ھرقل بادشاہ نصاریٰ نے اسکو قبول کیا۔

اہل طایف جو سب سے زیادہ مشرک تھے سب سے بڑھ کر مومن ہو گئے۔ یہاں تک کہ پہلی
بار جناب کی حین حیات ہی میں تمام عرب و گردو نواح صدق دل سے کلمہ طیبہ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے لگے۔ آخر جناب سید المرسلین
خاتم النبیین ہادی راہ دین متین برگزیدہ و مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲۔ ماہ ربیع الاول
سنہ ۱۱ ہجری مطابق ۸۔ جون ۶۳۲ء کو یک واحد لاشریک کی عبادت میں اپنی پاک و مطہر
روح کو حوالہ خدا کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ٥۔

چمکے ہے جب جہاں میں ستارہ محمدی
لاکھوں ہوئے یہود و نصاریٰ محمدی

نتیجہ تنویر الاسلام فی تکذیب لیکھرام

جناب آریہ صاحبان جو نے غور ہے جس طرز سے میں نے اس معصوم نبی کے زندگی کے حالات کو دکھایا ہے۔ بہ نمونہ عربی۔ فارسی۔ اردو مستند تواریخ میں مندرج ہے۔ ایک انصاف پسند مخالف خود سمجھ لے گا۔ کہ اسلام تلوار سے پھیلا یا اپنی صداقت سے یا سادہ اصولوں سے یا اپنی یگانہ عبادت و پاکیزگی سے آیا۔ اسلام نے تو مجبوراً معذوراً اٹھائی۔ یا دیدہ دانستہ۔ کوئی لشکر تو ثابت کر دکھائیے۔

افسوس آریہ صاحبان نے گئو رکھشا کی خاطر تو اتنا شور وغل ہند میں مچا رکھا ہے کہ الامان کبھی میموریل بھیجنے جاتے ہیں۔ لاٹ صاحب کے پاس بیچارے کوئی تو بیری پائی۔ کہیں گاؤکشی کے دیر لیکچر ہو رہے ہیں کہیں مسلمانوں کو چھوڑ دینے کی فکر کیا جاتا ہے۔ افسوس حیوان کی تو یہ حفاظت کیا رپورٹ تک آپ لوگ نوبت پہونچاتے ہو۔ کورٹ میں سزائیں دلاتے ہو۔

تو آپ ہی فرمائیے حیوان کا تو یہ حال اور انسان کا بُرا حال ہو

کیا سرکار بانیت معصوم انسان کی حفاظت نہ فرماتے۔ کیا چھوٹا سا قافلہ موحدین کو ذبح کراتے کیا وہ حق کو نہ بچاتے۔ کیا معصوم بچوں کے گلوں پر چھریاں چلواتے۔ کیا معصوم و مستورات کی عصمت کو نہ بچاتے۔ کیا وہ لوگ گائی سے بھی بدتر تھے۔ افسوس صد افسوس اے تعصب تیرا ستیاناس۔ تو نے ہزار ہا خواندہ اشخاص کو اندھیرے میں ڈال رکھا ہے۔

پھر افسوس کی جگہ ہے کہ پنڈت لیکھرام نے اپنے دھرم و ایمان کو رسوانح عمری آنحضرت صلعم کے لکھنے میں کام میں نہیں لیا۔ ہم ہر وقت تیار ہیں کوئی آریہ صاحب ہمکو لیکھرام کر ادوٹ یا تمک تحریر کہ قرآن و احادیث مسلمہ اسلام میں سے ثابت کر دکھائے۔ خود ہی منصف ہو کر پنڈت سوامی دیانند صاحب کی سوانحعمری کے ساتھ مقابلہ کریں (دیکھو لو مینا القرآن۔ ابو الفدا۔ ابن ہشام سیرت محمدیہ۔ تواریخ حبیب اللہ۔ سیرت الرسول۔ مقدمہ تفسیر الفرقان۔ صحاح ستہ۔ صحیح مسلم

بیدکی لبید
یا
آریوں کی خاطرداری

مسلمہ ہے جیسا

اولالامر جلد نمبر ۲۶

جوتش پترا - ۱۲ف ۱۳

اب ہم آریوں سے پوچھتے ہیں کہ اس اشلوک کا بعد ٹھیک ٹھیک مطلب تو بیان کردیں

مگر دیا اشنگ اول انوکاسم سکت مہ شرتی شے

اسے اندر تو نے سوشنا کو فریب سے قتل کیا - کیوں صاحب اب بھی ایشور

دیاوان اور دیاوان اور دم ہی رہا - بھلا قتل اور وہ بھی فریب سے - بسم اللہ کے رحمٰن اور رحیم نے ہی

پناہ دی ورنہ یہ آریہ - اگنی - سوریہ - وایو - جل - پرتھوی - پرماتما - پتا رشی اندر کے پھیروں سے

کب بچ سکتے - اگر کسی صاحب کو دیانندی تہذیب دیکھنی ہو تو ستیارتھ پرکاش حصہ دوم

سملاس ۱۴ - اور پرچہ پرمومچھیدن کو ہی دیکھیے - جس میں مخالفوں کو کتا - بلا - سور - مورکھ - پاکھنڈی

اور مری وغیرہ بڑے بڑے لائق پیشواؤں کو لکھے ہیں - بھلا عام لوگوں کو جو چاہتے لکھتے پیغمبران

علیہم السلام کو بھی برے کریہہ الفاظ سے یاد کیا ہے - دیکھو ستیارتھ پرکاش حصہ دوم صفحہ ۶۳

تعجب ہے کہ کس مکروفریب سے برکت پاکر لعبدہٗ سدھ اور پیغمبر

بن جاتے ہیں - دیکھیے جنگلوں کے انہوں نے پتھر پوجے اور

پجوائے - اور اسی مقام کو مسلمان بیت المقدس کہتے ہیں

کیا ہی پتھر خدا کا گھر ہے -

دیانندیو! دیانندی تہذیب اسی کا نام ہے - دیانند نے کچھ تو دھیان دیا ہوتا -

ستیارتھ کا حصہ دوم تہذیب کا باپ ہے -

اوم ओ३म् ستیارتھ پرکاش صـ۱۳ پر لکھا ہے کہ یہ نام پرمیشور کا سب سے افضل نام ہے اور صـ۲ پر لکھا ہے کہ (او) مصدر یعنی حفاظت کرنا ہے (اوم) (حفاظت کرنے والا) کھم آکاش (خلا) کی مانند سب جگہ موجود ہونے سے۔ کھم اور سب سے بڑا ہونے کی وجہ سے۔ برہم پرمیشور کا نام ہے۔ یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۷۔

صاحبو! یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ بغیر ہونے صفت کے کوئی اسم موصوف نہیں ہو سکتا مثلاً جب تک کسی شے کی حفاظت کرنے کی صفت کوئی پیدا نہ کرلے تب تک اسکو حفاظت کرنے والا نہیں کہہ سکتے۔ سوائے اسکے یہ کہ جب وہ ایشور اپنی ذات خاص کے ساتھ اس نام سے موسوم ہے تو یہ صفت کے اعتبار سے اسم صفات ہوا نہ کہ اسم ذات۔

ذاتی وصف اس کی ذات کے ساتھ ہی رہتا ہے۔ پس وہ فی الحقیقت حافظ حقیقی ہے تو یہ خصوصیت ہی کس کام کی کہ کچھ چیزیں تو اُسکی حفاظت میں ہیں اور کچھ چیزیں جیسے کہ اول کی اشیا محفوظ نہیں وہ اس کی حفاظت سے کلیتہً بری ہیں اور وہ اپنی ذات و صفات میں اُس محافظ کی مانند ہیں۔ صرف اُسی محافظ کی خاطر سے یا کسی اور باعث سے کوئی خاص صفت اس میں اپنے من سمجھونہ کے لئے مان لی گئی ہے تو ایسی حالت میں کون عقلمند اُس ایشور کو اوم یعنی محافظ کہہ سکتا ہے۔

جیو۔ پرکرت۔ ایشور جب تینوں ایک ساتھ کے ہیں بلکہ انکے ساتھ زمانہ بھی ازلی پھر ان کے ساتھ انکے کام انکے خواص انکے اطوار یہ بھی سب انادی ہوئے پھر نہ معلوم وہ کونسی وجہ جبر یہ درمیان میں شامل ہو گئی۔ کہ ایشور۔ ایشور اوم بن بیٹھا۔

اگنی خود بخود روشن اور منور ہونے سے پرمیشور کا نام اگنی ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ جب ایشور خود بخود روشن اور منور ہوا تو جیو اور پرکرتی کہاں موجود تھے اور ایشور نے ان کو دیکھا یا ان دونوں میں سے کسی ایک نے یا دونوں نے ایشور کو دیکھا غرض انکے مقدم یا موخر ہونے میں ان تینوں میں سے کسی ایک کی یا دو کی قدامت میں فرق آتا ہے۔

شُبہ عنـ۲ دیکھو جنگلوں میں دو لکڑیوں کی رگڑ سے یا دو پتھروں کے آپس میں لگنے سے کبھی خودبخود آگ روشن ہو جاتی ہے۔ اونٹ کی مینگنیاں جلاکر شہد میں بجھا کر جب ہوا میں رکھو گے خودبخود روشن ہو جائیں گی۔ ابھی آریوں کی کریاؤں (مرگھٹ) میں دیکھو جلی ہوئی ہڈیاں خود روشن ہو جاتی ہیں۔ فاسفورس کی خاصیت معلوم ہی ہے۔ پس کتنے روشن بالذات یا خودبخود روشن پرمیشور ہو جاوینگے۔ (**منو**) یعنی سرکل کا عالم کہاں ہے۔ اسکو جیو پرکرتی کے گن۔ کرم۔ سبھاؤ۔ پرنتو۔ اور اُن کے گن۔ کرم۔ سبھاؤ۔ اور کال کا علم علمی احاطے سے باہر تھا۔

اہل اسلام شرک فی الاسماء سے بھی خوب بچے کیا خوب

آریہ قدیمی مشرک چلے آرہے ہیں۔ منوجی کا نام کیوں منو ہوا۔ اگر اب

کوئی اپنا نام ایشور۔ پرمیشور۔ اندر۔ اگنی۔ جل وغیرہ رکھ لے تو کیا برائی کی بات ہے اہل اسلام میں کوئی نام خدا کے نام پر نہیں ہے۔ ہاں البتہ اس نام کے ساتھ عبودیت بھی عبد کی ظاہر کر دیتے ہیں۔ جیسے عبد اللہ۔ عبد الرحمٰن۔ عبد الرحیم۔ الٰہ بخش۔ رحیم بخش یا اضافت کے ساتھ اس کی صفت بھی ظاہر کر دیتے ہیں۔ جیسے رحیم اللہ کریم اللہ وغیرہ۔

وشنو سب جگہ موجود۔ اگر وہ سب جگہ موجود ہوتا تو کسی خاص مقام پر ملتا۔ ہیچ ہرگز نہ ہوتے جبکا کہ علم ہی اسکو نہ تھا۔ تکذیب براہین احمدیہ میں پنڈت لیکھرام نے لفظ آدم کی فضیلت میں لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ ایک دیشی یعنی عرش یا پانی پر بیٹھا ہوا نہیں ہے"۔ پھر خود ہی صفحہ میں لکھتے ہیں وہ "تینوں دنیاؤں کے اوپر براجمان ہے"۔ پھر صفحہ پر ایک وید منتر لکھا ہے "دیوتا ہمرت ماں شوماس ترتیئے دھام ندھیرنم" یعنی دیوتا لوگ اجیات کا پینا ترک کر کے تیسرے مقام میں پرکاشو اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ پس تیسرے مقام خاص کی خصوصیت سے کیا واسطہ جو

مقام ورک عقل۔ فہم۔ وہم۔ علم۔ حواس میں اعلیٰ سے اعلیٰ

اُس کی شان اور جلال اور اُلوہیّت کے مناسب کہنے میں آیا اُس کو ہم نے عرش اعلیٰ کہا تو وہ متعصب جیسے خمیر میں بغض و نفاق و کینہ و تعصب ہماری طرف سے بھرا ہوا ہے لفظ عرش پر اعتراض کر بیٹھتے ہیں خدا تعصب کا ستیاناس کرے ۔

تکذیب براہین احمدیہ میں لفظ آدم کی فضیلت میں لکھا ہے کہ باری تعالیٰ تمام برکات کا چشمہ ہے اور جمیع فیوض کا منبع ۔ بھلا نجات دائمی جس کی خاطر آریہ لوگ ہزاروں اُپاؤ کر رہے ہیں لاکھوں کروڑوں جنم ہے ایک ایک جنم کے لئے مہا کلپ تک قید بھگتی پھر بھی وہ ایسا مبدء فیوضات و سرچشمہ برکات ہو کہ کسی کو بھی اپنے یہاں سے نجات دائمی نہ دے سکے ۔

فضیلت آدم میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم ۔ طول ۔ عرض ۔ عمق ۔ جہل ۔ غفلت کینہ ۔ قدی ۔ مکان اور تمام الزامات سے پاک ہے ۔

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں بھلا خالقیت کی تمام و کمال صفت بھی اُس میں ہے ۔ جب اُس نے جیو اور پرکرتی کو پیدا ہی نہیں بلکہ ان دونوں کو ملا کر ایک جگہ اکٹھا کر دیا تو جائے غور ہے کہ کیوں ان دونوں کو ایسی قید میں رکھا کہ کبھی رہائی ہو ہی نہیں سکتی یہ کوئی بات نہیں ہے کہ بیچارے دونوں مل کر اپنی مزدوری کرتے ہیں جو کہ اُنکا سبھاؤ ہے تو رزق پہونچانا کیسا ۔ یہ تو مزدوری ہوئی خالقیت کہاں رہی ۔

"اسی آدم کی فضیلت میں لکھا ہے کہ باری تعالیٰ کی جناب میں سفارش نہیں نہ رشوت جُرم ہے ۔ جبرائیل میکائیل کا وحی پہونچانے رزق پہونچانے محتاج بنانا جہالت ہے "

[illegible] سینتالیس لاکھ بیس ہزار سال کی ایک چترجگی اور [illegible] ایک دن رات اور [illegible] ایک مہینہ اور بارہ مہینہ کا ایک برس اور سو برس کی ایک پرات کال ۱۲

کیوں صاحب کوئی آریہ صاف اور سچے دل سے اقرار کرسکتا ہے کہ وہ کبھی اس وسیلہ اور ذریعہ سے پاک ہے۔ اگر ایک ہی تو حالت اضطراب اور تکلیف و حاجت کے وقت دعا یعنی پرارتھنا کی طرف رجوع ہوتے ہیں یا نہیں اور دعا میں اثر ہے یا نہیں اگر اثر ہے تو وسیلہ اور سپارش اور رشوت سب پائی گئی اور اگر پرارتھنا میں اثر نہیں ہے تو دعا فضول ہی منتر جاپ فضول گایتری فضول۔ کل ہوم جاپاٹ سندھیا فضول ہے اور اپنے دھرم ویدپرتی سے کہو تو دید کیا بلا وسیلہ کاتش لوگ سے لکھا گیا یا آپ ہی وید وں کے نازل ہونے میں چاروں رشیوں اگنی۔ وایو۔ ادت۔ انگرہ کا وسیلہ۔ سپارش اور اسکی جناب میں عبادت جاپ رشوت ہوئی یا نہیں۔ کیا بارش کا سبب بادل ہوا۔ سورج۔ انجرات وغیرہ نہیں ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ بلا علت فاعلی اور مادی عامہ کے بھلا ایشور جگت کو کبھی کرسکتا ہرگز ممکن نہیں ستیارتھ پرکاش میں یہی علت فاعلی اور مادی کی بحث لکھی ہے اور اسی بحث میں روح اور مادہ کو ازلی قرار دیا ہے۔

تعصب اور خود غرضی نے جب اُنکے پیشواؤں کو اپنا چیلا کرکے چھوڑا تو بیچارے دیانندی چیلے کس شمار میں رہے۔ اوم کی فضیلت جیو اور پرکرتی کے آزادی ہونے سے ذلت ہوگئی۔ زکی دہلوی ؎

توقیر بھی ہوتی ہے کبھی صورتِ تحقیر

باندھیں جو حنا رنگ ہو کالا کفِ پا کا

وہ تیج جو مادہ وغیرہ نورانی اشیاء میں موجود ہے۔ نہ معلوم یہاں مادہ سے کیا مراد ہے جس میں پرمیشور کا نور موجود ہے۔ کیا جس وقت ایشور۔ جیو۔ پرکرتی تینوں ایک ساتھ ہی پیدا ہوئیں تھیں تب ہی ایشور کا نور ان دونوں میں تھا۔ اگر تھا تو خالق ان کا بھی ایشور رہا اور یہ خلاف عقاید آریہ کے ہے اور اگر نہیں تھا تو ایشور کا یہ نام جھوٹا کیوں رکھا گیا۔

سپرن جس کے اعلے کام پرورش کرنا ہے پرورش کرنا ادنے کاموں میں ہے۔ سو بھلا یہ کام اُس ایشور کا ہوا۔ ہاں البتہ اعلےٰ کام پیدا کرنے کا ہے۔ سو ایسی خالقیت اُس میں کہاں

اکرتمان جس کی ذات خاص بالاترین ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہئیے کہ جیو اور پرکرتی کے گن کی ذات مساوی ہے اگر اُس کی ذات بالاترین ہوتی تو انکا خالق مطلق وہی ہوتا۔

ماترشو۔ جو ہوا کی مانند ہے انتہا طاقتور ہے۔ بھلا علی کلشتی قدایں کی مثال ہوا کی مانند وایو حرکت کرنا۔ ایذا پہونچانا۔ ان ہی اگنی۔ وایو۔ سورج نے بڑا دھوکہ میں آریوں کو رکھا پھر آدمی کو بات کی سمجھ آجاتی ہے اگر ان کو آگ۔ ہوا۔ سورج ہی جانتے تو اچھا تھا۔ ہوا میں حرکت کرنا تو ایک خاصیت ہو اگر ہوا بہت ہی کم حرکت کرے یا بہت ہی زیادہ تو ایذا ہی پہونچاتی ہے۔

آریو یاد رکھو ایشور ایذا نہیں پہونچاتا اب ہم جبار اور قہار اسماء الٰہی میں آریوں کا تعصب دکھاتے ہیں۔

ستیارتھ پرکاش کے صفحہ پر لفظ مکر کے معنے دھوکے کے لکھے ہیں۔ سوامی جی کو اس آیہ شریف کے لفظ مکر میں دھوکا ہوا ہے۔ یقول له کن فیکون ومکروا ومکر الله والله خیر الماکرین وہ اُسکو کہتا ہے کہ ہو پس ہو جاتا ہے۔ کافروں نے دھوکا دیا خدا نے دھوکا دیا۔ خدا بہت مکر کرنے والا ہے۔ آپ لکھتے ہیں جو دھوکا کھاتا ہے یا مکر و فریب کرتا ہے وہ نیک آدمی بھی نہیں کہلایا جا سکتا۔ اسی طرح کے اعتراضات اِن کے چیلے نے تکذیب میں الفاظ قہار۔ جبار۔ مکر۔ ساق۔ ید۔ اور اُن کے دوسرے چیلوں نے خبط تنقیہ وغیرہ میں کئے ہیں۔

ہم حسب موقعہ مختصراً بیان الفاظ کی تشریح اور معانی لکھے دیتے ہیں۔ تاکہ کسی کو انکے دھوکا دینے سے دھوکا نہو سوامی جی ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں کہ الفاظ کو مختلف معانی میں سے مناسب معنی لینے چاہئیے۔ کیا یہ قاعدہ کلیہ رکھا گیا یا خاص اپنے ہی لئے کیا نہیں معلوم وہ قہار سے اگر بجفا پیشہ بشتنفتے ٭ کہ از دست قہر تو اماں یافتے

مقابلہ اللہ سے رحمٰن و رحیم کو قہر سے کیا نسبت ۔ عربی میں قہر کے معنے غلبہ اور
طاقت کے ہیں ۔ **قاھر** بروزن فاعل یعنی غالب ، طاقتور ۔ **القاھر** جو شبل جلالہ
کا اسم پاک ہو اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ ذات پاک سب پر غالب اور طاقتور ہے نہ یہ کہ سب
بہت ہی ظلم کرنے والا **القھار** اسم مبالغہ ہے چنانچہ کلام مجید میں وارد ہے وھو القاھر
فوق عبادہ ۔ یہاں وہ ایسا سرب شکتیمان ہے جو مادہ اور روح پر بھی غالب اور طاقتور ہے
ذکر نا کادہی سرب شکتیمان ۔
الجبار اسم مبالغہ جبر سے اسکے معنے بہت اصلاح کرنے والا اور سنوارنے والا جبر کے معنے اصلاح
کرنا اور سنوارنا ۔ پس اس معنی پر یہ نام اللہ جل جلالہ کا ہوا ۔ چونکہ ہم اپنی صحت و کار باعث غفلت
کے بگاڑتے ہیں اور بگاڑنے پر آمادہ و مستعد رہتے ہیں اور بگاڑ رہے ہیں مگر وہ اللہ کہ علیم
و خبیر ہے ہماری صحت و عافیت اور کافروں کی اپنی صفت جباری کے باعث اصلاح و
درستی کر رہا ہے ۔

• کارسازِ ما بفکرِ کارِ ما ٭ فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

یہاں ایک اور بات قابل یاد رکھنے کے یہ ہے کہ عربی الفاظ بولنے والے جب ٹوٹی ہوئی ہڈی
کی اصلاح کے واسطے بند پٹی باندھتے تو اُسکو جبیرہ کہتے ہیں ۔ ہندی پٹی ۔ اور جبر
نقصان جو محاورہ ہے اُس کے معنے اصلاحِ نقصان کے ہیں ۔
مکر کے معنے تدبیر اور باریک تجویز کے ہیں اور عربی میں فریب کی سزا دینے کو بھی مکر کہتے ہیں
اور حیلہ کا لفظ بھی عربی میں لفظ مکر کے ہم معنے ہے اور کید بھی یہی معنے رکھتا ہے
اور کید کے معنے جنگ اور تدابیر جنگ کے بھی ہیں ۔ **مکر ۔ کید ملٹری ٹرمس**
یعنی اصطلاحیں بھی ہیں ۔ چنانچہ کلام مجید میں یہ آیات انکو ظاہر کرتی ہیں اذ یمکر بک
الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک و یمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین ۔
یعنی جب بے ایمان تیری نسبت خفیہ تدابیر کر رہے تھے کہ تجھے قید کر لیں یا جلاوطن کریں یا مار دیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ

اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

آریوں کے پندرہ سوالوں کا جواب

از سید جواد علی صاحب رضوی اہل القرآن والحدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔

ترجمہ۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی روشنی دین اسلام کو اپنے منہ سے بجھانا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اسکو پورا کرنیوالا ہے اگرچہ کافروں کو برا لگے۔

آجتک لاکھوں ہزاروں ملحدین — منکر اسلام و فرقان مبین

اہل حق کے سامنے آتے رہے — منہ کی لیکن سب کے سب کھاتے رہے

کیوں نہ ہو ایمان پر غالب وہ دین — جسکا حامی خود ہے خیر الناصرین

ان کی تحریروں سے اب تک بے گماں — کچھ نہ آیا دین احمد میں زیاں

ایک صاحب شیو نرائن آریہ — معترض ہے بر محمد مصطفیٰ

کب ... یونہی کچھ ہی کچھ کہیں ؎ مطلب قرآن کر وہ سمجھا نہیں
گرچہ وہ تردید کے قابل نہ تھا ؎ پر بحکم سید خیرالوریٰ
لیکن منکر کا واجب جان کر ؎ سہل اور آسان جواب مختصر
نشر ارد سے معنے میں تمام ؎ لکھتا ہوں ترکی بترکی والسلام

ناظرین! آپکو یاد ہوگا۔ کہ بابو شیو نراین صاحب نے اہل اسلام سے مخاطب ہوکر پندرہ سوال کئے ہیں اور جس عادت خدائے واحد حمید کے پاک کلام قرآن مجید و فرقان حمید پر جھوٹے الزامات اور لغو بہتانات جوڑے ہیں اور بات بات پر چیاب تھا کر تعصب و تشدد سے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں اور اسقدر جھوٹ بولا اور بیہودہ منہ کھولا ہے کہ ہر ہر فقرے پر کلمات فحش و اہانت آمیز و صرم والے سینہ پر کینہ اور زبان کج بیان سے زہر کی طرح اگلے ہیں۔ وہ اہل حق کی چشم عین الیقین اور گوش حق نیوش سے دیکھے اور سنے نہیں جاتی اور نہ اہل ایمان کی زبان سے بیان ہوتے ہیں۔ کیونکہ سایل مذکور نے مسلمانوں کی محض دلشکنی اور ایذا رسانی کی غرض سے کہیں تو مسلمانوں کو شیطان کا بندہ اور کہیں خدا کو نعوذ باللہ سور اور مشرک ٹھہرایا ہے۔ غرضیکہ ویاسندی تہذیب کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

پہلا سوال آپکا یہ ہے کہ حال کے تمام اہل اسلام لوگ قرآن کے مطابق ہرگز عمل نہیں کر سکتے اسکا خلاصہ اہل حدیث ۶ جولائی کا پرچہ دیکھئے جس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ اسلام میں ایک شخص ایسا نہ نکلے گا جس میں مسلمانی کی ایک بھی خصلت ہو۔ پس انسان کو فطرتی عمل پر ہمیشہ چلانے کے لئے قرآن بالکل عاجز ہے جس کی برکت سے اسلام میں ایک بھی قرآنی خصلت نہ رہی

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر ✦ اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

جواب اسکا یہ ہے کہ ہم نے ۶ جولائی سنہ ۹۰ء کا پرچہ دیکھا مگر جن الفاظوں سے کہ آپ کی عبارت ہے کہ اسلام میں ایک شخص ایسا نہ نکلے گا جس میں مسلمانی کی ایک بھی خصلت ہو۔ کہیں یہ ہرگز نہیں ہے۔ اس پرچہ اہل حدیث کے صفحہ ۸ میں ماسٹر محمد عبدالعظیم صاحب کی طرف سے یہ عبارت ہے

تھی نہ تو ہم میں کوئی مسلمانی خصلتیں ہیں نہ عادتیں۔ نہ طرز لباس میں نہ روش اور ہماری سب حالت وہی حالت ہے جس کے مٹانے کے لئے آں سرور کائنات سید الانبیاء والمرسلین تشریف لائے تھے۔" اس عبارت سے یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکل سکتا کہ اسلام میں ایک بھی ایسا نہیں جس میں اسلام کی ایک بھی خصلت ہو۔ علاوہ اسکے نامہ نگار صاحب نے جو کچھ اپنی معلومات کے مطابق لکھا اسکا سبب بھی بتلایا ہے "کہ اہل ہنود کی کثرت اُن قلیل مسلمانوں کے لئے نہایت مضر تھی وہ یہ تھی کہ اُن کی بُت پرستی کو دیکھکر یہ قلیل مسلمان بھی اپنے بزرگوں کی قبروں جھنڈوں وغیرہ کی پرستش کرتے رہے۔ تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے کے مسلمانوں کی اہل ہنود کی کثرت کی وجہ سے یہ حالت تھی کہ نام تو مسلمانوں کا تھا مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ نماز کسے کہتے ہیں۔ روزہ کیا ہے۔ حج کیا بات ہے۔ زکوٰۃ کس مولی کا نام ہے۔ اور سب رسوم ہنود کی اُن میں تھیں پھر ایک عرصہ کے بعد خدا کے فضل سے مسلمانوں کی کوشش کارگر ہوئی۔ اور اسلام نے ترقی کی اور ہندوستان کے ہر موضع اور ہر تعلقہ میں اسلام اچھی طرح پھیل گیا اور کوئی فرد ایسا باقی نہ رہا جو نماز روزہ وغیرہ سے واقف نہ ہو۔ اب رہا شرک بعضوں نے توبہ کر دی مگر اکثروں کی وہ پہلی پڑھی رنگ نہ گئی۔ انتہے"

پیارے شبو نراین! دیکھا یہی وجہ تھی جو تم نے کسی مصلحت سے چھپائی۔ اگر پرچہ اہلحدیث ۲۲ جولائی کا یہ تمام مضمون آپ نقل کر دیتے تو پھر آپکو ریانندی راستبازی کون کہتا۔ کجا آریہ بھائیوں سے ملنے جلنے کا اثر کہ جس سے بعض مسلمان مشرک ہو رہے ہیں۔ کجا آپ کا اُن کے ان مشرکانہ افعال کو اسلام کی طرف نسبت کرنا۔ اگر ۲۲ جولائی کا پرچہ غور سے دیکھتے تو اُس میں تو یہ بھی لکھا ہوا تھا "کہ اسلام کیا ہے؟ اگر تمام لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ اسلام کے کیا معنے ہیں اور وہ اُس کی حقیقت کو سمجھ لیں تو روئے زمین پر کوئی بھی ایسا شخص باقی نہ رہے جو کسی دوسرے مذہب کا پیرو ہو۔ لالہ صاحب یہ اسلام ہی تو ہے کہ جس کی بدولت آج آپ آتش پرستی چھوڑ کر خدا پرستی کے دعوی کر رہے ہیں ورنہ ویدک دھرم تو یہ تھا کہ عورتوں کی ہاتھیہ پوجا

کرنی چاہیئے۔ بحیثیت ہیا رتھ پرکاش ۲ سمولاس نمبر ۴۸۔ لیکن دیانند صاحب میں کہ قرآنی توحید
کے مقابلے میں شرما کر اس پوجا کو تاویلی شکنجے میں کھینچ کر پوجا یعنی عزت کرتے ہیں ہم نہیں
جانتے کہ خدا کی بھی پوجا ہو اور عورتوں کی بھی یہ سب ہاتھی کے دانت کھانے کے اور
دکھانے کے اور والا معاملہ ہے۔ جناب من خوب یاد رکھئے کہ انہیں ہدایات کی
وجہ سے آپ کے بزرگوں نے گؤ راجی کی بھگ پرستی شروع کر دی تھی۔ اب قرآنی توحید
کے مقابلے میں بُت پرستی سے شرما کر ان الفاظوں تاویلی کے شکنجے میں کھینچا جا رہا ہے
اور کھینچ تان کر توحید کو وید سے ثابت کیا جاتا ہے۔ بقول شخصے ؎

صداقت حق کی اور توحید مطلق وید کیا جانے

ہے تو آگنی ہے تو آگنی اور اندر کی نعرہ لغوں کا افسانہ

سوال نمبر ۲ یہ قرآن میں جو زکوۃ دینے کا ذکر ہے بالکل بے فایدہ ہے۔ کیونکہ
زکوۃ دینے کے لئے اہل اسلام بالکل مجبور ہیں جب ان کے سید یعنی فقیر لوگ ایک ایک
پیسے کے لئے ہندو لوگ جنکو مسلمان کافر کہتے ہیں اُن کی دوکان کے روبرو خود اپنی
ڈنڈے سے سر پھوڑ لینا ہی پڑتا ہے اور اپنے پیٹ کی غار بھرنے کے لئے آدھے پیسے پر ہی وہ
اپنی زبان بھی کاٹ لیتے ہیں ایسی مفلسی کی حالت میں جبکہ اُن کو اپنا پیٹ پالنے کے لئے
اتنی مصیبت جھیلنی پڑتی ہے کہئے کس طرح زکوۃ دے سکتے ہیں اور قریب قریب یہ ہی
حالت اسلام کی ہے یعنی جس وقت ان ظالموں کا راج ہوگا لوگوں سے مار پیٹ کر پیسہ
وصول کرتے ہونگے۔ لیکن گورنمنٹ عالیہ کا راج ہونے سے اسوقت ظالم از خود پر ظلم کرنے
کی عوض خود اپنی زبان کاٹ لینے کو تیار ہیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ ظالموں کی ریاست ہونے سے
وہ اپنی خودغرضی کے لئے اوروں پر ظلم نہ کرے کیا یہ ہی مذہب اسلام ہے جن کے سید
قرآنی تعلیم کی برکت سے یعنی گلے میں قرآن لٹکائے ہوئے ایسے کام کرتے پھرتے ہیں آپکے
لئے انسانی فطرتی چلن کے واسطے قرآن کی تعلیم کسقدر مفید ہوسکتی ہے کیونکہ اس کیفیت سے

صاف ظاہر ہے کہ مسلمان ہرگز زکوٰۃ نہیں دے سکتے پھر مصنف قرآن نے کیوں بیفایدہ حکم دینے کی کوشش کی ہے ذرا اوروں پر اعتراض کرنے کے اول اپنے گھر کی حالت تو دیکھ لیا کرو جس سے آپکو شرمندہ ہونا نہ پڑے ؟

جواب۔ بیشک قرآن میں زکوٰۃ دینے کا ذکر ہے کہ اوصنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیاً ترجمہ۔ حکم کیا مجکو ساتھ نماز کے اور زکوٰۃ کے جبتک رہوں میں زندہ لیکن آپکا یہ کہنا کہ قرآن میں زکوٰۃ دینے کا بالکل ذکر بیفایدہ ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ دینے کے لئے اہل اسلام بالکل مجبور ہیں۔

پیارے شیوزاین! تمہارا یہ کہنا بیفایدہ اور تم خود بوجہ تعصب اسلامی تعلیم کے بجھنے سے مجبور ہو۔ ورنہ مسلمان دولتمند جنپر آریہ ستانوں کے میل جول سے بخل کا اثر نہیں ہوا وہ ادائے زکوٰۃ میں ہرگز کمی نہیں کرتے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے زکوٰۃ مالداروں ہی پر فرض کی ہے غریبوں اور محتاجوں پر فرض نہیں کی۔

قرآن پاک میں ہے ممّا رزقنٰھم ینفقون خرچ کریں اُس چیز سے کہ دیا ہے ہم نے اُن کو اور دوسری جگہ یوں ارشاد ہے خذ من اموالہم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا۔ لے مال اُن کے سے خیرات کہ طاہر اور پاکیزہ کرے تو اُن کو ساتھ اُس کے۔ پس یہی وہ قرآنی تعلیم ہے کہ جس میں مفلس مسلمانوں کو ادائے زکوٰۃ کے لئے مجبور نہیں کیا گیا بلکہ متمول مسلمانوں کے مالوں میں محتاجوں اور غریبوں کا حق مقرر کر دیا۔ اور یوں ارشاد فرمایا کہ فی اموالہم حق للسائل والمحروم کہ بیچ مال اُن کے کے حق ہے سوال کرنے والوں اور بغیر سوال کرنے والوں کا ؟

نیز حدیث مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے معاذ بن جبل رضہ کو یمن کی طرف روانہ کیا اور ہدایت کی کہ جب تو زکوٰۃ وصول کرے تو نصیحت کیجو کہ زکوٰۃ لی جاوے گی تمہارے مالداروں سے اور تقسیم کی جاویگی تمہارے ہی غریبوں پر۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ جہاں جہاں جس جس قوم میں

مسلمان لوگ زکوٰۃ نکالتے ہیں اُن کے رشتہ دار محتاج نہیں رہتے اور محلہ والوں کو نوبت
دریوزہ گری کی نہیں پہونچتی۔ لیکن آپ جن بھیک منگے فقیروں اور فرچڑے سربھنگوں کا ذکر
کرتے ہیں وہ بیشک ہندو لوگ ہیں جنکو مسلمان لوگ کافر کہتے ہیں اُن کی دوکان کے سامنے
خود اپنی ہی ہاتھ سے سر پھوڑ کر یا زبان کاٹکر زر روپیہ وصول کرتے ہونگے۔ لیکن آپ کا
اُن کو سید کہنا آپکے آریہ دھرم کی تال پائے چار پایہ بہ بند مد ہونے کی دلیل ہے۔
جناب من سید کے معنے سردار کے ہیں۔ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے
بھیک منگے فقیروں کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص بھیک مانگنے کا شیوہ
اختیار کرے اور سوال کرنے سے باز نہ آئے تو دن قیامت کے اُس کے مُنہ پر گوشت نہ ہوگا
غرض کہ ایسے شکم پرور کو اسلام میں نہایت ذلیل سمجھا گیا ہے کیا آپ اپنی بلا مسلمانوں کے
سر تھوپنا چاہتے ہیں آپکے یہاں جو تقسیم ذات ہے۔ برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر آریہ سماج
ہونے سے علیحدہ ہیں ہرگز نہیں بلکہ جس قدر بھنگی اور سربھنگی و چمار کولی مہا لچ وغیرہ جو کوڑی
دوکان مانگتے پھرتے ہیں وہ بیشک آریہ سماجی ہیں آپنے خود بھی دیکھا ہوگا کہ ایسے سب
لوگوں کے سر پر چوٹی ضرور ہوتی ہے جو اُن کے بزرگوں کی آبائی رسم ہے اور نام نامی بھی اُن
اُن ہی مرچڑے سربھنگیوں کا گنگا رام۔ پرمانند۔ اور سکھیا وغیرہ ہوا کرتا ہے۔ پس یہ لوگ
باوجود آریہ سماجی ہونے کے مسلمانوں کی خدمتگذار اور پاخانہ اُٹھانے والے ہیں آپ
نہیں دکھلا سکتے کہ قرآن مجید میں بھیک مانگنے کے واسطے کسی مسلمان کو مجبور
کیا گیا ہو۔ برخلاف اسکے ویدک تعلیم کا لب لباب کتاب ستیارتھ پرکاش کے سمولاس ۱۲
میں مفلس آریہ مردہ کے واسطے ۲۰ مار گھی کا نکس لگاتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص مفلس
ہو تو وہ بھی ۲۰ مار گھی سے کم چتا میں نہ ڈالے خواہ وہ گھی بھیک مانگ کر یا اہل اوری یا سرکار
سے کیوں نہ حاصل کرے۔
پیارے شیو نرائن! دیکھا قرآن بھیک منگواتا ہے یا وید۔ ان باحیا مفلس بلموں کو

بھیک مانگنے اور اہل برادری سے ہاتھ پھیلانے کے لئے کون مجبور کرتا ہے ذرا کہہ تو دیجئے۔ کہ چار وید اور زکوٰۃ دینے کے لئے متمول مسلمان مجبور ہیں یا ۲۰ مار گھی کے واسطے مفلس آریہ"

مہاشہ جی آپکو اپنا روزانہ فرض مذہبی تو یاد ہو گا۔ کہ ہوم کرنا واجب ہی ہوم کرنا نہایت ضروری ہے جس کے نہ کرنے والے کو ویا نندجی شودر بتلاتے ہیں اور اس ہوم کے سامان کی تعداد تیسرے سمولاس میں اسطرح پر ہے کہ ہر ایک آدمی کو سولہ سولہ آہوتی اور چھ چھ ماشہ گھی وغیرہ ہر ایک آہوتیوں کا اندازہ ہونا چاہئے۔

اے دیانندی تعلیم کے دلدادو! تم ہی انصاف کرو کہ قرآن شریف کی رو سے زکوٰۃ جو محض مالداروں پر صرف سال میں ایک مرتبہ فرض ہے جس سے محتاج قطعی مستثنےٰ ہیں اور آپکا یہ روزانہ فرض مذہبی کہ ہوم کرنا واجب ہی جس کی بابت مجھے کامل یقین ہے کہ بڑا کفایت شعار بنیہ بھی اگر اس روزانہ فرائض پر عمل کرنا چاہے تو ۲۰ روپے دونوں آہوتیوں کے سامان میں صرف کرے۔ تب اپنے دیالو پرماتما کو راضی کر سکتا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہی کہ وہ عیالدار پانچ روپیہ ماہوار سے زیادہ کا ملازم نہیں۔ اس صورت میں اگر وہ اگنی پرماتما کو خوش کرنا چاہے تو اپنی مزدوری آگ میں جھونک کر سوائے اپنی بیوی بچوں کے سوائے سنکھیا کھانے کے اور کیا کما سکتا ہے یا فاقہ کشی سے مر کر وہ یک مکتی حاصل کر سکتا ہے۔ سچ ہے ؎

صاف باطن سے نہ اُلجھے وہ خدا جس کو شعور

آئینہ پر کھینچ کر خنجر تماشا دیکھ لے

جو آپ کا مسلمان بادشاہوں کو ظالم کہنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ کیا آپ کو یاد نہیں کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ محمد بن قاسم جس وقت اضلاع ہندوستان پر حکمران ہوا تو یہاں کے آنیہ سنتان جو آپ کے بزرگ تھے سلطان کے اردگرد دعا دیتے ہوئے اپنی زبان خشک کرتے تھے اور حاضر و غایب اُسکو اپنا مہاراج جانتے تھے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جنکے عہد حکومت میں تمہارے بزرگوں نے پرورش پائی اور اُن کو اپنا ممدوح کہا ہو آج اُن کی اولاد

اپنے بزرگوں کے محسنوں کو ظالم قرار دے با ایں لحاظ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں
کہ آپ لوگوں کے قول فعل کا کچھ اعتبار نہیں آج جو آپ ہماری گورنمنٹ کو گورنمنٹ عالیہ کا
راج کہکر یہ نتیجہ نکال رہے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ عادل ہے رحیم ہے لیکن اسپر غور نہیں کرتے
کہ تمہارے سوامی مہارشی سوامی دیانند سرستی جی مہاراج درپردہ تمکو کیا تعلیم دے رہے ہیں
دیکھو سمولاس ۱۰ ایں تحریر فرماتے ہیں کہ جب سے غیر ملک کے گوشت خور لوگ اس ملک میں
آکر گائے وغیرہ جانوروں کے مارنے والے حکمران ہوتے ہیں تب سے برابر آریوں کا دکھ
بڑھتا جاتا ہے۔ مہاشہ جی تمنے جو کسی مصلحت سے ؎

جدھر گرم دیکھا ادھر بیٹھ سینکی
جدھر نرم دیکھا ادھر لات پھینکی

سراسر چاپلوسی اور ترقی کا شوہر اور تنزل کی جورو بن جاتا ہے۔ اب تمہارا یہ کہنا گورنمنٹ
عالیہ کا راج ایسا ہے کہ کوئی ظالم ظلم نہیں کر سکتا اور سوامی جی کا یہ فرمانا کہ آریوں کا دکھ
بڑھتا جاتا ہے۔ کیا سچائی اسی کا نام ہے۔ اللہ اکبر۔ آپ کی نیک مزاجی۔ جہاں کسی آریہ سنتان
کو ملفوف گوش دیکھا اور جامہ سے باہر ہوگئے۔ کمزور پر ظالم مسلمان ہی کا کرتوت ہے آپ کو کبھی
ایسا خیال نہیں کرنا چاہئے اگر آپ غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ تمام بادشاہ جب کسی ملک کی تسخیر
میں زیادہ وقت ہوجاتے ہیں تو ماتسلا جاری کرتے ہیں جو شاہی حیثیت سے انتظام سلطنت کا
ہاتھ میں لینا ہے سلطان محمود غزنوی اور دیگر بادشاہوں کے ان معاملات سے آپ رامن نہوں
کہ انہوں نے آریہ سنتانوں کو اپنا غلام بنایا اور حلقہ غلامی کان میں ڈالا جس کا رواج اب تک
آریہ سنتانوں میں موجود ہے) یا یہ کہ غزنی میں آریہ سنتانوں کی وہ کثرت ہوئی کہ ایک ایک غلام
دو دو روپیہ پاکر بیش کو بکا۔ یہ ثمرہ مرتآسیہ سنتانوں کی بغاوت کا تھا۔ بقول شخصے کہ ؎

رموز سلطنت خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

آریوں کا عقیدہ ہے کہ روح (جیو) اور مادہ اور پرمیشر انادی یعنی غیر مخلوق ہیں کوئی اُنکا پیدا کرنے والا
نہیں ہے۔ جبکہ مثل ذات پرمیشر کے روح یعنی جیو بھی خود بخود ہے تو اُن کے باہم ہم مرتبہ و مساوی
ہونے میں کونسا شک باقی رہا۔ اور یہ وہی مسئلہ انادی ہے جو پرمیشر کی یکتائی اور توحید و عظمت
میں بدنما داغ لگاتا ہے یہ وہی مسئلہ ہے کہ جس نے اُس ذات پاک کی قدرت کا ناش
کر دیا ہے (اس لئے کہ اسی بنیاد پر تناسخ رکھی گئی ہیں۔ پرمیشر میں قدرت جیو کی پیدا کرنے
کی نہیں ہے۔ وہ نئی روحیں کہاں سے لا سکتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک نہ ایک دن روحیں ختم ہو کر
سلسلہ دنیا گم اور پرمیشر بیکار ہو جاویگا۔ (۲) اصول پر مسئلہ تناسخ (آواگون) قایم کیا گیا ہے۔
اب روح کی انادی مان لینے کی صورت میں نہ صرف توحید۔ قدرت۔ عظمت کا ہی خاتمہ ہوتا ہے
بلکہ پرمیشر کی ہستی کو بھی جواب ملا جاتا ہے اور ایشر کی ذات کو محتاجی کا دھبہ بھی لگتا ہے اور اسکو
غاصب اور ظالم بھی بناتا ہے۔ جب روحیں مثل ذات ایشر انادی ہیں تو پرمیشر کو انپر قابض ہونے
اور تصرف کرنے کا کیا مالکانہ حق ہے۔ اگر آریہ صاحبان یوں کہیں کہ زبردست اکثر قابض ہو جاتا ہے
تو اس صورت میں پرمیشر غاصب اور ظالم ٹھیرتا ہے اور غاصب ہمیشہ مغضوب اور ظالم معتوب
ہوتا ہے۔ اور روحیں کیوں اسکی محتاج ہیں یہ عام اصول ہے جس کے عقلاً مان لینے میں کوئی شک
نہیں ہے کہ صنعت سے صانع کا وجود پایا جاتا ہے۔ لیکن جبکہ صنعت خود بخود ہے اور جس حالت
میں کہ روحیں اور اجرام علوی اور اجسام سفلی یعنی زمین و آسمان اور تمامی موجودات اُسکی انادی ہیں
تو پھر وجود پرمیشر کی دلیل کیا رہی۔ مثلاً یہ کہیں کہ یہ رسالہ **انوار الاسلام** ایسا ہی خود بخود ہے
جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں اور پھر کاتب اور اڈیٹر صاحب کے وجود پر بھی ایمان لاویں تو یہ حماقت نہیں
تو اور کیا ہے۔ اسپر کونسی دلیل دیانندیوں کے پاس ہے۔ ہاں صنعت سے صانع کا پتہ چلتا ہے
مثلاً رسالہ ہذا کو دیکھکر یہ دعوی کرنا کہ یہ اڈیٹر اور نامہ نگاروں کی اولوالعزمی اور بلند حوصلگی اور کاتب کی
دُرریزی کا ثمرہ ہے گو باوجود اسکے کہ ہمنے آجتک نہ اڈیٹر صاحب کی زیارت کا شرف حاصل کیا
نہ کاتب صاحب کی قدمبوسی کی لیکن عقل سلیم اُن کے وجود کے مان لینے میں ذرا بھی تامل نہیں کر سکتی۔

اس اعتراض سے بچنے کی غرض سے بعض دیانندی کہدیا کرتے ہیں کہ زمین و آسمان تو ایشر نے
پیدا کیا ہے لیکن مادہ انادی ہے گو تناسخ کا پہلو ہلا ہے لیکن یہ ایشر کی محتاجی کا داغ دور نہیں کر سکتا
اگر ان کے اس عقیدہ کو تھوڑی دیر کے لئے تسلیم بھی کر لیا جاوے۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر روح اور
مادہ جو پرمیشور کو خوش قسمتی سے ہاتھ لگ گئے ہیں نہ ہوتے۔ تو ایشر زمین و آسمان اور انسان و حیوان پیدا
کر سکتا تھا یا نہیں جس کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ ہرگز پیدا نہیں کر سکتا جس سے صاف
ظاہر ہے۔ کہ پرمیشر تہی دست لاچار دوسروں کے سہارے کام چلانے والا اور محتاج ہے
پھر کیونکر یہ مستحق مربی ہو سکتا ہے جو طرح طرح کی آسائش و نعمت عطا فرماوے۔ بحالت بیماری صحت
کی نوازش کرے۔ سواری کو گھوڑا دے کھیتی کا کام کرنے کو بیل بخشے۔ کو ہاتھ پاؤں سمجھنے کو
عقل بخشے کو دل۔ لیکن یہ سب اپنے اعمال کا پھل ہے۔ ایشر کا کوئی دخل نہیں۔ افسوس کہ ویدنے
توحید کو خاک میں ملا دیا قدرت و عظمت کا ایشر کی ذات میں نشان نہ چھوڑا۔ انسان و حیوان کو
ایشر کی ہمسری کا مدعی بنا دیا اور ایشر کو جو عقیدہ ہوا ہے دیا ہے وہ یہ ہے کہ پرمیشر کو تہی دستی لاچاری
کا خطاب عطا فرما کر محتاجی کی جھولی اس کے گلے میں ڈال دی۔ اب بتلاؤ جو لاچار جس کے گھر میں کچھ نہ ہو
وہ دوسروں کو کیا دے سکتا ہے۔ اور کیا کسی کی شکرگزاری کا مستحق ہو سکتا ہے نہ اس نے کوئی دنیاوی
آسائش دی نہ کوئی نعمت اس کی عطیہ ہے نہ حالت مرض میں صحت و شفا کی امید نہ وہ صحت دینے
پر قادر نہ سواری کو گھوڑا نہ باربرداری کو ... نہ بیل گائے ... دودھ مکھن وغیرہ کھانے کو۔ نہ گائے
بھینس دے سکتا ہے اور دیتا تو دے کہاں سے وہ بیچارہ اختیار اور قدرت سے تو پیدا ہی نہیں کر سکتا۔ کیونکر
بیماری کا دکھ مریض کے اعمال کا نتیجہ ہے اور صحت اس کی کرنی کا پھل ہے اگر اچھے
کرم یا اچھے کام کئے تو سواری اور باربرداری کو مختلف قسم کے حیوانات۔ کھانے پینے کو نعمت پائی
ایشر کی داد و دہش سے کچھ سروکار نہیں۔ پھر جبکہ تمام سامان عیش پرمیشر کے کرم کا عطیہ نہیں
بلکہ اپنے اعمالوں کی کمائی کا ماحاصل ہے تو موجب ... کہ پرمیشر کا آریوں پر کوئی احسان نہیں
ہے وہ آریہ عبودیت کے پابند رہتے ہیں نہ معبود کے قائل نہ وہ پابند مشکوری ہیں۔ اور نہ

ویدک ایشر مستحق شکریہ کا ہے۔ دوسرا جز کہ آریہ فتح ایشر سے مستحق شکریہ ہے یا نہیں بموجب اصول ویدیہ
آریہ گروہ مستحق شکریہ اور ویدک ایشر بندہ شکرگزاری ہے۔ سب سے بڑا احسان جو ویدک ایشر پر آریوں کا
ہے وہ یہ ہے کہ باوجود ازلی اور غیر مخلوق ہونے کے نہ وہ ہمسری کا دعویٰ کرتے ہیں نہ اُس کی شکرگزاری
سے ستاتے ہیں۔ آریوں کا ایشر پر ایسا ہے کہ وہ ہمیشہ اس گروہ کا شکریہ ادا کرتا رہے تاہم سبکدوش
نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ ایک بڑا بھاری احسان ویدک ایشر پر ہے۔ اگر کوئی کسی کے ساتھ کچھ بھی سلوک
ہو تو بھلائی امر ہے اور شرافت متقاضی ہے کہ وہ ممنون اور مشکور ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آریہ گروہ
ویدک ایشر کی عزت کا محافظ اور خیرخواہ اور اُس کا محسن ہے۔ یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ ویدک ایشر کی
بے آبروئی ہو ورنہ اگر یہ گروہ اپنی اصلیت پر آجاوے۔ اور ویدی اُصول کا کاربند ہوجاوے۔ یا یوں کہو کہ اگر
آریہ فتح پرمیشر کے ساتھ مجاوز کی ٹھہراوے اور اُس کے ساتھ مقابلہ کر گذرے تو پرمیشر ہرگز تاب
مقابلہ نہیں لاسکتا جس کا نتیجہ یہ ہو کہ آریہ فتح ظفریاب اور ویدک ایشر کو سخت شکست ہو اور پرمیشور
کی پرمیشری ہرگز نہ رہے۔ اگر مسئلہ روح انادی کی بنا پر ہمسری کا دعویٰ کرکے اُس کی عبودیت سے انکار
کریں عبودیت ترک کردیں تو ایشر کو کیسے ندامت ہو۔ کون شخص ایسا ہے جو اپنی بہبودی نہ چاہتا
اپنی بھلائی کا دلدادہ نہ ہو عیش و آرام کو ناپسند کرتا ہو۔ اگر ہے تو یہ فرقہ آریہ ہے کہ جو جانتا ہے کہ بُری
افعال سے آئندہ جنم میں کتا۔ بلی۔ گھوڑا۔ گدھا۔ خچر۔ سور کی جون میں جانا پڑیگا۔ باایں ہمہ وہ
پرمیشر کی آبروریزی کے خیال سے اپنا قدم ترقی بہبودی کی طرف نہیں بڑھاتے۔ اگر یہ گروہ آریہ
دھرماتما ہوجاوے۔ بُرائی کی طرف رُخ نہ کرے تو وہ اس طریق عمل کے ذریعہ سے ویدک ایشر کو شکست
فاش ہوسکتا ہے اور ویدک ایشر سلسلہ دنیا چلانے سے بالکل عاجز ہوجاوے اس لئے کہ دھرماتما
ہوجانے کی حالت میں ایشر حیوانات کو پیدا کرنے پر قادر نہیں رہے گا جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے
کہ دنیاوی سلسلہ چلانے کا اختیار آریہ گروہ کو ہے نہ کہ ویدک ایشر کو۔ ایشر درپردہ آریوں کے ذریعہ
سے اور اُن کی طفیل سے پرمیشری کر رہا ہے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ پرمیشر ہرگز محتاج نہیں ہوسکتا۔
اپنی دنیا کا دارومدار سلسلہ دوسروں پر نہیں رکھ سکتا وہ اپنا ہمسر کسی دوسرے کو نہیں

یہ تھا وہ بڑی قدرت اور عظمت والا ہے یعنی اُسکو زیبا ہے تو ویدوں کو الہامی کتاب تسلیم کرنا نہیں کہہ سکتے اور عقل سلیم بھی اسی بات کو مانتی ہے کہ بیشک منشا الہامی اسی بات کو مانتے ہیں کہ بیشک ویدالہامی کتاب ہرگز نہیں ہے مگر چونکہ آریوں کا عقیدہ ویدوں پر ہے اور مسائل وید کا اظہار کیا جا چکا ہے ۔ لہذا جو آریہ صاحبان بموجب اصول وید مستحق ہیں کہ پرمیشر سے شکریہ ادا کریں اسمیں نیز ایشر پابند مستوجب ادائگی شکریہ کا ہے کہ وہ ہمیشہ آریوں کا ممنون احسان رہے

راقم حق پسند علی گڈھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسن لیلیٰ کی شکل دلبر ستاں تو ہی تو تھا ۔ عشق بنکر ذات مجنوں میں نہاں تو ہی تو تھا

آتش نمرود کو گلزار کس نے کر دیا ۔ کون ابراہیم پر تھا مہرباں تو ہی تو تھا

سنگریزے بول اُٹھے خود تھی ان کی کیا مجال ۔ نطق بنکر اُن میں در پردہ نہاں تو ہی تو تھا

کون تھا کس کی تجلی تھی کلیم اللہ میں ۔ شکل اعجاز ید بیضا عیاں تو ہی تو تھا

جسکو جوئے شیر کی تھی آرزو جویا تھا کون ۔ خواہش شیریں میں چھپکر حکمراں تو ہی تو تھا

عشق کے نیرنگ کا جلوہ دکھانا تھا تجھے ۔ تیشۂ فرہاد بن کر جاں ستاں تو ہی تو تھا

ڈوبتی کشتی بچا لی نوح کی وہ کون تھا ۔ اُس کا حافظ ناخدا و بادباں تو ہی تو تھا

استن حنانہ میں فرقت کا شاکی کون تھا ۔ طالب وصل پیمبر بیگماں تو ہی تو تھا

شوق بنکر خود لب اور دل میں کلیم اللہ کے ۔ ہو رخ تو ہی تھا تو ہی برق طپاں تو ہی تو تھا

کون تھا کس نے مٹایا لشکر اصحاب فیل ۔ کنکر منقار طائر میں نہاں تو ہی تو تھا

کسنے مشت خاک سے کفار نابینا کئے ۔ طاہر دست نبی تھا پر نہاں تو ہی تو تھا

کون تھا کس نے کیا مرشد بہاؤ الدین علی
حال پرپکیس فغاں کی مہرباں تو ہی تو تھا

الراقم حق پسند علی گڈھ

۴۸۶

تجھے توحید جب یہ مرا نظارہ ہو نہیں سکتا / مجھے یہ اضطراب اب مجھ سے یارا ہو نہیں سکتا

اگر تم تم نہیں کہتے تو ٹھوکر ہی سے ٹھکراتے / فقط اتنا بھی کیا تم سے مسیحا ہو نہیں سکتا

اٹھا کر پردۂ دوئی تجلی دیکھ لی اسکی / تماشا میں ماہِ کامل کا نظارا ہو نہیں سکتا

خودی جب لٹ گئی دل سے ہوئی خود رفتہ ہستی / تجلی نے کہا اب تجھ سے پردا ہو نہیں سکتا

رہو حلقہ بگوشی میں رہو وہ بد دل نے جگر میں / فقط یہ کان کا بالا ہے بالا ہو نہیں سکتا

سدا گونجے انکی گھتی ہے تعلق زادن کا زرسی / یہ ٹلے کفر کے ہجوں سے ایسا ہو نہیں سکتا

کلام پاک یزدانی ہے جو معجز ہے نظم کا / وہ پایا اس نے پایا جب سے اعلےٰ ہو نہیں سکتا

اسی سنے کا وردنکی مانگ جمیدی بڑھتی بیروں سی / اماں چاہی نہ اس سے کفر ایسا ہو نہیں سکتا

سدا رہتا ہی چڑھ کر کا ذروں پر جلوہ فرما یہ / شب تاریک ہی اس میں اندھیرا ہو نہیں سکتا

اندھیری آئی غالب روشنی پر کب یہ ممکن ہے / دبے اس کفر سے اسلام ایسا ہو نہیں سکتا

کلام حق کی خوبی منکروں کو کیا نظر آئے / کہ خور کا چشم شپر میں اجالا ہو نہیں سکتا

کلام پاک سے جو ہو مقابل تیس ٹکڑے ہوں / کبھی کر جائے اسکا ایک پارا ہو نہیں سکتا

تم اسکے وہ تمہارا ہے مگر میں ہیچ یہ کہتا ہوں / نہ جب تک کہ کہے تم ہو وہ تمہارا ہو نہیں سکتا

تجلے جلوہ گر ہو دل میں گرا ہے حضرت موسیٰ / تو کیا یہ میرا سینہ طور سینا ہو نہیں سکتا

بھلا سایۂ قدِ محبوب کا کیونکر نظر آتا / وہ نور نور یزدانی تھی سایہ ہو نہیں سکتا

مقاصد دل کے پاتے ہیں پہلے لب ہلانے سے / کوئی مثل بہاؤ الدین پیارا ہو نہیں سکتا

سبحان اللہ فغاں یہ وہ کلام پاک یزداں ہے

مقابل جس کے کوئی بول بالا ہو نہیں سکتا

راقم حق پسند علی گڑھ

شہر سیالکوٹ سے اسباب منگوانے میں دھوکے سے بچنے کا ذریعہ

سیالکوٹ کی مشہور صنعت

سامان کھیل و ورزش یعنی کرکٹ فٹ بال ٹینس ہاکی شٹل وغیرہ وغیرہ۔ اعلیٰ سٹیل کے مضبوط اور خوبصورت ٹرنک اور لوہے کے صندوق پچوں سٹیل اور زرہ بکتر [illegible] کیس وغیرہ وغیرہ اور [illegible] مضبوط اور [illegible] کی کام کی منقش والی خوبصورت چھریاں ورد [illegible] ایسی چیزیں ہیں جنکی وجہ سے سیالکوٹ مشہور و معروف ہے اور یہاں کا بنا ہوا مال ہندوستان میں سب جگہ جاتا اور پسند کیا جاتا ہے لیکن آجکے متعلق اس کثرت سے اشتہارات نکلتے ہیں کہ [illegible] باہر کے احباب کو انمیں اس بات کی تمیز کرنا نہایت ہی مشکل ہے کہ کونسا کارخانہ اچھا اور کونسا [illegible] اور [illegible] اسکی [illegible] کر [illegible] ربخوبی تجربہ ہے کہ بیرونی ناواقف اصحاب جس چیز کو صرف خط کے ذریعہ سے منگواتے ہیں انکو قیمت بھی دوگنی دینی پڑتی ہے اور شوروں سے عمدہ چیز بھی [illegible] کرنے والا بھی انکے واسطے کوئی نہیں ہوتا۔

ہم نے اپنی کمیشن ایجنسی قائم کرکے یہ ذمہ داری [illegible] ہے کہ اچھے سے اچھے (اس [illegible]) کارخانہ وار و نیز اچھی سے اچھی چیز خرید اسکو اصلی بازاری اور [illegible] نرخ پر بہم پہنچائیں اور اس محنت کے بدلے میں جو کہ ہم عمدہ اور باکفایت مال کی تلاش اور بھاؤ کر کے خرید کرنے اور روانہ کرنے میں اٹھائینگے صرف ایک آنہ فی روپیہ حق کمیشن خریداران سے لینگے اور اخراجات روانگی ذمہ خریدار ہونگے (نوٹ) ہم کارخانہ داروں سے کوئی حق کمیشن نہیں لینگے کیونکہ اگر ہم ایسا کریں تو ہم خریدار کے بجائے ان کے [illegible] سے حسب دلخواہ کر سکتے ہیں نہ ہی ان کی رعایت خرید کر سکتے ہیں جو رعایت ہمکو دوکاندار اور کارخانہ دار دینگے وہ ہم خریدار کو ہی دیدینگے۔

المشتہر

محمد شاہ سوار خان اینڈ برادرس کمیشن ایجنٹ شہر سیالکوٹ

تصدیق

میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس ایجنسی کی معرفت مال خریدنے والے احباب کو کسی قسم کا نقصان یا دھوکہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اس ایجنسی کے ایجنٹ مومن ہیں۔ نیاز مند مولا بخش فارین سیکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔

عقدۂ لاینحل

سب آریہ صاحبان کا یقین اور ایمان اس امر سے وابستہ ہے کہ جب انسان کو مہا پرلے کے وقت نجات ہوگی تو پھر جو لوگ سُرگ یعنی آکاش میں مزے کرینگے اور دُکھ درد سے رہائی پاجائینگے تو جب اُن کو اس سُرگ سے نکالا جاویگا تو کیوں نکالا جاویگا۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں۔ کہ اس دنیا کے دور کے آخر پر ہر ایک کو اپنے کئے کا پھل ملتا رہتا ہے۔ جہاں تک کہ نجات ہوتی ہے۔ مگر ایشور جی مہاراج ایک گناہ کو چھپا رکھتے ہیں اور باقی سارے اعمال کی جزا دیا کرتے ہیں۔ پس جب ایشور کو از سر نو دنیا آباد کرنی منظور ہوتی ہے تو جھٹ وہ مخفی گناہ کو نکالکر رشیوں منیوں کے پیش کر دیتا ہے کہ اس گناہ کی سزا میں نے تمہیں نہیں دی تھی اس لئے اس باقی ماندہ گناہ کی یہی سزا ہے کہ تم لوگ سُرگ سے نکلکر پھر دنیا کے دار الابتلا میں جاؤ اور گوناگوں دُکھ سکھ سہو۔ یہ عجب فریب اور مکاری ہے کہ لاکھوں برس کتنے بلیاں بناکر ایک دو سال اور کتنے بلیاں نہیں بنایا تا جزا سزا کا سارا ٹنٹا ختم ہو جاتا اور رہائی ہو جاتی اور پھر دنیا کا دھندا نہ دیکھنا پڑتا۔ سا جی یہ کیا خباثت ہی تو اس مکر رشیہ سے بہانہ بناکر لوگوں کو قید تناسخ میں پھر از سر نو سلسلہ منسلک کیا جاوے۔ کیا یہی عاقبت اندیشی اور دیانت و امانت ہے۔ جو مصنف وید کی ظاہر ہوتی ہے۔

نوٹ مجھے اس مکروہ حرکت اور ناکردنی فعل سے سخت نفرت ہے آریہ صاحبان اپنے ضمیر کی بنا پر غور و انصاف کریں۔

لو آریو ذرا انصاف کرنا ؞ ؞	طرف داری تعصب پر نہ مرنا
کہو کب دین حق کا یہ نشاں ہے	جس طرح تمہاری اب تر زباں ہے
کجا واجب کجا یہ لغو حرکات	معاذ اللہ ہے کیسا یہ خرافات
معاذ اللہ کیا شانِ خدا ہے	فدا جس پر تمہارا دل ہوا ہے

الراقم ماسٹر عبدالرحمٰن

مسافر آگرہ نیچے آگرا

اور

آریہ سماج کے کُل ممبروں کی توجہ کے قابل

ایڈیٹر صاحب

کچھ عرصہ ہوا کہ میرا ایک مضمون آپکے رسالہ میں چھپا تھا۔ گو بجائے اسکے کہ تہذیب اور متانت سے ایڈیٹر مسافر آگرہ لب کشائی کرتا۔ مگر اس نے نہایت گندہ دہانی اور سب و شتم سے اپنا اعمال نامہ سیاہ کیا ہے۔ خیر ہمیں اس امر سے کوئی واسطہ نہیں ہم تو اظہار حق کے لئے گالی نہ دینگے بلکہ گالی کے عوض دعا دینگے۔ دراصل ایڈیٹر مسافر آگرہ کی شکست کا یہ ایک نشان ہے کہ وہ گالیوں پر اتر آیا۔ دراصل حق یہی ہے کیونکہ کسی نے سچ کہا ہے کہ ننگ آمد بجنگ آمد کا معاملہ ہے جس شخص کے اندر بکرہ اور گندی چیز بھری ہوئی ہوتی ہے پھر اس کے اندر سے پاکیزہ چیز کی امید کرنا غلطی ہے۔

ہم ناظرین کی خدمت میں پھر عرض کر دیتے ہیں کہ ہمنے آریوں کی خدمت میں بصد آداب و نیاز التماس کی تھی کہ آپ لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ ہر ایک فرد بشر جو کسی جیو اور جانور کو قتل کرتا ہے یا دکھ دیتا ہے وہ اپنے کئے کا پھل پاتا ہے اور سوامی دیانند جی مہاراج اور پنڈت لیکھرام دونوں اپنی اپنی تصنیفات میں یہ تفصیل لکھتے ہیں کہ وید کے ہاں کسی طرح کا کفارہ اور سفارش کارگر نہیں بلکہ ہر شخص اپنے فعل کا نتیجہ بھگتتا ہے۔ زیادہ میں اس امر کی تشریح اور مذکورہ بالا پنڈتوں کے کتابوں کے حوالہ درج کرکے تضیع اوقات کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں اس مضمون کو رسالہ ازالۃ الاسلام اور کتاب اختبار الاسلام میں تفصیل تحریر کر آیا ہوں۔

اب مسافر آگرہ سمجھتا ہے کہ نیک اور بد نتیجہ ... پھر جو آریہ صاحبان اپنے نیک اور جیو کشیا کرنے والے ہوتے ہیں کہ وہ کیڑوں اور چیونٹیوں اور دیگر حشرات الارض کو رستے سے ہٹا کر

بار رشتے سے بچا بچا چلا کرتے ہیں۔ اس لئے وہ چیونٹیوں کی جانوں کو تلف کرنے کا ارتکاب
نہیں کرتے اور یہ جو مشہور ہے کہ ایک جان کے خون کرنے سے پاپی انسان کو لاکھوں برس
کتے بلیاں بننا پڑتا ہے ٹھیک اور یہ درست ہے جب احتیاط تمام چلتا پھرتا ہے تو پاؤں میں
جوتی نہیں پہنتا وہ چیونٹیوں کو۔ لاکھوں برس کتے بلیاں نہیں بنے گا۔ پھر وہی صاحب
فرماتے ہیں کہ اگر بلا قصد بلا علم و نادانستہ کوئی چیونٹی مر بھی جاوے۔ تب وہ اس گناہ کا چنداں جوابدہ
نہیں ہوگا۔

اب میں سماجک پالک سے پوچھتا ہوں کہ کیا پنڈت دیانند جی کی یہی تعلیم ہے کہ جو گناہ نادانستہ
ہو جاوے اس کی بابت پرسش نہیں ہوگی اگر کوئی ہے تو بولے تا میں اسکو پنڈت صاحب کی عبارتیں
بلفظہ نقل کر دوں۔

پھر پنڈت لیکھرام جی معتبر کتب کے حوالہ سے اپنی کتاب کلیات آریہ مسافر کے صفحہ ۵۴ در بیان
ثبوت تناسخ میں لکھتے ہیں کہ ہرگز ہرگز کوئی گناہ بلا سزا بھگتنے یا کفارہ یا توبہ سے ایشور جی معاف
نہیں کرتا بلکہ خواہ کوئی گناہ بھول سے ہوا ہو یا زبردستی سے۔ مجرم اپنے کئے کا اس طرح پھل پاویگا
جیسے زہر کھانے والا بھی ضرور موت سے مرے گا۔ اب میں نہیں سمجھ سکتا کہ پنڈت دیانند اور لیکھرام
صاحب کاذب اور جھوٹے لکھے گئے ہیں یا ان کے چیلے چانٹے ایسی حرکات کرتے ہیں۔ اپنے
استادوں سے چار قدم بڑھ کر چھوٹا منہ بڑی بات کے مصداق بننا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد
ایڈیٹر مسافر آگرہ فرماتے ہیں کہ پانی میں کیڑے نہیں ہوتے۔ بلکہ تجربہ اور سائنس کے مشاہدات سے جو
بذریعہ خوردبین ہو سکتے ہیں اگر ان سے کوئی کیڑے پانی میں نظر آویں تو انکو اجزا پانی سمجھنا چاہئے
پھر آگے جا کر دروغگو را حافظہ نباشد فرماتے ہیں کہ پانی چھانکر کیڑوں سے صاف کرکے ایماندار آریہ[1]

---

[1] آریہ صاحبان گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ کتنے ایسے نیک ایماندار آریہ صاحبان آریہ سماج میں ہیں جو چھان
چھان کر پانی پیتے ہیں اور برہنہ پا اس لئے چلتے ہیں کہ حسب فرمودہ سوامی جی رستے میں کیڑے مکوڑے ہلاک نہ ہو جاویں۔ گو میں
سمجھتا ہوں کہ عمدہ آریہ میں بزرگ نام کے آریہ ہیں جو عملدرآمد میں ایمان سے خارج ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسے کہ
شیخ محمد اسمعیل صاحب نے فرمایا۔ ابھی کہاں کا مذہب اور کہاں کے اصول یہ تو دکھانے کے دانت ہیں عملدرآمد کی مت پوچھو
کون آریہ ہے جو حسب فرمودہ دیانند وید چھ سال میں ختم کر کے ایماندار آریہ کہلا سکے ۱۲

ابلو ایک نشہ در شد۔ اول تو آریہ صاحبان جیسے برہنہ پاؤں دیکھ دیکھ کر کیڑوں کو ضرب سے
سے بچنے کی متعلق پروا نہیں کرتے۔ اسی طرح نہ پانی چھان کر پیتے ہیں نہ دو وقت آگ کی دھونی لگا کر
نہ صیاد و پاسنا کرتے ہیں پھر اگر۔ اون آریوں میں سے اگر ایک آدھ کرتا بھی ہو۔ تو میں
کہتا ہوں کہ بعض پسنے جھنے کے (جرم) ہو سبب سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ نجاست کا
کیڑہ کستوری کی بوسے فی الفور ہلاک ہو جاتا ہے پھر اس طرح عود کستوری سے تم کیوں لاکھوں
کیڑوں کی ہلاکت کا موجب بنتے ہو۔ کیا تمہاری جان انکی جان سے زیادہ پیاری ہے۔ پنڈت دیانند جی
بھومکا میں تحریر فرماتے ہیں کہ تمام جیو ارواح یکساں ہیں خواہ انسانوں کے قالبوں میں ہوں۔ خواہ
دوسرے جانوروں میں۔ پس سب جانوں کی ہلاکت کو پرہیز کرنا موجب نجات ہے۔ کیونکہ وہ جیو جواب
کیڑہ یا چیونٹی بنا ہوا ہے کسی زمانہ میں سوامی کا باپ یا بچہ ضرور تھا۔ پس اسکو مارنا ہی ایسا گناہ عظیم
ہے جیسے سوامی کو زہر سے دریا برد کرنا یا اپنا باپ ہی۔ کیونکہ ہر ایک جان کو اجسام سے نقل مکانی کرنیں
یکساں موقعہ ملتا ہے

اب آریہ صاحبان زبان دیں کہاں بھاگنا ہوسکتا ہے۔ پس یا تو سوامی جی کو جھوٹا اور مہا پاپی تحریر
کر کے انکی نندیا کرو ورنہ اپنی نجات تلاش کرو۔ لکھا ہے کہ ایک جان کے مارنے سے آریہ کو لاکھوں برس
کتے بلیاں بننا پڑتا ہے۔ پس جس نیک بخت نے ساٹھ[1] سال جی کر اور ہزاروں پیالے پانی کے پی کر

[1] جب تو یہ رسالہ مسافر آگرہ مسافت سے جواب دینے کا ارادہ اودھر جانک کہ جب کوئی جواب نہ آیا تو اور چند
بیہودہ اعتراض اسلام پر لکھ دیئے ہیں حالانکہ اس نیک بخت سے کوئی پوچھے کہ جلے ماتس تو جواب دے رہا ہے یا اعتراض کر رہا ہے
اگر یہ بار بار ایسے اعتراضوں کا جواب شائع ہو چکا ہے۔ مگر پھر بھی میں اتنا لکھتا ہوں کہ معاذ بہشت تو نہیں بار رہا یہ اعتراض
بہتا ہے کہ حوریں ملینگی وغیرہ وغیرہ۔ میں انہیں کہتا ہوں کہ جب تم لوگ اور تمہارے پنڈت شری پال اصلاعد پرکش
اور دیانند وغیرہ حوروں کے ساتھ بیاہ کر کے کئی لڑکے پیدا کرتے ہیں اور اگر ...... تو دوسروں سے بھی لڑکوں کی نطفہ کا
بالکوں میں تھی ...... کا ما کرنہیں بہتر تھوڑا ہی میں عرفتا ہوتے ہیں یا نیگ کام کرتے ہیں اگر تم کو حوروں سے بیاہ شادی کا نام لگا گیا ہے تو ایک
لڑکوں اور کنجروں کا کام لگتا ہے تو اپنے باپوں اور دادوں کے گلے پڑو کہ ایسے برے کام ...... تو پھر کیا اعتراض ہے (مفصل
الحضار ازالۃ الاسلام حصہ سوم)

مثلاً کسی چیونٹیوں کے خون مچھر کو کھا کر دوسرے قالب میں انتقال کیا ہوگا اسکی کیا حالت ہوگی؟ کہتے
ہیں کہ نجاست اور پاخانہ کے کیڑے بھی ہوا سے مرجاتے ہیں جب وہ پیٹ سے باہر آتے ہیں پھر آریوں کو ایک
دفعہ پاخانہ کرنے میں بھی چند کیڑے مار کر (چند × ۲۰۰۰۰) کئی لاکھ برس کی قید تناسخ بھوگنا لاچاری
ہے۔ بہتر ہے کہ ہر ایک قسم کے گناہوں سے بچیں اور جیو ہتھیا کریں بلکہ اب تو ثابت ہو گیا ہے کہ قریباً ہر شے
میں کیڑے ہوتے ہیں۔ بلکہ ہر مرض کیڑوں ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ باقی وارد۔ شیخ عبدالرحمن از کھپور ضلع
نوٹ ایک چیونٹی کے خون سے ہزارہا سال کتے بلیاں بننا ضروری ہے پھر جس آریہ نے تیس سال
بیہودہ و چیونٹیوں کو صاف کیا ہے تو مرنے کے بعد کتنے لاکھ سال تک کتے بلے اور گدھے کے
جنم میں سرگرداں ہوگا۔ اس کا جواب طلب ضروری ہے۔

قابل دریافت سوال

میں نے بارہا آریوں سے سوال کیا ہے کہ اگرچہ تمہارا سارا مذہب صرف خیال اور زبانی جمع خرچ پر
مبنی ہے یعنی نہ کسی نے وید دیکھا نہ سنا اور نہ مطالعہ کیا مگر وید وید بکے جاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں
کہ ریل تار برقی بھی ویدک خزانہ سے وجود پذیر ہوئے ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو معلوم ہوا کہ ہندوستان
کے دیانندی آریوں کی نسبت اہل یورپ نے وید زیادہ بھی کھنڈ کیا ہوا ہے کیونکہ انہوں نے وید میں
مہارت کامل اور تحصیل تمام ختم کر کے ریل تار برقی جیسی مفید اشیاء سے دنیا کو بہرہ ور کیا ہے۔ اس لئے
یورپ کی تقلید آریوں پر فرض ہوئی۔ مگر ہندوستان کے نام کے اور کچے آریوں نے کچھ بھی بچاؤ
نہیں کیا جس سے وہ یوروپ کے سامنے خم نہ ہو سکیں؟

مگر اس سوال جو قابل حل اور قابل دریافت ہو وہ یہ ہے کہ دنیا میں نیچر میں یہ قانون جاری ہے
کہ مجرم کو اپنے جرم کی جب سزا ملتی ہے تو اسے بتلا دیا جاتا ہے کہ تو نے فلاں دفعہ اور فلاں جرم کا ارتکاب
[illegible] فلاں فلاں گواہ تجھ پر شہادت دیتے ہیں اس لئے تم اسی سزا کے مستحق ہو اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے

کہ اس عبرت انگیز سزا سے لوگ گونا گون جرایم سے پرہیز کرتے ہیں اول تو کہنی کیجا ہے کہ گو منصیر کا تو یہ ہے کہ ویدک پرمیشر سزا تو دیئے جاتا ہے مگر یہ نہیں بتلاتا۔ کہ آتش کدہ یاد ایّم المریض اور کتوں کی کو اطلاع کر دیا کرے کہ بھائی تم نے فلاں فلاں بدذاتی کا ارتکاب کیا تھا اس لئے تو ان سزاؤں مصائب اور تکالیف میں مبتلا ہوا ہے آئندہ ایسی حرکات ناشائستہ نہ کیجئیے ورنہ پھر تمہیں کتے بلیاں اور گدھے سور کے جنم جانا ہوگا۔

مگر بعض کہتے ہیں کہ اگر پرمیشر یہ بتلا دیتا کہ ہر ایک مجرم نے فلاں فلاں گناہ کا ارتکاب کیا جس سے وہ سزا میں مبتلا ہے تو وہ اُن حرکات ناشائستہ سے باز آجاتے جو اُنہوں نے پہلے جنم میں کی تھیں پھر ایشور کو یہ گھاٹا ہوتا کہ لوگ یک لخت سب کے سب نیک ہو جاتے۔ پھر گائیوں بکریوں کی جونوں میں کس بیگناہ کو پکڑ کر ناحق گائے بکری بنا دیتا۔ پھر انصاف ایزدی قایم نہ رہتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اب کونسا انصاف ویدک ایشور کا قایم ہے کہ روزانہ تو ہر روز لاکھوں کروڑوں باشندوں اور کروڑوں پھر پرند کو دیکھاتی ہے کسی کے بدن پر ڈنڈے لگتے ہیں (گدھا) کسی کو کچھ کا کچھ اور بھگتنا پڑتا ہے مگر وہ بیچارے چپکے چپکے مار کھا رہے ہیں اُسکی ایسی مثال ہے جیسے ایک سپاہی نے ایک شخص کو جسے ارتکاب جرم کئے ہوئے تیس سال گذرے تھے اور وہ اپنا فعل فراموش کر چکا تھا۔ پھر سپاہی نے اُسکے سر پر سخت لٹھ چلایا اور جیل میں دس سال چکی پسا پسا کر اور قید میں دکھ دے دیکر پھر اسکو رہا کر دیا اب وہ بڈھا جسے سپاہی نے سزا دی تھی سپاہی کو ٹھگ گالیاں...... سپاہی یونہی مارتا ہے یعنے بتلاتا نہیں کہ میں نے کونسا جرم کیا ہے۔

اب میں نہیں سمجھ سکتا کہ قید سے نکلکر کس فعل سے رُک رہوں کہ آئندہ پھر مجھے لٹھ نہ سہنا پڑے

الراقم ماسٹر عبد الرحمن سکنہ تیپلہ

قبول اسلام

جناب ایڈیٹر صاحب دام برکاتکم۔

السلام علیکم۔ ذیل میں ایک خبر مسرت درج کرتا ہوں آپ اسکو اپنے معزز پرچہ ثانی اسلام یعنی امداد الاسلام

[illegible] ذات کا ئستھ عمر ۴۰ سال مشرف با سلام ہوکر سید [illegible]

جناب سید شاہ مظہر حسین رئیس اعظم نوابادہ ضلع پٹنہ کے یہاں ملازم ہیں [illegible]

[illegible] آریوں سے تو دریافت کرے کہ کیوں جی اسلام تلوار سے پھیلا ہے یا

روحانیت کی وجہ سے۔ آپ تو نیوگ کے دلدادہ ہیں آپ میں تو حق و باطل کے پرکھنے کا مادہ ہی

نہیں۔ آؤ ذرا آنکھ کھولو اپنے مذہب باطلہ سے توبہ کرو اور اسلام کے نورانی چہرہ کو دیکھو اور کسی کا

کہنا نہ مانو۔ الراقم سید شاہ عزیز حسین۔ خسرو پور۔ ضلع پٹنہ۔ خریدار ۵۵۴۸

دفتر مدرسہ حفظ القرآن۔ مراد آباد۔ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء

مخدوم و مکرم بندہ منشی رحیم بخش صاحب اڈیٹر رسالہ انوار الاسلام دام لطفہٗ

السلام مسنون گزارش ہے کہ رسالہ انوار الاسلام نے ماہ شعبان سے مدرسہ یتیم خانہ حفظ القرآن

کو مفت جاری فرمایا۔ امید ہے کہ آپ ہمیشہ اس مدرسہ کو یاد رکھیں گے۔ مدرسہ کے کل طلباء آپ کے مشکور ہیں

انوار الاسلام جلد ۸ نمبر ۱ کے صـ پر منشی سیپارہ عم کی نادر تفسیر کے ویلیو پے ایبل کی

نسبت جو خریداران انوار الاسلام نے واپس کر دیئے ہیں یہ شکایت پڑھی ہے۔ ہمیں سخت افسوس ہوا ہے

کہ انہوں نے ہمدردی اسلام اور یتیموں کی خیر خواہی کو کام میں نہیں لائے۔ خریداروں کو چاہئے تھا کہ علاوہ

انوار الاسلام کی قیمت کے ادا کرنے کے یتیموں کی سرپرستی کا بھی دم بھرتے۔ یتیموں کا پیسہ جس جس نے

دبا لیا ہے اور ڈاک تک نہیں لیا وہ اللہ اور رسولؐ کے نزدیک سخت بے انصاف ہیں۔ خریداران

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ میں بطلبی ویلیو پے ایبل دوبارہ درخواست کریں اور عند اللہ ماجور و عند

الناس [illegible] منشی کریم بخش صاحب مرحوم کے بچوں کو ہمارے یہاں سے امداد ملا کرے گی

کیونکہ یتیم احب الرحم ہوتے ہیں۔ مراد آباد میں جو مدرسہ حفظ القرآن و یتیم خانہ اسلامی

کھلا ہوا ہے اس مدرسہ کی تعمیر مکان کے واسطے جناب عبد الرحیم خان صاحب عرف

[illegible] صاحب رئیس مراد آباد محلہ مغلپورہ نے دو سو سولہ گز زمین محلہ مغلپورہ میں مدرسہ کے نام

[illegible] اور جب شری گواہی [illegible]

مسلم میں ابو ہریرہ رض سے روایت ہے حضرت نے فرمایا جو لوگ [illegible]
اور [illegible] کرتے کو قرآن کو فرشتے چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور خدا کی رحمت [illegible]
اور ان پر آرام اور چین اترتا ہے اور خدا ان کا ذکر کرتا ہے ان میں جو خدا کے پاس ہیں [illegible]
اور پیغمبروں کی روحوں میں یعنی ذکر خدا کی اتنی بڑی فضیلت ہے کہ ذکر کرنے والوں کو چاہئے [illegible]
[illegible] لیتے ہیں تاکہ ذکر کی برکت میں شریک ہوں اور خدا کی بیشمار رحمت اپنے اوپر نازل ہونے [illegible]
دل میں لذت اور چین حاصل ہوتا ہے اور عرش پر اس کا ذکر خدا کرتا ہے کہ فلانے میرے بندے [illegible]
میں جو مجلس یاد کرتے ہیں زہے قسمت ذکر کرنے والوں کی اور زہے [illegible] خدا کی قرآن [illegible]
پڑھنا خدا کا نام لینا لوگوں کو وعظ اور نصیحت کرنا۔ درود اور کلمہ پڑھنا نماز پڑھنا سب ذکر [illegible]
داخل ہے۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی [illegible]
سنوارا اور اپنا دین مستحکم اپنا یا پھر جو نیک بات کرے گا تو دس گنی لکھی جاوے گی سات سو [illegible]
اور جو بری کرے گا تو وہ اتنی لکھی جاوے گی جتنی کی ہے یہاں تک کہ خدا سے ملے [illegible]
حال ہے۔ اس حدیث سے خدا کی رحمت کو خیال کیا چاہئے کہ اپنے بندے مسلمان کی [illegible]
اور نیکی کو سات سو تک بڑھاوے۔ اسلام سنوارنا یہ کہ قرآن اور حدیث کے موافق [illegible]
کرے شرک اور بدعت چھوڑے شریعت محمدی کی کمال اتباع [illegible]
اور باطن سے متقی بنے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعتبار عمل کا [illegible]

[illegible] کو شرک سے باز رہنا چاہئے۔ کیونکہ شرک کرنا بڑا بھاری ظلم [illegible]
[illegible] کہ خدا تعالیٰ کبھی نہیں بخشتا مشرکوں کو اس [illegible]

خبریں

پنجاب کے امتحان مقابلہ اکسٹرا اسسٹنٹی میں نو امیدوار پاس ہوئے ہیں۔ بھائی لال سنگھ بی اے
منشی خورشید محمد صاحب ایم اے اس سال کے امتحان مقابلہ منصفی میں ایک امیدوار
پاس ہوا جو شکر ہے کہ امرتسر کا ایک مسلمان گریجوایٹ ہے۔ وط

پونا کا طاعونی ہسپتال جل کر خاکستر ہو گیا ہے۔ جان کا نقصان نہ ہوا۔ بمبئی میں ایک دیسی
پانچ منزلہ مکان اچانک بیٹھ گیا۔ اس حادثہ میں بھی کوئی جان ضائع نہ ہوئی۔

ملا مزا خاں صاحب پشاوری کے ہاتھ پچھلے ہفتہ چند ہندو عیسائی مسلمان
ہوئے ہیں۔ الحمد للہ۔

خوشی کی بات ہے کہ امرتسر میں شراب کی دوکانیں کم کر دی گئی ہیں۔ پہلے ۱۴
دوکانیں ہوتی تھیں اب ۶ رہ جاوینگی۔ ٹمپرنس سوسائٹی کو مبارک۔ ایڈیٹر

جزیرہ جاوا کی آبادی ایک صدی میں ۴۰ لاکھ سے ۳ کروڑ ہو گئی ہے۔ وہاں تقریباً
مسلمان ہی آباد ہیں یا کچھ چینی۔

چاٹگام میں ایک جہاز میں جس پر سن بار تھا آگ لگ گئی۔ اور تین لاکھ روپے کا
نقصان ہوا۔

کلکتہ میں ہندو مسلمانوں کے درمیان عید ملاپ کے جلسے ہوئے۔

کشمیر میں ہیضہ کی شدت ہے خصوصاً سرینگر میں حالت ناگفتہ بہ ہے۔

انجمن پنجابیہ لاہور کے اہتمام سے ۲۴ نومبر کی شام کو راجہ جہانداد خاں صاحب مرحوم
کے لئے جلسہ فاتحہ خوانی منعقد ہوا اور یادگار قائم کرنے کے لئے ایک کمیٹی قائم ہوئی۔

نقیر سید افتخار الدین صاحب مشیر مال ریاست ٹونک ہز مجسٹی امیر کابل کی سیاحت کے
انتظام میں خاص عہدہ پر مقرر ہوئے۔